

العطاء بالرضویۃ فی الفتاویٰ الحشمتیۃ

تصنیف

امام المناظرین فی الہند

شیربیشہ اہل سنت خلیفہ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ مفتی شاہ محمد حشمت علی خان

قادی برکاتی رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۹ھ - ۱۹۰۱ء / ۱۳۸۰ھ - ۱۹۶۰ء

جلد اول



المکتبۃ الشاذلیۃ فی الباکستان
اردو علم کی شمع

الْعَطَايَا الرِّضْوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الْحَشْمَتِيَّةِ

تصنيف

امام المناظرين في الهند
شيربیشہ اہل سنت خلیفہ اعلیٰ حضرت
حضرت علامہ مفتی شاہ محمد حشمت علی خان
قادری برکاتی رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۱۹ھ - ۱۹۰۱ء / ۱۳۸۰ھ - ۱۹۶۰ء

جلد اول



المکتبۃ الشاذلیۃ فی الباکستان
اردو
علم کی شمع



المكتبة الشاذلية في الباكستان
اردو
علم کی شمع

الْعَطَايَا السَّخِيَّةُ

الْفَتَاوَى الْحَشَمِيَّةُ

ناصر الاسلام والمسلمين مظہر العظمیٰ شہرہ شریفہ ہلسنت خلیفہ حضرت طہر علم علی الاطلاق

حضرت علامہ فطاری مفتی الحاج الشاہ ابو الفتح عبدالرزاق صاحب مجلس حشمت علی صاحب قبلہ قادری برکاتی ضوی لکھنوی ضی النور تالاعہ

بفیضان کرم

افقہ الفقہاء رئیس المحققین مظہر شہرہ شریفہ ہلسنت شیخ طریقت مشاہد ملت حضرت

علامہ مفتی الحاج الشاہ ابو المنظر محمد مشاہد اہل رضا خان صاحب قبلہ حشمتی قدس العزیز

بسعی و کاوش

شہزادہ حضور مظہر العظمیٰ حضرت شیخ طریقت حضرت علامہ محمد علی صاحب مجلس حشمت علی صاحب قبلہ قادری برکاتی ضوی لکھنوی ضی النور تالاعہ

باہتمام: شہزادہ شیر بندوستان حضرت علامہ مولانا محمد رضا خان مفتی جرنی سکریٹری ان اڈمنسٹریشن ضی النور تالاعہ

تقسیم کار:

سیکریٹری اکادمی اشاعہ الیہ شہرہ شریفہ لکھنوی بحیث شریف (یو پی)

منظر الحقیقت
وہابیہ

تخریر علی حضرت

ولہ سرائق وغریب المناقب

(الطاری الداری النعمان عبد الباری)

شہزاد گار علی حضرت کی نظر — اور

مظہر علی حضرت

حضور حجۃ الاسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ

بُجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں ایک نعمت
حضرت امیرنا حضرت علی خان صاحب بھی ہیں۔

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ الغفر

”جو کام ڈیڑھ سو مولوی مل کر نہ کر سکے وہ تنہا مولانا حضرت علی خان صاحب نے کر دیا۔“

پیشکش: حضرت مولانا محمد شمس الدین علی خان صاحب رحمہ اللہ

اکابرین و صاحبزین کی نظر میں اسلام و مسرت

حضرت ملک العلماء

اول۔ القابات حضور و ظہر اعلیٰ حضرت

حاجی دین ملت۔ حاجی و ہابیت۔ ناصر سنت۔ کاسر بدعت۔
نمودہ شدت حضرت عسرا علیہ حضرت۔ مولینا مولوی۔ ابو الفتح
محمد شریعت۔ بیخان قادیان رضوی۔

ہندوستان کا ایک عظیم فقیہ

اول۔ شیریشہ السنہ کا فضل و کمال

کامیاب تارک شریعت و اہل سنت و جماعت کی تالیف ہے۔
”اس تہذیب کی رحلت سے بولقصان عظیم پہنچا اسکی تلافی ناممکن ہے۔ دنیا شاہد ہے کہ
آپ حق کہنے میں کسی سے ڈرے اور بے نہیں، فضل و کمال کا یہ عالم کہ مذاہب انبیاء
تک کی کتابیں نوک زبان پر۔ میدان بحث میں آپ کا بڑے سے بڑا
زبان آور مخالف طائفہ ہلکا ہوتا ہے۔“

غزالی دوران کمال

اول۔ اکابر حضرت کا کمال و کرامت

غزالی دوران حضرت عسرا علیہ السلام کی تالیف ہے۔
”علم و عمل، زہد و تقویٰ، نیکوئی و مسک غرض ہر امت بار سے امام ملت ظہر
(شیریشہ سنت) کا وجود مقدس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظر آسم تھا۔
دنیا نے اس سنت میں اب کوئی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جو آپ کی کوہ پورا کرے۔“

حضرت حافظ ملت علامہ الشاہ عبد العزیز صاحب علی الرحمة والرضوان

اور حضور مطہر اعلیٰ حضرت

حائمی سنت، ماحی بدعت، سرشکن نجدیت، سلطان المقرین، امام المناظرین، شہید ملت حضرت شیر بیشہ اہلسنت الحاج مولانا الشاہ ابو الفتح محمد حنبلت علی خالصا علیہ الرحمۃ کی شخصیت دنیا کے اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شان امتیاز رکھتی تھی جس نے گورستان وہابیت میں سسٹا کر دیا، گلستان دیوبندیت تاراج کر دیا، نجدی قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ بڑے بڑے سوراخوں کو آپ سے مقابلے کی تاب نہ تھی، نجد کے بڑے بڑے وفادار اور منظور نظر اس شیر سنت کے نام سے کانپتے اور لرزتے تھے، ہند کی شیخیت کا خواب دیکھنے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا

قصر خربہ ملے جس کی لکڑی سے اس شیر سنت پہ لاکھوں سلام

حضرت علامہ مفتی عماد الدین صاحب قبلہ قادری جمالی مفتی اعظم سنبھل

اور حضور شیر بیشہ اہلسنت

”میرا دل و دماغ وعدل و انصاف یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے یہ وہی بندہ ہے جسکی بابت امام اہلسنت نے اپنی آخری وصیت میں جزم فرمایا تھا کہ ”اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا“

اہل سنت کا سہارا ہند میں بعد رضا

ہے ہمارا ہی پیا حنبلت علینا قادری

از قطب راہچہ حضرت سید چندہ حسینی صوفی اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان

خانقاہ شمسہ اشرفیہ راہچہ کرناٹک

شرفِ انتاب

افقِ اسلام پر ہدایت کے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے والے اصحابی کالنجوم کا
کابلوہ دکھانے والے

یہ عنی

گلبنِ رضویت، جانشینِ علیحضرت، حامیِ سنت، ماحیِ نجدیت، قاطعِ وہابیت، حجتہ الاسلام
شیخ الانام حضرت علامہ الشاہ محمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی نور اللہ
مرتدہ و طاب ثراہ

تاجدارِ اہلسنت، نو بہارِ طریقت، پاسبانِ شریعت، نورِ حدیثِ امامتِ اہلسنت، گل گزارِ رضویت
مفتی اعظم، ہم شہیدِ غوثِ اعظم، حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ و ادبی
برکاتی رضوی قدس سرہ الاقدس بالفیوض والبرکات والامن علینا وعلی سائر اہل السنن

اُن بارگاہِ اقدس میں یہ

سرمایہٴ افتخار، فقہی خزانہ

منسوب ہے عقیدت

گر قبولِ افتد زہم عز و شرف!

محمد ادریس رضا خاں شمس رضوی برکاتی قادری

استاذ عالیہ شمشیرِ حشمت نگر پبلی بھیت شریف

- نام کتاب _____ العطا یا الرضویہ فی الفتاویٰ الحتمیہ
مصنف _____ ناصر الاسلام و المسلمین شیریشہ اہلسنت منظر علی حضرت منظر اعظم حضرت علامہ مفتی
الواجب عبید الرضا محمد شمس الدین قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثمیلی ہشتی
نور اللہ علی امرتہ
زیر اہتمام _____ شہزادہ منظر علی حضرت شیخ طریقت شیر ہندستان حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ رضوی ہشتی
دامت برکاتہم العالیہ
مرتب _____ مولانا محمد منظر علی الحق ہشتی بارہ بنکوی
تصحیح کتابت اضافہ اعراب _____ حضرت مولانا مفتی محمد صغیر اللہ صاحب ہشتی گوندوی
حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب بہرائچی
کتابت و تزئین _____ مجدد رحمہ اللہ رضا ہشتی (نجم گراؤنس)
طباعت اول _____ ۱۴۳۲ھ مطابق اگست ۲۰۱۱ء
قیمت _____
ناشر _____ عسکری اکیڈمی، آستانہ عالیہ ہشتیہ شمس الدین ثمیلی ہشتی شریف

○ مصنف _____ ناصر الاسلام والمسلمين شيرازيه اهل سنت منظره على حضرت منظر اعظم حضرت علامه مفتي
الافتاح عبید الرضا محمد شمس عیناں قادری برکاتی رضوی مجددی کھنوی ثمینی اہل سنتی
نور اللہ تعالیٰ امرتہ

○ زیر اتمام — شهباده منظر علی حضرت شیخ طریقت شیرهندستان حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ رضوی حتمی دامت برکاتہم القدسیہ

مرتب _____ مولانا محمد مظہر الحق ختمتی بارہ بن کوی،
تصحیح کتابت اضافہ اعراب _____ حضرت مولانا مفتی محمد صدیق اللہ صاحب ختمتی گوندوی،

○ تصحیح کتابت اضافہ اعراب — حضرت مولانا مفتی محمد صبیح اللہ صاحب ختمی گوندوی،
○ حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب بہرائچی

حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب بہرائچی

○ کتابت و ترمیم _____ محمد نجم الرضا حتمشی (نجم گرافکس)

○ طباعتِ اول۔ ۱۳۲۲ھ مطابق اگست ۲۰۰۱ء

○ قیمت _____

○ ناشر ————— عسکری اکیڈمی، استاذہ عالمی ختمیہ نگر ملی بھیت شریف

مسئلہ کے تحت

ناشر ملک علی صاحب محمد اردوان دوسرا حشری، حشری جامع مسجد اہل بیت کربلا
الجامعۃ الہیۃ حشریۃ، بیروت، ضلع تھانہ
بزم رضا حشری کربلا و بیروت

شیر رضا الہی، وسعی مجہدی ۰۸۲۹۰۶۹۲۷۷۷/۰۹۳۲۳۱۲۷۲۹۲

جامعہ اہلسنت دارالعلوم حشمت الرضا حشمت گنجی پبلیکیشنز
الجامعۃ الحشمتیۃ مشاہد نگر پیراہیم پوسٹ بنگلوا ضلع گونڈہ،
مدرسہ اہلسنت جامعۃ الرضا قصبہ ایپولی ضلع بارہ بنکی،
دارالعلوم اہلسنت حشمت الرضا، کرنیل گنج کانپور،

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	شرف انتساب	۶
	عکس تحریر	۷
۲۳	خانقاہ برکاتیہ اور حضور مظہر علی حضرت شیر بیشہ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان	
۲۶	ابتدائیہ	
۵۳	مقدمہ	
	کتاب الایمان	
۱	جن مقدس مردوں کے اصحاب طیبہ الم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور منتقل ہوتا رہا	۷۱
۲	حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رشید احمد گنگوہی کا بہتان	۷۲
۳	فقہ اکبر کی عبارت پر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا قول	۷۲
۴	فقہ اکبر کی عبارت کے بارے میں حضرت علامہ سید احمد طوطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	۷۳
۵	فقہ اکبر کی عبارت پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق	۷۳
۶	والدین کریمین سے متعلق حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی وضاحت	۷۴
۷	فقہ اکبر کی عبارت پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تحقیق	۷۶
۸	والدین کریمین کی نجات ثابت کرنے میں علماء کے تین مسلک	۷۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹	حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایمان افروز صراحت	۸۰
۱۰	ابوین کریمین کے مومن موجد ناجی غیتی منفع گزرنے کے بارے میں حضرت شیر بیشہ المہنتی منظر اعلیٰ حضرت	۸۱
۱۱	علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایمان افروز جواب	۸۱
۱۱	حضرت علامہ طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کہ اس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ سبحانہ	۸۱
۱۲	و تعالیٰ نے ان کو کفر سے محفوظ رکھا اور اس میں فرق آنا توہین ہے	۸۱
۱۲	گنگوہی کا قول توہین و عداوت سے ناشی ہے لہذا کفر واضح ہے	۸۱
۱۳	حالات مبارکہ کو بھی بہ نیت توہین ذکر کرنا کفر ہے	۸۲
۱۴	اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے حضور صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کو حاضر و ناظر بنایا	۸۳
۱۵	جس طرح اللہ رب العالمین کی صفت ربوبیت تمام عالمین کو محیط ہے اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ	۸۵
۱۵	وسلم کی صفت رحمت بھی تمام عالمین کو محیط ہے	۸۵
۱۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم ہر ایماندار کے ساتھ اسکی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں	۸۶
۱۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے فضائل رفیعہ سے جھکن کی بنا پر جو شخص اس عقیدہ حقہ مقدسہ	۸۶
۱۸	کا انکار کرے وہ کافر ہے	۸۸
۱۸	اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا قرآن حدیث میں بی شمار دلائل برہان و اورد	۸۸
۱۹	دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر گئی نے شام امدادیہ میں انبیاء و اولیاء	۸۸
۲۰	کیلئے بھی منجیات کا ادراک تحریر فرمایا	۸۸
۲۰	وہابی دھرم میں وہابیوں نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی عالم غیب ماننے کے عوض	۸۸
۲۱	مشرک گردانا	۸۹
۲۱	اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر فرمایا ہے	۸۹
۲۲	وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۹
۲۳	کو حاضر و ناظر مانا	۸۹
۲۳	دیوبندیوں کے دھرم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک	۸۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱	ہے لہذا مولوی قاسم نالوتوی بھی اپنے دھرم پر کافر مشرک ہو گئے، سارے وہابی اپنا پیشوا مان کر سب وہابی بھی مشرک ہوئے	۸۹۱
۲۲	اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب منظر اتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جائزہ بشریت سے ملبوس دنیا میں جلوہ گر فرمایا	۸۹۱
۲۵	اکابر دیوبندیہ اپنے کفریات کی وجہ سے شرعاً کافر مرتد ہیں۔ جو ان کے کفری عقیدے پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان سمجھے یا کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے	۹۰
۲۶	جو نام اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن وحدیث میں نہیں آئے نہ ائمہ اسلام نے ان کی تلقین بالقبول کی ایسے ناموں کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز نہیں	۹۱
۲۷	اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ حاضر و ناظر	۹۲
۲۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اسکو مشمل اپنی تعقیبی کے دیکھ رہے ہیں	۹۳
۲۹	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت	۹۳
۳۰	جس مولوی کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا شرک ہے وہ خود مشرک کافر مرتد ہے	۹۳
۳۱	وہابی دیوبندی عقیدہ رکھنے والے مولوی کو مدرسہ میں رکھنا حرام ہے	۹۳
۳۲	جس مدرسے میں وہابی دیوبندی مرتد مولوی ہوں ان میں چندہ دنیا حرام ہے، ان سے اپنے بچوں کو تعلیم دلانا حرام	۹۳
۳۳	کسی بات کی تصدیق میں واللہ اعلم ورسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا کیسا ہے	۹۴
۳۴	ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں	۹۵
۳۵	علم غیب عطائی مجتبیٰ و مرتضیٰ رسولوں کو اور حضرات اولیائے کرام کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے محبوب امام الانبیاء کی وساطت سے حاصل ہے	۹۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۹۶	اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے بندوں کو نفع نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے —	۳۶
۹۶	اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اس کا محبوب بندہ سمجھ کر ان سے مدد مانگنا جائز ہے —	۳۷
۹۶	شیخ سدو کے نام کا بکرا اور حضرت سید ہاشم علیہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا مرقا جبکہ وقت ذبح بسم اللہ اکبر کہہ کر کسی مسلمان نے ذبح کیا حلال ہے —	۳۸
۹۸	وہابیوں کے عقیدے کے مطابق وہابیوں کی نماز سنی بریلویوں کی اقتدار میں درست ہے —	۳۹
۱۰۰	وہابیہ دیابندہ کی ان کتابوں کے حوالے جن میں علم غیب کا انکار کیا ہے —	۴۰
۱۰۱	مولوی کفایت اللہ کی کتاب تعلیم الاسلام حصہ چہارم میں لکھی ہوئی کفری عبارت —	۴۱
۱۰۲	مولوی عبدالشکور کاکوروی نے نبی کے غیب داں ماننے والوں کو کافر کہا۔	۴۲
۱۰۳	مولوی عبدالشکور کاکوروی کا اپنی کتاب "تحفہ لائٹانی برائے فتنہ رضا خانی" میں یہ گمراہ کن عقیدہ بیان کرنا کہ جو شخص اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو گواہ قرار دے کر نکاح کرے تو جائز نہیں وہ کافر ہے —	۴۳
۱۰۲	غیر متقلدین کا کفریہ عقیدہ علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق —	۴۴
۱۰۵	اسمعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخیاں —	۴۵
۱۰۶	وہابیوں دیوبندیوں نے اپنے ناپاک کفری عقائد میں تمام مومنین علمائے کرام، اولیائے عظام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر شرک و کفر کے نئے نئے الزامات میں فتوے بڑھائے —	۴۶
۱۰۸	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہنمیں وہابیہ زمانہ اپنا مرشد ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا عقیدہ علم غیب سے متعلق وہابیوں کیلئے تازیانہ —	۴۷
۱۰۹	امام الطریقۃ النقیبند یہ حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ وغیرہ کا علم غیب سے متعلق عقیدہ حقہ —	۴۸
۱۰۹	اولیائے کرام کی نظر میں تمام روئے زمین ایک ناخن کے مثل ہے —	۴۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۱۰	جب اولیائے کاملین عارفان حق مقام حق تک پہنچتے ہیں تو ہر چیز ان پر روشن ہو جاتی ہے۔	۵۰
۱۱۱	اللہ عز و جل انبیاء و رسل و ملک و لشکر میں جسے پسند فرماتا ہے اسکو غیب خاصہ پر مطلع فرمادیتا ہے۔	۵۱
۱۱۲	ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔	۵۲
۱۱۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شخص کے ایمان کے درجات اور اس کی کیفیت سے آگاہ ہیں۔	۵۳
۱۱۴	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امتیوں کے ہر اچھے بُرے اعمال سے بھی مطلع ہیں۔	۵۴
۱۱۵	حضرت محمد عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی میں ان دیباہ کی ساری کتابوں میں جو کفریات ہیں سب کا پوسٹ مارٹم کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔	۵۵
۱۱۶	دیباہیوں کے پیر مغال مولوی اسماعیل دہلوی کی تضاد بیانی اور آسمانوں کے حالات معلوم کرنے اور لوح محفوظ دیکھنے کیلئے یا حجتی یا قیوم کا وظیفہ بتانا۔	۵۶
۱۱۷	امام ابوہامیہ مولوی اسماعیل نے قبروں کے حالات معلوم کرنے کے لئے وظیفہ بتایا اور اپنے عقائد کی دھجیاں بکھیر دیں۔	۵۷
۱۱۸	مولوی اسماعیل دہلوی کی کور باطنی کہ اپنے پیر جی کیلئے تو کشف مانے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب نہ مانے۔	۵۸
۱۱۹	امام ابوہامیہ اپنے ہی شریک جال کا شکار ہو گیا۔	۵۹
۱۲۰	حضرت سیدنا مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کا اولیائے کرام کے علم سے متعلق مبارک قول۔	۶۰
۱۲۱	انبیاء و اولیاء و اہل حق کے علم غیب سے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ۔	۶۱
۱۲۲	مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے پیر حاجی امداد اللہ سے اختلاف کرنا۔	۶۲
۱۲۳	مولوی قاسم نالوتوی بھی علوم اولین و آخرین کو علوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مجتمع مان کر دہم و ہریم کے مطابق کافر ہوئے۔	۶۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے متعلق مولوی قاسم نانوتوی کی عیاریانہ تضاد بیانی	۱۲۱
۶۵	نانوتوی جی دوبارہ حاضر و ناظر مان کر دیوبندی دھرم میں کافر و مشرک	۱۲۲
۶۶	نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کو ذاتی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے عرضی مانتے ہیں	۱۲۳
۶۷	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی بالذات اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی بالعرض لکھا، نانوتوی جی کی بوجھل لہٹ	۱۲۴
۶۸	مولوی رشید احمد گنگوہی مریدین کیلئے پیر جی حاضر و ناظر مان کر تقویۃ الایمانی دھرم پر خود کافر ہو گئے	۱۲۵
۶۹	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر آن مشاہدہ غیب فرمانے والے، تقویۃ الایمانی دھرم کے خلاف مولوی رشید احمد گنگوہی کی تحریر	۱۲۶
۷۰	مولوی رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان کر خود اور سارے دیوبانی ان کو اپنا پیشوا مان کر کافر و مشرک ہوئے	۱۲۷
۷۱	مولوی گنگوہی و انبیٹھی کے نزدیک اولیائے کرام کو کشف حاصل ہے اور حضور اقدس امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کشف حاصل نہیں	۱۲۸
۷۲	براہمنین قاطعہ میں شیطان و ملک الموت کے علم کے ساتھ ذکر کر کے علوم ملک الموت کو بھی ذلیل ثابت کر دیا	۱۲۹
۷۳	اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم ذاتی ہو تو صرف اندیشہ کفر ہے، کفر نہیں۔ رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ	۱۳۰
۷۴	عقائد دہلیہ کے وہ کفری جال جس کی گتھیوں میں سب دیوبندی الجھے ہوئے ہیں	۱۳۱
۷۵	دیوبندی تو حیدر مثل ربڑ کے ہے	۱۳۲
۷۶	حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لوح و قلم کے علوم بھی ایسے ہیں، مان کر مولوی	۱۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۷	اشرف علی تھانوی تقویۃ الایمانی دھرم میں کافر و مشرک	۱۳۰
۷۸	تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوبات قلم و مکتونات لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے	۱۳۱
۷۹	اشرف علی تھانوی نے اپنے وہابی دھرم کے خلاف رسل و اولیاء کو غیب کی خبریں دینے والا بتایا	۱۳۱
۸۰	مولوی اشرف علی تھانوی کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں۔ مگر اُن کے پیروں جی اہل اللہ صاحب مریدین و معتقدین کیلئے حاضر و ناظر	۱۳۲
۸۱	مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے نام سے چھپی کتاب میں اشرف علی نے علم غیب بھی ثابت کیا اور عالم الغیب کہہ کر ناجائز بھی بتایا	۱۳۲
۸۲	دیوبندی گتھی جن میں پیشوایان وہابیہ ہی الجھ گئے	۱۳۲
۸۳	مولوی عبد الشکور کاکوروی نے مولوی اشرف علی تھانوی کی وکالت کرتے ہوئے علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بالکل انکار کر دیا	۱۳۵
۸۴	مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے قول پر تھانوی جی و کاکوروی دونوں کافر اور ان دونوں کے نزدیک در بھنگی جی کافر	۱۳۵
۸۵	مولوی خلیل احمد انبلیٹھی کی کتاب المہند جس پر چوبیس وہابی مولویوں کی تصدیقاں اس میں علم اولین و آخرین کا اقرار تقویۃ الایمانی دھرم پر سب کافر و مشرک	۱۳۶
۸۶	مولوی حسین احمد کی کتاب الشہاب الثاقب	۱۳۷
۸۷	مولوی عبد الشکور کاکوروی کا اپنی ہی دو کتابوں میں سے ایک کتاب میں علم کا اقرار، دوسری میں اسی کا انکار	۱۳۸
۸۸	غیر مقلدوں کے شیخ الکل مولوی شنار اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ "علم غیب کا فیصلہ" میں تقویۃ الایمانی دھرم سے اختلاف کیا	۱۴۰
۸۹	مولوی شنار اللہ امرتسری نے تمام مولویان وہابیہ پر لعنت کی اور سب کو ملعون کہا	۱۴۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۹	وہابی مولوی عبدالحی کفایتی کا مسئلہ علم غیب کے بارے میں کہیں اقرار کہیں انکار	۱۴۱
۹۰	وہابی دھرم کے پرچارک غلام محمد رائدیری نے اپنی کتاب میں انکار علم غیب کیا اور ساتھ ہی ایک فتوے میں علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اثبات بھی شامل کیا	۱۴۲
۹۱	دیوبندیت کے ملعون چہرے کا گھونگھٹ	۱۴۳
۹۲	مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں خدا کے علم غیب کا انکار بھی کیا	۱۴۴
۹۳	اشرف علی تھانوی کا خدا کے علم غیب ذاتی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عطائی دونوں سے انکار	۱۴۴
۹۴	دیوبندی کفر و شرک کی مشین	۱۴۵

کتاب الاذان

۹۵	جمعہ میں اذان ثانی (خطبہ کی اذان) کہاں ہونا چاہئے	۱۴۹
۹۶	اذان ثانی میں اسم رسالت پر انگوٹھے چومنے کا حکم	۱۵۰
۹۷	اقامت شروع ہونے سے پیشتر تسبیح و تہنیت کا حکم	۱۵۳
۹۸	اذان خطبہ میں مؤذن کیلئے محاذات خطیب کی وضاحت	۱۵۷
۹۹	خطیب کا خطبہ کیلئے محراب میں کس جانب کھڑے ہونا سنت ہے	۱۵۷
۱۰۰	بزرگان دین جو بزرگان دین ہوئے وہ اتباع احکام شریعت ہی کے صدقے میں ہوئے	۱۵۸
۱۰۱	رب تبارک و تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا	۱۵۹
۱۰۲	اللہ تبارک و تعالیٰ زمان و مکان، جسم و جہانیاں سے مطلقاً پاک و منزه ہے	۱۶۰

کتاب الصلوٰۃ

۱۰۳	حرمین شریفین میں بدعتیہ امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا حکم	۱۶۲
-----	---	-----

القول الزہر فی الاقتداء ببلاد اسپیکر

۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۱۰۵-۱۰۴	قرع اور قلع کسے کہتے ہیں۔ آواز کی تعریف کیا ہے	۱۶۵
۱۰۶	ہر شئی کا سبب حقیقی محض ارادۃ الہی ہے	۱۶۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۶۶	کانوں سے آواز کس طرح سنائی دیتی ہے	۱۰۷
۱۶۷	آواز کندہ کی موت کے بعد بھی آواز باقی رہ سکتی ہے	۱۰۸
۱۶۷	کیا صدائے بازگشت سے سامع یا قاری پر سجدہ واجب ہے	۱۰۹
۱۶۷	وہ سامع جس نے قاری کی آواز تو نہ سنی مگر اُسی صدائے بازگشت کو سنا تو اس پر سجدہ واجب ہے یا نہیں	۱۱۰
۱۶۷	تموج اول سے کس طرح متکلیف ہو کر صدائے تکمیل آتی ہے	۱۱۱
۱۶۸	گنبد وغیرہ سے صدائے لاوڈ اسپیکر سے دونوں برابر ہیں	۱۱۲
۱۶۹	صرف محسوس ہو کر آواز لاوڈ اسپیکر کی آواز اصل آواز متکلم ہے	۱۱۳
۱۷۰	لاوڈ اسپیکر کی آواز سن کر اُسی کو امام کی آواز سمجھ کر تحریمہ باندھنا	۱۱۴
۱۷۰	امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچنے پر بھی مقتدیوں کا خاموش رہنا استماع کے قائم مقام	۱۱۵
۱۷۱	خطبہ کا مقصود اصلی ذکر الہی ہے	۱۱۶
۱۷۱	وعظ کا مقصود اصلی	۱۱۷
۱۷۳	لاوڈ اسپیکر کی صدائیں اس کی اقتدار کرنے والا نماز میں قطعاً داخل نہیں	۱۱۸
باب احکام مسجد		
۱۷۴	مسجد سے متعلق استیجاب خانے صرف نمازیوں کے استعمال کیلئے ہیں عوام کیلئے نہیں	۱۱۹
۱۷۴	سُنیوں کی مسجد میں غیر سُنی اور کسی دیگر فرقوں کے کلمہ گو کو بھی کچھ حق نہیں، ان کا سُنی مسجد میں جانا، نماز پڑھنا	۱۲۰
۱۷۴	بد مذہب اور گمراہ سے ملاقات ہو تو سلام نہ کرو	۱۲۱
۱۷۵	مساجد اہلسنت میں مرتدین کو نماز پڑھنے کی اجازت دینا	۱۲۲
۱۷۵	مساجد اہلسنت کی کسی بھی چیز کے استعمال کی اجازت مرتد بد مذہب کو دینا	۱۲۳
۱۷۶	وہابی، دیوبندی، رافضی، آغا خانی، قادیانی، نیچری سب کا فر مرتد ہیں	۱۲۴

ارشاد اہل الرشاد الی باب مجالس المیلاد

۱۳۴۲ھ

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۴۵	محفل میلاد اقدس میں قیام مستحب ہے اور اس سے انکار کرنا اور باز رہنا کفار و ہامیہ	
۱۴۷	مرتدین دیوبندیہ کا شعار ہے	
۱۴۸	وہابیہ دیابنہ کے عقائد باطلہ سے متعلق	
۱۴۹	وہابیہ دیابنہ جب قیامِ تعظیمی کے انکاری ہوئے تو سنی مسلمانوں پر محفل میلاد اقدس میں قیامِ تعظیمی	
۱۸۰	محفل میلاد مقدس کا ثبوت کیا قرآن و حدیث میں بھی ہے	
۱۸۱	تمام انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے مبارک زمانوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس اپنی محفلوں میں مناتے رہے	
۱۸۲	حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد اقدس کا تذکرہ کرنا	
۱۸۳	اللہ رب العزت جل شانہ نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اپنی محفلوں میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد اقدس کے چرچا کرنے کا حکم دیا	
۱۸۴	صحابہ کرام و اہلبیت عظام و تابعین ذوی الاحترام و تبع تابعین مجتہدین اعلام محمدین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہر قرن ہر زمانے میں مسلمانوں کے جلسوں میں اہتمام و احترام کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس مناتے رہے	
۱۸۵	بدعت کسے کہتے ہیں	
۱۸۶	مجلس مولود محبت رسول علیہ السلام کا ذریعہ	
۱۸۷	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے	
۱۸۸	ابر مستحسن و بدعتِ حسنہ	
۱۸۹	قرآن عظیم میں اعراب لگانا	
۱۹۰	اگر بدعت اصول و قواعد شرعیہ کی رو سے اچھی سمجھی جائے تو	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۹	اقسام بدعت	۱۸۸
۱۴۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے	۱۸۸
۱۴۱	جس خاص طریقے کی برائی بالخصوص شرع مطہر سے ثابت ہو جائیگی تو	۱۸۹
۱۴۲	مجلس میلاد اقدس کس کو کہتے ہیں	۱۹۱
۱۴۳	زینت و آرائش اور پاکیزہ و حلال روزیاں دنیا میں مومنین کیلئے ہیں اور آخرت میں بالخصوص	۱۹۲
۱۴۴	مومنین ہی کے لئے ہیں	۱۹۲
۱۴۵	اللہ کے دلوں سے کیا مراد ہے	۱۹۳
۱۴۶	محفل میلاد شریف کیلئے اشتہار دے کر دن متعین کر کے اعلان کرنا	۱۹۳
۱۴۷	واقعات مبارکہ و حالات مقدسہ بیان کرنا۔	۱۹۳
۱۴۸	محفل میلاد اقدس میں قیام تنظیمی کا ثبوت قرآن عظیم سے	۱۹۵
۱۴۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حافظ و ناظر ہیں قرآن عظیم سے ثابت ہے	۱۹۵
۱۵۰	جس مجلس میلاد مقدس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے	۱۹۶
۱۵۱	پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے	۱۹۶
۱۵۲	مجلس میلاد مبارک اور اس میں ذکر نیر درود و سلام کے جو ثواب و اجرو فضائل ہیں کیا	۱۹۷
۱۵۳	منکرین میلاد ان فوائد و فضائل سے محرومی و مہجوری کا ثبوت دے سکتے ہیں؟	۲۰۱
۱۵۴	محفل میلاد شریف کے انعقاد کی مصلحت دینیہ	۲۰۲
۱۵۵	ایمان کا پہلا جز تو حید ہے اور دوسرا جز رسالت کی تصدیق ہے	۲۰۳
۱۵۶	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اظہار نبوت کے بعد مقدس ۲۳ سال مدعی ہیں۔	۲۰۳
۱۵۷	محفل میلاد اقدس کیلئے اہتمام و انصرام اور ذکر اقدس کی تعظیم اور حکم قرآن عظیم	۲۰۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۰۴	محفل میلاد شریف میں تقسیم تبرک و لنگر	۱۵۵
۲۰۵	مسلمانوں پر دین کو محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا	۱۵۶
۲۰۶	سارے جہاں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت	۱۵۷
۲۰۷	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علامانِ با وفا، اربابِ با صفا کی علامت	۱۵۸
۲۰۸	حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبتِ جنت میں آپ کی حضوری نصیب ہونے کا موجب	۱۵۹
۲۰۹	محفل میلاد مقدس کا بہتر سے بہتر انتظام و انتہام ہر طرح خوبصورتی سے سنوارنا خوشیاں منانا	۱۶۰
۲۱۰	مٹھائیوں اور طعام و تبرک کا لنگر	۱۶۱
۲۱۱	محفل میلاد شریف سے روکنا کیا اتباعِ شریعت ہے؟	۱۶۲
۲۱۲	میلادِ مروجہ و قیامِ تعظیمی کب سے رائج ہے	۱۶۳
۲۱۳	توحیدِ خدا اور رسالتِ مصطفیٰ سے بغاوت کا نتیجہ	۱۶۴
۲۱۴	عالمِ ارواح میں پہلی برہم میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۱۶۵
۲۱۵	عالمِ ارواح کی پہلی برہم میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی خصوصیات	۱۶۶
۲۱۶	پہلی برہم میلاد میں ذکرِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کا سب سے پہلا ذکر	۱۶۷
۲۱۷	محفل میلادِ مروجہ کا موجدِ اول کون	۱۶۸
۲۱۸	فاتحہ مروجہ و نذر و نیاز مخصوص آیام کے ساتھ کرنا اور اسکے آداب	۱۶۹
۲۱۹	نذر و نیاز یعنی مالی و بدنی عبادات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ	۱۷۰
۲۲۰	امام ابو بکر صدیق دہلوی کے نزدیک فاتحہ و نذر و نیاز بہتر اور باعثِ ثواب	۱۷۱
۲۲۱	فاتحہ و طعام و تبرک کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان	۱۷۲
۲۲۲	اولیائے کرام کی بارگاہ کی نذر و فاتحہ اغنیاء کیلئے	۱۷۳
۲۲۳	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے بیان کردہ مسائل فاتحہ و نذر و نیاز	۱۷۴
۲۲۴	شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے عرس کی اصلیت کو حدیث شریف سے ثابت کیا	۱۷۵

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۲۲۳	مزارات مقدسہ کی حاضری، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مقدس	۱۴۵
۲۲۴	حضرت شاہ عبدالغفر صاحب محدث دہلوی کے گھر میں عجائبات مبارکہ کا انعقاد	۱۴۶
۲۲۴	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد	۱۴۷
۲۲۵	وہابی دھرم میں دونوں مجلسوں کا شکم	۱۴۸
۲۲۷	مروجہ طریقہ پر اہتمام کی خصوصیات کے ساتھ کس نے کیا	۱۴۹
۲۲۷	مروجہ طریقہ پر بادشاہوں میں یہ اہتمام سب سے پہلے کس نے کیا	۱۵۰
۲۲۹	امور مذکورہ کا جواز حضرت شاہ عبدالغفر محدث دہلوی نے اجماع امت سے ثابت کیا	۱۵۱
۲۲۹	وہابی دہلوی امور مذکورہ میں اجماع امت کے منکر ہیں	۱۵۲
۲۳۰	خواتین کی محفل میلاد شریف	۱۵۳
۲۳۱	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ایمان والے مرد و عورت کیلئے مژدہ خداوندی	۱۵۴
۲۳۲	انبیاء و اولیاء کے وسیلے کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے	۱۵۵
	فَضَائِلُ اَثَارِ مَتَبَرَكِهِ	
۲۳۲	قدم پاک کا پتھر میں نشان ہو جانا	۱۵۶
۲۳۲	اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ذکر قرآن عظیم میں	۱۵۷
۲۳۶	نعلین مبارک کو بہ نیت توہین جوتے سے تعبیر کرنا	۱۵۸
۲۳۷	کسی چیز کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہو جانا باعث تعظیم و تکریم	۱۵۹
۲۳۷	آثار شریفہ کا متبرک و مقدس ہونا	۱۶۰
۲۳۷	نقشہ نعلین پاک حصول برکات کا ذریعہ	۱۶۱
۲۳۸	فضائل و برکات نقشہ نعلین مقدس	۱۶۲
۲۴۰	ایکشن میں ووٹ دینا	۱۶۳
۲۴۰	ووٹ دینے کے شرائط - اور حکم الہی کا موقف	۱۶۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۴۱	سُنّت کیا ہے	۱۹۵
۲۴۱	عقیدہ ضروریہ مذہب اہلسنت کا مخالف گمراہ مبتدع ہے	۱۹۶
کھڑا مَعْبُودِ عِکَلِ اعْتِقَادِ حِزْبِ لَمْرُودِ ۱۳-۶۶-۱۳		
۲۴۳	جماعتِ اسلامی اصل میں تحریکِ دہابیت و نجدیت ہی ہے	۱۹۷
۲۴۳	مودودی نے تحریکِ حکومتِ الہیہ اور جماعتِ اسلامی کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا	۱۹۸
۲۴۴	مودودی جماعت کا عقیدہ نجسہ	۱۹۹
۲۴۴	مودودی کے نزدیک ہر خاص و عام خود ہی بلا واسطہ قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم سے احکامِ شرعیہ حاصل کرے	۲۰۰
۲۴۴	اللہ عز و جل کے محبوبانِ کرام کو مُصِیْبَتوں حاجتوں میں یکا کرنا	۲۰۱
۲۴۵	مودودی کی جہالت کہ اہل حق و فرقہ ہائے باطلہ کو اتحاد و متحد ہونے کی دعوت دی	۲۰۲
۲۴۵	دیوبندیہ ورافضیہ کو مُسْلِمَان کہنے والا	۲۰۳
۲۴۵	تحریکِ مودودیت اور اس میں مُسْلِمَانوں کی شرکتِ اِعانت	۲۰۴
۲۴۶	مُنکِرِ ضروریاتِ دین کو اُمتِ مُسلمہ میں داخل ماننا	۲۰۵
رَفْعُ الزَّامِ اَزْ مِکْتُوبَاتِ مُجَدِّدِ ۱۳-۶۶-۱۳		
۲۴۷	کاٹھیاواڑ میں ایک واپسی کی حضور مجدد الف ثانی اور حضور علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اتہات سے سُنّت کو نقصان پہنچانے کی سازش	۲۰۶
۲۵۰	مکتوباتِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن میں حالتِ سُکر میں نکلے ہوئے جملے	۲۰۷
۲۵۲	وہ دعائیہ جملے جو حالتِ سُکر کے ہیں	۲۰۸
۲۵۶	حضراتِ صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اصطلاح میں "سُکر" کسے کہتے ہیں	۲۰۹
۲۵۶	اصطلاح میں "صَحْو" کسے کہتے ہیں	۲۱۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۵۶	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے حالت سُکر میں جو کلمات سرزد ہوئے جن سے اپنی تیزی اور تیزی کے کلمات خود انہوں نے حالت "صُخُو" میں لکھے	۲۱۱
۲۵۶	کلمات سُکر کو ظاہری معنی پر محمول کرنا	۲۱۲
۲۵۶	مکتوبات گرامی عجب دلف ثانی	۲۱۳
۲۵۶	روشن تصریحات کے بعد بھی نہ ماننا اپنے شیخ کے سلسلے کو جھوٹا کہنا ہے	۲۱۴
۲۶۰	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے کلمات و کرامات حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ	۲۱۵

تبلیغی جماعت

۲۶۲	تبلیغی جماعت کی حقیقت کیا ہے	۲۱۶
۲۶۲	تبلیغی جماعت میں شرکت	۲۱۷
۲۶۲	مرتدین کے جلسوں میں شرکت	۲۱۸
۲۶۲	تبلیغی جماعت کا بانی	۲۱۹
۲۶۲	تبلیغی جماعت کا مناقبہ طریقیہ تبلیغ	۲۲۰
۲۶۲	تبلیغی جماعت والوں کو بھگانے کا طریقہ	۲۲۱
۲۶۲	سُنیو! قتلوں سے ہوشیار	۲۲۲
۲۶۲	ضروری نصیحت	۲۲۳
۲۶۵	مرتدین کے بیس عقائد باطلہ	۲۲۴
۲۶۶	اہلسنت کو آپس میں اتحاد و اتفاق کی نصیحت	۲۲۵
۲۶۸	امام مسجد کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر بتانے والا کافر ہے	۲۲۶
۲۶۸	علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	۲۲۷
۲۶۸	علامہ قسطلانی کا فرمان کہ نبی کا ولی سے افضل ہونا ضروریاتِ دین سے ہے	۲۲۸
۲۶۸	زید نے جو کلمات نبی کی شان میں کہے ہیں، کھلی ہوئی توہین ہے	۲۲۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶۹	جو شخص نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اسکی توبہ کسی طرح قبول نہیں	۲۳۰
۲۶۹	کفریات ملعونہ کے بکنے والے کی تائید کرنے والا بھی کافر ہے	۲۳۱
۲۷۰	جو علمائے اہلسنت کی توبہ نہیں کرے یا بد مذہبوں کی باتوں کو اچھا بتائے اس کا حکم	۲۳۲
۲۷۰	جو بد مذہبوں کی باتوں کو اچھا بتائے	۲۳۳
۲۷۳	مسلمانان اہلسنت کا مرتدین سے اجتناب	۲۳۴
۲۷۳	حالت اضطراری میں حکم رخصت	۲۳۵
۲۷۴	اگر مشرکین، مرتدین و منافقین سے مسلمان سمجھ کر اسلام و کفر کی جنگ ہو تو مسنی	۲۳۶
۲۷۵	مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے	۲۳۷
۲۷۶	مرتدین کی تائید کرتا ہوا مارا گیا اس کا حکم	۲۳۸
۲۷۶	جو احکام شرعیہ ضرورت و مخصہ کے تحت دیئے جاتے ہیں ان کا بیان	۲۳۹
۲۷۶	حربی کفار و مشرکین کا حکم	۲۴۰
۲۷۶	مشرکوں کے محلے میں کم تعداد میں رہنے والے مسلمانوں کو ان کے حملوں سے بچانے	۲۴۱
۲۷۶	کیلئے کیا کرنا چاہئے	۲۴۲
۲۷۶	مقابلین و حمار بن فی الدین کو اپنی پناہ میں لینا کیسا ہے	۲۴۳
۲۷۸	مرتدین و منافقین کو بھی اپنا غلصہ ویاور سمجھنا	۲۴۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۷۸	_____	۲۴۳
۲۷۸	_____	۲۴۴

پاکیزہ قول و فیکل در استعسان صندل

۲۸۰	_____	۲۴۵
۲۸۱	_____	۲۴۶
۲۸۳	_____	۲۴۷
۲۸۳	_____	۲۴۸
۲۸۳	_____	۲۴۹
۲۸۳	_____	۲۵۰
۲۸۵	_____	۲۵۱
۲۸۵	_____	۲۵۲
۲۸۵	_____	۲۵۳
۲۸۶	_____	۲۵۴
۲۸۶	_____	۲۵۵
۲۸۷	_____	۲۵۶
۲۸۸	_____	۲۵۷
۲۸۹	_____	۲۵۸
۲۷۹	_____	۲۵۹

جمال الایمان والایقان بتقدیس محبوب الرحمن

۱۳ — ۶۹

۲۹۵	_____	۲۶۰
-----	-------	-----

مخلوقات میں سب سے ذلیل

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۹۵	سب سے زیادہ مُعزز کون	۲۶۱
۲۹۵	مُشرکین میں ذلالت میں کون کس ترتیب میں ہیں	۲۶۲
۲۹۵	اہل ایمان میں صالحین کے بلندئی درجات	۲۶۳
۲۹۵	انبیاء و مرسلین میں بلندئی درجات	۲۶۴
۲۹۵	امام الوہابؒ کی من گڑھت تاویل	۲۶۵
۲۹۸	قرآن مقدس میں طریقہ حمد الہی اور تجدیہ کی ناپاک روش	۲۶۶
۲۹۹	تقویۃ الایمان کی تاویلات میں کفر و ارتداد کی سیما ہی بڑھتی گئی	۲۶۷
۲۹۹	محبوبانِ بارگاہِ الہی کی توہین	۲۶۸
۳۰۰	تقویۃ الایمان لکھنے کا مقصد	۲۶۹
۳۰۲	مرتدین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کو حق تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنا کہتے ہیں	۲۷۰
۳۰۳	مولویانِ دیوبند کو الزامی جواب	۲۷۱
۳۰۵	اہل ایمان و علمائے دین کو رب تعالیٰ کے حضور عزت	۲۷۲
۳۰۵	عرشِ اعظم پر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم نافذ ہے	۲۷۳
۳۰۶	دنیا و آخرت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ تفاسیر مبارکہ کی روشنی میں	۲۷۴
۳۰۶	التواضع لغیر اللہ حرام کی وضاحت	۲۷۵
۳۰۸	گنگوہری کے نزدیک خدا کے مقابل انبیاء علیہم السلام و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۲۷۶
۳۰۸	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء رضی اللہ عنہم سے مانگنا	۲۷۷
۳۱۰	انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہم گنگوہری و ہابیبہ کے نزدیک	۲۷۸
۳۱۱	آیات قرآنیہ میں رسولوں اور عام لوگوں میں فرق	۲۷۹
۳۱۲	تکذیب و تنقیص مرتدین کا شیوہ	۲۸۰

صفحہ نمبر	مضامون	نمبر شمار
۳۱۳	اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے۔۔۔۔۔	۲۸۱
۳۱۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار کے بارے میں فرمانِ خداوندی۔۔۔۔۔	۲۸۲
۳۱۵	شہادت اور غیب کی وضاحت۔۔۔۔۔	۲۸۳
۳۱۶	بہ تعلیم خداوندی بھی علم غیب کا انکار کرنا۔۔۔۔۔	۲۸۴
۳۱۸	اللہ جل شانہ کا اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت و رفعت کا اعلان اور وہابیہ نظر پر غلط ترجمہ کر کے شانِ اقدس میں مرتد ملہی پوری کی گستاخی۔۔۔۔۔	۲۸۵
۳۲۰	حضور شیر بنیہ اہلسنت مظہر علی حضرت کا صرفی ترتیب تحقیق سے آیت کریمہ کا ایمان افروز ترجمہ۔۔۔۔۔	۲۸۶
۳۲۰	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شانِ عظمت تفاسیر مبارکہ کے حوالے سے اور مرتد ملہی پوری دہابی کا رد و تبلیغ۔۔۔۔۔	۲۸۷
۳۲۱	اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کی شانِ نزول اور رفعت و عظمت کا اظہار۔۔۔۔۔	۲۸۸
۳۲۲	تفاوتِ ایمان کی نجس عبارت کو صحیح ثابت کرانے کیلئے مرتد ملہی پوری کا قرآن پاک کی آیت کو پیش کرنا ابلیسی فریب۔۔۔۔۔	۲۸۹
۳۲۳	زبان بدل جانے سے الفاظ کے معنی بھی بدل جاتے ہیں اور چند معانی میں اشتراک۔۔۔۔۔	۲۹۰
۳۲۳	اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کی ایمان افروز تفسیر۔۔۔۔۔	۲۹۱
۳۲۵	اصطلاح شریعت میں عبادت کے معنی۔۔۔۔۔	۲۹۲
۳۲۶	وہابی دھرم میں اپنے آپکو ذلیل سمجھنا۔۔۔۔۔	۲۹۳
۳۲۷	اپنے آپکو ذلیل سمجھنے اور کہنے اور کسی دوسرے کو ذلیل کہنے میں فرق۔۔۔۔۔	۲۹۴
۳۲۸	قرآن عظیم اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔۔۔۔۔	۲۹۵
۳۲۸	مرتد ملہی پوری اور وہابیہ زمانہ کا اپنے آپکو شیطان لعین و فرعون و ہامان وغیرہم سے بھی زیادہ کافر سمجھنا۔۔۔۔۔	۲۹۶
۳۳۰	اطلاقات شرعیہ میں اَلَّذِينَ اٰمَنُوا، بِالْمُؤْمِنِينَ سے مراد۔۔۔۔۔	۲۹۷
۳۳۲	النَّبِيُّ اُولٰٓئِیْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ الخ کا مبارک مفہوم۔۔۔۔۔	۲۹۸
۳۳۰		۲۹۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۳۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب ایمان والوں کے روحانی باپ	۳۰۰
۳۳۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے	۳۰۱
۳۴۲	ظلم کے لغوی اور حقیقی معنی	۳۰۲
۳۴۲	دردِ عشق کی امانت محسوس میں کس نے اٹھائی	۳۰۳
۳۴۱	منتشا بہات میں ائمہ متکلمین متقدمین و متاخرین کا مسلک	۳۰۴
۳۴۳	اللہ و رسولہ مولا من لا مولا لہ کی تشریح	۳۰۵
۳۴۵	حقیقتِ نفس و اقسامِ نفس	۳۰۶
۳۴۶	دین الہی میں تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر طرح پاک و منبرہ و معصوم	۳۰۷
۳۴۸	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں فرمانِ خداوندی	۳۰۸
۳۴۸	امت پر رسول کی اطاعت و فرمانبرداری	۳۰۹
۳۴۹	انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معصوم ہونا	۳۱۰
۳۵۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ کرام کا ادب و تعظیم	۳۱۱
۳۵۴	ذکرِ پاک کرے یا سُنے تو اس وقت خشوع کی کیا کیفیت ہونی چاہئے	۳۱۲
۳۵۴	حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثِ پاک سُناتے وقت کی کیفیت	۳۱۳
۳۵۴	ذکرِ پاکِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے پر حضرت سیدنا امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہیبت و تعظیم کی وجہ سے رنگ زرد پڑ جاتا تھا	۳۱۴
۳۵۵	ائمہ کرام و محدثین عظام کا حدیثِ پاک پڑھتے یا سُناتے وقت ادب و تعظیم	۳۱۵
۳۵۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف حکم دینے پر باپ، بادشاہ، آقا کی نافرمانی اور آپ کی اطاعت فرض ہے	۳۱۶
۳۵۶	ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گستاخ رسول کو قتل کرنے پر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہارِ ناگواری نہ فرمایا	۳۱۷
۳۵۸	تکثیرِ مدح و شرف کمالِ ایمان کی دلیل	۳۱۸

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۳۵۸	وہابی امام کا قول مرض فتنہ و فسادِ باطن کی علامت	۳۱۹
۳۶۱	خليفة کا کام تصرف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے	۳۲۰
۳۶۱	کفر پر کفر کہتے جانا مرتد ملہی پوری اور وہابیوں کا نفسِ خبیث	۳۲۱
۳۶۲	تفقیصِ شان سے کافر ہو جانے پر ائمہ کرام کی صاف تصریحات	۳۲۲
۳۶۲	اصطلاحِ شریعت میں اہل قبلہ کا مفہوم	۳۲۳
۳۶۶	مرتد ملہی پوری اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں پر شریعتِ مطہرہ کا حکم	۳۲۴
۳۶۷	تحصیلِ علم دین کے بارے میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ مبارک	۳۲۵
۳۷۰	وہابیوں کے عقائد کفریہ کی تفصیل — دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۳۲۶
۳۷۱	مرتدین وہابیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے	۳۲۷
۳۷۱	اسماعیل دہلوی کو شہید کہنے والا سنی نہیں ہو سکتا	۳۲۸
۳۷۱	دیوبندی مولویوں کی تعریف و توصیف	۳۲۹
۳۷۱	اپنے مریدوں کو مرتدین کے عقائدِ باطلہ سے آگاہ نہ کرنے والے پیر کا حکم	۳۳۰
۳۷۲	بد مذہبوں کی کتابیں پڑھنا	۳۳۱
۳۷۲	قرآنِ عظیم حفظ کرانے والے کو بے وقوف بتانے والا	۳۳۲
۳۷۲	سنی علماء کے مناظروں کو بے کار و فضول کہنا	۳۳۳
۳۷۳	توحید، وحدت، اتحاد کے معنی کیا ہیں	۳۳۴
کتاب الحج		
۳۷۴	عورت سفر حج کس کے ساتھ کر سکتی ہے	۳۳۵
۳۷۵	ہندوستان کی رویتِ ہلال کے اعتبار سے ایک دن پہلے ہی حج ادا کرنا اور حج ادا ہو گیا نہیں	۳۳۶
۳۷۶	شہرِ اطین میں مصارف و حاجتِ اصلیہ سے زائد ہونے کا کیا مطلب ہے	۳۳۷
کتاب الاضحیہ		
۳۷۸	وہ منیڈھایا بھیڑ جس میں خلقتِ دوم ہی نہیں اس کی قربانی جائز نہیں	۳۳۸

نمبر شمار	مضمون
۳۳۹	عیبِ قلیل مانعِ قربانی نہیں
۳۴۰	جو عیب گوشت کو نقصان نہ پہنچائے وہ بھی عیبِ قلیل ہے
۳۴۱	اعضار میں قلیل و کثیر کا اطلاق کتنے حصے پر ہے
	کتاب النکاح
۳۴۲	مرتد کے ساتھ نکاح کا حکم
۳۴۳	شوہر کے مرتد ہو جانے کے بعد عورت کو علیحدگی کیلئے
۳۴۴	دو تحقیقی بھائیوں کی ایک ایک لڑکی کا نکاح دو لڑکوں سے طے شدہ نہ ہو کر قاضی نے غلطی سے بدل کر پڑھایا، اسی مجلس میں علم ہونے پر فوراً طلاق دلو اگر طے شدہ سے نکاح کر دیا کیا حکم ہے؟
۳۴۵	کسی عورت کا ولد الزنا ہونا
۳۴۶	حاملہ مطلقہ بعد وضع حمل
	کتاب الطلاق
۳۴۷	طلاق کی عدت نابالغہ اور آئسہ کیلئے اور بالغہ غیر آئسہ کیلئے
	کتاب البیوات
۳۴۸	باپ کی جائداد کس طرح تقسیم ہوگی
	کتاب الحظر والاباحہ
۳۴۹	کتاب "فلح دین دنیا" کیسی کتاب ہے، رسالہ "آستانہ" و "سلطان المشائخ" کیا حکم رکھتے ہیں۔
۳۵۰	"اللہ و اللہ کا رسول جانے" (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسا کہنے والے کو مشرک بتانے والا
۳۵۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفیعِ محشر نہ ماننا
۳۵۲	وہابی کے مرید لوی سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	الصلوة الاحدیہ علی تقیۃ حزب التہانویۃ	
۳۹۸	سُنّیوں کی مسجد میں اگر وہابی امام تقیہ کر کے رہے تو ایسے امام کیلئے کیا کرے	۳۵۳
۳۹۸	مولوی اشرف علی تھانوی کی تقیہ بازی کے ساتھ میلادِ پاک کی مجلس میں شریک ہو کر تبلیغِ ذہیت کرنا	۳۵۴
۳۹۹	تھانوی نے اپنی تقیہ بازی کا پردہ خود ہی فاش کیا	۳۵۵
۴۰۴	سُنّی مسلمانوں پر فرض ہے کہ تقیہ بازوں سے اجتناب رکھیں	۳۵۶
	قہر و اجد دیان بر ہمشیر بسط البنان	
۴۰۶	مومن وہی ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لایا	۳۵۷
۴۰۸	کتابچہ "تغییر العنوان" شائع کر کے مسلمانوں کو دوبارہ دھوکہ دینے کی کوشش	۳۵۸
	رسالہ مبارکہ "وقعات السنان" میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے حفظ الایمان کی بہن "بسط البنان" کا آپریشن کر دیا تھا	۳۵۹
۴۱۲	تھانوی اردو ادب سے بھی جاہل	۳۶۰
۴۱۴	"الشہاب الثاقب" میں "حفظ الایمان" کی عبارت پر پیوند کاری	۳۶۱
۴۱۵	اگر تھانوی و گنگوہی و اذنا ب کی شکل و صورت و علم کو گندے جانور سے تشبیہ دی جائے	۳۶۲
۴۲۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت سے زیادہ تھانوی کو	۳۶۳
۴۲۳	کفر کے جائز ہونے پر دلیل لانا	۳۶۴
۴۲۴	فلاسفہ کے نزدیک نبی کی تعریف	۳۶۵
۴۲۵	حفظ الایمان کی کفری عبارت میں نقطوں سے ہیر پھیر	۳۶۶
۴۲۶	بسط البنان میں کفری عبارت	۳۶۷
۴۲۷	تھانوی صاحب کو اپنی عزت جانے کا اندیشہ	۳۶۸
۴۳۰	تھانوی کے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کے سے تعلقات رکھنا حرام ہے	۳۶۹
	رد گد الخشاء	
۴۳۱	حداق بخش حصہ سوم کے چند اشعار پر وہابیوں کے اعتراض کا جواب	۳۷۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۷۱	غیر معنوم اور مجہول نیز معین معروف عورتوں کی خوبیاں اپنے شوہروں سے بیان کرنے کا حکم	۲۳۵
۳۷۲	غیر قوموں کی اچھی و بہترین باتوں کا اختیار کرنا	۲۳۶
۳۷۳	ایک شخص کی خبر سن کر اس کو قبول کرنا کیسا ہے	۲۳۶
۳۷۴	اپنے شوہر کا شکر ادا کرنا	۲۳۶
۳۷۵	کسی شخص کے روبرو اس کی تعریف و مدح کرنا	۲۳۶
۳۷۶	کنایۃ طلاق	۲۳۷
۳۷۷	قصیدہ مبارکہ در مدح اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۴۰
۳۷۸	مرتدین کی ہٹ دھرمی	۲۴۱
۳۷۹	حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث شریف میں گیارہ مشترکہ عورتوں کا واقعہ	۲۴۲
۳۸۰	مولوی اشرف علی تھانوی کی بڑھاپے میں عشق بازی اور حضرت سیدتنا اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ عفت میں گستاخی اور خواب گرھنا	۲۴۵
۳۸۱	دیوبندی مولویوں نے اللہ رب العزت کو عیب والا کہا	۲۴۷
۳۸۲	نالوتوی نے نئے پیغمبروں اور جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز بتایا	۲۴۷
۳۸۳	کاکوروی کا کفری قول	۲۴۸

قہر ب الناس علی کود القانطین اهل الناس

۳۸۴	تبلیغی جماعت کا عقیدہ کیا ہے	۲۵۰
۳۸۵	نام نہاد تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے	۲۵۰
۳۸۶	نام نہاد تبلیغی جماعت کا طریقہ تبلیغ کیا ہے	۲۵۰
۳۸۷	جماعت کے بانی کے عقائد کا اثر اس کی جماعت پر	۲۵۰
۳۸۸	تبلیغی جماعت کے بانی اور اس کے ارکان کے عقائد و نظریات	۲۵۱
۳۸۹	نام نہاد تبلیغی جماعت کا منکارانہ عیارانہ و جالانہ طریقہ تبلیغ	۲۵۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۵۱	جس جماعت کے عقائد کفریات پر مشتمل ہوں اُس کے اصول کو اچھا بتانا	۳۹۰
۲۵۲	اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبان کرام علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بندوں کا حجت روانہ کیا۔	۳۹۱
۲۵۲	اپنے نفس کے لئے کسی سے بغض نہ رکھے	۳۹۲
۲۵۳	اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان کے دشمنوں سے بغض اور اُنکے دوستوں سے محبت۔	۳۹۳
۲۵۴	بہشتی زیور میں کفر و شرک کا بیان	۳۹۴
۲۵۶	بانی جماعت نے اپنے پیغمبر کو واپسی بنانے کا طریقہ سکھایا	۳۹۵
۲۵۸	حضور سید المرسلین ہادی عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ تبلیغ کیا ہے	۳۹۶
۲۵۸	نام نہاد تبلیغی جماعت والے سنیوں سے مناظرہ کرنے سے کیوں کتراتے ہیں	۳۹۷
۲۵۹	انبیاء کرام کا طریقہ تبلیغ	۳۹۸
۲۵۹	صحابہ کرام اہلبیت عظام ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اظہارِ حق کیلئے مناظرہ کرنا	۳۹۹
۲۶۰	صحیح طریقہ تبلیغ کیلئے قرآن عظیم میں ارشادِ خداوندی	۴۰۰
۲۶۱	تبلیغی جماعت کا اصل مقصد تبلیغ	۴۰۱

القلاۃ الطیبۃ المرصعۃ علی نحو الاسئلۃ السبعۃ

۴۳ ————— ۱۳

۲۶۷	آیاتِ بنیات سے ایک قضیہ موجبہ جزئیہ ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کے بعض بندگانِ خدا کو بھی علم غیب ہے	۴۰۲
۲۶۸	آیاتِ نفی پر ایمان بنانا اور آیاتِ اثبات سے کفر کرنا	۴۰۳
۲۶۸	اللہ جل جلالہ نے ساری کتاب پر ایمان لانے کا حکم فرمایا	۴۰۴
۲۶۸	آیاتِ نفی و نفیوں اثبات سے مراد	۴۰۵
۲۷۰	انبیاء کرام و اولیاء عظام کو وسیلہ جان کر نہ کرنا	۴۰۶
۲۷۱	رب کریم جل و علا کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرے	۴۰۷
۲۷۱	ضرورت پر بندگانِ خدا سے استمداد	۴۰۸
۲۷۲	فرمانِ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے وسیلے سے دعا کرو	۴۰۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶۲	یحییٰ اور سختی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیکر پکارنا	۲۱۰
۲۶۲	غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت	۲۱۱
۲۶۲	اولیائے کرام کی بارگاہ میں نذریں	۲۱۲
۲۶۳	مغفل میلاد کی حقیقت و مطلب کیا ہے	۲۱۳
۲۶۴	ولادت قدسیہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کا مسلمانوں پر احسان	۲۱۴
۲۶۴	ذکر ولادت باسعادت عین مطلوب الہی	۲۱۵
۲۶۵	ولادت باسعادت پر خوشیاں منانا حسب فرمان قرآن جائز و مستحب ہے	۲۱۶
۲۶۶	اللہ تبارک و تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا	۲۱۷
۲۶۶	اہتمام ذکر مصطفیٰ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت	۲۱۸
۲۶۶	مزارات اولیاء و علماء پر قبہ بنانا	۲۱۹
۲۶۶	قبر کو پکٹی بنانے کی صحیح صورت	۲۲۰
۲۶۸	دہائیوں کا دھوکہ دینا کہ کتاب "مرآة الحقیقہ" حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے	۲۲۱
۲۶۸	کتاب کی نسبت بھی جھوٹی اور اس کی عبارت بھی غلط	۲۲۲
۲۶۹	"لوح محفوظ آنکھوں کے سامنے ہے" فرمان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۳
۲۶۹	کائنات مثل رائی کے دانے کے	۲۲۴
۲۸۰	دہائی کا ادعا کہ جو غیب مانے وہ کافر اور خود ہی اقرار بھی	۲۲۵
۲۸۰	مشہر دہائی اپنا اندھا، ان پڑھ ہونا تا کہ قرآن کو جھٹلارہا ہے	۲۲۶
۲۸۱	دنیا میں جو کچھ ہے اور قیامت تک ہونے والا ہے سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائے	۲۲۷
۲۸۱	ہیں جیسے ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں	۲۲۸
۲۸۲	علم غیب پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اعتقاد کامل	۲۲۹
۲۸۲	دہائیوں نے صحابہ کرام و محبوبانِ خدا و اللہ رب العزت جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کو بڑی	۲۳۰
۲۸۲	دریدہ دہنی سے کافر کہہ دیا	۲۳۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۸۳	مشہر دہلی کی بد مذہبی نے خود اسے	۲۳۰
۲۸۴	ولایت کے طواغیت اربعہ سخت توہینیں کر کے کافر	۲۳۱
۲۸۶	مسیٰ پر سورۃ تبارک شریف اور مٹی کے ڈھیلوں پر سورۃ اخلاص شریف پڑھ کر بنیت تحفیف عذاب مسلمان میت کی قبر میں رکھنا	۲۳۲
۲۸۶	شریعت مطہرہ میں جس امر میں عدم جواز کا کوئی حکم نہیں	۲۳۳
۲۸۸	جس مباح کام کو دیندار متبع شریعت مسلمان اچھا سمجھیں	۲۳۴
۲۸۹	امور مباحہ مستحبہ کو بدعت سیئہ و حرام بتانے والا	۲۳۵
۲۸۹	مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں	۲۳۶
۲۸۹	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب	۲۳۷
۲۸۹	مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب	۲۳۸
۲۹۰	مولوی رشید احمد گنگوہی نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو	۲۳۹
رد موہک کلیت		
۲۹۱	صلوٰۃ کی کس کو کہتے ہیں	۲۴۰
۲۹۲	بندہ بہوں بے دینوں کی بد مذہبی اور بے دینی پر رد و ابطال نہ کرنے	۲۴۱
۲۹۲	عالم پر رد کرنا کب فرض ہے۔ جو عالم ایسا نہ کرے اس پر حکم الہی کیا ہے؟	۲۴۲
۲۹۳	تلاوت قرآن مجید کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ کو نسی عبادت الہی ہے	۲۴۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۹۳	شریعت مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے اسوقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ہو سکتی ہے۔	۴۴۲
۴۹۳	نمائشی درود شریف عبادت الہی نہیں۔	۴۴۵
۴۹۴	منافقین کی منافقت کافر کیس کے لئے ہے۔	۴۴۶
۴۹۴	صلحکلی اپنی ملعون صلیحکلیت کا پرچار کس طرح کرتے ہیں۔	۴۴۷
۴۹۴	مرتدین کی بے دینیوں، گستاخیوں و ارتداد کے اظہار کو مولویوں کے جھگڑے کہنے والے	۴۴۸
۴۹۴		
۴۹۶	کفار و مشرکین مرتدین منافقین سے دنیاوی معاملات کس طرح ادا ہوں۔	۴۴۹
۴۹۶	مرتدین و مبتدعین سے دنیاوی معاملات کی بنیاد پر موانعت و موادت۔	۴۵۰
۴۹۶	حضرات علمائے اہلسنت کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاح آخرت	۴۵۱
۴۹۷		
۴۹۸	صلحکلی لیڈروں کا دنیا سے سیاست اور حالات حاضرہ سے متعلق باطل نظریہ	۴۵۲
۴۹۸		
۴۹۸	کیا مذہب سے سیاست علیحدہ ہے؟	۴۵۳
۴۹۹	مشرکین و مرتدین کو صلح و اتحاد کی دعوت پر قرآن عظیم کا حکم	۴۵۴
۵۰۰	فرقیائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاف کیا آپسی اختلاف ہیں؟	۴۵۵
۵۰۳	شبلی اعظم گڑھی کی غنوی	۴۵۶
۵۰۶	دین اسلام مذہب اہلسنت کو قدیم دین کہہ کر پُرانی جنتری کی طرح بدلنے کی کفری تعلیم	۴۵۷
۵۰۸	پیرو نیچرنے یورپ و امریکہ کی گندی گھوٹی کفری تہذیب کو اپنانے کی دعوت دی	۴۵۸
۵۰۹	الطاف حسین حالی کے نیچری شاعر بن جانے کا سبب	۴۵۹
۵۱۰	حالی نے اپنی نظم مسدس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا جیسا کہا اور اپنی طرح عاجز و مجبور لکھا۔ معاذ المولیٰ تعالیٰ	۴۶۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۱۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف ایچی ہونے کو برگزینا بتایا	۴۶۱
۵۱۲	کفار مومنین کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتے	۴۶۲
۵۱۳	اللہ رب العزت جل و علا نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو لوح محفوظ میں تقدیر میرم میں بھی تغیر و تبدل کا اختیار عطا فرمایا ہے	۴۶۳
۵۱۳	حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعلطائے الہی لوح محفوظ میں تصرف کے وسیع اختیارات رکھتے ہیں	۴۶۴
۵۱۵	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بندگان خاص و مقربان با اختصا ص حضرت عرفائے امت کا علم وسیع ایسا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ منکشف ہونے کے ساتھ غیب الغیب کے مشاہدے کے لئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے	۴۶۵
۵۱۵	حالی کے اشعار میں ملعون صلی علیہ وسلم کی تکلیف	۴۶۶
۵۱۶	مسٹر جینا کا پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں مذہبی دیوت بن جانے کا پیغام	۴۶۷
۵۱۷	پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا صحیح مفہوم	۴۶۸
۵۱۸	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک مدد ہمت کیا ہے	۴۶۹
۵۱۹	تعصب کی تعریف	۴۷۰
۵۲۰	کس کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے اور کس سے دوستی کرنا چاہئے	۴۷۱
۵۲۰	مومن کا کوئی نساغل اللہ تبارک و تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے	۴۷۲
۵۲۱	دنیا و آخرت کی بھلائی کس طرح حاصل ہوگی	۴۷۳
۵۲۲	مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں	۴۷۴
۵۲۳	تصلب کی تعریف کیا ہے	۴۷۵
۵۲۴	اللہ جل شانہ کے وہ بندے کون ہیں جو اللہ کے دوست ہیں۔	۴۷۶
۵۲۵		
۵۲۶	جو اعمال کمال ایمان ہیں انہیں کو حالی نے اپنی شاعری میں بہالت و تعصب ٹھہرایا	۴۷۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۲۶	اللہ ورسول جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان و اسلام ہے	۲۷۸
۵۲۷	عنایت اللہ مشرقی کی کفری بولی	۲۷۹
۵۲۸	مخلوقات الہی پر احسان کس طرح کیا جائے	۲۸۰
۵۲۹	عنایت اللہ مشرقی کا گمراہ کن فطریہ	۲۸۱
۵۳۰	ذبیوی ترقیاں اگر اشاعت اسلام و تبلیغ سنت و اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہوں تو	۲۸۲
۵۳۱	حالی نے شریعت اسلامیہ کے خلاف سائنسی باطل نظریات کو بھی تسلیم کر لیا	۲۸۳
۵۳۲	سائنس و فلسفہ کے ادیان کا بطلان	۲۸۴
۵۳۳	سائنسی و سوسائٹ کا ذبیہ پر ایمان لانے کا شرعی حکم	۲۸۵
۵۳۴	ادع الی سبیل ربک الخ کی نہایت عمدہ اور تحقیقی بحث	۲۸۶
۵۳۵	شبہات میں مبتلانا واقف لوگوں اور معاند و ہٹ دھرموں کے سمجھنے کے رویہ میں کیا فرق ہونا چاہئے	۲۸۷
۵۳۶	یہ کہنا کہ حضور نے اپنے دشمن کو بھی برائہ کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے	۲۸۸
۵۳۷	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دشمنوں کا رد کرنے کے آیات قرآنیہ سے دلائل	۲۸۹
۵۳۸	کسی کافر کو کافر نہ کہنا اس قول کی تفصیل	۲۹۰
۵۳۹	خلقِ محمدی کیا ہے؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم)	۲۹۱
۵۴۰	خلقِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم) اور مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۲۹۲
۵۴۱	بہت سے مدعیانِ ایمان کے قتل و قتال پر صحابہ کرام کا اجماع (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)	۲۹۳
۵۴۲	آیاتِ کریمہ سے صلح کیوں کے باطل دلائل کا رد	۲۹۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۵۷	بد مذہبوں سے متعلق حضرت مولا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی ایمان افروز تحریر	۴۹۶
۵۶۰	مدارات و مداہنت کا فرق تفسیر عزیزی کی روشنی میں	۴۹۷
۵۶۴	بد مذہبوں کے مشہور پیشواؤں پر سختی	۴۹۸
۵۶۵	حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کن کن بد مذہبوں اور فتنوں نے سر اُجارا	۴۹۹
۵۶۷	مدارات اور مداہنت کا حکم	۵۰۰
۵۶۷	آیات مبارکہ و احادیث کریمہ میں بد مذہبوں کی ترمیم تادیب	۵۰۱
۵۶۸	صاحب "فتح الباری" کا "نرمی" سے متعلق قول	۵۰۲
۵۶۸	"شدت" اگرچہ بد مذہبوں کو فائدہ نہ دے مگر	۵۰۳
۵۶۹	بد مذہب کے ساتھ مداہنت	۵۰۴
۵۶۹	عام مصلحت اور عمومی فوائد کے حصول	۵۰۵
۵۷۰	مرتدوں بے دینوں کیساتھ محبت مودت	۵۰۶
۵۷۱	صلح کلیوں کا ضلع حدیبیہ سے استدلال	۵۰۷
۵۷۲	آج کل کے کلمہ گو مرتدین کو زمانہ اقدس کے منافقین پر قیاس کرنے کا حکم	۵۰۸
۵۷۲	امر منسوخ سے استدلال کرنا	۵۰۹
۵۷۲		
۵۷۲	علمائے اہلسنت کا بیدنیوں کے رد میں تصنیفیں فرمانا	۵۱۰
۵۷۲	تغییر میں نہ کے تین طریقے	۵۱۱
۵۷۳	صحابہ کرام تابعین تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا منکرات شرعیہ کی تغیر کرنا	۵۱۲
۵۷۳	ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنا	۵۱۳
۵۷۴	عیسائی کے اشتہار کا سرسید احمد خاں کے مسلم سے ناقص اور مہمل جواب	۵۱۴
۵۷۵	تمام ضروریات دین کا انکار کر کے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا	۵۱۵
۵۷۶	کلمہ توحید پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک	۵۱۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۷۶	محدثین کرام کے نزدیک کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب	۵۱۷
۵۷۷	مسائل دینیہ ضروریہ کا جھٹکانا	۵۱۸
۵۷۸	خوارج و روافض وغیرہم کا ظہور	۵۱۹
۵۷۹	مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے	۵۲۰
۵۷۹	عیسائی کے اشتہار کا تحقیقی جواب والزامی جواب	۵۲۱
۵۸۰	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا ارشاد	۵۲۲
۵۸۱	حق گوئی سے خاموشی	۵۲۳
۵۸۱	بدعیان ایمان مرتدین پر حکم کفر اور ان کو قتل کرنے کا ثبوت عہد خلافت راشدہ سے	۵۲۴
۵۸۳	”اتحاد“ کب موجب خلیل اسلام ہے، کب باعث عناد و شقاق ہے کب باعث نفاق ہے۔	۵۲۵
۵۸۳	دنیا کی ظاہری دھوم دھام	۵۲۶
۵۸۴	مسلمین کی شوکت کس امر میں مرکوز ہے؟	۵۲۷
۵۸۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت	۵۲۸
۵۸۵	دین فروش و دنیا خرمالوں کے متعلق حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی	۵۲۹
۵۸۵	حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ تبلیغ	۵۳۰
۵۸۷	اسلامی شوکت بد مذہبوں کے ساتھ میل جول ہونے پر موقوف نہیں	۵۳۱
۵۸۷	دنوی حالت کا سنبھلنا	۵۳۲
۵۸۸	اہل بیتی فیکر مثل سفینۃ نوح	۵۳۳
۵۸۸	حضرات اہلبیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرنا	۵۳۴
۵۹۰	جماعت عمار سے مراد	۵۳۵
۵۹۲	نصاری و آریہ کی ہرافت	۵۳۶
۵۹۲	ایک فرض کیلئے دوسرے فرض کا ترک	۵۳۷
۵۹۳	ایک حرام کو مٹانے کیلئے دوسرے حرام کا ارتکاب	۵۳۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۳۹	مسئد حب و نبض پر بعض ضروری کلام - ارشادات مبارکہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ -	۵۹۴
۵۴۰	سچا اتحاد تم کرنے کی تین صورتیں -	۵۹۵
۵۴۱	اتحاق حق کیلئے صرف عقائد مسائل بیان کرنا	۵۹۷
۵۴۲	صد ہا مسائل میں مخالف کے قول کو نقل کئے بغیر	۵۹۸
۵۴۳	حضرت امام بن جنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مذہب اعتزال کے خلاف اتحاق حق -	۵۹۹
۵۴۴	مسلمانان اہلسنت کو آپس میں متحد رہنے کی تاکید	۵۹۹
۵۴۵	حضرات متصیین علمائے اہلسنت ہی	۶۰۱
۵۴۶	بعض جاہل صوفی نما گراہوں -	۶۰۳
۵۴۷	کیا رد بد مذہبیاں مولویوں کا جھگڑا ہے؟	۶۰۳
۵۴۸	"بالمسلمان اللہ اللہ بابرئمن" الخ	۶۰۴
۵۴۹	کیا شریعت کے احکام سے پیر فقیر صوفی مرشدین مستثنیٰ ہیں؟	۶۰۷
۵۵۰	بعض عرفاء نے اپنے کلام میں جو اپنے آپ کو سب سے بڑے سمجھنا لکھا ہے اس کا ایمان افروز مفہوم -	۶۰۷
۵۵۱	بد مذہبوں پر شدت و غلطت	۶۰۹
۵۵۲	ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو	۶۱۰
۵۵۳	کشف الہام، وجد و حال کی کیفیتیں	۶۱۰
۵۵۴	قلب و روح کا تصفیہ و تزکیہ کن صورتوں میں ممکن ہے	۶۱۱
۵۵۵	نجات اتروی	۶۱۱
۵۵۶	مسلمان کہلانے والے فرقوں میں نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟	۶۱۲
۵۵۷	وہ کون سے مٹا ہیں جنہوں نے	۶۱۲
۵۵۸	سکڑ والوں کے کلام سے	۶۱۲
۵۵۹	اعتقادات میں مدامت پالیسی	۶۱۲
۵۶۰	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی شاعروں کو	۶۱۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۶۱	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو	۶۱۵
۵۶۲	بد مذہبوں کی مذمت نظم و شریں	۶۱۸
۵۶۳	احکام شرعیہ پر عمل کے بغیر	۶۱۹
۵۶۴	سرکار علیہ صفت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک وصیت	۶۲۰
۵۶۵	سرکار علیہ صفت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت جو وصال شریف سے ۲ گھنٹہ پہلے منسٹ شہر	
	قلمبند کروائی	۶۲۱
۵۶۶	صلو کلّیت	۶۲۲
۵۶۷	"امر بیکار" اجاب سے متعلق حکم شرع و دیگر علمائے اہلسنت کی تصدیقات	۶۲۵

خانقاہ برکاتیہ

اور

حضور منظر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلسنت علیہ الرحمۃ

خدا را ولی بود حشمت علی بنی را رضی بود حشمت علی

از تاجدار مسند بارہرہ سند الحکماء سید العلماء حضور سید آل مصطفیٰ صاحب قبلہ قادری برکاتی

علیہ الرحمۃ والرضوان

سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ بارہرہ مطہرہ وصف در آل اندیاستی جمعیتہ العلماء

میں نے حضرت شیر بیشہ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلی مرتبہ اس عمر میں دیکھا کہ ان کی عمر انیس سال کی تھی اور میں آٹھ سال کا بچہ تھا۔ بریلی شریف سے تشریف لائے تھے۔ میرے خال محترم تاج العلماء تاجدار مسند برکاتیہ کو ایک تبلیغی جلسہ کی دعوت دینے کیلئے آئے تھے۔ مگر اتفاق یہ کہ حضور تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ سرخ آباد کے تبلیغی جلسہ میں تشریف لے جا چکے تھے اور گھر پر میرے مرشد برحق قدوہ العلماء زبدۃ الاصغیا حضور سید شاہ ابوالفتحم اسماعیل حسن الملقب بلقب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میرے نانا جان ضعیف ہو کر خانہ نشین ہو چکے تھے، مجھ سے ارشاد فرمایا "لالہ ابو مولوی حشمت علی خاں صاحب آئے ہیں تمہارے ماموں کے لئے جانے کیلئے، ماموں تمہارے فرخ آباد گئے ہیں، جاؤ اور انہیں ہماری ہوٹلی میں ٹھہراؤ اور ان کے آرام کا بندوبست کرو"۔ آج جب میں بوڑھا ہونے کو آیا تو پورا نقشہ میرے سامنے ہے کہ میں کس طرح سے گھر سے کھانا لیکر گیا تھا۔ اور میں نے کس طرح سے کھانا کھلایا تھا۔ اور کس طرح سے میں نے کہا کہ ببا فرخ آباد گئے ہوئے ہیں اور میاں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے ملے بغیر مت جلیے گا۔ یہ میزبانی پہلی حاضری اور پہلی ملاقات تھی۔ اُس کے بعد تو کچھ ایسے ربط بٹھے کہ حضرت شیر بیشہ اہلسنت اگر پندرہ دن بریلی میں تو پندرہ دن لکھنؤ میں تو دس دن بارہرہ شریف میں۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے جب میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محل سرا میں رولے بعد دو زانو خود بیٹھے اور حضرت شیر بیشہ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ ہمارے سامنے دو زانو بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے ہمارے دونوں زانوؤں سے ملادو اور اس طرح سے جب دونوں بیٹھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ "میں نے مجسّد سلسلہ عالیہ قادریہ حقیقیہ سہروردیہ نقشبندیہ سارے اعمال و مراقبات جو خانوادہ برکاتیہ میں مجھے

اپنے مرشدوں سے ملے میں نے ان سب کی اجازت تم کو دی۔ اور مجھے یاد ہے کہ اس کے ساتھ ہی حضرت شیربیشہ سنت نے اپنا سر ان کی گود میں ڈال دیا۔ اور حضرت والا کا سر ان کے ہاتھوں پر آگیا۔

شیربیشہ سنت سے میرے گھر کے ربط و ضبط کو تم میں سے کوئی نہیں جان سکتا، تم میں سے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تمہیں نہیں معلوم حضرت شیربیشہ سنت سے میرے گھر کے تعلقات کو کبھی میں جاننے والے ایک تھے جو گذر گئے میرے برادر طریقت منشی مصطفیٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور پان والے، اللہ تعالیٰ انہیں جی و تمام رکھے۔ حضرت شیربیشہ سنت کے برادر عزیز مجاہد اہلسنت حضرت مولانا مفتی محبوب علی خالصا صاحب دامت برکاتہم وہ جانتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ میرے گھر کے کیا روابط تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت شیربیشہ سنت میرے استاد محترم بھی تھے۔ حضرت شیربیشہ سنت ایک مہینے کیلئے خانقاہ برکاتیہ میں تشریف لائے اور میں نے تفسیر جلالین، نور الانوار، قطبی مع میر اور شرح وقایہ کے جوہر سبق میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔ یہ تو وہ پڑھنا ہے جو میں نے کتاب کھول کر زانو تہہ کر کے حضرت سے پڑھے۔ اور اس کے بعد میری عمر گذری ہے حضرت کے ساتھ رہنے میں، ان کو دیکھنے اور سمجھنے اور بوجھنے میں۔ میری تقریر کی رنگت، میری تقریر کی سوچ بوجھ اور میری سوچ اور سمجھ کا رنگ یہ حضرت شیربیشہ سنت کا ہے

اور اس کے بعد حضرت نے دارالعلوم اہلسنت شاہ عالم کے ایک دینی جلسے اور اپنی تقریر کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کچھ لوں ارشاد فرمایا جسکو اجمالاً ذکر کیا جا رہا ہے کہ حضرت نے اس جلسے کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس جلسے میں میرا بیان غالباً میری عمر کا سب سے طویل بیان تھا۔ جب میرا بیان ختم ہو چکا تو حضرت مولانا اجل شاہ صاحب سنبھلی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ”میاں حضرت مولانا اجمنت علی صاحب یاد آگے۔“ تو میں نے کہا صحیح بات ہے۔ باپ کا پر تو بیٹے پر، استاد کا پر تو شاگرد پر پڑا ہی کرتا ہے۔ اگر آپ کو حضرت شیربیشہ سنت یاد آگئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں، ان کا جسم ہم میں نہیں ہے۔ لیکن تم باور کرو اس بات کو کہ ان کی روحانیت ہم میں ہمیشہ رہے گی۔ اور ان کی روح کی برکتیں ہمیشہ اہلسنت کی مددگار رہیں گی، انہوں نے اپنے جو فیض چھوڑے ہیں وہ فیض جاری و ساری رہیں گے۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنی نشانی چھوڑتا ہے انہوں نے اپنی جسمانی اولاد بھی چھوڑی ہے اور روحانی اولاد بھی چھوڑی ہے۔ ہم جیسے فیض لینے والے ان کی

روحانی اولاد ہیں۔ اور میرا عزیز بچہ مولانا مشاہد رضا خان صاحب اُن کے بڑے صاحبزادے الحمد للہ رب العالمین فارغ التحصیل ہو کر دستار بند ہو چکے ہیں۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت شیر بیشہ سنت کی مسند علم و رشد اُن کے بعد خالی نہیں رہے گی۔

آج تمہیں کھول رہا ہوں شاید تمہیں نہیں معلوم ہو گا ان کا چھوٹا بچہ حافظ قاری عسکری رضا خان سلمہ میرا دودھ کا بیٹا اور میرے بچوں کی ماں نے اُسے دودھ پلایا ہے۔ اور اسی طرح سے مولانا حسرت علی خان صاحب کی اہلیہ محترمہ میری اُستانی نے میری ایک بچی کو دودھ پلایا۔ تو یہ دونوں آپس میں دودھ کے بھائی بہن ہیں۔ اور حافظ قاری عسکری رضا خان الحمد للہ حبیب قاری ہے، مستند قاری ہے۔ اور وہ ویسے بھی میرا بچہ تھا لیکن اب تو حقیقت یہ ہے کہ وہ میری اولاد میں شمار ہے۔ کیونکہ میرے بچوں کے ساتھ دودھ پیا چکا ہے۔ اور یہ بات کہنے میں میرے دل کو تسلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مسند شیر بیشہ سنت خالی نہ رہے گی۔ اور جو کام عمر بھر حضرت شیر بیشہ سنت نے کیا خدا نے چاہا اور اُس کے چاہے سے اس کے رسول نے چاہا جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ وصحبہ و بارک وسلم تو یہ کام انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے فرزند ان ظاہری و معنوی کرتے ہی رہیں گے۔ آمین اللہم آمین!

نوٹ:-

حضور منظر اعلیٰ حضرت کے عرس جہلم شریف میں حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ تقریر برسرِ منبر جو ۹ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ کو بمقام جناب پور اسٹریٹ بمبئی میں ہوئی تھی جسکو کیسٹ میں ریکارڈ کیا گیا تھا، یہ تحریر اس ریکارڈنگ سے اجمالاً نقل کی گئی ہے۔

ابتدائیہ

الحمد لله والصلوة والسلام على نبيه وعلى آل وصحبه وحزبه اجمعين

آئین جوانمردان حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روہائی

منظر اعلیٰ حضرت، شیربیتہ سنت، غیظ المنافقین، امام المجاہدین، رئیس المناظرین علامہ دہر مولانا حسنت علی خاں قادری برکاتی رضوی رضوان ربہ علیہ وعلینا رحمۃ رب العالمین عز و علا کی ذات گرامی صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیاے اسلام میں ایک منفرد ذات تھی۔ کیا عرب کیا عجم، جادھر بھی آپ پہنچ گئے پورا ماحول مسلک اہلسنت و جماعت کی روشنی میں عشق رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلووں سے نہال نہال ہو گیا۔ آپ کے برادر اصغر اسد السنۃ محبوب ملت حضرت مولانا مفتی قاری ابوالمظفر محبت رضا محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم ممبئی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ”مشاہدہ مولانا حسنت علی“ کے بیان کے مطابق ۱۳۱۹ھ میں لکھنؤ شہر کے اندر حضرت مولانا صوفی عبدالرحمن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پاک کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں آپ پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

محمد حسنت علی خاں ابن ابوالخفاظ محمد لوب علی خاں قادری ہدایت رسولی ابن محمد حیات خاں ابن محمد سعادت خاں ابن محمد جان علیہم الرحمۃ۔ والد مکرم نے آپ کا نام ”محمد حسنت علی“ رکھا۔ جبکہ علامہ محمد ہدایت رسول قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”محمد صدیق“ رکھا تھا۔ ”محمد حسنت علی“ زیادہ نمایاں رہا۔ پھر ”شیربیتہ سنت“ کا لقب اس قدر مشہور ہوا کہ آپ کے نام کا ایک جزو بن گیا۔ اگر نام نہ بھی لیا جائے صرف ”شیربیتہ سنت“ کہلایا جائے تو اسی سے لوگ واقف ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اپنا سن ولادت اس جملہ سے بیان فرمایا ”سب بارگہ بغداد“ (۱۳۱۹ھ)

تعلیم کا آغاز

رسم بسم اللہ خوانی کی تقریب بہت دھوم دھام سے منائی گئی۔ الحاج صوفی کریم بخش نے بسم اللہ پڑھا۔ پھر قادیانہ بنداوی دناظرہ جناب حافظ قادری علامہ صاحب ٹوکی سے پڑھا۔ پھر مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں حفظ شروع کیا اور دس سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کر لیا۔ تراویح پہلی بار اپنے خدوم اودھ حضرت سیدی شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ والی مسجد میں پڑھا۔

گیارہ سال کی عمر میں آپ نے فارسی و تجوید و قرأت بروایت حفص کا امتحان دیا اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں قرأت سبعہ کا امتحان دیا۔ ۱۲۴۰ھ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت حاصل کر کے سند ستار فضیلت و جملہ اسلام کی اجازت و خلافت پائی۔ اسی درمیان آپ نے قرأت عشرہ کی سند حاصل کی۔ نیز خوشخطی میں مشہور خطاط جناب منشی شمس الدین صاحب عجاویرم آپ کے استاد تھے۔ مدرسہ فرقانیہ کے تمام مدرسین و مہتمم آپ پر بے حد مہربان تھے اور بہت چاہتے تھے۔ مگر ایمان کی سلامتی اور مذہب و ملت کا تحفظ آپ کے مقدر میں تھا کہ حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا ثمرہ کتاب ”تمہید ایمان“ مصنفہ علی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ نے آپ کے لئے فیضان و عرفان کے دروازے کھول دیئے۔ مدرسہ فرقانیہ سے علیحدہ ہو کر علی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے۔

جملہ علوم و فنون کے ساتھ جہاں قدرت نے بے شمار فضائل و کمالات سے آپ کو نوازا تھا وہیں فنِ مناظرہ میں بھی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔ اگر یوں کہا جائے کہ مناظرہ آپ کی خوراک اور اوڑھنا بچھونا تھا تو بیجا نہ ہوگا۔ آیام طالب علمی میں جبکہ ہلدوانی ضلع مین تال میں وہابیوں کی شورش سے سنیوں پر پریشانی لاحق ہوئی تو وہاں کے ارباب حل و عقد نے سرکار علی حضرت کو خط لکھا کہ ہم لوگ پریشان ہیں کوئی عمدہ سنی عالم بھیج دیں جو یہاں پر مناظرہ کر لے، وہابیوں نے چیلنج مناظرہ دے دیا ہے۔ تو آپ ہی کو علی حضرت سرکار نے منتخب فرمایا، چنانچہ علی حضرت مستم ہوئے اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے ہلدوانی بھیجا۔ جہاں پرانا دیوبندی مناظرہ عمر رسیدہ السین سر لے خای موجود تھا۔ اس کے مقابلے میں آپ کی نوعمری اور سادگی دیکھ کر سنی پریشان ہوئے مگر الحمد للہ میدانِ مناظرہ میں ہنچکر واضح ہو گیا کہ جن دلائل و براہین کی روشنی میں آپ نے السین سر لے خاں بریلی کو شکست فاش دی اس سے دنیائے وہابیت لرزہ برآمد ہو گئی۔ آپ نے دلائل کے انبار اس قدر لگا دیئے کہ السین سر لے خاں یا بچ منٹ تک بت نہا ہوا بیٹھا رہا۔ حضرت بار بار جواب کا مطالبہ کرتے رہے۔ مگر وہ خاموش رہا اور مشکل تمام اپنے حواریوں کو لیکر کھڑا ہوا اور بھاگ نکلا۔ دل کے چراغ ہم نے جلائے ہیں راہ میں کم کم سہی کہیں نہ کہیں روشنی تو ہے!

سنیوں نے نعرہ کبیر و رسالت بلند کیا۔ آپ نے اسی میدان میں بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھا اور دعاؤں پر محفلِ خشن و مسیح مبین کا اختتام کیا۔ فتح مدی کی خوشی میں مسلمانانِ اہلسنت ہلدوانی نے تین جلے لے کر جن میں حضرت کے نجدیت شکن بیانات ہوئے۔ ان کی کفری عبارات کو کھول کھول کر دکھایا اور الحمد للہ بہت سے بچے ہوئے لوگوں نے توبہ کی۔

حضرت محبوبِ ملت علیہ الرحمہ نے اس مناظرے کی تاریخ ”مناظرہ جالندھرا“ (۱۳۳۸ھ) سے اور حضرت کی نوعمری کی وجہ سے ”مناظرہ لونہال“ (۱۳۳۸ھ) سے نکالی ہے۔

ابوالفتح اس کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے۔ ادھر وہابیوں نے اپنی شکست کی نفقت مٹانے کیلئے پہلے ہی

سے غلط پروپیگنڈہ کر رکھا تھا۔ حالات کی تحقیق کے بعد حضرت شیر بنیہؒ سنت جب مُرشدِ کامل کی بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ تبسمِ کمال ہوئے اور فرمایا ماشاء اللہ آپ ابو الفتح ہیں، قریب بلایا حضرت کو سینے سے لگایا اپنا عام مبارک حضرت کے سر پر رکھا، اپنا جُبَّہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے، پھر مدرسے کا قبض الوصول منگوا کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔

”حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں اُن کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں۔“

اس کے بعد سرکارِ اعلیٰ حضرت کی توجہ دن بدن بڑھتی گئی۔ آپ شب و روز خدمتِ بابرکت میں رہے، یہاں تک کہ اس کے بعد دو سفر بھولالی کے رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ و رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ میں کئے۔ یہ دو سفر وہ تھے جس میں چارچا اور پانچ پانچ ماہ اپنے سرکارِ اعلیٰ حضرت کی صحبت میں گزارے۔ اُن دو سفروں میں مُرشدِ کامل نے کیا دیا اور میریدِ باصفیٰ نے کیا کیا لیا اُس کو خدا ہی جانے۔ اس دوسرے سفر میں سرکارِ اعلیٰ حضرت نے آپ کو ایسا کامل و مکمل کیا کہ آپ کو ”ولدُ مُرافِق و غیظُ المنافق“ کے لقب سے نوازا۔ اور صرف زبانی نہیں بلکہ تحریری طور پر جیسا کہ ”الطاری الداری“ میں مذکور ہے۔ اُن دو برسوں پر آپ کو ہمیشہ ناز رہا، جیسا کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ان دو برسوں پر ناز رہا جو آپ نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی معیت میں گزاریے تھے۔ سرکارِ امامِ اعظم فرماتے ہیں: ”لَوْلَا التَّائِيَانِ لَهْلَكَ النَّعْمَانُ“ اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا جعفرؒ ۱۳۳۰ھ میں مجددِ اعظم سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور اسی سال ماہ شعبان میں آپ نے جملہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد سندِ درسِ نظامیہ و دورہ حدیث سے فراغت پائی۔ بعدہ حضرت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضورِ مجتبیٰ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا جُبَّہ مبارک آپ کو پہنایا اور خلافت عطا فرمائی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فراغت کے بعد چند سال آپ دارالعلوم منظر اسلام میں مدرس رہے اور درسِ نظامی کی اہم اہم کتابیں شاملِ درس رہیں۔ طریقہ تعلیم سے طلبہ بے حد متاثر رہے جیسا کہ کتاب ”مشاہدہ مولانا حشمت علی“ میں مفتی مالوہ حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمن کے حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بریلی شریف میں جماعتِ رضاؒ مصطفیٰ کے مفتی بھی رہے۔ فتاویٰ حنفیہ (حصہ اول) حضرت شیر بنیہؒ سنت کے فتاویٰ کا ایک جُز ہے۔ مطالعہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ حضرت نے سوالات کی باریک بینی کو بھانپتے ہوئے کتنی تفصیل سے جوابات مرحمت فرمائے ہیں۔ ارشادِ رسول ہے: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔ اللہ جس پر بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے۔ اس فن میں بھی الحمد للہ آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ فتوؤں کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ صرف سوال ہی کے جواب پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کے ضمن میں اور بھی دیگر اہم مسئلوں کی وضاحت کر دی جائے تاکہ کسی دوسری شق کا راستہ نہ لپکے اور دوسرے مسائل بھی حل ہو جائیں۔ مثلاً حضورِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت تبلیغی جماعت کیسی ہے؟ اس پر کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا تبلیغی جماعت تو ابھی ہے مگر یہ پوچھو کہ ایسا ہی جماعت کیسی ہے۔ کسی نے جماعتِ اسلامی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نام تو اچھا

ہے مگر یہ کہو کہ مودودی جماعت کیسی ہے۔ اس لئے کہ دونوں جماعتوں کا تعلق اول الیاس کا زہلوی دوسری ابو العلی مودودی سے ہے۔ اور یہ دونوں جماعتیں گمراہ و بددین ہیں۔ ان دونوں کا مقصد ایک نئی جماعت پیدا کرنی ہے۔ چنانچہ ایسی ہی مثال آپ زیر نظر کتاب میں بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ سید نیاز احمد قادری فچیوری نے سوال کیا ابو العلی مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور جماعت اسلامی کیسی جماعت ہے، اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ۲۔ اس کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟۔ تو آپ نے ایک تفصیلی جواب عنایت فرمایا جس کا ماحصل یہ ہے کہ ابو العلی مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور اسکی جماعت اسلامیہ کوئی نئی تحریک نہیں، بلکہ وہابیت کے معلم اول محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تحریک نجدیت اور وہابیت کے معلم ثانی اسماعیل دہلوی کی تحریک وہابیت ہے۔ مودودی نے یہ دیکھ کر کہ عام طور پر مسلمانان اہلسنت بفضلہ تعالیٰ و کبرم جیبہ صلی اللہ علیہ وسلم نجدیت و وہابیت سے متنفر و بیزار اور اسکی خاستوں ضالہ التوں سے خبردار ہو چکے ہیں۔ انھیں متفقدات نجدیہ و عقائد وہابیہ کو نئے عنوانات اور جدید تعبیرات میں بھولے بھالے سیدھے سادے سُنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے تحریک حکومت الہیہ اور جماعت اسلامیہ کے نام سے پیش کیا ہے۔ اسکی کتابوں میں غیر تقلدیت و نجدیت وہابیت کے اعتقادات کفریہ بکثرت بھرے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ پیغام حق کی اشاعت خاص میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے ظفر منزل تاجپورہ لاہور سے مودودی کا جو مضمون ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ شائع کیا ہے اسکے دیباچے صفحہ ”د“ پر لکھا ہے۔

”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں مولانا کا ایک بڑا کارنامہ ہے، شرک کے رد اور توحید کی تائید میں حضرت مولانا اسماعیل شہید کی کتاب ”تقویت الایمان“ سے زیادہ سائنٹیفک اور بہتر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولانا ابو العلی مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت و توضیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاہ اسماعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا اسی کو مولانا نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے مبلغین اسلام کی صف میں اپنے لئے ایک ممتاز مقام بنالیا ہے۔“

تبلیغی جماعت کے سلسلے میں کانپور سے ایک سوال آیا تو آپ نے جواب دیا۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ دیوبندیوں ہی کی تحریک وہابیت دیوبندیت ہے۔ وہابیوں نے دیکھا کہ مسلمانان اہلسنت ہوشیار ہو چکے ہیں تو انھیں بھانسنے کیلئے طرح طرح کے جال بنا رکھے ہیں۔ کہیں جمیعہ العلماء کا جال ہے کہیں مومن کافرئیں کا فریب کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے تو کہیں نمازی فوج کا دھوکہ ہے۔

اس طرح کے بے شمار سوالات و جوابات ہیں جیسا کہ آپ اسی کتاب کے صفحات میں بالتفصیل مطالعہ فرمائیں گے۔ آپ

۷۷ تفصیلی جواب آئندہ صفحات میں شامل فتویٰ بنام کبر المعبود میں ملاحظہ فرمائیں۔

کے فتاویٰ عشق رسول اور مذہبِ حق کی حفاظت و نصرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ فرقہ ہائے باطلہ خصوصاً وہابیہ دیوبند کیلئے آپ کا قلم شمشیرِ برائ تھا۔ علمی گیرانی و باریک بینی مخالفین کو بھی مسلم بھی جیسا کہ آپ کا مشہور حریف مناظر مولوی منظور سنبھلی جسے آپ نے درجنوں مناظروں و مباحثوں میں ساکت کیا، پہلی دفعہ جب آپ حاضری سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرمینِ مطہین کا سفر فرما رہے تھے تو اتفاق سے آپ کے جہاز میں ہی تھا۔ ایک مسئلے کے سلسلے میں جب وہ آپ کے پاس معلومات کیلئے آیا تو آپ نے کس طور پر اس کا جواب دیا، یہ بحث دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ جہاز میں ایک روز منظور نعمانی اپنے مولویوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی کیا میں تھوڑی دیر بیٹھ سکتا ہوں؟ حضرت۔ میں آپ کو کیسے منع کر سکتا ہوں جہاز میری ملک تو ہے نہیں ورنہ میں آپ کو جہاز میں سوار بھی نہیں ہونے دیتا۔ اسلئے کہ میرے نزدیک آپ اپنے عقائد کفریہ کے سبب شرعاً کافر مرتد دشمنِ خدا و رسول ہیں خیر آئیے بیٹھئے۔ منظور۔ ہم لوگوں کے درمیان ایک مسئلہ فقہیہ پر بحث ہو رہی ہے اور ہم سب نے آپ کو حکم بنایا ہے لہذا کچھ تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ اس ضمن میں عقائدِ دیوبند سے متعلق کچھ مزید باتیں ہونے کے بعد پھر اصل گفتگو شروع ہوئی۔ منظور۔ کیا اعلیٰ حضرت نے مناسکِ حج سے متعلق کوئی رسالہ تحریر کیا ہے؟

حضرت۔ جی ہاں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسکِ حج میں بھی نہایت بہترین رسالہ مہار کہ تحریر فرمایا ہے کئی بار شائع ہو چکا ہے، یہ دیکھئے میرے پاس بھی موجود ہے۔ اس کا تاریخی نام "انوار البشارة فی مسائل الحج والزیارة" ہے۔

منظور۔ اس میں اعلیٰ حضرت نے ہندوستان سے آنے والوں کیلئے احرام باندھنا کہاں سے تحریر فرمایا ہے؟ حضرت۔ محاذاتِ یلم سے تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ تمام فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مکہ منظر آنے والا اگر میقات سے ہو کر نہ گزرے تو جب سب سے پہلے کسی ایسے مقام سے ہو کر گزرے گا تو کسی میقات کے محاذی ہے تو وہیں سے اس کو احرام باندھنا ضروری ہے۔

منظور۔ مگر ملا علی قاری نے تو لکھا ہے جو حاجی میقات پر سے نہ گزرے وہ جدہ سے احرام باندھے۔ حضرت۔ مگر تم ملا علی قاری کے مقلد نہیں، تمام ائمہ حنفیہ عظیم الرحمہ کی تصریحاتِ جلیہ کے خلاف ایک ایسے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا تفرّد ہم کیوں کر تسلیم کر سکتے ہیں، ملا علی قاری تو ملا علی قاری ہیں ہم تو ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تفردات کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔

منظور۔ مگر یلم تو جہاز سے ہم کو نظر نہیں آتا پھر اسکی محاذات ہم کو کیوں کر معلوم ہو۔

حضرت۔ جہاز والے اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلم کے محاذات میں آگیا ہے۔

منظور۔ جہاز والوں کو بھی یلم نظر نہیں آتا پھر ان کا کہنا کیوں کر معتبر ہوگا؟

حضرت۔ ان کے سامنے نقشہ، قطب نما، گھڑی تینوں چیزیں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔

منظور۔ نقشہ کا کیا اعتبار !

حضرت۔ نقشہ، قطب نما اور گھڑی کا اعتبار نہ کیا جائے تو جہاز کا سفر ہی دشوار ہو جائے کہیں کا کہیں چلا جائے اور پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔

منظور۔ مگر جہاز ولے تو کافر ہوتے ہیں، پھر ان کی خبر کیونکر معتبر ہوگی۔

حضرت۔ دیانات میں کافر کی خبر معتبر نہیں امور دنیا میں تو معتبر ہے۔

منظور۔ مگر احرام باندھنا تو امور دینیہ سے ہے۔

حضرت۔ احرام باندھنا ضرور امور دینیہ سے ہے، لیکن جہاز کا ملیم سے محاذی آجانا تو ایک دنیاوی خبر ہے، جہاز والے کفار یہ تو کہتے نہیں کہ حاجی و احرام باندھ لو، وہ تو سیٹی بجا کر صرف اس امر کی اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز ملیم کے محاذات میں آگیا ہے۔

منظور۔ الحمد للہ میری تسلی ہو گئی جو میرا خیال تھا آپ کے جوابات سے اُسکی تائید ہو گئی اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

مولوی منظور اٹھ کر جانے لگا تو حضرت نے فرمایا۔ منظور ایک آخری بات سنئے جاؤ جو ضروری ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انیسٹروی اپنے کفریات قطعہ یقینہ کی بنا پر ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفریات پر باخبر ہو کر ان کو کافر نہ سمجھے یا کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

منظور اٹھتے ہوئے کہنے لگا آپ مناظرہ بھی کرتے جلتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ یہ مناظرہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ حکم میں نے اس لئے بیان کیا کہ کل قیامت میں اس حکم الحاکمین جل جلالہ اور اس کے حبیب رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے حاضری کے وقت تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم نے دوران سفر خرمین علیین شہت علی کو دینی مسائل میں حکم بنایا تھا۔ اس نے اس وقت احرام کا مسئلہ تو بیان کیا مگر تکفیر کے لئے دیوبند کا حکم ظاہر نہ کیا اور نہ چونکہ ہم حکم بنا چکے تھے اگر اس نے تکفیر کا مسئلہ بھی بیان کیا ہوتا تو وہ بھی ہم تسلیم کر لیتے۔ اتنا سن کر مولوی منظور سنبھلی دیوبندی خاموش اٹھ کر چلا گیا۔

اللہ اللہ یہ تھا آپ کے علوم و معارف کا عالم، جس مسئلے پر بات آگئی بر ملا اس کا جواب دیتے گئے۔ سچ کہا خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ نے۔

اپنے بیگانے سبھی کہتے ہیں تیری موت پر
بوحیفہ کی فتنہ کا راز داں جاتا رہا

بالآخر علوم و فنون کا یہ کوہِ گراں اور عشق و وارفتگی مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سرشار یہ دیوانہ سا ٹھہ سال کی عمر تک عظمت مصطفیٰ محبت اولیا اور غلامی سرکارِ غوث الوری کا درس دیتے ہوئے ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں جان جان آفریں کے سپرد کرتا ہے۔ ہوش و حواس کا یہ عالم کہ وصال کے وقت شہزادہ اکبر جانشین شیریشہ سنت حضرت علامہ مولانا مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ کو حکم دیتے ہیں کہ سورہ یسین شریف کی تلاوت بلند آواز سے کرو۔ اور آپ آنکھ بند کئے ہوئے سُن رہے ہیں۔ کہیں کہیں اگر پڑھنے میں کوئی لفظ صاف نہ معلوم ہوا تو آپ نے خود اسکو دہرا کر صحیح پڑھنے کی تاکید کی اور پھر یا اللہ، یا رسول اللہ اور یا غوث کی صدائیں بلند کرتے ہوئے واصلِ حق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

موت اسکی ہے کہ جس پر زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں کبھی آئے ہیں مرنے کیلئے

آخر میں ہم اس حقیقت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نشر و اشاعت کے یہ سارے جلوے شہزادگانِ شیریشہ سنت خصوصاً شہزادہ اوسط مقرر شعلہ بیان فاضل جلیل حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے رہیں منت ہیں جنکی توجہات سے یہ کتاب بھی منصفہ شہود چربلوہ گر ہوئی۔

خزاں کی چھاتی کی دھڑکنوں سے بہاں نکلے گی رقص و تما
اگر ہے جذبِ نظرِ مُکمل تو حُسن کی کچھ کمی نہیں ہے

اللہ رب العزت مسلکِ اہلنتِ جماعت کی روشنی میں ہمیں زندگی گزارنے کی توفیقِ ربّی عطا فرمائے۔
آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

والسلام، گدائے حتمی

محمد مرغوب حسن قادری اعظمی، سابق مدرس دارالعلوم حتمیہ ارضاء
آستانہ حتمیہ یحییٰ بھیت شریف (لوہ پی)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله العزيز الكريم وافضل الصلاة والكرام التسليم على حبيبه رؤف
الرحيم والہ واصحابہ وابنه الغوث الاعظم والمجدد الاعظم والمناظر
الاعظم وحنبه التكريم اما بعد
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم!
وعلى ذويه وصحبه ابدا الدهور وكثر ما

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت میں جہاں میں تری تصویر لئے پھرتا ہوں
اس عالم رنگ و بو میں مختلف انواع و اقسام کے پھول کھلتے ہیں جو اپنے رنگ و خوشبو سے چمن
کو زینت بھی دیتے ہیں اور اشرف المخلوق کیلئے فرحت و انبساط، سرور و دلچسپی کا سامان بھی، چمن کی غنائی
وزیبائی پھولوں ہی سے ہے، مگر وہ پھول جس کی خوشبو سے چمن ہی نہیں کوہ و دامن بھی مہرے اور خوشی رنگ
سے آفتاب لگن معلوم ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنے صحرا کو

چمنستانِ رضا میں زیبائی و تشکیبائی کے صدمہ پھول کھلے، جنہوں نے شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت
سے دنیائے اسلام کو معطر و منور و مغنیر فرمایا، اُن کی خوشبو سے جو معطر موادہ راہِ مستقیم پر چلتا رہا۔ انہیں
میں وہ پھول بھی کھلا جو زینتِ چمن بھی تھا۔ اور صحرائے انسانی میں غمزدہ دلوں کا تہرا بھی۔ تشنگانِ
الفت کو جامِ عشقِ رسالت علیہ الصلاۃ والسلام سے سیراب کیا۔ اُڑے ہوئے دلوں کو شریعت و طریقت کے
نکبتِ انوار سے ضیاء پاشی فرما کر گلشنِ ہزار بار بنادیا۔ جو قومِ مسلم کا ہادی بھی دینِ حنیف کا محافظ بھی۔ وہ

یہی شاداب پھول ہیں جسکی رخسائی جمال سے چمن اسلام بہکا رہا۔ اور شکیبائی جلال سے دشمنان اسلام و گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے چمنستانِ اہلسنت کی خطاط بھی فرماتے ہیں۔
کر ڈوں کی آرزو اور قوم و ملت کی آبرو بن کر کھلے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے لوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

چمن رضا کے اس گل صدرنگ کو دنیا نے منظرِ اعلیٰ حضرت، شیرِ بیشہِ اہلسنت، امام المناظرین، غیظ الوہابیین، رمبہ شریعت، مرشد طریقت، امام الخطباء، رئیس الفقہاء، حضرت علامہ الشاہ فیض الحق عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبۃ قادری برکاتی رضوی مجددی و تاس سرہ النورانی کے نام سے جانا پہچانا اور مانا ہے۔ قلبِ مومن کی ضیاء منظرِ اعلیٰ حضرت دین و سنت کی جلا منظرِ اعلیٰ حضرت ولادت و جائے پیدائش:

آپ کی ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء گہوارہِ علم و ادب شانِ آودھ لکھنؤ میں ایک آفریدی نسل گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ جناب سعادت علی خاں صاحب قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ میں جاگیردار تھے۔ حضور شیرِ بیشہِ اہلسنت کے دادا جناب محمد حیات خان صاحب ۱۲۵۷ء کے غدر سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے، اولادیں صغیر سن تھیں۔ لہذا آپ کی داوی صاحبہ لکھنؤ کی تھیں۔ ۱۲۵۷ء کے غدر کے موقع پر وہیں منتقل ہو گئیں۔ اور حضرت مولانا صوفی عبدالرحمن علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے قریب سکونت پذیر ہو گئیں۔ ۱۲۵۷ء کے غدر کے ہنگامے میں کاغذاتِ آراضی و نقشباتِ شجرہ وغیرہ سب تلف ہو جانے سے جاگیریں بھی ختم ہو گئیں۔

اولاد و امجاد:

جناب محمد حیات خان صاحب کی اولاد میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ بڑے بیٹے اولاد علی خاں اور چھوٹے بیٹے ابوالحسین محمد نواب علی خاں تھے۔ اور یہی حضور شیرِ بیشہِ اہلسنت کے والد ماجد ہیں۔ ابوالحسین محمد نواب علی خاں کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ سب سے بڑے بیٹے حضور شیرِ بیشہِ اہلسنت منظرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ۔ دوسرے بیٹے حضرت محبوبِ ملت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب علیہ الرحمہ مفتی اعظم ممبئی جن کا مزار پاک ممبئی ناریل باڑی قبرستان میں مرجعِ خلافت ہے۔ تیسرے بیٹے حضرت مولانا حافظ ابوالنصر محمد عمر خان صاحب رضوی تھے۔ ان کا مزار پاک پہلی بھیت شریف میں ہے۔ چوتھے صاحبزادے

محمد عثمان خان صاحب جو نو جوانی میں انتقال کر گئے۔

حضور شیر بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔
۱۔ مشاہد ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشاہد رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ۔ آپ اپنے والد کے سچے جانشین و پر تو اور منظر تھے۔ مسند قمار کے مسلم الثبوت امام تھے۔ خانقاہ کے سجادہ تصوف و ارشاد کے شیخ کامل تھے۔ آپ کا وصال ۱۲ شوال ۱۴۱۹ھ میں ہوا مزار پاک آستانہ عالیہ شمشیر میں مرجع خلایق ہے۔

۲۔ صوفی باہقا حضرت علامہ مولانا محمد مشہور رضا خان صاحب قبلہ دام فیوضہم المبارکہ۔ عارف کامل پیکر علم و عمل ہیں۔ متصوفانہ طرز رکھتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت و مشرب شیر بیشہ اہلسنت کی اشاعت و رشد ہدایت میں مصروف ہیں۔
۳۔ حضرت مولانا حافظ محمد عسکری رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔ آپ کا وصال شب جمعہ مبارکہ یکم ربیع المرجب ۱۳۹۲ھ ۶ رجب ۱۳۹۵ھ منٹ پر ہوا۔ مزار پاک حضور شیر بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کے پائنتی ہے۔ پبلی بھیت شریف کا جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی یادگار ہے۔ آپ ہی اس جلوس کے بانی ہیں۔ اور آپ تاجدار ہر مظہر حضور سیدنا سید العلماء سید آل مصطفیٰ صاب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کے رضاعی بیٹے بھی ہوئے۔ آستانہ عالیہ شمشیر کا دارالاشاعت "عسکری اکیڈمی" بھی آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔

۴۔ محمد امراہیل رضا خاں علیہ الرحمہ۔ دو شنبہ مبارکہ ۴ ذی القعدہ ۱۳۶۸ھ رجبے صبیح صادق کے وقت کسبی میں انتقال فرما گئے۔

۵۔ حضرت علامہ محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ تبلیغ مسلک اعلیٰ حضرت و ترویج مشرب شیر بیشہ اہلسنت میں روز و شب ہمہ تن مصروف ہیں۔ تعلیمات تصنیفات شیر بیشہ اہلسنت کی اشاعت اور آستانہ عالیہ شمشیر کا اشاعتی ادارہ آپ ہی کا رہن منت ہے۔

۶۔ حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ النورانی۔ اس وقت مفتی اعظم پبلی بھیت شریف آپ ہی ہیں۔ اور حضور منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم کردہ الجامعہ الشمشیریہ مشاہد مکرپیراہم ضلع گونڈہ آپ کے اہتمام میں عظیم الشان ادارہ مینالہ علم مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں شب و روز عروج و ارتقا کی منزل میں طے کر رہا ہے۔

۷۔ حضرت علامہ محمد ناصر رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔ آپ الجامعہ الشمشیریہ مشاہد مکرپیراہم نائب مہتمم ہیں اور آپ کے زیر اہتمام بھیونڈی ضلع تھانے (مہاراشٹر) میں الجامعہ الہادیہ اور خانقاہ شمشیریہ زیر تعمیر ہے۔

حضور منظر اعلیٰ حضرت بارگاہ اعلیٰ حضرت میں :-

حضور اعلیٰ حضرت محدّد دین و ملت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے کے بعد
بکرم مرشد رجب المرجب ۱۳۳۶ھ میں بغرض حصول علم بارگاہ امام اہلسنت میں حاضر ہو گئے۔ اسی دورانِ تسلیم
۱۳۳۸ھ میں ہلدوانی میں دیوبند کی مناظر مولوی لیلین خاں سرائے سے پہلا مناظرہ کیا۔ اور ولایتِ نجدیت کو شکست
فاش دی۔ مرشد گرامی حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”ابوالفتح“ اور ”ولدِ مرفق“ کا
خطاب عطا فرمایا۔ اپنا ام مبارک و خرقہ شریف و اجازات سے بھی مشرف فرمایا۔

رجب المرجب ۱۳۳۶ھ سے صفر المظفر ۱۳۴۰ھ تک یہ وہ مبارک و مسعود دور تھا جب امام اہلسنت محدّد عظیم دین ملت اسلام
و المسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس مُرید صادق و لدِ مرفق کو علومِ ظاہر و باطن سے
فیضیاب فرما کر اپنا منظر اتم بنا دیا تھا۔ ۱۳۴۰ھ میں فارغ التحصیل ہو کر وہیں دارالعلوم منظر اسلام میں
منصبِ تدریس و افتاء پر فائز ہو گئے۔

حضور شریف بشیر اہلسنت منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت و ارادت حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے تھی۔ اور سلاسلِ طریقت میں خلافت و اجازت و اسانید سے بھی سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرفراز
فرمایا۔ اس کے علاوہ دیگر مشائخِ عظامِ قدسِ اسرار ہم نے بھی خلافت و اجازت عطا فرمائی ہیں۔

حضور شیخِ ملت منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلاسلِ طریقت مقدسہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ
میں چودہ طریقوں (خانوادہ طریقت) سے اجازات حاصل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ طیبہ، چھ طریقوں سے :-

- (۱) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ ————— (۲) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قدیمہ —————
- (۳) سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ اسمعیلیہ ————— (۴) سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ الواریہ —————
- (۵) سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ معتمدیہ ————— (۶) سلسلہ عالیہ قادریہ معتمدیہ رضویہ —————

سلسلہ عالیہ چشتیہ دو طریقوں سے :-

- (۱) سلسلہ عالیہ چشتیہ برکاتیہ قدیمہ ————— (۲) سلسلہ عالیہ برکاتیہ جدیدہ —————

سلسلہ عالیہ سہروردیہ دو طریقوں سے :-

- (۱) سلسلہ عالیہ سہروردیہ برکاتیہ قدیمہ ————— (۲) سلسلہ عالیہ سہروردیہ برکاتیہ جدیدہ —————

تصنیفات حضور شریفؐ بیشہ اہلسنتؑ

علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۔ پشت خارد رافتخار _____ ۱۳۳۹ھ

ملحد افتخار روتھکی کی الحادی کفری تحریک پر "حاضر الانسان" کا ردِ مبلغ فرمایا۔

۲۔ صمصامِ سنت (حق کا نھجرا) _____ ۱۳۳۹ھ

مرتدین کے دوا و اتحاد کی آمدھی کی تردید۔

۳۔ تقریر منیر قلب _____ ۱۳۴۲ھ

جب شدھی تحریک سے مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے پینڈت شردھانند اور اس کے ہمہوا تحریک چلا رہے تھے۔ حضور شریفؐ بیشہ اہلسنتؑ علیہ الرحمۃ مناظرہ و مباہلہ کر کے ان کی منشر کاغذ ساز شول کو ناکام بنا رہے تھے اور مسلمانوں کے اسلام ایمان کی حفاظت فرما رہے تھے اسوقت ان کے رد میں اور اسلام کی حقانیت پر جامع بیان کتابی شکل میں تحریر فرمایا۔

۴۔ ھیبۃ قہاریہ بناریہ و سماجی آریہ _____ ۱۳۴۲ھ

آریہ سماجیوں کے رد میں یہ رسالہ شائع ہوا۔

۵۔ القلادۃ الطیبۃ المرصعۃ علی فحور الاسئلۃ السبعۃ _____ ۱۳۴۳ھ

وہابیہ و یانہ کے اشتہاری سوالات کے مسکت جوابات۔

۶۔ ظفر الاسلام، قہر القہار _____ ۱۳۴۳ھ

مسلم نہالیدروں کے اقوال پر احکام شریعیہ کا بیان۔

۷۔ الفرج والتاج لمحج محفل المعراج _____ ۱۳۴۳ھ

معراج جسمانی پر ایمان افروز عظیم الشان رسالہ مبارکہ۔

۸۔ سوانح امام اہلسنت _____ ۱۳۴۴ھ

کثرت اسفار، ہجوم افکار اور فرقہ رائے باطلہ سے مناظروں کی وجہ سے سوانح مکمل نہ ہو سکی۔

- ۹۔ الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ۔ ۱۳۳۵ھ
- صام الحرمین کی تصدیق میں دو سواڑ سٹھ (۲۶۸) علمائے اہلسنت کے فتاویٰ کا مجموعہ۔
- ۱۰۔ زاد المہند علی النہیق الانبہتی المفند۔ ۱۳۳۵ھ
- دیوبندی "المہند" کا جواب زد ہے جس کا جواب دیوبندی آج تک نہ دے سکے۔
- ۱۱۔ لطمۃ شیر برنجدی زادۃ راندر۔ ۱۳۳۵ھ
- دیوبندی مولوی راندری کے سوالات کا مسکت جواب۔
- ۱۲۔ قہر واجد دیان برہمشیر بسط البنان۔ ۱۳۳۶ھ
- مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے خط الامیان والے کفر پر پردہ ڈالنا چاہا اور "تغییر العنوان" لکھی، اُس کا رد ہے۔
- ۱۳۔ الانوار الغیبیہ۔ ۱۳۳۶ھ
- مسئلہ غیب پر دلائل و براہین سے مزین لا جواب رسالہ مبارکہ
- ۱۴۔ اجلی نجوم رجم بر ایڈیٹر النجم۔ ۱۳۳۶ھ
- ایڈیٹر النجم "لکھنؤ کے کفریات کا رد۔"
- ۱۵۔ پاکیزہ قول فیصل در استحسن صندل۔ ۱۳۳۹ھ
- مزارات اولیاء کرام پر صندل چڑھانا جائز ہے، اس ثبوت میں فتویٰ مبارکہ
- ۱۶۔ مبلغ و ہابیہ کی زاری۔ ۱۳۳۹ھ
- ۱۷۔ قران النیرین فی ایمان الابیون الکریمین۔ ۱۳۵۵ھ
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء طہرین امہا طہرہ کے مؤمن و مسلم ہونے کا مدلل و مبہن روشن بیانا۔
- ۱۸۔ اعلان حق۔
- ۱۹۔ سیرت کمیٹی کا اسلام۔ ۱۳۵۷ھ
- سیرت کمیٹی کے ہفتوں و کفریات کا رد و تبلیغ۔
- ۲۰۔ سبیل ہدایت قادریہ نقشبندیہ۔ ۱۳۵۸ھ
- معاذ ربّ دالف ثانی علیہ الرحمہ کے حب ہلانہ اعمتہ رضات کا جواب۔

- ۲۱۔ حادی نار بر خا کسار
معروف آشیانہ خاکساریت پر قہر الہی کی کڑکٹی جگلیاں۔
۱۳۵۸ھ
- ۲۲۔ راز سیرت کمیٹی
سیرت کمیٹی کے اقوال کفریہ کا شرعی رد۔
۱۳۵۸ھ
- ۲۳۔ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ
۱۳۵۸ھ
- ۲۴۔ الجوابات السنیہ
۱۳۵۸ھ
- ۲۵۔ مبلغ و ہابیہ کا گریز
۱۳۵۹ھ
- ۲۶۔ نسل الصوارم الصمدیہ علی حلیف شیاطین النجدیہ
احمد یوسف فارسی امام زکریا مسجد کے اقوال کفریہ و افعال خبیثہ کے رد میں۔
۱۳۶۰ھ
- ۲۷۔ مظاہر الحق الاجلی
۱۳۶۰ھ
- ۲۸۔ ستر باب ادب سوالات دینیہ ایمانیہ
۱۳۶۲ھ
- ۲۹۔ اجمل انوار الرضا
۱۳۶۲ھ
- ۳۰۔ شمع منورۃ نجات
۱۳۶۵ھ
- ۳۱۔ فتح الابرار علی الکفار
۱۳۶۵ھ
- ۳۲۔ مقدمہ بھدرسہ پربالوفا شاہجہانپوری پر سوالات و جوابات۔
۱۳۶۶ھ
- ۳۳۔ کھر المعبود علی اعتقاد حزب المردود
تحریک جماعت اسلامی کے رد میں۔
۱۳۶۶ھ

- ۳۳۔ قہر معبودی بر اعتقاد مبطل مودودی ————— ۱۳۶۶ھ
- ۳۴۔ فرحت افزا فتح مبین ————— ۱۳۶۷ھ
- کتاب مستطاب فتح الابرار کی تلخیص۔
- ۳۵۔ امداد الدیان فی تفسیر القرآن ————— ۱۳۶۸ھ
- کثرت کار اور فرقہ بائی بالحد سے مناظروں کی وجہ سے تفسیر مکمل نہ ہو سکی۔
- ۳۶۔ جمال الایمان والا یقان بتقدیس محبوب الرحمن ————— ۱۳۶۹ھ
- امام الوہاب پر مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان کی متعدد عبارات کفریہ کا ہر رد۔
- ۳۷۔ مخزن ہدایت ————— ۱۳۶۹ھ
- بعض فتویٰ پر شکوک و شبہات کا جواب۔
- ۳۸۔ کاسف الافراء والبهتان ————— ۱۳۶۹ھ
- ۳۹۔ بزم سعادت انجام ————— ۱۳۶۹ھ
- ۴۰۔ عقائد حقہ اہلسنت وجماعت؟ —————
- ضروریات دین میں اہل سنت وجماعت کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔
- ۴۱۔ الصولة الاحدیہ علی تقیۃ حزب التہانویۃ ————— ۱۳۷۱ھ
- مولوی اشرف علی تھانوی کی تقیہ بازی و ابلیسیت پر دیوبند بیت سوز فتویٰ۔
- ۴۲۔ قہر رب الناس علی القانطین اهل الیاس ————— ۱۳۷۲ھ
- تبلیغی جماعت کی عیساری اور کفری تبلیغ کا پردہ فاش۔
- ۴۳۔ رد کید الخبثاء ————— ۱۳۷۲ھ
- ”حدائق بخشش“ حصہ سوم پر دیوبندی مولویوں کی گمراہ کن تقریروں کا رد و تلخیص۔
- ۴۴۔ القول الازھر فی الاقتداء بعبدالود اسپیکر ————— ۱۳۷۳ھ
- لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کے عدم جواز پر فتویٰ مبہر رک۔
- ۴۵۔ ارشاد اہل الرشاد الی باب مجالس المیلاد ————— ۱۳۷۴ھ
- مجلس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تفصیلی فتویٰ مبہر رک۔

۴۶۔ انقلابی اف تراؤں کے جوابات
انقلابی فتنہ کے دور میں دیوبندیوں کے اعتراض کے جوابات۔

۴۷۔ شامة العنبر
اذان خطبہ کس جگہ کہنا سنت ہے۔

۴۸۔ الصوارم السندیہ

۴۹۔ دردِ دل کا علاج

۵۰۔ سنیت کا احقاق دیوبندیت کا ازہاق (اعلا کرائی ہوئی کتاب)
ابھی تک جو کتابیں دستیاب ہو سکیں درج کر دی گئیں۔

دورانِ تعلیم ہی سے حضرت کی مناظرانہ زندگی رہی اور آخری سانس تک اعلیٰ کلمۃ الحق فرماتے رہے
حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والدِ مرقی شہرِ بیشہ اہلسنت کو علومِ ظاہری و باطنی عطا فرما کر مسندِ ارشاد
پر متمکن فرمایا اور مبلغِ دینِ متین کیلئے اپنا منظر اتم بنایا، چنانچہ حضرت علامہ شیخ العارفین سید چیدہ حسینی صاحبِ مقبہ
علیہ الرحمہ راجحور فرماتے ہیں ے

اہلسنت کا سہارا ہند میں بعدِ رضا ہے ہمارا ہی پیا حمت علیٰ خاں قادری
حضرت شہرِ بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام خصوصیات کے باوجود اپنی پوری زندگی فرقہ باطلہ
اور مذاہبِ باطلہ سے مناظرہ کرنے اور احقاقِ حق و الباطالِ باطل میں گزاری۔ زندگی کا ہر لمحہ دشمنانِ دین اور
گستاخانِ بارگاہِ رسالت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و بارک وسلم کی سرکوبی کیلئے وقف تھا۔ چوں کہ اس
دور کا سب سے بڑا فتنہ نجدیت و وہابیت ہے۔ اس کے علاوہ دیگر فرقہ ہائے باطلہ و مذاہبِ باطلہ، نچریت،
قادیانیت، چکراویت، خاکساریت، بہائیت اور ناری آریائی و شذھی تحریک وغیرہ کے بطلان پر مناظرہ فرما کر
ان کو شکست و ہزیمت دی اور اعلیٰ کلمۃ الحق سے پرچمِ اسلام و سنیت بلند فرمایا۔

حضرت کی خصوصیات میں مناظرے کا ملکہ وہ ممت زہفت ہے جس میں ان کا کوئی شریک و ہمہم نہیں۔
ماٹھ مست نظروں کی رودادیں ضبطِ تحریر میں آچکی ہیں۔ اور بیشتر رودادیں ضبطِ قریاس تو نہ ہو سکیں مگر
لوگوں کی زبان پر اب بھی بیاٹا جاری ہیں۔ حضرت شیخ ملت اپنے عزم و ارادے کے بیانِ مرصوں و

کوہ گراں تھے — امتحان گاہ کی وہ سنگلاخ زمین جہاں اچھے اچھوں کے قلم پھسل گئے، مگر آپ ہاں بھی نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے۔ آپ کی پالیسی ایک تھی اور صرف ایک ہے
 چھٹ جائے اگر دولت کو نین تو کب غم چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامانِ محمد ﷺ
 حضور شیرِ بیشہ اہلسنت منظرِ اعلیٰ حضرت ایسی فخرِ زمیں اور نادرِ روزگار مہستی کا نام ہے جو آخری سانس تک رشد و ہدایت اور انوارِ ایمانی کے جلو سے بکھرتے رہے۔ جب آپ ممبرِ خطابت پر ایمان و عقیدے کی دولت گماں مایہ سے مالا مال فرماتے، عشقِ رسالت علیہ التحیۃ والثناء کے جامِ عرفان سے سیراب فرماتے، محبتِ اولیائے کرام کے ساتھ ساتھ الفتِ اعلیٰ حضرت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دلوں کو معمور فرماتے — تو — ایمان کے لیٹروں کی نشاندہی فرما کر مومنین کے عقیدے کی خالصت بھی فرماتے — وہ زبانِ بود شمعان دین کیلئے شمشیرِ برہند تھی جس سے شاتمانِ رسول کے نشین پر بجلیاں کو نڈتی تھیں — وہی زبانِ اپنوں پر پیار و محبت کے پھول بھی برساتی ہے وہ اپنی خلوت و جلوت میں کوہِ استقامت تھا

وہ اپنوں کے لئے ہر لمحہ باخلاص و محبت تھا
 عذرِ دینِ ایساں کیلئے وہ غیظ و شہادت تھا حقیقت میں وہ تھا اک جامعِ اوصافِ انسانی
 غرض کہ آپ زبانِ و قلم سے مذہبِ اہلسنت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی آبیاری فرماتے رہے —
 یہ فتاوائے مبارکہ وہ عظیم شاہکارِ قلم ہیں جو سفر میں صغیر، قریاس پر گوہر، آبدار بن کر نشانِ منزل کی طرح ہمارے سامنے ہیں — اُمتِ مسلمہ کو راہِ حق پر گامزن رہ کر انعاماتِ سرمدی سے سرفرازی کی خوشخبری دی راہ کی مشکلات سے آگاہی دیکر ایمان کے ڈاکوؤں کی شناخت کرائی — دین و اسلام کی آرٹیں دُنیا دار لیڈرانِ رہنماؤں کی پہچان بھی کرائی — اُمتِ مسلمہ کو ہمیشہ یکا کرتے رہے ہے
 اے دلِ غافل بے بیدار شو چند بدستی کئی ہشیار شو

حضرت شیرِ بیشہ اہلسنت منظرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامعِ الصفات ہونے میں خود اپنی مثال آپ تھے مسندِ درس پر اپنے وقت کے بے مثال شیخ الحدیث، دارالافتار میں فقیہِ اعظم، ممبرِ خطابت پر سائر البیان خطیب، تجوید و قرأت میں امام فن اور رئیس القراء میدانِ مناظرہ میں مسلم الثبوت امام، سجادۂ تصوف کی ایک درویشِ کامل، خانقاہ کی مسندِ ارشاد پر کامل شیخِ واصل، بساطِ سیاست پر ایک رہبرِ کامل — سچ تو یہ ہے کہ شریعت و طریقت کے ایسے سنگم تھے جہاں پہنچ کر ہر ایک نے اپنی پیاس بجھائی ہے — آپ کی زندگی "در کفِ جام"

شریعت در کف سندان عشق کی آئینہ دار تھی۔

انہیں نبیوں کو دیکھ کر علمائے عارفین فرماتے ہیں، امام اہلسنت مجددِ اہل دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین
اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہیں۔ اور حضور
شیخ ملت ناصر الاسلام والمسلمین شبیر عیشیہ اہلسنت منظر ہر علی حضرت مناظر اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی کرامت ہیں۔

آپ ایسے مجاہد ہیں کہ جہاد باللسان اور جہاد بالہمت میں کیسا لگی اور یگانگت پائی جاتی ہے۔ اپنوں
کی مجلس اکرام ہو یا دشمنانِ دین کا نرغہ پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ عشقِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم کا جو جامِ شیریں بیانِ خطابت میں پلاتے۔ اسی جامِ عرفان کی چاشنی تحریر میں بھی عطا فرماتے۔ جب
مرشدینِ زمانہ و مابلی غیر مقلدوں نے دولتِ دنیا کی لالچ دیکر بیان و تحریر میں نرم گوشہ اختیار کرنے کیلئے خریدنے کی
کوشش کی تو وہ ایسے وفادارِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے کہ دولت کو ٹھوکر مار دی۔ اور پھر تصلب فی الدین
کی شمع اتنی تیز ہو جاتی کہ ان کے ناپاک منصوبے جل کر خاکستر ہو جاتے اور لوگ یکپارہ اٹھتے۔
وہ رضا کے نیزے کی مار ہے، کہ عدو کے سینے میں مار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے، کہ یہ وار وار سے پار ہے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائینگے
راقم الحروف کو جب ۱۹۹۶ء میں مخدوم ابن مخدوم شبیر ہندوستان حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ
دامت برکاتہم، مرشدِ برہنہ کی بارگاہِ آستانہ عالیہ حشمتیہ لیکر آئے اور فرمایا۔ "فتاویٰ حشمتیہ کی ترتیب و تدوین کا کام شروع
ہو کر رک گیا ہے"۔ محبت گرامی عالی و تبار حضرت مولانا مرغوب الحسن صاحب ادروی دارالعلوم حشمت ارضائیں
منصبِ تدریس پر فائز تھے، مولانا موصوف حضرت مشاہد ملت جانشین منظر ہر علی حضرت علامہ مفتی محمد شاہد رضا خاں صاحب
قبلہ (علیہ الرحمہ) کی خواہش پر مرتب فرما رہے تھے۔ تقریباً ۵۰ صفحات کی ترتیب دی اور کتابت بھی ہو چکی تھی۔ لیکن وہ
اپنے وطن چلے گئے بایں وجہ وہ کام اتنے پر ہی رک گیا۔ اب دوبارہ اس کام کو انجام دینا ہے۔ یہ میرے
لئے روحانیت سے بھرپور حسین لمحات تھے کہ مرشدِ برہنہ کی بارگاہ میں رہنے کا موقع ملا۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ
حضور مشاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت و تربیت میں اکتسابِ فیضِ نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں۔

میرے مشفق اساتذہ کرام کے بعد زبان و قلم کا شتا و توپا سب ان ملتِ خطیبِ مشرق حضرت علامہ

مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے بنایا۔ مگر ان میں نویسوں اور نوک پلک کو شیخ طریقت مشاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے سنوارا۔ فتاویٰ حتمیہ کا یہ کام، حقیقت تو یہ ہے کہ اپنی بے بضاعتی و کم مائیگی اور اپنی بساط سے بہت بلند و بالا ہے۔ مگر مرشد برحق حضور شیریں پیشہ اہلسنت علیہ الرحمہ کے کرم و عنایت سے اگر رئیس الحقیقین افتخار الفقہاء حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں تین سالہ تربیت کے ملتے تو یہ عظیم فہمی سرمایہ جو احکامات شرعیہ کے ساتھ علوم و فنون کا بحر ذخار یہ فتاویٰ حتمیہ کا کام میرے ہاتھوں نہ ہو پاتا۔

آپ کے فتاویٰ بہت تحقیقی ہوتے ہیں۔ اور سوال مسلولہ کی تمام شقات پر سیر حاصل گفتگو فرماتے، جیسا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق حکم شرعی بیان کرتے ہوئے اسکی تکنیکی بحث بھی فرمائی۔ فتویٰ صلیحیت میں فلاسفہ کا حرکت زمین کا رد کرتے ہوئے مفصل و مدلل تحقیق انیق فرمائی۔ حضرت کے فتاویٰ کی خصوصیات کے لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ کے فتاویٰ کا مطالعہ کرنے کے بعد آپکا تبحر علمی اور علوم اعلیٰ حضرت کی نظہریت کے جلوت نظر آتے ہیں۔ فتویٰ صلیحیت میں علم ہیئت اور توقیت میں جو گفتگو فرمائی کہ فلکیات کے ماہر سائنسدانوں اور فلاسفہ کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور دیگر فتاویٰ میں ارضیات، علم الحساب، جیومیٹری و دیگر فنون پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اپنے بے پناہ مصروفیات کے باوجود کچھ علماء و مشائخ کی ایما پر تفسیر قرآن پاک لکھنا شروع فرمائی۔ مگر پاؤ پارہ تک ہی ہو پائی کہ زندگی نے وفانہ کی۔ تفسیر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام النوا اور امام المغولات اور اپنے وقت کا محدث، فقیہ، علم و فن کے دریا بہار ہے۔ جس فن میں سوال کیا گیا سفر میں یا حضر میں قلم برداشتہ مدلل و مبرہن جواب عطا فرمایا۔ غفریب تفسیر قرآن جو بھی ہے شائع کی جائیگی۔

سب سے زیادہ کاوش و کرم فرمائی بلکہ یوں کہنا زیادہ حقیقت پر مبنی ہے کہ فتاویٰ کی تلاش و جستجو و بیاض شریف سے مسودات کی فراہمی سب مخدوم ابن مخدوم شیریں دستاں حضرت علامہ محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کا ہی کارنامہ ہے۔ حضور منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بکھرے ہوئے اس تلی سرمایے کو اکٹھا کرنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ مگر جویندہ یا بندہ کے مصداق یہ ذخیرہ مجموعی نگلی میں مرتب ہو پایا۔ احباب اہلسنت بالخصوص علمائے کرام جو حضور منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبحر علمی سے واقف ہیں ہر ایک کو فتاویٰ حتمیہ کی اشاعت کیلئے بیقراری تھی۔ حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات طیبہ میں ہی فتاویٰ حتمیہ جلد اول اپنے تمام مراحل سے گذر کر طباعت کی تیاری کی جا چکی تھی۔ لیکن ذیلے سنیّت اور خاوندہ حتمیہ پر ایک عظیم حادثہ فاجعہ کے رونما ہونے یعنی حضور مشاہد ملت (علیہ الرحمہ) کے

و جہاں کے سبب طبع نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ بعض نامساعد حالات بھی تاحیہ کا سبب بنتے رہے۔ مگر ایک لگن اور ترغیب تھی کہ مخدوم مرتبت حضرت علامہ محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ و امت فیوض المبارکہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کیلئے تبلیغی اسفار اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود کوشاں رہے۔ لگن و کوشش اس طرح بڑھی کہ رہی کہ ہر کدائم حلقہ بردر محاذی عاقبت روزیش باشد متعیاب

آخر شہرت موصوف کی مساعی جیلہ کا ہی ثمرہ ہے کہ یہ علمی جواہر و زواہر کا خزانہ "فتاویٰ حتمیہ" جلد اول آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

فتاویٰ کی ترتیب کے وقت کچھ جوابات ناقص ملے۔ ہم نے اس خیال سے اسکو اسی طرح شامل کر دیا کہ "مَا لَا يَدْرُكَ كُلُّهُ يُتْرَكُ كُلُّهُ"۔ بیاض شریف کے بوسیدہ ہونے، کچھ اوراق کپڑوں نے چاٹ کر تلف کر دیئے تھے۔ جہاں جہاں کتاب کی عبارت سے تصحیح ممکن تھی کر دی گئی۔ چنانچہ مسودہ کا بیضہ اور بیضہ کا اصل سے مقابلہ و مطابقت میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ جہاں جہاں عربی عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان کی تصحیح متعلقہ کتابوں سے حتی الامکان کر لی گئی ہے کہ کتاب صحیح اور مسودہ کے عین مطابق شائع ہو۔ پھر بھی ترقاضائے بشری سہواً غلطی ہو سکتی ہے۔ لہذا اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو یہ ہماری کوتاہی اور بصیرت کی کمی ہوگی، حضور شیر بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس سے پاک ہوگا۔ ان خامیوں سے راقم کو مطلع فرمائیں۔

ہم ان حضرات کے بھی شکرا گزار ہیں جنہوں نے فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت میں معاونت فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا صنفۃ اللہ صاحب حتمی گونڈوی اور حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب حتمی بہرائچی جنہوں نے تصحیح کتابت میں اپنا اہم وقت بھرف فرمایا۔ اور حضرت مولانا محمد شاہ رضا صاحب بہرائچی نے تخریج آیات میں مجھے ہم سہولت پہنچائی۔ مولائے قادر و قیوم جل جلالہ لطیف عالم ماکان و مایکون مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم ان تمام حضرات کو اور اراکین عسکری الیڈمی کو ثواب و سعادت دارین سے سرفراز فرمائے۔ اور فیضانِ اعلیٰ حضرت و مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قارئین و شائقین و تشنگانِ علوم مستفیض و مستنیر ہوتے رہیں۔ آمین۔

میرے مرشد آقائے نعمت حضور شیر بیشہ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غایتوں سے ترتیب و تدوین اور اشاعت کاوشیں خدمتِ دین متین و مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کیلئے یہ ایک ادنیٰ اور حقیر سا خراج عقیدت ہے بارگاہِ حضور مرشد برحق مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلسنت اور ————— جانشین مظہر اعلیٰ حضرت حضور

مشاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں، اس التجا کے ساتھ کہ
 در باب دیگر تو در نیابی تا پیز شوم دریں خرابی
 آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم
 تو تیاے چشم سازم دم بدم

”شاعرانِ چرخِ عجب گر بنوازند گدازا“

محمد منظر الحق شمشیری

گدازے کوئے شمت آستانہ عالیہ شمشیری پبلی بھیت شریف

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

مطابق ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ء روز جمعہ مبارکہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ اَعْمًا اَبَدًا
عَلَى خَلْقِكَ خَيْرُ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

فتاوىٰ حڪمتيہ

آفریں اے مظہرِ احمد رضا
شیرِ سنتِ مہربانِ مہربا
آپ نے مستویٰ دیا وہ باہو اب
جلوہ گر ہیں جس میں انوارِ رضا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن التَّيْنَيْنِ فِي اَيِّ مَآئِ الْاَبْوَيْنِ الْكَرِيمَيْنِ

مسئلہ

آمدہ از محلہ زیدون، متصل مسجد شینو شہر فتح پور
مسئلہ مولانا حافظ عبد السلام صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی سلمہم اللہ تعالیٰ۔
دوشنبہ مبارکہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و منقیان دین و ملت دامت افاضاتہم عمت ارشاد اہم
اس مسئلے میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے والدین کرمین کے مومن ناجی ہونے
کے متعلق راجح و صحیح قول کیا ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں جو کچھ
لکھا ہے اور مرتدر رشید احمد گنگوہی نے اس مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے ان کی بنا پر ان کا حکم شرعی
کیا ہے؟ بدینوا توجروا۔

الجواب:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى ذَوِيهِ وَصَحْبِهِ أَبَدَ الدَّهْرِ وَكَرَّمَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَعَالَى بِلُطْفِهِ وَكَرَّمَ مَعْنَى أَنْ يَضَعَ نُورَ حَبِيبِهِ الْمَطْهَرِ النَّوْرَانِي فِي
الْمَوْضِعِ الْبَحْسِ الظُّلُمَاتِيَّةِ وَتَنْزِلُهُ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ عَنْ أَنْ يُدْخِلَ أَصُولَ رَسُولِهِ
الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْعَطُوفِ الْكَرِيمِ فِي الْعَذَابِ النَّارَانِيَّةِ وَأَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَالْحَمْدُ
السَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ خَيْرِ الْأَنَامِ الَّذِي شَمَلَ دِينَهُ الْإِسْلَامُ أَصُولُ الْكَرَامِ
وَعَلَى آبَائِهِ الْعِظَامِ وَلِقَاتِهِ ذَوَاتِ الْعِزَّةِ وَالْإِحْتِرَامِ وَلِقَاتِهِ أَصْحَابِهِ وَابْنِهِ

الْعَوْثِ الْأَعْظَمِ وَأَحِبِّهِ : وَسِرَاجِ أُمَّتِهِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَأَحِبِّهِ : وَ
إِمَامِ أَهْلِ سُنَّتِهِ الْمُجِدِّدِ الْأَعْظَمِ الْعَالِمِ بِدِينِهِ وَكِتَابِهِ : وَعَلَيْنَا وَعَلَى الْجَمِيعِ
إِخْوَانِنَا وَآخُو اتِّمَانِنِ أَهْلِ سُنَّتِهِ وَجَمَاعَتِهِ الْمُتَابِعِينَ بِتَعْظِيمِهِ وَآلِ إِيَّاهِ :
أَمِينَ :

بے شک اس مسئلے میں حق و صحیح و صدقِ نبیج و صوابِ ریح یہی ہے کہ سیدنا عبد اللہ و سیدنا
آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سیدنا آدم صلی اللہ و سیدنا تواترام البشر علیہ علیہا الصلوٰۃ و
والسلام تک جن مقدس مردوں کے اصحابِ طیبہ میں اور جن مبارک عورتوں کے ارحامِ طاہرہ میں حضور
اقدس سید عالم رُوحِ منور و نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نورِ اقدس منتقل ہوتا رہا وہ
سب کے سب بفضلہ و کرمہ سُبحٰنہ و تعالیٰ مومن موجدِ صالح ناجیِ جنتی مفلحِ گزرے۔ ان میں
کوئی مُشرک و کافر نہ ہوا۔ یہی مضمون متعدد آیاتِ قرآنیہ اور بکثرت احادیثِ نبویہ و اقوالِ علماء سے
ثابت ہے۔

جیسا کہ حضور پُر نورِ مرشدِ برحق امامِ اہلسنت مجددِ دین و ملت سیدنا علیہ حضرت عظیم البرکت
مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ اعجازی صاحبِ قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے اپنے رسالہ مقدمہ مسیحی بنام تاریخی شمول الاسلام لاصول الرسول لکرام
(۱۳۱۵ھ) میں واضح و روشن اور متعدد آیاتِ الہیہ و احادیثِ نبویہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ و التحیہ
سے ثابت و مُبرہن فرمایا۔ اور بیشک اسی میں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے دلوں کا چین ہے
اسی سے مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کے قلوب ٹھنڈک پاتے
ہیں۔ اور دشمنانِ بے دین، نجدیہ ملاعین، دیوبندیہ ملحدین کے دل و جگر جل کر کباب ہو جاتے ہیں اور
بیشک اس مسئلے میں ملا علی قاری رحمۃ الباری سے سخت فاحش غلطی ہوئی، جس کا اتباع ہرگز جائز نہیں
اور بے شک اس مسئلے میں متردّد رشید احمد گنگوہی علیہ ما علیہ نے جو فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم مطبوعہ
افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔

”حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام
اعظم صاحبِ مذهب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے۔“

اور براہِ جہالت و وقاحت اس پر حاشیہ جڑا کہ — ”فقہ اکبرؒ ملا علی قاریؒ کی رحمتہ اللہ علیہ میں مرقوم ہے“ — یہ حضور پر نور سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پرافترائے محض اور بہتانِ خالص ہے۔

اقلاً — ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی کوئی کتاب فقہ اکبر نام کی نہیں۔ ایک فقہ اکبر حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ دوسری فقہ اکبر حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ ہرگز ہرگز نہ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ ابوین طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے۔ فَاِذَا نَابَ الْكَاكِبُ هُوَ هِيَ هَاتُوا بُرْهَانَ كُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ — تو اے گنگوہی کے دم پھلوا! اگر تم سچے ہو تو اپنی برہان آگے لاؤ۔

ثانیاً — اگر گنگوہی کے دم چھلے اپنے شیخ الطائفہ مرتد گنگوہی کی تائید میں یہ عبارت پیش کریں ”وَالِدَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرے ہیں تو فقہ اکبر شریف کے اکثر نسخوں میں تو یہ فقرہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ فقیر کے پاس مبصر کے دو مطبوعوں کے چھپے ہوئے دو نسخے فقہ اکبر شریف کے موجود ہیں۔ دونوں میں سے کسی نسخے میں اس فقرے کا قطعاً پتہ نہیں۔ بلکہ فقیر کے کتب خانے میں نسخہ شرح فقہ اکبر للملا علی قاری مطبوعہ دارالکتب العربیہ الکبریٰ بمصر موجود ہے۔ اس میں بھی نہ یہ فقرہ ہے نہ اس کی شرح کے الفاظ۔

ثالثاً — فقہ اکبر شریف کے جن نسخوں میں یہ عبارت ہے وَالِدَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ انہیں نسخوں میں اسی عبارت کے متصل یہ عبارت بھی ہے۔ وَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِيمَانِ۔ یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا۔ اس پر خود ملا علی قاری کو تنبیہ ہوا اور فرمایا۔ لَا يَحْتَاجُ إِلَى ذِكْرِ الْعُلُومِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الشَّانِ۔ یعنی اس فقرے کو ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس معاملے میں بہت بلند و بالا شان رکھتے ہیں۔

اقول۔ اور بات بھی یہی ہے کہ ایسی بات اس کے متعلق کہی جاتی ہے جس کے خاتمے میں شبہ ہو۔ شرع مطہر سے یقینی طور پر واضح و روشن نہ ہو کہ کفر پر ہوا یا ایمان پر وہیں کہا جاسکا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ فلاں دلیل شرعی اس امر پر قائم ہے۔ اور ہر ایک نبی کا خاتمہ ایمان کے اُس اعلیٰ مرتبے پر ہونا جو ہرگز کسی غیر نبی کیلئے مقصور نہیں، ضروریات دین سے جس کا منکر نہ منکر بلکہ اس میں شک رکھنے والا، نہ شک رکھنے والا بلکہ جو اس میں شک رکھنے والے کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور عیاذ باللہ تعالیٰ بے توبہ مبرا تو مستحق نار ابد ہے۔

پھر حضور اقدس سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین بابرک وسلم کے متعلق یہ مضمون ایسے کمزور لہجے میں بیان کرنا ہرگز شانِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصور نہیں لاجرم خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے الحاقی ہونے کا اشعار فرمایا حِثُّ قَالَ وَلَيْسَ هَذَا النُّسخَةُ فِي أَصْلِ شَارِحٍ تَصَدَّرَ لَهُ هَذَا الْمِدَادُ لِيَكُونَ ظَاهِرًا فِي مَعْرِضِ الْبَيَانِ يَدْعُو نَفْسَ الْكِبَرِ شَرِيفٍ كِي طَرَفٍ سَيِّدِ أَحْمَدِ طُحْطُوحٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نَظَرِي فِي حَاشِي مَبَارَكَةٍ عَلَى الدَّرِ الْمَخْتَارِ فِي إِنْ كَلِمَاتٍ سَيَّارَهُ فَرَمَا يَـ

وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ النُّسخَ الْمُعْتَبَرَةَ
لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ ذَلِكَ
یعنی یہ عبارت ہرگز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ فقہ اکبر شریف کے جو معتد نسخے ہیں ان میں اس عبارت میں سے کچھ بھی نہیں۔

حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجددِ اعظم دین و ملت سیدنا علیہ حضرت عظیم البرکۃ مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مستطاب "المعتمد المستند بناءً بخاۃ الابد" کے صفحہ ۱۵۲ پر اسی بحث میں فرماتے ہیں۔

وَلِهَذِهِ الْعِبَارَةُ قَرِينَةٌ أُخْرَى تُوجِدُ حَتَّى هَا
فِي بَعْضِ النُّسخِ دُونَ الْأُخْرَى وَهِيَ قَوْلُهُ
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
یعنی اور اسی عبارت کے ساتھ ایک اور دوسری عبارت ہے جو اسی کی طرح بعض نسخوں میں پائی جاتی ہے اور دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ عبارت ہے ورسول اللہ صلی

مَاتَ عَلَى الْإِيْمَانِ وَالْعَلَامَةُ الْقَارِي نَفْسُهُ
 قَدْ اَرْتَابَ فِي صِحَّةِ نَسَبِهَا إِلَى الْكِتَابِ
 حَيْثُ قَالَ لَعَلَّ مَرَامَ الْإِمَامِ عَلَى تَقْدِيرِ
 صِحَّةِ وَرُودِ هَذَا الْكَلَامِ لَمْ يَخْلُ الْقُطْعُ
 بِهَذِهِ مَعَ اَشْتِرَاكِهِنَّ فِي خُلُوقِ النَّسَبِ
 الْمُعْتَمَدَةِ عَنْهُمَا فَمَا يَقْضِي إِلَى الْعَجَبِ۔
 اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات
 علی الایمان۔ یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا اور خود علما
 علی قاری کو اس بارے میں شک ہو گیا کہ فقہ اکبر شریف
 کی طرف اس عبارت کی نسبت صحیح ہے یا نہیں اس لئے کہ
 انھوں نے فرمایا کہ اگر فقہ اکبر شریف میں اس عبارت کا ہونا
 صحیح فرض کیا جائے تو شاید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہو گا کہ ”فقہ اکبر شریف کا متن اس تھکیدہ ضروریہ دینیہ کے
 بیان سے بھی خالی نہ رہے“ تو تعجب کی بات ہے کہ ملا علی قاری نے یہ یقین کر لیا کہ وہ عبارت و والد رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات علی الکفر ضرور فقہ اکبر شریف کی ہے حالانکہ
 دونوں عبارتیں اس بات میں باہم ایک دوسرے کی شریک ہیں کہ فقہ اکبر کے مقصد علیہ نسخے ان دونوں عبارتوں سے
 خالی ہیں۔

رابعاً۔۔۔ اسی فقرے کے بعد یہ فقرہ ہے

وَابُوطَالِبٍ عَمَّهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
 عَلٰی اِلٰہِہٖ وَسَلَّمُ وَاَبُو عَلٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
 عَنْہُ مَاتَ کَافِرًا۔
 یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چچا
 اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو
 طالب کا فرما ہے۔

ادنیٰ تا مل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر حضور پر نور سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا مذہب وہی ہوتا جو عنید گنگوہی نے لکھا تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کیوں فرماتے
 کہ و والد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات علی الکفر و رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات علی الایمان و ابوطالب عمہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و ابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مات کافرًا۔ اتنا شوشان امام
 کے خلاف اور حیثیت متن سے بعید ہے۔ کلام یوں بھی ہو سکتا تھا کہ و والد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و ابوطالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و ابو
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماتوا کافِرِین۔ بلکہ اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اصل

عبارت یوں تھی کہ وَاَلِدَارِ سُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مَا مَاتَ عَلٰی الْکُفْرِ وَمَاتَ عَلٰی الْاِیْمَانِ وَاَبُو طَالِبٍ عَمَّہُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ وَاَبُو عَلَیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ مَاتَ کَافِرًا۔ یعنی حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کا انتقال کفر پر نہیں ہوا بلکہ وہ دونوں دنیا سے ایمان پر گئے۔ اور حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے چچا اور مویٰ علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ کے باپ ابو طالب دنیا سے کافر گئے۔ — جملہ اولیٰ میں ”ما نافیہ“ قلم ناسخ سے رہ گیا۔ تو عبارت یوں ہو گئی۔ وَاَلِدَارِ سُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مَا مَاتَ عَلٰی الْکُفْرِ وَمَاتَ عَلٰی الْاِیْمَانِ۔ اب ناقلین کو مشکل پڑ گئی، دونوں جگہ ”مات“ کی ضمیر تثنیہ کا مرجع اگر والدین کریمین کو رکھتے تو تناقض لازم آتا۔ لہٰذا بعض نے تو اس جملے میں سقط دیکھ کر اپنی نقل میں سے اس پوری عبارت کو بالکل ہی اڑا دیا۔ وَلَکِنَّمَا فَعَلُوا حَیْثُ لَا صَلَکُوا وَلَا اَصْلَکُوا۔ اور بعض نے کلام کو تناقض سے بچانے کیلئے یہ متعین کیا کہ دوسری جگہ مات بصیغہ تثنیہ صحیح نہیں بلکہ مات بصیغہ واحد ہے۔ جس میں ناسخ کی غلطی سے الف بڑھ گیا تو پھر مات کا مرجع بنانے کیلئے اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بڑھا دیا۔ اب عبارت وہ ہو گئی جو علامہ علی قاری نے نقل کی۔ مگر حقیقتہً خود ناقلین سے ناسخ اول کی غلطی ہوئی۔ اور اس کی زلت قلمی اور ان کی خطائے علمی سے اس عبارت کی یہ گت بن گئی۔

یہ ہے عبارت مذکورہ فقہ اکبر شریف کی طرف سے دوسرا جواب۔ جس کا رسالہ ”ہدایۃ النبی الی (اسلام) اباہ النبی“ میں بحوالہ علامہ برزنجی افادہ فرمایا کہ۔

”بالفرض اگر فقہ اکبر میں یہ جملہ پایا جائے تو مات کے قبل ”ما“ لکھنے والوں سے سہوارہ گیا۔ یعنی مَا مَاتَ عَلٰی الْکُفْرِ۔“

خامساً۔۔۔ رسالہ مبارکہ سنی بنام تاریخی ”منع السفہ الاکبر عن قلب الفقہ الاکبر“ میں ہے کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ فقرہ علامہ بخاری کے حواشی سے ہے۔ یہ حاشیہ بعض نسخ متن میں مندرج ہو گیا جس کے سبب بعض شراح کو اشتباہ ہو گیا۔ —

یعنی خدا کی قسم انھوں نے خوب کیا کہ نہ تو خود گمراہ ہوئے نہ کسی اور کو گمراہ کیا۔ ۱۲۰۸ھ

یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے عبارت مذکورہ کا تیسرا جواب۔ جس کا افادہ حضرت علامہ سید احمد طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تعلیقات علی الدر المختار میں ان کلمات سے فرمایا۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ فِي فِتَاوَاهُ وَالْمَوْجُودُ
فِيهَا لِابْنِ حَنِيفَةَ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ
الْبُخَارِيِّ لَا لِابْنِ حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ
ثَابِتٍ الْكُوفِيِّ۔
یعنی امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں
فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ موجود اس نسخہ فقہ اکبر میں ہے۔ البوخیفہ
محمد بن یوسف بخاری کا ہے۔ امام البوخیفہ نعمان بن ثابت
کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے۔

سادساً۔۔۔ بلکہ اگر بالفرض یہ فقرہ حضور سراج الائمہ کا شرف النعمہ مالک الازمہ
امام الائمہ سنا امام الاعظم البوخیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت بھی ہو تو بھی
ہرگز اس کے معنی نہیں کہ البوین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فروماری ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
اکابر محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس فقرے کی بخوبی تحقیق و توجیہ فرمائی ہے۔ حضرت شاہ
عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے
ہیں۔

”آپ نے کہ در فقہ اکبر است کہ البوین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قاتاً علی
الکفر با اثبات نجات ایشان تناقض ندارد۔ آری اگر توحید و برأت از شرک از
ایشان ثابت شود منقضی آن خواهد بود۔ نہایت کارای مردم ہمیں است کہ نجات
ثابت می کنند۔ تفصیل این اجمال آن کہ در اثبات نجات والدین آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و علی راسہ مسلک است۔ اول آنکہ با وجود شرک و کفرے کہ
داشتند معذب نخواهند بود بعلم آنکہ در زمان فترت بود و پیش از بعثت پیغمبر
بمقتضای و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً ہ تعذیب مستحق نیست
وقد سبق ما فی هذا المسئلہ من المناقاة برای مسلک ہم عبارت فقہ
اکبر صحیح است زیرا کہ مدلول او ہمیں قدر است کہ ما تا علی الکفر تعرض بتعذیب در این
عبارت واقع نیست۔ مسلک دوم آنکہ ایشان را برائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم زندہ ساختند انہما ایمان آورند و در این مسلک نیز با عبارت فقہ اکبر

مناعت ندارد و لہذا شمس لائکہ گردی کہ از اجلہ علمائے حنفیہ است میگوید مجوز عن
 مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ اَوْ ذَا لِدَعَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
 وَسَلٰمُہٗ لَتَبُوْتَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَحْيَاہُمَا لَہٗ فَاَمَنَابَہٗ اِنْ تَلٰہٰی —
 مسلکِ سوم آنکہ اینہا بعقل خود یا با سماع از ملتِ ابراہیمی تسبیحِ شرک را
 دریافتہ ترک ال گرفتہ بودند و اصنام را تعظیم نمی کردند و کابر اعرن کابرِ نبوت آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم را تنیدہ منتظر رومِ ایشان بودند۔ بیشتر مختار
 سیوطی در رسالہ خود ہمیں مسلکِ ست۔ پس دریں صورت ہم نجاتِ ایشان ثابت می
 شود و ہم ایمانِ ایشان زیر کہ در آن وقت ہمیں قدر ایمانِ اجمالی می توان شد۔ بریں
 مسلک ہم عبارت فقہ اکبر از دست نمی رود زیرا کہ شاید عدمِ ایمانِ تفصیلی را تعبیر کفر کردہ
 باشد اَمَّا اِنِّیْ وَاَبُوکَ فِی النَّارِ وَلَوْ یُوْذَنُ لِّیْ بِالشَّفَاعَةِ فِیْہِمَا اَزِیْ ہر
 مسلکِ ابائے کلی و منافرتِ تام دارد قَالَ اَوْلٰی فِیْ ہٰذِہِ الْمَسْآئِلِ السَّکُوْتُ
 اِلٰی اٰخِرِہٖ مُلْخَصًا

یعنی وہ جو فقہ اکبر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے والدین
 ماجدین کا انتقال کفر پر ہوا وہ ان کی نجات ثابت کرنے کے مخالف نہیں ہے۔ ہاں اگر البون کریمین
 سے توحید و برأت از شرک ثابت ہو تو اس کا منافی ہوگا۔ جو علماء البون مطہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی
 نجات کے قائل ہیں ان کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ البون طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نجات
 ثابت کرتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے والدین
 طیبین کی نجات ثابت کرنے میں علماء کے تین مسلک ہیں۔ اول یہ کہ باوجود اس کفر و شرک کے جس
 میں وہ حضرات مبتلا تھے ان پر کچھ عذاب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ زمانہ فترت میں تھے اور پیغمبر کے
 مبعوث ہونے سے پیشتر تعذیب ثابت نہیں ہوتی کہ فرماتا ہے جَلَّ جَلَالُہٗ وَّمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنِ
 حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ یعنی ہم عذاب کرنے والے نہیں یہاں تک کہ کسی رسول کو مبعوث فرمائیں
 اور اس مسلک میں جو منافات ہے اس کا بیان اوپر گذرا۔ اس مسلک پر بھی عبارت فقہ اکبر صحیح ہے
 اس لئے کہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ کفر پر انتقال ہو عذاب کا کچھ ذکر اس عبارت میں نہیں۔

دوم یہ کہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اُن کے انتقال کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے واسطے زندہ فرمایا گیا وہ ایمان لائے۔ یہ مسلک بھی عبارت فقہ اکبر کے مخالف نہیں اور اسی لئے علامہ شمس الدین کر دی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اجلہ علمائے حنفیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص کفر پر مگرگیا اُس پر لعنت کرنا جائز ہے سوا والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ عزوجل نے اُن دونوں حضرات کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیلئے زندہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لائے۔ سو ہم یہ کہ ان حضرات نے اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر یا ملت ابراہیمی سے شرک کی جبرائی معلوم کر کے شرک سے بیزاری اختیار فرمائی تھی اور وہ بتوں کی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ اور درجہ بدرجہ اپنے بزرگوں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بعثت کی پیشینگوئیاں سن کر حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اُن کے رسالوں میں زیادہ تر پندیدہ مسلک یہی ہے۔ تو اس صورت میں ان کی نجات بھی ثابت ہوتی ہے او اُن کا ایمان بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس زمانے میں اسی قدر اجمالی ایمان حاصل ہو سکتا تھا۔ اس مسلک پر بھی عبارت فقہ اکبر ہاتھ سے نہیں جاتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایمان تفصیلی حاصل نہ ہونے کو کفر سے تعبیر کیا ہو۔ کفر سے ایمان تفصیلی کا حاصل نہ ہونا مراد لیا ہو۔ لیکن ابی وابوک فی النار اور لکھ یوؤذنی بالشفاعة فیہما ان تینوں مسکلوں سے مخالفت کلی اور پوری منافرت رکھتا ہے تو ان مسکلوں میں چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

اقول یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنے فہم پر کلام ہے۔ ورنہ ان دونوں حدیثوں کو ایمان و نجات ابوین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہرگز مخالفت نہیں۔ حدیث اول میں "ابی" سے مراد ابوطالب ہیں۔ اور حدیث دوم کا مطلب یہ کہ اے محبوب تمہیں اُن کیلئے شفاعت فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں، ان کو تمہارے صدقے میں محض اپنی رحمت ہی سے بخش دیں گے۔

اس مضمون کی تفصیل جلیل حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت سیدنا علی حضرت عظیم البرکت لانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مقدسہ شمول الاسلام اصول الرسول الکرام میں ملا خطہ ہو۔ — تو حضور اقدس مالک

الأمم دیان العرب والجمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق اذن شفاعت نہ ملنے سے ان کا ناری و مُشرک ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ حضور سید الشانین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ربِّ کریم جل جلالہ سے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے اذن شفاعت طلب فرمانا ہی اُن کے مومن و ناجی ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ اس لئے حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ علیہم اجمعین پوری بصیرت کے ساتھ قطعاً یقیناً اس بات کو جانتے تھے کہ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ مُشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور مُشرک کیلئے خود اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلبِ مغفرت کو بھی ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اسی لئے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آزر کیلئے بخشش طلب فرمانے سے منع فرمادیا، بلکہ خود اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مُشرکوں کا فروں منافقوں کیلئے مغفرت مانگنے سے منع فرمادیا تو اس کے بعد پھر حضور اقدس ممالک کو میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی مُشرک کسی کافر کسی منافق کیلئے مغفرت ہرگز طلب نہیں فرما سکتے تو جب یہ بات صحت کیسا تھ یا یہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس مخالفتِ الہیہ کے بعد حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی والدہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے مغفرت طلب کرنے کا اذن اپنے ربِّ قدوس جل جلالہ سے مانگا تو ان کا مُشرک کی پلیدی اور کفر کی گندگی سے پاک و طاہر ہونا ثابت ہو گیا۔ واللہ الحمد و هذا ما حققه العارف بالله الشيخ عبد الله البسکونی الرومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی کتاب المستطاب مطالع النور السیتی المذنی عن طہارۃ نسب النبی العریقی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

شہر اقول اور یہ بھی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا اپنا خیال ہے کہ عبارت فقہ اکبر شریف میں ایمان تفصیلی حاصل نہ ہونے کو کفر کہا گیا ہے، ورنہ حقیقتاً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی یہ قول ہے تو ہرگز یہ البوین مگر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان تفصیلی کے بھی منافی نہیں۔ ہاں اگر مآتا کافرین فرمایا ہوتا کہ وہ دونوں کافر مرے جیسا کہ ابو طالب کے حق میں مآتا کافر فرمایا، کہ وہ کافر مرے تو بیشک تناقض لازم آتا۔

عہ تو فی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ سنتہ الف و اربع و خمسين من الهجرة النبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحمیہ

خلاصہ یہ کہ مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ میں مضاف محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے مَاتَا عَلَى عَهْدِ الْكُفْرِ یعنی وہ دونوں حضرات اس زمانہ میں دنیا سے تشریف لے گئے جبکہ کفر پھیلا ہوا تھا، یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے عبارت مذکورہ کا چوتھا جواب جس کو حضرت علامہ سید احمد طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تعلیقات پر الوار علی الدر المختار میں یوں ارشاد فرمایا۔

وَعَلَى تَسْلِيمِ أَنَّ الْأَمَامَ قَالَ ذَلِكَ
فَمَعْنَاهُ أَنَّهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ الْكُفْرِ وَهَذَا
لَا يَقْتَضِي إِتِّصَافَهُمَا بِهِ

یعنی بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ حضور پر نور امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ فرمایا تو اس کے یہ معنی ہیں اُن دونوں حضرات نے اس زمانے میں انتقال فرمایا کفر پھیلا ہوا تھا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں حضرات خود بھی معاذ اللہ کا فر تھے۔

تشریح قول اور یہ بھی شاہ صاحب مرحوم کا اپنا مسلک ہے کہ اس مسئلے میں سکوت بہتر ہے۔ اُن کے نزدیک دلائل میں تعارض ہوا نفی ایمان پر جو امور بظاہر دلالت کرتے ہیں اُن سے یہ معنی ذہن شریف میں نہیں آئے۔ لاجرم سکوت اختیار فرمایا۔ مگر ہم ہرگز سکوت گوارا نہیں کرتے۔ ہمارے آقا یا نبی نعمت حضرات علمائے اہلسنت وامت برکاتہم القدسیہ وعتمت نے اس مسئلے کو مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کے دیکھ لیا۔ دلائل خلاف کے کافی و شافی جوابات دیئے۔ لہذا ہم صراحتاً یہی مانتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ ابُو یُنِ طَاهِرِیْن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آدم علیہ السلام و تحوار رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک یہ نور پاک جن مبارک مردوں کے اصلا ب طیبہ میں اور جن مقدس عورتوں کے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا وہ سب بفضل اللہ تعالیٰ و برحمۃ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم مومن موحّد صالح ناجی ختمی مفلح گزرے۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعاً و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم و امہاتہ الکرام و ابائہ الکرام و آلہ و صحبہ الجمعین ببارک و سلم الی یوم القیام۔

ولہذا حضرت علامہ طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حواشی در مختار میں فرماتے ہیں

اس مسئلے کی تفصیل جلیل و توضیح جمیل میں حضرت حامی سنت حاجی لاندہ بیت مولانا الحاج الشاہ محمد ضیاء الدین صاحب قادری بکاتی رضوی ضیائی بلی بھیتی ادام اللہ تعالیٰ بنور علہ ضیاء الدین و قطع بنیف قلمہ عنق من اراد ضیاء الدین کا رسالہ مبارکہ مستثنیٰ بنام تائینی التصدیح الملزک فی اسلام ابوی المصطفیٰ (۱۳۸۸ھ) بھی ضروری الملاحظہ ہے۔ ۱۲ امنہ

فِي إِسَاءَةِ آدَبٍ وَالَّذِي يَنْبَغِي إِعْتِقَادُهُ
حِفْظُهُمَا مِنَ الْكُفْرِ۔

یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ کافر
کہنے میں تو ہمیں ہے اور جس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے
وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُن کو کفر سے محفوظ رکھا۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وَمَا فِي الْفَقْهِ إِلَّا كَبْرٌ مِنْ أَنَّ وَالِدَيْهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتَى
عَلَى الْكُفْرِ فَقَدْ سُوسَ عَلَى الْإِمَامِ۔

یعنی اور وہ فقہ اکبر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی
آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرسے تو وہ امام اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ پر افراتفر کے اُن کی عبارت میں ملا دیا گیا ہے۔

بالجملہ فقیر کی اس تقریر پر غور کرنے کے بعد ثابت ہو جائیگا کہ گنگوہی طریڈ اور اُس کے اذنا ب
پلید کو اس بات کا ثبوت دینا تو محال ہے کہ معاذ اللہ۔ ”حضرت امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ اُن کا
انتقال حالت کفر میں ہوا ہے“۔ کیونکہ عبارت ”مَا تَأْتَى عَلَى الْكُفْرِ“ فقہ اکبر شریف میں الحاقی ہے ہرگز
امام الائمہ مالک الاثر کا شرف النعمہ سراج الاممہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہ فرمایا
۱۔ اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ عبارت فقہ اکبر شریف کی ہے تو اُس میں سے ”مَا تَأْتَى“ متروک ہے
۲۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ فقہ اکبر شریف میں یہ عبارت اسی طرح ہے تو اس کے معنی ہرگز
وہ نہیں جو بعینہ گنگوہی نے لکھے۔ ہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت انہیں کی ثابت
ہو تو بیشک اس مسئلے میں بھی ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے تشدد سے کام لیا جو یقیناً غلط ہے۔ مگر کوئی معصوم
نہیں۔ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ وَالْمَلَأَكَةُ عَلَى سَيِّدِهِمْ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلِكُلِّ
عَالِمٍ هَفْوَةٌ وَلِكُلِّ صَارِفٍ نَبَاطَةٌ۔ کسی عالم کا وہ قول جو دلائل شرعیہ کے مخالف ہو ہرگز قابل تسلیم
نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس مسئلے میں مجرد قول ملا علی قاری علیہ الرحمہ ہم پر ہرگز حجت نہیں۔ انہوں نے جو کچھ اس مسئلے میں
کہا ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا شافی و کافی رد کیا اور اپنے مدعا کو دلائل کثیرہ قویہ و براہین
متکاثرہ جلیلہ سے مؤید کیا۔ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ۔

تنبیہ نبیہ :

اگرچہ یہ مسئلہ ان مسائل سے ہے جن کے قائل یا منکر کسی کی تکفیر یا تضریل یا تفسیق نہیں ہو سکتی، لیکن
شریڈ گنگوہی کا یہ قول چونکہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی عداوت سے ناشی ہے لہذا کفر و اصرار

واترادافاشی ہے۔

۱۔ گنگوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں جس کے فولو علمائے اہلسنت کے پاس ہیں، صاف کہہ دیا کہ ”وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے“ یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ اللہ عزوجل جھوٹ بول چکا۔ جبکہ تائب مرتد درجہ جگہ مرتضیٰ حسن نے اپنے رسالہ ”ملعونہ“ اسکاٹ المتعدی کے صفحہ ۳۱ پر کھلے لفظوں میں کی۔

۲۔ اسی گنگوہی نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۶ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی مکوں کا شاگرد بتایا۔

۳۔ اسی گنگوہی نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۹ پر فاتحے میں قرآن عظیم کی تلاوت کو ”مید پڑھنت“ کے مشابہ لکھا۔

۴۔ اسی گنگوہی نے ”براہین قاطعہ“ کے صفحہ ۱۳۸ پر محمد بن میلاد مبارک کو کنہیا کا جنم بلکہ اس سے بھی بدتر کہا۔

۵۔ اسی گنگوہی نے ”فتاویٰ گنگوہیہ“ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹ پر ہولی دیوالی کی پوری پجوری کو جائز لکھا، ۶۔ اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ ۱۲۵ پر حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کے شربت و دودھ پانی کو حرام ٹھہرایا۔

۷۔ اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳ پر جادو گروں کے بازو اور بھانٹی کے تماشوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھ کر زیادہ کامل و قوی کہا۔

۸۔ اور براہین قاطعہ صفحہ ۱۵ پر ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان کیلئے وسعت علم کو قرآن و حدیث سے ثابت اور حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے وسعت علم ماننے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور شرک و بے ایمانی لکھا۔

گنگوہی کے ان اقوال کفر و ضلال نے بتا دیا کہ اُس کا یہ قول بھی توہین سرکار رسالت اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت ہی پر مبنی ہے۔ اس کے ان اقوال ملعونہ سے ثابت ہو گیا کہ اس سے بھی اُس کی نیت یہی تھی کہ دربار رسالت میں گالی بکے۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واقعی حالات مبارک کو بھی بہ نیت توہین ذکر کرنا کفر ہے۔ شفاء امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ مسئلہ موضح ہے۔ مثلاً حضور اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو ہمیں کی نیت سے علی کا خسر یا ابوطالب کا یتیم یا بکر یوں کا چچر واما کہنا کفر و ارتداد ہے۔ فقیر کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ اس قول کی وجہ سے ملا علی قادیان رحمۃ اللہ پر صرف خطا و غلطی کا الزام ہے، لیکن گنگوہی کے دوسرے اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسکی عداوت ثابت ہو چکی اس لئے گنگوہی مرتد نے یہ قول بک کر اپنے کفر میں ایک اور اضافہ کیا۔

ملا علی قادیان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مقصد ایک مسئلے میں اپنا خیال ظاہر کرنا تھا جو ان کے نزدیک لائل سے ثابت ہو۔ اگرچہ فی نفسہ وہ غلط و باطل ہے۔ لیکن گنگوہی کا مقصد سرکار رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتیمہ میں گالی بکنا تھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر عبید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ خاں قادیان برکاتی رضوی مجددی لکھنؤی
غفرلہ والابویہ والہ و اخوانہ واجباہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

محکمہ بھوسے خاں بیلی بھیت

روز ایمان افروز شیطانیت سوز و شنبہ مبارکہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ علمائے اہلسنت "کثر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اس کے کیا معنی ہیں۔ محض حضور بعلم قدرت یا اس کے ساتھ مشاہدہ عینی بھی جیسا کہ انا انظر الیہا والی ماہو کا ٹن فیہا وغیرہ سے متبادر ہوتا ہے تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا جائے۔ اور اس سلسلے میں علمائے ربانین کی وہ کون سی دلیل ہے جس سے مخالفین کے منہ میں پتھر دیا جاسکے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک کیلئے حاضر و ناظر ہیں۔ اگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی کوئی تصنیف اس مسئلے پر ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں والسلام۔

المستفتی عبد المنان محمد یحییٰ از دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
۸ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب :-

حضرت رب العزت شہید و بصیر جل جلالہ نے اپنے فضل و کرم سے جو اپنے محبوب اکرم و منظر اتم و خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو حاضر و ناظر بنایا اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو جو علم عظیم و وسیع ان کے رب علیم جل جلالہ نے عطا فرمایا وہ جملہ کائنات و حادثات و مخلوقات کو محیط ہے۔

قال اللہ تعالیٰ -

ما کان حدیثا یفتری من دون اللہ ولكن تصدیق الذی
بین یدیه وتفصیل کل شیء۔

وقال اللہ تعالیٰ -

نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء۔

وقال اللہ تعالیٰ -

ان علینا جمعه وقرآنہ

وقال الله تعالى -

شہان علینا بیانہ

یہ بھی معنی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو قدرتِ قاہرہ باہرہ ان کے ربِ قدیر جلّ جلالہ نے عطا فرمائی وہ جملہ کو ان حوادث و خلائق کو محیط ہے۔

فی الحدیث — عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم، انما انا قاسم و اللہ یعطی۔

جس طرح قاسم کے دونوں مفعول مقسوم و مقسوم الیہ محذوف ہیں اسی طرح "یعطی" کے دونوں مفعول معطی و ممعطی لہ بھی محذوف ہیں۔ اور "قاسم" و "یعطی" دونوں باہم متقابل ہیں۔ اسی تقابل سے ثابت ہوا کہ جو نعمتیں، دولتیں، فرحتیں، نصرتیں، عزتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی معطی ہیں وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ ہی کی تقسیم فرمودہ ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے معطی لہم ہیں وہ سب بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقسوم علیہم ہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی معنی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو سمیع و بصیر جلّ جلالہ نے عطا فرمایا وہ ہر کائنات ہر حادث ہر مخلوق کو محیط ہے۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ وَ اَرِیْ مَا لَا تَرَوْنَ۔

وفی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ اِلَى مَا هُوَ كَ اِنَّ
فِيْهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَى كَفِّيْ هَذِهِ جَلِيَّاتٍ مِنْ
اللّٰهِ تَعَالٰی جَلَالُهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلَالُهُ لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَلْبِهِ۔

یہ بھی معنی ہیں کہ جس طرح اللہ رب العالمین جلّ جلالہ کی صفت ربوبیت تمام عالمین کو محیط ہے، اسی طرح اُسی کے حکم سے رحمن و رحیم جلّ جلالہ کے حکم سے اس کے محبوب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفت رحمت بھی تمام عالمین کو محیط ہے۔ قال تعالیٰ۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔

یہ بھی معنی ہیں کہ جس طرح زمان و مکان وجہت سے قطعاً و جو باہر طرح پاک و منترہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے، اس کا یہ احاطہ ذاتیہ عقول و اواہام سے ور ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔

اسی طرح اس کی عطا سے اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہر ایماندار کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ہر ایمان والے کے ساتھ یہ قرب بھی زمان و مکان وجہت سے پاک اور اواہام و عقول سے بال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ہر ایمان والے کے ساتھ یہ قرب اللہ تبارک تعالیٰ کی اسی صفت احاطہ بکل شے ہی کا پرتو ہے۔

وقال کبیر الیو بن دینہ للترتوت سم النالوتوی علیہ السیتقہ فی رسالۃ المسماة بتجذیر الناس علی الصلوة الحادیۃ عشر۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیوں کہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ یا بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ اُحَبِّتُ اور اُولِیْتُ بالتصرف کیلئے اُفَرِّقْتُ تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔“

حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلے میں کوئی مستقل رسالہ مبارکہ اس وقت فقیر کے علم میں نہیں۔ البتہ مدت ہوئی اس مسئلہ پر حضور علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فتوے مبارکہ کی زیارت سے لاہور میں مشرف ہوا تھا جس کا خلاصہ مفہوم تقریباً یہی ہے جو فقیر عرض کر چکا۔ برادر عزیز مولانا مولوی ابوطاہر محمد طیب صاحب قادری رضوی دامالپوری سلمہ ربہ کا ایک مختصر رسالہ مبارکہ مسمیٰ بن تمنا یحییٰ ”اقوم البیان بان الحبیب لا ینحلو منہ زمان ولا مکان“ اس فتوے کے ساتھ روانہ

لہ نحن المسلمون اہل السنۃ نقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا جاتا ہے۔ اس فتوے کے دلائل کی تقریر اس میں ملاحظہ ہو۔

یہ عقیدہ مبارکہ ضروریات دینیہ یا ضروریات مذہب اہلسنت میں سے نہیں کہ محض اسکے انکار ہی کی وجہ سے کسی کی تکفیر یا تضلیل کی جاسکے۔ البتہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل رفیعہ و فواضل جلیلہ سے جلن کی بنا پر جو شخص اس عقیدہ حقہ مقدسہ کا انکار کرے وہ حکم شریعت مطہرہ ضرور کافر مرتد اور بے توبہ مرآۃ مستحق نار ابد ہے۔ اس عقیدہ منورہ کے مخالف و ہابیہ علیہم اللعنتہ الرب البریہ کے مونہوں میں قہر الہی کے حجارۃ من سبجیل ٹھونسے کیلئے اتنا ہی کہہ دینا بس ہے کہ امام الوہابیہ علیہما علیہ نے اپنی تفویت الایمان مطبوعہ مرکنساہل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۱۰ پر اس عقیدہ حسنہ کو شرک و کفر بتایا تو مرتد قاسم نانوتوی بھی اس کے فتوے سے کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں؟ اور اس کو مسلمان مان کر سارے کے سارے ولایتیہ دیوبندیہ بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ واللہ الحجت السامیہ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرحمن حشمت علیخان غفرلہ

ساکن محلہ بھورے خاں پٹلی بھیت۔

روز ایمان افروز شیطان سوز دوشنبہ مبارکہ سوم محرم الحرام ۱۳۷۰ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔

لَا يَزِيدُ الطَّبَّ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَعْجَلِ

یہ سادہ رسالہ دامت برکاتہ و باریہ جواز منحل حرمان طبیات اولیائے عظام
ملاء اسلام و طوائف کرام جس میں نہ صرف ثبوت جواز بلکہ تیسرا طوائف اہلسنت
الائمان احسان و احترام ہے

مسمیٰ بنام تاریخی مشعر سال اختتام
عطر الضنڈل فی انہا یجوز علی قبر الولی الضنڈل
مقلب بلقب تاریخی مشعر سال ابتداء تالیف

پاکیزہ قول فیصل در استحسان صندل

تالیف

مناظر اعظم علی الاطلاق شہید حضرت عظیم الدین حضرت ابوالفتح عبید الرحمن حشمت
مفتی محمد حشمت علی خاں
قاری و مفسر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر

انتفاع حسب ذیل ماضی

شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ شہادۂ شریعتیہ

عسکری اکید می جاہلنت حشمت اضافہ لکچر

۲۔ بیشک اللہ علیم و بصیر و بصیر جل جلالہ نے اپنے فضل سے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر و ناظر بنایا۔ قرآن مجید و حدیث عمید سے اس عقیدہ حق پر دلائل کثیرہ قائم ہیں۔ خود وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

”المتبی اولی بالمومنین من انفسهم کو بعد لحاظ صلہ انفسہم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولی بمعنی اقرب ہے اور اگر بمعنی احب یا اولی بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت و راولیت بالتصرف کیلئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔“

جب خود قاسم نانوتوی کے اقرار سے بھی آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے ہر ایک امتی کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان رکھنے والے تمام ملائکہ بھی ہیں۔ کرامات کا تین ہوں یا حفظہ یا نیکر بن یا موکلین یا لرزق یا بالمطر یا بالرياح یا بالجمال یا بالخلق والتصور یا بالتوفی یا ملائکہ الارض یا ملائکہ السماء یا ملائکہ السدرہ یا ملائکہ الکرسی یا ملائکہ العرش علیہم الصلاۃ والسلام۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے اس کی ساری خدائی میں حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ وللہ الحمد۔

وہابی دیوبندی دھرم میں ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو وہابیہ دیوبندیہ کے فتوے سے قاسم نانوتوی بھی مشرک و کافر ہو گئے۔ اور ان کو اپنا مذہب بھی پیشوا مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی مشرک ہو گئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۳۔ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب منظر اتم خلیفہ اعظم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو جامع بشریت سے ملبوس بنا کر دنیا میں جلوہ گر فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِ حَرًا يَلْبَسُونَ خود پیشوائے دیوبندیہ قاسم نانوتوی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا جمال اقدس بشریت کے حجاب میں رہا۔ ظاہر ہے کہ لابس کی حقیقت میں لباس اور محجوب کی ماہیت میں حجاب ہرگز داخل نہیں ہوتا۔ قرآن شریف سے روشن ہے کہ نبی کے متعلق جو کہے کہ میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں (یا تم تو ہماری ہی طرح بشر ہو) وہ کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قَالُوا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

مِثْلُنَا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔

۴۔ اکابر دیوبند یہ اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھی اور رشید احمد گنگوہی وقاسم نانوتوی و محمود حسن دیوبندی و عبد الشکور کاکوروی نے اپنی کتابوں خط الایمان ص ۱۸ و براہین قاطعہ ص ۵۵ و تحذیر الناس صفحہ ۳، ۱۳، ۲۸ و جہد المقل صفحہ اول صفحہ ۷، و مختصر سیرت نبویہ صفحہ ۲۲ پر جو بعض علم غیب حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے مجبوراً مانا بھی تو ایسا علم غیب زید و عمرو بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کیلئے بھی ثابت بنا دیا، شیطان کے لئے وسعت علم کو قرآن و حدیث سے ثابت مانکر حضور علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے وسعت علم ماننے کو قرآن و حدیث کے نصوص قطعہ کے خلاف اور شرک ٹھہرا دیا۔ حضور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف خاتم النبیین کے اس معنی کو کہ سب سے پچھلے نبی ہیں نا فہم کا غلط خیال لکھ کر حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی نئے پیغمبروں جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز کہہ دیا۔ کذب و ظلم و سائر قبائح کا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کیلئے کچھ برائہ ہونا لکھ دیا، چالیس سال کی عمر شریف تک حضور نبی الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو تہذیب اخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدین اور ایمان سے بھی قطعاً بے خبر و غافل لکھ دیا۔ حضرات علمائے اہلسنت کا متفق علیہ فتویٰ ہے کہ یہ لوگ اپنے ان کفریات کیوجہ سے شرعاً کافر مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفری عقیدوں پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان سمجھے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین شریف و الصوارم الہندیہ و مبلغ دہلیہ کی زاری۔

واللہ ورسولہ اعلم بحلّالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

ایک مولوی بچوں کو تعلیم دینے کیلئے رکھے گئے ہیں۔ ان سے میں نے چند آدمیوں کے سامنے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ ”ہم نے سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میلاد شریف میں یہ نیت کر کے نہ جانا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔“ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ جو شخص نیت کر کے میلاد شریف میں شامل ہو کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو وہ مشرک ہے۔

ایسے مولوی پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسے مولوی کو بلا کر رکھا ہو ان پر کیا حکم ہے۔ اور مسلمانوں کیلئے ایسے مدرسے میں اپنے بچوں کو تسلیم دینے کیلئے بھیجنا کیسا ہے اور ایسے مدرسے میں چندہ دینا کیسا ہے۔ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب غایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین! بیٹو! تو بروا۔

المستفتیان: محمد حنیف ساکن دھانے پور ضلع گونڈہ و کمال الدین نائب صدر ریٹ مال اہلسنت وارد حال مدن پورہ بمبئی نمبر۔ ۲۱ صفر ۱۳۶۶ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء روز پچشنبہ۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

اللہ عز و جل شہید و بصیر علیم و خبیر ہے مگر رب العزّة جلّ جلالہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے پاک ہے۔ حاضر کے معنی ہیں پردیس سے دیس میں یا جنگل سے شہر میں آنے والا۔ اور ناظر کے معنی ہیں غور و فکر کرنے والا یا نگاہ پر زور دے کر دیکھنے والا۔ اور ان چاروں معانی سے اللہ تبارک و تعالیٰ پاک و منزہ ہے۔ اور قرآن عظیم و حدیث کریم میں یہ دونوں نام اللہ جلّ شانہ کیلئے وارد نہیں ہوئے۔ اور اس کے سب نام توفیقی ہیں۔ اسی لئے جو نام اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن و حدیث میں نہیں آئے نہ ائمہ اسلام نے انکی تلقی بالقبول کی ایسے ناموں کا اطلاق ذات الہی تبارک تعالیٰ پر جائز نہیں۔ اور جس نام کے معنی میں رب تبارک و تعالیٰ کیلئے استعمالہ شرعیہ ائمہ دین اس کی تلقی بالقبول نہیں فرما سکتے البتہ ایسا کوئی اسم توفیق میں اللہ عز و جل کیلئے وارد ہوا ہے تو اس کا اطلاق ذات الہی پر جائز ہوگا۔ مگر وہ از قبیل تشابہات ہوگا کہ اس کے ظاہری معنی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہ لازم ہوگی اور اس کی مراد کو اللہ و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا جائیگا کہ اھو مسلك المتقدين میں۔ یا اس سے ایسے معنی مراد

لئے جائیں گے جو شان الہی کے خلاف نہ ہو کما ہوا مسلك المتأخرین۔ اور اگر ایسا اسم توقیف میں اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے وارد نہیں ہوا تو ذات باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق حرام ہوگا۔ بلکہ اگر معنی سمجھ کر ہو تو کفر یا ضلال ہوگا و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور جس اسم کے معنی میں ذات الہی کیلئے استعمال شرعیہ نہ ہو مگر نہ تو اس کا اطلاق ذات خداوندی پر توقیف میں آیا نہ ائمہ اسلام نے اس کی تلقی بالقبول فرمائی ہو اس کا اللہ تقدس و تعالیٰ کے لئے اسما بولنا ممنوع و ناجائز ہوگا۔ البتہ حمد و ثنا کے ضمن بطور وصف کے بول سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کسی صفت کمال پر دلالت کرتا ہو۔ اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا بعض علمائے کرام نے کفر بتایا۔ اگرچہ صحیح یہ ہے کہ کفر نہیں کہ ان ناموں کی تاویل یا من یعلم یا من یرى ہو سکتی ہے یعنی اسے وہ جو جانتا ہے اے وہ جو دیکھتا ہے۔ مگر گناہ و ناجائز ضرور ہے۔ (وَأَمَّا يَا حَاضِرُ لَيْسَ بِغَائِبٍ وَ يَا حَاضِرِي وَ يَا نَاطِرِي فَهَذِهِ الْكَلِمَاتُ لَيْسَتْ مِنْ بَابِ إِطْلَاقِ هَذَيْنِ إِلَّا سَمَّيْنِ عَلَى ذَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى بَلْ هِيَ تَوْصِيفٌ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَلِهَذَا كَلِمَةُ الْحَاضِرِ فِي ضَرْبِ الْبَحْرِ وَ وَصِفَتْ بِمَجْمَلَةٍ لَيْسَ بِغَائِبٍ وَ هَذِهِ الْجُمْلَةُ كَمَا تَرَى نَزَّهَتْ اللَّهُ تَقَدَّسَ وَ تَعَالَى مِنَ الْمَعْنَى الَّتِي لَا يَلِيقُ بِشَأْنِهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَ تَوَهَّمَتْ لَفْظَةُ الْحَاضِرِ۔ وَلِهَذَا أُضِيفَتْ هَاتَانِ الْكَلِمَتَانِ إِلَى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ فِي مَرَاتِبَاتِ بَعْضِ الصُّوفِيَّةِ الْكَرَامِ۔ وَمَعَ ذَلِكَ فَالْكَلِمَاتُ الْعَالِيَةُ الصَّادِرَةُ عَنِ الْمَوَاجِدِ وَالْأَحْوَالِ مِنَ الصُّوفِيَّةِ الصَّافِيَّةِ أَهْلِ الشُّهُودِ وَالْوَصَالِ إِنَّمَا هِيَ شَطِئَاتٌ نَظَائِرُ الْمُتَشَابِهَاتِ وَ حُكْمُهَا أَيْضًا تَقْوِيضُ مَعَانِيهَا الْمُرَادَةِ مِنْهَا إِلَى اللَّهِ الْعَالِمِ الْغُيُوبِ وَ الشَّهَادَاتِ وَ إِلَى حَبِيبِ الشَّاهِدِ الْمُشَاهِدِ لِلْجَلِيَّاتِ وَ الْخَفِيَّاتِ وَ إِلَى الْقَائِلِينَ بِهَا أَصْحَابِ الْمَقَامَاتِ الْعَالِيَاتِ أَوْ تَأْوِيلِهَا إِلَى مَعَانٍ لَا تُصَادِمُ الْحُكْمَاتِ جَلَّ جَلَالُهُ وَ عَلَى حَبِيبِهِ وَ إِلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ أَكْمَلُ التَّسْلِيمَاتِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)

حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو ان کے رب قدیر شہید و بصیر علیم و خیر جل جلالہ نے بیشک حاضر و ناظر بنایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ یعنی یہ غیب کی خبریں دینے والا نبی ایمان والوں پر ان کی جانوں سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ یہ

غیب کی تعلیم فرمانے والا نبی ایمان والوں کا اُن کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے یہ غیب کی باتیں بتانے والا نبی ایمان والوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ **فَإِنَّ الْقُرْآنَ ذُوُوجُهُ وَهُوَ حُجَّةٌ بِكُلِّ وَجْهِ مَالَهُ تَعَارُضٌ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ إِلَّا مَا هُ الْجَلِيلُ الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي كِتَابِهِ الْمُسْتَطَابِ الْمَسْمُوعِ بِإِلَاقَتَانِ فِي عُلُومِ الْقُرْآنِ۔**

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
إِنَّ اللَّهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ یعنی بے شک اللہ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو
إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنَّ فِيهَا لَ میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفَى ہے سب کو دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ
هَذَا۔ رہا ہوں۔

کما فی المَوَاحِبِ الدِّينِيَّةِ لِلْقَسْطِ لَوْنِي وَشَوْحِهِ لِلزُّرْقَانِي عَلَيْهِمَا الرَّحْمَةُ وَالرَّحْمَانُ الرَّبَّانِي
 دیکھنا ناظر ہونا ہے اور کوئی شخص اپنی ہتھیلی سے غائب نہیں ہوتا۔ تو اسی حدیث شریف سے حضور اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر ہونا اور ناظر ہونا دونوں مبارک عقیدے ثابت ہو گئے۔ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ
 وَعَلَى حَبِيبِهِ وَالْإِلَهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اس عقیدہ حقہ کو شرک بتانا جہالت و حماقت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ و تقدس کی اہانت بھی ہے اور شعارِ
 و لم بیت و علامتِ دیوبندیت بھی ہے۔ اور دیوبندیوں نے اپنے عقائد کفریہ مندرجہ حفظ الایمان تھانوی ص ۵ و
 براہین قاطعہ انبیٹھی ص ۵۵ و فولوے فتوے گنگوہی و تحذیر الناس نالو تومی ص ۱۳ و ص ۲۸ و مختصر سیرت
 نبویہ کا کوری ص ۲۲ و جہد المقل حصہ اول دیوبندی ص ۱ کی وجہ سے بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کفار مرتدین
 منافقین زندیقین ملحدین ہیں۔ ایسے مولوی کو سنی مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کیلئے مقرر کرنا، اس سے
 علم دین حاصل کرنا شرعاً حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرماتے ہیں۔ **إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَإِنْظَرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ۔** یعنی یہ علم دین ہے
 تو غور کرو تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔ جس مدرسے میں ایسا مولوی تعلیم دیتا ہو جان
 بوجھ کر اُس میں چندہ دینا سنی مسلمانوں پر حرام ہے۔ کہ سنی مسلمانوں کے گمراہ بے دین ہو جانے کا ذریعہ ہے۔
وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ**

لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيَفْقَهُوْا نَهَا ثَمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ ثُمَّ يَجْلِبُوْنَ هٖ يَعْزِيْشُ
جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں تو اب انھیں خرچ کرنے کے
پھر وہ ان پر پھٹتا ہوں گے پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر المولانا فتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولا یویدواہلہ وَاخوانہ وَاجابہ
ریہ مولیٰ العزیز القوی۔ ۲۷ ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ پختیہ یکم نومبر ۱۹۵۶ء۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے
میں کہ زید کسی بات کی تصدیق میں ایک پرچہ لکھتا ہے اور اختتام پر لکھتا ہے "واللہ اعلم ورسولہ
جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم" چونکہ لفظ "اعلم" ہے لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ جل جلالہ
وعم نوالہ کی شان میں لفظ اعلم یا عالم لکھے از روئے شرع شریف کیا ٹھہرا۔ قرآن و حدیث کی
روشنی میں تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ سائل: محمد شیر احمد منشی پورہ کانپور
وجملہ مسلمانان اہلسنت وجمعیہ منشی پورہ کانپور

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب: اللہ تبارک و تعالیٰ عالم
بھی ہے علیم بھی ہے علام بھی ہے علم بھی ہے۔ یہ سب نام اس کیلئے توقیف میں وارد ہوئے لہذا زید
پر واللہ اعلم ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کی وجہ سے معاذ اللہ کفر یا ضلال
یا فسق کا بلکہ خطا و غلطی کا حکم بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم۔

فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہ۔

۱۹ شعبان معظم ۱۳۷۶ھ جمادی المبارک ۲۲ ربیع ۱۹۵۷ء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کون کن حضرات کو علم غیب تھا اور یا ہے؟
- ۲۔ انبیاء کرام، شہداء، صحابہ کرام، اولیاء اللہ اور ہرگز ان دین ان میں کون کون حضرات سمیع و بصیر، حاضر و ناظر ہیں اور کون کن حضرات کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے اور کون کن حضرات کو مارنے جلانے کی طاقت حاصل ہے؟
- ۳۔ کیا غیر اللہ کو ضرورت کے وقت پکارنا اور ان سے امداد طلب کرنا جائز ہے؟
- ۴۔ کیا شیخ سدو کے نام کا بکر اور ہٹیلے پیر کے نام کا مرغائے ہے اور اس قسم کے منقّی جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے؟
- ۵۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسماعیل شہید صاحب رشید احمد گنگوہی صاحب وغیرہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ یہ حق پر تھے یا ناق پر؟
- ۶۔ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب اور جناب شمس علی صاحب کے عقائد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بیٹھا تو جروا۔

المستفتی۔ رمضان علی قصبہ حسن گنج ضلع آٹاؤ، جہادی الاول ۱۳۶۳ھ

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

۱۔ ذاتی علم غیب اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ عز و جل کی عطا سے اس کے مجتبیٰ و مرتضیٰ رسولوں کو بھی علم غیب حاصل ہے اور حضور اقدس مالک عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اس کے جملہ مرتضیٰ و مجتبیٰ رسولوں کے بھی سرور و سردار ہیں۔ حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے علوم غیبیہ عطا ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ خالص الاعتقاد و رسالہ مبارکہ ادخال السنن الی جیئ الحلقی بسط البنان۔

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو انسان کو بھی سمیع بصیر بنایا ہے اور دیوبندی دھرم میں تو شیطان اور ملک الموت کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے (ملاحظہ ہو وہابیوں

دیوبندیوں کی تصدیق کردہ ملعون کتاب برآۃ الابرار عن مکائد الاشرار صفحہ ۵۷

نفع و نقصان پہنچانے کا ذاتی اختیار تو صرف اللہ جل جلالہ کی ذاتی صفت خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس کے بندوں کو نفع نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ اسی طرح مارنے اور جلانے کی ذاتی قدرت صرف اللہ عز و جل ہی کی صفت خاصہ ہے۔ اور اس کی عطا سے مارنے جلانے کی قدرت اس کے بندے کو بھی حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَانَ قَتْلُ النَّاسِ جَمِيعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَانَ اَحْيَا النَّاسِ جَمِيعًا تفصیل کیلئے کتاب مستطاب الا من والعلیٰ لِنَا عِثِي الْمَصْطَفِ بِدَا فِجِ الْبَلَاءِ وَرَسَالَهُ مَبَارَكَهُ اَقْوَمُ الْبَيَانِ بِاَنَّ الْحَبِيبَ لَا يَخْلُو مِنْهُ الزَّمَانُ ملاحظہ ہو۔

۳۔ غیر اللہ کو معبود سمجھ کر پکارنے والا کافر و مشرک، اس سے مدد مانگنے والا بھی جو اس کو معبود سمجھتا ہو کافر و مشرک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اس کا محبوب بندہ سمجھ کر ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے فریاد سننے مدد فرمانے کی طاقت مان کر ان کو پکارنا ان سے مدد مانگنا جائز ہے ثواب ہے۔ خود دیوبندیوں کے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی عرض کرتے ہیں کہ اگر چہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں ! بس اب چاہو ہنسناؤ یا لاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
اگر یہ پکارنا ایسا مدد مانگنا بھی شرک ہے تو حاجی صاحب بھی معاذ اللہ کافر و مشرک اور ان کو مسلمان مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی کافر و مشرک ہو گئے۔
۴۔ شیخ سدو کے نام کا بکرا اور حضرت سید ہنیلے شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا مرغ
جبکہ وقت دُح بِسْمِ اللّٰہِ اکبر کہہ کر کسی مسلمان نے ذبح کیا حلال ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ
وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِّرَ اَسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

۵۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی پر وہابیوں دیوبندیوں کے فتوؤں سے کفر و شرک معاذ

اللہ لازم ہے۔ تفصیل خالص الاعتقاد شریف و الّا مَنْ وَالْعَلَى شریف میں مختصراً ملاحظہ ہو۔
 پھر وہابیوں دیوبندیوں کو ان کے متعلق پوچھنے کا کیا حق ہے۔ اسمعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان و
 صراط مستقیم میں سیکڑوں کفریات کہے ہیں۔ تفصیل کیلئے کتاب مبارک الکوکبة الشہابیہ
 علی کفریات ابی الوہابیہ و رسالہ مبارکہ جمال الایمان والایقان بتقدیس
 محبوب الرحمن ملاحظہ ہو۔ رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ ”و توقع کذب کے معنی درست ہو گئے“
 یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ معاذ اللہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا،
 خدا جھوٹا ہے۔ (قولہ فتوائے گنگوہی)

اس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا — ”شیطان ملک الموت
 کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، سرور عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام
 نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ یعنی شیطان و ملک الموت کیلئے علم کا وسیع ہونا
 اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع نہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے شیطان
 و ملک الموت کیلئے علم وسیع ماننے والا تو مومن مسلمان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے
 وسیع علم ماننے والا مشرک بے ایمان ہے۔ اور اسی رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب کے آخر میں اس کے
 حرف حرف کو اول سے آخر تک بغور دیکھ کر اس کی تصدیق لکھی۔ لہذا علمائے عرب عجم کے فتوؤں سے
 بحکم شریعت مطہرہ انبیٹھی و گنگوہی ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے کفری اقوال کو جانتے ہوئے
 ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے سے توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت
 محمدیہ علیٰ صاہبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ کافر مرتد زندقہ ہے۔

۶۔ حضور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد امجد
 خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین و مذہب بفضلہ تعالیٰ و بکرم
 حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وہی دین اسلام و مذہب اہلسنت ہے جو اللہ تبارک و
 تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا حضور مالکنا و سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا لایا ہوا
 حضرات صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پھیلا ہوا حضرات ائمہ شریعت اولیائے امت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رکھا ہوا ہے۔ سب بارگاہ نبوی و بندہ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی فقیر

”اَنْبَاءُ الْمُصْطَفَى بِحَالٍ سِرٍّ وَاخْفَى“۔ ”خَالِصُ الْاِعْتِقَادِ“۔ ”الدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّةُ بِالْمَادَّةِ الْغَيْبِيَّةِ“۔ ”الْفَيْوُضُ الْمَكِّيَّةُ لِمَحَبَّتِ الدَّوْلَةِ الْمَكِّيَّةِ“ وغیرہ کی طرف رجوع کئے۔ یا ”الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا لِغَلَاءِ عِلْمِ الْمُصْطَفَى“۔ ”الْعَذَابُ الْبَيْتِيُّ عَلَى الْاَنْحَسِ حَلَاةٍ لِبَلِيسٍ“۔ ”ادْخَالُ السِّنَانِ اِلَى حَنْكِ الْحَلَقِ بِسَطِّ الْبَنَانِ“ وغیرہ حضور پر نور مرشد ہر حق مجدد دین ملت امام اہلسنت سیدنا علیہم السلام حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی اصحاب و گرامی احباب کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کرے۔ اور جسے دو حرف مختصر اور بعونہ تعالیٰ شافی کافی دیکھنا منظور ہو تو فقیر کا رسالہ ”الْقِلَادَةُ الطَّيِّبَةُ الْمُرْصَعَةُ“ و ”مناظرہ سنبھل ملاحظہ کرے۔

یہاں فیض حضور پر نور علیہم السلام حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستعین و متوسل ہو کر اس مسئلہ مبارکہ کو بطرز دیگر بعونہ تعالیٰ و ہدایہ دیوبندیہ وغیر مقلدین پر شد قیامت کبریٰ بن کر قائم ہو لکھنا منظور۔ والتوفيق من العفو والغفور فاقول وبحبل الله وذيل رسول الله اعتصموا حول وعلى الوهابية المودعة اصول۔

و ہدایہ ذوالوہدین کی طرح اس مسئلہ علم غیب میں دوہری بولیاں بول رہے ہیں۔ پہلے وہ اقوال ملاحظہ ہوں جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم غیب کا انکار ہے۔

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

(۲) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۷۔

”اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔“

(۳) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۶ پر ہے۔

”جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے

برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بیشک کافر ہے۔“

(۴) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۲ پر۔

”جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات تنفیہ

کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔“

(۵) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۲
 ”علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا
 ایہا مشرک سے خالی نہیں۔“

(۶) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴۵۔
 ”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ ہے ثابت
 کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے۔“

اس پر حاشیہ چڑھایا ہے ”لَا تَكْفُرُ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کیلئے علم غیب ماننا کفر ہے۔

(۷) انھیں گنگوہی جی نے اپنے شاگرد محمد یحییٰ سہسراہی کے نام سے ایک رسالہ سارٹھے تین
 ورق کا لکھا جس کا نام یہ ہے ”مسئلہ در علم غیب رسول اللہ“ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور اخیر میں
 اس کے حرف حرف کی تصدیق اپنے دستخط و مہر سے چھاپی۔ اس کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔
 ”اس میں ہر چہ ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام علم غیب پر مطلع
 نہیں ہیں۔“

(۸) بہشتی زیور حصہ اول مطبع انتظامی کانپور صفحہ ۵۲ زیر عنوان ”کفر و شرک کی باتوں کا بیان“
 مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

”کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت
 ضرور خبر رہتی ہے“ (کفر و شرک ہے)

(۹) مولوی کفایت اللہ جو امام الوہاب بیہ کے نئے خلیفہ بن کر کفر و شرک کی کسوت بغل میں دبائے
 وہابیت کے اٹلے اُسترے سے مسلمانوں کی مسلمانی اور غریب سُنّیوں کی سُنّت کو مونڈنے میں مصروف
 ہیں اپنی تعلیم الاسلام حصہ چہارم صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

”شرک فی العلم یعنی خدائے تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کیلئے صفت علم ثابت کرنا
 مثلاً یوں سمجھنا کہ خدائے تعالیٰ کی طرح فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ علم غیب جانتے تھے
 یا خدا کی طرح ذرّہ ذرّہ کا انھیں علم ہے یا ہمارے تمام حالات سے وہ واقف ہیں یا

دور نزدیک کی چیزوں کی خبر رکھتے ہیں یہ سب شرک فی العلم ہے۔“

(۱۰) کاکوری کے ملکی شیخ جی مبلغ و ہابیز ایڈیٹر ”الغیم“ مولوی عبدالشکور اپنی کتاب تحفہ لاشانی برائے فرقہ رضا خانی ”مطبوعہ خلافت پریس ص ۳ پر لکھتے ہیں۔

”فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے۔ بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے۔“

(۱۱) یہی کاکوری جی اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں — حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابوں میں اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے۔

(۱۲) یہی ایڈیٹر صاحب اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے۔

(۱۳) یہی مبلغ و ہابیز اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ ”کافر ہو جائیگا جو اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے تھے۔“

(۱۴) یہی ملکی شیخ جی اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

”اللہ و رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو جائز نہ ہوگا، بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جائیگا۔“

(۱۵) تمام غیر مقلدین کے امام زمانہ نے شیخ اکل فی اکل ثناء اللہ امر تسری اپنے رسالہ ”الحدیث کا مذہب“ صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

”الحدیث کا مذہب ہے کہ سوائے خدا کے علم غیب کسی مخلوق کو نہیں نہ ذاتی نہ وہابی نہ کسبی۔“

(۱۶) میاں غلام محمد راندیری جو ملک گجرات میں وہابیت دیوبندیت کے بانی و بادی ہیں اپنے

رسالہ ”ازالۃ الریب عن علم الغیب“ کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔

”اگر کسی شخص نے مثلاً چار شنبہ کو بوقت دوپہر کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ میں

نے خدا اور اس کے رسول کو گواہ کیا ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو میرے

اعمال کا علم ہر وقت ہے اس طرح اللہ کے بتانے سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم کو بھی میرے اعمال کی ہر وقت خبر ہے اور اسی بنا پر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میرے نکاح

میں وہ شاہد ہیں تو وہ شخص تمام فقہاء کے نزدیک کافر ہو گا کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب جاننے والا اعتقاد کیا۔
(۱۷) رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی ”براہین قاطعہ“ صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں۔
”تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اوس سے ایک ذرہ بھی زیادہ علم ثابت کرنا شرک ہے۔“

(۱۸) یہی گنگوہی و انبیٹھی اسی براہین قاطعہ کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔
”اگر کوئی زکاح کرے بشہادت حق تعالیٰ اور فخر عالم علیہ السلام کے کافر ہو جائے بسبب اعتقاد علم غیب کے فخر عالم کی نسبت۔ پس فقط مجلس زکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا۔“
(۱۹) یہی گنگوہی و انبیٹھی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کہ علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو گویا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

مسلمان اپنے ایمانی قلب پر ہاتھ رکھ کر انصاف کی آنکھ سے دیکھیں کیسی صاف تصریح کر دی کہ شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط ”نص“ یعنی قرآن عظیم و حدیث کریم سے ثابت ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننا شرک ہے جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ کیوں مسلمانو! اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس سے شیطان کے علم کو بڑھایا یا نہیں؟ اور جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس سے شیطان کے علم کو بڑھائے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا ہے یا نہیں؟ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و بدگوئی کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

(۲۰) یہی گنگوہی و انبیٹھی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

”ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔“

ملاحظہ ہو کیسا صاف بکا کہ اگر یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملک الموت سے افضل ہیں، لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم ملک الموت کے علم سے زیادہ تو درکنار برابر بھی نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۱) جناب اشرف علی تھانوی اپنی حفظ الایمان صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر لقبول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو مجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔“

مسلمانو! تمہیں تمہارے رب عز و جل تمہارے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری عزت پیاری عظمت پیاری جلالت پیاری وجاہت کا واسطہ! ذرا انصاف کی نظر سے تھانوی جی کی یہ عبارت ملاحظہ کرو۔ کس طرح علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ کل علم غیب اور ”بعض علم غیب“ پھر صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کل علم غیب ثابت ہونے کو عقلاً و نقلاً باطل ٹھہرا دیا۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علم غیب، اسکو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں، ایسا علم غیب تو عام آدمیوں بلکہ تمام بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ نبی

کے علم غیب میں اور پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب میں کیا فرق ہے، جیسا علم غیب ان کو ہے، ویسا تو جانوروں کو بھی ہے۔ لہذا انصاف! کیا اس ملعون عبارت کا صاف صریح یہی مطلب ہے یا نہیں۔ اور اگر یہی ہے اور قطعاً یہی ہے تو کیا یہ ملعون کلمات سرکار عرش ہمارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ جلیل و رفیع و عظیم میں گھلی گستاخیاں، صریح بے ادبیاں، غلیظ گالیاں ہیں یا نہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ وَلَا تُحْسِبَنَّ اِنَّ اللّٰهَ غَافِلٌ عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(۲۲) تمام وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام و پیشوا امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی اپنی کتاب ”تقویت الایمان“ مطبع مجیدی کانپور میں جو سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین کے نزدیک بالکل مسلم و مقبول بلکہ معاذ اللہ قرآن عظیم سے بڑھ کر مرتبہ رکھتی ہے، صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔

”جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا وہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلا نے کا انجام بخیر ہے یا بُرا سو وہ بات محمل ہے۔“

(۲۳) اسی تقویت الایمان کے صفحہ ۲۲ پر انبیاء و اولیاء علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں لکھا کہ۔

”کچھ اس بات میں بھی اُن کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کرے تو دریافت کر لیں کہ فلا نے کے یہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اسکو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساںے خبر ہیں اور نادان۔“

(۲۴) اسی تقویت الایمان کے صفحہ ۵۳ پر لکھا۔

”جو شان اللہ کی ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً لوں نہ بولے کہ اللہ رسول

چاہے گا تو فلاں کام ہو جائیگا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں کی شادی کب ہوگی، یا فلاں نے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟

(۲۵) اسی تقویت الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دو ہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لیکر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور بھرپور تو احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری تندرستی و کشائش و تنگی و مرزا دجینا و غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے اور تو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سُن لیتا ہے اور جو خیال دوہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔ اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں۔

(۲۶) اب ذرا یہ بھی سُن لیجئے کہ ان باتوں کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے بالذات ماننا و ہابی دھرم میں شرک ہے۔ یا اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے یہ علوم مانے تو وہ مشرک ہے۔ مگر تقویت الایمان ص ۸ پر اسی عبارت سے متصل لکھا۔

”یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲۷) تقویت الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”شُرک سب عبادتوں کا نور کھودیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جہار اور فال دیکھنے والے اور

نامہ لکھنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔“

مسلمانو! ان تمام عبارات کے نتائج یہ نکلے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب ماننے والا مشرک ہے، کافر ہے، جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے صرف مجلس نکاح کا علم مانے وہ بھی کافر ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا کا دیا ہوا علم غیب بھی نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے جو شخص ملک الموت سے زائد علم مانے وہ مشرک ہے بلکہ جو شخص شیطان کے برابر علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے مانے وہ بھی مشرک، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایسا ہی علم غیب ہے جیسا یا گلوں جانوروں کو ہوتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب اور یا گلوں جانوروں کے علم غیب میں کچھ فرق نہیں دونوں کے علم غیب ایک سے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور کے ساتھ دنیا یا قبر یا آخرت میں کیا معاملہ کرے گا، غیب کی باتیں نہ جاننے میں انبیاء اولیاء مسلمان صالح فاسق کافر مشرک سب چھوٹے بڑے یکساں بے خبر اور نادان ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کسی کے دل کا حال معلوم نہیں، کسی کے دل کا حال معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کسی کی شادی کا وقت بھی نہیں معلوم، کسی شخص کی شادی کا وقت معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کسی درخت کے پتوں کی تعداد بھی معلوم نہیں، کسی پتے کے پتوں کی گنتی معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آسمان کے تاروں کا شمار بھی معلوم نہیں اور تاروں کی گنتی بھی جاننا خدا ہی کی شان ہے، جو شخص ان باتوں میں سے کسی بات کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے خدا کا دیا ہوا بھی مانے وہ بھی مشرک ہے کیونکہ اس نے بقول و ہایہ خدا کا سا علم اور کیلئے ثابت کیا، جو شخص کسی کیلئے کشف مانے وہ مشرک ہے۔

یہ تو اپنے حضرات و ہایہ کے جبروتی احکام ملاحظہ فرمائے۔ اب اگر یہ دیکھنا ہو کہ ان اقوال ملعونہ نے کن کن علمائے کرام و ائمہ عظام بلکہ صحابہ کرام و اہلبیت کبار و موسیٰ و خضر علیہم السلام بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بلکہ خود رب العزت جل جلالہ پر کفر و شرک کا فتویٰ جڑ دیا اور ایک سرے سے سب کو صریح مشرک اور کھلا کافر بتا دیا۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ، تو رسالہ مبارکہ خالص الاعتقاد

شریف ملاحظہ فرمائیے۔ مگر اس وقت ہمیں مسئلہ علم غیب کے ثبوت میں وہی اقوال لانے منظور ہیں جنہیں دیکھ کر وہابیہ بھی چندھیا کر پٹ ہو جائیں۔ اور آنکھیں کھولیں تو چو پٹ ہو جائیں۔ یہ اقوال انہیں کے ہوں گے جو اہلسنت و وہابیہ دونوں کے نزدیک مسلم و مستند و مقبول ہیں، یا ان کے جو صرف وہابی دھرم کے گرو اور پیشوا واجب الاتباع و القبول ہیں۔

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! ذرا کان ناک پھٹھٹا کر کھوپڑیا ت شریفہ پر حجازۃً
مِنْ سِجِّیل کی ضربات قاہرہ لینے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

سوال اول: قیم الطريقة الاحمدیہ شیخ السلسلۃ العلویۃ النقشبندیۃ المجددیہ امام ربانی مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب سہ صد و دوم میں فرماتے
ہیں۔

بر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خاصٌ سل یعنی جو علم غیب اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اُس پر اللہ تعالیٰ
را اطلاع می بخشد۔ لے اپنے پیار اور محبوب رسولوں کو مطلع فرمادیتا ہے۔

ہاں ہاں سارے کے سار وہابیو، دیوبندیو، غیر مقلدو! سب ایک سرے سے بول چلو، علم غیب خمسہ
و علم غیب ماکان و مایکون تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مبارکات و ہدایت
کا گھر گھر و نڈا ہو گیا۔ اور اگر ہاں تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ عزوجل کے خاص علم غیب
کو بطلان الہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیلئے مان کر تمہارے تقویت الایمانی دھرم میں
کافر مشرک ہوئے یا نہیں۔ نہیں تو کیوں اور ہاں تو ذرا جی کر اگر کے قبول دیجئے۔ پھر جب معاذ اللہ حضرت مجدد صبا
مشرک ہوئے اور امام الوہابیہ ان کا ثنا خواں ان کا معتقد ان کا مرید ان کا مقلد، انہیں امام سمجھے، پیشوا جانے
ولی کہے، مقبول خدا مانے تو خود کفر سے کب بچ سکتا ہے۔ جو شخص مشرکین کو ایسا سمجھے خود کافر مشرک ہے۔ اور
جب امام الوہابیہ کافر تو تم سارے کے سارے اسے امام و پیشوا ماننے والے سب کے سب کافر مشرک مرتد
ہوئے یا نہیں؟ بنیوا لوجروا۔

سوال دوم: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمایا کرتے۔
”زمین در نظر اس طائفہ چون سفرہ الیت“ یعنی اس گروہ اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر میں تمام زمین ایک

ایک دسترخوان کے مثل ہے۔ جس طرح دسترخوان پر بیٹھنے والا دسترخوان پر رکھی ہوئی تمام چیزوں کو دیکھتا ہے اسی طرح اولیاء کرام ساری زمین کو نظر فرماتے ہیں۔ ہاں گنگوہی جی وانبیٹھی جی؛ ذرا اپنی براہین قاطعہ کی خبر لیجئے کہ تمام روئے زمین کا علم محیط شیطان کیلئے ثابت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ماننا شرک، تھا لوی جی ذرا اپنی بہشتی زیور کو دیکھئے کہ کسی بزرگ کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ دور و نزدیک کی اُسے ہر وقت خبر دیتی ہے کفر و شرک ہے۔ او سارے کے سارے وہاں یودیو بند یو غیر مقلدو! بالخصوص مسٹر شنار اللہ، مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم، و خلیفہ امام الوابیہ میاں کفایت اللہ؛ تم سب کے سب ذرا اپنی لال کتاب تقویت الایمان کی خبر لو، اندھی آنکھوں سے سوچو! اولیائے کرام کی نظر سے زمین کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ ہاں ہاں سارے کے سارے وہاں یودیو بند یو! بولو حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے دھرم میں کافر و مشرک و مرتد ہیں یا نہیں۔ اور تم سب کے سب انھیں ولی اور بزرگ اور خدا کا مقبول مان کر کافر و مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سوم: امام الطریقۃ العالیۃ النقشبندیہ حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

و اما گویم چوں روئے ناخن ست
یعنی ہم یوں فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی نظر میں تمام زمین
ایک ناخن کے مثل ہے۔

(أَوْرَدَ هَذِهِ الْقَوْلَيْنِ مَوْلَانَا الْإِمَامُ قُدْسُ سِرِّهِ السَّامِيُّ فِي نَفَاحَاتِ الْأَنْسِ)

ہاں سارے کے سارے وہاں یودیو بند یو! بولو حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ تمہارے تقویت الایمانی دھرم میں کافر و مشرک مرتد ہیں یا نہیں۔ اور تم سب انھیں ولی اور مقبول حق مان کر خود بھی کافر و مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

سوال چہارم: شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔

فَاضَ عَلَى مَنْ جَنَابَةِ الْمُقَدَّسِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفِيَّةَ تَرْفِيقِ الْعَبْدِ مِنْ حَيْزِهِ إِلَى حَيْزِ
الْقُدْسِ فَيَجْعَلُ لَهُ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا أَحَبَّ عَنْ
هَذَا الشَّهَدِ فِي قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ الْمَنَاجِي۔
یعنی مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
بارگاہ سے فالص ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقام قدس
تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہو جاتی ہے
جیسا کہ قصہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی ماکان و مایکون اور علوم

خمس کا کونسا ذرہ باقی رہ گیا جو ہر شئی میں نہ آیا ہو۔ ہاں ہاں وہاں ہو دیو بند یو غیر مقلد و بولو بتقویت الایمانی دھرم پر شاہ ولی اللہ صاحب کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب انہیں ولی اللہ، عارف، واصل وغیرہ مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال پنجم: یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

الْعَارِفُ يُجْدِبُ إِلَى حَيْزِ الْحَقِّ فَيَصِيرُ
عِنْدَ اللَّهِ فَيَتَجَلَّى لَهُ كُلُّ شَيْءٍ
یعنی عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے، تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

دیکھو شاہ ولی اللہ صاحب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں یعنی اولیاء کرام کیلئے ہر شئی کا علم مان رہے ہیں۔ ہاں ہاں وہاں ہو دیو بند یو غیر مقلد و شاہ صاحب کو سرکار و ہایت سے کونسا خطاب دلاتے ہو۔ اور انہیں امام و پیشوا مان کر تقویت الایمانی دربار سے کافر، مشرک، مرتد، کون سا لقب خود پاتے ہو؟ بینوا تو جروا۔

سوال ششم: انہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی فیوض الحرمین میں ولی فرد کے خصائص

سے لکھا کہ "وہ تمام نشاۃ غصری جسمانی پرستولی ہوتا ہے" پھر لکھا کہ یہ استیلا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔ وَأَمَّا فِي غَيْرِهِمْ فَمَنَاصِبُ وَرَاثَةِ الْأَنْبِيَاءِ كَالْمَجْدِ دِيَّةٍ وَالْقُطْبِيَّةِ وَظُهُورِ أَثَارِهَا وَأَحْكَامِهَا وَالْبُلُوغِ إِلَى حَقِيقَةِ كُلِّ عِلْمٍ وَحَالٍ۔ یعنی غیر انبیاء میں وراثت انبیاء کے منصب ہیں جیسے مجدد اور قطب ہونا اور ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور ہر علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا۔ کیوں وہاں ہو دیو بند یو غیر مقلد و! ماکان و مایا کون و علوم خمس میں سے شاہ صاحب نے کیا باقی چھوڑا جو ولی فرد کے لئے ثابت نہ کیا۔ بولو بولو تمہارے ناپاک دھرم میں شاہ صاحب کافر، مشرک، مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب انہیں صوفی، عالم، محدث، ولی اللہ مان کر خود بھی کافر، مشرک، مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال ہفتم: یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی فیوض الحرمین تقریر

مذکور و تفصیل و قائل فرد کے بعد فرماتے ہیں۔

بَعْدَ ذَلِكَ كَلَّ جُمِلَتْ نَفْسُهُ نَفْسًا
قَدْ سَيِّئَةً لَا يَشْغَلُهَا شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ
یعنی اور ان سب کے بعد بات یہ ہے کہ فرد کا نفس اصل پیدائش میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک

میں فرماتے ہیں۔

اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز
یعنی لوح محفوظ پر مطلع ہونا اسے دیکھنا اس میں جو کچھ
از بعض اولیاء ہوا تر منقول است۔
لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض اولیاء سے ہوا تر
کے ساتھ ثابت ہے۔

اب یقرآن عظیم سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي
إِمَامٍ مُّبِينٍ ط یعنی ہم نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں جمع کر دیا ہے۔ لَا أَصْغِرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ
الَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ط یعنی ذرہ سے چھوٹی اور بڑی چیز کوئی ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو
اور فرماتا ہے۔ لَا رَطْبٌ وَلَا يَآسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ط یعنی کوئی تر یا خشک چیز ایسی
نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ اور فرماتا ہے۔ كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ ط یعنی ہر چھوٹی اور
بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا
فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ط
یعنی زمین و آسمان کے سب غیب لوح محفوظ میں لکھے
ہوئے ہیں۔

بجملہ تعالیٰ قرآن عظیم کی ان آیات کریمہ نے صاف فرمادیا کہ ایک علم قیامت کیا، علوم خمس در کتب اربعہ تمام
ماکان و مایکون روز اول سے جو کچھ ہوا اور روز آخر تک جو کچھ ہوگا سب ظاہر و باطن، ہر خشک تر و صغیر و کبیر
تمام غیب و شہادت اور علوم خمس کا ذرہ ذرہ تفصیلاً قلم قدرت نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ ہاں ہاں!
وہابی صاحبو! دیوبندیو غیر مقلدو! تمہارے تقویت الایمانی دھڑ پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، ان کے غلامان غلام اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کیلئے ماکان و مایکون و علوم
خمس وغیرہ جملہ مکتوبات تسلیم و تمام مکنونات لوح کا علم و مشاہدہ ہوا تر سے ثابت مان کر کافر مرتد ابو جہل کے
برابر مشرک ہیں یا نہیں۔ اور انھیں امام و پیشوا و مقلد مان کر تم سب لوگ بھی کافر مرتد ابو جہل سے بدتر مشرک
ہوئے یا نہیں؟ یٰٰتُوبُوا توبہ کرو۔

سوال دہم: یہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی تفسیر عزیزی کا پارہ سیقول میں

فرماتے ہیں۔

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَبِأَشَدِّ
رَسُولٍ شَاهِدًا لَكُمْ زِيرًا كَمَا أَوْطَعْتُمْ بَنُو
نُبُوَّتٍ بِرُتَبِهِمْ مَتَدِينٍ بِدِينِ خُودِ كَمَا دَرَجَةً
از دینِ مَن رَسیده و حَقِیقَتِ اِیْمَانِ اَوْ حَقِیقَتِ حُجَابِ
کے بدل از ترقیِ مَحْجُوب مانده ست کد ام ست پس
اومی شناسد گناہانِ شَمار و درجَاتِ اِیْمَانِ شَمار و اَعْمَالِ
و اخْلَاصِ و نِصَاقِ شَمار اِلَہِ شَہَادَتِ اُود و دُنْیَا
و آخِرَتِ بِحُکْمِ شَرِیعِ دَر حَقِّ اِمْتِ مَقْبُولِ و وَاجِبِ الْعَمَلِ ست

یعنی تمہارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تم پر گواہ ہونگے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نبوت کے نور کے سبب اپنے دین پر ہر حالے والے کے رتبے سے واقف ہیں کہ حضور کے دین میں اُس کا کتنا درجہ ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس پردے کے سبب وہ ترقی سے رک گیا ہے وہ کونسا حجاب ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تم سب کے گناہوں کو پہنچاتے ہیں اور تم سب

کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے تمام اچھے برے کاموں سے واقف ہیں اور تمہارے اخلاص و اتفاق پر مطلع ہیں کہ تم میں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمانوں کے سے تمام اعمال کرتا ہے تو آیا دل سے مسلمان ہے یا فقط ظاہر میں مسلمان بنتا ہے اور دل میں منافق ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گواہی دنیا و آخرت میں بحکم شرع اُمت کے حق میں مقبول اور اُس پر عمل واجب ہے۔

ہاں ہاں وہاں بیویوں کو بندلو غیر مقلدو! اپنی لال کتاب تقویت الایمان لیکر دوڑو۔ کافر کافر، مشرک مشرک کی تبلیغ بھانلو، تقویت الایمان کی کفری عبارتیں سنناؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے خدا کی غطا سے بھی ان باتوں کا ماننا شرک ہے۔ برادرانِ اہلسنت ملاحظہ فرمائیے حضرت شاہ صاحب نے اس دکھاری، اللہ کی باری رسولوں کی لکداری، غوثِ اعظم کی دکتاری، خواجہ غریب نواز کی پٹکداری تقویت الایمان بیچاری پر ذرا ترس نہ کھایا، اپنا نیزہ خارا شگاف اس پر ایسا چلایا کہ اس کے حلق تک پہنچا یا۔ جس سے تملکا کر اوندھی ہو گئی، روتے روتے اندھی ہو گئی۔ ذرا غور فرمائیے سُنئے حضرت شاہ صاحب تقویت الایمانی دھرم پر کیسے دھوم دھامی مٹائی بول بول رہے ہیں کہ! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ایمان کے درجے سے واقف ہیں، ہر مسلمان کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہیں، ہر شخص کو ترقی سے رک جانے کا جو سبب پیش آتا ہے اس کی خبر رکھتے ہیں، نہ ہر امتی کے تمام گناہوں کو جانتے ہیں، بلکہ ہر امتی کے تمام اچھے برے کاموں سے خبردار

ہیں، بلکہ ہر شخص کے دلی حالات پر مطلع ہیں کہ فلاں نے کے دل میں ایمان نہیں صرف ظاہر میں مسلمان کہلاتا ہے اور فلاں نے ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔ کتنے ڈبل ڈبل شرکوں کے سات پہاڑ حضرت شاہ صاحب نے تقویت الایمان کی ننھی سی جان پر ڈھا دیئے۔ ہاں گنگوہی و انبیھی صاحب اپنی براہین لیکر اپنے اپنے مفر کی راہ نکالو۔ تمہارا شرک فقط مجلس نکاح کا علم ماننے پر اچھلا تھا، یہاں تو شاہ صاحب نے تمام امتیوں کے تمام اچھے برے افعال کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مان کر براہین کے گلے پر تیز پھری پھیری ہاں راندیری صاحبو اور کاکوری والے ملکی شیخ جی مبلغ و بامید ایڈیٹر النجم اور مسٹر ثناء اللہ اور دیوبند کے مفتیو اور ہاں جناب تھانوی جی! تم سب کی وہ ناپاک تحریریں تحفہ لائانی و ازالۃ الریب و الحمد للہ کا مذہب و فتوائے علم غیب و بہشتی زیور سب کو شاہ صاحب نے تہہ تیغ بے دریغ فرما کر جہنم کے گھاٹ اتار دیا یا نہیں ہاں ہاں سارے کے سارے وہاں دیوبند دیوبند غیر مقلد و تہیہ کے گھونگھٹ میں مکھڑے نہ چھپاؤ۔ فرماؤ اور بہت جلد فرماؤ حضرت شاہ صاحب تمہارے دھرم میں کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور انہیں اپنا امام اور پیشوا مان کر تم سب بھی اپنے ہی منہ کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جبروا۔

سوال یا نہ دھرم: تمام وہاں دیوبند دیوبند غیر مقلدوں کے امام و سیرطائفہ صنم خاں و بہت کے طاغوت اکبر میکہ نجدیت کے سیرمناں جناب مولوی اسمعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم مطبع قیومی صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں۔

دریں حالت اطلاع برامکنہ افلاک و سیر بعض مقامات زمیں کہ دور و دراز از جائے دے بود بطور کشف حاصل می آید۔
و آں کشف مطابق می باشد
صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں۔

یعنی توحید صفاتی کے مقام پر پہنچ کر آسمانوں کے مکانوں پر اطلاع اور زمین کے ان مقام کی سیر جو اسکی جگہ سے دور و دراز ہیں بطور کشف حاصل ہوگی۔
یعنی اس کا وہ کشف واقع کے مطابق بالکل درست ہوتا ہے۔
یعنی آسمانوں کے حالات معلوم کرنا اور روحوں اور فرشتوں سے ملاقات کرنا اور جنت و دوزخ کی سیر کرنا اور اس مقام کی حقیقتوں سے خبردار ہونا اور وہاں کے مکانوں سے آگاہ ہونا اور لوح محفوظ میں سے کسی بات کا دریافت

برائے انکشافات حالات سموات و ملاقات ارواح و ملائکہ و سیر جنت و نار و اطلاع برحقائق آن مقام و دریافت امکنہ آن جا و انکشاف امرے از لوح محفوظ یا حی یا قیوم است۔

کرنا اس سب کاموں کیلئے یا حی یا قیوم کا ذکر ہے۔

صفحہ ۱۰۴ پر لکھتے ہیں۔

ان دونوں اسموں کے بیچ میں رہے روح کو عرش کے اوپر پہنچائے اور وہاں پہنچ کر ٹھہرے گھوڑے پھرے اور گھوڑے پھرنے میں مختار ہے عرش کے اوپر سیر کرے یا اسکے نیچے آسمانوں میں پھرے یا زمین کے مقامات میں۔

روح در میان ہر دو اسم ماند روح را بالائے عرش رساند و در آنجا رسیده توقف نموده سیر و درنماید و در سیر و دور مختار است بالائے عرش نماید یا زیر آن و در مواضع آسمان نماید یا بقاع زمین۔

اسی صفحہ پر لکھا۔

یعنی قبروں کے حالات معلوم کرنے کیلئے سُبُّوحٌ قَدُوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ مقرر ہے۔

برائے کشف قبور سُبُّوحٌ قَدُوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ مقرر است۔

صفحہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں۔

یعنی روحوں اور فرشتوں اور مقامات کے حالات دیکھنے اور زمین آسمان و جنت و دوزخ کے کمانوں کی سیر کرنے اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کیلئے شغل دورہ کرے۔

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقاماتِ آنہا و سیر اکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلال لوح محفوظ شغل دورہ کند۔

یعنی اسی ذکر کی مدد سے زمین و آسمان جنت و دوزخ کے جن مقام کی چاہے سیر کرے اور وہاں کے حالات معلوم کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے۔

پس باستغانت جہاں شغل بہر مقامے کہ از زمین و آسمان و جنت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید و احوال آن جادریافت کند و یا اہل آن مقام ملاقات سازد۔ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

یعنی آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کرنے کے لئے اس طریقہ کے ہر رنگوں نے کئی طریقے لکھے ہیں۔

برائے کشف وقائع آئندہ اکابر این طریقہ طرق متعدده نوشته اند۔

صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

یعنی پیر کا وہ مرید اللہ کے نزدیک عزت و جاہت والا ہونے کے ساتھ کامل نفس اور قوی تاثیر صحیح کشف والا ہوتا ہے۔

آں عزیز با وجود و جاہت عند اللہ کامل النفس قوی التأثير صاحب کشف صحیح باشد۔

صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

امثال ایں وقائع و اشباہ ایں معاملات صمد ہا یعنی اس قسم کے واقعات اور اس طرح کے معاملات درپیش آمد تا ایں کمالات نبوت ہندوہ ملیاے سیکڑوں پیش آئے یہاں تک کہ نبوت کے راستے خود رسید والہام و کشف بعلم حکمت انجامید۔ کے کمالات اپنی انتہائی حد کو پہنچ گئے اور علوم حکمت کا کشف الہام پورا ہو گیا۔

ان دس شریکات میں صاف کشف کی صحت کا اقرار ہے وہ بھی ایسا کہ اولیاء کو زمین کے دور دراز مقامات ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ زمین کیا آسمانوں کے مکانات اور ملائکہ و ارواح اور ان کے مقامات اور جنت و دوزخ اور قبروں کے اندر کا حال اور آنے والے واقعات کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ عرش و فرش سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے حتیٰ کہ لوح محفوظ پر اطلاع پائے۔ تہیں وہ اپنے اختیار سے زمین و آسمان میں جہاں کا حال چاہیں دریافت کر لیں۔ اور ان سب باتوں کو حاصل کرنے کے طریقے خود ہی میاں اسمعیل جی بتا رہے ہیں کہ یوں کرو تو یہ رتبے مل جائیں گے، یہ کشف یہ اختیار ہاتھ آئیں گے۔ سبحان اللہ وہاں تو پیر جی کے ایک ایک مرید کو زمین و آسمان جنت و دوزخ حتیٰ کہ قبر کے حالات آئندہ کے واقعات لوح محفوظ و عرش عظیم غرض تین تلوک روشن تھے۔ عرش و فرش میں ہر جگہ کے کمالات کو جان لینا اپنے اختیار میں تھا۔ خود ان پیر جی کو وہ طریقے معلوم تھے کہ یوں کرو تو یہ سب باتیں روشن ہو جائیں گی۔ مگر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی انجانی یہاں تک ہے کہ آسمان کے تارے تو درکنار کیا دخل کہ ایک پیر کے پتے جان لیں اگر کوئی انھیں یہ کہہ دے کہ وہ کسی درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے انھیں اللہ کی شان میں بلایا وہاں تو بندگی کو وہ وسعت تھی یہاں اگر خدائی اتنی تنگ ہو گئی کہ ایک پیر کے پتے جاننے پر رہ گئی۔ حق فرمایا اللہ عز و جل نے وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہئے تھی۔ یہاں اگر کوئی عیار مکار وہابی دیوبندی یوں اندھیری ڈالنی چاہے کہ صاحب مولوی اسمعیل نے اپنے پیر اور اس کے مریدوں کیلئے کشف مانا ہے علم غیب ثابت نہیں کیا۔ تو اس کا جواب اولاً — تو یہی ہے کہ

اے امام الوابیہ اپنے پیر جی کیلئے وحی باطنی اور عصمت اور بعینہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم ثابت کرتا ہے اور مسلمانوں کے ڈر سے اس کو نبوت نہیں کہتا، بلکہ اس نے اس مرتبہ کا نام حکمت رکھا ہے۔ دیکھو اسی صراطِ مستقیم کا صفحہ ۳۲ و ۳۳ یہاں حکمت سے اس کی یہی مراد ہے۔ ۱۲

مطلب تو ان باتوں سے ہے جن کا عطائی علم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا تقویت الایمانی دھرم پر شرک ہے۔ اور خود ان سے بدرجہا زائد پیر جی اور ان کے مریدوں کیلئے ثابت مانے جارہے ہیں تم اُسے علم غیب نہ کہو انکشاف غیب کہو بات تو وہی ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا شرک اور پیر جی اور اس کے مریدوں کے لئے ان سے بدرجہا زائد ماننا اسمعیل جی کو آنکھوں شکمہ کلیجے ٹھنڈک۔

ثانیاً: وہ دیکھو تقویت الایمان بیچاری دور سے کھڑی انگلی دکھا رہی ہے کہ اُوں ہوں! میرے نزدیک کشف کا دعویٰ کرنے والا بھی مُشرک ہے، میرے اکلوتے امام الوہابیہ نے اگرچہ اپنے پیر کیلئے علم غیب کا لفظ نہ کہا صرف کشف کا دعویٰ کیا مگر میرا چہیتا میری آغوش شرک سے کیونکر نکل سکتا ہے۔ (تقویت الایمان کی عبارت نمبری ۲۷ پھر ملاحظہ ہو) نیز براہین قاطعہ کی عبارتیں اوپر گزریں کہ گنگوہی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے فقط مجلس نکاح کی اطلاع ہو جانے کے اعتقاد کو شرک کہا ہے صرف اتنی سی بات کو کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو جائے علم محیط زمین ٹھہرا دیا، پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود ابلیس کی صفت بتا کر صاف حکم شرک چھنٹا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ پھر قبروں کے اندر کے حالات، آئندہ کے واقعات، ملائکہ و ارواح کے مقامات زمین و آسمان و جنت و دوزخ کے مکانات لوح محفوظ و عرش اعظم کا علم تو زمین کے علم محیط سے کروڑ ہا درجوں بڑا ہے۔ پھر اگر مجلس نکاح و محفل میلاد سے ان علوم کا مقابلہ کیا جائے تو کیا پوچھنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مجلس نکاح و محفل میلاد کی اطلاع ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصہ کافر تھا تو اپنے پیر کیلئے ان علوم متکاثرہ کا ماننے والا پدموں سنکھوں کافروں کے برابر ایک کافر ہو گا۔ پھر گنگوہی جی کا شرک تو مجالس میلاد و نکاح کا علم ماننے پر اُچھلا تھا۔ تقویت الایمان نے ایک پیر کے پتے ہی جاننے پر شرک اُگل دیا۔ ہاں ہاں واپس دلو بندو غیر مقلد و گنگوہیو! بیٹھیو تھا لویو درجہ گنگوہیو! جو دھیا با شیوا مر تیر لود لہو لویو کا کوریو امر دھو سنبھلیو راندیر لویو ڈھابیلیو تاراپور لویو مالیک لویو! سب کے سب ایک ذرا دیر جی کر کے آنکھیں میچ کر منہ بچاڑ کر ایک بار تو کہہ ڈالو کہ اسمعیل دہلوی ہزاروں لاکھوں کروڑوں پدموں سنکھوں ڈبل کافروں مشرکوں کے برابر ایک اکیلا ڈبل کافر مُشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اور تم سب کے سب بھی بولو کہ اُسے امام و مقتدا و پیشوا مان کر لاکھوں

کر وڑوں ڈبل کافروں مشرکوں کے برابر تم میں سے ہر ایک ڈبل کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں؛ بنیو تو جروا۔
سوال دوازدهم: حضرت سیدنا مولانا جلال الملتہ والدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن
در زبان پہلوی یعنی مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیا آنچه محفوظ است محفوظ از خطا
یعنی اولیائے کرام کی نظر کے سامنے لوح محفوظ ہے اسی لئے ان کا علم غلطی اور خطا سے محفوظ ہے۔ اور
فرماتے ہیں دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست دستِ او جز قبضہ اللہ نیست
یعنی پیر کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ اللہ ہی کا ہاتھ ہے اور فرماتے ہیں کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

گرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود دل دراز لحظہ بخود مشغول بود
یعنی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا مگر اس وقت میرا دل اپنی طرف مشغول تھا یعنی سیر فی
فرما رہا تھا۔ اور دوسرا نسخہ یوں ہے دل دراز لحظہ باو مشغول بود یعنی اس وقت میرا قلب مبارک
جمال الہی میں مستغرق و مشغول تھا۔

اسی طرح اگر مثنوی شریف کے تمام اشعار جمع کئے جائیں جن میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے
انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ ان کے غلامان بارگاہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے غم غیب ثابت
فرمایا ہے تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔ ہمیں چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے ان تین شعروں پر اکتفا مناسب
ہے۔ ہاں و بابو دیو بند یو غیر مقلد و! بولو بولو حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تم کافر مشرک مرتد کیا کہتے ہو؟
ہاں ہاں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر مشرک کہتے تمہیں کیا لگے گا۔ وہابی دھرم کا اصل الاصول ہی
یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہر وہی ڈھائی آدمی مسلمان ہیں اور باقی اگلے پچھلے سب کافر مشرک و العیاذ باللہ تعالیٰ
مگر غضب کی قیامت تو یہ ہے کہ سارے وہابیوں یو بندیوں بالخصوص قاسم نالوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد
انبیٹھی، اشرف علی تھانوی سب کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب بھی مثنوی شریف کی تعریف میں
رطب اللسان ہیں۔ اور اس کے سارے مضامین کو حق جانتے ہیں۔ عمر بھر مثنوی شریف کا درس دیتے رہے اور
اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ مثنوی شریف اپنے ساتھ رکھا کریں۔ فرماتے ہیں۔

”مثنوی شریف حضرت مولینا قدس سرہ و کیمیا کے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

لیکر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اختلاط مردمانِ ناجنس سے پرہیز کرے اور فقیر (یعنی حاجی امداد اللہ) نے اپنی عادت کر لی ہے کہ سفر و حضر میں کلام شریف و دلائل الخیرات و مثنوی معنوی حضرت مولینا کو ضرور پاس رکھتا ہوں۔“ ۱

اب ذرا وہاں بیت عیارہ کس طرح طرارہ نوخیز خام پارہ کے ننھے سے اُچھلتے ہوئے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر بول دو کہ حاجی امداد اللہ صاحب ایسے شہر کوں پر راضی رہ کر ان کی طرف دوسروں کو رغبت دلا کر کافرِ مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور ان کے مرید بن کر انھیں اپنا پیر بنا کر نالوتوی گنگوہی انبیٹھوی تھا لوی اور سارے کے سارے وہاں بیہ دیوبندیہ کافرِ مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بنیو اتو حبروا۔

سوال سیخ دھرم: گنگوہی نالوتوی انبیٹھی اور تمام دیوبندیوں کے آقا نے نعمتِ شیخ طریقت و پیر و مرشد و مرجع و مفرع و لمجا و ماویٰ یہی جناب حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ ”لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراکِ غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے تو بر ضروری ہے“ ۲ (یعنی اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی اس لئے اس وقت ان خاص واقعات کا علم نہ ہوا تو جبراً فرماتے تو ضرور علم حاصل ہو جاتا) ہاں ہاں سارے کے سارے وہاں بیہ دیوبندیہ غیر مقلد و اسب کے سب ایک سرے سے بول چلو تقویتِ الایمانی دھرم پر اور براہین گنگوہی کے فتوے سے حاجی امداد اللہ صاحب اولیاء انبیاء علیہم السلام والسلام کیلئے علمِ غیب مان کر کافرِ مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ایسے مشرک کے مرید بن کر نالوتوی گنگوہی تھا لوی انبیٹھی کافرِ مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ایسے مشرکوں کو حکیم الامتہ حامی سنتِ ماضی و بدعت یا امام و پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب وہاں بیہ دیوبندیہ غیر مقلدین بھی کافرِ مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بنیو اتو حبروا۔

وہابی گورکھ دھندا:

حاجی صاحب کا قول تو ابھی آپ سن چکے کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں غیوب کا مشاہدہ فرماتے

۱ شائع امدادیہ مطبوعہ قیومی پریس لکھنؤ مصلحہ اشرف علی تھا لوی صفحہ ۴۸۔ ۲ شائع امدادیہ صفحہ ۱۱۵

ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعات افک میں تفصیلی اطلاع نہ ہوئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ ورنہ محبوبانِ خدا تو جس طرف نظر فرماتے ہیں غیوب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ یہ تو پیر جی کا قول تھا۔ اب مرید تھانوی جی کی لہجے۔ تھانوی جی حفظ الایمان صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

”بہت سے امور میں آپ کا خاص اہتمام سے توجہ فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اس کے پھر مخفی رہنا ثابت ہے قصہ افک میں آپ کی تفتیش اور استکشاف بالغ وجہ صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا بعد ایک ماہ کے وحی کے ذریعے سے اطمینان ہوا۔“

ہمارے نزدیک اگرچہ پیر جی کا جواب بھی صحیح نہیں اس کا جواب باصول حضرت سیدی و استاد صدرالافاضل استاذ العلماء امام المتکلمین سید المناظرین مولینا مولوی حافظ مفتی نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مراد آبادی دام ظلہم العالی نے اپنی کتاب مستطاب الکلمۃ العلیاء میں افادہ فرمایا من شاء فلیراجعہ مگر کہنا تو یہ ہے کہ پیر جی تو یہ کہتے ہیں کہ واقعہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی اس لئے علم نہیں ہوا، توجہ فرماتے تو ضرور علم ہو جاتا۔ اور مرید صاحب یوں کہتے ہیں کہ واقعہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوری توجہ فرمائی پھر بھی علم نہ ہوا۔ اب اگر تھانوی سچے ہیں تو حاجی صاحب جھوٹے اور حاجی صاحب اگر سچے ہیں تو تھانوی جی جھوٹے۔ کیوں دیوبندیو و ہابیو یہ گورکھ ہندا کیونکر حل ہو گا؟ بیٹو! تو جرور۔

سوال چہار دہم: تشکیثِ دیوبندیت کے اقنوم اول جناب مولوی قاسم صاحب نانوتوی اپنی تحذیر الناس صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔

علومِ اولین مثلاً اور ہیں اور علومِ آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔“

ہاں دیوبندیو دیوبندو! علومِ اولین و آخرین میں علومِ ماکان و مایکون و علومِ خمس سب آگئے یا نہیں، نانوتوی جی یہ تمام علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت مان کر تقویتِ الایمانی دہم

لے ہم سنی مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ کافر مشرک ہوئے یا نہیں۔ اور انھیں قاسم العلوم والخیرات وامام و مقتدا و پیشوا مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال پانزدہم: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔
 ”جس کی مربی صفت العلم ہو جو علم مطلق ہے مثل البصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہیں تو
 لاجرم فرد تربیت یافتہ اعمی ذات محمدی صلعم بھی علم مطلق میں صاحب کمال ہوگی اور ظاہر
 ہے کہ مطلق میں تمام حصص خاصہ جو مقیدات میں ہوتے ہیں مندرج ہوتے ہیں سو یہ بعینہ
 مضمون عَلِمْتُ عَلُوَ الْأَوَّلِينَ الخ ہے۔“

ہاں ہاں سارے کے سارے دہا بیہ دیو بند یو غیر مقلدو! دیکھو نالوتوی جی نے کیسا صاف کہا کہ
 ذات محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو علم مطلق کے تمام حصص خاصہ سب حاصل ہو گئے۔ بولو دہا بیو!
 علوم ماکان و مایکون و علوم خمس کا کونسا ذرہ رہ گیا جو نالوتوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے
 ثابت نہ کیا۔ ارے بولو اور فوراً سے پیشتر بولو کہ تقویت الایمانی دھرم و برہمنی دھرم پر اور کاکوری و راندیری و کفایتی
 فتوؤں کی بنا پر نالوتوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا یا مسلمان مان کر تم سب
 دہا بیہ دیو بند یو غیر مقلدین بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال شانزدہم: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔
 ”الَّتِي أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَوَبَعْدَ الْحَاظِ صَلَّ مِنْ أَنْفُسِهِمْ کے دیکھئے تو یہ بات
 ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جالو
 کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اُولَى بمعنی اقرب ہے۔“

ہاں ہاں سارے کے سارے دہا بیہ دیو بند یو غیر مقلدین اپنے پر پرزے جھاڑ کر بولو! نالوتوی
 جی نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو ہر ہر امتی سے اس کی جان سے زائد نزدیک بتایا اور اسی مضمون
 کو آیت سے ثابت فرمایا۔

اور مجددہ تعالیٰ یہ امت مرحومہ اقطار عالم اور اکاف جہاں اور دنیا کے چپ چپ اور گوشہ گوشہ میں پھیلی
 ہوئی ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا کوئی امتی نہیں بھی ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اس سے
 لے لے ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم

اس کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اُمتی بہت سے جنات بھی ہیں۔ اور زمین و آسمان و سدرۃ المنتہی و عرش و مستوی وغیرہ کے رہنے والے تمام فرشتے سب کے سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اُمتی ہیں اور فرشتوں سے زمین و آسمان کا کوئی حصہ کوئی مقام خالی نہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے ہر اُمتی سے اس کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ تو نالوتوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو زمین و آسمان عرش و فرش بیت المعمور سدرۃ المنتہی و مستوی کے ہر مقام میں ہر جگہ ہر وقت ہر زمان ہر آن ہر مکان میں حاضر ناظر مانا یا نہیں۔ اور تقویت الایمانی و نگہی و تھانوی و کاکوری و راندیری و کفایتی دھرم پر نالوتوی جی لاکھوں کروڑوں پدموں سنگھوں کافروں مشرکوں مرتدوں کے برابر تنہا کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور انھیں امام و پیشوا و مقتدی یا مسلمان مان کر تم سب کے سب بھی ویسے ہی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

سوال ہفدھار: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔
 ”اقر بیت مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امت مرحومہ ہونا بایں طور کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومہ من انفسہم ہوں ضرور ہے۔“

ہاں ہاں سارے کے سارے وہاں جو دیوبندیو غیر مقلدو! بولو نالوتوی جی دوبارہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاضر و ناظر کہہ دو بارہ ویسے ہی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔
 سوال ہیتر دھار: نالوتوی جی کی تحذیر الناس کے مطالعہ سے بالکل روشن طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالات کو ذاتی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کو عرضی مانتے ہیں۔ صفحہ ۳ پر کہا۔

”موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے، جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جب کا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتب اہل مستعلا نہیں ہوتا۔“

اے ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

صفحہ ۳ پر کہا۔

”آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔“
الحمد للہ ہم مسلمان تو کمالات ذاتیہ تھی کہ وجود ذاتی بھی عزوجل ہی کیلئے خاص مانتے ہیں اور غیر خدا کیلئے کسی کمالات ذاتی کا اثبات کفر و شرک جانتے ہیں اور اولیاء و انبیاء تھی کہ خود سید الانبیاء علیہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جو کچھ کمالات ثابت کرتے ہیں ان سب کو بالعرض یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں۔ ولہذا الحمد۔ مگر نالوتوی جی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نبی بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی بالعرض کہا۔ اسی معنی پر صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔
”عالم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء اور علمائے گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں۔“

بالعرض کے مقابل حقیقی کا لفظ بولنے سے ثابت ہو گیا کہ نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم ذاتی مانتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیوں و یوں غیر مقلد و نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم ذاتی مان کر کافر و مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں قاسم العلوم والخیرات اور اپنا پیشوا و مقتدا یا از کم از کم مسلمان مان کر تم سب خود بھی کافر و مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوا تو جروار سوال نوزدھم: یہی نالوتوی جی اسی تمذیر الناس کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔
”ایسے نبی جامع العلوم کیلئے ایسی ہی جامع کتاب چاہیے تھی تاکہ علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا میسر آئے ورنہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی۔“

اس عبارت میں نالوتوی جی نے صاف قبول دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جامع العلوم یعنی تمام علموں کو جمع فرالینے والے ہیں۔ اور قرآن عظیم بھی تمام علموں کی جامع کتاب ہے ہر علم کا بیان قرآن پاک میں موجود ہے اور ہر علم کے جاننے والے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام علوم کے جاننے والے نہ ہوتے اور قرآن مجید میں لے ہم سنی مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

تمام علوم کا بیان نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا تمام نبیوں سے اعلیٰ و افضل ہونا غلط ہو جاتا۔ کہاں ہیں وہ متکلمین و مابیہ و مناظرین دیوبندیہ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو شعر و سحر وغیرہ باتوں کا علم نہ تھا۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۷، آئیں اور دیکھیں کہ نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو تمام علموں کا جاننے والا اور قرآن حکیم کو تمام علموں کا بیان فرمانے والا بتا رہے ہیں۔ ہاں ہاں دیوبندیوں کو غیر مقلد و بولوبو! نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ماکان و مایکون و خمس و غیرہ تمام علموں کا جاننے والا کہہ کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا مان کر یاکم ازکم مسلمان جان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بہت ذلت و جبرو!

سوال بسنتھ: یہی نالوتوی جی اپنی کتاب فیوض قاسمیہ مطبوعہ ہلالی اسٹیم سادھورہ ضلع انبالہ صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں۔

”جناب سرور کائنات علیہ و آلہ الصلوٰت و التسلیات ہر خیر بشر تھے مگر خیر البشر خدا کے منظور نظر تھے خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل ان کو عنایت فرمایا تھا منجملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے ان کو مرحمت کیا چنانچہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی اِس دعوے کیلئے دلیل کامل ہے اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا لکلا باقی رہا کسی بات کا رہ جانا سو سورہ نحل میں اس کلام اللہ کی شان میں تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ بَيَان کرنے والی ہر چیز کی اِدھر الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا بھی اس احکام دین کے باب میں آیا ہے۔“

ملاحظہ ہونا نالوتوی جی نے آیت اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کو احکام دین سے متعلق رکھا اور آیت کریمہ تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ کو دین و دنیا کی تمام چیزوں کیلئے عام بتایا جس پر ان کا لفظ اِدھر دلالت کر رہا ہے۔ ہاں دیوبندیوں کو غیر مقلد و بولوبو! نالوتوی جی پر جلدی سے فتوے جڑو۔ دیکھو وہ کیسا صاف کہہ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا علم خدا ہی کا علم ہے۔ اللہ عز و جل نے اپنے حبیب اجمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا۔ بدریہ قرآن مجید حضور انور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم پر ہر چیز کا روشن بیان فرمایا۔ بتاؤ اس میں کون سے ذرہ کا علم نہ آیا۔ بولو علوم خمس و علوم
ماکان و مایکون میں سے کون سے علم کا اللہ عز و جل نے قرآن کریم میں سے روشن بیان نہ فرمایا۔ جواب دو
قرآن شریف کے کس لفظ کا کونسا مفہوم و مطلب اس چاہنے والے جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ وسلم کو نہ سمجھایا۔ بولو تقویت الایمانی دھرم پر نالو تو ہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور
تم سارے کے سارے بھی ان کو امام و پیشوا یا مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؛ بیٹو! تو جروا۔
سوال بست و یکم: تثلیث و یونہدیت کے اقوم ثانی جناب مولوی رشید احمد گنگوہی
اپنی کتاب امداد السلوک مطبع بلالی اسٹیٹم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”مرید بے یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگر چہ از شخص شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست“

یعنی مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی روح کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو مرید دور یا نزدیک
کہیں بھی ہو اگر چہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روح سے دور نہیں۔ دیکھو گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ تمام
مریدوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہمارے پیر کی روح ہم سے نزدیک ہے۔ تو اگر کسی پیر کے ایک لاکھ مرید ہوں
اور وہ دنیا کے ایک لاکھ حصوں میں پھیلے ہوں گنگوہی جی حکم دیتے ہیں کہ وہ لاکھوں مرید یقین رکھیں کہ ہمارا پیر
ہم سے قریب ہے۔ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم
ہیں، یہاں تو گنگوہی جی مریدوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں حاضر و ناظر جانیں ہاں
ہاں و ہاں، یوں یونہدیت و تھانویوں درجہ گنگوہی کا کورو اور وہیو سنبھلیو راں دیر یو تار پور یو ڈھا بیلو
مالیگانو یو! سب کے سب ایک ہرے سے بول چلو گنگوہی جی تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد
ہوئے یا نہیں اور تم انھیں رشید الاسلام و المسلمین اور اپنا پیشوا و مقتدا یا مسلمان ہی جان کر خود بھی کافر
مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؛ بیٹو! تو جروا۔

سوال بست و دوم: یہی گنگوہی جی اپنی کتاب لطائف رشیدیہ مطبوعہ بلالی اسٹیٹم پریس
ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ و تنقیظ و حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کَمَا قَالَ
الْبَنِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعَمُّونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحَكْتُمْ قَلِيلًا

وَلَكَيْتُمْ كَثِيرًا اَوْ فَرَمَا يَانِي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ

ملاحظہ ہو گنگوہی جی نے کیسا صاف کہا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر وقت ہر آن غیب کی باتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور عین اسی حالت میں جمال الہی کا دیدار ہر زمان و ہر دم انہیں حاصل ہے مشاہدہ جمال الہی انہیں امور غیبیہ کے مطالعہ سے باز نہیں رکھتا اور غیب کی باتوں کا دیکھنا دیدار خداوندی میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ اور اس مضمون کو حدیث کو تَعْلَمُونَ و حدیث اِنِّی اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ کہاں ہیں ملکی شیخ جی مبلغ و بابیہ عبد الشکور کا کوروی ایڈیٹر النجم اور ان کے ہم نوادوسرے و بابیہ دیوبندیر جو میدان مناظرہ میں اہلسنت کے کرسے واروں سے گھبرا کر کہہ بھاگتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کسی وقت امور غیبیہ کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت اپنے گھر کی انہیں خبر نہیں ہوتی۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۲۲۔ آئیں اور سوچیں گنگوہی جی نے ان کے مونہوں میں کیسا پتھر ٹھونس دیا بولو بولو بند یو غیر مقلد و تقویت الایمانی دھرم پر گنگوہی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بنیوا تو جرو!

سوال بسنت و سوّم: گنگوہی و انبیٹھی کی براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ کی عبارت اوپر گزری کہ۔
”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی
کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“
دیکھو اس ناپاک عبارت میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تمام روئے زمین کا علم حضرات قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گنگوہی دھرم میں تمام
روئے زمین کا علم اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ اسی لئے تو حضرات قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننے والا مشرک ہوا کیونکہ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا کی خاص صفت کسی
مخلوق کیلئے ثابت کی جائے اور اسی منہ سے گنگوہی جی نے اسی عبارت میں تمام روئے زمین کا علم
شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت مانا۔ ہاں ہاں تمام و بابیہ غیر مقلد و دیوبند یو بولو گنگوہی جی و
انبیٹھی جی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان کر کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے

سب بھی انہیں اپنا پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر خود بھی کافر و مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؛ بلکہ تو جبراً سوال بست و چہارم؛ یہی گنگوہی و انبیٹھی اپنی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

”ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور و علم ہو گیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے“

ہاں ہاں ہر وہ شخص جس کو ایمان و انصاف کی دونوں دولتیں عطا ہوئی ہیں، ملاحظہ کرے کہ گنگوہی و انبیٹھی نے اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کر لیا اور حضور سید الانبیاء و مالک ارواح الاولیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے صاف کہہ دیا کہ ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کیلئے تسلیم کر لئے وہی علوم انبیاء اور ان میں سے سید الانبیاء علیہ وعلیہم و آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تسلیم نہیں کئے۔ یہاں سے ان شیاطین دیوبندیہ و مرتدین و بابیہ بالخصوص ایڈیٹر النجم کا کوری اور شہاب ثاقب و آلے شیطان اجدھیا باشی وغیرہ کے منہ میں جبرہ تعالیٰ قہرا ہی کے پتھر سما گئے جو براہین قاطعہ کی شیطان والی عبارت کفریہ کی تاویل باطل میں یوں جکتے ہیں کہ شیطان کے علوم ذلیل ہیں اور ذلیل علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین۔ (دیکھو اجدھیا باشی کی کتاب شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۸ اور عبد الشکور کا کوری کی ناپاک کتاب نصرت آسمانی برزخہ رضا خانی صفحہ ۱۲۳)

اولاً: علم کوئی ذلیل نہیں ورنہ ان علوم کا خدا کیلئے ماننا خدا کی توہین ہوگی اور اگر وہ بابیہ دیوبندیہ ان علوم کو خدا کیلئے نہ مانیں تو ان کا معبود جاہل ثابت ہوتا ہے۔

ثانیاً: براہین قاطعہ میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے کہ شیطان و ملک الموت کیلئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کیا دیوبندی دھرم میں سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم بھی معاذ اللہ ذلیل ہیں؟

ثالثاً: ابھی جو عبارت صفحہ ۵۲ کی لکھی گئی اس میں اولیاء کیلئے علم کشف و حضور مانا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے اسی علم کا انکار کر دیا کیا یہ علم بھی ذلیل ہے؛ کیا یہ عبارت انبیٹھی و گنگوہی کا مستقل

کفر نہیں۔ مگر اس سے قطع نظر کر کے ہمیں اس وقت یہ کہنا ہے کہ دیوبندی دھرم میں کسی نبی ولی کیلئے کشف ماننا شرک ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۲۔ ہاں ہاں سارے کے سارے دیوبند یوں مقلد دیوبند یوں گنگوہی و انبیٹھی اولیا کیلئے کشف مان کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ان کو اپنا امام و پیشوا و مقتدی یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

سوال بست و پنچم: مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۸۳ پر لکھتے

ہیں۔

”جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو بدون اطلاع حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے کافر کہنے سے زبان رو کے اور تاویل کرے۔“

ہم مسلمانوں کے نزدیک تو اللہ عزوجل کے تمام کمالات ذاتی ہیں اس کے سوا کسی دوسرے کو ذرہ برابر بھی کوئی ذاتی کمال ہرگز حاصل نہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذرہ کے کروڑوں حصے کا علم ذاتی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ہاں ہاں دیوبندیوں غیر مقلد دیوبندیوں خدائے پاک جل جلالہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا یقینی قطعاً کافر مشرک ہے یا نہیں اور جو اُسے مسلمان جانے اس کیلئے صرف کفر کا اندیشہ مانے اس کو کافر کہنے سے منع کرے اس کے ملعون کفر کی تاویل کرنے کا حکم دے وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اب دیوبندیوں کے دھرم گرو گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انھیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جرو۔

دیوبندی الجھاؤ؛

مسلمان سنی بھائیو! دیوبندی دھرم بھی اپنے اندر ایسے ایسے الجھاؤ رکھتا ہے کہ کس کشود کشاید بحکمت اس معمر را“ ملاحظہ ہو یا تو وہ تقویت الایمانی شورا شوری کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خدا کا عطا فرمایا ہوا علم غیب مانے وہ بھی مشرک، یا یہ رشیدی بے نمکی کہ بغیر خدا کے عطا فرمائے ہوئے ذاتی علم غیب ماننے کو بھی گنگوہی جی کفر نہیں کہتے صرف کفر کا اندیشہ بتاتے ہیں۔ ایسے مرتد کو بھی جو اللہ عزوجل کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو شریک مانے کافر نہیں کہتے اس کے اس ملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کچھ خبر بھی ہے آخر یہ بات کیا ہے۔ جی ہاں ہم سے سُنے! نا تو تو جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے ذاتی علم مانتے ہیں (سوال ہیشہ ذہم پھر ملاحظہ ہو) یہ انہیں کی حمایت ہے اس فتویٰ میں انہیں کو کفر سے بچایا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تھے، اپنوں کا زہر ہلا ہلا بھی شیر مادر، ان کا کفر بھی ایمان۔ وہ اگر غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب بھی مانیں تو نہ ان کا یہ قول کفر ہے نہ وہ خود کافر۔ ہاں غیر تو بیچارے غربائے اہلسنت کے ائمہ عظام و علمائے کرام ہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے اللہ عزوجل کا عطا فرمایا ہوا علم غیب ماننے پر بھی سرکار گنگوہیت مدار سے کفر و شرک کا فتویٰ پا چکے۔ پیارے سنی بھائیو! ملاحظہ فرمائیے یہ ہے گنگوہی خانگی شریعت۔ وہاں توحید اتنی تنگ تھی کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب مانے بلکہ جو صرف مجلس میلاد شریف کی اطلاع مانے بلکہ جو فقط کسی نکاح کا علم مانے اس پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگوا یا اور اپنوں کے لئے وہی اپنی تنگ و سخت توحید اتنی نرم و ڈھیلی کر لی کہ جو شخص غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب مانے خدائے واحد و قدوس جل جلالہ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو اس کا شریک جانے وہ بھی کافر نہیں۔ غرض وہاں توحید بھی گویا رُبڑ کی بنی ہے جسکی کھول سمیٹ اپنے ہاتھ ہے جس کیلئے چاہی تنگ اور سخت کر لی کہ کسی بیچارے غریب سنی کا ذکر تک اس میں نہیں آ سکے اور جس کیلئے چاہی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ کھلے کافروں مشرکوں کا بھی اس میں دخول ہو جائے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ دہا یو دیو بندہ یو غیر مقلد و بولو تم تقویت الایمان و براہین گنگوہی کے وہ فتوے صحیح مانتے ہو جو اوپر ذکر کئے گئے۔ یا فتاویٰ گنگوہیہ کا یہ فتویٰ! بولو دونوں میں کون ہے کذاب؟ بیتنا تو جبروا۔

سوال بست و ششمر: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثنالت حکیم الامتہ النجدیہ مجدد الملتہ الہامیہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت ملعونہ نمبر ۱۲ میں گزری کہ ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے“۔ اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا سا علم غیب ہر انسان بلکہ ہر بیچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کیلئے ثابت کیا۔ ہاں ہاں تمام دہا یو غیر مقلد و بولو گنگوہی و تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی بچوں پاگلوں جانوروں کیلئے علم غیب ثابت مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی انہیں اپنا پیشوایا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیتنا تو جبروا۔

سوال بست و ہفتم: یہی مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات حسن العزیز صفحہ ۲۰۵

ملفوظ نمبر ۲۴۶ بروز دو شنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ میں لکھے ہیں۔

”دیکھئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوج و قلم کے علوم بھی بیچ ہیں۔“

لوج محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے اس کی تفصیل سوال نہم میں دیکھئے کہ ہر چھوٹی بڑی خشک و تر کھلی چھپی چیز زمین و آسمان کا ہر غیب سب کا تفصیلی علم محیط لوج محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ تمام ماکان و مایکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سامنے بیچ ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ہاں ہاں اب ہر ایک در بھنگی، کاکوری، امرتسری، راندیری، تارپوری، ڈھائیلی، مالیکانوی، سنبھلی، غیر مقلد و بابی و بوندی بولے اور جلدی بولے کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم بھی ان کو اپنا امام و حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بنیوا تو جروا۔

سوال بست و ہشتم: صنم خانہ دیوبندیت کے منات ثالثہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب ”نشر الطیب“ مطبع احمدی لکھنؤ صفحہ ۲۵۰ پر قصیدہ بردہ شریف کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

”امام عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بو صیری قدس سرہ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا تھا انہوں نے با الہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ نور اشفا یاب ہو گئے۔ یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سنادیکجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا۔ انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے۔ اَمِنْ تَدَکْثِرُ جِوْرَانِ مِیْذِنِیْ سَلَمَہُ ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔“

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قصیدہ بردہ شریف کو تھانوی جی صحیح اور درست تسلیم کرتے اور اسے الہامی قصیدہ مانتے ہیں کہ خدائے پاک جل جلالہ نے امام بو صیری قدس سرہ کو یہ قصیدہ الہام فرمایا۔ اور اس کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قصیدے کو سن کر خوش ہوئے اور امام بو صیری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھیر کر انہیں شفا بخش دی۔ اب ملاحظہ ہو اسی قصیدہ میں امام بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عَلَمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک جز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوباتِ قلم و مکتوباتِ لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کا علم اس سے بدرجہا زائد ہے تو تھانوی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ یہ مضمون اللہ عز و جل نے امام بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الہام فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم نے یہ مضمون سن کر پسند فرمایا۔ ہاں اب درجہ سبکی کا کوروی امر وہی سنہلی رائدیری ابودھیاباشی ڈھابیلی کشمیری تارا پوری مالکانوی و ہابی غیر مقلد دیوبندی سارے کے سارے ایک سرے سے بول چلیں کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب بھی انھیں اپنا پیشوا یا حکیم الامت یا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ مبینہ و الجواب۔

سوال بست و نہار: یہی جناب اشرف علی تھانوی اپنی کتاب تکمیل الیقین مطبع

ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

”شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رُسل اور اولیاء غیب اور اُئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا غیب اور اُئندہ کے حوادث کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادثہ اسی کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رُسل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا اُئندہ کی خبر دے دے اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ نفسِ فطرتِ انسانی کا یہ مقتضا نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مبینات میں سے کسی شئی کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتلا دے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعوے

کرتا ہو چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجے کے ممنوعاً میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتلاتی ہے۔

دیکھو تھانوی جی اس عبارت میں اللہ عزوجل کے رسولوں اور ولیوں کیلئے علم غیب ثابت کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہاں دیوبندیوں غیر مقلدوں راہزیرلو ڈھابیلیوں نرپا دیوتاراپورلو کاکورلو امرہلو درہنگیو سنبھلیو مالیکالو سب کے سب ایک سرے سے بول چلو تھانوی جی تقویت الایمانی دھرم اور گنگوہی پنتھ پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں اپنا پیشوا اور حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

سوال سنہ ۱۲۸۰: یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کرامات امدادیہ مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفحہ ۴۲ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

دست پیر از غائب ال کو تاہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

یعنی پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ تو اللہ ہی کا ہے۔ اس شعر کا مطلب یہی تو ہوا کہ حاجی صاحب اپنے معتقدین و مریدین سے دور نہیں ہیں کوئی انکو کتنی ہی دور سے پکارے حاجی جی کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور فوراً اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہاں دیوبندیوں غیر مقلدوں! بولو تمہارے حکیم الامت اپنے پیر جی کیلئے یہ علم و قدرت مان کر تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کفر و شرک کے ناپاک مرض میں مریض ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

سوال سی و یکم: حکیم الامت الدیوبندیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی رسلیا خفض الایمان کے صریح ناپاک طعن کو اسلام بنانے کیلئے ایک تحریر تو ضیح البیان اپنے ذنب خاص فحاش شیطانیہ مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی کے نام سے مطبع قاسمی دیوبند میں چھپوائی اس کے صفحہ ۴ سطر ۳ میں ہے۔

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بے طائے الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔" الخ ظاہر ہے۔

صفحہ ۴ سطر ۱۸

”یہ نہیں فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہوتا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے۔“

صفحہ ۲۲ سطر ۲۲

”جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہ یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کیلئے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں۔“

صفحہ ۲۲ سطر ۲۲

”وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذاتِ مقدسہ کیلئے ثابت ہے۔“

صفحہ ۲۳ سطر ۳

”سینہ فیضِ گنجینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل ولو کا محالاً فرض کرو۔“

صفحہ ۲۳ سطر ۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں۔“

صفحہ ۲۳ سطر ۸

”بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو نہ یہاں گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے۔“

صفحہ ۲۳ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔“

صفحہ ۲۴ سطر ۱۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا

جائز نہیں۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب ثابت ہے نہ اُس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۲

”یہاں گفتگو غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی۔“

ملاحظہ ہو تھانوی جی و در بھنگی جی نے مسلمانوں کے خوف سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارِ علم غیب کا اقرار کیا حتیٰ کہ گھبراہٹ میں یہ بھی کہہ بھاگے کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب غیر تنہا ہی بالفعل بھی ہو تو بھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں۔ ڈر کے مارے یہ بھی قبول کر لیا کہ دنیا بھر کے سارے علوم بھی اگر جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک علم کے برابر نہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ اگر ذرہ ذرہ کا علم، خمس کے علوم، تمام ماکان و مایکون کے علوم سب کے سب جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک علم ان سب علوم اور ان سے زائد پرستش ہو گا یہ سب علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ہی علم کا حصہ اور جز ہو جائیں گے اب کو نہ علم رہ گیا جسے تھانوی و در بھنگی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان عبارات میں ثابت نہیں کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیوں و بنیادیوں غیر مقلدوں کے اکابر و اصاغر اراکین و ثقات سب ایک سرے سے بول چال کو تھانوی جی و در بھنگی جی دونوں تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر یکے مشترک دہلی سے بڑھ کر دہلی کا فرٹھیٹ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی ان دونوں کو اپنا پیشوا اور حکیم الامت اور ابنِ خیر خدا یا کم سے کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بہت نوا تو جروا۔

دیوبندی گتھی:

توضیح البیان کی عبارت میں پھر ملاحظہ ہوں۔ تھانوی جی کی زبان در بھنگی جی کے منہ میں ہے فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان میں تھانوی جی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارِ علم غیب بطلانِ الہی حاصل ہے لہذا حفظ الایمان کی وہ عبارت کفر نہیں۔ اور اگر حفظ الایمان میں تھانوی جی حضور اقدس

علیہ علی آلہ وسلم پر ہر چیز کا روشن بیان فرمادیا۔ بتاؤ اس میں کون سے ذرہ کا علم نہ آیا۔ بولو علوم خمس و علوم
ماکان وما یكون میں سے کون سے علم کا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں سے روشن بیان نہ فرمایا۔ جواب دو
قرآن شریف کے کس لفظ کا کونسا مفہوم و مطلب اس چاہنے والے جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ وسلم کو نہ سمجھایا۔ بولو تقویت الایمانی دھرم پر نالوتوی جی کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور
تم سارے کے سارے بھی ان کو امام و پیشوا یا مسلمان مان کر کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؛ مینوا تو جروا۔
سوال بست و یکم: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثانی جناب مولوی رشید احمد گنگوہی
اپنی کتاب امداد السلوک مطبع بلالی اسٹیٹم پریس سادھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگر چہ از شخص شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست“

یعنی مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی روح کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو مرید دور یا نزدیک
کہیں بھی ہو اگر چہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روح سے دور نہیں۔ دیکھو گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ تمام
مریدوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہمارے پیر کی روح ہم سے نزدیک ہے۔ تو اگر کسی پیر کے ایک لاکھ مرید ہوں
اور وہ دنیا کے ایک لاکھ حصوں میں پھیلے ہوں گنگوہی جی حکم دیتے ہیں کہ وہ لاکھوں مرید یقین رکھیں کہ ہمارا پیر
ہم سے قریب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم
ہیں، یہاں تو گنگوہی جی مریدوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں حاضر و ناظر جانیں ہاں
ہاں و ہاں، یوں بندہ یوں غیر مقلد و تھا نو یوں درجہ بندی کا کو رو یوں امر و نہی و سنبھلیو را نہیر یوں تارا پور یوں ڈھا بیلیو
مالیگا نو یوں! سب کے سب ایک ہرے سے بول چلو گنگوہی جی تقویت الایمانی دھرم پر کا فر مشرک مرتد
ہوئے یا نہیں اور تم انھیں رشید الاسلام و المسلمین اور اپنا پیشوا و مقتدا یا مسلمان ہی جان کر خود بھی کا فر
مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؛ مینوا تو جروا۔

سوال بست و دوم: یہی گنگوہی جی اپنی کتاب لطائف رشیدیہ مطبوعہ بلالی اسٹیٹم پریس
سادھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ و تنقیط و حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کما قال
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا

وَلَكَيْتُمْ كَثِيرًا اَوْ فَرَمَا يَانِي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ

ملاحظہ ہو گنگوہی جی نے کیسا صاف کہا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر وقت ہر آن غیب کی باتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور عین اسی حالت میں جمال الہی کا دیدار ہر زمان و ہر دم انھیں حاصل ہے مشاہدہ جمال الہی انھیں امور غیبیہ کے مطالعہ سے باز نہیں رکھتا اور غیب کی باتوں کا دیکھنا دیدار خداوندی میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ اور اس مضمون کو حدیث کو تَعْلَمُونَ و حدیث رانی اری کا مفاد بتایا۔ کہاں ہیں ملکی شیخ جی مبلغ و بابیہ عبد الشکور کا کوروی ایڈیٹر النعم اور ان کے ہم نوا دوسرے و بابیہ دیوبندیہ جو میدان مناظرہ میں اہلسنت کے کُرسے واروں سے گھبرا کر کہہ بھاگتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کسی وقت امور غیبیہ کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت اپنے گھر کی انھیں خبر نہیں ہوتی۔ دیکھو کا کوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۲۲۔ آئیں اور سوچیں گنگوہی جی نے ان کے منہوں میں کیسا پتھر ٹھونس دیا بولو بولو بنو دیوبند یو غیر مقلد و! تقویت الایمانی دھرم پر گنگوہی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بنو اتوجرو!

سوال بسنت و سوّم: گنگوہی و انبیٹھی کی براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ کی عبارت اوپر گزری کہ۔
”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی
کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“
دیکھو اس ناپاک عبارت میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تمام روئے زمین کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گنگوہی دھرم میں تمام روئے زمین کا علم اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ اسی لئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننے والا مشرک ہوا کیونکہ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا کی خاص صفت کسی مخلوق کیلئے ثابت کی جائے اور اسی منہ سے گنگوہی جی نے اسی عبارت میں تمام روئے زمین کا علم شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت مانا۔ ہاں ہاں تمام و بابیہ غیر مقلد و دیوبندی بولو گنگوہی جی و انبیٹھی جی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے

سب بھی انہیں اپنا پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر خود بھی کافر و مشرک مترد ہوئے یا نہیں؟ بنیو اور جو
سوال بست و چہارم: یہی گنگوہی دانبیٹھی اپنی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر
لکھتے ہیں۔

”ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور و عہد ہو گیا اگر اپنے فخر
عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرماوے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا
کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔“

ہاں ہاں ہر وہ شخص جس کو ایمان و انصاف کی دونوں دولتیں عطا ہوئی ہیں، ملاحظہ کرے کہ گنگوہی
دانبیٹھی نے اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کر لیا اور حضور سید الانبیاء و مالک ارواح الاولیاء صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ وسلم کے لئے صاف کہہ دیا کہ ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم
اولیاء کیلئے تسلیم کر لئے وہی علوم انبیاء اور ان میں سے سید الانبیاء علیہ وعلیہم و آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے
تسلیم نہیں کئے۔ یہاں سے ان شیاطین دیوبندیہ و مرتدین و ہابسیہ بالخصوص ایڈیٹر انجم کا کوروی اور شہاب
ثاقب و آلے شیطان اجدھیا باشی وغیرہ کے منہ میں جمدہ تعالیٰ قہر الہی کے پتھر سما گئے جو براہین قاطعہ کی
شیطان والی عبارت کفریہ کی تاویل باطل میں یوں لکھتے ہیں کہ شیطان کے علوم ذلیل ہیں اور ذلیل علوم حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین۔ (دیکھو
اجدھیا باشی کی کتاب شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۸ اور عبد الشکور کا کوروی کی ناپاک کتاب نصرت آسمانی برزخہ
رضا خانی صفحہ ۱۲۳)

اولاً: علم کوئی ذلیل نہیں ورنہ ان علوم کا خدا کیلئے ماننا خدا کی توہین ہوگی اور اگر وہابیہ دیوبندیہ
ان علوم کو خدا کیلئے نہ مانیں تو ان کا معبود جاہل ثابت ہوتا ہے۔

ثانیاً: براہین قاطعہ میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے
کہ ”شیطان و ملک الموت کیلئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔“
کیا دیوبندی و حرم میں سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم بھی معاذ اللہ ذلیل ہیں؟

ثالثاً: ابھی جو عبارت صفحہ ۵۲ کی لکھی گئی اس میں اولیاء کیلئے علم کشف و حضور مانا۔ اور حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے اسی علم کا انکار کر دیا کیا یہ علم بھی ذلیل ہے؟ کیا یہ عبارت دانبیٹھی و گنگوہی کا متقل

کفر نہیں۔ مگر اس سے قطع نظر کر کے ہمیں اس وقت یہ کہنا ہے کہ دیوبندی دھرم میں کسی نبی ولی کیلئے کشف ماننا شرک ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۲۰۔ ہاں ہاں سارے کے سارے دیوبند یوں مقلد و دیوبند یوں گنگوہی و انیسویں اولیا کیلئے کشف مان کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ان کو اپنا امام و پیشوا و مقتدی یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

سوال بست و پنچھ: مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۸۳ پر لکھتے

ہیں۔

”جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو بدون اطلاق حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے کافر کہنے سے زبان رو کے اور تاویل کرے۔“

ہم مسلمانوں کے نزدیک تو اللہ عزوجل کے تمام کمالات ذاتی ہیں اس کے سوا کسی دوسرے کو ذرہ برابر بھی کوئی ذاتی کمال ہرگز حاصل نہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذرہ کے کروڑوں حصے کا علم ذاتی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ہاں ہاں دیوبندیوں غیر مقلد و دیوبندیوں کے پاک جل جلالہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا یقینی قطعاً کافر مشرک ہے یا نہیں اور جو اُسے مسلمان جانے اس کیلئے صرف کفر کا اندیشہ مانے اس کو کافر کہنے سے منع کرے اس کے ملعون کفر کی تاویل کرنے کا حکم دے وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اب دیوبندیوں کے دھرم گرو گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انہیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیخود توجروا۔

دیوبندی الجھاؤ:

مسلمان سنی بھائیو! دیوبندی دھرم بھی اپنے اندر ایسے ایسے الجھاؤ رکھتا ہے کہ کس کسود نکشاید بحکمت اس ممد را“ ملاحظہ ہو یا تو وہ تقویت الایمانی شور اشوری کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خدا کا عطا فرمایا ہوا علم غیب مانے وہ بھی مشرک، یا یہ رشیدی بے نمکی کہ بغیر خدا کے عطا فرمائے ہوئے ذاتی علم غیب ماننے کو بھی گنگوہی جی کفر نہیں کہتے صرف کفر کا اندیشہ بتاتے ہیں۔ ایسے مرتد کو بھی جو اللہ عزوجل کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو شریک مانے کافر نہیں کہتے اس کے کفر ملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کچھ خبر بھی ہے آخر یہ بات کیا ہے۔ جی ہاں ہم سے سنئے! نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے ذاتی علم مانتے ہیں (سوال ہیشدہم پھر ملاحظہ ہو) یہ انہیں کی حمایت ہے اس مستوی میں انہیں کو کفر سے بچایا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تھے، اپنوں کا زہر ہلا ہل بھی شیر مادر، ان کا کفر بھی ایمان۔ وہ اگر غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب بھی مانیں تو نہ ان کا یہ قول کفر ہے نہ وہ خود کافر۔ ہاں غیر تو بیچارے غربائے اہلسنت کے ائمہ عظام و علمائے کرام ہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے اللہ عزوجل کا عطا فرمایا ہوا علم غیب ماننے پر بھی سرکار گنگوہیت مدار سے کفر و شرک کا فتویٰ پاچکے۔ پیارے سنی بھائیو! ملاحظہ فرمائیے یہ ہے گنگوہی خانگی شریعت۔ وہاں توحید اتنی تنگ تھی کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب مانے بلکہ جو صرف مجلس میلاد شریف کی اطلاع مانے بلکہ جو فقط کنبی زکاح کا علم مانے اس پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگوا یا اور اپنوں کے لئے وہی اپنی تنگ سخت توحید اتنی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ جو شخص غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب مانے خدائے واحد و قدوس جل جلالہ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو اس کا شریک جانے وہ بھی کافر نہیں۔ غرض وہابی توحید بھی گویا رُہڑ کی بنی ہے جسکی کھول سمیٹ اپنے ہاتھ ہے جس کیلئے چاہی تنگ اور سخت کر لی کہ کسی بیچارے غریب سنی کا ذکر تک اس میں نہیں آسکے اور جس کیلئے چاہی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ کھلے کافروں مشرکوں کا بھی اس میں دخول ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ دہا بیو دیو بند یو غیر مقلد و بولو تم تقویت الایمان و براہین گنگوہی کے وہ فتوے صحیح مانتے ہو جو اوپر ذکر کئے گئے۔ یا فتاویٰ گنگوہیہ کا یہ فتویٰ! بولود و لول میں کون ہے کذاب؟ بیتنا التوجبروا۔

سوال بست و ششمر: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثالث حکیم الامتہ النجدیہ مجدد الملتہ الہوا یہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت ملعونہ نمبر ۱۲ میں گزری کہ ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و محبوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے“۔ اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا سا علم غیب ہر انسان بلکہ ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کیلئے ثابت کیا۔ ہاں ہاں تمام دہا بیو غیر مقلد و بولو گنگوہی و تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی بچوں پاگلوں جانوروں کیلئے علم غیب ثابت مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی انہیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بتینا التوجبروا۔

سوال بست و ہفتم: یہی مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات حسن العزیز صفحہ ۲۰۵

ملفوظہ نمبر ۲۴۶ بروز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں۔

”دیکھئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوج و قلم کے علوم بھی ایچ ہیں۔“

لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے اس کی تفصیل سوال نہم میں دیکھئے کہ ہر چھوٹی بڑی خشک و تر کھلی چھپی چیز زمین آسمان کا ہر غیب سب کا تفصیلی علم محیط لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو اللہ عز و جل نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ تمام ماکان و مایکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے علم کے سامنے پہنچے ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ہاں ہاں اب ہر ایک در بھنگی، کاکوری، امرتسری، رائدیری، تاراپوری، ڈھاسی، مالیکانوی، سنبھلی، غیر مقلد بابی دیوبندی بولے اور جلدی بولے کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم بھی ان کو اپنا امام و حکیم الامتہ یا کم از کم مسلمان جان کر کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

سوال بست و هشتم: صنم خانہ دیوبندیت کے مناتب ثالثہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب "نشر الطیب" مطبع احمدی لکھنؤ صفحہ ۲۵۰ پر قصیدہ بردہ شریف کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

”امام عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بومیسری قدس سرہ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا تھا انہوں نے باب الہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ فوراً شفا یاب ہو گئے۔ یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا۔ انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے۔ اَمِنْ تَدَكُّرٍ جَیْرٍ اِنْ مِیْذٰی سَلَمٍ اِنْ کُوْتَعِبَ ہُوْا کِیْوَکُمَا اَنْھُوْنَ نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔“

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قصیدہ بردہ شریف کو تھانوی جی صحیح اور درست تسلیم کرتے اور اسے الہامی قصیدہ مانتے ہیں کہ خدائے پاک جل جلالہ نے امام ابوہریرہؓ کو یہ قصیدہ الہام فرمایا۔ اور اس کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قصیدے کو سُن کر خوش ہوئے اور امام ابوہریرہؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اپنا دستِ اقدس بھیر کر انہیں شفا بخش دی۔ اب ملاحظہ ہو اسی قصیدہ میں امام بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں۔

فَإِنْ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَّتْ قَهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عَلَمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک جز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوباتِ قلم و مکتوباتِ لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا علم اس سے بدرجہا زائد ہے تو تھانوی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ یہ مضمون اللہ عز و جل نے امام بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الہام فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ مضمون سن کر پسند فرمایا۔ ہاں اب درجہ بھنگی کا کوروی امر وہی سنبھلی راندیری ابودھیاباشی ڈھاباشی کشمیری تارالوٹا مالیکانوی و بابی غیر مقلد دیوبند کے سارے کے سارے ایک سرے سے بول چلیں کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب بھی انھیں اپنا پیشوا یا حکیم الامت یا کم از کم مسلمان مان کر کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ مبینہ و اقبر وا۔

سوال بست و نہا: یہی جناب اشرف علی تھانوی اپنی کتاب تکمیل الیقین مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

”شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رُسل اور اولیاء غیب اور اُئدہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا غیب اور اُئدہ کے حوادث کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادثہ اسی کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رُسل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا امر اُئدہ کی خبر دے دے اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ نفسِ فطرتِ انسانی کا یہ مقتضا نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مضمینیت میں سے کسی شئی کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتلا دے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اور وہ کو خبر دیدیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ

کرتا ہو چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجے کے ممنوعاً میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتلاتی ہے۔

دیکھو تھانوی جی اس عبارت میں اللہ عزوجل کے رسولوں اور ولیوں کیلئے علم غیب ثابت کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہاں دیوبندیوں غیر مقلد و رائدیرلو دھابلیوں نطریادیلو تاراپورلو کاکورلو امرہیلو درہنگیو سنبھلیو مالیکالو سب کے سب ایک سرے سے بول چلو تھانوی جی تقویۃ الایمانی دھرم اور گنگوہی فیتھ پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں اپنا پیشوا اور حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سنیم: یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کرامات امدادیہ مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفحہ ۴۲ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

دست پیر از غائب ال کو تاہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

یعنی پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ تو اللہ ہی کا ہاتھ ہے۔ اس شعر کا مطلب یہی تو ہوا کہ حاجی صاحب اپنے معتقدین و مریدین سے دور نہیں ہیں کوئی انکو کتنی ہی دور سے پکارے حاجی جی کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور فوراً اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام ہاں دیوبندیوں غیر مقلد و! بولو تمہارے حکیم الامت اپنے پیر جی کیلئے یہ علم و قدرت مان کر تقویۃ الایمانی و گنگوہی دھرم پر کفر و شرک کے ناپاک مرض میں مریض ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سی ویکم: حکیم الامت الدیوبندیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی رسلیا خفص الایمان کے صریح ناپاک طعن کو اسلام بنانے کیلئے ایک تحریر توضیح البیان اپنے ذنب خالص فحاش شیطانیہ مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی کے نام سے مطبع قاسمی دیوبند میں چھپوائی اس کے صفحہ ۴۴ سطر ۴ میں ہے۔

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔" الخ ظاہر ہے۔

صفحہ ۴ سطر ۱۸

”یہ نہیں فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہوتا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور تحقق امر ہے۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۲۲

”جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہ یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کیلئے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۲۲

”وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذاتِ مقدسہ کیلئے ثابت ہے۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۳

”سینۃ فیضِ گنجینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل ولو کان محالاً فرض کرو۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۸

”بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو نہ یہاں گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ منغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۱۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا

جائز نہیں۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب ثابت ہے نہ اُس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۲

”یہاں گفتگو غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی۔“

ملاحظہ ہو تھانوی جی و در بھنگی جی نے مسلمانوں کے خوف سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے سولہ بار علم غیب کا اقرار کیا حتیٰ کہ گھبراہٹ میں یہ بھی کہہ بھاگے کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم غیب غیر تنہا ہی بالفعل بھی ہو تو بھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں۔ ڈر کے مارے یہ بھی قبول کر لیا کہ دنیا بھر کے سارے علوم بھی اگر جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک علم کے برابر نہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ اگر ذرہ ذرہ کا علم، خمس کے علوم، تمام ماکان و مایکون کے علوم سب کے سب جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک علم ان سب علوم اور ان سے زائد پرستش ہو گا یہ سب علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک ہی علم کا حصہ اور جز ہو جائیں گے اب کو نسا، علم رہ گیا جسے تھانوی و در بھنگی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ان عبارات میں ثابت نہیں کیا۔ ہاں ہاں تمام وہاں، یو دیو، بندو، یو غیر مقلدوں کے اکابر و اہل غبار ارباب ثعالب اتر اب سب ایک سرے سے بول چل کہ تھانوی جی و در بھنگی جی دونوں تقویت الایمانی و گنگوہری دھرم پر یکے مشترک ڈبل سے بڑھ کر ڈبل کافر ٹھٹھ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی ان دونوں کو اپنا پیشوا اور حکیم الامت اور ابنِ شیر خدا یا کم سے کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیتِ نوا تو جروا۔

دیوبندی گتھی:

توضیح البیان کی عبارت میں پھر ملاحظہ ہوں۔ تھانوی جی کی زبان در بھنگی جی کے منہ میں ہے فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان میں تھانوی جی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب بطلانِ الہی حاصل ہے لہذا حفظ الایمان کی وہ عبارت کفر نہیں۔ اور اگر حفظ الایمان میں تھانوی جی حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے عطا فی علم غیب کو تسلیم نہیں کرتے تو حفظ الایمان کی وہ عبارت ضرور کفر ہوتی اور ضرور اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین اور گستاخی ہوتی اور مبلغ و ہابیہ ملکی شیخ جی ایڈیٹر البختم مولوی عبدالشکور کا کوروی نے مناظرہ لکھنؤ محلہ حکمنڈی میں فقیر کے سامنے کہا کہ مولوی اشرف علی صاحب حضور کے لئے علم غیب بالکل تسلیم ہی نہیں کرتے نہ کل نہ بعض لہذا حفظ الایمان کی عبارت میں نہ تو ہمیں ہے نہ کفر ہے اور اگر مولوی اشرف علی صاحب حضور کیلئے علم مانتے اور پھر ایسا کہتے تو ضرور یہ عبارت توہین اور کفر ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایڈیٹر البختم انکار فرمادیں کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا، لہذا میں اُن کا تحریری اقرار پیش کروں۔ ایڈیٹر البختم اپنی خبیث کتاب "نصرت آسمانی برفوقہ رضا خانی" مطبوعہ عمدۃ المطابع لکھنؤ صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا اشرف علی صاحب بلکہ اہلسنت و جماعت میں سے (یعنی وہابیہ دیوبندیہ میں سے) کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں مانتا لہذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو اگر ذائل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین نہیں اگر حضور کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو ذیل اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بیشک توہین ہوتی۔" صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

"جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو ذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں لہذا علم غیب کی کسی شق کو ذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔"

ان دونوں عبارتوں کا مطلب وہی ہوا کہ تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے صفت علم غیب مانتے ہی نہیں لہذا بچوں یا گلوں جانوروں چارپائیوں کے ساتھ تشبیہ دینی نہ توہین ہے نہ کفر ہے۔ اور اگر تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم غیب مانتے اور پھر یہ تشبیہ دیتے تو یقیناً یہ تشبیہ کفر اور توہین ہوتی۔ اب اگر درجہنگی سچے ہیں کہ تھانوی جی نے حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم غیب بے عطائے الہی تسلیم کیا ہے تو ایڈیٹر صاحب کے نزدیک تھانوی جی بیشک کافر مرتد ہیں۔ اور اگر ایڈیٹر صاحب سچے ہیں کہ تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے علم غیب ہرے سے مانتے ہی نہیں تو درجہنگی کے نزدیک تھانوی کے کفر پر درجہنگی کا کوروی دونوں

کا اجماع مؤلف ہو گیا۔ واللہ الحمد۔

سوال سی و دوم: صنم کدہ دیوبندیت کے طاغوتِ رابع جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی اپنی ناپاک ملعون کتاب "التصدیقات لرفع التلبیسات" معروف بہ "المہند" مطبوعہ بلائی سٹیم پریس ساڈھورہ صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر لکھتے ہیں۔

"سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ وہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکامِ عملیہ و حکمِ نظریہ اور تحقیقاتِ حقہ و اسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔"

اولین و آخرین میں تمام ملکہ، جنات، حور، علمان اور سب انسان کافر مومن اور اولیاء و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سبھی تو داخل ہیں تو جس قدر کلیات و جزئیات کا علم تمام اولین و آخرین کو تھا یا ہے یا ہوگا سب کا مجموعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے انبیٹھی جی کے اقرار سے ثابت ہوا۔ ماکان و مایکون انھیں باتوں کا نام ہے جو پیدائش عالم کی ابتداء سے قیامت تک ہوئیں یا ہو رہی ہیں یا ہوں گی۔ اور ظاہر ہے کہ علومِ اولین و آخرین میں یہ سب علوم داخل ہیں۔ تو انبیٹھی جی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جملہ ماکان و مایکون تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ واللہ الحجة البالغة اس "المہند" پر علامہ محمود حسن دیوبندی ۱۲ احمد حسن امروہی ۱۳ عزیز الرحمن دیوبندی ۱۴ اشرف علی تھانوی ۱۵ عبد الرحیم رامپوری ۱۶ محمد حسن دیوبندی ۱۷ قدرت اللہ مراد آبادی ۱۸ حبیب الرحمن دیوبندی ۱۹ محمد احمد نانوتوی ۲۰ غلام رسول مدرس دیوبند ۲۱ محمد رسول مدرس دیوبند ۲۲ عبد الصمد بجنوری ۲۳ محمد اسحق نہٹوری ۲۴ ریاض الدین میرٹھی ۲۵ کفایت اللہ خلیفہ شاہجہانپوری ۲۶ اضیاء الحق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۲۷ محمد وائیم مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۲۸ عاشق الہی میرٹھی ۲۹ سراج احمد مدرس سر دھنہ ۳۰ محمد اسحق میرٹھی ۳۱ حکیم مصطفیٰ بجنوری ۳۲ مسعود احمد گنگوہی ۳۳ محمد یحییٰ ہسرامی ۳۴ کفایت اللہ گنگوہی جو بیس ۳۵ بابی دیوبندی مولویوں کے دستخط ہیں۔ ہاں تمام وہابیوں دیوبند لو غیر مقلد و تھانویاں سروہپورائے یور لو مراد آبادیوں نانوتویوں گنگوہیوں بجنویوں نہٹویوں میرٹھیوں شاہجہانپوریوں دہلویوں سر دھنویوں ہسرامیوں کاکورویوں راندریوں تارپور لو ڈھابلیوں نرپیادیوں سیمکلیوں مالیکانویوں سنبھلیوں درجنگیوں سب کے سب بولوں جلد بولوں جس جس نے اس ناپاک خبیث ملعون "المہند" پر دستخط کئے وہ سب کے

سب تقویت الایمانی و رشیدی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب لوگ بھی انھیں اپنا مقتدا و پیشوا مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال سنی و سوم: شیر میدان دشنام بازی و شہسوار عرصہ فحاشی ابن شیر خدائے کاذب بافضل جناب مرتضیٰ حسن در بھنگی اپنی کتاب "تحقیق الکفر و الایمان باایات القرآن" صفحہ ۲ پر تحریر کرتے ہیں۔

"الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" جو لوگ غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ اُمّوہو عقول مخلوقات سے غائب ہیں اور وہاں تک بجز اعلام خداوندی کسی شخص کا گزر ہو ہی نہیں سکتا اور وہ امور غیبیہ خاص انبیاء اور رسل کو ہی بتلائے جاتے ہیں لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ وَهُوَ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو پسند کر لے اور وہ پسندیدہ کون ہوتا ہے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عمت سے کوئی رسول اور نبی ہوتا ہے۔"

ہاں ہاں سارے کے سارے و ہا بیو دیو بند یو بول چلو کہ تمہارا خانگی امام المناظرین مصنوعی ابن شیر خدا در بھنگی انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مان کر کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں اور اسے ابن شیر خدا اور امام المناظرین حجتہ المتکلمین مان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔ سوال سنی و چہارم: امام جملہ دشنام بازی و سرگردہ جمیع فحش گویاں جناب حسین احمد صاحب اہودھیہ ہاشمی اپنی اجبت و ملعون تر و ناپاک کتاب "الشہاب الشاقب" مطبع نامی میرٹھ صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں

"علم احکام و شرائع و علم ذات و صفات و افعال جناب باری عز اسمہ و اسرار حقانی کوئی وغیرہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہو گا علم اور اسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عز اسمہ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے علوم اولین و آخرین سے آپ مال مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مقرب کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں۔"

ہاں ہاں تمام و ہا بیو دیو بند یو غیر مقلد و بولو! اہودھیہ ہاشمی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے لئے تمام علوم اولین و آخرین مان کر تقویت الایمانی و رشیدی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا

یا نہیں اور تم سب انھیں مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

سوال سی و پنجم: ملکی شیخ جی مبلغ و ہابید ایڈیٹر البخیم جناب عبدالشکور کا کوروی رسالہ ملعونہ "تحفہ لائٹانی برائے فرقہ رضا خانی" مطبوعہ خلافت پریس بمبئی صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں۔

"ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتوں پر اطلاع دی۔ ماکان یعنی زمانہ گزشتہ کے غیب کی بہت سی چیزوں پر اور مایکون یعنی زمانہ آئندہ کے غیب کی بہت سی چیزوں پر بھی اور نہ صرف یہی بلکہ زمانہ حال کے غیب کی بہت سی چیزوں پر بھی مگر جمیع امور غیبیہ اور جمیع ماکان و مایکون کا علم مخصوص بذات حق تعالیٰ شانہ ہے۔"

اوپر انھیں کا کوروی جی کی عبارتیں گزریں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جو شخص غیب کا جاننا ثابت کرے وہ کافر ہے۔ گنگوہی جی کی عبارت گزری کہ خدا کے سوا کسی کیلئے غیب کا علم ثابت کرنے والا قطعاً مشرک ہے۔ پھر کفر و شرک کا حکم عام ہے، کل یا بعض کی تخصیص نہیں۔ ہاں اب تمام و ہابید و یو بند یو غیر مقلد و بول بول جلد بولو مبلغ و ہابید کا کوروی جی تقویت الیما فی اور شدید دھرم پر اور خود اپنے ہی فتویٰ سے کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب انھیں مسلمان اور اپنے مذہب کا مناظر و عالم مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

دیوبندی طویلہ میں لتیاؤ:

میرے اس پینتیسویں نمبر کی ضرب شدید کی تاب نہ لا کر شاید کا کوروی جی چیخ پڑیں کہ "میں نے بعض امور غیبیہ کا علم خدا کے سوا کسی کے لئے ماننا ہوں نہ کل کا۔ البتہ بعض امور غیبیہ پر اطلاع ماننا ہوں۔ علم اور اطلاع کا فرق میں آپ کو دو نفیس نکتوں کے ضمن میں بتلاتا ہوں۔" دیکھو کا کوروی جی کی ملعون و مکذوب کتاب "فتح حقانی بر فرقہ رضا خانی" مطبوعہ عہدہ المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۴۔

اور چلا اٹھیں کہ۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ حضور غیب جانتے تھے یا غیب داں تھے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو غیب کی باتوں پر اطلاع دی گئی۔ فقہائے حنفیہ کفر کا اطلاق اسی غیب دانی پر کرتے ہیں نہ اطلاع یا نبی پر۔" (دیکھو وہی کا کوروی جی کی ناپاک و لید کتاب "فتح حقانی")

برقرارِ رضا خانی (۲۵) یعنی میرے نزدیک جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے بعض غیبیوں کا علم مانے وہ بھی کافر اور جو شخص کُل غیب کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بے عطائے خداوندی مانے وہ بھی کافر ہے۔ فقہائے حنفیہ کا فتویٰ کفر جو مسایرہ و شرح فقہ اکبر و درمختار و بحر الرائق و خانیہ و خلاصہ و ہزارہ و غیرہ میں منقول ہے میرے نزدیک اس کا یہی مطلب ہے۔ تو تحفہ لاشانی کی عبارت میں بھی میں نے علم نہیں مانا بلکہ بعض غیبیوں پر اطلاع مانی ہے۔

تو اولاً: کاکوروی جی کی چاند پوری مارنے کیلئے گنگوہی جی تیار ہیں وہ اپنے مہری تصدیقی فتوے میں لکھ چکے کہ اس میں ہر چہ ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب پر مطلع نہیں ہیں تو جناب گنگوہیت ماب صاف فرما چکے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا غیب پر مطلع نہ ہونا اتفاقی اجماعی مسئلہ ہے جس پر تمام علماء اور حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں مذاہبوں کے ائمہ کا اجماع ہے اور اپنے اسی مدعائے باطل کے اثبات میں اسی فتوے کے صفحہ ۳ و ۴ پر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا وہ فتوئے کفر نقل کیا جو کاکوروی جی نے فتح حقانی کے صفحہ ۲۲ پر نقل کیا۔ تو ثابت ہوا کہ گنگوہی جی کے نزدیک جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بے عطائے الہی بعض غیب پر مطلع ہونا مانے وہ بھی کافر ہے تو گنگوہی دھرم پر کاکوروی جی باوجود اس تاویلِ باطل کے کافر ہی ٹھہرے کیوں کاکوروی جی وہ تہہ را علم و اطلاع کا گڑھا ہوا فرق کچھ تمہارے کام نہ آیا، تمہارے ان دو نفیس نکتوں نے تم کو کفر و شرک سے نہ بچایا۔ ذالک جزا و اعداء اللہ النار، و العیاذ باللہ الغفار۔

ثانیاً: حاجی امداد اللہ صاحب فرما چکے کہ۔

"اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے" (دیکھو شائع امدادیہ صفحہ ۱۱۵)

حاجی جی بے چارے غیب کا علم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کیلئے مان چکے اب اگر کاکوروی جی سچے ہیں تو ان کے فتوے سے حاجی امداد اللہ صاحب کافر اور اگر حاجی صاحب کافر تو گنگوہی و نالوتوی و تھانوی و انبیٹھی بھی کافر اور ان کو مسلمان مان کر کاکوروی جی اور سارے و ماہیہ کافر غرض سارا دیوبند کافرستان بنی نظر کرنے لگا۔ اور اگر گنگوہی جی سچے ہیں تو ان کے فتووں سے بھی اولاً کاکوروی جی کافر پھر حاجی امداد اللہ بھی کافر۔ کیوں کہ گنگوہی جی کے نزدیک علم و اطلاع میں فرق باطل ہے دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں اور پھر حاجی صاحب

کے کافر ہوتے ہی سارا وہابستان کافر آباد و مرتد نگر دکھائی دے گا۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو اراں دونوں میں تمہارے نزدیک کون سچا ہے کون جھوٹا؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال سی و ششم: تمام غیر مقلدین زمانہ کے مشککشا اور اُن کے شیخ الکل فی الکل مسٹر شنار اللہ امرتسری ایڈیٹر الحدیث اپنے رسالہ ”علم غیب کا فیصلہ“ صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

”خدا فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ اِس آیت میں خدا نے پاک نے انبیاء علیہم السلام کے علم غیب جزئی کو اپنی طرف نسبت کیا ہے یعنی میں سکھاتا ہوں جس سے اُن کے علم غیب جزئی کا وہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔“

اس عبارت کے دو سطر بعد کہا۔

”ذاتی کا وہود ذات باری سے مخصوص ہے اور وہی کا جزئیہ انبیاء علیہم السلام میں یقینی اور لیا کرام میں ان کے تبعاً ظنی ہے۔“

ہاں وہابیو غیر مقلدو! بولو تمہارا شیر پنجاب مسٹر شنار اللہ امرتسری تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں اور تم سارے کے سارے اس کو اپنا مقتدا و پیشوا مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال سی و ہفتم: یہی مسٹر شنار اللہ صاحب اسی رسالہ ”علم غیب کا فیصلہ“ صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

”بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہ ہوتی تھی، مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوقات کی لعنت ہو۔“

(ہم اہلسنت بھی مسٹر کی اس دُعائے لعنت پر باواز بلند آئین کہتے ہیں)

ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو بولو بولو! مسٹر کے اس فتوے سے اسمعیل دہلوی و رشید احمد گنگوہی اور خود مسٹر شنار اللہ ملعون ہوئے یا نہیں اور تم سب تینوں کو قبول کر کے خود بھی ملعون ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

دوبارہ تمام وہابیو غیر مقلدو! تمہارا شیر پنجاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے اطلاع علی الغیب کے منکر کو خدا و ملائکہ و جنہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ملعون بنا کر ڈبل مرتد ٹھیکٹ کافر مشرک ہوا یا نہیں اور تم سب اس کو اپنا پیشوا مان کر خود بھی اسی کی طرح کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال سی و ہشتم: کفلیتہ ضلع سورت کے وہابی مولوی عبدالحمی نے ایک کتاب البصائر فی تذکیر العشائر عری میں لکھی۔ اس کا ترجمہ گنگوہری جی کے خلیفہ خاص عاشق الہی میرٹھی نے کیا۔ اس کا نام "الجواہر الزواہر" رکھا۔ اس پر تصدیق و تقریظ امام الوہابیہ کے نئے خلیفہ میاں کفایت اللہ شاہ جہاں پوری نے لکھی جو وہابیت کی کسوت بغل میں دبائے کفر و شرک کے لٹے اُسترے سے غریب مسلمانوں کی مسلمانیاں اور بھولے سنیوں کی سنت مؤید نے میں بہت زور سے مصروف ہیں۔ اس کتاب کے نسخہ مطبوعہ پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۷۸ و ۷۹ میں ہے۔

"احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ ایک صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز میں دیر ہو گئی تھی کہ قریب تھا کہ سورج دکھائی دے جائے پس آپ لپکے ہوئے نکلے اور تبخیر کئی کئی لپس اپنے نماز پڑھائی اور بہت مختصر پڑھائی پس جب سلام پھیرا تو اونچی آواز سے پکارا کہ جس طرح بیٹھے ہو اپنی جگہ بیٹھے رہو اس کے بعد ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا سنو! میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ صبح تم سے کس شے نے مجھے روکا میں آخر شب میں اٹھا پس وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی بھی مقدار تھی پس نماز میں مجھے اونگھ آئی تھی کہ گرانی ہوئی اور سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور میرا رب ہے، تبارک تعالیٰ نہایت حسین صورت میں پس ارشاد فرمایا کہ اے محمد میں نے عرض کیا حاضر اے میرے رب فرمایا کیا باتیں ہیں جن میں طار اعلیٰ جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اسی طرح تین بار فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا میرے شانوں کے درمیان تھی کہ انگلیوں کی خنکی مجھے محسوس ہوئی اپنی چھاتیوں کے درمیان پس ہر چیز مجھے منکشف ہو گئی اور میں واقف ہو گیا۔"

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو بولو! عبدالحمی کفلیتوی و عاشق الہی میرٹھی و کفایت اللہ شاہ جہاں پوری تینوں کے تینوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے ہر چیز کا علم اور ہر چیز سے واقفیت مان کر تقویت الایمانی و گنگوہری دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال سی و نہم: گجرات میں وہابی دیوبندی دھرم کے پرچارک غلام محمد راندیری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو معاذ اللہ علم غیب سے ناواقف و نادان ثابت کرنے کیلئے ایک ناپاک

رسالہ ازالۃ الریب“ لکھ کر مطبع حنفی لدھیانہ میں بھیجوا یا۔ جس کے پرچے حضرت مولانا بشیر الدین خان صاحب بڑودوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”منیر الدین“ میں اور حضرت مولانا ندیر احمد خاں صاحب احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”مستطاب السیف المسلول“ میں بخوبی اڑا دیئے۔ اس ”ازالۃ الریب“ کے آخر میں اپنے دھرم کے مولویوں کا ایک فتویٰ لکھوا یا۔ اس کے صفحہ ۲ پر مولوی مشتاق احمد مدرس مدرسہ لدھیانہ کی تحریر چھاپی ہے اس میں مولوی مشتاق تحریر کرتے ہیں۔

” شک نہیں کہ سید الانبیاء علیہ افضل الصلوة والتنار جیسے اپنے تمام صفات کاملہ میں تمام انبیاء سے بہتر اور برتر ہیں، اسی طرح آپ کا علم بھی تمام انبیاء کے علوم سے زیادہ ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم عَلِمْتُ عَلَمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ اور حدیث طبرانی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا و مافیہا اور قیامت تک ہونے والی اشیاء کا علم دیا تھا کَمَا فِي الْفُتُوحَاتِ الْأَحْمَدِيَّةِ عَلَى مَتْنِ الْهَمَزِيَّةِ صَفْحہ ۳۶ مطبوعہ مصر ان اللہ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ اور حدیث ابی داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر قیامت تک کے تمام حالات صحابہ کو بتادیئے الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَنَا بِهِ مَكْرِيَةً أَوْ عِلْمًا بِلَوَاسِطِهِ وَحَىٰ يَا أَيُّهَا خَدَانِي دِيءٌ تَحِيَّ فَمَا أَحْسَنَ مَا قَالَ إِلَّا مَا رَأَى أَبُو صِيرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الْقَصِيدَةِ الْهَمَزِيَّةِ لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالَمِ الْغَيْبِ وَمِنْهَا لِادَمَرِ الْأَسْمَاءِ“

اس عبارت میں چند باتیں ثابت ہوئیں۔ ۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم سے زائد ہے۔ ۲۔ حضور کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا۔ ۳۔ حضور کو ساری دنیا اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کا علم عطا فرمایا گیا۔ ۴۔ یہ مضمون خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ۵۔ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر قیامت تک تمام ماکان و مایکون کا بیان فرمادیا۔ ۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے تمام ماکان و مایکون کا علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی عطا فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالم غیب کے علوم کی ذوات عطا فرمائیں۔

ہاں ہاں تمام وہاں یوں بند ہو! بالخصوص راندریو ڈھائیویو سملکیو نڈیادیو تارا پوریو! سب کے سب ایک سرے سے بول چلو کہ راندریو جی اپنے رسالہ میں اس مضمون کو چھاپ کر اسکو پسند کر کے تقویت الہیانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب بھی اُنھیں مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال چہٹا: مسٹر شہداء اللہ امرتسری ایڈیٹر "الہدیت کا مذہب" مطبوعہ مطبع الہدیت کے صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۶ تک دیوبندی دھرم کے مولویوں کا ایک فتویٰ مسئلہ علم غیب میں چھاپا ہے۔ اس پر عزیز الرحمن مفتی دیوبند اور شیخ الہند محمود حسن دیوبندی و غلام رسول و گل محمد خاں و محمد یونس مدرسن دیوبند کے بھی دستخط ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔

”بہت سے مغیبات کا علم انبیائے کرام کو خصوصاً افضل الرسل خاتم الانبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ عطا ہوا ہے اور ان حضرات کی وساطت سے ان کی امتوں کو بھی بہت سے مغیبات کا علم حاصل ہوا۔ خود قرآن شریف میں ہے عَلِمُ الْغُیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غُیْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنْ ارٰتْضٰی مِنْ رَّسُوْلِ الْاٰیۃ پس انکار اس کا خلاف منصوص ہے۔“

اب سارے کے سارے وہابیوں کو غیبِ مقلدہ! بولو بولو اور جلد بولو! دیوبندی دھرم کے یہ سب مفتی تقویتِ الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں! ان کو مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بتناؤ توجروا۔

دیوبندیت کے ملعون چہرے کا گھونگٹ

پیارے سنی بھائیو! اب تک جو کچھ سوالات کئے گئے اُن سے آپ نے یہ سمجھا ہو گا کہ وہابیہ دیوبندیہ و غیر مقلدین صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے عظام و اولیائے کرام علیہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے متعلق دو ہری بولیاں بولی رہے ہیں۔ لیکن اس میں تو سب دیوبندیہ غیر مقلدین متفق ہیں کہ اللہ عز و جل کیلئے علم غیب خاص ہے۔ مگر حقیقت یہ وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدیت

کے چہرے کا گھونگٹ ہے اُسے اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ وہابی دیوبندی دھرم میں خدا کے پاک جل جلالہ کے علم غیب کی بھی خبر نہیں۔ ع "کھانے کے دانت اور میں دکھانے کے اور ہیں" وہابی دیوبندی دھرم خدا کے علم غیب سے بھی انکاری ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کا اصل مذہب یہ ہے کہ خدا کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ ہاں اُسے اتنی قدرت ضرور ہے کہ جب چاہے غیب کو دریافت کرے جب چاہے جاہل رہے۔ امام ابوہریرہ اسمعیل جی کی تقویت الایمان مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ پرٹنگ دہلی صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔"

سچ فرمایا اللہ عزوجل نے وَمَا قَدَرُ اللَّهِ حَقَّ قَدْرِهِ ظالموں نے اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہئے تھی پھر کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تو صرف امام ابوہریرہ کا خاص عقیدہ تھا۔ اس زمانہ کے وہابیہ دیوبندیہ ایسا عقیدہ نہیں رکھتے ہوں گے کہ اَوَّلًا تو تقویت الایمان دیوبندی دھرم کا قرآن ہے بلکہ بقول گنگوہی قرآن سے زائد اس کی شان ہے۔ پھر کوئی وہابی تقویت الایمان کے کسی عقیدہ کو کیوں ترک کر سکتا ہے۔ تہرالمی کے اولوں کی پڑاہ نہ کر کے تقویت الایمان پر سرمنڈا دینے ہی کا نام تو وہابیت ہے۔ ثانیًا: تھانوی جی کی حفظ الایمان ملاحظہ ہو۔ سوال تو یہ ہے "زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدا کے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔" زید کے عقیدے کے دو جز ہیں پہلا یہ کہ بالذات علم غیب خدا کو ہے اور دوسرا یہ کہ بالواسطہ علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ اب تھانوی جی کا جواب سنئے حفظ الایمان صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

"زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلافِ نصوص شرعیہ ہے ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہیے کہ توبہ کرے۔"

چلو چھٹی ہو گئی زید کا عقیدہ سراسر غلط ہے یعنی تھانوی جی فرماتے ہیں کہ زید کے عقیدہ کے دونوں جز غلط ہیں نہ خدا کو بالذات علم غیب ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بالواسطہ علم غیب ہے اگر تھانوی جی کے نزدیک خدا کے پاک جل جلالہ کو علم غیب ہوتا تو یوں ہرگز نہ لکھتے کہ زید کا عقیدہ سراسر غلط ہے بلکہ پہلے جز کو تسلیم کر کے اپنے ناپاک دھرم کے مطابق دوسرے جز پر منہ آتے۔ مگر دل میں دبی ہوئی کفر کی آگ بغیر بھڑکے ہوئے کہیں مانتی ہے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ إِلَهِ الْعَالَمِينَ الْعَظِيمِ۔ ہاں ہاں وہابیوں کو بندہ یوں غیر مقلد و بولہ کہ امام ابو ہریرہ اسمعیل دھلوی
خدا کے پاک جل جلالہ کو غیب سے بالفعل جاہل بنا کر اور تھانوی جی خدا کے لئے بالذات علم غیب ماننے کو
غلط بتا کر کافر مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب ان دونوں کو اپنا امام و پیشوا و مقتدا مان کر خود بھی کافر مرتد
ہوئے یا نہیں؟ بیسوا تو جروا۔

دیوبندی شرک و کفر کی مشین:

ہاں ہاں وہابیوں غیر مقلد و بولہ یوں ان بیٹھیوں امرتسرہ اور بھٹیوں کا کور و یوں اچودھیا
باشیو! بات کے پکے اور قول کے سچے ہو تو آنکھیں میچ کر، منہ بچھاڑ کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں اہلسنت و جماعت
کے تمام فقہاء و محدثین مفسرین متکلمین اکابر علماء سے لیکر اولیاء، اولیاء سے لیکر ائمہ اطہار، ائمہ اطہار
سے لیکر صحابہ کرام، صحابہ کرام سے لیکر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لیکر سید الانبیاء، سید الانبیاء
سے لے کر واحد قہار (جل جلالہ، وصلى الله تعالى على سيدهم وعلی آله و صحابہ وبارک وسلم) تک تمہارے دھرم
میں کافر مشرک ہیں۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ ان تمام حضرات کے اقوال کریم سے علم غیب کا روشن
ثبوت رسالہ مبارکہ خالص الاعتقاد شریف میں ملاحظہ ہو۔ جب ان سب حضرات نے محبوبان خدا کے
لئے علم غیب ثابت کیا اور تقویت الایمانی و دیوبندی و گنگوہی دھرم میں خدا کے سوا دوسرے کے لئے
علم غیب ثابت کرنے والا کافر و مشرک ہے تو معاذ اللہ دیوبندیوں غیر مقلدوں کے نزدیک یہ سب
حضرات کافر و مشرک ہیں۔ مسلمان! وہابیوں کی کفری مشین دیکھیں کہ گنگوہی و اسمعیل و وہابیہ نے معاذ اللہ کن
کن ائمہ و علماء و محدثین و فقہاء و مفسرین و متکلمین اولیاء، صحابہ و انبیاء علی سیدہم وعلیہم وعلی آله الصلاۃ و التثانیہ کو
کافر مشرک بنا دیا۔ اور یہ کہ جب اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آله وسلم تک نوبت ہے
تو اگلے پچھلے جن و انس و ملک تمام مومنین سبھی وہابیہ کی تکفیر میں آگئے۔ ان منکروں کا تماشا دیکھو
سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آله وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر جو کفر کے فتوے دیئے
گئے اس پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہائے سارے جہان کو کافر کہہ دیا (گویا جہان انھیں ڈھائی نفروں کا
نام ہے) ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے ایمانوں کے قافیہ کا نام ہے ان کا قافیہ
تنگ ہوا تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہو گیا) اور خود یہ حالت کہ اشتیائے ملاعنہ نہ علماء کو چھوڑیں نہ اولیاء کو
نہ صحابہ کو نہ انبیاء کو نہ مصطفیٰ کو نہ جناب کبریٰ کو جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آله وسلم علیہم وبارک وسلم سب پر

کفر کے فتوے جڑیں، دل کھول کر سب کو کافر کہیں اور خود بٹے کئے مسلمان کے بچے بنے رہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ۔ پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی تمام ائمہ اولیاء و مجتہدان خدا کو تم کافر کہہ لو جائے شکایت نہیں۔ انھوں نے تصور ہی ایسا کیا ہے ابلیس کی وسعت علم مانتی تمہارے لئے کیجئے شکہ آنکھوں ٹھنڈک ہوئی براہین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے انہوں نے تو کیا نہیں لیکر چلے وسعت علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم السلام پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ "شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔" یہاں تک تو تم پر آسان تھا۔ مگر اللہ عزوجل بھی تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے متعدد آیات کریمہ میں علم غیب ثابت فرما رہا ہے۔ اب ذرا ان کی تکفیر ٹیڑھی کھیر ہو گی۔ کاذب تو کہہ دیا کافر مشرک کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی۔ اور سب بڑھک پتھر کے تلے دامن حضرت شیخ مجدد الف ثانی و جناب شاہ عبدالعزیز صاحب جناب شاہ ولی اللہ کا معاملہ ہے جسے تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین کیلئے سانپ کے ننھ کی بھیچھو بند رکھتے تو بجا ہے کہ نہ لگتے بنتی ہے نہ نہ لگتے۔ وہ کہہ کر چل بسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے رب نے اپنے غیب خاص پر مطلع فرمایا۔ وہ تو وہ ہیں ان کے غلاموں کو بھی تمام ماکان و مایکون و خمس کا علم دیا جاتا ہے۔ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے سب پر انھیں مطلع کیا جاتا ہے ان پر زدہ زدہ روشن ہو جاتا ہے وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں۔ وفات تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کی اس وقت خبر رکھتے ہیں۔ — کہاں تو وہ مجالس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا بکھر شرک بلکہ تمہاری اونڈھی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ تحفہ کی تکفیر میں اور کہاں یہ عبدالعزیز ولی اللہی و مجددی بڑے بول جو وہابیت کھال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب سنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہابیت کی مٹی پلید ہو وہ الگ۔ اور اگر جی کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہابیت بے چاری کا ستیاناس لگ گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدا و پیرو پیشوا و حکیم امت و مجدد ملت و صاحب وحی و عصمت میں کافر در کافر کافروں کے بچے کافروں کے چلیے ہوئے اور تم سب غیر مقلدین و دیوبندیہ کہ اسمعیل جی کے ویسے ہی ہو جیسے اسمعیل جی دونوں شاہ صاحبوں اور حضرت شیخ مجدد کے معتقد و مداح بنتے تھے تو ساتھ لگے گیہوؤں کے گھن تم سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین کافران کہیں۔ اور پھر گنگوہی نالوتوی انبیٹھی تھا نودی دیوبندی دھنگی کا کوری اجو دھیا باشی امرتسری رائدیری امر وہی سنبھلی تارا پوری ڈھا بیلی کا کیا پوچھنا یہ تو طبقات شرک و کفر کے اسفل السافلین میں پہنچے ہوں گے۔ کیوں وہابی صاحبو! اللہ عزوجل کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آکھو علم غیب ماننے والے غریب سنیوں پر کفر و شرک کے فتوے بڑے کا نتیجہ دیکھا، کافر کہنے کا مزہ چکھا
مشرک بنانے کا بدلہ پایا، دیکھو تمہارا کفر و شرک تمہیں کو لے ڈوبا ہے

دیدی کہ خون باقی پروانہ شمع را چنناں اماں نداد کہ شب را سحر کند
کَذَا لَكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

مسلمانو! دیکھو وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین جو مسئلہ علم غیب میں طرح طرح کے مکر و فریب سے
غریب سنیوں پر کفر و شرک کے فتوے سر بازار دیتے پھرتے تھے، قسم قسم کی مکاریوں سے بھولے مسلمانوں کی
مسلمانی اور اہلسنت کی سنت پر منہ مارنا چاہتے تھے الحمد للہ کہ اپنے ہی منہ کھلے کافر ٹھٹھٹ مرتد اور کئے و شرک
ثابت ہو گئے۔

نجدی گروہ الجھاسے کفر خبیث میں لو آپ اپنے جال میں گرفتار آ گئے
وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ۔ اے دم ہے امر تسری در بھنگی سر بھنگی سر بھنگی تھانوی انبیٹھی افری
کا کوری سنبھلی راندیری اجودھیا باشی مالیکانوی ڈھابیلی تاراپوری گودھروی وغیرہ کسی دیوبانی نجدی غیر مقلد
دیوبندی میں کہ اپنے سر سے اور اپنے بڑوں پر سے یہ کفروں کے پہاڑ اٹھا سکے اپنی اور اپنے اکابر کی کھوپڑیوں
کو قہر الہی کے حجارة من سجيل کی ان ضربات قاہرہ سے بچا سکے یا باطل کی مدد کرنے سے ہر مندہ باطل عاجز
و مجبور ہے۔ یا آج ہی سے الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ كَظْهَرٍ۔ واللہ الحمد۔

اس تحریر سے مقصود و امر محمدی و اولیٰ عامہ اہلسنت و برادران دین ملت پر اظہار بوضاحت کہ مذہبِ ہابیہ
دیوبندیہ وغیرہ مقلدین ایسے کفریات و ضلالت و سفایات پر مشتمل اور ان کے بڑے ایسی خرافات و شذائعات اور
خیانات کے موجد و قائل۔ ثانیاً، عوام و خواص دوہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین پر عرض ہدی و خوف خدا کہ دیکھو
کیسے لوگوں کو امام و پیشوا بناتے ہو، کس کو قائم العلوم و الخیرات اور کسے رشید الاسلام و المسلمین بتاتے ہو، کس بیمار
کفر کے سرسکیم الاثم کی پگڑی بندھاتے ہو، اندھیری رات میں کیسے گمراہوں، گمراہ گروں کے پیچھے جاتے ہو تھوڑی
دیر کا اندھیرا ہے دم کے دم میں سویرا ہے

بروزِ شمس شود ہمو صبح معلوم ست

کہ باکِ باختمِ عشق در شبِ دیبجور

کام نہیں چلتا، بگڑنے سے مذہب نہیں سنبھلتا، اِنَّمَا اعْظَمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ صِرْف ایک بت گذارش

کرتا ہوں کہ ایک ذرہ تعصب نفسانیت و حمایت امام و حکیم الامت و حمیت جاہلیت سے جدا ہو کر لہذا فی اللہ اس تحریر پر نظر کیجئے۔ وہابیہ کی کتابوں کے نشان صفحات بتادیئے ہیں۔ جس میں شبہ ہو تطبیق کر لیجئے پھر اگر نگاہ انصاف میں تمہارے ہی بڑوں کے اقوال سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بوط اللہ علم غیب ثابت ہو تو خدا سے ڈرو، انکار پر اصرار نہ کرو، گمراہوں بے دینوں کی پیروی کا دم نہ بھرو اور اگر ہمت جواب ہے تو کیوں پیچ و تاب ہے۔ "ہمیں گو وہمیں میدان"۔ اظہار حق سے کیوں خائف و ترساں، آدمی بن کر اور کی سنی اپنی کہی۔ ہاں ایک مکابرہ و عناد کی نہیں سہی۔

ذرا سوچو سنبھلو دیکھو! کس محبوب با و جاہت کی شان گھٹاتے ہو، کس جمیل با عزت کے علم سے ابلیس لعین کا علم بڑھاتے ہو، کس حبیب با عظمت کے علم اقدس سے بچوں، یا گلوں، جانوروں کا علم ملاتے ہو، کس وجہیم با جلالت کی مجلس میلاد کو کنہیا کا جنم ٹھہراتے ہو، کس نبی اُمّی کو اردو زبان میں مدرستہ دیوبند کے علموں کا شاگرد بتاتے ہو، کس عظیم و جلیل کی عظمت و جلالت کو چوڑے چار سناتے ہو، کس شفیع المذنبین حامی اُمت پناہ غریباں لمجائے کنہی گاراں، ماوائے عاصیاں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے یار آنے دوستانے مناتے ہو۔ — ذرا سوچو اور سنبھلو! قیامت قریب سج اور واحد تمہار حبیب اور عذاب جہنم سخت و عصب!۔ اے میرے رب ہدایت فرما انت السميع القریب و ما توفیقی الا بک ایہا الجیب یارب علیک توکلت والیک انیب والصلاة والسلام علی حبیبہ القریب المجیب العظیم الجلیل الجمیل الحسب علی آلہ وصحبہ وابناء الغوث الاعظم و حزبہ و علی سائر اولیاء امتہ و علماء ملتہ و علی سیدنا و مرشدنا مجدد دینہ و وحی سنتہ و علینا و علی سائر اہل سنتہ و جماعتہ امین امین یا ارحم الراحمین و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ انتم و احکم۔

کتبہ: الفقیر البوافتح عبید الرضا محمد المعروف بحمیت علی القادری الرضوی الکنوی

غفرلہ والہویر ربہ المولیٰ العزیز القوی آمین

یوم الثلاثاء ۴ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ

مسئلہ:

۸۶؎ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان ثانی جمعہ جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے دروازہ پر کہنا سنت ہے یا مسجد کے اندر۔ اور سنن البوداؤد شریف جلد اول میں ہے عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ يُؤْذَنُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يُجْلِسُ عَلَى الْمَنبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِي جَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمْعُ كَ دُنْ مَنبَرٍ بِرُتْشَرِيفٍ رَكْعَتِهِ تَوْحُصُورُ كَ سَا مَنَ دَرَوَا زَہِ مَسْجِدِ پَرَا ذَانِ ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔۔۔ اس سے بدھنتہم بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذان ثانی جمعہ کی مسجد کے دروازے ہی پر کہنا سنت ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول میں ہے۔ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْذَنَ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ غُنِيهِ شَيْخُ مَنِيَةِ فِيهِ۔ الْإِذَانُ إِنَّمَا يَكُونُ فِي الْمِذْبَازَةِ أَوْ خَارِجِ الْمَسْجِدِ وَالْإِقَامَةُ فِي دَاخِلِهِ أَوْ عَمْدَةُ الرِّعَايَةِ شَيْخُ وَقَايَةِ جَلَدِ اَوَّلِ صَفْحَةِ ۲۵ میں ہے قَوْلُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَيْ الْمُسْتَقْبَلِ الْإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ كَانَ أَوْ خَارِجَهُ وَالْمَسْنُونُ هُوَ الثَّانِي انْ اَقْوَالِ كَ باوجود بکر اس پر اڑا ہوا ہے کہ خارج مسجد اذان ہونا تنفی مسلک کے خلاف ہے اور استدلال میں کفایہ شرح ہدایہ اول صفحہ ۱۰۴ کی عبارت پیش کرتا ہے کہ رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ الْمَوْلَى تَعَالَى أَنَّ الْمَعْتَبَرَ فِي وَجُوبِ السُّبْحِيِّ وَحُرْمَةِ الْبَيْعِ الْإِذَانُ عَلَى الْمَنَارَةِ لِأَنَّهُ لَوْ أَنَّ ظَرَ الْإِذَانُ عِنْدَ الْمَنبَرِ يَفُوتُهُ إِدَاءُ السُّنَّةِ۔

لہذا آپ حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ معروض ہے کہ اپنے قلم ہدایت رقم سے اظہار حق فرمادیں کہ اذان خارج مسجد ہونا سنت ہے یا مسجد کے اندر۔ بینوا التوجروا۔

المستفتی: فقیر محمد عبد الوحید خان نقاہ شکر تالاب ڈاکخانہ کینٹ بنارس۔

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

حکم شرع یہی ہے کہ اذان خطبہ بھی اذان پنجگانہ کی طرح خارج مسجد کہی جائے۔ البتہ اس اذان خطبہ میں خصوصیت یہ ہے کہ خارج مسجد ہو لیکن منبر کے محاذات میں خطیب کے سامنے ہو۔ اس مسئلے کے ثبوت کیلئے منصف کو یہی عبارات کافی ہیں جو استفتاء میں درج ہیں۔ عبارات کفایہ سے استدلال کے جوابات کثیرہ رسائل مبارکہ وقایۃ اہل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ و سلامۃ اللہ

لا اهل السنة من سبيل العناد والفتنة واذان من الله لقيام سنة نبي الله
ومسئله اذان كاتق نما فيصلمه وفتوى مقدسه او في الجمعة في اذان يوم الجمعة وغيره
میں شائع ہو چکے جو بیالیس سال گزر چکے اب تک لا جواب ہیں۔ مختصراً اتنا بس ہے کہ "عند" ظرف
زمان بھی ہے اور مکان کی طرف بھی ظرف زمان مضاف ہو جاتا ہے۔ جیسے یَوْمَ حُنَيْنٍ تَوَلَّا
الْاَذَانَ عِنْدَ الْمُنْبَرِ کے معنی یہ ہوئے اَلَاذَانَ عِنْدَ جُلُوسِ الْخَطِيبِ عَلَى الْمُنْبَرِ۔
والله ورسوله اعلم جل جلاله وصلى المولى تعالى عليه وعلى اله وسلم
فقير البواقي عبد الرضا محمد حتمت عليهما غفرله والابويه واللمه ربه

محله بھور نجال پبلی بھیت یونی۔

۱۳۶ھ چہار شنبہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء

مسئلہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مقتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ جمعہ میں اذان ثانی میں
جب نامِ سرکائنات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یعنی اثنہ عداں محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) لینے پر انگوٹھے چومنا یعنی تعظیم کرنا حرام ہے۔ ایسے مسئلہ دینے والے پر یہ عقیدہ
رکھنے والے پر شرع مطہر کا کیا حکم ہے۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

اس مسئلے میں حضرات محققین فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مفتی یہ ہے کہ اگر خطیب
اذان خطبہ کا جواب نہ دے خاموش منبر پر بیٹھا رہے تو مقتدی بھی زبان سے جواب نہ دیں خاموش بیٹھے
رہیں۔ اور اگر خطیب کلمات اذان کا جواب زبان سے دے رہا ہے تو مقتدیوں کو بھی زبان سے کلمات اذان کا جواب
دینا جائز ہے۔ اسی مسئلے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس اذان میں پڑھتے وقت
انگوٹھے چومنے کا بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ تقبیل ابہا میں کے معنی انگوٹھوں کا چومنا۔ یعنی حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے حضور علیہ وسلم علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک لب و زبان سے ادا ہوتے
وقت انگوٹھوں کو یا کلمے کی انگلیوں کے لگے پوروں کے ہتھیلیوں کی طرف والے حصوں کو لبوں سے مس کر کے
آنکھوں سے لگا لینا۔ لیکن چڑیوں کے چہرہ پرانے کی طرح چوں چوں کی سی آوازیں بلند ہونا خاص کر ایسے وقت

میں کہ خطیب خطبے کیلئے منبر پر بیٹھ چکا ہو ممنوع ہے اس سے استراذ ضروری ہے۔ واللہ ورسولہ
اعلم جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم۔

فقیر البوافتح عبید الرحمن حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی
غفرلہ والابویہ والہدیہ والویہ وخوانہ واجبابہ ربہ المولی العزیز القوی
۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ جمعہ مبارکہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء مکان ۲۶ محلہ بھونچیاں پبلی بھیت پبلی

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ایذا میں کہ جمعہ کی اذان خطبہ (اذان ثانی) بیرون مسجد
یا اندرون مسجد کہاں ہونی چاہئے۔ بینوا باللیل و تو جروا باجر جزیل۔

المفتیان

مسلمانان اہلسنت والیگاؤں

الجواب :-

اللہم ھذا یتۃ الحق والصواب۔ جمعہ کی اذان خطبہ بھی اذان ہی ہے۔ بلکہ اصل اذان جمعہ
زمانہ نبوی کی یہی ہے جو دروازہ مسجد نبوی پر ہوتی تھی۔ اور زمانہ خلفائے راشدین میں بھی اذان خطبہ دروازہ
مسجد پر ہوتی رہی۔ تو سنت رسول و سنت خلفائے راشدین و سنت صحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم و رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین یہی ہے کہ اذان خطبہ مسجد یعنی موضع اعدا للصلاة سے خارج منبر کے سامنے ہو۔
ابوداؤد شریف میں حدیث موجود ہے۔ اور عمدۃ الرعاۃ میں یہی لکھا ہے کہ خطیب کے سامنے خارج مسجد
اذان کہنا ہی سنت ہے۔ اور عمدۃ الرعاۃ میں فاضل لکھنوی نے دوسری روایت نقل کی ہے۔

کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اذا
جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر و عمر
او بتعلق المسجد

حاشیہ موطا امام محمد میں ان ہی فاضل لکھنوی نے یہ روایت لکھی۔

وعنه الطبرانی کان یؤذن بلال علی عهد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وابی بکر وعمر۔

کشف الغمہ میں اسی کے قریب ہے اور فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مسجد یعنی موضع میں اذان کہنا مطلقاً مکروہ و ممنوع ہے۔ فتح القدیر میں ہے۔

الافتامة في مسجد صلاة ولا بد واما الاذان فعلى المئذنة

فان لم تكن شمة فنفي فناء المسجد وقا لا يؤذن في المسجد

اور اسی فتح القدیر میں ہے کہ لکراہۃ الاذان فی داخلۃ۔ فتاویٰ تاتارخانیہ وجمع البرکات وفتاویٰ عالمگیریہ، فتاویٰ قاضی خاں وفتاویٰ خلاصہ وخرائز المفتیین وکجرا اللق میں ہے۔

ینی فی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

اور شرح مختصر علامہ برجدی میں ہے وفيه اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد اور طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے بیکرۃ ان یؤذن فی المسجد كما فی القہستانی عن النظم اور شرح طحاوی پھر شرح قدوری محمود زاہدی میں ہے ولا یؤذن الا فی فناء المسجد او علی مئذنة۔ ان تمام ہی تصریحات جلیلہ میں عموم واطلاق صاف بتا رہا ہے کہ مطلقاً اذان چاہئے۔ جمعہ یا خطبہ جمعہ کی ہو یا نماز پنجگانہ کی ہو، مسجد بمعنی موضع صلاۃ میں مطلقاً مکروہ ہے۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد شمس علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنؤی غفرلہ ولابویہ و
اہلہ وَاخوانہ وَاحبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔



مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ زید کہتا ہے کہ تکبیر کے تکبیر شروع کرتے ہی امام اور سب مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اور چند دلائل اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کرتا ہے۔ دلیل اول یہ کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے سووا صفوف کم فان تسوية الصفوف من الصلوة۔ دلیل ثانی یہ کہ جب تک کھڑے ہو کر صف بندی نہ کریں وہاں تک صف برابر نہیں ہو سکتی۔ دلیل ثالث یہ کہ بغیر کھڑے ہوئے تکبیر اولیٰ نہیں مل سکتی اور تکبیر تحریمہ کا ثواب ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ دلیل رابع یہ کہ کیا اگر بیٹھنے کا حکم ہوتا تو علمائے کرام حکم نہ فرماتے۔ دیکھو رنگون کلکتہ بمبئی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں کہیں بھی امام و مقتدی بیٹھتے نہیں عمرو کا قول ہے کہ حدیث شریف اقوال فقہاء کرام سے ثابت کہ ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک تکبیر جب حجتی علی الفلاح کہے اس وقت مقتدی اور امام جب حاضر ہوں کھڑا ہونا چاہئے کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص وضو کر کے آئے اور تکبیر شروع ہو تو بیٹھ چلے۔ اور حجتی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو۔

تو دریافت طلب امر یہ کہ زید و عمرو میں حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔ مع حوالہ کتب ارقام فرمائیں۔ اور جس مسجد میں لوگ بوقت حجتی علی الفلاح کھڑے ہوتے ہوں ان کو جبراً حکم کرنا کہ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جائیں یا کرو الیا حکم بالجبر کرنے والا کیسا اور اس کا شرعاً کیا حکم ہے بینوا بدلیل الکتاب توجروا یومہ الحساب۔ (سوال از جماعت مینان اہلیٹہ)

الجواب :-

صورت مستفسرہ میں عمرو حق پر ہے اور زید کا قول باطل محض ہے۔ حدیث شریف میں یہی تو وارد ہوا ہے کہ سووا صفوف کم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوة پھر تسویہ صفوف کیلئے کھڑے ہو کر تکبیر سننا کیا ضرور۔ اقامت شروع ہونے سے پیشتر تسویہ صفوف کر لیا جائے۔ پھر مؤذن اقامت شروع کرے اور باقی سب مقتدی بیٹھ کر سنیں حجتی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اقامت بیٹھ کر سنیں پھر حجتی علی الفلاح پر کھڑے ہو کر تسویہ صفوف کر لیں۔ اتنی سی دیر جو تسویہ صفوف میں لگے گی شرعاً باعث کراہت نہیں۔ تکبیرہ اولیٰ بعد ختم اقامت ہی ہوتی ہے تو اقامت بیٹھ کر سننے سے تکبیرہ اولیٰ کا فوت ماننا کذب محض و عناد بحث ہے۔ شریعت مطہرہ میں بمبئی کلکتہ رنگون کا رواج

کوئی حجت نہیں بلکہ کتاب الہی و حدیث شریف و اجماع امت و قیاس مجتہد صرف یہی چار دلائل شرعیہ ہیں۔ اور اقامت بیٹھ کر سننے کا ثبوت حدیث شریف و فقہ منیف دونوں میں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو افازۃ جلال الکرامۃ معہذا مسجد بھوساری محلہ ممبئی و مسجد ناخدا (المعروف بہ بڑی مسجد) کلکتہ و بنگالی جامع مسجد رنگون میں بھی اقامت بیٹھ کر سننے کی سنت کریمہ جاری ہے۔ جو شخص اقامت شروع ہوتے ہی فوراً کھڑے ہو جانے کا جبراً حکم کرتا ہے وہ امر بالمعروف و نہی عن المعروف ہے۔ اور قرآن عظیم نے منافقوں کی ایک شان یہ بھی بتائی کہ یا مرون بالمنکر و یہون عن المعروف۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر الوالفتح عبید الرحمن احمد حشمت علی خاں قادری رضوی عبیدی
لکھنوی غفرلہ ولا یوبیہ واہلہ ربہ القوی۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

۱۔ جس مسجد کی عمارت نقشہ پشت کاغذ کے مطابق ہو اس میں خطیب جب منبر پر بیٹھے تو خانج مسجد میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں مؤذن کھڑا ہو کر خطیب کی ناک کی سیدھ میں اذان کہہ سکے۔ ایسی صورت میں زید کہتا ہے کہ زینے کی دوسری سیڑھی پر نقشہ میں نقشہ دار تلو نشان بنا ہوا ہے کھڑے ہو کر اذان مطابق سنت ہو جائیگی۔ اور عمر کہتا ہے کہ مؤذن کا خطیب کی ناک کی سیدھ میں کھڑے ہو کر اذان کہنا بین یدی الخطیب اذان کہنا ہے۔ اگر ناک کی سیدھ سے ذرا بھی دائیں یا بائیں ہٹ گیا، اگرچہ اس پر خطیب کی نگاہ بغیر اپنے چہرے کو دہنے یا بائیں گھمائے ہوئے بے تکلف پڑتی ہو محاذات خطیب میں نہ رہا۔ لہذا مسجد مذکور میں اذان خطبہ داخل مسجد ہی میں صفِ اول کے اندر منبر کے سامنے کہی جائے۔ صورت مستفسرہ میں زید حق پر ہے یا عمرو۔ بنیوا تو ہروا۔

۲۔ مسجد مذکور میں مقام مذکور پر جب مؤذن کھڑے ہو کر اذان کہتا ہے تو خطیب کی نگاہ بے تکلف بغیر اپنے چہرے کو کسی طرف گھمائے ہوئے مؤذن کے پورے چہرے پر اور بائیں مؤذن سے پر اوڑھ اس سے نیچے سینے کے حصے پر پڑتی ہے اور مؤذن کے جسم کا باقی حصہ زینے کی دیوار سے چھپ جاتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ

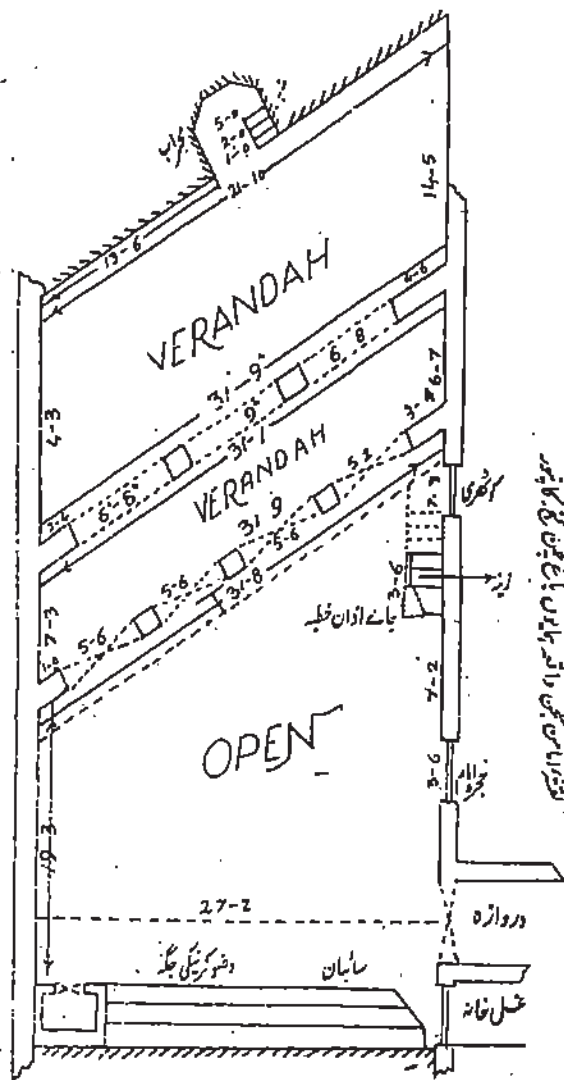
اذان خطبہ میں مؤذن کیلئے محاذات خطیب کی جس قدر ضرورت ہے وہ اس قدر سے حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تاکید میں اس کا شرع و دلول کہتے ہیں کہ اس قدر سے مؤذن کو محاذات خطیب حاصل نہیں ہوتی۔ لہذا مسجد مذکور میں اذان خطبہ صف اول میں منبر کے سامنے ہونی چاہئے۔ صورت مسطورہ میں زید حق پر ہے یا مخلد و عمرو۔ بینوا تو ہر وا۔

۳۔ مسجد مذکور کی عمارت اس طرز کی واقع ہوئی ہے کہ اگر لکڑی کا منبر بنا کر بھی محراب کی شمالی جانب کہیں بھی رکھا جائے تو خارج مسجد سے مؤذن کے سوا زینے کے کسی اور مقام پر محاذات خطیب حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر محراب کے جنوبی جانب دیوار قبلہ کے انتہائی جنوبی گوشے پر لکڑی کا منبر رکھا جائے تو غسل خانہ

کے پاس والی تنگونی جگہ سے مؤذن کو محاذات خطیب حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر ایسا کرنا عوام کیلئے امارت فتنہ کا باعث ہو گا کہ کہیں گے یحییٰ صاحب خطیب کی جگہ ہی بٹا دی گئی۔ منبر کو محراب کے جنوبی جانب اتنی دور پھینک دیا گیا۔ اس امر پر نظر رکھتے ہوئے مسجد مذکور میں محراب میں جہاں پر منبر بنا ہوا ہے اسی کے محاذی زینے پر اذان کہنے کو شرعاً ترجیح ہو گی یا اس منبر کو بیکار کر کے لکڑی کا منبر بنا کر دیوار قبلہ کے انتہائی جنوبی کنارے پر رکھ کر غسل خانے کے پاس والی تنگونی جگہ پر اذان کہنا شرعاً مزج ہو گا۔ بینوا تو ہر وا۔

۴۔ زید کہتا ہے کہ اذان خطبہ کا محاذات خطیب میں ہونا اس اذان کی سنت زائد ہے

اور اس کا خارج مسجد ہونا سنت اصلیه ہے اور سنت زائدہ اور سنت اصلیه میں تعارض ہو تو سنت اصلیه کو ترجیح ہو گی۔ اور عمرو کہتا ہے کہ جب خارج مسجد سے خطیب کی ناک کی سیدھ پر مؤذن کی محاذات نہ ہو سکے



تو محاذات خطیب کو ترجیح ہوگی یعنی داخل مسجد صرف اول میں اذان کہی جائیگی۔ صورت محروہ میں زید حق پر ہے یا عمرو۔ بنیوا تو جروا۔

۵۔ زید کہتا ہے کہ جب حضرات علمائے اہلسنت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغنہم کے فتاویٰ مبارکہ ہمیں مل گئے جن میں حدیث شریف اور فقہ منیف سے مدلل طور پر ثابت فرمادیا گیا کہ اذان خطبہ محاذات خطیب میں خارج مسجد ہونا سنت ہے اور اس کے خلاف مکروہ تحریمی ہے تو ہم کو اس حکم شرعی پر سر تسلیم جھکا دینا چاہئے۔ اس کے خلاف جو داخل مسجد صرف اول میں عام طور پر اذان دینے کا رواج پڑ گیا ہے اس پر اڑا رہنا جائز نہیں۔ اور عمرو کہتا ہے کہ اس فتوے کو حق ماننے میں ہمارے ان بزرگوں اور پیروں کو جو اس کے خلاف پرزائد قدیم سے عمل کرتے چلے آئے بدعتی گمراہ و مرتکب مکروہ تحریمی فاسق مخالف شریعت ماننا لازم آتا ہے۔ لہذا ہم اس فتوے کو کبھی حق تسلیم نہیں کر سکتے۔ صورت مسئول عنہا میں زید حق پر ہے یا عمرو۔ اور اگر زید حق پر ہے تو عمرو کے اعتراض کا کیا جواب ہے۔ بنیوا تو جروا۔

۶۔ مخلص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہے۔ زید نے کہا کہ حاضر و ناظر کے الفاظ اللہ تعالیٰ کیلئے بولنا جائز نہیں۔ عمرو اپنے داماد مخلص کی حمایت میں کہتا ہے کہ صوفیائے کرام برابر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر اور ہر جگہ سمایا ہوا کہتے چلے آئے۔ حتیٰ کہ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ۔

اندرون و برون و در پس و پیش و در چپ و راست و زیر و بالائے

لہذا ہمیں بھی ایسے الفاظ ان کے اتباع میں بولنا جائز ہے۔ صورت مذکورہ میں زید حق پر ہے یا مخلص و عمرو۔ بنیوا تو جروا۔

المستفتی: مولانا صاحب القادری نسیم بتوی، ساکن سکندر پور ضلع بستی۔

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب۔

۱۔ رسالہ مبارکہ وقایۃ اہل السنۃ عن مکروہیہ وابتدا والفتنۃ میں تفسیر جل سے ہے بین یدی الانسان ما یقع علیہ بصرہ من غیر ان یحول وجہہ الیہ یعنی انسان کے بین یدی ہر وہ چیز ہے جس پر بغیر اس کے کہ اسکی طرف اپنا چہرہ گھمائے اس کی نگاہ پڑے۔ مسترہ بھی بین یدی المصلی

ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس کا بھی نمازی کی ناک کی سیدھ پر ہونا مکروہ ہے۔ بلکہ داہنی یا بائیں بھون کے مقابل ہو اور داہنی بھون کے مقابل ہونا افضل ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمر و غلط کہتا ہے اور زید اس مسئلے میں حق پر ہے۔ کیونکہ مسجد مذکور فی السؤال میں خطیب جب منبر پر بیٹھے اور مؤذن زینے کی سیڑھی پر جہاں نقشے میں تھوکانا نقطہ دار نشان بنا ہوا ہے کھڑا ہو کر اذان کہے تو خطیب کی نگاہ اس پر بے تکلف پڑے گی اور اس کیلئے خطیب کو مؤذن کی طرف اپنا چہرہ گھمانے کی ہرگز ضرورت نہ ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۲۔ صورت مستفسرہ میں نخلہ اور اس کا سر عمر و دونوں اپنے جی سے نئی شریعت گڑھتے ہیں۔ زید حق پر ہے۔ کسی فقیہ نے محاذات مؤذن للخطیب کے یہ معنی ہرگز نہیں بتائے کہ مؤذن کا سارا یا اکثر بدن خطیب کے سامنے ہو بلکہ اگر مؤذن کا صرف چہرہ ہی خطیب کے سامنے ہو تو شرعاً محاذات حاصل ہو جائیگی۔ مؤذن اپنے چہرے ہی سے اذان کہتا ہے۔ بقیہ جسم کو اذان کہنے میں قطعاً کچھ دخل نہیں۔ لہذا اگر مؤذن کا سارا جسم بھی دیوار کی آڑ میں چھپا ہو اور صرف اس کا چہرہ ہی خطیب کے سامنے ہو تو محاذات خطیب اس کو حاصل ہو گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۳۔ خطیب کا خطبہ پڑھنے کیلئے محراب کی شمالی جانب جب کہ قبلہ جانب مغرب ہو کھڑا ہونا بہتر اور سنت متواترہ ہے۔ وقس علیٰ ہذا صورت مستفسرہ میں دیوار قبلہ کے انتہائی جنوبی کنارے پر منبر رکھ کر اس پر خطبہ پڑھنا سنت متواترہ کے خلاف ہو گا۔ پھر جب کہ فتنہ کا اندیشہ بھی ہے۔ تو شرعاً اسی مقام پر اذان کہنا اناج بلکہ ضروری ہو گا۔ جہاں مسجد مذکور میں زینے کی سیڑھی پر تھوکانا نقطہ دار نشان بنا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والفتنة اشدا من القتل واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۴۔ فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذان خطبہ کا پتر بتاتے ہیں کہ بین یدی الخطیب ہو مگر اس اذان کے بین یدی الخطیب سے ہٹ کر کہے جانے کی کراہت یا مانعت کا حکم بیان کرنے سے مطلقاً ساکت ہیں۔ لیکن داخل مسجد اذان کہنے کو فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منع فرماتے ہیں لا یؤذن فی المسجد مکروہ بتاتے ہیں۔ یکراہ ان یؤذن فی المسجد نیز خارج مسجد اذان کہنے کو حضرات ائمہ مجتہدین اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے بدعت و ممنوع نہیں بنایا لیکن محاذات خطیب میں اذان خطبہ کو حضرات مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدعت سیئہ ممنوعہ بتاتے ہیں۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ اذان خطبہ کے محاذی خطیب ہونے کو ہرگز وہ اہمیت حاصل نہیں جو

اس کے خارج مسجد ہونے کو حاصل ہے۔ اور شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ من ابنتی ببلیتین فلیختر ا ہونہما لہذہ جب ان دونوں سنتوں میں تعارض ہو تو اسی قاعدہ شریعت کے مطابق خارج مسجد اذان خطبہ کہنے کو ترجیح ہوگی۔ اگرچہ محاذات خطیب نہ رہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ زید حق پر ہے اور عمرو باطل پر ہے واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۵۔ بیشک جب حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت علیہ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث صحیحہ اور فقہ حنفی سے آفتاب نصف النہار سے بھی زائد روشن طور پر واضح فرمادیا کہ اذان خطبہ محاذات خطیب میں خارج مسجد ہی سنت مصطفویہ و سنت صدیقیہ و سنت فاروقیہ ہے۔ بلکہ سنت حیدریہ بھی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہ واصحابہ بابرک وسلم۔ اور اذان خطبہ بھی اذان پنجگانہ ہی کی طرح داخل مسجد میں مکروہ تحریمی ہے۔ تو سنی مسلمان کا فرض ہے حکم شرعی پر سر جھکا دے اور شریعت مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کے خلاف جو رسم و رواج پڑ گیا ہے اس پر اڑا رہے سے پرہیز کرے۔ حکم شرعی تمام بزرگان دین پر بھی حجت ہے۔ بلکہ بزرگان دین جو بزرگان دین ہوئے وہ اتباع احکام شریعت ہی کے صدقے میں بزرگان دین ہوئے۔ اولیائے کرام عرفائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں وہ حضرات جن کی نگاہوں سے لوح محفوظ بھی مخفی نہیں وہ ملاحظہ فرماتے کہ تقدیرات الہیہ میں اس سنت کریمہ کا احیاء حکم شرعی کی تجدید فلاں زمانے میں فلاں بندہ خدا کے ہاتھ پر مقدر ہے اس لئے وہ تقدیر خداوند میں دخل نہیں دیتے بلکہ سکوت فرماتے ہیں۔ بعض حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں کہ انہی زمانے میں ابھی اس سنت کریمہ کے قبول کی استعداد نہیں پیدا ہوئی ہے۔ اگر ابھی اس سنت کریمہ کو جاری کیا جائیگا تو وہ قبول نہ کریں گے بلکہ ضد و عناد و نفسانیت سے کام لے کر اسلام و سنت ہی سے معاذ اللہ بیزار ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ اپنے وقت میں دیدہ و دانستہ سکوت فرماتے ہیں اور اپنے انفاس نورانیہ و برکات روحانیہ سے بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے متوسلین سلسلہ اور اپنے مستفیضین و مستفیدین میں اس امر کی صلاحیت پیدا فرمانے کی سعی فرماتے رہتے ہیں کہ جب ان کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ کا وہ موفق بالخیر بندہ اپنے زمانے میں احیاء سنت و تجدید دین سے تو ان کے متوسلین و منتسبین اس کا ساتھ دیں۔ اس کی احیاء فرمائی ہوئی سنت نبویہ کو اس کے تجدید فرمائے ہوئے حکم شریعت کو قبول کر لیں۔ چنانچہ حضرات مشائخ عظام سرکار مارہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی فیضان ہے کہ ان کے اخلاف کرام و خلفائے عالی مقام رحمہم اللہ المنعم نے اس فتوئے مبارکہ سنت اذان خطبہ بیرون مسجد کو

بلا تکلف قبول فرمایا۔ اور اسی پر عملدرآمد بھی فرمادیا۔ مثلاً حضرت مولانا شاہ عبداللطیف صاحب تھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی فیض ہے کہ ان کے خلیفہ ایشد حضرت مولانا شاہ عبید اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ مسبار کہ وقایہ اہل السنۃ عن مکروہ و بند و الفتنة کی تصدیق انیق تحریر فرمادی یا مثلاً یہ بھی حضرت شاہ صاحب تھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انھاس قدسیہ ہائی برکت ہے کہ اُن کے خلیفہ اکرم شاہ محمد یار علی صاحب اپنے مریدین و متوسلین میں اس سنت کریمہ کا بھی احیا فرماتے ہیں اور جو بزرگان دین اس مرتبہ علیا پر فائز نہیں ہوئے ہیں ان کا قول و فعل جو بر بنائے ناواقفی ہو شریعت مطہرہ میں حجت نہیں ہے۔ حج شریعہ صرف چار ہی ہیں کتاب الہی و حدیث نبوی و اجماع و قیاس ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ احیائے سنن نبویہ و تجدید دین متین عطیہ الہیہ و مومہیت نبویہ ہے۔ جس کو خدا و رسول چاہیں عطا فرمائیں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم۔

عمر و کا اعتراض اگر صحیح ہو تو ہر مجدد دین ہر نئی سنت پر یہی اعتراض وارد ہو گا کہ تم سے پہلے جو بزرگان دین اس کے خلاف عامل رہے ان سب کو تمہارا قوی مان لینے کی بنا پر فاسق یا مرتکب مکروہ تحریمی یا جاہل یا تارک سنت ماننا لازم آتا ہے۔ تو عمر و کا اعتراض صحیح مان لینے پر تجدید ملت و احیائے سنت کا دروازہ ہی سرے سے بند ہو جائیگا۔ بعض بزرگان دین وہ بھی ہوتے ہیں جو ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے عوام اس امر خلاف سنت پر ایسے جے ہوئے ہیں کہ احیائے سنت پر مفسدین اہل فتنہ کو مسلمانوں میں فساد پھیلانے فتنہ کرانے کا موقع ملے گا جس کے دفع کی قدرت وہ حضرات اپنے میں نہیں پاتے ہیں۔ اور الفتنة اشد من القتل کے پیش نظر اپنے آپ کو معذور تصور فرماتے ہیں اور رخصت شریعیہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ زید کا کہنا حق اور عمر و کا اعتراض باطل ہے واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم۔

۶۔ حاضر کے لغوی معنی ہیں اپنے وطن میں رہنے والا یا شہر میں رہنے والا جو سفر و بدو کی ضد ہیں سفر کے معنی پردیس میں جانا اور بدو کے معنی جنگل میں رہنا ہے۔ ناظر کے لغوی معنی گھورنے والا یا سوچنے والا ہیں۔ لکھا ہو مصرح بہ فی مفردات القرآن للامام الراغب الاصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور یہ معانی یعنی اپنے دیس میں رہنا یا شہر میں رہنا یا گھورنا یا سوچنا اللہ عز و جل کیلئے غیب میں اور جس نطق کے حقیقی معنی اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے غیب ہوں اور وہ نطق قرآن عظیم یا حدیث متواتر

میں اللہ جل وعلا کے لئے وارد نہ ہوا ہو اُس کو مجازی معنی میں لیکر بھی اللہ عز جلالہ کے لئے بولنا جائز نہیں اور حاضر و ناظر کے الفاظ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے نہ تو قرآن عظیم میں وارد ہیں نہ کسی حدیث متواتر میں لہذا اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا الحاد فی اسماء اللہ تعالیٰ ہے جو ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ زمان و مکان و زمانیات و مکانیات و جسم و جسمانیات سے مطلقاً جو بایک و منزه ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم اس کا سمع اس کا بصر اس کی قدرت اس کی مالکیت اس کی حاکمیت اس کی خالقیت اس کی ربوبیت ہر شے کو ہر جگہ ہر وقت کو محیط ہے اس کا جلوہ بھی ہر جگہ ہر شے ہر وقت کو محیط ہے۔ لیکن اس کی یہ صفت احاطہ بشکل شی بھی عقول و افہام و ظنون و ادہام سے ور ہے۔ جسم و جسمانیات مکان و مکانیات زمان و زمانیات سے پاک و منزه ہے۔ ضروریات دینیہ و بدیہات ایمانیہ میں سے ہے کہ جگہ اور وقت اور جسم کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو جگہ اور وقت اور جسم کو پیدا فرمانے سے پہلے جس طرح وہ جسم و زمان مکان سے پاک و منزه تھا اسی طرح جسم و زمان و مکان کو پیدا فرمانے کے بعد اب بھی جسم و جسمانیات مکان و مکانیات زمان و زمانیات سے پاک و منزه ہے۔ کسی آیت یا حدیث یا قول بزرگان دین کے ظاہری معنی جو اس عقیدہ ثقہ ضروریہ مذہب اہلسنت کے خلاف کو موہم ہوں وہ از قبیل متشابہات ہیں۔ اس کے ظاہری معنی سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل و تقدیس واجب ہے۔ اس میں ائمہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسلک تفویض ہے۔ اور ائمہ متاخرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک تاویل ہے۔ لیکن اس کے ظاہر معنی مراد لیکر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود کہنا یا اس کے وجود کو ہر جگہ موجود بتانا یوں کہنا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں پر خدا نہیں قطعاً حرام ہے۔ گمراہی ہے بد دینی ہے۔ بلکہ فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے "از خدا کے بیچ مکان خالی نیست" کہنے کو کفر بتایا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ اللہ جل جلالہ کو حاضر و ناظر کے معنی مجازی عالم اور ناظر کے مجازی معنی بصیر مراد لے کر حاضر و ناظر کہنا اگرچہ کفر نہیں لیکن ان الفاظ کا اللہ عز وجل پر اطلاق جائز نہیں۔ لہذا زید حق پر ہے۔ اور مخلد و عمرو دونوں باطل پر۔ البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو علیٰ کل شئی شہید اور بکل شئی محیط اور بکل شئی بصیر ہے اپنے محض فضل و کرم سے اپنے محبوب اکرم و خلیفہ اعظم و منظرہ اتم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ہر زمان و ہر مکان میں حاضر و ناظر بنایا ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

سب بارگاہ نبوی و بندہ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی فقیر ابوالفتح عبیدالرضا
محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ والہ البویہ والہ و انوانہ و احبابہ
ربہ المولیٰ العزیز القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت
جمعہ مبارکہ نو ذی الحجہ ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۶۰ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۰ء۔

۶۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص نے مکہ معظمہ کے حرم شریف اور مدینہ کی مسجد نبوی
میں جماعت سے نماز نہ پڑھی کیا وہ شخص پکڑا جاتا ہے۔ اور اکثر حجاج زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے وہاں جماعت
سے نماز پڑھتے ہیں کیا وہ سنی حنفی نہیں ہیں؟ از روئے دلائل تحریر فرمائیں۔

المستفتی سکندر۔ محلہ اسلام پورہ
۱۳ اگست ۱۹۴۹ء۔ مالیکائوں ضلع ناسک۔

الجواب؛

اللہم ہدایۃ الحق والصواب:-

آج کل حرمین طیبین پر ابن سعود نجدی خذلہ الواحد القہار تغلبا قابض ہے۔ وہ اور اس کے ہم عقیدہ
وہابیہ نجدیہ اپنے عقائد کفریہ کے سبب حکم شریعت مطہرہ کا فرزند خارج از اسلام ہیں۔ ختنائے نجدیہ صرف
یہی نہیں کہ عقیدہ شفاعت کے منکر ہیں (ملاحظہ ہو تحفہ وہابیہ صفحہ ۶۸) بلکہ ان کا عقیدہ خبیث ہے کہ من
قال یا رسول اللہ اسألك الشفاعۃ فانہ کافر مشرک مہدار الدم والمال۔ یعنی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والا کافر ہے مشرک ہے۔ اس کا خون بہانا
حلال ہے، اس کا مال لوٹنا مباح ہے۔ شیاطین نجدیہ کا عقیدہ نجمہ ہے۔ (ملاحظہ ہو تحفہ وہابیہ صفحہ ۵۹) کہ
من جعل الا نبیاء والملائکۃ الاولیاء وسائط بینہ و بین اللہ لیشفعوا لہ
عند ربہم فہو کافر مشرک حلال الدم مباح المال یعنی جو شخص انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ و واسطہ بنانے اس لئے کہ وہ اللہ

تبارک و تعالیٰ کے حضور اس کے لئے شفاعت کریں تو وہ کافر ہے مُشرک ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اس کا مال لوٹنا مباح ہے۔۔۔۔۔۔ یہ تو نجدی وہابیوں کے گندے عقیدے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بندوں کا اس کے دربارِ عزت میں شفیع ہونا اور اللہ عز و جل کے حضور اس کے بندوں کے لئے ان کا واسطہ و وسیلہ ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ ان دونوں مُبارک عقیدوں کی تصریح صریح خود رب العزّة جل جلالہ نے قرآنِ عظیم میں فرمائی۔ فرماتا ہے جل و علا۔ لا یملکون الشفاعة الا من اتخذا عند الرحمن عهدا یعنی شفاعت کے مالک اللہ تعالیٰ کے صرف وہی بندے ہیں جنہوں نے رحمن کے حضور عہد لے رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ۔ ولا یملک الذین یدعون من دون الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون یعنی اور وہ لوگ جن کو مُشرک لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مالک نہیں شفاعت کے مالک تو صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ اور فرماتا ہے عز جلالہ اولئک الذین یدعون یتبتغون الی ربهم الوسیلة ایہم اقرب یعنی عزیز و عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام جبکہ یہود و نصاریٰ و مُشرکین پوجتے ہیں یہ حضرات تو خود ہی اپنے رب کی طرف اسکو وسیلہ بناتے ہیں جو اللہ کے دربار میں ان سے زیادہ قرب رکھتا ہے (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کا محبوب اکرم و منظر اتم شہنشاہ و دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نجدی مردود علیہ بالستحقہ نے اپنے نجس اقوال میں ان آیاتِ قرآنیہ کو کھلم کھلا جھٹلایا۔ اور بھی اس قسم کے عقائدِ نجبہ یہ بئیسہ خود ابن سعود نجدی علیہ بالستحقہ کی شائع کردہ نایاک کتاب الہدیہ السنیہ و التحفۃ الوہابیہ میں بھرے پڑے ہیں۔ جن میں علانیہ نجدیہ نے کھلم کھلا قرآن پاک کی آیاتِ کریمہ کی تکذیب کی ہے اور جو شخص کسی ایک آیتِ قرآنیہ کی بھی تکذیب کرے وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد طحز زندق ہے۔ جس کو اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ کتاب مستطاب سل الصوارم الصدیہ علی حلیف شیاطین النجدیہ کو ملاحظہ کرے۔۔۔۔۔۔ بہر حال جس سُنی حنفی مسلمان کہلانے والے نے جان بوجھ کر مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ میں یا اور کہیں ابن سعود مردود و خذلہ المعبود کے مقرر کردہ اس کے ہم عقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھی وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ وہابی نجدی کو قابلِ امامت مسلمان سمجھ کر خود کافر مرتد زندق ہو گیا۔ اس کا ایمان و اسلام ہی معاذ اللہ جاتا رہا تو اس کی نماز باطل اس کا روزہ باطل اس کی زکوٰۃ باطل اس کا حج باطل۔ وہ حاجی نہیں بلکہ بے دین پاجبی ہے اور مقدس دین اسلام کا پاجبی ہے۔ سُنی مسلمانوں پر فرضِ شرعی ہے کہ ایسے شخص سے جملہ اسلامی تعلقات قطعاً ختم کر دیں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكوا بالنار۔ اس پر فرض قطعی ہے کہ وہ نبی
 امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے توبہ کر کے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔ استطاعت ہو تو دوبارہ حج اس پر
 فرض ہے۔ پہلا حج باطل ہو گیا۔ کثرت ثواب حاصل کرنے کیلئے مسجد حرام و مسجد نبوی شریف میں اپنی نماز الگ
 پڑھ سکتا ہے۔ یا چند سنی مسلمان کو اکٹھا کر کے اپنی نماز کی جماعت علیحدہ کر سکتا ہے۔ کثرت ثواب کے لئے
 اگر مرتد کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہو تو رافضی قادیانی کی اقتداء میں بھی نماز جائز ہو جائے کہ آجکل وہابیوں دیوبندوں
 کی طرح بہتر سے رافضی قادیانی بھی آزادانہ حرمین مطہرین طہرہما اللہ تعالیٰ من نجاستہ النجسہ یہ اہل الکفر والین
 کو حج کے نام سے جانے لگے ہیں۔ حرمین مطہرین پر نجدی مرتد کا تغلب بھی ہمارے ہی اعمال سیاہ کی شامت ہے
 ح " شامت اعمال ماصورت نجدی گرفت " قال اللہ تعالیٰ وما اصابکم من مصیبة فہما کسبت
 ایدیکم وایفوا عن کثیر۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ من شرور انفسنا و من
 سیئات اعمالنا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ
 وسلم۔

فقیر البوافتح عبید الرضا محمد شمت علی خاں قادری ہرکاتی رضوی مجددی لکھنوی
 غفرلہ ولا یوبیہ وایلمہ واثوبہ واثابہ ربہ المولی العزیز القوی۔
 محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

الْقَوْلُ الْأَزْهَرُ فِي الْقِتَادِ بِالْأَوْدِ اسپیڈ

۱۳ — م — ۷۲

استفتاء

آمدہ از دارالافتاء قادریہ

نمبر ۲۳۶- کیولرے روڈ، معسکہ بنگلور

مسئولہ: حضرت مولانا المکرم المفخم عبد النبی الامی السید

حیدر شاہ الفت قادری المعروف پیر بھڑوالا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ آلہ نو ایجاد جس کی عربی مکتبہ الصوت اور انگریزی "لاؤڈ اسپیکر" ہے جس کا استعمال مجالس و معاہد نصاریٰ میں مجمع کثیر کو آواز پہنچانے کی غرض سے ہوا کرتا ہے، اگر اہل اسلام بچکانہ یا جمعہ وعیدین کے وقت مصلیوں کو آواز انا پہنچانے کے لئے اپنی مساجد وعید گاہ میں نصب کریں، اسکی آواز پر مصلی تکبیر تحریرہ انتقالات عیدین ادا کریں قرأت و خطبہ سنیں جو قوت برقی سے اس آلہ کے ذریعے ہوا میں ٹکراتی ہوئی غیر جنس سے ان کو پہنچی جسے تلاوت کا حکم نہیں، جیسے آیات سجدہ ہوا، صدائے گند و جبال، طوطی، مولو گراف، ٹیلیفون سے سننے پر سجدہ تلاوت کا حکم نہ ہوا کہ وہ غیر جنس سے سننے میں جو تلاوت نہیں۔ پس اس نماز کیلئے کیا حکم ہوگا؟ صحیح و درست ہے یا فاسد و تباہ۔ اور یہ نو ایجاد آلہ مساجد وعید گاہ میں نصب کرنا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ اور ما زلۃ المسلمون حسنا میں داخل ہے یا من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ اور من احدث فی امرنا اور من عمل عملاً لیس علیہ امرنا اور کل بدعة ضلالة اور من تشبہ بقومہ میں۔ اور جن تکلفات سے ہم مساجد میں منع کئے گئے یہ آلہ ان تکلفات سے ہے یا نہیں؟ منتظمین مساجد وعید گاہ پر اس کے ارتکاب سے توبہ لازم ہوگی یا نہیں؟ بتیوان توجروا۔

اَلْجَوَابُ وَتَوْفِيقُ الصَّدَقِ وَالصَّوَابِ مِنَ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ۔

حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا علی حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنانے اپنے رسالہ مبارکہ مسی بنام تاریخی الکشف شافیاً فی حکم فونوجرافیا میں صوت وصدائے متعلق اپنے ابحاث رائقہ و تحقیقات فائقہ سے چند امور روشن فرمائے۔ پہلے انھیں کا بیان کیا جائے کہ انھیں سے حکم سلسلہ رنگ الفیلح پائے۔ مقدمہ اول میں فرماتے ہیں۔ نَفَعْنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِعِلْمِهِ الْمُبَارَكَةِ فِي الدَّارِ الْاُولٰئِیْ وَرَضٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

ایک حکم کا دوسرے سے بقوت ملنا جسے قرع کہتے ہیں یا بسختی جدا ہونا کہ قلع کہلاتا ہے جس ملا لطفی مثل ہوا یا آب میں واقع ہو، اس کے اجزاء مجاورہ میں ایک خاص تشکل و تکلیف لاتا ہے اسی شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے۔ اس صورت قرع کی قرع سے کہ زبان و گلوئے متکلم وقت تکلم کی حرکت ہوائے ہن کو بجا کر اس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے، یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصہ کلام پر بنتی ہے جسے قدرت کاملہ نے اپنے ناطق بندوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتدا ہو وہ قرع و تسلسل واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے دہن متکلم اگر بعینہ ہوائے گوش سامع ہوئی تو یہیں وہ آواز سننے میں آجاتی۔ مگر ایسا نہیں، لہذا حکیم عزت جلّ نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اس کی ہوائے گوش میں بنانے کیلئے سلسلہ تموّج قائم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نرم و تراجم میں تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالو یہ اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متصل کو وہ اپنے مقارب کو جہاں تک اس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے۔ یہی حالت بلکہ اس سے بھی زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت و رطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے۔ لہذا قرع اول سے کہ ہوائے اول متحرک متشکل ہوئی تھی اس کی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرع کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنیں، اسکی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا۔ اب اس ہوائے سوم میں مرتسم ہوئیں۔ یوں ہی ہوائے حصّے بروہہ تموّج ایک دوسرے کو قرع کرتے اور بوجہ قرع وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کھچا ہے یہ موجی سلسلہ اس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے متشکل ہو کر اس پٹھے کو بجا یا یہاں بھی بوجہ حرف ہوا بھری ہے اس قرع نے اس میں بھی

وہی اشکال و کیفیات جن کا نام آواز تھا پیدا کیں۔ اور اس ذریعے سے لوح مشترک میں مرتسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالیٰ ادراک سمعی حاصل ہوا۔ ————— الحاصل — ہر شے کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ ہے، بے اس کے ارادے کے کچھ ممکن نہیں۔ وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں۔ مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی قرع و قلع ہے اور اس کے سننے کا تموج و تجرد قرع و قلع تا ہوائے خوف سمع ہے متحرک اول کے قلع سے ملا مجاور میں شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرئی ہوئی تو وہی الفاظ و کلمات تھے نہ اور قسم کی آواز، اس کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش بھی دی۔ اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی چٹھا کہ یہاں اس میں بنا تھا، اس میں اتر گیا یوں ہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ تموج و قرع میں ضعف آتا جاتا ہے اور پٹھا ہلکا پڑتا جاتا ہے۔ لہذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حرف صاف سمجھ میں نہیں آتے۔ یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کہ موجب قرع آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرع سے اس شکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اترتی، آواز نہایت تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قدام اس متحرک محرک اول کی طرف ہے اور راس اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جس طرح زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی نہیں بنتی بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظلی کے کہ مقابل جرم میں اور بخلاف مخروط شعاع بصر کے کہ نہا سمت مواجہ میں بنتا ہے۔ ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک پٹھا سب تک پہنچے گا سب اس آواز کو سنیں گے۔ پٹھوں کی تعداد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائے گی۔ یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنین بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آئی۔ —————

اس تقریر سے بحدہ تعالیٰ منکشف ہو گیا، ۱۔ آواز اس شکل و کیفیت کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم تر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوئی، ۲۔ اس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۃ الہی ہے، دوسری چیز اصلاً نہ موثر نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قلع و قرع ہے، ۳۔ سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بشکل آواز ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قرع کرنا۔ اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا، ۴۔ ذریعہ حدوث

قرع و تلح ہیں اور وہ آتے ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدت ہیں، جن کا مسلسل کے ساتھ رہنا ضروری نہیں، ۵۔ آواز ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے، بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوئی کان تک پہنچتی ہے، ۶۔ وہ آواز کندہ کی صفت نہیں بلکہ ملا متکیف کی صفت ہے ہوا ہو یا پانی وغیرہ آواز کندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے ولہذا اس کی طرف اضافت کی جاتی ہے جبکہ، ۷۔ وہ آواز کندہ کی صفت نہیں بلکہ ملا متکیف سے قائم ہے تو اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے، ۸۔ انقطاع تموج اندام سمع کا باعث ہو سکتا ہے کہ کان تک اس کا پہنچنا بذریعہ تموج ہی ہوتا ہے نہ اندام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے، ۹۔ دوبارہ تموج ہو تو اس سے تجدید سمع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہوئی، جبکہ تشکل وہی باقی ہے، وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متجددہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا تشکل اول کہ مثلاً ہوائے دہن متکلم میں پیدا ہو کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اس کی کاپیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اس کو آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔ انتہی مختصاً۔

مقدمہ ثانیہ میں فرماتے قد سنا اللہ تعالیٰ بأسرارہ القدسیۃ،

گنبد کے اندر پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پیچھے اور کبھی صحرائیں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اس کے سننے سے بھی دوبارہ سجدہ واجب نہیں نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سنی یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر و در میں ہے لا تجب بسماعہ من الصدی باب سجدۃ اول (۱) بحر الرائق میں ہے تجب علی المحدث والجنب وعلی کل السامع بتلاوة هؤلاء الا المجنون لعدم اہلیتہ لا نعدم التعمیز کالسمع من الصدا کذا فی البدائع والصدی ما یعارض الصوت فی الاماکن الخالیۃ۔ اب صدایں علماء مختلف ہیں کہ صدا اس تموج اول سے پلٹتی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہو کر تموج تازہ اس کیفیت سے متکیف ہو کر ہم تک آتا ہے۔ موافق و مقاصد اور ان کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا، پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں۔ بعض اس طرف جاتے ہیں کہ پلٹی وہی صدا ہے۔ مگر اس میں تموج نیا ہے۔ یہی ظاہر

شرح مواقف و طوابع و بعض شروح طوابع ہے، بعض تصریح کرتے ہیں کہ صدا ہی دوسری اس کیفیت سے متکیف ہو کر آتی ہے۔ یہ نص مواقف و مقاصد و شروح ہے۔ مطالع الانظار کی عبارت پھر مختل ہے و لہذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کرے۔

اقول بر تقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے۔ اولاً صدائے جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اس کا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اس کا ممکن ٹھہرا (نہ محرک) ثانیاً۔ اثر قزع دو تھے محرک و تشکل جو صدمہ محرک سے روک دے گا تشکل کب رہنے دے گا، جو نقش بر آب سے نہایت جلد مٹنے والا ہے۔ پانی کو جنبش دینے سے جو تشکل اس میں پیدا ہوتی ہے اس کے ساکن ہوتے ہی معاً جاتی رہتی ہے۔ اور جب وہ تشکل جاتا رہتا ہے تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی تو اشکال حریفہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک غیر ناطق سے عادتاً ناممکن ہیں تو اس قول ثانی کی صحیح و صاف تعبیر وہی ہے جو مواقف و مقاصد میں فرمائی۔ یعنی مثلاً متقاومت جبل سے یہ ہوا توڑ گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اس کے قزع سے اس میں تشکل و تحرک آیا آواز کا ٹھیس اس میں سے اتر گیا۔ اور یہ رک گئی کہ اس میں نہ تحرک رہا نہ تشکل۔ بہر حال اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اُسے لئے پلٹ آئی یا اس کے قزع سے آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی۔ مگر شرع مطہر نے اس کے صنف سے سجدہ واجب نہ فرمایا، اقول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سمع میں ایجاب سجدہ کیلئے اسی تموج اول سے وقوع سمع لازم ہے۔ اور قول اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلووز بان ثانی نے پیدا کی تھی، پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہو گئی۔ انتہی لمخصاً۔

اب کہ صوت و صدا دونوں کی حقیقت ان کے حدوث کی کیفیت ان کے احکام کی تفصیل با وضاحت معلوم ہو گئی تو اس آلہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف چلیے۔ یہ بھی اس مصادمت صوت کی اصل پر بنایا گیا ہے کہ جو آواز اس میں پہنچے آلہ اس کے ساتھ متقاومت کر کے اس میں گونج پیدا کر کے دوڑ تک پہنچائے گنبد کی گونج اور اس آلہ سے سُنی ہوئی آواز دونوں صدا ہونے میں برابر ہیں، فرق اسی قدر ہے کہ عموماً گنبدوں میں جو گونج پیدا ہوتی ہے وہ گنبد کے اندر ہر طرف پھیل جاتی ہے اور یہ آلہ اس گونج کو مقید و محفوظ کر لیتا ہے جس کو لاؤڈ اسپیکر تک مفسد و محفوظ صوت میں برقی رو پہنچا دیتی ہے اور وہی

گوئج لاؤڈ اسپیکروں سے خارج ہو کر سُنائی دیتی ہے۔ اسی تقید و تحفظ کے سبب لاؤڈ اسپیکر کے اس حصے سے جس کے مقابل تلاوت یا گفتگو کی جاتی ہے۔ اگر آواز بہت عمدہ ہو تو بہت خفیف گوئج کی صورت میں صدا سُنائی دیتی ہے۔ اور اگر آواز خراب ہو تو نہایت ہی بھیانک اور مکروہ آواز کی شکل پر وہ گوئج سُنانے میں آتی ہے۔ ایک آواز تو خود تالی یا متکلم اپنی تلاوت یا گفتگو کی اپنے کان سے سُن رہا ہے۔ اگر آواز مکبر الصوت سے سُنائی دینے والی آواز صراحتاً نہیں تو تالی یا متکلم خود اپنی آواز کے علاوہ یہ دوسری صدا گوئج کی شکل میں کیسے سُن رہا ہے۔ اگر کسی لاؤڈ اسپیکر کا منہ خود تالی یا متکلم کے مقابل اس کے قریب کر دیا جائے تو وہ بالکل اسی طرح اپنی آواز کی صدائے بازگشت اپنی آواز سے علیحدہ و متمیز طور سے سُنتا ہے۔ اس کی صدا کا اصل صوت سے علیحدہ متمیز ہو کر مسموع ہوتا ہے۔ اس کے صدا ہونے کا بین ثبوت ہے کہ تالی یا متکلم اپنی اصل صوت تو اپنے کان سے سُن چکا اس کی زبان و گلو کی تحریک نے ہوا میں جو تموّج و تحریک و تشکّل کا سلسلہ پیدا کر دیا تھا اور اسی سلسلے کی ایک کاپی خود اس کے ہوائے گوش میں مرتقم ہو کر جس مشترک کے ذریعے نفس ناطقہ کو بدرک مسموع ہو چکی پھر بغیر کسی مصادمت و مقاومت کے اس سلسلہ تموّج کا دوبارہ اسی طرف واپس آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ تو یہ نہیں ہے مگر صدا۔ رہا یہ شبہ کہ صدائے گنبد اپنی اصل صوت سے مختلف ہوتی ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کی صدا اصل صوت کے مثل ہوتی ہے۔ تو اولاً صدائے آواز بھی یوں ہی اصل صوت سے ضروری الجملہ مختلف ہوتی ہے اگرچہ آواز کی عمدگی کے سبب اختلاف بہت کم محسوس ہو۔ اور اگر آواز خراب ہو تو پھر میکروفون بالکل مکروہ فون ہی ہو جاتا ہے،

ثانیاً — صدائے گنبد کا بھی اپنی صوت سے اختلاف محسوس ہونا ضروری نہیں، بجا پور کا مشہور گول گنبد بہت زائد وسیع و بلند و فراخ ہے۔ اس میں یہ صنعت اب تک شاید ہے کہ اگر گنبد کے اندر دو شخص ایک دوسرے سے قطر بھر کے فاصلے پر دیوار گنبد کے پاس بیٹھ کر بہت ہی آہستہ آواز کے ساتھ باہم گفتگو کریں تو ہر ایک شخص دیوار گنبد سے کان لگا کر دوسرے کی گفتگو بخوبی سُنتا ہے اور دیوار گنبد سے جو صدا مسموع ہوتی ہے اس کا اصل صوت سے کچھ بھی اختلاف محسوس نہیں ہوتا، بعینہ اصل متکلم کی آواز معلوم ہوتی ہے بلکہ جو خوبی سلطان ابراہیم عادل شاہ کے مزار کے اس گول گنبد میں ہے وہ اب تک کسی بہتر سے بہترین لاؤڈ اسپیکر میں پیدا نہ ہو سکی۔ سینکڑوں برس کا ایک پرانا گنبد جس میں

یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی ان مبلغین کا اتباع کرتا ہے۔ بلکہ مقتدیوں نے جس امام کی اقتدا کی ہے ان تکبیرات مبلغین سے اپنے اس امام کا انتقال پر اطلاع پاکر اسی کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی مقتدی اپنی ناواقفی کی بنا پر کسی مبلغ ہی کا اتباع کرے تو وہ مبلغ اس مقتدی کا اسی نماز میں شریک اور اسی امام کا مقتدی تو مَن لَمْ یَدْخُلْ فِی الصَّلَاةِ کی اقتدا نہ ہوئی۔ فافہم ۱۲ منہ

لہذا وقت نماز اس آئے کے استعمال سے احتراز لازم و ضروری ہے۔ اور وقت خطبہ اس آئے کا استعمال نہ کرنا اچھا ہے۔ شرع مطہر نے خطبے کا مقصود اصلی ذکر الہی بتایا ہے۔ فاسعوا الی ذکر اللہ اور خطبہ کا صرف سننا ہی فرض نہیں ٹھہرایا کہ خطبے سے متعلق قرآن پاک میں فاسمعوا ذکر اللہ نہ آیا بلکہ اگر مقتدی اس قدر فاصلے پر ہو کہ خطیب کی آواز نہ پہنچ سکے تو بھی اس پر خاموش رہنا فرض فرمایا۔ اور فقہ حنفی نے اس انصابت پر بھی قائم مقام استماع ہونے کا حکم سنایا۔ تو خطبہ میں بھی یہ آکر بے ضرورت ٹھہرا۔ اور خطبہ اگرچہ نماز نہیں لیکن نماز کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے لہذا وقت خطبہ اس نوا ایجاد آئے کے استعمال سے اجتناب احتراز ہی بہت ہے۔ خطبے کا مقصود اصلی ذکر الہی دور فاصلے پر جگہ پانے والے مقتدی کو بھی قلبی طور پر محض انصابت ہی سے حاصل ہے۔ اور وہ اپنے حضور جسمی کے ساتھ احترام خطبہ و انتثال حکم شرعی کیلئے خاموش بیٹھ کر بھی فاسعوا الی ذکر اللہ پر عمل کرنے والوں میں داخل۔ البتہ وعظ کی مجلسوں میں اس کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا کہ وعظ کا مقصود اصلی تبلیغ و تعلیم و تذکیر و تفسیم ہے جو بغیر سنے محض انصابت سے حاصل نہیں ہوتا۔ علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

المُبْلَغُ إِذَا قَصَدَ التَّبْلِيغَ فَقَطْ خَالِيًا عَنْ قَصْدِ الْأَحْرَامِ فَلَا صَلَوةَ لَهُ وَلَا لِمَنْ يُصَلِّي بِتَبْلِيغِهِ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ لِأَنَّهُ اقْتَدَى بِمَنْ لَمْ يَدْخُلْ فِي الصَّلَاةِ فَإِنْ قَصَدَ بِتَكْبِيرِهِ الْأَحْرَامَ مَعَ التَّبْلِيغِ لِلْمُصَلِّينَ فَذَلِكَ هُوَ الْمَقْصُودُ مِنْهُ

یعنی مبلغ جب نماز میں داخل ہونے کی نیت سے خالی ہو کر صرف تبلیغ ہی کا ارادہ کرے۔ یعنی اس کی نیت صرف یہی ہو کہ مقتدیوں کو امام کی تکبیر تحریمہ پر اپنی تکبیر کے ذریعے سے اطلاع پہنچائے اپنی تکبیر سے خود اپنا نماز میں داخل ہونا اس کو مقصود نہ ہو تو نہ اس کی نماز ہے اور نہ ان لوگوں کی نماز ہے جو اس حالت میں اس کی تبلیغ پر نماز ادا کرے

شَرَعًا كَذَافِي فَتَاوَى الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ
 بَنِ مُحَمَّدٍ الْغَزِّيِّ الْمُلَقَّبِ بِشَيْخِ الشُّوْخِ
 وَوَجْهَهُ أَنْ تَكْبِيرُهُ إِلَّا فِتْحًا شَرْطًا
 أَوْ رُكْنًا فَلَا بَدَلَ لَهُ فِي تَحْقِيقِهَا مِنْ
 قَصْدٍ إِلَّا حُرَامِ أَى الدَّخُولِ فِي الصَّلَاةِ
 وَأَمَّا التَّسْمِيْعُ مِنَ الْإِمَامِ وَالتَّحْمِيدُ
 مِنَ الْمُبْلَغِ وَتَكْبِيرَاتُ إِلَّا نَتَقَالَاتِ
 مِنْهُمَا إِذَا قَصَدَ بِمَا ذَكَرَ إِلَّا عِلَامٌ فَقَطْ
 فَلَا فَسَادَ لِلصَّلَاةِ كَذَافِي الْقَوْلِ
 الْبَلِيغِ فِي حُكْمِ التَّبْلِيغِ لِلسَّيِّدِ أَحْمَدَ
 الْحَمَوِيِّ وَاقْرَأَ السَّيِّدُ أَبُو السَّعْدِ عُودُ فِي
 حَوَاشِي مَسْكِينٍ وَالْفَرْقُ أَنَّ قَصْدَ
 الْإِعْلَامِ غَيْرُ مُفْسِدٍ كَمَا لَوْ سَبَّحَ لِيُعْلَمَ
 غَيْرُهُ أَنَّ فِي الصَّلَاةِ وَلَمَّا كَانَ الْمَطْلُوبُ
 هُوَ التَّكْبِيرُ عَلَى قَصْدِ الذِّكْرِ وَالْإِعْلَامِ
 فَكَانَتْ لَهُ لَعْنٌ ذَكَرَ وَعَدُّ الذِّكْرِ فِي غَيْرِ
 التَّحْرِيمَةِ غَيْرُ مُفْسِدٍ وَقَدْ اشْتَبَعْنَا عَلَى
 هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ فِي رِسَالَتِنَا الْمُسَمَّاةِ تَنْبِيْهُ
 ذَوِي الْأَفْهَامِ عَلَى حُكْمِ التَّبْلِيغِ خَلْفَ
 الْإِمَامِ - (صفحة ۴۴۳ من الجلد الاول)

ہیں اس لئے کہ انہوں نے ایسے شخص کی اقتداء کی جو نماز میں
 داخل ہی نہیں ہے۔ تو اگر مبلغ اپنی تکبیر سے نماز میں داخل
 ہونے کے ساتھ مصلیوں کو امام کے تحریمہ پر اطلاع پہنچانے
 کا قصد بھی کرے تو شرعاً اس سے یہی مقصود ہے۔ ایسا
 ہی شیخ الشیوخ محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتاویٰ
 میں ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے وقت تکبیر
 شرط ہے یا رکن ہے۔ تو تکبیر تحریمہ ادا ہونے کیلئے نماز میں
 داخل ہونے کا ارادہ ضروری ہے۔ لیکن امام کا سبغ اللہ لمن
 حمده کہنا اور مبلغ کا ربنا لک الحمد کہنا اور امام و مبلغ دونوں کا
 ایک رکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا دوسرے رکن کو شروع
 کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجا لاتے ہوئے تکبیریں کہنا اگر
 ان چیزوں سے صرف یہی مقصود ہو کہ مقتدیوں کو خبر دی جائے
 تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ایسا ہی علامہ سید احمد حموی رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ کے رسالے القول البلیغ فی حکم التبلیغ میں ہے
 اور علامہ سید ابوالسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حواشی مسکین میں
 اسکو مقرر رکھا اور فرق یہ ہے کہ خبر دینے کی نیت کرنا مفسد نہیں
 ہے جیسا کہ نمازی نے نماز میں سبحان اللہ اس نیت سے کہا کہ
 دوسرے کو اپنا نماز میں مشغول ہونا بتا دے۔ اور چونکہ شرعاً یہی
 مطلوب ہے کہ ذکر الہی اور اعلام مصلین کی نیت سے تکبیر کے تو
 جب اُس نے صرف یہی نیت کی کہ مصلیوں کو خبر دے تو گویا اس

نے ذکر نہ کیا۔ اور تحریمہ کے ہوا دوسرے انتقالات کے وقت ذکر نہ کرنا مفسد نہیں۔ اور بیشک اس مسئلے پر ہم نے اپنے رسالے

”تنبیہ ذوی الافہام علی حکم التبلیغ خلف الامام“ میں مفصل بحث کی ہے۔

یہ بحدہ تبارک و تعالیٰ اس مسئلہ کا گویا جزئیہ صریح ہے کہ جو شخص نماز میں داخل نہیں اس کی

اقتدا مفسد نماز ہے۔ اور آگے لاؤڈ اسپیکر نماز میں داخل ہونے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتا تو اس سے تکبیر تحریمہ کی صدا سن کر اسکی اقتدا کرنے والا نماز میں قطعاً داخل ہی نہیں ہوا۔ اور جس نمازی نے اقتدا تو اپنے امام کی کر کے نماز تو شروع کر دی، نماز شروع کرنے میں لاؤڈ اسپیکر کی صدا کی اقتدا قطعاً نہ کی اسکی نماز تو شروع ہو گئی لیکن درمیان نماز میں کسی ایک رکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا کسی رکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجا لاتے ہوئے اگر صدائے لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا کر لی تو نماز فوراً جاتی رہی، بخلاف مبلغ کے جس نے تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہونے کی نیت بھی کر لی تو وہ نماز میں داخل ہو گیا، اب اگرچہ تحمید و تکبیرات انتقالات سے صرف اعلام مصلین ہی کی نیت کہے تو بھی نماز سے خارج نہ ہوگا۔ لہذا کوئی مصلی اگر اپنی ناواقف یا کم فہمی کے سبب اسی مبلغ ہی کی اقتدا کرے گا تو ایسے ہی کی اقتدا کرے گا جو اس کے ساتھ اسی کی نماز میں داخل ہے۔ تو یہ مَن لَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ کی اقتدا نہ ہوئی۔ اور لاؤڈ اسپیکر تو بہر حال مَن دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ ہونے کی ہرگز صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس کی اقتدا تو بہر حال مبطل صلوٰۃ و مفسد نماز ہے۔

فَافْهَمُوا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَأَخُودَعُونَ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَا لَكُنَا مُحَمَّدٍ وَإِلَيْهِ وَصَّيْهِ أَجْمَعِينَ وَاللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُهُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ

فقیر المولف فتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

ساکن محلہ بھورے خاں پٹلی بھیت

جمعہ مبارکہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

(مہر)

استفتاء:

مسئلہ از لاہور کاٹھیاواڑ، مسئلہ خدام اہلسنت و جماعت بدست موسیٰ نور محمد

۱۲ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ

۸۶۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق کہ یہاں سنت جماعت کی مسجد کے استنجا خانوں میں غیر مذہب کے لوگ استنجا کرنے کیلئے آنا چاہتے ہیں اور بعض جاہل ان کو اجازت دینا چاہتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

مسجد کے متعلق جو استنجا خانے بنائے جاتے ہیں وہ ہر ایک شخص کیلئے عام نہیں ہوتے بلکہ صرف انہیں لوگوں کیلئے مخصوص ہوتے ہیں جو اس مسجد میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے کے حقدار ہیں اور مسلمانان اہلسنت کی بنائی ہوئی مسجد میں حاضر ہونے، اس میں نماز پڑھنے کا حق صرف سنی مسلمانوں ہی کو ہے۔ سنیوں کی مسجد میں کسی اور فرقے کے کلمہ گو کو ہرگز کچھ حق نہیں اس لئے کہ سنیوں کے مذہبی مسائل میں یہ بھی ہے کہ بد مذہبوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول حرام ہے۔ اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَیَّاكُمْ وَ اَیَّاہُمْ لَا یُضِلُّوْكُمْ وَلَا یُفْتِنُوْكُمْ۔ یعنی بد مذہبوں سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث شریف میں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِنْ مَرَضُوا فَلَا تُعُوْذُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْہِدُوْهُمْ یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو دیکھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر حاضر نہ ہو۔ (رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تیسری حدیث شریف میں ہے، حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِنْ لَقِیْتُمْوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْہُمْ۔ یعنی اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام نہ کرو۔ (رواہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور شہنشاہ دارین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا مَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاصِلُوهُمْ وَلَا تَمْلِكُوهُمْ۔ یعنی ان کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ (رواہ العقیلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانچویں حدیث شریف میں ہے، حضور مالک کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَصَلُّوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تَصَلُّوْا مَعَهُمْ۔ یعنی ان کے جنازے پر نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ رواہ ابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قرآن عظیم میں اللہ واحد قہار جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔
وَمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
یعنی اور اے سننے والے اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ
جب سنی مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسائل داخل ہیں کہ بد مذہبوں گمراہوں سے میل جول رکھنا حرام
ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام، ان کی بیماری میں انھیں دیکھنے جانا حرام، ان کے جنازے پر جانا حرام، ان کو
سلام کرنا حرام، ان کے ساتھ کھانا پینا حرام، ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام، ان کے جنازے کی نماز پڑھنا
حرام، ان کے ساتھ نماز پڑھنا حرام، تو پھر مسلمانان اہلسنت کی بنوائی ہوئی مسجد میں سنیوں کے سوا
کسی اور فرقے کے کلمہ گویوں کو حاضر ہونے نماز پڑھنے کا حق ہونا خلاف مذہب اہل سنت ہے جو ہرگز ہرگز
گمراہوں بد مذہبوں کو دینا جائز نہیں۔

مسجد کے استنجا خانے غسل خانے صرف انھیں لوگوں کی راحت و آسانی کیلئے بنائے گئے ہیں جو اس
مسجد میں حاضر ہوتے ہیں، اس میں نماز ادا کرنے کے حقدار ہیں تو دوسرے مذہب کے لوگوں کو جو اس
مسجد میں نماز پڑھنے حاضر ہونے کا حق بھی نہیں رکھتے سنیوں کی مسجدوں کے استنجا خانے اور غسل خانے
وغیرہ کے استعمال کی اجازت دینا شرعاً کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ وہ جاہل لوگ جو بد مذہبوں گمراہوں
کو مساجد اہلسنت کے استنجا خانے غسل خانے وغیرہ کے استعمال کی اجازت دینا چاہتے ہیں ان پر فرض
ہے کہ اپنے اس اداۃ بد سے فوراً توبہ کر لیں۔ اور اللہ عز و جل کے مقدس گھروں کی کسی چیز کے استعمال
کی اجازت ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کو نہ دیں جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیارے محبوب سیدنا محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بے زار و بری ہیں۔

چھٹی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں، اِنِّیْ بَرِّئُ
 مِنْهُمْ وَهُمْ بَرِّئُوْا مِنِّیْ جِهَادُهُمْ كَجِهَادِ الْتَرِكِ وَالْدَّیْلَمِ۔ یعنی بیشک میں بد مذہبوں
 بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں اور ان پر جہاد کرنا ایسا ہے جیسا کہ ترک و دیلیم کے کافروں پر جہاد
 کرنا۔ رواہ الدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ حکم تو ان بد مذہبوں کے
 لئے ہے جن کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ اور جن کی بد مذہبی معاذ اللہ حد کفر تک پہنچ گئی
 ہو جیسے اللہ عز و جل کو بھوٹا کہنے والے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین و بارک
 وسلم کی توہین و تنقیص کرنے والے و ہابیہ دیوبندیہ، یا قرآن عظیم کو معاذ اللہ ناقص جاننے والے،
 حضرات ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے افضل
 ماننے والے رافضیہ یا آغا خاں کو خدا کا اوتار ماننے والے اس کو پوجنے والے آغا خانیہ، یا ختم نبوت کا
 انکار کرنے والے قادیانیہ، یا معجزات انبیاء کو جھٹلانے والے نیچریہ وغیرہم تو یہ لوگ بحکم شریعت
 کافر و مرتد ہیں۔ اور بے توبہ مرے تو مستحق نار ابد۔ والعیاذ باللہ الا حد الفرد الوتر الصمد۔

مسلمانان اہلسنت کی مسجد اور ان کی مسجد کی ہر ایک چیز صرف سنی مسلمانوں ہی کیلئے مخصوص ہے
 اور مرتد تو سرے سے مسلمان ہی نہیں۔ مساجد اہل سنت کی کسی چیز کے استعمال کی انھیں اجازت نہ سخت
 اشہد حرام ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھو کتاب مستطاب فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ المین۔ و کتاب کامل النصاب
 تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ۔ و رسالہ مبارکہ انفع الشواہد لمن ینخرج الوہابیین عن
 المساجد۔ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین و بارک وسلم۔

فقیر الوافتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ و لا یوبیہ و اہلہ و
 اخوانہ و احبابہ ربہ القوی، محلہ بھورے خال پیلی بھیت۔

یوم الخمیس یکم شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ

اِرْشَادُ اَهْلِ سُلَالَةِ الرِّشَادِ اِلَى بَابِ مَجَالِسِ الْمِيْلَادِ

استفتاء

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔
محفل میلاد مروجہ میں قیامِ تعظیمی فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔ اور مستحب کی تعریف کیا ہے نیز اس کے کرنے سے کتنا ثواب اور نہ کرنے سے کتنا گناہ، علاوہ اس کے قیامِ تعظیمی کے منکر یا تارک کو بے ایمان دشمن رسول غیر مقلد و ہابی، لہابی وغیرہ کہا جاسکتا ہے یا قابلِ ملامت و فضیحت یا نا قابلِ ملامت و الفت ہے۔ مفصل جواب قرآن، حدیث و ائمہ اربعہ خصوصاً فقہ حنفی کی معتبرہ و متداولہ کتب مع حوالہ صفحہ و غیرہ مرحمت فرمایا جائے تاکہ مسائل پر عمل کرنے میں سہولت ہو۔

المستفتی خادمِ دین اللہ ابو الحجتہ محمد مصطفیٰ خان

عملہ گدر ہوا بلرام پور ضلع گونڈہ (یو پی)

الجواب اللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ.

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمًا

وَعَلَى ذَوِيهِ وَصَحْبِهِ اَبَدَ الدُّهُورِ وَكَرَّمَا

محفل میلاد اقدس میں قیام اگر حیرہ فی نفس ذاتہ مستحب ہے جس کا مفصل بیان کتابِ مستطاب "اِذَا قَامَ الْاَشَامُ لِمَا نَعَى عَمِلَ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامِ" اور اس کے حاشیہ مبارکہ "رِشَاوَةُ الْكَلَامِ" و فتوایں مقدسہ "اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ عَلَى طَاعِنِ الْقِيَامِ لِنَبِيِّ تَهَامَةٍ" میں مل موجود ہے۔ جس کا جی چاہے ان کتب منیرہ کی طرف رجوع لائے اور بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم مرضِ قلب سے شفا پائے۔ لیکن آج کل مجلس میلاد شریف میں قیام سے انکار کرنا اس باز رہنا کفارِ بائنیہ و مرتد بن دین و بندہ کا شمار ہے۔ جنہوں نے صاف بک دیا کہ کل علم غیب تو سرکارِ دو عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہیں اور جو بعض علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھولے
الہی حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ ایسا علم غیب تو ہر ایک ایرے غیرے کو بلکہ ہر ایک بچے ہر
ایک پاگل کو بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(حفظ الایمان اشرف علی تھانوی صفحہ ۸)

شیطان و ملک الموت کیلئے علم کا وسیع وزائد ہونا تو نص یعنی آیت قرآنی اور حدیث نبوی سے
سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم کا وسیع وزائد ہونا کسی نص
یعنی کسی آیت کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع ہونا
نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ یعنی ایسی آیات قرآنیہ جن کے معنی بلاشبہ روشن ہیں اور ایسی روشن
حدیثیں جن کے ثبوت و معنی میں کوئی شبہ نہیں اسی بات کو بیان کرنے کیلئے فرمائی گئی ہیں کہ حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم وسیع نہیں تو عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان ملعون کے علم کو
وسیع ماننے والا مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے
والا مشرک بے ایمان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصف خاتم النبیین جو قرآن عظیم میں فرمایا گیا ہے
اس کے یہ معنی مراد لینا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اقدس تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے
زمانہ بعثت کے بعد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبی ہیں تو نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے
سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (تحذیر الناس قاسم نالوتوی ص ۲۱)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بھی کسی اور نبی کا پیدا ہونا حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تحذیر الناس ص ۱۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی جدید نبیوں نے پیغمبروں کے پیدا ہونے سے حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑ سکتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تحذیر الناس ص ۲)

چالیس سال کی عمر شریف تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تہذیب اخلاق سے بالکل

بے خبر تھے۔ ایمان سے قطعاً ناواقف تھے، تمام شرعی و اخلاقی خوبیوں سے کیسر غافل تھے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
(مختصر سیرت نبویہ، عبد الشکور کاکڑی ص ۲۲)

وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فولٹے فتوے رشید احمد گنگوہی) جھوٹ بولنا ظلم کرنا ہر قسم کی تمام بے حیائیوں میں مبتلا ہونا اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ برا نہیں جھوٹ بولنے سے ظلم کرنے سے ہر قسم کی ہر ایک بے حیائی میں مبتلا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں کوئی عیب، کوئی نقصان نہیں آ سکتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(جہد المقل محمد حسن دیوبندی حصہ اول ص ۷۷)
خدا چوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم ڈھا سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے بُرے گندے گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کر سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تذکرۃ الخلیل، عاشق الہی میرٹھی ص ۸۷)
مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و مندر و دکن کو کن و گجرات و کاٹھیاواڑ و پنجاب و بنگال و مدراس کے منشیان دین و ملت و مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجماعی الفتاویٰ تمولئے شرعیہ صادر فرمائے کیسے اقوال کفریہ کے لکھنے والے ایسے کافر، مرتد، ملحد، زندقہ منافی ہیں کہ جو شخص اُن کے ان اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو کافر کہنے سے زبان روکے یا اُن کے کافر ہونے میں شک رکھے وہ بھی حکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ملحد زندقہ منافی ہے۔ (کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف)

و کتاب کامل النصاب الصوارم البینہ

اور کفار و مشرکین و مرتدین کے شعار کو اختیار کرنا شرعاً حرام ہے، ان کے شعار سے پرہیز نہ کرنا واجب شرعی ہے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ
یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔

لہذا محفل میلاد مبارک میں قیام تعظیمی صلاۃ و سلام سنی مسلمانوں پر شرعاً واجب لازم و ضروری ہے۔ اور بیشک اس قیام تعظیمی کے منکرین اپنے چوتیس عتقاد کفریہ مذکورہ ملعونہ کے سبب حکم شریعت مطہرہ کفار مرتدین ملحدین زندقہ منافیین اور بیشک وہ اپنے اقوال کفریہ مذکورہ کی وجہ سے اللہ تبارک تعالیٰ

کے دشمن اس کے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن یا بانی دیوبندی ہیں یا وہابی غیر مقلد ہیں یا وہابی نجدی ہیں۔ اُن کے اقوال کفریہ و اعمال خبیثہ پر اُن کو ملامت کرنا ان کو فضیحت کرنا اُن کی اقامت دار سے پرہیز کرنا اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے ایسے لوگوں سے نفرت و جدائی رکھنا شرعاً فرض ہے۔ حُسامُ الْحَمَیْنِ خَلَّی مِنْحَرُ الْکُفْرِ وَالْمَیْنِ وَفَتَاوِی الْحَرَمَیْنِ بِرَجَفِ نَدْوَةِ اَہْلِیْنَ آیَاتِ مُنِیْفَةٍ وَاَحَادِیْثِ شَرِیْفَةٍ وَاَرشَادَاتِ اَئِمَّةِ اِسْلَام وِعِبَارَاتِ فَتَہِیْ خَفِیْہِ وَشَافِعِیہِ مَالِکِیہِ وَحَنَبِلِیہِ اِنھیں کتب مبارکہ میں ملاحظہ ہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔
خدا نے تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید، یا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں مولود مروجہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی ایسا حکم ہے تو معتمد و حوالہ کتاب وغیرہ کے تحریر فرمائیے۔
الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

محفل میلاد مقدس کا ثبوت آیات قرآن عظیم سے بھی ہے، نبی کریم علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ہے (ملاحظہ ہو مبارک کتاب انوار آفتاب صداقت) مگر قرآن عظیم و حدیث کریم میں کسی چیز کا حکم نہ دینے سے اس کا ناجائز ہونا شرعاً ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ قرآن شریف یا حدیث نبی سے کسی چیز سے منع فرمانا ضرور اس کے ناجائز ہونے کا شرعی ثبوت ہے۔ لیکن کوئی دیوبندی کوئی غیر مقلد کوئی نجدی ہرگز ہرگز کوئی آیت کریمہ کوئی حدیث شریف ایسی نہیں پیش کر سکتا جس میں محفل میلاد شریف سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہو۔ وہابی جو محفل میلاد کریم کو ناجائز حرام کرتا ہے اپنے جی سے نئی شریعت گرھتا ہے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا جڑتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جو پیغمبر اور انبیاء گزر چکے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت

ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ ان انبیاء کی ولادت باعث مسرت ہے یا نہیں؟ اگر ان انبیاء کرام کی ولادت باعث مسرت ہے اور یقیناً ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام نے اس خوشی میں ان کی مجلس مولود قائم کی تھی یا نہیں؟ بالذلیل بتایا جائے۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

حضور اقدس سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ کے بعد سے قیامت تک جملہ مسلمانوں پر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع ضروری ہے۔ جس چیز کا حکم شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا ہے اس کا اتباع ضروری ہے۔ جس چیز کا حکم شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس کا امتناع ضروری ہے۔ یا اس کے متعلق اگلی امتوں کا معاملہ معلوم کرنا شرعاً ہرگز ضروری نہیں۔ جب شریعت مطہرہ کے اصول اور لہجہ کتاب الہی و سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجماع امت مرحومہ قیاس مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے محفل میلاد شریف سے منع نہیں فرمایا تو شریعت مطہرہ سے اس کا جائز ہونا ثابت ہو گیا۔ اب ہم کو یہ معلوم کرنے کی شرعاً ہرگز ضرورت نہیں کہ اگلے انبیاء علیہم السلام والسلام کے اُتیوں نے اپنے نبیوں کی محفل میلاد شریف کی تھی یا نہیں۔

البتہ یہ ضرور ثابت ہے کہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اپنے اپنے مبارک مانوں میں اپنے اوپر ایمان لانے والوں کو جلسوں اور محفلوں میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس برابر سناتے رہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مبارک الذکر المنظم فی مولد النبی المعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہر نبی ہر رسول کی ولادت یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءً
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا

یعنی یاد کرو اللہ کی نعمت کو تم میں اس نے انبیاء پیدا کئے۔

یعنی اور اللہ کی جو نعمت تم پر ہے ذکر کرو کہ اس نے تم پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اللہ تم کو اسکی نصیحت فرماتا ہے اور اللہ

سورۃ مائدہ آیت ۲

اللّٰهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝
 لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس اللہ تبارک تعالیٰ کی
 تمام نعمتوں کی اصل اور ان کا سبب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس کے بندوں پر بیشمار نعمتیں ہیں
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصَوْهَا ۚ
 یعنی اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو ان کا شمار بھی نہ کر سکو گے
 اور اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرنا حکم قرآنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَأَمَّا نِعْمَةُ رَبِّكَ فَمَا تَدْرِكُ
 یعنی اور اسے قرآن پر ایمان لانے والے اپنے رب کی
 نعمت کا خوب چرچا کر۔

تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نام ہی جب مسلمانوں کو معلوم نہیں
 تو ان سب کی ولادت کا ذکر کرنا یقیناً مسلمانوں کی طاقت سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا
 شمار ہی جب نہیں ہو سکتا تو اس کی حمد و ثناء کی قدرت میں ہرگز نہیں
 لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد اقدس کا تذکرہ کرنا اللہ تعالیٰ کی جمع نعمتوں
 کا چرچا کرنا۔ اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف بیان کرنا ہے۔ وَلَكِنَّمَا
 قَالَ الْغَافِرُ الرَّحِيمُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ ۝

نام احمد نام جملہ انبیاست چوں کہ صد آمد نود ہم پیش ماست
 اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلسوں میں اپنا
 میلاد پاک بیان فرماتے رہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی محفلوں میں آقائے دو عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف سناتے رہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مبارک الذکر المنظم فی مولید
 النبی المعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ ورسولہ علم جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔
 مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریع متین اس مسئلہ میں کہ۔
 آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے مجلس مولود اپنی زندگی میں قائم کرائی یا اپنے بعد صحابہ

کرام کو اس کے قائم کرنے کا حکم کیا؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تواضعاً وشفقۃً بہم اس کا حکم نہیں دیا لیکن اللہ عزوجل نے وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرما کر قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کو ان کے جلسوں، ان کی محفلوں میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد اقدس کے چرچا کرنے کا ضرور حکم دیا۔ واللہ ورسولہ اعلم واجل جل جلالہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

صحابہ کرام، تابعین عظام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل میں سے کسی نے اس مجلس کا اہتمام کیا؟ اگر نہیں کیا تو کیا ان کے خلاف چل کر اب اس بدعت کو جاری رکھنا درست ہو سکتا ہے؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

صحابہ کرام و تابعین عظام و تابعین ذوی الاستقامۃ و تابعین عالمیت ام و مجتہدین اسلام و محدثین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حکم الہی وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کی تعمیل کرتے ہوئے ہر قرن ہر زمانے میں مسلمانوں کے جلسوں، مؤمنین کی محفلوں میں برابر نہایت اہتمام احترام کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد اقدس مناتے رہے۔ ورنہ آج اہل اسلام کو میلاد اقدس خیر المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات مبارکہ ہرگز معلوم ہی نہیں ہوتے۔ وہابی اس سے بھی قصداً اندھا بن گیا کہ خلاف کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا وہ کیا جائے بلکہ مخالفت کے معنی صرف یہ ہیں کہ جس کام سے انہوں نے تحریماً منع فرمایا ہو اس کو کیا جائے۔ ورنہ سینکڑوں دینی ہزاروں دنیاوی کام وہ ہیں جن کا حکم نہ قرآن عظیم نے دیا نہ حدیث شریف نے نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یا تابعین فحام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے، یا ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو کیا نہ ان کا حکم دیا۔ پھر بھی تمام وہابیہ یونہیہ غیر مقلدین نجدیہ

ان میں مبتلا ہیں۔ نہ ان کو بدعت بتاتے ہیں نہ ان کو حرام و ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ ظالموں نے اپنے حسد و بغض کو اپنا دین بنا لیا، اپنی خواہش نفس کو اپنا ایمان ٹھہرایا۔ **اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ** لہ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔ بدعت کسے کہتے ہیں؟ بدعت کی تعریف اگر مجلس مولود پر صادق آجائے تو پھر کیا مولود مروجہ کرنا چاہئے؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

بدعت سنیہ کی تعریف محفل میلاد شریف پر ہر گز نہ ہر گز صادق نہیں آ سکتی اور بدعت حسنہ واجب بھی ہوتی ہے، مکوئہ بھی ہوتی ہے، مستحب بھی ہوتی ہے، مباح بھی ہوتی ہے بدعت حسنہ شرعاً ہر گز نہ ہر گز ناجائز نہیں ہوتی بلکہ اس کے حقوق کی رعایت کے ساتھ جو رضائے الہی کیلئے اس کا التزام و اہتمام کیا جائے وہ رضائے الہی حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔ مجلس مولود کو محبت رسول کا ذریعہ کہنے والے بتائیں کیا صحابہ کرام اور اہل ایمان دین نعوذ باللہ محبت رسول نہ تھے؟ اگر محبت رسول تھے تو انھوں نے مولود مروجہ قائم کر کے محبت کیوں نہ دکھائی؟ اسی طرح مولود میں تیر و برکت سمجھنے والے جواب دیں کہ صحابہ کرام کو خیر و برکت کی ضرورت نہ تھی؟۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت کے ساتھ ذکر کرے **مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ**۔ اور بیشک محفل میلاد شریف بھی تکثیر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ

لہ سورۃ الہود علیہ السلام آیت ۱۸

وسلم کی ایک بہترین صورت ہے۔ اور بیشک جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان خاص و بندگان بااختصاص حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر نزول رحمت الہی کا باعث ہے عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ۔ پھر محفل میلاد شریف تو تمام اولیاء کرام کے آقا اور داماد جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سرور و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر اقدس کی پاک مبارک محفل ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت ہے اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ ذِکْرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَاتِ وَذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ۔ پھر جلسہ میلاد اقدس جو خود حضور سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کا مجمع ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی کیسی بڑی عبادت اور گناہوں کا کیسا زبردست کفارہ ہوگا۔

کتاب ”الدر المنظم“ و کتاب ”انوار صداقت“ ملاحظہ ہو کہ حضرات صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حسب موقع برابر مسلمانوں کے جلسوں مجموعوں میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس ادب و احترام و اجلال و اہتمام کے ساتھ برابر فرماتے رہے اور بفضلہ تعالیٰ اپنے آپ کو اور مسلمانوں کو مورد رحمت الہی و مہبط برکت لاتنا ہی بناتے رہے۔ اور اگر بالفرض و بابہ دیوبندیہ و غیر مقلدین نجد یہ کہ ہم مان بھی لیں کہ یہ مجلس ملائکہ و انیس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام و اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاک مبارک زمانوں میں نہ تھی۔ تو:

أَوَّلًا۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی فعل کو نہ کرنا یا ان مقدس زمانوں میں کسی کام کا نہ ہونا اس کے مکروہ و ناجائز ہونے کی ہرگز دلیل نہیں۔ کہ ترک کی وجہ صرف کراہت و ناجوازی ہی نہیں ہوتی۔ اس کے سوا اور وجوہ سے بھی کسی کام کو ترک کیا جاتا ہے۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی فعل سے پرہیز فرمانا اور قصداً اُس سے باز رہنا اسکی کراہت پر دلالت کرتا ہے۔ بشرطیکہ کسی اصل شرعی سے اس امر کی خوبی و اجازت بھی ثابت نہ ہوتی ہو۔ اور اس کام سے باز رہنے کی کوئی اور وجہ بھی واقع میں موجود نہ ہو اور نہ خصت شرعیہ پر عمل فرمانے اور جواز کی تعلیم دینے اور حقوق نفسی کی رعایت اور حقوق خلق

کی مراعات فرمانے اور نشاط فی العبادۃ حاصل کرنے کا بھی احتمال نہ ہو اور یہ احتمال بھی نہ ہو کہ اس وقت اس کام کو ان صحابہ یا اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی مہتمم بالشان امر دینی میں مغل سمجھا، یا تجاوز و استحسان کی کسی اصل شرعی کی طرف اس وقت ان کی توجہ نہ ہوئی تو اسکو زائد از کار عجکہ ترک فرمایا۔ یا اس وقت اس فعل کی ضرورت یا اسکی بھلائی خیال میں نہ آئی، یا اس وقت اس کام کی فرصت نہ تھی اس سے بہتر و اہم کام میں مشغول تھے یا آسانی و تسہیل پر نظر فرمائی کہ جو لوگ نئے نئے مشرف باسلام ہوئے ہیں اس فعل کو واجب فرض نہ سمجھ لیں اور اُمت کو دشواری میں نہ ڈال دیں، یا تحفظ دین و ایمان کو ملحوظ رکھا کہ نو عبدان اسلام کسی چیز کی تعظیم میں حد سے تجاوز کر کے حد پرستش تک نہ پہنچادیں اور زمانہ کفر سے قریب ہونے کے سبب پھر اسی عقیدے کی طرف پھر نہ جائیں۔

تو وہابیہ کا ان چودہ امور کی تحقیق و تفتیش سے گریز کر کے صرف یہ کہو اس کرنا کہ فلان کام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا لہذا بدعت و حرام و ناجائز ہے۔ یہ شریعت مطہرہ پر خبیث افترا اور خود اپنے جی سے نئی شریعت گڑھنے پر ٹیکس اتر رہے۔

ثانیاً۔ اصل کلتی یہ ہے کہ جو امر بعینہ زمان نبوت بلکہ عصر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ زمانہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں بھی نہ پایا گیا اگر شرعاً اچھا سمجھا جائے تو مستحسن اور بدعت حسنہ ہے۔ پھر اگر قواعد شرعیہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہو وہ بدعت حسنہ شرعاً واجب ہوگی۔ جیسے غیبیوں کے حق میں صرف و نحو کا سیکھنا کہ قرآن و حدیث کا بغیر اس کے سمجھنا اور صحیح پڑھنا دشوار اور قرآن عظیم میں زبر زیر پیش جزم تشدید لگانا۔ اگرچہ یہ حجاج بن یوسف ظالم کی ایجاد ہے کہ جو شخص عالم بھی نہ ہو حافظ بھی نہ ہو وہ ہزار جگہ قرآن شریف پڑھنے میں غلطیاں کرے گا۔ اور صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف و جامع ترمذی شریف و سنن ابوداؤد و ابن ماجہ شریف و سنن نسائی شریف و غیرہ کتب حدیث تصنیف کرنا اور مسائل فقہ مدون کرنا کہ حضرات علمائے اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کتابیں تصنیف نہ فرماتے تو یہ علوم عالم سے مٹ جاتے۔ اور کتب فقہ کا پڑھنا کہ واجب کفایہ ہے اور ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ نعم بن ثابت کو فی و امام مطہری محمد بن ادریس شافعی و امام دارالہجۃ مالک بن انس و ائمہ السنۃ امام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کرنا کہ جو اس زمانے میں ان کی پیروی نہ کرے گا عبادات و معاملات میں اپنی رائے کو دخل دے کر بہکتا پھرے گا۔ اور حضرات مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تقریر و تخریج اصول میں غورو

خوف کرنا اور اس سے ایک مستقل علم پیدا کرنا اور اسکی بنا پر فروع و حوادث کے احکام شرعیہ استنباط کرنا کہ اگر حضرات ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسا نہ فرماتے تو عوام مسلمین کے عبادات و معاملات سب خراب ہو جاتے اور دین و مذہب حق کے مخالفوں سے مناظرہ و مباحثہ کرنا اور علم کلام کو مدون فرمانا کہ علمائے حق اگر بد مذہبوں کا جواب نہ دیں اور علمائے اسلام اگر پارلویوں آریوں بد دینوں کے رد میں تصنیفیں نہ کریں تو لاکھوں آدمی گمراہ ہو جائیں۔

دیکھو قرآن عظیم میں اعراب لکھنا عہد نبوت میں نہ تھا باقی تمام امور قرآن صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی رائج و معمول نہ تھے، باوجود اس کے یہ سب امور بالا اتفاق واجب ٹھہرے۔ سوا بد مذہبوں لاندہ ہوں بد دینوں بے دینوں سے مناظرہ کرنے اور ان کے رد میں تصنیف فرمانے کے۔ حضرت ائمہ متاخرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کمال مسلت یہی کہ یہ بھی شرعاً واجب اور اس زمانے میں اسی قول پر اعتماد، اور اسی پرستوی ہے۔ اور اگر بدعت اصول و قواعد شرعیہ کی رو سے اچھی سمجھی جائے اور مقصود شرع سے موافق اور دینی مصلحت پر مشتمل ہو مگر ضرورت کو نہ پہنچی ہو تو وہ بدعت مستحب ہے، جیسے سرائیں، مسافر خانے پل سڑکیں، اذان کے واسطے منارے طلبہ علم دین کیلئے مدرسے، طالبان خدا کے لئے خانقاہیں بنانا، راستوں پر پانی یا دودھ شہرت کی سبیل لگانا، تصوف کے دقیق مسائل میں کلام کرنا، جو علوم کچھ مفید ہوں ان کو حاصل کرنا، دوسروں کو سکھانا، مسائل پر مباحثے کیلئے مجلس منعقد کرنا، ہمیشہ یا اکثر بعد جمعہ و غلط کہنا اور سننا، لوگوں کو مجلس و عظ میں جمع کرنا، اخلاق و حساب وغیرہ نافع علوم میں تصنیف کرنا ان کو رواج دینا، دینی کتابوں کو بابوں اور فصلوں پر منقسم کر کے لکھنا اور ان کو مرتب مہذب کرنا، خطبہ جمعہ و عیدین میں حضرات خلفائے راشدین و اہلبیت طاہرین و عتیمین مکرّمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر شریف پڑھنا صبح جمعہ کے دن تیسری اذان کہنا جو سنتوں سے پہلے کہی جاتی ہے، نماز تراویح کی جماعت کا التزام اہتمام کرنا، قرآن عظیم میں سمرخی سے علامتیں لکھنا، طریقہ جہد مجاہدات و اشغال میں نئی باتیں جو اکابر صوفیہ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ بلکہ مجددیہ میں رائج و معمول یہ ہیں کہ وہابیہ ہندیہ نقشبندیہ مجددی کہلاتے ہیں، اور ان کے سوا بہت سے کام کہ عصر رسالت بلکہ عہد صحابہ بلکہ زمانہ تابعین میں بھی اس ہیئت طریقہ ملتزمہ کے ساتھ ہرگز شائع نہ تھے۔ اور خود یہ وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین نجدیہ بھی ان کے حسن، ان کی خوبی میں دم نہیں مار سکتے۔ اہل حق کا اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہنا اور کلمہ پڑھنے والے اور مسلمان کہلانے والے

بدعت مہول مگر اہل اہل بدعت و اہل اہل مقرر کرنا بھی بدعتِ حسنہ کی اسی قسم میں سے ہے۔ اور جس بدعت میں نہ کچھ دینی فائدہ نہ مضرت ہو نہ کسی اصل شرعی سے اسکی خوبی یا بُرائی ثابت ہو وہ مباح و جائز ہے۔ اور جس بدعت میں دینی نقصان ہو اگر قواعد شرعیہ اس کے حرام ہونے کو مقتضی ہوں تو وہ بدعتِ سیئہ حرام ہوگی اور اگر قواعد شریعت سے ان کا مکروہ ہونا ثابت ہو تو وہ بدعتِ سیئہ مکروہ ہوگی۔

اس بیان میں بدعاتِ حسنہ و واجبہ و بدعاتِ حسنہ مستحبہ کی صرف وہی مثالیں لکھی گئی ہیں جنکو دو ہائے دیوبندیہ و دو ہائے نجدیہ بھی بدعت مانتے ہوئے واجب یا مستحب جانتے ہیں۔ امامِ حنبلیہ الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فَالْمَنَاقَةُ عَنْهُ لِعَلَّاهُ وَقْتُ الصَّلَاةِ
وَتَصْنِيفُ الْكُتُبِ عَنْهُ لَتُعْلِمَ وَالتَّبْلِغِ
وَنَظْمُ الدَّلَائِلِ لِرَدِّ شُبُهَةِ الْمَلَاحِدَةِ وَالْفِرَقِ
الضَّالَّةِ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَذَبُّ عَنِ الدِّينِ وَ
كُلُّ ذَلِكَ مَا ذُوْنُ فِيهِ بَلْ مَا مَوْدُبِهِ ه

یعنی منارہ نماز کے وقت کی خبر دینے کی مدد سے اور کتابیں تصنیف کرنا تعلیم و تبلیغ کی مدد سے۔ اور بے دینیوں، مگر اہ فرقوں کے شہوں کو رد کرنے کیلئے دلائل قائم کرنا بھی عن المنکر یعنی بری باتوں سے روکنا اور دین اسلام دشمنان اسلام کے حملوں کو دفع کرنا ہے اور ان سب باتوں کی شریعت سے اجازت ہے بلکہ شریعت سے کھڑکیں ان سب باتوں کے کرنے کا حکم ہے۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ سوال میں دی گئی ساری باتیں محض خباثتِ ضلالت اور وسوسۃ الخناس ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلَىٰ حَبِيبِهِ وَالْه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ثالثاً۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا ۚ لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ
وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَفِّرُوهُ ۚ

یعنی بیشک (اے محبوب) ہم نے تجھ کو حاضر و ناظر اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے لوگو) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝

یعنی اور جو شخص اللہ کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ يُعَظِّمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهِ عِنْدَ رَبِّهِ ۝

یعنی اور جو شخص اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے حضور بہت بہتر ہے۔

اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے شعار عظیم اور اس کی حرمت عظمیٰ ہیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم جس طریقے سے بھی کی جائیگی حسن و محمود ہی رہے گی، اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہی رہے گی۔ اور جس خاص طریقے کی برائی بالتخصیص شریعت مطہرہ سے ثابت ہو جائیگی۔ تو وہ خاص طریقہ بیشک ناجائز و ممنوع ہوگا۔ جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ یا جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے بدلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک لیکر ذبح کرنا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مطلق فرمایا۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۝ یعنی تم سے جو ہو سکے قرآن پڑھو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مطلق فرمایا۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۝ یعنی تم سے جس قدر ہو سکے قرآن پڑھو۔ کوئی قید کوئی تخصیص کوئی شرط نہ فرمائی۔ تو اب مسلمان جس جگہ جس حالت میں قرآن پڑھے گا حسن و محمود ہی رہے گا، حکم الہی کی بجا آوری ہی رہے گا، اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت ہی رہے گا۔ اور وہ فرض تلاوت ہی کو ادا کر نیوالا ٹھہرے گا۔ اور اسے فرض کا ثواب ملے گا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقے کی برائی بالتخصیص شرع مطہرہ سے ثابت ہو جائے گی، تو تلاوت قرآن کا وہ خاص طریقہ بیشک ممنوع و ناجائز ہوگا جیسے معاذ اللہ بیت الخلا میں یا حالت جنابت میں یا نماز کے رکوع و سجود و قعود میں۔ یا عند الاحناف مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ یہ قیام جو وقت ذکر و لاوت مقدسہ مسلمانان اہلسنت محض بنظر تعظیم و اکرام حضور سید الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام بجالاتے ہیں، بیشک شرعاً حسن و محمود ہے بیشک

۱۔ سورۃ الحج آیت ۲۷ ۲۔ سورۃ الحج آیت ۲۸ ۳۔ سورۃ المزمل علیہ السلام آیت ۲۰

یہ بھی حکم الہی و تعزیر و توفیق و کما کی بجا آوری ہے، بیشک یہ بھی اللہ عز و جل کی عبادت ہے بیشک اس قیامِ تعظیمی کو بجالانے والا مسلمان فرضِ تعظیمِ رسولِ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو ادا کرنے والا ہے۔ اور بیشک بفضل اللہ سبحنہ و تعالیٰ اسکو فرض ہی کا ثواب ملے گا۔

اسی طرح ذکر الہی کی خوبی شریعتِ مطہرہ سے مطلقاً ثابت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا** یعنی اے ایمان والو! اللہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلکہ تمام انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلکہ تمام اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یاد عینِ خدا کی یاد ہے۔ کہ اُن کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد اُن مجالس مبارکہ و محافل مقدسہ میں یونہی تو ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ مراتب بخشے، یہ کمالات عطا فرمائے۔ اب چاہے اُسے نعت سمجھ لو۔ یعنی ہمارے آقا و ولی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے ایسے ایسے درجے دیئے۔ یہ کلامِ آیتِ کریمہ **وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ** کے قبیل سے ہوگا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے ان رسولوں میں کسی کو درجوں بلندی بخشی۔ چاہے اسے حمد سمجھ لو۔ یعنی ہمارا خالق و مالک جل جلالہ الیسا ہے جس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ رتبہ بخشے۔ اس وقت یہ کلامِ آیتِ کریمہ **سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** وہ آیت کریمہ **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا** کے طور پر ہو جائیگا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ”پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو عظمت والی تھوڑی سی رات میں ہرمت والی مسجد سے انتہائی کنارے والی مسجد کی جگہ تک۔ جس کے گرد ہم نے برکت پیدا فرمادی ہے اسلئے کہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ بندہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔“

١ سورة الاحزاب آیت ٢ ٢ سورة البقرة آیت ٢٥٢ ٣ سورة الاسرى آیت ١ ٤ سورة الفتح آیت ٢٨

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

”کہ وہ اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا۔ اس لئے کہ اسکو تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے“

اللہ تبارک تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ یعنی اور ہم نے تمہارے لئے ذکر کو بلند فرمایا۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت سیدی ابن عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں نقل فرماتے ہیں۔

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِى وَفَعَنْ ذَكَكَ ذِكْرِي۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے فرماتا کہ میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

خلاصہ یہ کہ کوئی مسلمان اُس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد ہے۔ تو جس جس طریقے سے اُن کی یاد کی جائے گی حسن و محمود ہی رہے گی۔ حکم الہی اذْکُرُوا اللہ کی بجا آوری ہی رہے گی، اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت ہی رہے گی۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ مجلس میلاد مبارک بھی شرعاً حسن و محمود ہے حکم قرآنی کی بجا آوری ہے۔ اللہ عز و جل ہی کی عبادت ہے۔ اس کو کرنے والا مسلمان فرض ذکر الہی کو ہی ادا کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرض ہی کے ثواب کا مستحق ہے۔ ہم اوپر آیت کریمہ تلاوت کر چکے ہیں وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے قرآن پر ایمان لانے والے اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو اپنے رب کی نعمت کا چرچا کر۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی ولادت مبارکہ تمام نعمتوں کی اصل ہے۔ تو اس کے خوب بیان کرنے چرچا کرنے کا قرآن عظیم کی نص قطعی سے ہم کو حکم ہوا۔ اور خوب بیان اور چرچا مجمع میں بخوبی ہو گا۔ تو ضرور چاہیے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے۔ وقت و روز و تاریخ و مقام کی تعیین و تداعی و اہتمام صرف اسی لئے ہے کہ مجمع بخوبی ہو۔ بس اسی کا نام مجلس میلاد اقدس ہے۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ مجلس میلاد پاک بیشک شرعاً حسن و محمود ہے۔

حکم خداوندی کی بجا آوری ہے، اللہ سبحنہ و تعالیٰ ہی کی عبادت ہے، اس کا کرنے والا فرض تہذیب نبوت اللہ کو ہی ادا کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرض ہی کا ثواب پارہا ہے، بشرطیکہ ایمان والا ہو۔ واللہ الحمد و علیٰ حبیبہ و آلہ الصلاۃ والسلام۔ واللہ و رسولہ وسلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ۔
حضرات صحابہ کرام و اہل ایمان دین میں سے کوئی بھی غریب نہ تھا پھر انہوں نے اپنی غربت دور کرنے خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے یہ مجلس مولود کیوں نہیں رچائی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اس مجلس کو بدعت سمجھ کر اس سے بچتے رہے ہوں؟ صحابہ کرام و بزرگان دین ائمہ اربعہ کا اس مجلس مولود سے گریز کرنے اور بچنے کی کیا وجہ ہے؟ مدلل جواب دیا جائے۔

الجواب اللہم ہدایت الحق والصواب :

محفل میلاد شریف میں زینت و آرائش کرنا اور حلال و پاکیزہ شیرینی یا کھانا یا میوہ یا شربت بانٹنا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَقَرَنِيَّ اللَّهُ الْتَمِيَّ أَخْرَجَ
لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ
لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط

یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اللہ نے جو زینت اپنے بندوں کے واسطے پیدا فرمائی اور پاکیزہ روزیاں ان کو حرام کرنے والا کون ہے تم فرماؤ کہ دنیا میں یہ چیزیں ایمان والوں کیلئے ہیں اور قیامت کے دن تو انھیں کیلئے خاص ہو گئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا میلاد اقدس اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اور اس کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اس پر خوشی منانا اور فرحت و مسرور ظاہر کرنے کے جائز طریقے استعمال میں لانا اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْذِ الْكَ

لہ سورۃ الاعراف آیت ۳۲

فَلْيَقْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْعَلُونَ ۝
اس کی رحمت ہی پر ایمان والے خوشیاں منائیں۔ یہ
ان کی اکٹھا کی ہوئی کمائیوں سے بہتر ہے۔

اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس و مبارک
ناموں میں سے دو نام یہ بھی ہیں سیدنا فضل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا رحمۃ اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ولہذا الحمد۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اقدس کا دن اللہ تعالیٰ کے تمام دنوں
میں سب کا سردار ہے۔ اس کی یاد گار قائم کرنے کیلئے خاص اسی دن کی تعیین بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيْمَنِ اللَّهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝
یعنی اے پیغمبر اپنے امتیوں کو اللہ کے دنوں کی یاد
دلاؤ بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے بڑے شکر گزار
کیلئے نشانیاں ہیں۔

اللہ کے دنوں سے وہ دن مراد ہیں جن میں واقعاتِ عظیمہ رونما ہوئے۔ جو قدرتِ الہیہ کے نشان ہیں
اور ظاہر ہے کہ ولادتِ اقدس کے وقت ایوانِ کبریٰ کا شوق ہو جانا، اس کے چودہ کنگرے گر جانا، بتوں
کا سر کے بل گر جانا، آتشکدہ فارس کا بجھ جانا، دریائے ساوہ کا سوکھ جانا، وادی سماویٰ میں دریا جاری
ہو جانا، آسمان سے تاروں کا نیچے جھک آنا، کعبہ معظمہ کا مقامِ ابراہیم کی طرف سجدے کر کے شکر الہی بجا
لانا، فرشتوں اور حوروں کا دستِ بزمِ قیامِ تعظیمی بجالانا وغیرہ واقعاتِ عظیمہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی
قدرت و عظمت کے قاہر نشان ہیں۔ بلکہ خود حضور اقدس منظر اللہ الا تم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے
رب کریم جل جلالہ کے نشانِ اعظم ہیں تو ولادتِ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام التحیۃ کا مبارک دن
سید ایاہ اللہ ٹھہرا۔ ولہذا الحمد۔ علی حبیبہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام۔

محفلِ میلاد شریف کیلئے سب اعمیٰ کرنا یعنی مسلمانوں کو اشتہار دے کر اعلان کر کے بلانا اللہ تبارک و تعالیٰ
ہی کے ذکر کے لئے بلانا ہے۔ یہ بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ ۝
یعنی اس سے زیادہ لہجہ کی بات ہے جو اللہ کی

۱۷ سورہ یونس شریف علیہ السلام آیت ۵۸ سورہ ابراہیم علیہ السلام آیت ۵

وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ
الْمُسْلِمِينَ ۝ ۱

طرف بلائے اور اچھا کام کرے اور کہے بیشک میں تو
اللہ و رسول کیلئے ہر تسلیم خم کئے ہوئے ہوں۔
(جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب کریم جل جلالہ کی عطا سے اس کی نعمتوں کے
خزانوں کے مختار، اس کے خوانہائے فضل و کرم کے قاسم بنے ہوئے اس دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔ تو جس
دن ہم گنہگاروں سیکاروں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے خزانہ کرم کا مختار اس کے موائد نعم کا
قاسم ملا اس دن کو عید اکبر و عید اعظم منانا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک
و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ
عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا
عِيدًا لَأَكُونَا بِأَخْرَجَنَا ۝ ۲

یعنی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی عیسیٰ علیہ
الصلاة والسلام نے عرض کی اے اللہ اے ہمارے رب
ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ ہمارے اگلوں اور
ہمارے پھیلوں کیلئے عید ہو جائے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ
مَا نَشِئْتُ بِهِ فُتُورًا ذَكَرْكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ
الْحَقُّ وَهُوَ عِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ ۳

یعنی اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں
جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور ان خبروں میں تمہارے پاس
حق آیا اور نصیحت اور یاد دہانی ایمان والوں کیلئے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ اگلے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات حالات
جو قرآن عظیم میں بیان فرمائے گئے وہ سب حق ہیں اور ہمارے لئے بھی وہ نصیحت و یاد دہانی قابل عمل ہیں
جب تک ان میں سے کسی بات کو شریعت اسلامیہ ہمارے لئے مسوخ نہ فرمادے اور روز ظہور نعمت عظمیٰ
کو اگلوں پھیلوں کے حق میں عید منانا شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے ہرگز ہمارے لئے
مسوخ نہ فرمایا۔ اس آیت مبارکہ سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ جب اگلے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
واقعات حالات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب اقدس کے لئے سکون و تسلی کا باعث ہیں

۱۔ سورہ حمر السجدة آیت ۲۳ ۲۔ سورہ المائدہ آیت ۱۱۴ ۳۔ سورہ ہود علیہ السلام آیت نمبر ۱۲۰

تو خود حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعات مبارکہ و حالات مقدسہ جو مجلس میلاد اقدس میں بیان کئے جاتے ہیں وہ ہم غلامان و بندگان سرکار رسالت کیلئے بدرجہ اولیٰ تقویت ایمان و تثبیت قلب و ترویج روح کا موجب ہوں گے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کا ذکر ہے اہل ایمان سوتے وقت اپنے بستروں پر لیٹ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ تو لیٹے لیٹے ذکر الہی کرتے ہیں۔ اور محفل میلاد شریف میں ذاکرین و سامعین بیٹھے بیٹھے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں تو بیٹھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہیں۔ لہذا ذکر و لاذ اقدس کے وقت کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سلام عرض کرنا بھی کھڑے ہو کر اللہ تبارک تعالیٰ ہی کا ذکر کرنا ہے۔ یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز کے علاوہ دوسرے وقتوں کے متعلق بھی فرماتا ہے

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ

یعنی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر لیٹ کر۔

قیام تعظیمی میں یا نبی یا رسول یا حبیب کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکار کر صلاۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے، یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ

یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان اس طرح (نام لیکر) نہ پکارو جیسے تم میں کا ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

بلکہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ یا رسول اللہ وغیرہ اوصاف عظیمہ و القاب کریمہ کے ساتھ پکار کر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب قدیر جلّ جلالہ کی عطا فرمائی قدرت سے حاضر و ناظر ماننا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ

یعنی یہ غیب کی خبریں دینے والا نبی ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتا ہے۔

ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ

۱۔ سورۃ النساء آیت ۱۳۰ ۲۔ سورۃ النور آیت ۶۳ ۳۔ سورۃ الاحزاب آیت ۶

قریب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی چند عبادتوں کو ایک ساتھ اکٹھا کر دینا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا وَلِيَ كُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

یعنی اے ایمان والو بات تو صرف یہی ہے کہ بیشک تمہارا
مردگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے لوگ
ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں
کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اور صلاۃ و سلام بدرگاہ سید الانام علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام عرض کرنے کا حکم تو اللہ تبارک و تعالیٰ
ہی فرما رہا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَیْكَ یَا اَبَیْہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلَوٰتُہٗ
عَلِیْہِ وَسَلَامٌ تَسْلِیْمًا ۝ یعنی بیشک اللہ اور اس کے سب فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب
کی خبریں دینے والے پر اے ایمان والو تم اس نبی پر صلاۃ و سلام بھیجو الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا عَرُوسَ مَمْلَکَةِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاصْحَابِکَ یَا قَاتِلَ السَّیْئِ اِنَّ اللّٰہَ

امام ابو القاسم ترغیب میں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سیاح فرشتے جب ذکر کے حلقوں
یعنی ذاکرین کی مجلسوں پر گزرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے بیٹھو۔ جب وہ دعا کرتے ہیں یہ آئین
کہتے ہیں، جب وہ درود پڑھتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ درود پڑھتے ہیں۔ جب مجلس تمام ہوتی ہے ایک
فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے انہیں خوبی اور خوشی ہو کہ بخشے گئے۔

حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اپنی مجلسوں کو نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے زینت دو۔ دلائل الخیرات شریف
میں فرمایا بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہوا کہ جس مجلس میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و علیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے یہاں تک کہ آسمان تک پہنچتی ہے
فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ مجلس ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھا گیا۔ اور اکثر
احادیث صحیحہ درود شریف کے فضائل و فوائد و اجر جزیل و ثواب جمیل کے بیان میں مطلق وارد ہیں تو وہ فضائل
و فوائد کسی خاص صورت کے ساتھ ہرگز مخصوص نہیں، بلکہ ہر مسلمان درود خواں کو حاصل ہیں۔ عام اس سے کہ

لے سورة المائدة آیت ۵۵ لے سورة الاحزاب آیت ۵۶

تنہائی میں پڑھے یا محفلوں مجلسوں میں۔ اور درود شریف پڑھنے والا مسلمان ایک یا سب مسلمانانِ حاضرینِ مجلس درود شریف پڑھیں۔ اور مجلس میں درود شریف کے ساتھ اور امورِ خیر بھی جمع کئے جائیں یا صرف درود شریف ہی پڑھنے کیلئے منعقد کی جائے یا کسی دوسرے کا خیر کیلئے یا اس کے ساتھ کوئی دوسرا کلمہ خیر بھی مقصود ہو بہر صورت میں وہ فوائد و فضائل بفضل اللہ سبحانہ و تعالیٰ حاصل ہیں۔ تو محفل میلاد شریف بھی مجلس درود خوانی کے فوائد و ثمرات پر مشتمل ہے۔

بانی اس شخص کے حکم میں داخل ہے جو مسلمانوں کو درود پڑھنے کیلئے جمع کر کے اس عمدہ کام کی طرف متوجہ کرے اور مسلمان میلادِ خصال اور حاضرینِ مسلمین کے سیکڑوں ہزاروں بار مجلس میلادِ مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں، درود شریف کے ثواب و فضائل و ثمرات و برکات کے فضل الہی سے قطعاً مستحق ہیں۔ جن کا وعدہ صحیح حدیثوں میں فرمایا گیا ہے۔ اب اس کا ثبوت دنیا منکرین و مخالفین و مانعین کے ذمے ہے۔ کہ ذکرِ ولادت باسعادت وغیرہ حالاتِ طیبہ حضرت رسالت علیٰ صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ یا کھانے مٹھائی مینوسے کی تقسیم یا تلاوتِ قرآن عظیم وغیرہ امورِ خیر کا درود شریف کے ساتھ جمع ہونا اس کے ثواب و برکات کو زائل و دور کر دیتا ہے اور درود شریف پڑھنے والے مسلمانوں کو ان فوائد و فضائل سے محروم و محجور کر دیتا ہے۔ والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

اور اس کا ثبوت کوئی وہابی دیوبندی غیر مقلد نجدی نہیں دے سکتا اور ہرگز ہرگز نہیں دے سکتا۔ واللہ الحمد و علیٰ حبیبہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

آیت کریمہ نے روشن طور پر فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود سلام پڑھنا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک بہترین عبادت ہے۔ اور ہر مجلس میلاد شریف میں میلادِ خصال اور حاضرینِ سیکڑوں ہزاروں بار حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں تو روشن ہو گیا کہ بے شک یہ مجلس میلادِ مبارک بھی شرمناک و محمود ہے، بے شک یہ بھی حکم الہی صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کی بجا آوری ہے۔ بیشک یہ بھی اللہ عز و جل کی عبادت ہے۔ بیشک اس محفل میلادِ اقدس کو منعقد کرنے والا اور اس میں شریک ہونے والا مسلمان فرضِ صلوٰۃ و سلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی کو ادا کرنے والا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ ذو الفضل العظیم جل جلالہ کے

فضل و کرم سے اس کو فرض ہی کا ثواب ملے گا۔ واللہ الحمد و علی حبیبہ الصلوة والسلام۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَأَشْكُرُ وَانْعَمَ اللَّهُ إِنَّ كُنْتُمْ لَآيَآةَ تَعْبُدُونَ لَهُ
 یعنی اور اے ایمان والو! اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

قرآن عظیم کے ارشاد مبارک کے مطابق جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار بھی بندوں سے ممکن نہیں تو
 سب نعمتوں کا شکر کیوں کر ادا ہو سکے گا۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت مقدسہ تو
 اصل جملہ نعم دنیا و آخرت ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ ثابت
 ہو گیا کہ نعمت میلاد مصطفیٰ علیہ و آلہ الصلوة والسلام کا شکر ادا کرنے کے لئے محفل
 میلاد مبارک منعقد کرنا اس آیت کریمہ کے حکم کی بجا آوری ہے۔ واللہ الحمد و علی حبیبہ و آلہ
 الصلوة والسلام۔ اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 و آلہ وسلم کا ایک پیارا نام یہ بھی ہے سیدنا نعمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔ واللہ الحمد
 علی حبیبہ و آلہ الصلوة والسلام۔ اور یہ تو ہر مسلمان کے نزدیک "ضروریات دینیہ" و بدیہیات
 ایمانیہ میں سے ہے کہ ہمارے مالک و آقا سرور و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بلاشبہ بیشک قطعاً
 یقیناً اللہ تبارک تعالیٰ کا فضل اعظم و اعلیٰ ہیں اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت کبریٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہیں
 واللہ الحمد و علی حبیبہ و آلہ الصلوة والسلام۔

کفار کی ایک جماعت نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی اگر آپ چاہتے
 ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے جس میں لات و منات و عزریٰ
 وغیرہ بتوں کی مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور ہمارے بڑے بڑے جو بت پرستی کرتے رہے ان کو کافر و مشرک
 جہنم کا اندھن ملعون وغیرہ کہہ کر سختی نہ کی گئی ہو، بتوں کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن
 نازل نہ کرے تو آپ خود اپنی طرف سے بنا لیجئے، اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق بنا لیجئے تو ہم
 ایمان لے آئیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ
 نَفْسِي إِنْ أَتَّبَعُ إِلَّا مَا يَوْحِي إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ
 یعنی اے محبوب تم فرما دو مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی
 طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف

انْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ
 قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ
 وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ
 عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ۱۷

وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے
 بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو
 میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا
 میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں
 عقل نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے میں چالیس سال تم میں رہ چکا ہوں میری چالیس سال کی عمر شریف کا ایک ایک
 لمحہ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے، تم نے میرے تمام احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، تم نے مجھے کبھی جھوٹ
 بولتے، لہو و لعب میں مبتلا ہوتے، ظلم و بد عہدی و خیانت کرتے نہ پایا، میرے واقعات و ولادت و
 ازہامات جو تو کد شریف کے وقت اور اس کے قریب اور زمانہ شیر خواری اور بچپن میں ظاہر ہوئے تم کو
 یقین کے ساتھ بخوبی معلوم ہیں، میرے عادات طیبہ اور خصال مرضیہ میرے بچپن میں میری جوانی میں
 اور میرے دعوائے نبوت کرنے سے پہلے تک تم خوب دیکھتے رہے، جن میں کسی بے دین کو بھی سحر و کھانت
 وغیرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا، میرے عادات طیبہ اور خصال مرضیہ اور شمائل رضیہ میرے بچپن میں،
 میری جوانی میں اور میرے دعوائے نبوت کرنے سے پہلے تک تم خوب دیکھتے رہے۔ میری دنیوی عمر شریف
 کے اس چہل سالہ حصے میں تم میں سے کسی کو کہیں انگلی رکھنے کی مجال نہیں ہے۔ اس چالیس سال کے زمانے
 میں میں تمہیں میں رہا۔ اس عرصے میں تمہارے پاس میں کچھ نہیں لایا۔ اور میں نے تم کو کچھ نہیں سنایا، تم
 نے میری تمام حالتوں کا اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا
 مطالعہ نہیں کیا۔ اس کے بعد میں یہ کتاب مقدس لایا جس کے حضور ہر ایک فصیح و بلیغ کلام پست اور بے
 حقیقت ہو گیا۔ اس کتاب میں نفیس علوم ہیں اصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب ہیں، قوانین و ضوابط
 ہیں، مکارم و محاسن اخلاق کی تعلیم ہے، غیبی خبروں کا بیان ہے، اس کی فصاحت و بلاغت نے سارے ملک
 عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں کو عاجز و مبہوت کر دیا ہے۔ ہر عقل والے پر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا

۱۷ سورۃ یونس علیہ السلام آیت ۱۵-۱۶

۱۸ نبی سے ظہور نبوت سے قبل جو خوارق عادات ظاہر ہوں ان کو ارباصات کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ غفار اللہ عنہ۔

کہ یہ بغیر وحی الہی کے ہرگز ممکن نہیں۔ آیت کریمہ نے روشن طور پر فرمادیا کہ اظہار نبوت و دعوت کے بعد سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی دنیوی عمر شریف کے بست و سہ سال حصے میں جو کچھ دعوت تبلیغ فرمائی اس کی حقانیت اسکی سچائی کا ایک بہت بڑا زبردست جلیل الشان ثبوت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واقعات ولادت قدسیہ و اہل ہا صاات مقدسہ اور حالات طیبہ و عادات مبارکہ میں جو تولد شریف کے وقت اور اس کے قریب اور شیر خواری کے زمانے میں اور بچپن میں اور عہد شباب میں اور رسالت و نبوت کا اعلان فرمانے سے قبل تک ظاہر ہوتے رہے۔ ظاہر ہے کہ مجلس مولد اقدس بھی ایک بہترین مجلس و غط و نصیحت ہے جس میں حضور سید الکائنات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات کے فضائل کریمہ و اخلاق عظیمہ و شمائل مقدسہ و معجزات مبارکہ کے ساتھ ساتھ ولادت اقدس و رضاعت و صغر سنی کے واقعات و اہل ہا صاات و حالات طیبات بیان ہوتے ہیں۔ سامعین کے قلوب میں عظمت و محبت جناب رسالت علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام و التخیۃ متمکن ہوتی ہے اور یہی امر تمام دینی معاملات کا اصل اصول ہے۔ کہ جب تک رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام و التسلیم سے کامل عقیدت نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کے کلام و اخبار و احکام پر اطمینان کامل اور یقین و التیق کیونکر حاصل ہوگا۔ اور جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور بلوری عقیدت نہ ہوگی وہ شریعت کی باتوں پر کیا عمل کرے گا اور احکام شرعیہ کی عظمت و رفعت کیا سمجھے گا۔

لہذا خود مالک حقیقی جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل و کمالات مناسبت و نسبیہ و مناقب جمیلہ اور اس قسم کے حالات جلیلہ اجمالاً و تفصیلاً ہر طرح بیان فرمائے۔ اور حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بارہا امت کو مناسے تاکہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منصب عظیم و کمال فہم پر مطلع ہو کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت و اطاعت میں مستعد و سرگرم رہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کو تہہ دل سے قبول اور اوامر و نواہی پر عمل کریں۔ جس کے سبب دارین کی خوبی بلکہ مالک حقیقی جل و علا کی محبوبی ہاتھ آتی ہے کہ آیت کریمہ،

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحِبُّکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“

اسی مضمون کا اعلان فرماتی ہے۔ یعنی — ”اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو

تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم کو محبوب بنائے گا اور تمہارے سب گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو محفل میلاد شریف کا فائدہ مجلس وعظ سے بارہا زیادہ ہے تجربہ تمامہ و مشاہدہ کاملہ سے ثابت ہے کہ جو لوگ گھروں میں درود و سلام سے غافل رہتے ہیں بلکہ اپنے اکثر اوقات فضولیات و معاصی میں ضائع کرتے ہیں۔ اس مجلس مبارکہ میں حاضر ہو کر تحفہ درود و سلام بکثرت عرض کرتے ہیں اور اکثر امر اور اہل دنیا جو صحبت عسکار اور جلسہ ہائے وعظ میں نہیں آتے اور اپنے مال و دولت و جاہ و ثروت کے غرور کی وجہ سے یا وعظ کے جلسوں کو خلاف مزاج و مراد سمجھ کر ان کی طرف رغبت رکھتے۔ مگر محفل میلاد شریف میں آتے ہیں اور دینی مذہبی باتیں سن جاتے ہیں۔ اسلئے بھی محفل میلاد شریف ترتیب دینا اور اس کیلئے لوگوں کو بلانا اور اکٹھا کرنے میں اہتمام مبلغ کرنا عین مصلحت دینی ہے اور فرمان الہی بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ کی بجا آوری اور بفضلہ موجب ثواب دارین ہے۔

اس زمانہ پر آشوب و فساد میں کہ نصاریٰ کے پادری اور آریوں کے پرچارک بلکہ خود عبد الزواق میسج آبادی و نیاز تھپوری جیسے مسلمان کہلانے والے ملحدین بلکہ تھانوی، انبیٹھوی و گنگوہی، نانوتوی، کاکوری و اعظم مولوی و پیر بننے والے مرتدین اپنی اپنی ملعون کتابوں حبط الایمان، براہین قاطعہ، تذریع الناس اور سیرت نبویہ وغیرہ میں اور ان کے دم چھلے اپنی اپنی گندی رسلیوں، شیطانچے اور فسادی مکلا وغیرہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت مبارکہ و رسالت مقدسہ و اخلاق کریمہ و عادات شریفہ پر طرح طرح کے بہتان باندھتے چلے آ رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو جو معلوم غیبیہ عظیمہ و اختیارات وسیعہ و کمالات رفیعہ عطا فرمائے ان کے خلاف خرافات و ہدیانات بکتے پھرتے ہیں مسی مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر تقریب میں اور ہر جگہ حضور پر نور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر اقدس کی محفلیں کریں اور جتنا معترضین کے اعتراضات خمبہ کا رد کرنے کیلئے معجزات و کمالات جو نبوت مقدسہ کی دلیل ہیں اور اخلاق کاملہ و عادات فاضلہ جن سے ان معترضوں غیالوں کا مفتری و کاذب ہونا اور ان کے اعتراضات کا بہتان و افتراء باطل ہونا ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر روشن ہوتا ہے، بیان فرمائیں۔

خصوصاً ولادت اقدس کے واقعات مبارکہ و اہصاف مقدسہ کہ تولد شریف کے وقت یا اس

لے سورۃ المائدہ آیت ۶۷۔

کے قریب یا زمانہ رضاءت و صغر سنی میں ظاہر ہوئے جن میں کوئی بے دین سحر و کھانت یا بناوٹ اور تصنع یا طلسم و شعبہ کا احتمال ہرگز نہیں کر سکتا اور جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رسول خدا و محبوب خدا ہونا بداہتہ ثبات ہوتا ہے نہایت تفصیل و شرح و بسط کے ساتھ ضرور سنائیں تاکہ عوام اہل اسلام جملہ دشمنان دین کے دائم فریب سے محفوظ رہیں۔

ظاہر ہے کہ ایمان کا دوسرا جز رسالت کی تصدیق ہے اور ایمان کا پہلا جز یعنی توحید الہی بھی اسی تصدیق رسالت ہی پر موقوف ہے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی اصل اصول ہے۔ اور بڑی ہی کو مضبوطی کے ساتھ جمانا نہایت اہم ہوتا ہے۔ اور عام عقلوں اور عام ذہنوں میں اس کا استحکام معجزے کے طریقے سے ہو سکتا ہے۔ خصوصاً وہ خوارق مبارکہ جو ولادت مقدسہ کے وقت یا اس کے قریب ظاہر ہوئے کہ ان میں نہ سحر و کھانت کا احتمال نہ بناوٹ اور تصنع کا شبہ نہ شعبہ و طلسم کا گمان۔ اور ان باتوں سے عوام کا واقف ہونا اور انہیں ان کا یاد و محفوظ رہنا اور ان باتوں کا ان کے دلوں میں عین مضبوطی کے ساتھ جم جانا بغیر اس کے کہ مجلسوں محفلوں میں بکثرت اور بار بار ان باتوں کا چرچا ہوتا ہے نہایت دشوار ہے۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ محفل میلاد شریف ترتیب دینا درحقیقت اسی آیت مبارکہ پر عمل کرنا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ
الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ ط

یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ بکئی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب بہتر ہو۔

بہتر طریقے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیت اور دلائل سے بلائیں۔ ظاہر و روشن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اقدس سے لیکر چالیس سال کی عمر شریف تک جو واقعات مقدسہ و اہمات مبارکہ ظاہر ہوئے وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی بہترین آیات بیانات اور اعلیٰ ترین دلائل قہرات میں سے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلَى حَبِيبِهِ وَالْه الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

ہمارے بیان سے یہ بھی مبرا ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دنیوی عمر شریف کا

وہ بہت دسہ سالہ حصہ جو ظہور نبوت کے بعد کا ہے اس کے صدق کی دلیل اس کی حقانیت پر برہان۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری عمر شریف کے اسی چہل سالہ حصے کو قرار دیا ہے۔ جو ولادت اقدس سے لیکر ظہور نبوت سے پہلے تک ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ قاسم مانو تو ی بانی مدرسہ دیوبند کے پوتے طیب کی یہ خبیث بکواس کہ ”ہم کو حضور کی صرف انھیں تینیس سال کی زندگی کی ضرورت ہے جو دعوائے نبوت کے بعد کے ہیں کیوں کہ ہمیں تو انھیں تینیس سال میں نازل ہونیوالی شریعت پر عمل کرنا ہے۔ ہم کو حضور کے دعوائے نبوت سے پہلے کی چہل سالہ زندگی کی کچھ ضرورت نہیں اس سے ہم کو کچھ غرض مطلب نہیں اس سے ہمارا کیا تعلق“ ————— والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور بڑے غرور و تبخر کے ساتھ کانپور و ہراج شریف وغیرہ مقامات میں اس نے یہی بکواس کی۔ جو درحقیقت کلام الہی کی تکذیب اور حضرات رس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلہ وسلم کی توہین و تنقیص ہے، اس کی یہ کفری بکواس وَسُوءَ الْخَنَاسِ ہے۔

ہم نے بحول اللہ تعالیٰ وَقُوَّتِهِ وَفَضْلِ حَبِيبِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ وَلِصُورَتِهِ ثابت کر دیا کہ گویا وہ تینیس مقدس سال تو مدعی ہیں اور یہ چالیس مبارک سال اسی مدعی کی دلیل ہیں۔ اور ظاہر اور بدیہی ہے کہ مدعی کا اثبات دلیل ہی پر موقوف ہوتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ النَّاسِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَعَلَىٰ جَمِيعٍ مِّنْ أَمَنٍ بِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ۔

محفل میلاد اقدس میں میلاد خواں کیلئے تخت بچانا، اس پر ممبر یا گری رکھنا، اس کو خوشبودار خوشنما پھولوں کے گجرے پہنانا، خوشبودار گلگانا، عطر بنیری گلاب پاشی کرنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلہ وسلم کے ذکر اقدس کی تعظیم ہے۔ یہ بھی ان مبارک آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ط

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُعْظِمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ

یعنی اور جو اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ

لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۝ اس کیلئے اس کے رب کے حضور نہایت اچھا ہے۔

محفل میلاد شریف میں کھانا کھلانا یا میوہ شربت چلے بانٹنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنا مسلمانوں کے ساتھ بر و احسان ہے۔ تو یہ اس آیت کریمہ بھی ثابت ہے۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا ۝ اور اے ایمان والو! اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو ۝

اور محفل میلاد مقدس میں چند مسلمانوں کا بل کر آوازیں ملا کر نعت شریف کے قصائد و غزلیات خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا بھی ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تبلیغ و اشاعت میں تاکید و مسبغہ اور اس پر اعانت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مِثْلَ خِزْيِ مَنْ تَكْفُرُوا ۝ قُلْ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جَنَّةٍ إِن هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ یعنی اے محبوب تم فرما دو لوگوں میں تم کو صرف اسی ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کیلئے دو دو ایک کھڑ ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارا آفت اجنوں سے پاک ہے تو وہ سخت عذاب کے آگے ڈرانے والا ہے۔

ثابت ہو گیا کہ دو دو تین تین یا زیادہ آدمیوں کا نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سنانا اور لوگوں کا سننا پھر ان کا غور و فکر کرنا کہ جس ذات اقدس کے اوصاف مبارکہ ہم نے سنائے اور سنے ہیں وہ یقیناً جنوں سے پاک و منترہ ہے۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) یہ سب اسی آیت مبارکہ پر عمل کرنا ہے۔ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ عَلَىٰ جَمِيعِ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ یعنی اے مسلمانو! بیشک تمہارا مددگار تمہارا محبوب تمہارا حاجت روا تو اللہ ہی ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

۱۔ سورۃ حج آیت ۳۰۔ ۲۔ سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۵۔ ۳۔ سورۃ سبا آیت ۲۶

۴۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ۵۔ سورۃ المائدۃ آیت ۵۶

اور وہ اپنے رب کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ
آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
إِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَأَمْوَالٌ بَيْنَ أَقْرَبَتُمْ هَآؤِهَا وَبِجَارَةٍ
تَتَخَشُّونَ كِسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا
أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ
فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَبِصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ
بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

یعنی اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے
اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال
جنکو تم نے کمایا اور وہ بیوپار جسکے نقصان سے تم ڈرتے ہو
اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو ان چیزوں کے ساتھ تم کو
اگر اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں کوشش
کرنے سے زیادہ محبت ہے تو ٹھہرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم
لائے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔

آیت کریمہ نے صاف فرمادیا کہ مسلمانوں پر اپنے دین کو محفوظ رکھنے کیلئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا
لازم ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی محبت و اطاعت کے مقابل دنیوی
تعلقات دنیوی رشتے ناتے ہرگز کچھ قابل التفات نہیں اور جس شخص کو دنیا کے کسی رشتے ناتے کے ساتھ دنیا
کی کسی چیز کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے زیادہ محبت ہو وہ
مسلمان نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ
مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ
اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ

یعنی مدینے والوں کو اور ان کے گرد کے گاؤں والوں کو یہ حق
نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے پیچھے بیٹھ
رہیں اور نہ ان کو یہ حق ہے کہ انکی جان سے زیادہ اپنی جانوں
کو پیارا سمجھیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۝ یعنی یہ غیب کی خبریں دینے

۱۔ سورۃ المائدہ آیت ۵۶۔ ۲۔ سورۃ التوبہ آیت ۲۴۔ ۳۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۰۔ ۴۔ سورۃ الاحزاب آیت ۶

والا (نبی) ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتا ہے، ان کی جانوں سے زیادہ ان سے قریب ہے ان کی جانوں سے بھی زیادہ ان کا محبوب ہے۔ ایمان والوں پر اپنے ماں باپ اپنی اولاد اپنی جان اور سب جہان سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا فرض ہونا اور اس کا مدار ایمان ہونا "ضروریات دین" میں سے ہے۔ جو مسئلہ یا عقیدہ ضروریات میں سے ہو اسکی تصریح اگرچہ کسی آیت کریمہ کسی حدیث شریف میں نہ آئی ہو پھر بھی اس کا منکر کا فر ہے۔ پھر یہ عقیدہ صحیحہ کثیرہ متواتر المعنی میں تصریحاً بھی ارشاد فرمایا گیا جن کو بخوف اطنا ہم یہاں نہیں لکھتے ہیں۔ اور ہم نے یہاں بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچ آیات قرآنیہ تلاوت کیں۔ جنہوں نے صاف فرمادیا کہ ایمان والوں کا محبوب صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے۔ اور اولیاء و صالحین و متقیین ہیں۔ ایمان والوں کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں ہی سے محبت رکھنا چاہیے۔ دنیا کے کسی رشتہ دار عزیز قریبی دنیا کی کسی چیز کے ساتھ جو شخص اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبت رکھے اسے عذاب الہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔ وہ بے حکم ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم ہے۔ ایمان والوں پر فرض ہے کہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھیں۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان والوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہاں سے قاسم نانوتوی کے پوتے نام کے "طیب" کام کے خبیث کی بکواس کا بھی کفر فیض و ازمداد قلیح ہونا واضح ہو گیا، جو اس نے کانپور و ہراج شریف وغیرہ مقامات پر اپنے بھاشنوں میں بڑے نخروں غمزوں کے ساتھ جا بجا بتائی کہ قرآن شریف کی کسی آیت میں کہیں بھی حکم نہیں ہے کہ حضور کے ساتھ محبت رکھو۔ بس صرف اسی بات کا حکم دیا ہے کہ رسول کا اتباع رسول کی اطاعت کرو۔ لہذا ہم کو حضور کی پیروی فرمانبرداری ہی کرنی چاہیے، رسول سے محبت رکھنے کا حکم قرآن نے نہیں دیا ہے۔ ہم کو ایسا کام کرنے کی ضرورت نہیں جس کا ہم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم نہیں دیا۔ ہر سنی مسلمان دیکھ رہا ہے کہ "طیب" مہتمم مدرسہ دیوبند کا یہ قول بدتر از بول ایک اہم ترین زبردست عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار بھی ہے احادیث صحیحہ کا کثیرہ متواتر المعنی کی تکذیب بھی ہے، آیات قرآنیہ کی تکذیب بھی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ یعنی تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے

مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ اسکے ماں باپ اولاد اور سب سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ سَيِّدِنَا النَّسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے۔

لَنْ يُوْعَمَ مِنْ أَحَدٍ كَمُحَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ۔ یعنی تم میں کوئی شخص ہرگز مومن نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُسکی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ سن کر فوراً امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

وَالَّذِي أَثَرُ لَكَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَا أَتُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيَّ۔ یعنی یا رسول اللہ اسکی قسم جس نے حضور پر قرآن نازل فرمایا حضور مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اَلَا يَأْخُذُ بِنَفْسِي اَلْإِيمَانُ كَامِلٌ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اَلَا يَأْخُذُ بِنَفْسِي اَلْإِيمَانُ كَامِلٌ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

قرآن عظیم و حدیث کریم نے روشن فرمادیا کہ جب تک حضور سید محبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی محبت نہ ہو، ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب تک حضور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کامل نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اور محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی یاد بکثرت آئے۔

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ۔ یعنی جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر بہت کرتا ہے۔

دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علمائے با وفاء و ارباب با صفا کی علامت ارشاد فرمائی۔

إِنِّي أُرِيكُمْ عَلَى كُلِّ مَحَبٍّ وَاشْتِغَالٍ۔ یعنی میری محبت کو ہر محبوب کی محبت پر ترجیح دینا اور

الْبَاطِنِ بِذِكْرِي بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد میری یاد میں دل کو مشغول رکھنا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا۔ اِذْ مَا نَ ذِكْرِي وَالْإِكْتِنَانُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ۔

یعنی ہمیشہ میری یاد میں رہنا اور بکثرت مجھ پر درود بھیجنا۔ صَلَّيْ اللّٰهُ تَعَالَى وَسَلَّمْ عَلَيَّ يَا

رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

تو حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت با سعادت و معراج شریف و نزول

وحی و ہجرت و ظہور شان رسالت و نبوت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل با صفا مقدسہ

و معجزات مبارکہ و خصائص کبریٰ و کمالات عظمیٰ و اخلاق کریمہ و عادات شریفہ و حسن سیرت جلیلہ و جمال صورت جمیلہ و فضائل کثیرہ و عظمت عظیمہ بیان کرنا اور ان اذکار شریفہ و محامد جلیلہ کو کمال رغبت و شوق کے ساتھ بکثرت بار بار سننا سنانا اور ایسی مجالس مبارکہ و محافل مستبرکہ میں بلائے اور بے بلائے حاضر ہونا اور اس سے دل کا سرور، جگر کی ٹھنڈک، جان کا آرام، آنکھوں کا نور، ایمان کی جلا حاصل کرنا سب حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی کامل محبت کا مقتضی اور کمال ایمان کا تقاضہ ہے۔

ہر عقل والا جانتا ہے کہ محب صادق اپنے محبوب کو ہر طرح ہر حال میں یاد کرتا ہے اور جس قدر اس کی خوبیاں اور محامد و سہول کی زبان سے سنتا ہے خوش ہوتا ہے۔ اور اسکی کثرت کو ہر چیز سے زیادہ پیارا سمجھتا ہے۔ ہزار طریقے سے محبوب کی یاد اور اس کا ذکر سننے اور کرنے میں مصروف اور ہر طرح بکثرت بار بار اسی کام میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو لوگ طریقہ محبت سے واقف اور اس کو چہ سے آشنا ہیں خوب آگاہ ہیں کہ محبوب کا ذکر بالخصوص ہجر و فراق میں آتش شوق و سوز دل کو بھڑکا تا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

مِنْ أَقْوَى مِنْ أَسْبَابِ مَا تُحْنُ فِيهِ سَمَاعُ
أَلَا صَوَاتِ الْمَطَرِ بَلَا نَشَادَاتِ بِالْصِفَاتِ
يَعْنِي حُضُورِ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي
طَرَفِ شَوْقٍ وَانْجَذَابِ قَلْبٍ جَوْشِ مَحَبَّتٍ حَاصِلِ كَرِيكَائِكَ
الْتَّوْبَةِ الْمَغْرِبَةِ الْمَعْرُوبَةِ
قَوِي سَبَبٍ يَكُونُ حُضُورُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي

نعت شریف عجیب و غریب صاف المانوں طرب انگیز آوازوں سے سنی جائے۔ اور اس بارے میں شوق و محبت کی تکمیل عین ایمان کی تکمیل ہے۔ امید ہے کہ ایسی مبارک مجلسوں میں حاضر ہونے اور بار بار حضور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر شریف سننے سے حقیقت ایمان بعبودتِ تعالیٰ حاصل ہو۔ اور حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔
الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَعْنِي أَدْمَى اس کے ساتھ ہوگا جس کو محبوب رکھتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ یعنی جو شخص مجھ کو محبوب رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اُن کے مطابق حضور مالک فردوس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حضورِ جنت میں نصیب ہو کہ اس نعمت کے مقابلے میں تمام دنیا و مافیہا پچھر کے پیر سے بھی زیادہ خوار و ذلیل ہے۔

ان احادیث مبارکہ و آیات مقدسہ سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت بندوں سے اللہ تبارک تعالیٰ کو محبوب مطلوب ہے۔ اور کمال محبت کیسے لازم ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرے۔ مبلغ کے ساتھ اس کی تعظیم کرے اور کوئی شے بغیر اپنے مقتضی و لوازم کے پائی نہیں جاسکتی۔ تو روشن ہو گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی تعظیم اور کثرت ذکر بھی مطلوب ہے۔ مجلس میلاد شریف اسی مبارک کام کے لئے منعقد ہوتی ہے اور یہی پیارا کام اس مجلس مقدس کا اصل مقصود ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلَىٰ حَبِيبِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم یہاں تک ہم مختصر طریقے پر قرآن عظیم کی آیات مقدسہ سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے محفل میلاد مقدس کا بوقت ذکر ولادت مقدسہ قیام تعظیمی کرنے کا یا نہی سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ پڑھنے کا وقت و تاریخ و روز و مقام متعین کرنے کا، میلاد خوانوں کیلئے تخت بچھانے، اس پر ممبر و کرسی رکھنے کا، اُن کے گلوں میں خوشبودار پھولوں کے گجرے پہنانے کا، عطر لگانے، خوشبو سٹگانے، کیوڑا چھڑکنے کا، مٹھائی، میوہ، چائے، شربت بانٹنے کا، اعلان کر کے اشتہار دے کر اس مجلس میلاد پاک کے لئے مسلمانوں کو بلانے کا، اس میں خوشی منانے، فرحت و مسرت ظاہر کرنے کا، میلاد پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عید منانے کا، چند مسلمانوں کے ہاتھ بل کر آوازیں ملا کر نعت شریف پڑھنے، پھولوں، گلہستوں، جھنڈیوں، شامیانوں، دروازوں، نقشوں، کتبوں، روشنی کے ساتھ محفل میلاد مبارک کو آراستہ و پیراستہ کرنے کا۔ جلسہ میلاد اقدس میں خصوصاً واقعات ولادت مقدسہ و اہل صاب مبارک بیان کرنے کا مہر بن وقار روشن و ظاہر ثبوت بار بار پیش کر دیا ہے، اس سے صرف اپنے سنی مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اور اُنکے ایمان کو روشن کرنا مقصود ہے و ہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں کے دھرم میں جب رسول کا علم شیطان سے کم ہے، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کو بھی ان کا سا علم غیب ہے، وہ خدا کے سامنے چار سے زیادہ ذلیل اور ذرّہ ناجیز سے بھی کمتر ہیں تو ایسے رسول کی حدیث اُن پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ وَالْعِیَازُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

و ہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں کے دھرم میں جب خدا جھوٹا ہے، چوری کر سکتا ہے، شراب

لے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جل جلالہ سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم

پی سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے برے گندے گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام وہ خود بھی کر سکتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے ظلم کرنے سے ہر قسم کی تمام بے حیائیوں میں مبتلا ہونے سے اس کی ذات میں کوئی عیب کوئی نقصان لازم نہیں آ سکتا۔ تو ایسے خدا کے کلام کا ان کو کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

شریعتِ مطہرہ کی چار دلیلیں ہیں۔ ۱۔ کتابِ الہی ۲۔ سنتِ رسول ۳۔ اجماعِ امت ۴۔ قیاسِ ائمہ مجتہدین جب ہم نے خود احادیثِ نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآنِ عظیم کے نصوصِ قاطعہ سے محفلِ میلادِ اقدس کو اس کے ہر ہر جزو کو ثابت کر دیا تو اب اجماع و قیاس سے بھی ثبوت پیش کرنا ہرگز ضروری نہیں۔ پھر بھی اگر کسی کو اجماعِ امت سے اور فقہائے احناف و شوافع و مالکیہ و حنابلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال سے محفلِ میلادِ شریف کا جواز و استحباب و استحسان دیکھنا منظور ہو تو کتابِ مستطاب "اِذَا قَامَةُ الْاُثْمَرِ" و فتوائے مقدسہ "اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ" کی طرف رجوع لائے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے انھیں مبارک تحقیقاتِ منفصلہ کا اجمال اور انہیں تدقیقاتِ مبسوطہ کا اختصار ہے۔ نیز کتابِ مبارک "اَلْکُلُّ الْمُنْظَرُ" کو ملاحظہ فرمائے۔

جب قرآنِ حکیم و حدیثِ کریم سے روشن و قاطع ثبوت پیش کر دیا گیا تو اب وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدینِ نجدیہ کی یہ ہٹ دھرمی کہ ہم تو قرآن و حدیث کا فرمانِ معاذ اللہ نہیں مانیں گے جب تک یہ ثبوت بھی نہ دے دیا جائے کہ صحابہ کرام و امامانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی محفلِ میلادِ پاک کی ہے؟ ہر عاقلِ منصف دیکھ رہا ہے کہ تریا ہٹ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

اَوَّلًا — بے دینو تمہارا گرو گھنٹال اسمعیل دہلوی اپنی "تقویۃ الایمان" مطبوعہ مکرناٹل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ پر صاف لکھ چکا کہ۔

"پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے اور ان کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔"

یعنی جو شخص کسی نبی یا ولی کو پکارے وہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی

کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کی نذر یا نیاذ کرے وہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کو شفیع مانے وہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک۔

ارباب سیر و اصحاب معاذی فرماتے ہیں۔

كَانَ شِعَارَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فِي الْحُرُوبِ إِذَا اشْتَدَّتْ بِهِمُ الْحَرْبُ يَا مُحَمَّدًا أَوْ يَا أَحْمَدًا يَا نَصْرَ اللَّهِ انْزِلْ انْزِلْ أَمِتِ الْكُفَّارَ

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ خاص فعل تھا جس سے اُن کی پہچان تھی کہ جب جہاد کے میدانوں میں اُن پر جنگ کی سختی ہوتی تھی تو پکارا کرتے تھے یا رسول اللہ یا حبیب اللہ اے اللہ کی مدد تشریف لائیے

نزل فرمائیے۔ کافروں کو قتل فرمائیے۔

نیز تمام صحابہ و اہلبیت اور تمام مجتہدین اور تمام ائمہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان و اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم شافع روز جزا اور شافع محشر اور شفیع المذنبین ہیں، تو تمہارے ناپاک دھرم میں تمام صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب معاذ اللہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک ہیں۔ بولو متردو! پھر اُن کے اقوال و افعال سے ثبوت مانگنے کا تمہیں کیا حق ہے۔ بولو زندقو! جنکو تم اپنے ناپاک دھرم میں ابو جہل کے برابر کافر و مشرک جانتے ہو مسلمانانِ اہلسنت کے دُرسے انھیں کو صحابہ کرام و اہل ایمان دین تم نے کہا۔ یہ تمہارے دوز بردست شرک ایسے ہوئے یا نہیں جن میں سے ہر ایک ہزار مشرکوں کا مجموعہ ہے۔ پھر تقویۃ الایمانی دھرم پر تم سارے کے سارے ہزاروں ابو جہلوں کے برابر کافر و مشرک ہوئے یا نہیں۔ کَذَلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

ثانیاً — ہم ابھی کتاب مبارک "الدُّرُ الْمُنْظَرُ" کتاب کامل النصاب "النواہر افتاب صداقت" کے حوالے سے بتا چکے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مجلس میلاد مقدس کرنا اور اس میں خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا بنفس نفیس تشریف فرما ہونا اور محفل میلاد اقدس کرنے والے مسلمانوں کے حق میں روز قیامت شفاعت و شہادت کی عظیم بنیادیں عطا فرمانا منقول ہے اگرچہ اس وقت اس کا محفل میلاد اقدس نام نہ تھا مگر کام یہی تھا جو آج بھی مسلمانانِ اہلسنت کی مجالس میلاد مقدس میں ہوا کرتا ہے۔

وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَعَلَى حَبِيبِهِ وَالْإِلَهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ثالثاً — ہم اُن وہیڑوں دیلو کے بندوں غیر متقلدوں نجدیوں کی مان لیتے ہیں کہ آج مسلمانانِ اہلسنت کے یہاں میلادِ اقدس کے ذکرِ پاک کی مبارک محفلوں میں جن امورِ خیر کا اجتماع ہوتا ہے، یہ سب امورِ حسنہ صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی ایک مجلس میں اکٹھا نہ فرمائے۔ اور اپنے کسی جلسے کا نام محفلِ میلادِ پاک نہ رکھا تو اصل بات وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کس نے منع کیا کہ اسے نہ کریں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ کریں تو تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو کس نے روکا کہ وہ نہ کریں۔ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نہ کریں تو تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ بھی نہ کریں تو ہم پر کس نے واجب کیا کہ اس سے پرہیز کریں۔ بس صرف اتنا ہونا چاہئے کہ وہ کام شریعتِ مطہرہ کے نزدیک بُرا نہ ہو۔

عجب کُطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قطعاً نہ کرنا تو محبت نہ ہو اور باوجود اُن سب کے نہ کرنے کے تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو کوئی اجازت ملی۔ مگر تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب بعد والوں کیلئے راستہ بند ہو گیا اس بے عقلی کی کچھ حد بھی ہے؟

رابعاً — حقیقۃً الامر یہ ہے کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معاذ اللہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف یا خیر و برکت کا منافی یا بدعت سمجھ کر اس محفلِ شریف کی اس ہیبتِ کدائی سے ہرگز گریز نہیں کیا، بلکہ اُس کو اعلیٰ کلمۃ اللہ و حفظِ بیضہ اسلام و نشرِ دینِ متین و قتلِ و قہرِ کافرین و اصلاحِ بلاد و عباد و اطفالِ آتشِ فساد و اشاعتِ فرائض و حدودِ الہیہ و اصلاحِ ذاتِ البین و محافظتِ اصولِ ایمان و حفظِ روایتِ حدیث و غیرہ امورِ کلیدیہ سے فرصت نہ تھی، لہذا یہ امورِ جزئیہ مستحبہ تو کیا معنی بلکہ تاسیسِ قواعد و اصول و تفریعِ جزئیات و فروع و تصنیف و تدوینِ علوم و نظمِ دلائلِ حق و ردِّ شبہاتِ اہلِ باطل و غیرہ امورِ عظیمہ کی طرف بھی کابلِ توجہ نہ فرما سکے۔ مگر وہابیت کی بنا شرکِ بدعت ہی کے دونوں لمبے ستونوں پر ہے۔ وہیڑوں کو ہر جگہ شرک و بدعت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

خامساً — وہیڑو، دیلو کے بندو، غیر متقلدو، نجدیو! ذرا ہوشیار ہو کر سنہل جاؤ بولو بولو جلد بولو بہت جلد ان سوالوں کے جواب میں اپنے لب کھولو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنے زمانہ اقدس میں اپنے لئے مجلس میلاد شریف قائم کرنے سے منع فرمایا، اپنے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مجلس میلاد شریف کو منع کرنے کا حکم دیا، صحابہ کرام تابعین عظام امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے اس مجلس مبارک سے منع کیا۔ اگر نہیں منع کیا تو ان کی خلاف چل کر اب محفل میلاد شریف کو منع کرنے کی بدعت جاری رکھنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ بدعت کسے کہتے ہیں؛ بدعت کی تعریف اگر مجلس میلاد شریف کو منع کرنے پر صادق آجائے تو پھر کیا محفل میلاد مبارک سے ممانعت کرنا جائز ہے، محفل میلاد شریف کے روکنے کو اتباع شریعت کا ذریعہ کہنے والے بتائیں کیا صحابہ کرام اور امامان دین نعوذ باللہ متبع شریعت نہ تھے۔ اگر وہ متبع شریعت تھے اور یقیناً تھے بلکہ ہم سے بدرجہا زائد متبع شریعت تھے، تو انھوں نے محفل میلاد شریف سے ممانعت کر کے اتباع شریعت کیوں نہ دکھایا۔ محفل میلاد شریف سے ممانعت کرنے کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذریعہ بتانے والے بولیں کیا صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معاذ اللہ محبت رسول علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام نہ تھے۔ اگر وہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تھے تو انھوں نے محفل میلاد شریف سے ممانعت کر کے محبت کیوں نہ دکھائی۔ کیا یہی بات ہے کہ وہ اس مجلس مبارک سے منع کرنے کو بدعت سمجھ کر اس کی ممانعت سے پرہیز کرتے رہے۔ محفل میلاد شریف کو روکنے اور اس کی ممانعت کرنے سے صحابہ کرام و بزرگان دین ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گریز کرنے اور بچنے کی وجہ کیا ہے؟

کیا ہے؟ گندے ابلسی پھندے شرک و بدعت کے دھندے میں دم کہ وہابی دھرم کے اصول کی پابندی کرتے ہوئے ان بارہ سوالوں کا جواب لاسکے، کیا ہے کسی وہابی دیوبندی غیر مقلد نجدی کو بہت کہ قواعد و ہدایت و ضوابط دیوبندیت سے ان بارہ سوالات کا جواب دے کر محفل میلاد مبارک کو حرام کراسکے؟ واللہ العلیٰ القاہرۃ۔ وَلِلّٰہِ الْمَدْحُ وَعَلٰی حَبِیْبِہِ وَعَلٰی الْاٰلِہِ الصّٰلَاحَۃِ وَالسَّلَامُ وَاللّٰہُ رَسُوْلُہٗ اَسْلَمَ عَلٰی جَلَالِہٖ وَصَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مسئلہ:

مجلس مولود میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر سمجھ کر قیام تعظیمی کیا جاتا ہے تو ثبوت کے ساتھ بتایا جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا نام کون کر کسی صحابی یا امام نے کبھی تعظیمی قیام کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

عارف باللہ سیدنا سیدنا مولانا سید جعفر برزنجی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے اپنے رسالہ مبارکہ ”عقد الجواهر فی مولد النبی الاذہر“ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں۔
 قد استحسن القیام عند ذکر ولادته یعنی بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت الشریفۃ ائمتہ ذوو روایۃ ورویۃ مقدسہ کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے متحمل سمجھا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو شامانی اس کیلئے جس کی نہایت مراد و غایت مقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم علیہ وعلی آلہ وسلم غایت مرامہ و مرامہ۔
 واللہ تعالیٰ ورسولہ أعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مسئلہ:

تاریخ ایجاد میلاد مروجہ و قیام تعظیمی تحریر فرمایا جائے اور یہ بھی واضح فرمایا جائے کہ اس کا موجب اول کون ہے، نیز ائمہ اربعہ کے بعد رائج ہوا ہے یا قبل؟ مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

جوابات سابقہ میں ہم بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بتا چکے کہ مجموعی مجلسوں محفلوں میں حضور سید الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد اقدس نہایت تعظیم و احترام و تہجیل و اکرام و شوق و اہتمام کے ساتھ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام برابر سنانے رہے۔ حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سنانے رہے۔ حتیٰ کہ خود اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ

یعنی اور اے محبوب یاد کرو جب اللہ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ ضرور میں تم کو کتاب و حکمت عطا فرماؤں گا پھر تمہارے پاس ایک عظمت والا رسول تشریف لائے گا، جو تمہارے ساتھ کی چیزوں کی تصدیق فرمائے والا ہو گا تم ضرور ضرور اس پر ایمان

اَصْرِنِي وَالْوَا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاَشْهَدُا وَاَنَا
مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ
ذَلِكَ قَا وَلِيكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝ ۱۷
اللہ نے فرمایا تو تم سب گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ
بے حکم ہیں۔

کلام عرب میں شعر تراخی کیسے آتا ہے۔ اس میں اشارہ فرمادیا کہ وہ رسول تم سب کے بعد آئے گا، آخر
الانبیاء ہوگا۔ رَسُوْلٌ میں تَنْوِيْنِ تَفْخِيْمِ فرما کر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ وہ رسول واجب التعظیم ہوگا
اس کی تعظیم و توقیر ضروری و لازم ہوگی۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح تمام ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی
ہر ایک قسم کے گناہ سے معصوم ہیں۔ پھر بھی اللہ وحدہ لا شریک لہ نے اپنی توحید کی عظمت ظاہر فرمانے کے
لئے ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ يَفْعَلْ مِنْهُ صُوْرًا اِنِّ اِلٰهٌ مِنْ دُوْنِهٖ كَذٰلِكَ
يُخٰزِيْهِ جَهَنَّمُ كَذٰلِكَ يَجْزِي الظٰلِمِيْنَ ۝ ۱۸
یعنی اور اُن فرشتوں میں سے جو کوئی کہے کہ میں معبود ہوں اللہ
کے سوا تو اس کو ہم بدل دیں گے جہنم ایسے ہی ہم بدلہ دیتے
ہیں ظالموں کو۔

یعنی اگرچہ کوئی فرشتہ میری نافرمانی نہیں کر سکتا لیکن میری توحید کی وہ عظمت ہے کہ اگر کوئی شخص فرشتہ
ہوتے ہوئے بھی بفرض محال میری توحید کے خلاف خدائی کا دعویٰ کرے تو وہ بھی جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اسی
طرح اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کی جلالت بیان فرمانے کیلئے ارشاد فرمایا کہ اس
عہد و پیمان کے بعد جو کوئی رسول جو کوئی نبی پھر جائے تو وہ بھی فاسق ہو جائے گا۔ یعنی اگرچہ کوئی نبی کوئی رسول
میری نافرمانی نہیں کر سکتا لیکن میرے محبوب کی رسالت وہ جلیل الشان ہے کہ اگر کوئی شخص نبی و رسول
ہوتے ہوئے بھی بفرض محال میرے محبوب کی رسالت پر ایمان نہ لائے اسکا زنا پاک پا کر بھی ضرورت کے وقت
اس کی مدد نہ کرے تو وہ بھی بے حکم بن جائے۔ بتادیا کہ فرشتہ و نبی بھی اگر بفرض محال توحید خدا اور رسالت
مُصْطَفٰی جَلَّ جَلَالُہٗ وُصَلٰی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف بغاوت کرے تو نہ اس کی ملکیت سلامت رہے
نہ اس کی رسالت، وہ جہنمی اور بے حکم ہو جائے۔ پھر کسی مولوی کی مولویت، کسی پیر کی مشیخت کیا

۱۷۔ سورۃ آل عمران آیت ۸۱-۸۲ ۱۸۔ سورۃ الانبیاء علیہم السلام ۲۹

فرشتے کی ملکیت اور نبی کی نبوت سے بھی بڑھ سکتی ہے کہ کوئی مولوی کوئی پیر اگر اللہ وحدہ لا شریک لہ کو عیب لگائے اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان گھٹائے، دشنامیں سنائے پھر بھی اسکی مولویت اس کی پیری میں فرق نہ آئے نہ اس کے ایمان و اسلام میں کچھ خلل پڑنے پائے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

محفل میلاد شریف اسی کا نام ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل کریمہ و مناصب جمیلہ اور ولادت مقدسہ کا ذکر پاک سنایا جائے ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا شوق دلایا جائے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نافرمانی سے بچایا جائے۔

اللہ عزوجل نے بھی تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارجح مقدسہ کو بزمِ ميثاق میں اکٹھا فرما کر ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واجب التعظیم، نبی الانبیاء، سید المرسلین و آخر النبیین ہونے کا ذکر سنایا، ان سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے اور اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدد کرنے کا اقرار لیا اور اس عہد مبارک سے پھر جانے کے وبالِ عظیم سے ان کو آگاہ فرمایا اور شجرِ حواء کھڑا کر دیا کہ وہ تم سب کے بعد پیدا ہوگا ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد اقدس یعنی ذکرِ پیدائش مقدس بھی سنایا۔

تو آیت مبارکہ نے صاف روشن فرمادیا کہ سب سے پہلی بزمِ میلادِ مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والثناء عالم ارواح میں منعقد ہوئی تھی جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد پاک سننے والے حضرات انبیاء کرام و مرسلین تھے علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد شریف سننے والا خود اللہ تبارک تعالیٰ تھا۔ "اِذْ" کا لفظ فرما کر اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس جلسہ میلاد اقدس میں تعین بزم بھی تھی۔ الْنَّبِيِّينَ جمعِ مذکرِ سالم پر لام استغراق فرماتے سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس بزمِ میلاد مقدس میں تداعی بھی تھی کہ سب نبیوں کو بلایا گیا تھا۔ اجتماع بھی تھا کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس بزمِ مقدس میں جمع تھے۔ کھڑا ہونا، بیٹھنا لٹنا یہ سب جسم کی شانیں ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ جسم و جہانیت سے پاک منزہ ہے۔ مگر "رَسُوْلٌ" میں تنوین تغنیم فرما کر اشارہ فرمادیا گیا کہ اس رسول کی توقیر و تعظیم واجب و ضروری ہے تو قیامِ تعظیمی بھی اس میں داخل ہے (سو اس مخصوص

طریقہ تقییم کے جس کی ممانعت شریعت نے فرمادی ہو) اللہ تعالیٰ نے بھی کھانے پینے سے جو جو پاک و منترہ ہے اور ارواح کی شان بھی کھانا پینا نہیں مگر اَنْ تَشْكُرُوْا مِنْ كُتُبٍ وَحِكْمَةٍ طے سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس روحانی بزم مقدس میں نبوت و رسالت و کتاب و حکمت کے حصے تقسیم ہوئے تھے۔
وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَاِلٰہِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَام

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ ذکر میلاد محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوة والسلام کا سب سے پہلا سنانے والا خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اور اُس کے سب سے پہلے سُننے والے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوة والسلام ہیں۔ جبکہ کسی تاریخ کسی سن کسی مہینے کی ایجاد بھی نہ ہوئی تھی پھر اس کی تاریخ ایجاد کیونکر بتائی جاسکتی ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں غیر متقلدوں نجدیوں کا یہ دروغ صریح و کذب قبیح ہے کہ اس مجلس میلاد اقدس کا موجودہ اول حضرت سلطان عادل عارقل جواد باذل صوفی کربل منظر الدین ابو سعید شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتے ہیں اور محفل میلاد مبارک کو حضرت اربل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد کی ہوئی بدعت ٹھہرتے ہیں۔ مسلمانان اہلسنت خبردار ہوشیار رہیں۔ اُن خبیثا و ملاعنہ کے دھوکے سے بچیں۔ خوب یاد رکھیں کہ حضرت سلطان اربل منظر الدین ابو سعید رحمۃ اللہ کے سر پر صرف اسی بات کا سہرا ہے کہ مجلس میلاد مقدس اہل مسلمانان اہل سنت میں جن امور خیر پر مشتمل ہوتی ہے جنکے مستحب مستحسن ہونے کا روشن و قاہر ثبوت قرآن عظیم ہی کی مبارک آیتوں سے ہم پیش کر چکے ہیں اُن سب کو ایک ہی بزم میں اکٹھا فرمانا اور ہر سال ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں بارہویں تاریخ کو التزام و اہتمام کے ساتھ بلاناغہ اس مجلس مبارک کو منعقد کرنا اور اس بزم مقدس کا نام مجلس میلاد شریف رکھنا شاہان اسلام میں سب سے پہلے اُن ہی نے شروع کیا۔ اُن سے پہلے اس کا یہ نام نہ تھا۔ ہر سال ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہی میں اس کے منعقد کرنے کا التزام نہ محفل شریف میں جن امور خیر کو بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم قرآن حکیم ہی کے ارشادات قاہرہ سے ثابت کر چکے۔ اُن سب کو ایک ہی مجلس میں اکٹھا کر دینے کا اہتمام نہ تھا۔ ورنہ ہم بیان کر چکے کہ ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پاک مبارک مجلس اُن سے پہلے بھی ہر زمانے ہر قرن میں برابر ہوا کرتی تھیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَاِلٰہِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَام۔ یہاں اور بھی مباحث ہیں مگر ہم بنیال

لہ سورۃ آل عمران آیت ۸۱

اختصار اسوقت اسی قدر پر اختصار کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم
مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ۔

فاتحہ مروجہ (نذر و نیاز) یعنی مخصوص دن مقرر کر کے مثلاً ہر ماہ عربی کی پہلی جمعرات یا ربیع الثانی کی گیارہویں یا ۱۲ ربیع الاول، ۲۲ رجب، ۴ شعبان اور سانسے مختلف برتنوں میں کھانا یا شیرینی گلاس پانی، پان چرائی، معہ چراغی، پیسہ، لوبان، اگر بتی، ہار پھول وغیرہ رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ خوانی کرنا، بعدہ متبرک سمجھ کر اغنیا واجب کو دینا اور خود مع اہل و عیال کھانا غرضیکہ تاریخ تعین و خاص اہتمام مذکورہ سے ایصال ثواب کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اس کے کرانے سے کتنا ثواب اور نہ کرنے سے کتنا گناہ ہے۔ مفصل جواب قرآن و حدیث اقوال و افعال خلفائے راشدین و ائمہ اربعہ خصوصاً فقہ حنفی کی معتبرہ و متداولہ کتب سے مرحمت فرمایا جائے۔ بتینوا توجروا

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ظاہر ہے کہ ہر ماہ کی نوچندی جمعرات یا ربیع الاول شریف کی بارہویں یا ربیع الآخر شریف کی گیارہویں، یا رجب مرجب کی چھٹی یا یسویں ستائیسویں یا شعبان معظم کی چودھویں یا شوال کی پہلی یا محرم کی دسویں یا کسی اور متبرک تاریخ کو مختلف برتنوں میں کھانا یا شیرینی گلاس میں پانی رکھنا چراغی کے پیسے یا چالیسویں اور برسی کے فاتحہ میں کپڑوں اور جوتوں کے نئے جوڑے بھی رکھ دینا قرآن عظیم کی یا اس میں سے چند مبارک آیتوں، کچھ مقدس سورتوں کی تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا ایصال ثواب ہی کیلئے ہے۔ پان رکھنا بھی فاتحہ پڑھنے والے کی تواضع و مدارات ہے۔ چراغ روشن کرنا تعظیم تلاوت ہے۔ لوبان اگر بتی سلگانا، خوشبودار پھول رکھنا قرآن عظیم اور ان فرشتوں کی جو تلاوت قرآن پاک کے وقت حاضر ہوتے ہیں توقیر و تعظیم ہے۔ ایصال ثواب کی دعائیں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ جس کھانے شیرینی کا ثواب محبوبان خدا علی سید عالم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح طیبہ کو نذر کیا جائے اس کو تبرک سمجھ کر اپنے مسلمان اقربا و احباب فقرا و اغنیا اور اپنے اہل و عیال کو کھلانا خود بھی کھانا جائز و درست ہے۔

اصل اس نذر و نیاز کی یعنی مالی و بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچانا، یہ تو حدیث شریف سے ثابت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آلہ وسلم کی سنت کریمہ۔ خود امام الطائفہ اسمعیل دہلوی اپنی صراط مستقیم

مطبوعہ مجتہبائی پریس دہلی کے صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے۔

”حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) را بعد التماس ایشان کہ مادر من گاہ فوت شدہ و یارے گفتن نیافت اگر می یافت وصیت می کرد پس برائے وے اگر چیزے بکنم نفع بویے خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن و بگو کہ این برائے مادر سعد است“ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے اس عرض کرنے کے بعد کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور کچھ کہہ نہ سکیں اگر بول سکتیں تو کچھ وصیت کرتیں۔ ان کیسے اگر میں کچھ کام کروں تو ان کو نفع پہنچے گا۔ فرمایا کہ کنواں کھودو اور کہو کہ یہ کنواں میری ماں کیلئے ہے۔

سنی مسلمان بھائی ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنواں تیار کرتے ہیں، وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اے میرے رب اس تلاوت قرآن کا اس درود شریف کا اس مٹھائی کا اس کھانے کا اس پانی کا ثواب اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اور حضور علیہ و آلہ وسلم کے طفیل فلاں ولی فلاں بزرگ فلاں مسلمان کی رُوح کو پہنچا۔ پھر اصل ایصال ثواب کے سنت ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔ ہم نے کتب حدیث شریف سے حدیث شریف کی اصل عبارت مبارکہ پیش کرنے کے بدلے خود امام الطائفہ کی ”صراط مستقیم“ سے اس کا فارسی ترجمہ پیش کر دیا ہے۔ تاکہ کسی دہرے دیو کے بندے غیر مقلد کو اس پر لب کشائی کا موقع نہ رہے۔ یہی بابائے نجد یہ اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے۔

”نه پندارند کہ نفع رسانید باموات باطعام فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید بر رسم نباید بود بے تعین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد ہر گاہ ایصال ثواب بہ میت منظور دارد موقوف بر طعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است و الا صرف ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین ثوابہاست“

یعنی یہ نہ سمجھیں کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیوں کہ یہ بات تو بہت اچھی اور افضل ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ رسم کے ساتھ مقید نہیں رہنا چاہئے۔ بغیر اس کے کہ تاریخ اور دن اور کھانے کی جنس اور قسم معین ہو جس وقت اور جس قدر بہت زائد ثواب کا باعث ہو عمل میں لائے اور جب کبھی مردوں کو ثواب پہنچانا

منظور ہو کھلانے پر موقوف نہ رکھے اگر ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ ہو سکے تو سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص کا ثواب جملہ ثوابوں میں سب سے بہتر ہے اور یہی امام الطائفہ اسی ضراط مستقیم کے صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے۔

”ہر عبادت کے کہ از مسلمان ادا شود و ثواب اس بروح کسے از گشتگاں برساند و طریق رسانیدن اس دعائے خیر بجناب الہی ست۔ پس این خود البتہ بہتر و مستحسن است و اگر اس کس کہ ثواب بر وحش میرساند از اہل حقوق اوست پس بہ مقدار حق وے خوبی رسانیدن اس ثواب زیادہ تر خواہ شد۔ پس در ثوابی اس قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ و اعراض و نذر و نیاز اموات شک شبہ نیست“

یعنی مسلمان سے جو کوئی عبادت بھی ادا ہوگی اور اس کا ثواب دنیا سے تشریف لے جانے والے حضرات میں سے کسی کو بھی پہنچائے گا (اور اس کے پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الہی میں دُعائے خیر کرنا ہے) تو بیشک یہ بات بہت اچھی اور مستحسن ہے اور اگر جس کی روح کو ثواب پہنچا رہا ہے وہ ثواب پہنچانے والے کے تقداروں میں سے ہے۔ تو جتنا اس کا حق ہے اتنی ہی اس ثواب پہنچانے کی بہتری زیادہ ہو جائیگی۔ تو جو امور رائج ہیں فاتحہ اور بزرگوں کے عرس اور دنیا سے سفر کر جانے والوں کی نذر و نیاز ان کی اتنی بات کے اچھے ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اور یہی بالوالہا بیہ اسی ”ضراط مستقیم“ کے صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے۔

”اول طالب را باید کہ با وضو و زوال بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابرین این طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنہری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہا خواندہ التماس بجناب حضرت ایزد پاک بہ توسط این بزرگان نماید و بہ نیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر و ضری شروع نماید۔“

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو و زوال نماز کی طرح بیٹھے اور سلسلہ چشتیہ کے اکابر مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام تختی پڑھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التماس اور پوری نیاز مندی اور زیادہ سے زیادہ گریہ و زاری کیساتھ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی دعا کرے اور ذکر و ضری شروع کرے۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ سوالات عشرہ محرم کے نویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب اس نیاز حضرات اہل امین نمایندہ و برآں یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حضرات امین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فاتحہ و قتل و درود خواند تبرک می شود خوردن آل بسیار خوب است۔

اور ان کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب "آلہ نبتہ" فی سلاسل و لیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔

پس وہ مرتبہ درود خواندہ ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی بر حضرت خواجگان چشت عموماً بخوانند و از خدائے تعالیٰ سوال نمایند۔

اور "زبدۃ النصلح" پر یہی بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اگر ملیدہ و شیر مرغ بنا بر فاتحہ بزرگ بقصد ایصالِ ثواب بر روح ایشان پڑند و بخورند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیار را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغتیارا ہم خوردن جائز است۔

انبیہی و گنگوہی کی "براہمین و طاعہ" پر حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انوار سا طعہ چڑھا ہوا ہے۔ اسی کے صفحہ ۷۹ و صفحہ ۸۰ سے ہم نے یہ پچھلی تینوں عبارتیں نقل کی ہیں جو بات جواب سوالات عشرہ پر تو انبیہی و گنگوہی نے یہ بکواس کی کہ۔ "شاہ عبدالعزیز کی طرف سے ہونے میں کلام ہے" حالانکہ یہ جوابات ان کے "فتاویٰ عزیزیہ" میں موجود ہیں۔ یوں تو ہر بے دین کو اختیار ہے کہ جس مسلم بزرگ کی کتاب میں اپنی بیدینی کا رد و ابطال دیکھے فوراً کہہ دے کہ اس کتاب کے ان بزرگ کی تصنیف نے میں کلام ہے۔ اس بکواس کا ثبوت دینے کی نہ انبیہی و گنگوہی کو کچھ ضرورت تھی نہ اس بے دین کو ہوگی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

دوسری بکواس یہ کہ "نیازا ماین" بھی صدقہ ہے کس طرح تبرک بن گیا بلکہ سب صدقات کو اوساخ الناس حدیث میں فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کو منع ہوئے۔ حالانکہ حدیث شریف وقفہ منیف کا خادم خوب جانتا ہے کہ صرف صدقات واجبہ ہی کو بنی ہاشم کیلئے منع فرمایا گیا ہے صدقات نافلہ ہرگز لے واضح رہے کہ فتاویٰ عزیزیہ کی اول طہاعت خود یونہی لے کر لائی ہے۔

انسانوں کا میل نہیں۔ اور صدقاتِ نافلہ بنی ہاشم کے لئے ہرگز ہرگز منع نہیں۔ لیکن جو لوگ جَعَلَ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ غِشَاوَةً کے مصداق ہو گئے، اُن کے اندھے پن کا کیا علاج۔ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى۔ ۱۷

تیسری بکو اس یہ کی کہ اور جو قرآن پڑھے جانے سے تبرک ہوا ہے تو چاہے کہ جس گھر میں کوئی قرآن پڑھے سارے گھر کا طعام تبرک ہو جایا کرے۔ اب ان استاد و شاگرد پیر و مرید اُغلی و مُتَعَالَمی دونوں سے کون کہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبِ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یکب اور کہیاں فرمایا ہے کہ صرف قرآن پڑھے جانے سے کھانا تبرک ہو جاتا ہے بلکہ وہ تو یہ فرما رہے ہیں اور صاف صاف فرما رہے ہیں کہ جس کھانے پر قرآنِ عظیم و درود پڑھ کر اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے محبوبانِ کرام علی سیدہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نذر کر دے گا۔ تو بیشک اس کے گھر بھر کا وہ سب کھانا تبرک ہو جائیگا۔ گد بات یہی ہے کہ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى إِلَّا ابْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی دونوں عبارتوں کے متعلق صرف اتنی ہی بکو اس کر کے اُغلی و متعالمی دونوں چنیت ہو گئے کہ ”خوب معلوم ہو گیا کہ فاتحہ دادن کے معنی ایصالِ ثواب کے ہوتے ہیں“ محبِ متعارف کے طور پر یا عرفِ عام کی وضع پر اب کون کہے کہ اوگت گوہی و انہیٹھی کے بند و ادلوں کے اندھوں! اس بکو اس سے کیا فائدہ تم کو پہنچا اور مسلمانانِ اہلسنت کا کیا بکڑا۔ جملہ فاتحہ دینے والے مسلمانانِ اہلسنت جو کھانے میوے شربت چائے مٹھائی وغیرہ پر سورۃ فاتحہ و سورۃ کافرون و سورۃ فلق و سورۃ ناس اور درود شریف اول و آخر پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر کسی بزرگ کا یا کسی مسلمان کا فاتحہ دیتے ہیں ان کا مقصد بھی تو صرف یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کا ثواب اس کو پہنچا دے۔ مگر اس براہینِ قاطعہ انہیٹھی و گنگوہی کے صفحہ ۸۲ پر ”الوارساطعہ“ میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحبِ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ایک اور عبارت زبدۃ النصارح مطبوعہ ۱۲۶۷ھ کے صفحہ ۴۲ سے منقول ہے۔ عبدالحکیم پنجابی کے اس اعتراض کے جواب میں کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ رکھا ہے کہ پابندی و التزام کے ساتھ ہر سال اسی تاریخِ معین پر کیا کرتے ہو۔ فرماتے ہیں۔

ایں طعن مبنی ست بر جہل احوال مطعون علیہ زیرِ اکر غیر یعنی اس اعتراض کی بنا اس بات پر ہے کہ شاہ عبدالعزیز

۱۷ سورۃ الحج آیت ۲۳ ۱۸ سورۃ الحج آیت ۲۶

از فضل شریعہ مقررہ راہیج کس فرض نمی داند آری زیارت و تبرک بعبور صالحین و امید و نیتاں باہر کثواب تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی اگر مستحسن ثواب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آن ست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب۔

و دعائے خیر اور کھانا شیرینی تقسیم کر کے ان سب چیزوں کا ثواب ان کی خدمات میں ہدیہ کر کے انکی مدد کرنا علمائے کرام کے اجماع سے اچھا اور بہتر ہے اور عرس کے دن کا تعیین اس لئے ہے کہ وہ دن اس بات کو یاد دلانے والا ہے کہ وہ اسی روز دار العمل یعنی دنیا سے دار الثواب یعنی آخرت کو تشریف لیگے۔

اس عبارت کے بعد شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے عرس کی اصلیت کو تفسیر در منثور و تفسیر کبیر سے اس حدیث شریف کو لکھ کر ثابت فرمایا۔

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر سال کے سرے پر شہیدوں کے مزاروں پر تشریف لایا کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ تم پر سلامتی ہو اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو اچھا ہے پچھلا گھر اور چاروں خلفائے راشدین ابو بکر صدیق اکبر و عمر فاروق عظمیٰ و عثمان غنی و ذوالنورین و مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر سال کے سرے پر شہیدوں کے مزاروں پر تشریف لایا کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ تم پر سلامتی ہو اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو اچھا ہے پچھلا گھر اور چاروں خلفائے راشدین ابو بکر صدیق اکبر و عمر فاروق عظمیٰ و عثمان غنی و ذوالنورین و مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

اعلیٰ و اعمہ نے اس پر یہ بلواس کی کہ شاہ صاحب نے الزام یہ روایت نقل کر دی ہے ورنہ ہرگز قابل احتجاج کے نہیں۔ اعمین کے نزدیک قابل احتجاج نہ ہونے کا کیا اعتبار ان کے نزدیک تو خدا ہی معاذ اللہ جھوٹا ہے۔ تو خود کلام خداوندی بھی ان کے دھرم میں کب قابل احتجاج رہ گیا۔ والیاء باللہ تعالیٰ۔

مگر ان کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا پیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تو اس حدیث شریف کو قابل احتجاج مان کر اس سے معترض پر الزام قائم فرمادیا۔ حدیث شریف لا تتخذوا قبور عیالاکم مطلب تو یہ ہے کہ جاہلیت کی عیدوں کی طرح میرے مزار اقدس پر حاضر ہو کر لہو و لعب کھیل تماشے کے جلسے نہ کیا کرو بلکہ میرے

مزار اقدس کی زیارت کو ثواب اور عبادت الہی اور ذریعہ نجات اور سبب شفاعت تصور کر کے حاضری دیا کرو پھر یہ حدیث صحیحین اس حدیث کے مزاحم و مخالف کیونکر ہو سکتی ہے اور اس سے مزارات اولیاء پر ان کے کھال کے دن مسلمانان اہلسنت کا جمع ہو کر ان کی زیارت کرنا ان سے برکت حاصل کرنا، وہاں تلاوت قرآن عظیم درود خوانی و ذکر خدا و رسول جن جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کے جلسے کرنا ان سب چیزوں کا اور کھانے، شیرینی، شربت کا ان کی ارواح مبارکہ کو ثواب پہنچا کر کھانا تقسیم کرنا کیونکر حرام و ناجائز ہو سکتا ہے۔ واللہ الحمد و علی حبیبہ الصلوٰۃ والسلام۔

اور یہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقدی شود اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس زیادہ ازاں فراہمی آیت درود می خوانند بعد ازاں کفشیہ می آید می نشیند و ذکر فضائل جنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آخرہ در احادیث انبیا و شہادت این بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خوانندہ بر ماتحت صرف اتحہ نمود و می آید پس اگر ایں چیز ہانزد فقیر بزرگمی بود اوت رام بر آن اصلاً نمی کرد ب باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش ایں ست کہ تاریخ دوازدهم شہر ربیع الاول میں کہ مردم موافق معمول سابق منہم شدند در خواندن درود شریف مشغول گشتند و فقیری آید اولاً بعضی از احادیث فضائل آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آله وسلم مذکور می شود بعد ازاں ذکر ولادت

یعنی تمام سال میں فقیر کے گھر پر دو مجلس منعقد ہوتی ہیں پہلی محفل جبکہ عاشورے کے دن یا اس سے دو ایک روز پہلے چار پانچ سو بلکہ ہزار اور اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اسکے بعد جب فقیر آتا ہے اور بیٹھتا ہے اور حضرت سیدنا امام حسن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان ہوتے ہیں اور ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے واقعات بھی جو حدیثوں میں آئے ہیں بیان کئے جاتے ہیں اسکے بعد قرآن عظیم ختم کر کے پنج آیت پڑھ کر جو کچھ حاضر ہوتا ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے تو اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوں میں فقیر ان کے محرم کی جرأت ہرگز نہ کرتا۔ باقی رہی محفل میلاد شریف تو اسکا بیان یہ ہے، ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ جیسے ہی کہ لوگ معمول قدیم کے مطابق اکٹھا ہوئے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے کہ فقیر آجاتا ہے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آله وسلم کے کچھ ارشادات فضائل

باسعاد و نبردے از احوال رضاع و حلیہ شریف بعض
آثار کہ دریں اوان بطور آمد بمعرض بیان می آید پس
بر ما خضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں
بحاضرین می شود۔

بیان کئے جاتے ہیں اسکے بعد ولادت مقدسہ کا بیان ہوتا
ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ
شیرخواری کے کچھ حالات اور حلیہ اقدس اور کچھ واقعات جو
اس وقت ظاہر ہوئے بیان ہوتے ہیں پھر جو کچھ موجود ہوتا
کھانا یا شیرینی اُس پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔
براہین قاطعہ میں گنگوہی و انبیٹھی سے اس کے جواب میں بھوٹ موٹ کی بھی کچھ بکواس نہ ہو سکی لیکن
فتویٰ گنگوہیہ مہبوب حصہ اول مطبوعہ جدید برقی پریس، بلی ماران دہلی کے صفحہ ۹۲ پر ہے۔

”سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ
عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب
واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں
بھی موجود ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں و علیٰ ہذا عرس کا جواب ہے۔ بہت اشیاء کہ اول
مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہو گئیں۔ مجلس عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے۔ فقط رشید احمد
گنگوہی عفی عنہ۔“

اس خبیث و ملعون فتوے میں گنگوہی نے صاف صاف بک دیا کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہر سال عرس بھی کیا کرتے تھے مجلس ذکر شہادت بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ محفل میلاد شریف
بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں تداعی بھی ہوتی تھی یعنی لوگوں کو اعلان کر کے بلایا بھی جاتا تھا،
اہتمام بھی ہوتا تھا، اجتماع بھی ہوتا تھا، تارنجیں بھی معین ہوا کرتی تھیں، قرآن شریف کا ختم بھی ہوتا تھا، پنج
آیت شریف بھی پڑھی جاتی تھی، کھانے شیرینی پر فاتحہ بھی پڑھا جاتا تھا، حاضرین کو تبرک بھی بانٹا جاتا تھا۔
مگر اُن کے زمانے میں یہ سب باتیں جائز و مباح و درست تھیں۔ لیکن اب گنگوہی کے زمانے میں ناجائز نا درست اور
حرام ہو گئیں۔ یعنی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک تو شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ
والتحیہ کے حکم سے عرس و مجلس ذکر شہادت و محفل میلاد شریف یہ سب باتیں جائز تھیں۔ لیکن اب گنگوہی کے
زمانے میں یا تو شریعت اسلامیہ کے احکام بدل گئے یا زمانے کے حالات بدل گئے، یا معاذ اللہ شریعت اسلامیہ

منسوخ ہو کر گنگوہی پر نئی شریعت نازل ہو گئی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حالات تو بدلے نہیں اس لئے کہ "براہین قاطعہ" میں گنگوہی و انبیٹھی نے تقیّد و تائبہ کی حالت ناخو ازی ٹھہرایا ہے۔ اور عبارت مذکورہ بالا میں تقیّد بھی ہے تاکد بھی ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تینوں کاموں کا التزام و اہتمام و تداعی کے ساتھ ہر سال بلاناغہ معین تاریخوں پر کیا کرتے تھے۔ انھیں باتوں کا نام گنگوہی و انبیٹھی نے تقیّد و تاکد رکھا ہے۔ تو اب دو ہی احتمال رہ گئے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام بدل گئے یا گنگوہی پر نئی شریعت نے نازل ہو کر شریعت اسلامیہ کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

اگرچہ اس ناپاک فتوے میں گنگوہی نے اپنے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا پیر صاحب کو حرام و ناجائز و نادرست افعال کے ارتکاب سے بچانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن اسی امام الطائفہ نے "تذکیر الاخوان" مطبوعہ مکنسائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۸۶ سے صفحہ ۸۸ تک بہت سی باتوں کو گت کر ان کا حکم صفحہ ۸۸ پر یہ لکھا ہے۔

"جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صفحہ جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کریمہ کے بموجب مسلمان نہیں۔"

ظاہر ہے کہ اسلام و کفر کے درمیان واسطہ نہیں۔ جو شخص کافر نہیں وہ مسلمان ہے اور جو شخص مسلمان نہیں وہ کافر ہے اور انھیں چیزوں میں محرم کی تحفیں کرنا، زینع الاول میں مولود کی تحفہ ترتیب دینا، عرس مردوں کے کرنا بھی گناہ دیا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ ان تینوں چیزوں کی برائی معلوم کر کے ناخوش اور خفا بھی ہوئے اور ان کاموں کا ترک کرنا ان کو برا بھی لگا۔ جیسا کہ عبدالحکیم پنجابی کا رد فرمایا اور صاف فرمادیا۔ "اگر ایں چیز ہاں نہ فقیر جائز نہی بود ادا تمام ہاں اصلانی کرد"۔ مقرر فضول نے ان امور کو ناجائز کہا تھا۔ ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو فقیر ان کو کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتا۔ تو تذکیر الاخوانی دھرم پر شاہ صاحب علیہ الرحمہ معاذ اللہ تین وجہ سے کافر ہو گئے۔ اور ان کو اپنا دادا پیر مان کر امام الطائفہ بھی کافر ہو گیا۔ اور اپنا امام مان کر گنگوہی بھی کافر ہو گیا۔ اور گنگوہی کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر سارے کے سارے دیوبندیہ غیر مقلدین بھی کافر ہو گئے۔ وَكُفِيَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَلَالِ۔

ہم اوپر بیان کر چکے کہ اصل تذکرہ میلاد اقدس تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس سے چلا آتا ہے۔ بلکہ ہر نبی ہر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اپنی مبارک محفلوں میں یہ تذکرہ مقدس کرتے رہے۔ بلکہ سب سے پہلے یہ تذکرہ مبارکہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کی محفل مقدس میں خود اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا — لیکن بعض خصوصیات کے ساتھ چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ملک عراق کے شہر موصل میں متقی دیندار صانع علامہ شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا۔ اور اسلامی بادشاہوں میں پہلے حضرت ملک عاقل بادشاہ عادل عالم عادل سلطان باذل صوفی کامل شاہ منظر الدین ابوسعید فرما کر لے کر اہل رحمۃ اللہ علیہ نے ان تخصیص و تعینات کے ساتھ ۶۰۳ھ میں جاری کیا۔ اس وقت عرب مصر و شام و اندلس و روم وغیرہ ممالک اسلام کے تمام حنفی شافعی مالکی حنبلی علماء کرام و فقہائے اعلام و مشائخ عظام و صوفیہ عالی مقام کا اس عمل خیر کے جواز و استحسان و استحباب پر اجماع منعقد ہو گیا۔

۶۵۳ھ میں فاکہانی پیدا ہوا۔ جس نے سب سے پہلے اس میلاد شریف کو حرام و ناجائز و بدعت سیئہ کہنے کی بدعت نکالی۔ اس مسئلے میں اسی فاکہانی مغربی کی تقلید پر گت گوہی و انبیٹھی اور سارے کے سارے و ماہر اپنی کھوپڑیاں شریفہ منڈائے بیٹھے ہیں۔ ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کے سن میں اس نے یہ خباثت ایجاد کی ہوگی۔ تو اجماع منعقد ہو جانے کے کم از کم پینیسٹھ سال کے بعد فاکہانی خارق اجماع ہوا۔ اور اجماع کا منکر حکم قرآن جہنمی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمَوْعِظِينَ
تُولِ بِهِ مَا تُولَىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا ۝

یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کو اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ پٹنے کی ہے۔

مگر اس قدر تو گت گوہی کے اس پلید فتوے سے بھی ثابت ہو گیا کہ روز شیعہ محفل میلاد مبارک سے لیکر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے تک اس محفل مبارک میں کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے تک بھی یہ محفل مقدس شرعاً جائز تھی۔ تو خود گت گوہی کے اقرار سے بھی ثابت ہو گیا کہ گت گوہی و انبیٹھی کے مقتداؤں فاکہانی اور اس کے ہمناؤں نے محفل میلاد شریف کو حرام

و ناجائز و بدعت سیئہ یکا ہے۔ وہ سب ان کی غلط اور جھوٹی بکواس ہے اور اپنے جی سے نئی شریعت گڑھنا اور اپنے نفس ناپاک کی ناپاک خواہش سے حلال کو حرام کرنا اور وسوسۃ الخناس ہے۔ واللہ الحمد و علی حبیبہ والہ الصلاۃ والسلام۔

یہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مبارک کتاب "تحفۃ اشنا عشریہ" مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ کے صفحہ ۲۱۴ پر فرماتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریہ طاہرہ اور تمام امت برمتثال پیراں و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان و البستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہہ اور انکی اولاد پاک کی پیروی اور مرشدوں کی طرح تمام امت پرستاری کرتے ہیں اور تمام عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے ان تمام امور تکوینیہ کو ان کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور ان کے نام پر فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت کا رواج و عمل ہو گیا ہے جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے اب مسلمانان اہلسنت ملاحظہ فرمائیں شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے کلام میں کتنے تقویۃ الایمانی ڈبل شرک بھرے ہوئے ہیں۔ فاتحہ مرد و جہ ایک شرک، انکے نام کی نذر و منت دوسرا شرک، پیر پرستی امام پرستی علی پرستی تیسرا چوتھا پانچواں شرک، اس پرستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع چھٹا بھاری شرک، فتح و شکست، تنہا درستی و بیماری، دولت مند و تنگدستی، جینا مرنا، اولاد ہونا نہ ہونا، بلانا، بلنا، بادشاہ ہو جانا فقیر بن جانا اور ان کے مثل احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وائمہ اطہار و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ وابستہ ہونا ساواں لاکھوں کروڑوں شرکوں کا مجموعہ اشد شرک، اس سے وابستہ جاننے پر تمام امت مرحومہ کا اجماع ہوا اٹھواں سخت ترین شرک۔ اکب کا کوری۔ سنہلی۔ دیوبندی۔ ندوی۔ گونڈوی۔ بہرائچی۔ غیاث پوری۔ پھولپوری۔ سمبھنی۔ بکوپری۔ بیت اللہاری۔ سمروی۔ جھنڈاگری۔ شاہجہانپوری۔ بہرام گھاٹی۔ لاہر پوری۔ ٹانڈوی۔ بلرامپوری۔ نانیاروی۔ راندیری۔ ڈھائیسی۔ تھار پوری۔ گھنٹی۔ رسولی۔ کشکی۔ پراپوری۔ بھروٹیوی۔ کور و بوزھیاری۔ وغیرہم۔ سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین ایک ہرے سے بول چلیں کہ تقویۃ الایمانی دھرم پر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ معاذ اللہ لاکھوں کروڑوں اوجھل

کے برابر تنہا پکے کئے مُشرک و مُشرک گر ہوئے یا نہیں۔ اور ان کا غلام ان کا شاگردان کے مرید کا مرید ان کا ملاح
ان کو امام و ولی چناں و جنیں ماننے والا امام الطائفہ اسمعیل دہلوی بھی کر وڑوں ابو جہلول کے برابر اکیلا پکا کٹا
مُشرک و مُشرک گر ہوا یا نہیں اور اس کو اپنا امام و مقتدا مان کر تھا لوی، انبیٹھی، گنگوہی، نالوتوی کر وڑوں ابو جہلول
کے برابر چاروں میں سے ہر ایک پکا کٹا مُشرک و مُشرک گر ہوا یا نہیں۔ اور پھر ان پانچوں کو اپنا امام و پیشوا مان کر
کر وڑوں ابو جہلول کے برابر تم ساروں کے ساروں میں سے ہر ایک بھی پکا کٹا مُشرک و مُشرک گر کافر و کافر گر
مُرتد و مرتد گر ہوا یا نہیں۔ بولو! بولو! ارے جلد بولو۔ کیا تم میں سے کسی سے مُکُن ہے اس کا جواب، یا آج
ہی سے یَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا کا ظہور ہے حجاب۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَالِہِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

تنبیہ بنیہ :

کوئی غیر مقلد یوں مکاری کر کے اس قاہر وار سے اپنا بیچا نہیں چھڑا سکتا کہ ہم تو شاہ صاب
کے مقلد نہیں، پھر ہم کو اس سے کیا مطلب کہ انھوں نے کیا لکھا، ہم تو صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔
سنو سنو! کان شریف کا میل نکلو اگر سنو! جب تک تم تقویۃ الایمان جیسی ملعون کتاب کو حق جانتے ہو، اس
کے مُصنّف کو اپنا پیشوا مانتے ہو اس وقت تک اس لا جواب قاہر وار سے تمہارا بیچا نہیں چھوٹ سکتا تمہیں
بولنا پڑے گا کہ تمہارے ناپاک ملعون تقویۃ الایمانی دھرم پر شاہ صاب علیہ الرحمہ کو ان کے اس کلام کے باوجود
مسلمان مان کر تم سارے کے سارے تمام ملعونوں سے بڑھ کر کافر ہوئے یا نہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْحُجَّةُ الْقَاهِرَةُ
وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَالِہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اب تو معلوم ہو گیا کہ امور مذکورہ سوال ہذا کا جواز و استحباب و استحسان بقول شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ
اجماع اُمت سے ثابت اور اجماع اُمت کا مُنکر بحکم قرآن عظیم جہنمی ہے لیکن وہابی — دیوبندی —
غیر مقلد جمعیتہ العلمائی — الیاسی — مودودی — امارت شری — جب تک اپنے عقائد کفریہ قطعیہ
یقینیہ سے توبہ صحیحہ شرعیہ کر کے سُنی مسلمان نہ ہو جائے اس وقت تک وہ میلاد شریف کرے یا نہ کرے
قیام تعظیمی دست بستہ بجالائے یا اس سے محروم رہے، صلاۃ و سلام پڑھے یا نہ پڑھے، فاتحہ نذر و نیاز

لہ سورۃ العنکبوت، آیت ۲۵

کو جائز نہ یا نہ مانے۔ فاتحہ و نذر و نیاز کا کھانا کھائے یا نہ کھائے۔ ہر صورت ہر حال میں بحکم شریعت مطہرہ کا فرہ، مزید ہے بلکہ ہے زندیق ہے۔ اور معاذ اللہ بے توبہ برگیا تو ہمیشہ کیلئے مستحق عذاب الخریق ہے بحکم شریعت مطہرہ سنی مسلمانوں پر ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، بیاہ شادی، رشتہ نامہ حرام۔ اُن کی اقتدا میں نماز حرام۔ بلکہ اُن کے عقائد کفریہ پر اطلاع کے بعد ہو تو مبطل اسلام۔ وہ راستے کلی میں مل جائیں تو اُن کو سلام کرنا حرام۔ وہ بیمار پڑیں تو اُن کو دیکھنے کیلئے جانا حرام۔ وہ مُر جائیں تو اُن کے جنازے پر حاضر ہونا حرام، اُن کی نماز جنازہ پڑھنا حرام۔ اُن کو چنیدہ دینا حرام، اُن کا ذبیحہ کھانا حرام، اُن کے جلسوں میں جانا حرام، اُن کی تقریر سننا حرام۔ عوام کو اُن کی تحریر دیکھنا حرام۔ اُن کی موت و زندگی میں اُن پر مرتدین کے جملہ احکام۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ والحمد للہ ذی الجلال والا کرام و افضل الصلوة والسلام علی حبیبہ سید الانام و علی الہ الکرام و اصحابہ الابرار و ابناہ الغوث الاعظم۔ الفقیر البلیغ عبید الرضا محمد شمس علی خان قادری البرکاتی الرضوی الکنوی

غفرلہ والابویہ والہ و احبابہ ربہ العزیز القوی،

ساکن محلہ بھورے خال من بلدہ پبلی بھیت۔ فی الہند

خواتین کی محفل میلاد شریف سے متعلق ایک ضروری فتویٰ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو عورتوں کے مجمع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک سُنا یا سُنا نا، تنہا یا مل کر جائز ہے یا ناجائز۔ یا عورتیں اس نعتِ عظمیٰ سے محروم ہی کر دی گئی ہیں۔ وہ حضور کا ذکر مبارک یا نعت شریف یا آپ کی ولادت کا بیان یا عورتوں کو پسند و نصائح عورتوں کے مجمع میں بھی زبان پر لا ہی نہیں سکتیں۔ کیا صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے یا سلف صالحین میں عورتوں نے عورتوں کو کبھی ذکر خیر سُنا یا ہی نہیں۔ بس حضور کی تعریف و توصیف کا حق صرف مردوں کو ہے خواہ نظماً ہو یا نثرًا عورتوں کو قطعاً جائز ہے ہی نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت؟ بینوا تو جروا۔ المستفتی: مولانا ابو النصر الحاج محمد عمر صاحب قادری حقیقی و ارثی لکھنوی۔

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے محبوب حضور

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ یعنی اور ہم نے تیرے لئے تیرے ذکر کو اونچا کیا۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا جَعَلْنَا ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي فَصْنِ ذِكْرَكَ ذِكْرِي یعنی تجھ کو اپنے ذکر سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تیرا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔

ان الہی ارشادوں سے صاف و روشن، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اقدس ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْ اٰکِرِبْنِ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَالَّذِیْ اٰکِرَاتِ
اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

یعنی وہ ایمان والے مرد جو اللہ کا ذکر بہت کرنے والے ہیں اور
ایمان والی عورتیں جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہیں اللہ نے اُن کیلئے مغفرت

اور بہت بڑے ثواب کو تیار کر رکھا ہے۔

ثابت و روشن ہو گیا کہ جو مسلمان مرد یا عورتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک
کریں اُن کیلئے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے بخشش و اجر عظیم مہیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
فَاذْكُرُونِیْ اَذْ کُنتُمْ رَاٰثِرًا وَّ اَشْكُرُوْا لِیْ وَ
لَا تَکْفُرُوْنَ ۝ ۲

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بھی حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے
مَنْ ذَکَّرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ اَذْ کُنتَ فِیْ نَفْسِیْ وَمَنْ
ذَکَّرَنِیْ فِیْ مَلَاٰذِکُمْ فِیْ مَلَاٰ خَیْرِ مِنْ
یَعْنِیْ جُو مِیْرَاذِکُمْ تَنْہَاۤیْیْنَ مِیْنِ کَرِے گائیں اس کا ذکر تنہائی میں کروں گا
اور جو کسی مجلس میں میرا ذکر کرے گائیں اسکی مجلس سے بہتر
مَجْلِسْ ۝

اس حدیث قدسی کو اس حدیث قدسی کے ساتھ ملانے سے نتیجہ ظاہر و روشن کہ جو مسلمان مرد عورت تنہائی
میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ بھی تنہائی میں اس کا ذکر فرمائے گا۔ اور جو
مسلمان مرد یا مسلمان عورت کسی مجمع میں حضور اکریم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ
بھی اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر فرمائے گا۔

لہٰذا اگر سنی مسلمان عورتیں عورتوں کے ایسے مجمع میں جو مکلاہی و اسباب فسق و فجور سے پاک ہو،
احکام شرعیہ کے موافق، صحیح روایتوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک

نشر میں یا نظم میں سنائیں تو شرعاً جائز ہے، مستحسن ہے، مستحب ہے، باعثِ ثوابِ حسیم و ذریعہٴ حصولِ مغفرت و اجرِ عظیم ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَادْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِجَلَالِهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ
فقیر الوالفتح عبید الرحمن محمد شمیم علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنؤی
غفرلہ و حفظ ربہ القوی۔

۱۲ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ روز شنبہ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء

پشت خاں در افتخار



مکتبہ اشرفیہ



ادبِ اہل سنت کی اشاعت و ترویج کے لیے اس مکتبہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔
اس مکتبہ کی اشاعت میں شریعت کی رو سے صحیح و درست اور اسلامی و اسلامی
وہی کتابیں شائع ہوں گی۔

(پیشکش کی صورت میں) ہر کتاب کی قیمت ۱۰ روپے ہے۔
جو کہ بڑی تعداد میں خریدنے والے کو کم قیمت پر پیشکش کی جائے گی۔

ASKARI ACADEMY

Dar-ul-Uloom Hashmatnagar, 101/248-Karnal Garh, Kanpur (U.P.)
Phone : 9897552954, 9897558003, 9412495510

(Rs. 15/-)

مسئلہ:

از حضرت علامہ ارشد القادری رضوی صاحب قلم (علیہ الرحمۃ والرضوان)

مدرسہ اہلسنت فیض العلوم۔ دھکیڈیہ۔ جمشید پور بہار

سیدی دامت برکاتہم القدسیہ تحفہ سلام عقیدت

یہ استفتاء حاضر کیا جا رہا ہے۔ یہاں کی جامع مسجد پر ایک دیوبالی قابض جس نے عداوت رسول کے نقشے میں نقشہ نعل اقدس پھاڑ کر پھینک دیا۔ اس وقت مارا شہر اس کے خلاف مشتعل ہے۔ چند دولتمند دیوبالی اس کی حمایت پر ہیں۔ متوکیان مسجد بھی دیوبالی ہیں۔ لیکن عوام کی برگشتگی یقین دلا رہی ہے کہ بہت جلد وہ مسجد سنیوں کے قبضے میں آ جائے گی۔ دیوبند سے یہاں کے دیوبندیوں نے استفتاء کیا ہے اور یہ صراحت طلب کی ہے کہ نقشہ نعل اقدس پر جو عبارت طبع ہے وہ قرآن کی آیت ہے اور اس میں قرآن کی توہین ہے۔ حضور کے نعل شریف کو بغرض اہانت جوتے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلئے حضور مدلل طور پر جواب مرحمت فرمائیں۔ بڑی نازک ترین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔

صاحبزادگان عالی وقار کو سلام۔

الجواب:-

اللہم ہدایۃ الحق والصواب:-

دیوبندیوں کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیبیں اور اس کے محبوب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہینیں لکھی ہیں۔ دیوبالی دیوبندی ان گناہیوں بے ادبیوں اور عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد خارج از اسلام ہیں۔

عبدالشکور کا کوڑی نے اپنے اخبار "النجم" جلد ۱۱ نمبر ۱۱ صفحہ ۶ پر لکھا۔ "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف کرنا حرام ہے۔" وہابیہ نجدیہ کا عقیدہ بخیر ہے کہ "مَنْ جَعَلَ الْأَنْبِيَاءَ أَوْ الْمَلَائِكَةَ أَوْ الْأَوْلِيَاءَ وَسَائِطَ بَيْنِهِ وَبَيْنَ اللَّهِ يَشْفَعُوا لَهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَهُوَ كَافِرٌ مُشْرِكٌ حَلَالُ الدَّمِ مُبَاحُ الْمَالِ" (تحفہ حنفیہ وہابیہ صفحہ ۵۹)۔ یعنی جو شخص انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ و واسطہ مانے اس لئے کہ وہ اللہ

تبارک و تعالیٰ کے حضور اس کے لئے شفاعت کریں تو وہ کافر مشرک ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اس کا مال لٹنا مباح ہے۔ یہ تو نجدی وہابیوں کے گندے عقیدے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بندوں کا اس کے دربارِ عزت میں شیعہ ہونا اور اللہ عز و جل کے حضور اس کے بندوں کیلئے ان کا واسطہ و وسیلہ ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ ان مبارک عقیدوں کی تصریح اللہ رب العزت جل جلالہ نے قرآن عظیم میں بھی فرمائی ہے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے۔ واتخذوا من مقام ابرہیم مصلیٰ ۵ اجد محمدین عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وارضی نے امام اجل مجاہد تمیز حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی قال اشرق قدمیہ فی المقام ایت بیئت۔ فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عز و جل ایت بیئت فرما رہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے۔

الْفَضِيلَةُ الثَّانِيَةُ الْبَيْتُ مَقَامُ اِبْرَاهِيمَ وَهُوَ الْحَجَرُ الَّذِي وَضَعَ اِبْرَاهِيمُ قَدَمَهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ اللَّهُ مَا تَحْتَ قَدَمِ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ ذَلِكَ الْحَجَرِ سَائِرِ اجْزَائِهِ كَالطِّينِ حَتَّى غَاصِيَ فِيهِ قَدَمُ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهَذَا فَمَا لَا يَقْدَرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَظْهَرُ إِلَّا عَلَى الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَدَمَهُ عَنْهُ خَلَفَ فِيهِ الصَّلَاةُ الْحَجَرِيَّةَ مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ أَنَّ تَعَالَى الْقَى ذَلِكَ الْحَجَرَ عَلَى سَبِيلِ الْأَسْمَارِ وَالْدَّوَامِ فَهَذِهِ أَنْوَاعٌ مِنَ الْأَيِّتِ الْعَجَبِيَّةِ وَالْمُعْجَزَاتِ الْبَاهِرَةِ أَظْهَرَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي ذَلِكَ الْحَجَرِ۔

یعنی کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا۔ تو جتنا حصہ ان کے زیرِ قدم آیا تھر مٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا۔ اور یہی صحتِ قدرتِ الہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا۔ پھر اسے حق سبحہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے محفوظ فرما دیا تو یہ قسم قسم کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

الْأَيُّتُ الْعَجَبِيَّةُ وَالْمُعْجَزَاتُ الْبَاهِرَةُ أَظْهَرَهَا اللَّهُ

ارشاد العقل السليم میں ہے۔

ان كل واحد من اشرقد ميه في صخرة صماء وخصوصه فيهما الى اللعين ولانه بعض دون بعض وابقائه دون سائر آيات الانبياء عليه الصلاة والسلام وحفظه مع كثرة الاعداء الوف سنة اية مستقلة۔

یعنی اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا جبکہ پتھر ایک۔ آیت نہ فرمایا آیات فرمایا جمع کے ساتھ اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلاة والسلام کا نشان قدم ہو جانا ایک۔ اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا دو۔ اور پتھر کا ایک حصہ نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین۔ اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلاة والتسليم میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار۔ اور باوجود کثرت اعداد ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا پانچ۔ یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت اور معجزہ ہے۔ اور فرماتا ہے عز وجل۔

ان الصفا والسروة من شعائر الله الخ بیشک صفا اور سروه اللہ کی نشانیاں ہیں۔ صفا اور سروه دو پہاڑیاں ہیں جن پر ایک عظیم نبی کی حرم محترم اور ایک عظیم الشان نبی کی والدہ ماجدہ خدیجہ بنت خویلد نے حرمت ہجرہ پانی کی جستجو میں دوڑی تھیں، ان دونوں پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں فرما رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اپنی عظیم عبادت یعنی حج مبارک کے ارکان میں سے ایک رکن قرار فرمادیا۔ اللهم ارزقنا من شعائرک ومن اثار حبیبک الکریم علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وجزبہ وعترتہ واهل بیتہ وذریاتہ الصلاة والتسليم۔

اور اللہ رب العزت جل جلالہ فرماتا۔

وقال لهم نبیهم ان اية مملکة ان ياتکم الثابوت فیه سکينة من ربکم وبقية مما ترک ال موسیٰ وال هرون فحملہ المملکة ان فی ذالک لایة لکم ان کنتم مؤمنین۔

یعنی بنی اسرائیل کے نبی شموئل علیہ الصلاة والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طاوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس پاس تا بوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہو اور موسیٰ و ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْظَامُ جَمِيعِ اسْبَابِهِ وَمَا لَمْ يَسَلِّهِ اَوْ عَرَفَ بِهِ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک بڑیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ علاقہ ہو حضور کی طرف منسوب ہو، حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اس سب کی تعظیم کی جائے۔ علمائے معتزلہ و ائمہ دین متین ہمیشہ فعل اقدس کی شبیہ و مثال کی تعظیم و تکریم فرماتے رہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم و تکریم مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ اور انکی توہین و تکذیب نہ کرے گا مگر گمراہ بدعت مرتد بے دین۔ بلاشبہ درحقیقت سلف و خلف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور اقدس سے لیکر آج تک یہ طریقہ بلا تکبر و انکار رائج اور مشہور و معروف ہے۔ نیز اسی پر عمل بھی رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق منسوب و مستحب اور محبوب و پسندیدہ بھی رہا۔ نیز احادیث صحیحہ مثلاً صحیح بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دیگر صحاح و سنن کی کتابیں اس طور و طریقہ پر ناطق و شاہد ہیں۔ مرشد برحق حضور پر نور علیہ السلام قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ فقیر نے بعض کی تفصیل اپنی کتاب "البارقۃ الشارقة علی مارتۃ المشارق" میں بھی ذکر کیا ہے۔ ایسے مقامات میں کسی محدث کی سند یا ثبوت کی قطعی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے امور کی تحقیق و تیقن میں پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا بہت بڑی بد بختی و محرومی ہے۔

ائمہ دین صرف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس سے کسی شئی کا معروف و مشہور ہو جانا تعظیم و تبرک کیلئے کافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ام قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ مِنْ اَعْظَامِهِ وَالْكَابِرَةِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَامُ جَمِيعِ اسْبَابِهِ وَالْاَزَامُ مُشَاهِدَةٌ اَمْلَكَتْهُ مِنْ مَلَكَةٍ وَالْمَدِينَةُ وَمَعَاهِدُهُ وَمَا لَمْ يَسَلِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَوْ عَرَفَ بِهِ۔ اسی طرح علمائے عرب و عجم اور معتزلہ دین مشرق سے مغرب تک یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعین پاک کے نقشے کاغذوں پر بناتے ہیں اور کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں اور بطور تعظیم سر پر رکھنے کا حکم بھی فرماتے رہے۔ مزید برآں امراض کے دفعیہ اور حصول اغراض کے لئے اسے وسیلہ بھی بناتے رہے۔ بفضل الہی اس سے عظیم و جلیل برکات و آثار پاتے رہے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر اور شیخ ابوالفتح بن محمد بن خلف سلمیٰ کی اس سلسلے میں مستقل تصانیف ہیں۔ علامہ احمد مفری کی مایہ ناز تصنیف

”فتح المتعال نہایت جامع اور دیگر تصانیف کے مقابلے میں کافی معلوماتی تصنیف ہے۔

علاوہ ازیں دیگر علمائے دین و ائمہ متین مثلاً علامہ ابوالریع بن سلیمان بن سالم کلاعی اور تفسیر شمس الدین حنیف اللہ رشیدی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تو نعل پاک کے سلسلے میں نہ جانے کتنے قصائد تحریر فرمائے ہیں جن میں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے اور بطور تعظیم سر پر رکھنے کا بیان واضح طور پر موجود ہے۔ اور ایسا ہی مواہب لدنیہ اور شرح مواہب لدنیہ میں بھی مذکور و مسطور ہے۔

اس کے فوائد و فضائل میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کے پاس یہ نقشہ مبارک ہو گا وہ ظالمین کے ظلم اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر دروڑہ کے وقت عورت اپنے ہاتھ میں لے لے اسکی برکت سے آرام و آسانی پیدا ہو۔ جو ہمیشہ اپنے پاس رکھے مخلوق کی نظر میں معزز ہو اور مخلوق اس کیلئے مستغیر بھی رہے۔ زیارت روضہ اقدس بھی نصیب ہو۔ اور خواب میں زیارت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے بھی مشرف ہو۔ نعلین پاک جس لشکر میں ہو وہ دشمنوں سے کبھی شکست نہ کھائے۔ جس قافلے میں ہو اُسے ڈاکو کبھی لوٹ نہ سکیں، جس کشتی میں رہے وہ کبھی غرقاب نہ ہو۔ جس مال میں رہے وہ ہمیشہ محفوظ رہے۔ اس کے وسیلے سے حاجتیں پوری ہوں۔ تجارت اور فلاح کی راہیں اس کے توسط سے کھل جاتی ہیں۔ اس تعلق سے علماء کی روایتیں اور صلحاء کی حکایتیں امام تہمسانی وغیرہ نے بیان کی ہیں۔

ولہذا یہ یونہی نہ خذلہم اللہ تعالیٰ عداوت خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے باعث اپنا ایمان تو پہلے ہی گنوا چکے۔ جو دل حب رسول سے خالی ہے اُس میں عداوت و گستاخی کے سوا کیا ہو گا۔ اُس کو باطن کو نقش نعل پاک پر آیات مبارکہ کا لکھا ہونا تو ہمیں نظر آیا، مگر اپنے گھر کی خبر نہیں۔ انھیں یونہی ولہذا یوں کے مقتدا و پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ”اعمال قرآنی“ حصہ سوم مطبوعہ رزاقی کانیپور کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”دیگر: برائے اساک۔ انگور کے تپے پر لکھ کر بائیں ران پر باندھ دے ابجد ہو زحطی کل من سعفص قرشت ثخذ ضطح وقیل یارض ابلیعی ماء لک ویسماء اقلعی وغیض الماء وقصی الامر کلما اوقد وانا را للحبوب اطفأها الله امسک ایہا الماء النازل من صلب فلان بن فلانہ بلا حول ولا قوتہ الا باللہ العلی العظیم

مولوی تھانوی صاحب نے امساک کا جو نمونہ بتایا ہے اُس میں اول تو حروف تہجی ہیں۔ پھر ایک آیت سورہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ پھر ایک آیت سورہ مائدہ شریف کی ہے۔ پھر تھانوی صاحب کی اضافہ کی ہوئی ایک عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے فلاں عورت کے بیٹے فلاں کی بیٹی سے اترنے والے پانی ٹھہر جا۔ اللہ اکبر! اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقدس و مطہر کلام انگور کے پتے پر لکھا جائے اور بائیں ران پر باندھا جائے اور پھر اپنا فعل مخصوص شروع کیا جائے تو زیادہ دیر تک ٹھہرے۔ العظمتہ للہ! اس عبارت میں قرآن عظیم کی آیات مقدسہ کی کسی زبردست توہین اپنے مریدین مقتدین سے مولوی تھانوی صاحب کرا رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

وہابیو! دیوبندیو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی سے باز آؤ، توبہ و تجدید ایمان کرو، ورنہ جہنم کے عذاب الیم گستاخ و مرتدین و بیدینوں کے منتظر ہیں۔
واللہ تعالیٰ رسولہٗ اعلم و اتہ و احکم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرحمن محمد شمس علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی غفرلہ لہ و آلہ و
واہلہ و اثوانہ و احبابہ ربہ المولیٰ الغریز القوی، ساکن محلہ بھونیاں پبلی بھیت۔

اس فتوے کے پہنچنے کے بعد وہ مسجد بفضلہ تعالیٰ سنیوں کے قبضے میں آگئی۔

استفتا

مسئلہ یکے اذلیاڈر، بمعرفت حضرت علامہ مولانا حکیم مقصود حسن خان صاحب دام بالف انورہ (شاگرد رشید حضور محمد صلی علیہ الرحمۃ والرضوان) محلہ بھورے خاں پبلی بھیت۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک دیہاتی حلقہ سے صوبہ جاتی کونسل کی ممبری کیلئے تین امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک لیگ کے ٹکٹ پر دوسرا کانگریس کے ٹکٹ پر تیسرا آزاد بغیر کسی ٹکٹ کے کھڑا ہوا۔ اور تینوں سنی ہیں۔ ان میں سے ہم اہلسنت کس کو ووٹ دیں؟

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

سنی مسلمانوں پر بحکم شریعت مطہرہ لازم کہ ان تمام کمیٹیوں پارٹیوں سے قطعاً علیحدہ رہیں، ان میں سے کسی کے نمائندے کو ووٹ دینے سے پرہیز کریں، ان میں سے کسی کے نمائندے پر اعتماد کرنے سے اجتناب رکھیں، ان بد مذہب و بد دین لاد مذہب و بے دین لیڈروں کو ووٹ کے لئے باہم لڑنے دیں۔ سنی مسلمان بھائی الیکشن بازی کے ان جھگڑوں میں کسی پارٹی کی طرف کسی قسم کا کچھ بھی حصہ ہرگز نہ لیں۔ اگر کوئی خالص سنی مسلمان متبع شریعت دیندار امیدوار ایسا مل جائے جو کانگریس و یونینسٹ و کمیونسٹ و سوشلسٹ و نیشنلسٹ و احرار و مسلم لیگ و خاکسار اور مرتد عبد الشکور کا کوری کے نام نہاد یوپی سنی بورڈ اور دیوبندی مرتدین کی گڑھی ہوئی نام نہاد تنظیم اہلسنت و غیر ہما جو جالس شرور و اشرار سے اور مسلم لیگ کے پروگرام و مقاصد کی سو فیصدی علمبردار آل انڈیا سنی کانفرنس سے اور کانگریس کی ہمنوا و طرفدار آل انڈیا مومن کانفرنس سے اور ہر ایسی جماعت سے جو کسی بد مذہب گمراہ کمیٹی کی حمایت و تائید کیلئے کھڑی ہوئی ہو گھلم گھلا صاف صاف علانیہ شرعی و مذہبی طور پر قطعاً اپنے سے علیحدہ و متنفر و بے زار ہونے کا اور اسی سارے تیرہ سو برس والے اسلام توہم اور اہلسنت کے اسی مذہب قدیم کا متبع و پیروکار ہونے کا اعلان شائع کر دے،

جبکہ ہمارے زمانے کے علماء اہلسنت و مشائخ طریقت حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی و حضور سراپا نور خاتم اکابر ہند سیدنا شاہ ابوالحسین احمد لوری قادری برکاتی مارہروی — حضرت

جبل الاستقامت کراکرامت مولانا وصی احمد محدث سورتی نقشبندی فضل ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریر و تقریر تعلیم و تلقین و تبلیغ فرماتے رہے، وہ خود مساکل شرعیہ کا واقف کار ہو یا کم از کم اسمبلی و کونسل کے اندر اسی مسلک کے معتقد و مستند علمائے اہلسنت کی ہدایات شرعیہ پر اس کی ہر آواز کا دائرہ ہر تو بخوشی اس کو ووٹ دیکر اپنا نمائندہ بنا کر اسمبلی و کونسل میں بھیجیں۔

اور اگر ایسا شخص امیدواروں میں نظر نہ آئے، نہ کسی ایسے شخص کو امیدواری کیلئے تیار کر سکیں تو سنی مسلمان ہرگز ہرگز کسی اور پارٹی کسی اور کمیٹی کے نمائندے کو ووٹ نہ دیں۔ قانوناً یا مذہباً ہرگز کسی طرح ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ کسی نہ کسی کو ضروری ہی ووٹ دیا جائے۔ آج کل عموماً ہر جگہ یہی حالت نظر آ رہی ہے کہ ان شرائط کا جامع امیدوار کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ لہذا سنی مسلمان بھائی کسی طرف بھی ووٹ دینے سے بہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً باز رہیں۔ پیروی شریعت مطہرہ و پابندی مذہب اہل سنت پر بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم مضبوطی و پختگی کے ساتھ ثابت و مستقیم رہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ توفیق خیر رفیق فرمائے آمین ثم آمین۔

سُنیت کسی عیار کی زنبیل کا نام نہیں جس میں لیگی و کانگریسی و یونیٹ و صلیحکی وغیرہ ہر سنی کہلانے والے کی سمائی ہے۔ عقیدہ و مذہب سے کام نہیں۔ کلا واللہ جملہ عقیدہ مذہب اہل سنت کو درست و حق ماننے کا ہی سُنیت نام ہے۔ ان مسائل کی تفصیل حضور پر نور مرشد برحق آقائے نفیس علیہ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد اعظم مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب بنام تاریخی المعتقد المستند بناءً حجة الأید میں ملاحظہ ہو۔

کسی عقیدہ ضروریہ مذہب اہل سنت کی مخالفت معاذ اللہ جس کسی سے صادر ہو وہ گمراہ بد مذہب مبتدع ہو گا۔ اور کسی عقیدہ ضروریہ دینیہ کی منافات عیاذ باللہ تعالیٰ جس کسی سے ثابت ہو وہ کافر مرتد بے دین ہو گا، خواہ وہ مسلم لیگی ہو یا خاکساری، کانگریسی ہو یا احراری یا یونیٹ و کمیونسٹ و سوشلسٹ وغیرہ کسی اور فرقے کا بے دین ناری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ و ہوالخالق الباری۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب کامل النصاب مسمیٰ بنام تاریخی بجانب اهل السنة عن اهل الفتنہ۔

اور شک نہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ و دہلویہ غیر مقلدین و مرزائیہ و قادیانیہ و روافض اثنا عشریہ اسماعیلیہ

آغاخانہ و طہرین نچریہ و زنادقہ دہریہ وغیرہم کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ محبت و دوستی و داد
ان کی اطاعت و پیروی و انقیاد اُن سے کھل بل کر دوستانہ و برادرانہ اتحاد و حمایت میں ان پر اعتماد،
اُن سے مواخات و موالات ان کی توقیر و تعظیم و مدح و ستائش میں مغالات جو یہ کانگریس و مسلم لیگ
و آزاد و خاکسار و یونینسٹ و کمیونسٹ و احرار و جمعیتہ الانصار و مؤمن کانفرس وغیرہ پارٹیاں کر
رہی ہیں اور عوام سے کرا رہی ہیں، اُن امور کو روک دیا کرتے ہوئے اُن کا ارتکاب کرتے ہوئے کوئی شخص
بھی سنی نہیں رہ سکتا۔ ملاحظہ ہو حضور پر نور علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبارک مسمیٰ
بہ نام تاریخی الطاری الدارمی لہفوات عبد الباری۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ و لا یوبہ و اہلہ
و اختوانہ و احبابہ رہ المولیٰ العزیز القوی، محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔
یوم السبت سادس شہر ربیع الاول المبارک ۱۳۶۵ھ
الف وثلث مائۃ و خمس و ستین من الهجرة القدسیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ۔

کھر المعبود علی اعتقاد حزب المردود

— ۱۳ — ۵ — ۶۶ —

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور جماعت اسلامی کیسی جماعت ہے۔ اور اس میں فریک ہونہ جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اُس کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بنوا تو جروا

المستفتی: سید نیاز احمد قادری رضوی فتحپوری غفرلہ۔ ناظم اعلیٰ جماعت مبارکہ اہلسنت، غفار منیر اقبال آباد کانپور

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور اُس کی جماعت اسلامیہ کوئی نئی تحریک نہیں۔ بلکہ وہابیت کے معلم اول محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تحریک نجدیت اور وہابیت کے معلم ثانی اسماعیل دہلوی کی تحریک وہابیت ہے۔ مودودی نے یہ دیکھ کر کہ عام طور پر مسلمانان اہلسنت بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نجدیت و وہابیت سے متنفر و بے زار اور اُس کی جاثقوں ضلالتوں سے خبردار ہو چکے ہیں۔ انھیں معتقدات نجدیہ و عقائد وہابیہ کو نئے عنوانات اور جدید تعبیرات میں بھولے بولے سیدھے سادے سُنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تحریک حکومت الہیہ اور جماعت اسلامیہ کے نام سے پیش کیا ہے۔ اسکی کتابوں میں غیر مقلدیت و نجدیت وہابیت کے اعتقادات کفریہ بکثرت بھرے پڑے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ”بینام حق“ کی اشاعت خاص میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے ظفر منیر تاجپورہ لاہور سے مودودی کا جو مضمون ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ شائع کیا ہے اُسکے دیباچے صفحہ ۲ پر لکھا ہے۔

۱۔ ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ مولانا کا ایک بڑا کاغذ نامہ ہے۔ شرک کے زور اور توحید کی تائید میں حضرت

مولانا اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان سے زیادہ سائنٹفک اور بہتر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی

تھی۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت و توضیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی

دُسیار ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاہ اسماعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا۔ اُسی کو مولانا

نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے مُبغنین اسلام کی صف میں اپنے لئے ایک ممتاز

مقام بنالیا ہے۔“

اس عبارت سے صاف طور پر واضح و آشکار ہو گیا کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کے

ذریعے سے جن عقائد کفر و ضلال کو نہایت بھڑے اور بھڑکے الفاظ میں لوگوں کے اندر پھیلا نا چاہتا تھا انھیں

گندے اور نجس اعتقادات کو چکنے چڑے دلفریب کلمات میں مودودی اپنی نام نہاد جماعت اسلامی و تحریک حکومت

انہی کے ذریعے سے پھیلا نا چاہتا ہے۔ چنانچہ مودودی نے اپنے رسالہ "دنیات" صفحہ ۵۹ میں غیر مقلدوں کو بھی حق پر بتایا
۲۔ اپنے رسالہ "دستورِ جماعتِ اسلامی" کے صفحہ ۲ پر صاف لکھا۔

"خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء اولیاء۔"

۱ قول حضراتِ انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عز و جل نے اپنے کرم سے جو اختیارات اپنی سلطنت میں عطا فرمائے ہیں اُن کا انکار قرآن پاک کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اَغْنِيَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ (پل رکوع ۱۶ سورہ توبہ)
وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوا مَا اتَّهَمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا
حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ اِنَّا اِلَى
اللّٰهِ رَاغِبُونَ۔ (پل رکوع ۱۱ سورہ توبہ شریف)

یعنی اللہ اور اُس کے رسول نے اُن کو اپنے فضل سے دولت مند کر دیا
یعنی اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اُس کے
رسول نے اُن کو دیا۔ اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہم کو
اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے۔
یعنی اور اللہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔
یعنی پھر اُن کی قسم جو کاموں کی تدبیر کریں۔

۳۔ اُسی کے صفحہ ۴ پر جاہل و عالم ہر ایک انسان کو حکم دیا کہ۔

"جو خیال یا عقیدہ یا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اُسے اختیار کرے جو اُس کے خلاف ہو اُسے ترک کرے اور
جو مسئلہ بھی حل طلب ہو اُسے حل کرنے کیلئے اُسی سرشتیہ ہدایت کی طرف رجوع کرے۔ یعنی ہر ایک شخص جس
خیال جس عقیدے کو اپنی سمجھ اور اپنے خیال میں کتاب و سنت کے خلاف سمجھے اُسے چھوڑ دے اور اپنی سمجھ
اپنے علم کے مطابق جس مسئلے کا جو حکم قرآن و حدیث سے سمجھے پس اُسی پر عمل کرے۔"

اقول: ہر خاص و عام عالم و عامی کو یہ حکم دینا کہ وہ خود ہی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق براہِ راست بلا واسطہ قرآن
و حدیث ہی سے احکامِ شرعیہ حاصل کرے۔ اور حقانی علمائے اہلسنت حاملانِ شریعت سے بے نیاز ہو جائے یہ بھی
قرآن عظیم کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ (پل رکوع ۱ سورہ انبیاء شریف)

فَاَسْأَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔
یعنی اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے ہو۔

۴۔ اپنے رسالہ "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ پر لکھا۔

"اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں تو یہ
ضرور اس کو الہ (یعنی معبود) بنانا اور اُس سے دُعا مانگنا ہے۔"

اقول: جو مسلمان اللہ عز و جل کے محبوبانِ کرام علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منظرِ عینِ الہی و جوارِ حرقتِ
خداوندی مانتے ہوئے اپنی مُصیبتوں حاجتوں میں اُن کو پکارتے ہیں، اُن سب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ ان کو الہ یعنی

معبود بناتے ہیں، تم کام اُمت مرہومہ کو کافر و مشرک بنا دے۔ اور شفا شریف صفحہ ۲۴ میں فرمایا۔
 نَقَطْعُ بَيْتِكُمْ كُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوْلًا يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى
 یعنی ہم قطعی طور پر ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کلمہ کہے
 جس سے تمام اُمت کو گمراہ کرنے کی طرف راہ نکلے۔
 تَضْلِيلِ الْأُمَّةِ۔

اپنے رسالہ "حقیقت اسلام" کے آخری صفحہ پر لکھا۔

"اگر آپ اپنی خیر چاہتے ہیں تو ان جھوٹوں کو توڑیے۔ ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہیے۔ اور ایک اُمت بن

جائیے۔ خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر اہل حدیث حنفی دیوبندی بریلوی شیعہ سنی وغیرہ الگ

الگ اُمتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک اُمت مسلمہ بنائی تھی۔"

اقول: اجماع اُمت و قیاس مجتہدین کے دلیل شرعی ہونے کا انکار کرنے والے وہابیہ غیر مقلدین اللہ عز
 وجل کی تکذیب اس کے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے دیوبندیہ قرآن پاک
 کو ناقص ماننے والے رافضیہ کو مسلمان کہنے والا شرعاً خود کافر مرتد ہے۔ والیعا ذب اللہ تعالیٰ۔

اس عبارت میں صاف صاف تمام مسلمان کہلانے والے مرتد فرقوں دیوبندی رافضی غیر مقلد وغیرہم کو مسلمان
 بتا دیا اس قسم کی عبارت سے متعلق مفصل شرعی بحث تو انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاعر رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عقرب
 ایک مفصل شرعی فتوے مسی بنام تاریخی "قہر معبودی براعتقاد مبطل مودودی" (۶۶ ۱۳) میں کی جائیگی۔ لیکن مختصر
 طور پر ان کلمات سے یہ بات تو روشن ہو گئی کہ مودودی کی یہ تحریک درحقیقت وہی نجدیت و وہابیت و صلحکیت
 کی تحریک ہے۔ لہذا اس میں شرکت اسکی اعانت شرعاً حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا
 یعنی اے ایمان والو جب تم آپس میں مشورت کرو تو گناہ اور حد
 سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی پر مشورت نہ کرو۔ اور نیکی اور پرہیز
 گاری پر مشورت کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جسکی طرف اٹھائے جاؤ گے۔
 یعنی اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و
 تعاونوا علی الاثم والعدوان ہ
 زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ اس تحریک کے جلسوں میں شامل ہونے سے قطعاً پرہیز کریں جس طرح
 وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مرتدوں بد مذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔
 وَأَمَّا يَنْتَحِلُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرِ
 یعنی اور جو کہیں شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ
 مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ہ
 نہ بیٹھ۔

اس تحریک کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینا حرام ہے۔ اس میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ کا فرض ادا نہ ہوگا۔

قال الله تعالى فسيدفونها ثم تكون عليهم
حسرة ثم يغلبون ۵ والذين كفروا إلى جهنم
يحتشرون ۵
یعنی تو اب ان مالوں کو خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان پر بھجیتا اور
ہونگے۔ پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ اور کافروں کا حشر
جہنم کی طرف ہوگا۔

جس سنی مسلمان کو مودودی کے ان اقوال کفر و ضلال کا شرعی رد و ابطال علی وجہ الکمال ملاحظہ کرنا منظور ہو
وہ حضور پر نور مرشد برحق امام المسنّت مجدد اعظم دین ملت اعظمہ عظیم البرکت فاضل بریلوی مولانا الشاہ عبدالصطفیٰ
محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مقدسہ تمہید ایمان آیات قرآن و کشف
ضلال دیوبند و رد الرافضہ و النہی الاکید عن الصلاۃ و راعی التقلید و الکوکبہ الشہابیہ علی کفریات ابی
الوہابیہ کی طرف رجوع لائے۔ یا کتاب مستطاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ" کا مطالعہ کرے۔ فَاَنَّا يَجِدُهَا
بِإِذْنِ رَبِّ الْجَلِيلِ تَسْقِي الْغَلِيلَ وَتَشْفِي الْعَلِيلَ وَتَهْدِي الضَّالِّينَ۔ اور مسلمان کہلانے والے جملہ مرتد
فروق کا اُمت مسلمہ سے خارج اور کافر و مرتد ہونا کتاب مستطاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ" میں بھرت
آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ سے ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زائد روشن طور
پر واضح و لائحہ کر دیا ہے۔ فَلَوْجِهَ رَبِّنَا الْكَرِيمِ الْحَمْدُ وَ عَلَى حَبِيبِهِ وَالِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُزِجْهُ
وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ۔

مختصر یہ کہ کلمہ پڑھنے والے منکرین ضروریات دین کو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اُمت مسلمہ میں داخل ماننے والا
قرآن عظیم کا منکر اور اللہ سبحنہ و تعالیٰ کا کاذب ہے۔ قال الله تعالى لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ۵
یعنی بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ وقال الله تعالى ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد
اسلامهم ۵ یعنی اور بے شک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔ وقال الله
تعالى ومن الناس من يقول امنابالله وباليومهالاخر وماهم بمؤمنين ۵ یعنی اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ
ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ وقال الله تعالى اذا جاءك المنفقون قالوا
نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لکاذبون ۵ یعنی جب
منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور
اللہ جانتا ہے کہ بے شک یقیناً تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یقیناً منافق جھوٹے ہیں۔
والله ورسوله اعلم جل جلاله و صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم۔

فقیر الباقی عبد الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خفر لہ و لا بوہ و الہیہ و اخوانہ و
واجہابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی، ساکن محلہ بھورے خاں یلی بھیت، یوم السبت ثامن الشهر المبارک المنیف الربیع

رَفَعَ الزَّامَ أَنْ مَكْتُوبَاتِهِ مُجَدَّدٌ

۱۳

۵۴

سَبِيلُ هِدَايَةٍ

بخدمتِ اقدس حضرت شیر بیشہ اہلسنت حامی الشن ماہی الحسن بکیتائے زماں مولانا بافضل اولنا مولوی حافظ قاری مفتی منظر اسلام سنیت مظہر علیہ حضرت ابوالفتح عبید الرضا شاہ محمد شمت علی دام فیضہم برکاتہم اللہ یہ السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ

دیگر عرض مودبانہ کہ دو دن سے ایک بٹھان مولوی کہ جو اپنا نام حبیب اللہ خاں بتاتا ہے۔ اپنے منہ سے مجہدی ہونے کا مدعی یہاں گونڈل میں ٹکڑے مانگنے کے بہانے سے آن گھسا ہے۔ اور نگینہ مسجد میں مقیم ہے۔ یہ سول بعد نماز عشاء مدینہ مسجد میں بغیر دعوت و عطا کیلئے کھڑا ہوا۔ ابتداءً تو اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگا۔ بعدہ وعظ شروع کیا۔ جس کا ہر فقرہ صلہ کھلیت اور دیوبندیت کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ جس کا رد احمقر نے بعونہ تعالیٰ ثم بعون حبیبہ علیہ افضل الصلوٰت امل التسلیات اسی وقت اسی مقام پر کر دیا (اُس کے بعد مفصل ذکر وعظ اور رد کا لکھا جو خوف طوالت چھوڑ دیا جاتا ہے) اور مولوی مذکور جب نہایت ذلیل و رسوا ہوا اور دیکھا کہ کوئی صورت کامیابی کی نہیں ہے تو ایک نیا کھیل کھیلا۔ دوسرے دن پیر فضل عمر صاحب مدظلہ کے بعض مریدین کے پاس جا کر انھیں اکسانے لگا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے الملفوظ شریف حصہ سوم کے صفحہ ۷۵ و ۷۶ پر اس عبارت میں حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کی توہین کی ہے۔

”عرض کیا حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسی تفضیل بھی لکھی ہے؟
ارشاد: تلك امّا قد خلت لها ما کسبت و لکما کسبتہم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ پھر فرمایا مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں نور القمر مستفاد من نور الشمس اسی میں لکھا کہ تم یہ جتنے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں لکھا سو سے کہا۔ نہیں بلکہ زیادہ سُکر ہے۔ الخ
_____ حضرت مجدد صاحب علیہ رحمۃ نے کبھی سُکر میں کچھ کہا ہی نہیں۔ نہ اقرار سُکر کیا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی عبارت مکتوبات میں ہیں کہ جسکو سُکر سے تاویل کرنیکی ضرورت پڑے۔ یہ اُن پر بہتان ہے لہذا توہین ہوئی۔

۲ — مجتہد صاحب علیہ رحمۃ حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ سے افضل ہی تو تھے پھر انھوں نے اگر اپنی تفصیل لکھی بھی ہو تو اُس میں اعتراض کرنا تو عین نہیں تو اور کیا ہے؟

۳ — مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کے ساتھ علیہ رحمۃ کیوں نہیں لکھایا بھی تو ہمیں ہی تو ہے۔“

اس پر بھی اُس کو بہت کچھ سمجھایا گیا۔ لیکن وہ اپنی ضد و مہٹ دھری سے باز نہیں آیا اور بعض جاہل و بے علم مجددی اُس کے دام فریب میں آگئے ہیں۔ چونکہ سنیوں کے آپس ہی آپس میں فتنہ و فساد پھیل جانے کا اندیشہ ہے اس لئے احقر اپنی بے لُبّاعتی کو خیال میں لا کر نیز مکتوبات کی جلدوں تک اتنی جلدی سے تینی کہ ضرورت ہے دسترس نہ پاسکے کی وجہ سے حضرت کو تکلیف گوارا فرمانے کی عرض کرتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ہمارے آقا و مولیٰ معراج والے دُلہا علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقہ و طفیل ہیں آپ کو اس نئے فتنے کو مٹانے کی کوشش کا اپنے فضل و کرم سے ضرور اجر عطا فرمائے گا۔ فقط سلام مسنون

ساکن ملہال ضلع جہلم حال وارد گونڈل کاٹھیا واڑ۔ ذیقعدہ شریف ۱۲۵۶ھ

فقیر تھیر کے اس عریضے کے دوسرے دن رکن سنت سیٹھ حاجی محمد ہاشم بن جمال زید مجدد نے ایک خط حضرت شیر بشیر سنت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کا مختصر مضمون جو اس واقعے سے متعلق ہے، ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(رکن سنت محمد ہاشم)

حضرت شیر بشیر سنت ابوالفتح مولانا مولوی حافظ قاری شاہ محمد شمس علی صاحب دام ظلکمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دیگر عرض ہے کہ کل مرزا صاحب سلمہ نے جو خط آپ کی خدمت روانہ کیا ہے براہ کرم جواب حتی الامکان جلدی عنایت فرمائیے گا تا کہ اِذ عرض کرتا ہوں۔ کیوں کہ مولوی عبد العلی مجددی پیش امام نگیہ مسجد بھی اُس پٹھان مولوی کی تائید میں کھڑا ہو گیا ہے۔ اور شہر بھر میں بلکہ سب سنیوں کے گھر میں اس بات کا چرچا ہو رہا ہے اس پٹھان مولوی (جو غالباً دیوبندی المذہب معلوم ہوتا ہے اور تھیہ سے مجددی ہونے کا اظہار کرتا ہے) کا مقصد یہ ہے کہ سنیوں میں پھوٹ ڈال دے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو بدنام کر دے۔ تاکہ سنیوں کے دلوں سے اپنے بزرگوں کی عظمت جاتی رہے۔ پھر دیوبندیت و ہابیت کے پرچار کی راہ ملے۔

نقطہ راقم الحروف محمد عزیز صالح محمد قادری غنی عنہ پیش امام جامع مسجد کاسلام تبول افتد۔ از طرف سیٹھ حاجی محمد ہاشم بن محمد جمال نقشبندی (زید مجدد) مالک کارپٹ فیکٹری گونڈل کاٹھیا واڑ۔ ذیقعدہ ۱۲۵۶ھ

اس کے اسی روز شام کو وہ پٹھان مولوی تو کہیں رفو چکر ہو گیا اور اپنا مچایا ہوا فتنہ باقی چھوڑ گیا پتہ نہ ہی

یوم کے بعد حضرت شیر بیشہ سنت حامی السنن حاجی الفتن مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر اسلام و سنتیہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی مجددی دامت فیوضہم القدسیہ کا نوازش نامہ مع فتویٰ و حصول ہوا۔ جو مفتوی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ پھر کہیں اس قسم کا فتنہ برپا ہونے نہ پائے۔ اور کسی وہابی دیوبندی کی شرارت کا اگر نہ ہو سکے۔ جہاں کہیں اس قسم کی کوشش کریں، لوگوں سے لعنت ملامت سنیں۔ اور ہمارے سنتی احباب اصحاب بفضلہ تعالیٰ ثم بحرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم آپس میں شیر و شکر بنے رہیں۔

نوازش نامہ بکلیت زمانہ حضرت شیر بیشہ سنت مولانا مولوی
حافظ قاری مفتی ابو الفتح شاہ عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی مجددی
دامت فیوضہم و بہر کاظمہ القدسیہ

۴۸۶
۹۲ علمبردار سنت مکرم و کرم فرمائے من جناب سیٹھ حاجی المصطفیٰ صاحب نقشبندی زیدت مکارمہم و علیکم السلام و رحمۃ برکاتہ۔ رب عز و جل اپنے حبیب اجل علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاکمل کے صدقے میں آپ کو اور آپ کے جملہ برادران و فرزندان و برادر زادگان و احباب اہلسنت کو مذہب اہلسنت پر خیر و عافیت کے ساتھ اور مجھ گنہگار کو بھی حیات و موت و ثبات و استقامت عطا فرمائے۔ اور آپ سب حضرات کو دین و ایمان و تندرستی و اولاد و مال میں بے شمار برکات بخشے۔ اور آپ حضرات مجھ گنہگار پر جو احسانا فرما رہے ہیں اُن کو قبول فرما کر ان کے بہترین صلے دارین میں آپ حضرات کو عطا فرماتا رہے۔ آمین بحرۃ سیدنا الخواتم الاعظم و سیدنا الامام الاعظم و مرشدنا المجید الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاهم عنا ورضی عنہم آمین۔ بحمدہ تعالیٰ و بحرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم ایمان سنت پر قائم اور خیر و عافیت ہوں۔ چہار شنبہ ۲۲ ذیقعدہ الحرام ۱۳۵۶ھ کو بفضلہ تعالیٰ و بحرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم فرزند احمد مشہود رضا سلمہ ربیہ کا حقیقہ ہو گیا۔ دعا کیجئے کہ میرے دونوں بچوں کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت محمد بن عبد العظیم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا غلام اور مجھ گنہگار کی زندگی ہی میں شریعت مطہرہ کا حق کو عالم اور دین پاک اسلام کا سچا خادم اور بندہ ہیوں بیدینوں بالخصوص دیوبندیت و نیچریت و صلح کلیت کی اساس و بنیاد کا قارح و ہادام بنائیں۔

مرزا صاحب کے خط کا مختصر جواب اسی خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ مرزا صاحب سے فرما دیجئے کہ اپنے اوقات فرصت میں اسکی ایک صاف نقل کر کے میرے نام روانہ کر دیں۔ تمہیں سچ کہ یہ جواب بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ

صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم عروقِ فتنہ کا قاطع اور حق و ہدایت کا آفتابِ سا طبع ہوا میں۔ اخبار پر بہارِ اہل سنت و جگرانی کی بہارِ رب و رسول (جل شانہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم) ہمیشہ قائم رکھیں۔ اور اس کے مدیرِ مضمون نگاراں و مددگارانِ مسلم ہم رہیں جمیعاً کو اس سے بھی زائد ہمیشہ دین کی خدمتیں کرنے کی توفیق بخشیں آمین۔ حضرت مولانا قاضی قاسم میاں صاحب دامت فیوضہم عافا ہم المولیٰ تعالیٰ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کیجئے۔ اور دیگر جُسدِ برادرانِ اہلسنت کو، بالخصوص سید مصطفیٰ میاں صاحب و سید عبدالرحیم صاحب کی خدمات میں سلام مسنون معروض۔ اور مولانا نور محمد صاحب خطیبِ مدینہ مسجد و گرامی دوست مرزا عبدالرضا صاحب سلمہ کو سلام مسنون۔ فرزندِ دم مولانا محمد طیب صاحب سلمہ ربہ اخیر ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۶ھ تک یہاں رہ کر ابتداءِ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ میں باذنہ تعالیٰ و بکرمِ حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم تکمیلِ تعلیم کیلئے لاہور چلے جائیں گے۔ آپ سب حضرات کی خدمات میں سلام مسنون گزارش کرتے ہیں۔ والسلام مع الدعاء۔ فقیر عبید الرضا خفرلہ، دو شنبہ مبارکہ ۲۸ رزی ۱۳۵۶ھ محلہ بھورے خاں پبلی بھیت

فتوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
الجواب

مکتوب ہشتاد و ہفتم

بمولانا صالح کولائی در اسرارِ مرادی و مریدی حضرت ایشا
منزلۃ العالی الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
من ہم مرید اللہ ام وہم مراد اللہ عز شانہ سلسلہ
ارادت من بے توسط بہ اللہ متصل است تعالیٰ وید
من ید اللہ است سجنہ و ارادت من بحمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بوساطتِ کثیرہ است در طریقہ
نقشبندیہ بیست و یک واسطہ در میان است و
در طریقہ قادریہ بیست و پنج واسطہ و در طریقہ چشتیہ
بیست و ہفت و ارادت من باللہ تعالیٰ قبول و طاعت

مکتوب نمبر ۸۷

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اُس کے تمام بندوں پر سلام جن کو
اُس نے برگزیدہ کیا۔ میں اللہ کا مرید بھی ہوں اور اللہ عز شانہ کی
مراد بھی ہوں۔ میری مریدی و پیری کا سلسلہ بغیر کسی کے واسطے کے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ متصل ہے اور میرا ہاتھ ید اللہ کے قائم مقام ہے
اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے ساتھ میری مریدی ہمت
واسطوں سے ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں اکیس واسطہ در میان ہیں
اور سلسلہ قادریہ میں پچیس اور سلسلہ چشتیہ میں تالیس
اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری مریدی واسطوں کو
قبول ہی نہیں کرتی۔

نمی نماید۔ چنانچہ گذشت۔ پس من ہم مرید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہم ہم پیر او۔ پس نزد او صلی اللہ علیہ وسلم ہر خواہ این دولت ہر چند طفیلی ام اما ناخواندہ نیامدہ ام و ہر چند تابعم از اصالت بے بہرہ نیم و ہر چند اہتم اما شریک دولتم نہ شریکتی کہ ازال دعوی ہمسری خیزد کہ آن کفر است۔ بلکہ شریکت خادم است با مخدم و تانہ طلبیدہ اند بر سفرہ این دولت حاضر نہ شدہ ام و تانخواستہ اند دست بہ این دولت دراز نہ کردہ۔ ہر چند ایسے ام اما مربی حاضر و ناظر دارم ہر چند در طریقہ نقشبندیہ پیرو من عبد الباقی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما متکفل تربیت من الباقی ست جل جلالہ و عم نوالہ۔ من بفضل تربیت یافتہ ام و براہ اجتناب رفتہ سلسلہ من سلسلہ رحمانی ست کہ عبد الرحمن ام کہ رب من الرحمن جل شانہ و عم احسانہ۔ و مروتی من ارحم الراحمین و طریقہ من طریقہ سبحانی ست کہ از راہ تنزیہ رفتہ ام و از اسم و صفت جز ذات تقدس و تعالیٰ آن نخواستہ۔ این سبحانی نہ آن سبحانی ست کہ بسطامی بان قائل گشتہ است کہ آن را بایں سلسلے نیست۔ آن از دائرہ انفس نہ برآمدہ است و این ماوراء انفس آفاق است و آن تشبیہ ست کہ لباس تنزیہ پوشیدہ است و این تنزیہ ست کہ گردے از تشبیہ بوسے نرسیدہ و آن چشمہ از سکر جوش زدہ و این از عین صحو برآمدہ است۔

ارحم الراحمین در حق من اسباب تربیت را غیر از معذات نداشته است و علت فاعلی در تربیت من غیر از فضل خود نساختہ۔ از کمال کرم اہتمام

جیسا کہ ابھی گذرا۔ تو میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرید بھی ہوں اور پیر بھی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک اس دولت کے دسترخوان پر اگر چہ طفیلی ہوں لیکن بغیر بلائے ہوئے نہیں آیا ہوں۔ اور اگر چہ میں تابع ہوں لیکن اصل ہونے سے محروم نہیں ہوں۔ اور اگر چہ اُمتی ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت میں شریک ہوں۔ ایسی شریکت نہیں جس سے ہمسری پیدا ہو کہ یہ تو کفر ہے بلکہ خادم کی شریکت یا مخدم کے صاحب ملک اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلایا نہیں اس دولت کے سفر پر حاضر نہیں ہوا ہوں اور جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلب نہیں فرمایا میں نے اس دولت کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، اگر چہ ایسی ہو لیکن میری حاضر نظر رکھا ہوا اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں میرے پیرو الباقی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن میری طبیعت کا متکفل خود اللہ تعالیٰ ہے جل جلالہ و عم نوالہ، میں نے فضل کیسے تربیت پائی ہے اور اجتباب یعنی برگزیدگی کی راہ سے کیا ہوا میرا سلسلہ رحمانی سلسلہ کہ میں رحمن کا بندہ ہوں کیونکہ میرا رب رحمن ہے جل شانہ و عم احسانہ اور میری تربیت کہ نبی اللہ رحیم الرحمن ہے اور میرا طریقہ سبحانی طریقہ ہے کہ تنزیہ کے راستے سے گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اسم و صفت سے ذات ہادی تعالیٰ کے سوا میں نے کچھ اور نہیں طلب کیا ہے یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں جس کا قائل بسطامی ہوا ہے کہ اُس کو اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ دائرہ انفس سے نہیں نکلا ہے اور یہ انفس آفاق سے بھی دور ہے اور وہ تشبیہ ہے جس نے تنزیہ کا لباس پہن لیا ہے اور یہ تنزیہ ہے کہ تشبیہ کی گرد تک اسکو نہیں پہنچی ہے اور اُس سرچشمہ نے سکر سے جوش مارا ہے اور یہ خالص صحو سے نکلا ہے۔

ارحم الراحمین نے میرے حق میں تربیت کے واسطوں کو معذات کے سوا کچھ اور نہیں رہنے دیا ہے اور میری تربیت میں اپنے فضل کے سوا کسی اور علت فاعلی نہیں بنایا ہے۔ وہ اہتمام وغیرت جو رب پاک

و تعالیٰ میرے حق میں کمالِ کرم سے رکھتا ہے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ کسی دوسرے کے فعل کو میری تربیت میں کسی قسم کا کچھ دخل ہو اور یا میں اس بارے میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ جل شانہ کا تربیت فرمایا ہوا ہوں اور اسکے غیر میں فضل و کرم کا برگزیدہ کیا ہوں تبارک تعالیٰ کی بے پناہ شہادت میں سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو بزرگی و عزت احسان والہ ہے اور اسکے رسول پر اول و آخرین درود و سلام

و غیرتے کہ در حق من وارد تعالیٰ و تقدس تجویر نمی فرماید کہ فعل دیگرے را در تربیت من داخلے باشد یا من بد دیگرے در معنی متوجہ گردم۔ مر بار الہی ام جل شانہ و محبتا بفضل و کرم نامتناہی او تعالیٰ با کریماں کارہاد شوا نیست۔ الحمد للہ ذی الجلال والا کرام و المنة والصلاة علی رسولہ والتحية أولا و اخرًا۔

مکتوب نود و چہارم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۸۱

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو اس فرد (محمد الف ثانی) کے واسطے اس دائرہ ولایت خلت کے محیط کے جملہ کمالات بھی میسر ہو گئے اور حضور علیہ آله الصلاۃ والسلام کے حق میں ولایت خلت بھی تمام ہو گئی اور اللہ صلی علی محمد کما صلیت علی ابراہیم کی دعاء ہزار سال کے بعد تبول سے شرف ہوئی دعاء تبول ہو گئی۔

آں سرور علیہ صلی و علی آله الصلاۃ والسلام توسط آں فرد کمالات محیط آں دائرہ نیز میسر شد و ولایت خلت در حق او علیہ صلی و علی آله الصلاۃ والسلام نیز تمام گشت و دعاء اللہ صلی علی محمد کما صلیت علی ابراہیم بعد از ہزار سال با جابت مقرون گشت مسئل مستجاب شد

مکتوب نود و پنجم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۸۱

وہ خدا جو قدیم الاحسان اور رحم الراحمین ہے اس بات پر قادر ہے کہ مجھ جیسے پیچھے رہ جانے والوں کو لوگلوں کے مرتبوں تک پہنچا کر انھیں کے طفیل سے اُن کی دولت میں شریک کر دے۔

آں خدا نے کہ قدیم الاحسان و رحم الراحمین ست تو اناست کہ مثل من واپس ماندگان را بدرجات سابقان رساندہ بطفیل شان شریک دولت شان گردند۔

مکتوب صدم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲

یہ بزرگ (محمد الف ثانی) اگرچہ نبی نہیں لیکن انبیاء کے طفیل میں انبیاء کا اُن کی خاص دولت میں شریک ہے علیہم الصلاۃ والسلام

ایں بزرگوار ہر چہ نبی نیست اما بہ تبعیت انبیاء شریک دولت خاصہ انبیاء است علیہم الصلاۃ والسلام

اگرچہ طفیلی ہے۔ لیکن انبیاء کی نعمت کے سفر پر بیٹھنے والا ہے اور وہ ایسا تابع ہے جو آقاؤں کا مصاحب و ہمراز ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایسے امرا اس کو بتائے جاتے ہیں جن میں انبیاء شک کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں۔
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اگرچہ طفیلی ست اما سفرہ نشین خوان نعمت شان ست
ہر چند خادم ست اما ہم نشین خروان ست آل تابع
ست مصاحب ہمراز متبوعان ست۔ گلے بود کہ
امرارے باوے در میان آرند کہ انبیاء دران غبطہ
نمائند و شرکت باوے خواہند علیہم الصلوٰۃ والسلام

مکتوب صدم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۹۰

اگرچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولتِ خدا میں کسی دوسرے کو شرکت نہیں لیکن (مجدد الف ثانی) اس قدر پاتا ہے کہ حضور علیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کرنے اور کامل فرمادینے کے بعد حضور علیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی دولتِ خاصہ میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ کیوں کہ کرمیوں کی ضیافت کے خوانِ نعمت میں زیادتیاں ضروری ہیں کہ گویا اولش خادموں کا حصہ ہوتا ہے وہ بچا ہوا حصہ حضور علیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے ائمہ میں سے ایک دولتمند (یعنی مجدد الف ثانی) کو گویا اولش عطا فرمایا ہے۔ اور اسی کو خیر بنا کر مجدد الف ثانی کی مٹی اسی سے گوندھی ہے۔ اور مجدد الف ثانی کو حضور علیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا تابع و وارث بنا کر حضور علیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی دولتِ خاصہ میں اس کو شریک کر دیا۔
کرمیوں پر کام دشوار نہیں ہیں۔

ہر چند دریں دولت خاصہ محمدی دیگرے را شرکت نیست
اما این قدر می یابد کہ از ازاں دولت خاصہ او علیہ
الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیہ علیہ
آلہ الصلوٰۃ والسلام بقیہ ماندہ بود کہ در
خوان دولت ضیافت کرمیان زیادتیاں لازم ست
کہ اولش گویا نصیب خادمان بود۔ آل بقیرا
بیکی از دولتمندان اُمت او علیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ و
السلام اولش گویا عطا فرمودہ اند و آل را خیر مایہ
ساختہ تخمیر طینت او نمودہ و بہ تبعیت و راست
او شریک دولت خاصہ او گردانیدہ علیہ علیہ وآلہ
الصلوٰۃ والسلام۔ ع

”باکرمیہاں کار ہا دشوار نیست“

اس وقت ہجوم مشاغل و افسار کا اور عظیم الفرستی و کاہلی و سستی کے سبب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات کی جلد اول و دوم کی سیر نہیں کر سکا اور برادر دینی یقینی سائل سلمہ ربہ تعالیٰ ہمیں کل شہر حابہ و ضابطہ، کا تقاضا تھا کہ جواب میں تاخیر نہ ہو۔ لہذا جواب کو دوسرے وقت کیلئے ملتوی بھی نہ کر سکا۔ مہر دست صرف جلد سوم کی یہ پانچ ہی عبارتیں بطور نمونہ پیش کر دی ہیں۔ اہل انصاف نظر فرمائیں۔ ان عبارات میں کس قدر دعاوی ہیں۔

۱۔ میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور اس کا مراد بھی ہوں۔

- ۲ — میں اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ مرید ہوں۔
- ۳ — محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا تو میں اکیس، پچیس، ستائیس واسطوں سے مرید ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا جو میں مرید ہوں یہ میری مریدی واسطہ کو قبول ہی نہیں کرتی۔
- ۴ — میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا مرید بھی ہوں اور ان کا پیر بھائی بھی ہوں۔
- ۵ — اگرچہ امتی ہوں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی دولت میں حصہ دار ہوں۔
- ۶ — میری تربیت میں جس قدر واسطے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے معذرت کر دیا ہے۔ یعنی جب تک میری تربیت ہو رہی تھی مجھے ان واسطوں وسیلوں کی ضرورت تھی۔ اب کہ میری تربیت مکمل ہو گئی اور میں اللہ تبارک تعالیٰ تک واصل ہو گیا اب مجھے کسی واسطے وسیلہ کی احتیاج نہیں۔
- ۷ — میری تربیت میں کسی دوسرے کو (نبی ہو یا ولی) ہرگز کچھ دخل نہیں۔
- ۸ — غیرت الہیہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنی تربیت کے بارے میں کسی اور کی طرف (نبی ہو یا ولی) توجہ کر دوں کیونکہ میری تربیت کرنے والا رب عز و جل کے سوا ہرگز کوئی دوسرا نہیں۔
- ۹ — مجدد الف ثانی کے وسیلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو محیط دائرہ ولایت خلت کے جملہ کمالات میسر ہوئے۔
- ۱۰ — حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جملہ غوث قطب ابدال اوتاد و نجباء اولیاء و علماء و جمیع اہل اسلام جو دعا کرتے رہے اللہ تعالیٰ علی محمد و آلہ صلی علیہ وسلم کے بعد وہ ہزار برس کے بعد مجدد الف ثانی کے وسیلے سے قبول ہوئی۔
- ۱۱ — مجدد الف ثانی اگرچہ نبی نہیں، مگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے ان کی دولت خاصہ میں شریک ہے۔
- ۱۲ — مجدد الف ثانی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طفیلی بن کر ان کے خزانِ نعمت پر بیٹھا ہے۔

۱۳۔ مجدد الف ثانی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا خادم ہے مگر اپنے مخدوموں یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے برابر بیٹھنے والا ہے۔

۱۴۔ مجدد الف ثانی کو کبھی کبھی ایسے اسرار بتائے جاتے ہیں جن کے باعث انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی اس پر رشک ہوتا ہے۔

۱۵۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو آرزو ہوتی ہے کہ ان کو مجدد الف ثانی کے اسرار میں شریک کیا جائے۔

۱۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو مخلوق و مکمل کرنے کے بعد حضور علیہ

و علی آلہ الصلاۃ والسلام کی دولت خاصہ میں سے جو حصہ باقی رہ گیا تھا اس سے کسی رسول کسی نبی کسی صحابی کسی اہلبیت کسی سید کسی امام کو نہیں بنایا گیا۔ بلکہ ہزار سال کے بعد اس سے مجدد الف ثانی کی طینت گوندھی گئی اور اسی سے مجدد الف ثانی کو پیدا کیا گیا۔

۱۷۔ مجدد الف ثانی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا متبع و وارث بن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی دولت خاصہ میں شریک کر دیا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ان دعویٰ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توکی گنتی اولیاء و مشائخ طریقت کا کیا کیا شمار، یہاں تو حضرات انبیاء و مرسلین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بھی رسائی نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

کسی شے کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو اسی میں پایا جائے اور اس کے سوا کسی اور چیز میں نہیں پایا جائے۔ تو نبی کا خاصہ جس میں پایا جائے گا وہ نبی ہی ہوگا۔ غیر نبی میں نبی کا خاصہ پایا جانا محال ہے۔ پھر کیا ان عبارات میں اپنے آپکو انبیاء کا طفیلی بنا کر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی دولت خاصہ میں اپنے آپ کو ان کا حصہ دار نہیں بتایا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی جمعیت کا اپنے آپکو متبع و وارث کہہ کر حضور اقدس شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی دولت خاصہ میں اپنے آپکو شریک نہیں ٹھہرا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر کیا یہ کلمات بشریت مطہرہ کے خلاف نہیں؟ کیا کوئی مجددی صاحب ان کلمات و امثالہا کو علی ظواہر ہر لے کے مطابق شریعت ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا ہوشیاری میں بلا تاویل ان کلمات کا قائل شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ کے الزام سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ کیا ایسے کلمات کا بولنا جن کا ظاہر منافی اسلام ہو۔ مگر تاویل کر کے ان کو منافات اسلام سے نہ لایا جاسکے، بحالت صحیح ہوشیاری جائز و حلال ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بے دین وہ سچ جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی فرط حقیت میں بتلا ہو کر ان کلمات و امثالہا کا بولنا جائز اور بلا تاویل ان کو مطابق شریعت

مطہرہ مانے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور بد عقل ہے وہ جو ان کلمات و امثالہا پر شریعت مطہرہ کے احکام بیان کرنے والوں کو حضرت مجدد الف ثانی کا بُرا جاننے والا جانے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بلکہ حقیقتہ الامر یہ ہے کہ بعض اکابر اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بعض اوقات ایسی تجلیات ربانہ ہوتی ہیں جن کے مشاہدہ میں وہ حضرات اپنے ہوش و حواس سب گم کر دیتے ہیں۔ بحالت گم کردگی ہوش و حواس کسی شخص کے قول و فعل پر شریعت مطہرہ مواخذہ نہیں فرماتی۔ اس حالت کو حضرات صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اسی کی طرف حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا علیہ السلام حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ فرماتے ہیں ۵

اُس میں روزِ صبح کا سجدہ کہ طواف ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے اور حالت ہوشیاری کو صوفیہ کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدین الدنیا والاخرہ کی اصطلاح میں ”صُخُو“ کہتے ہیں۔ حضرات صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عنابہم سے بحالت ”سکر“ اگر بعض اقوال و افعال ثنائیہ شریعت سرزد ہو جاتے ہیں تو بحالت ”صُخُو“ ان کلمات و حرکات سے اپنی تبری و بیزاری ظاہر فرماتے ہیں۔ ہمارا مسلک ان کلمات و امثالہا کے بارے میں بھی یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ سے یہ کلمات بحالت سکر سرزد ہوئے ہیں۔ جن سے اپنی بیزاری و تبری کے کلمات خود انہی نے بحالت ”صُخُو“ لکھے ہیں۔ کسی کے کلمات سکر کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کہتے ہوئے اُن کو مطابقت شریعت جان کر اُن سے استدلال کرنے والا بحکم شرع بدین یا بے دین ہے۔

مکتوب صد و بست و یکم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۲۳۰

ایں فقیر کہ اس ہمہ دفاتر درمیان علوم و اسرار میں طاقت علیہ نوشتہ است، ظاہر اسخا طر شریف شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحیح خالص نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا کہ آل حرام و منکر است و گزاف و سخن باقی ست، سخن بافاں کہ بصحیح خالص متصف اند بسیار اند، چہر ایں قسم سخنان نہ بافند و دلہار مردم را از جانبہ رد

فہ یاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرہ نیست

ہم قصہ عجیب و حدیث غریب نیست

مخدوم ایں قسم سخنان کہ مبنی از افشار اسرار باشد

اس فقیر (مجدد الف ثانی) نے جو سب دفتر صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علوم و اسرار میں لکھ ڈالے ہیں تو بظاہر آپ کے ذہن مبارک میں یہ بات جاگزیں ہو گئی ہے کہ بغیر سکر کی آمیزش کے خالص ”صُخُو“ سے لکھے ہیں۔ ہرگز نہیں کہ یہ تو حرام ناجائز و بیہودہ گوئی و سخن سازی سمجھا

باتیں بنانے والے جو ”صُخُو“ خالص کیساتھ متصوف میں بہت ہیں۔ وہ اس طرح کی باتیں کیوں بنائیں اور گوئیے دلوں کی جگہ سے کیوں نہائیں۔

حافظ کی یہ تمنا فرماؤ کہ آخر بیہودہ گوئی پر مُسببتی نہیں

عجیب قصہ اور کوئی تعجب خیر بات بھی نہیں

اے مخدوم اس قسم کی باتیں وہ ہیں جو اسرار ظاہر کرنے والی ہیں۔ اور جو

وازلظاہر مصروف، درہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم بظہور آمد است عادت مستمرہ این بزرگوار گشتہ، امرے نیست کہ این فقیر آل را بہت را کردہ باشد اخترع نمودہ لیس ہذا باول قاروۃ کسوت فی الاسلام۔

ظاہری مطلب اُن سے سمجھ میں آتا ہے وہ مراد نہیں۔ اور مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم سے ہر ایک وقت میں ایسی باتیں ظاہر ہوئی ہیں اور یہ بات تو اُن بزرگوں کی ہمیشہ کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی ابتدا میں نے کی ہو، یہ پہلا شیشہ نہیں ہے جو اسلام میں توڑا گیا ہے۔

اس عبارت میں مجدد الف ثانی پیکار پیکار کر باوازی بلند بنا کر دہل فرما رہے ہیں کہ اُن کے مکتوبات میں دفتر کے دفتر کلمت سکر سے بھرے پڑے ہیں۔ کھلم کھلا فرما رہے ہیں کہ اُن میں بکثرت ایسی باتیں بھری ہیں جن کو اگر حالت سکر میں سرزد شدہ نہیں مانا جائے تو ان کلمات کا بولنا حرام و ناجائز ہوگا صاف صاف فرما رہے ہیں کہ اُن میں بکثرت ایسے اقوال ہیں جن کے ظاہری معنی شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔ اُن کی تاویل کرنا ضروری ہے ورنہ اُن کے قائل پر منافات اسلام لازم آئیگی۔ پھر عذر فرماتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلا شیشہ میں نے ہی نہیں توڑا ہے، بلکہ اس سے قبل اور مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں ایسے شیشے توڑ چکے ہیں۔ یعنی مجھ سے یہ غلطی کوئی نئی قسم کی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مجھ سے پہلے اور بزرگوں سے بھی اس قسم کی غلطیاں ہو چکی ہیں۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان روشن تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی اُن کے مکتوبات میں کلمت سکر ماننے کو جو مجددی بہتان بتاتا ہے وہ سب سے پہلے اپنے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جھوٹا کذاب کہتا ہے۔ اور درحقیقت وہ بالفاظ دیگر اپنے مرتد طریقت ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں منسلک ہونے پر افتخار اور انھیں کے روشن واضح ارشاد کی تکذیب پر اصرار کیا معنی رکھتا ہے۔ حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا علی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسوں ہی کے حق میں فرماتے ہیں۔

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کی فکر میں تھے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرہ تیرا

مکتوب صد و بست و سوم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۲۴۷، ۲۴۸

پیشوا واصلان اس را و سرگردہ اینہا و منہج فیضیان
 ایں بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ ست کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ الکریم و این منصب عظیم بایشان تعلق دارد دریں
 اس راہ (طریقت) کے (اصول و پہنچنے والوں) کے پیشوا اور اُن سب کے سرگردہ اور ان سب بزرگوں کیلئے فیض کا چشمہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ منصب عظیم انھیں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس

مقام گویا ہر وقت دم مبارک آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ہر فرق مبارک و ست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام بالیشاں شریک اند، انکارم کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبل از نشاء عنصری نیز ملاذ ایں مقام بودند، چنانچہ بعد از نشاء عنصری و ہر کر فیض ہدایت ازین راہ میرسید بتوسط ایشان رسید۔ ایشان نزد نقطہ منتہا را ایں راہ و مرکز ایں مقام بالیشاں تعلق وارد و چون دورہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام شد ایں منصب یم القدر بحضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترتیباً مفوض و سلم گشت و بعد از ایشان بہر یک از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب و التفصیل قرار گرفت و در اعصار ایں بزرگواران مجتہبین بعد از ایشان ہر کر فیض ہدایت میرسد بتوسط ایں بزرگواران بودہ و بحیولت ایشان ایں ہر چہ قطب و نجم بار وقت بودہ باشند و ملاذ ہمہ ایشان بودہ اند چہ اطراف را غیر از حقوق بمرکز چارہ نیست، تا آں کہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید و دس سترہ و چون نوبت ایں بزرگوار شد منصب مذکور با و دس سترہ مفوض گشت و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہامیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجم بتوسط شریف او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر اورا میسر نشدہ، ازین جا ست

مقام میں گویا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کبریا مبارک پر ہیں اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کبریا کے ساتھ شریک ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کبریا میں پیدا ہونے سے پہلے بھی اس مقام کے لمبا و ماویٰ اور بجائے پناہ تھے۔ جس طرح دنیا میں تشریف لائیکے بعد۔ اور جس کسی کو فیض ہدایت اس (طریقیت) سے پہنچتا تھا انھیں کے واسطے سے پہنچتا تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راہ (طریقیت) کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز انھیں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور جب حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورہ تمام ہو گیا۔ تو عظیم اللہ منصب حضرت سیدنا امام حسین حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یکے بعد دیگرے سپرد کیا گیا اور ان دونوں حضرات امامین کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد بارہ سالوں میں سے ہر ایک تک ترتیب وار پہنچا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانوں میں اور زلو ہیں ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وصال کے بعد جس کسی کو بھی ہدایت پہنچتا تھا۔ انھیں بزرگوں حضرت ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے اور ذریعے سے پہنچتا تھا۔ جتنے بھی اپنے وقت کے قطب و نجم ہوتے ہیں اور ان سب کے لمبا و ماویٰ بجائے پناہ ہی حضرت ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جوئے ہیں۔ کیونکہ کناروں کو بغیر اپنے مرکز کے ساتھ وابستہ ہونیکے کوئی چارہ نہیں یہاں تک حضور پروردگار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت آیا اور جب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو منصب غوث غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کیا گیا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ائمہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر نظر نہیں آتا ہے اور اس راہ (طریقیت) میں فیوض و برکات کا پہنچنا اقطاب و نجم جس کسی کو بھی ہو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ہی ہے سمجھ میں آتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو

کہ فرمودہ ہے

أَفَلَتُ شَمْسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَى أَفُقِ الْعَالِي لَا تَغْرِبُ

مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت ارشاد است از اقول

آں عدم فیضان مذکور و چوں بوجد حضرت شیخ

معاملہ کہ باولین تعلق داشت با وقت رگرفت

واو واسطہ وصول رشد و ہدایت گردید چنانچہ

پیش ازوے اولیں بودہ اند و نیز تا

معاملہ توسط فیضان بریاست

بتوسط اوست ناچار راست آمد

کہ

أَفَلَتُ شَمْسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَى أَفُقِ الْعَالِي لَا تَغْرِبُ

سوال: ایں حکم منتقض است بجدد الف ثانی زیر کہ

در میان معنی مجد الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد

ثانی اند لاج یافتمہ است کہ ہر چہ از قسم فیض ہر اں مدت

بآمتاں برسد توسط او باشد ہر چند اقطاب او تا د باشند و

بد لا و بخبار وقت بوند گویم کہ مراد بجد الف در مقام

نائب مناب حضرت شیخ ست و بربنیابت حضرت شیخ

میرزا حسین علی اور اسی وجہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج بلند یوں

کے افق پر ہے کہ کبھی نہیں ڈوبے گا۔

سورج سے ہدایت ارشاد کے فیضان کا آفتاب مراد ہے۔ اور ڈوبنے

سے اُس فیضان کا نہ پہنچنا مراد ہے۔ اور جبکہ حضور غوث اعظم کے

عہد مبارک سے وہ معاملہ جو اگلوں کے ساتھ متعلق تھا حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ کے پیر ہوا۔ اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشد

و ہدایت پہنچنے کا واسطہ ہو گئے ہیں جیسے کہ حضور سیدنا غوث پاک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے آگے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور

جب تک فیوض برکات پہنچنے کا معاملہ جاری ہے وہ سب حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے ہے۔ تو اب یقیناً حضور غوث پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا یہ نہرانا ٹھیک ہو گیا کہ

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا آفتاب

ہمیشہ بلند یوں کے افق پر ہے، کبھی نہیں ڈوبے گا۔

سوال: یہ حکم مجدد الف ثانی سے لوٹ جاتا کیونکہ مجدد الف ثانی

کے معنی جلد ثانی کے مکتوبات میں ایک مکتوب میں لکھے ہیں کہ ہزار

برس تک امتیوں کو جس قدر فیض پہنچے گا خواہ وہ اد تا د و اقطاب ہوں یا

اپنے وقت کے بد لا و بخبا ہوں سب مجدد الف ثانی کے واسطے پہنچے گا۔

جواب: میں کہوں گا کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی سے حضور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام مراد ہے اور حضور غوث پاک رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کے نعمت خداوند دولت حضور پر نور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی سرکار غوثیت ہمارے یوں عرض کیا ہے۔

افق نور پر ہے مہر ہمیشہ تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمکے ڈوبے

ایں معاملہ بہ او ضرر لو ط است،
چنانکہ گفتہ اند
نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ فلا محذور۔ ہے۔ تو اب کوئی اعتراض نہیں۔
اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی کیسہ و البتہ جس طرح علماء ہدایت کہاہے کہ چنانکہ نور موعود کے نور سے حاصل کیا ہوا

وہ مجددی حضرات جو حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل علی جمیع الاولیاء پر اعتراض کرتے ہیں اپنے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اس چمکتے ہوئے ارشاد کے نور سے اپنے دیدہ انصاف کو منور فرمائیں اور غور کریں کہ ان کا یہ اعتراض بندگان بارگاہ غوثیت پناہ پر نہیں بلکہ خود طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام مولیٰ و مرجع و مادی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے۔ اس ارشاد ہدایت بنیاد میں صاف صاف فرمادیا کہ حضور پر نور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس سے لیکر قیامت تک جس کسی سالک یا واصل یا غوث قطب ابدال او تاد و بدلا و نجبا کو جو کچھ فیوض برکات ہدایات پہنچیں گے خواہ وہ حشری ہوں یا نقشبندی یا سہروردی یا رفاعی یا شاذلی خواہ کسی اور سلسلے میں منسلک ہوں، ان سب کو وہ تمام فیوض و ہدایات برکات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے و وسیلے سے پہنچیں گے۔ و اشکاف فرمادیا کہ جیسے چاند میں خود کچھ نور نہیں بلکہ جب چاند مقابل آفتاب آتا ہے اور نور شدید جہاں تاب اُس پر اپنا پُر توڑ آتا ہے تو چاند بھی تاباں و درخشاں ہو کر چمکتا او عالم کو اپنی ضیاءوں سے منور کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح مجدد الف ثانی کو بھی جو کچھ کمالات کرامات برکات حاصل ہوئے سب حضور پر نور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آفتاب قادریت و نور شدید غوثیت کی پرتو افگنی و ضیاء پاشی کا مستدر ہے۔ اس روشن ارشاد کے ہوتے ہوئے بھی جو مجددی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل و اعلیٰ برتر و بالا کہنے کو کذب بہتان بتاتا ہے وہ سب پہلے اپنے امام الطریقہ و شیخ السلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو جھوٹا کذاب و مفتری بناتا ہے۔ اور درحقیقت اپنے کافر و فاسق ہونے کو بے نقاب کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی غلامی و بندگی کا زبانی امتداد اور پھر انھیں کے متاہر و زامہر و باہر و ظاہر ارشاد کے مقابلے میں ہٹ دھرمی ضد عناد استکبار آخر کیا معنی رکھتا ہے۔ حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے کافران نعمت کے ہمارے میں ارشاد فرماتے ہیں ۷

سُبْحَمَ وَاَتَمُّ قِسْمِ انْكَارِ
میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چسپ کر دیکھے ارے کوئی کلیجہ تیرا
بل بے او منکر بے باک! یہ نہر تیرا
دیکھ اڑ جا ایمان کا طوطا تیرا
سُبْحَمَ وَاَتَمُّ قِسْمِ انْكَارِ
ابن زہر اسے ترے دل میں ہیں یہ نہر بھرے
بازا شہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی

تبلیغی جماعت

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تبلیغی جماعت کیسی جماعت ہے اور اس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الاستفتی: سجاد حسین قادری رضوی غفرلہ نائب ناظم خازن بزم قادری رضوی چین گنج کانپور

الجواب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى ذَوِیْہِ وَصَحْبِہِ اَبَدًا اَللّٰهُمَّ وَکَرَّمَا: اللّٰهُمَّ هِدَا یۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ وہابیوں دیوبندیوں ہی کی تحریک و ہدایت ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں نے یہ دیکھ کر کہ اب مسلمانان اہلسنت ہوشیار و خبردار ہو گئے ہیں تو انھوں نے مسلمانان اہلسنت کو پچانسنے کیلئے طرح طرح کے جال بنا رکھے ہیں۔ کہیں جمعیت العلماء کا جال ہے، تو کہیں مومن کانفرنس کا فریب ہے، تو کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے، تو کہیں نمازی فوج کا دھوکہ ہے غرض کہ طرح طرح کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ہمارے سیدھے سادے بھولے بالے سُنی مسلمان دھوکے میں آجائیں۔

پیارے سُنی بھائیو! میں عرصہ دراز سے تم کو خدا و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کے دشمنوں خصوصاً وہابیوں دیوبندیوں سے ہوشیار و خبردار کر رہا ہوں۔ ہوشیار خبردار! ہرگز ہرگز دھوکے میں نہ آنا چاہیے۔ یہ کتنے لباسوں میں صورت دکھائیں مگر فریب میں نہ آنا، ان کے جال میں نہ پھنسا۔ سُنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کریں، اُن کے ساتھ جا کر پروپیگنڈہ نہ کریں، ان کے جلسوں میں جانے سے قطعاً پرہیز کریں۔ جس طرح وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مزدوروں بد مذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے۔ اسی طرح اس تبلیغی جماعت وہابیہ کے جلسوں میں شریک ہونا حرام ہے۔ اور اس سے بچنا فرض ہے۔ جو سُنی مسلمان بھائی کماؤ تقی و بے خبری کے سبب اس کے ممبر بن گئے اُن پر فرض ہے کہ فوراً اس سے قطعاً بحکم شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ علیہ ہو جائیں۔ دہلی میں ایک شخص مولوی الیاس تھا۔ جو کہ

امولوی اشرف علی تھانوی کا خلیفہ اور بھانجہ تھا۔ اس کے وہابی ہونے میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ اسی نے وہابیت اور دیوبندیت کے جال میں سنیوں کو پھانسنے کیلئے یہ تبلیغی جماعت قائم کی ہے۔ وہابیوں دلیو کے بندوں کا چوٹی کا مناظر مولوی منظور سنبھلی اب اس تحریک وہابیت کا روح رواں ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی رسلیا مسماۃ "حفظ الایمان" کے صفحہ ۸ پر یہ عبارت لکھی ہے۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ صبی و بختون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت کا واضح و صریح مطلب صرف یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے رب کریم جل جلالہ نے جو غیبوں کا علم عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں۔ ایسا علم غیب تو (معاذ اللہ) ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام نے اور ہندو سندھ و بنگال و پنجاب و گجرات و کاٹھیاواڑ کے علمائے اہلسنت و مشائخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ ایسی عبارت لکھنے والا بحکم شریعت مطہرہ ایسا کافر مرتد ہے کہ جو شخص اس پر مطلع ہونے کے بعد اسکے قائل کو مسلمان جانے یا کافر مرتد نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اسکو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرتد مستحق نارابد و لائق لعنت سرد ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین" و رسالہ مبارکہ "الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ" و "در مختار" و "رد المختار"

جلسوں کے علاوہ اس تبلیغی جماعت والوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ ناواقف سنی مسلمان بھائیوں کو پھانسنے کیلئے مسجدوں مسجدوں گاؤں گاؤں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور منافقانہ چال چلتے ہیں کہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ۔ اللہ عز و جل قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ اَنْكَ لِرَسُولٍ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنْكَ لِرَسُولِهِ وَاللّٰهُ شَهِدُ
اِنَّ الْمُنَافِقِينَ كَاذِبُونَ ۝

یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً تم اسکے رسول ہو۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یقیناً منافق بھوٹے ہیں۔

تبلیغی پارٹی نے کلمہ پڑھانے کا نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ اول یہ کہ وہ لوگ یہ ملتے ہیں کہ یا رسول اللہ یا علی مشکلاکنا یا غوث المدد یا خواجہ غریب نواز یا اعلیٰ حضرت کن مددی کے نعرے لگانے والوں اور مشکل کے وقت پکارنے والوں کو اور یہ یقین کرنے والوں کو کہ یہ ہماری آواز سنئے اور مدد کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف کرنے والوں جملہ سنی مسلمانوں کو یہ مردود پارٹی مشرک کہتی ہے اسی لئے کلمہ پڑھاتی ہے۔ دوم یہ کہ سنی مسلمانوں کو جال میں پھانسنے کیلئے یہ طریقہ نکالا ہے۔ اپنے سنی بھائیوں کو ان دین کے لیڈروں سے بچنے کیلئے سب سے آسان اور عمدہ ترکیب بتاتا ہوں کہ جب یہ آئیں اور کلمہ پڑھنے کیلئے

کہیں تو آپ حضرات یہ جواب دیں کہ ہم تو کلمہ پڑھتے ہی ہیں مگر پہلے تم یہ لکھ کر ہمیں دے دو کہ ہم لوگ بحکم شریعت مطہرہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبھوی و مولوی قاسم نانوتوی کو کافر مرتد کہتے ہیں۔ جیسا کہ علمائے کرام نے فتاویٰ دیئے ہیں۔ پھر وہ لوگ اگر اس فتوے کو ماننے سے انکار کریں تو ان سے کہہ دو کہ کلمہ طیبہ سے پہلے جز "لا الہ الا اللہ" پڑھو تمہارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹا ہے (فولو فتوائے گنگوہی) خدا چوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظالم ہو سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے بُرے گندے گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب گندے گھونے بُرے کام خدا بھی کر سکتا ہے (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۸۶) اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جز "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر تمہارا ایمان یہ ہے کہ انکو سب سے بچھلانی ماننا جاہلوں کا خیال ہے۔ اُن کے زمانے میں بلکہ اُن کے بعد بھی نئے نبیوں کا پیدا ہونا ختم نبوت کے کچھ خلاف نہیں۔ (تخذیر الناس صفحہ ۳-۱۳-۲۸) اُن کا علم شیطان سے کم ہے (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱) اُن کا سا علم غیب تو ہر بچے کو، ہر پاگل کو، ہر بیل، ہر گدھے، ہر کتے، ہر سور، ہر جانور اور ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸) جب کلمہ طیبہ کے متعلق اپنے اُن اعتقاداتِ خبیثہ کی وجہ سے بحکم شریعت مطہرہ تم خود ہی کافر، مرتد، بے دین ہو۔ پھر تمہیں کسی اور کو کلمہ طیبہ پڑھانے کا کیا حق ہے۔ جس طرح لا حول سے شیطان بھاگتا ہے اس طرح اس ترکیب سے اُلیا تھی جماعت والے بھاگیں گے۔

سُننی بھائیو! یہ فنون کا دور ہے۔ ایک سے بڑھکر ایک فتنہ سامنے آتا ہے۔ ایمان کے چوٹے، دین کے ٹیرے طرح طرح کے لباسوں میں سُننی بن کر، خفی وقادری و جہتی کہلا کہلا کر تمہارے پیش اور انمول ایمان کو لوٹنا چاہتے ہیں۔ اُن سے ہوشیار رہو۔

مسلمان بھائیوں کو ضروری نصیحت

پیارے مسلمان بھائیو! یہ زمانہ نہایت پرستش و پر محن ہے۔ دین کے ٹیرے ایمان کے چوٹے بہت پھڑپھڑے ہیں۔ اپنے دین و مذہب کو بچانا بہت اہم ہے۔ اُسی سارٹھے تیرہ سو برس والے پُرانے مذہبِ اہل سنت کے سوا جتنے نئے مذہب نئے فرقے نکل پڑے ہیں اُن سب سے بچو اور دور رہو۔ خصوصاً فرقہ وہابیہ غیر مقلدین و فرقہ ولایتیہ دیوبندیہ جن کے چند عقائدِ خبیثہ محض بطور نمونہ اس وقت تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خدا جھوٹ بول سکتا ہے (براہین قاطعہ ص ۲) ۲۔ خدا چوری کر سکتا ہے۔ ۳۔ شراب پی سکتا ہے، اہم ظلم کر سکتا ہے۔ ۵۔ جاہل ہو سکتا ہے (تذکرۃ الخلیل ص ۸۶) ۶۔ ہر مخلوق جھوٹا ہو یا بڑا وہ خدا کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ہے (تقویۃ الایمان مرکب کتبائے پرنٹنگ دہلی ص ۱۶) ۷۔ سب انبیاء اولیاء خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے

بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان ص ۶۳) ۸۔ جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کبھی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص ۶۴) ۹۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص ۶۵) ۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے (تقویۃ الایمان ص ۶۸) ۱۱۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو پکارے یا ان کی منت مانے یا ان کی نذر و نیاز کرے یا کسی نبی ولی کو شفاعت کرنے والا مانے وہ الجہل کے برابر مشرک ہے (تقویۃ الایمان ص ۷۱) ۱۲۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سوا اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان ص ۷۳) ۱۳۔ نماز میں رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کا تصور یا اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال کرنے سے ایمان میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تعظیم کیسا تھ نماز میں خیال لانے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور ایسا شخص مشرک ہو جاتا ہے۔ ۱۴۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تعظیم کے ساتھ خیال لانا نماز میں اپنے میل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراطِ مستقیم مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ص ۸۶) ۱۵۔ جو مجرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دکھائے ان معجزوں سے کمال و قوت میں بڑھے ہوئے جادو اور تماشے جادوگر اور بھانمتی دکھا سکتے ہیں (منہب النبوت ص ۳۱ و ص ۳۲ و فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم مہرب ص ۲۵)

یہ تو وہ عقائدِ خبیثہ ہیں جن میں غیر مقلدین و دیوبندیہ برابر کے شریک ہیں۔ اب ذرا دیوبندی و دیوبندوں کے مخصوص عقائدِ خبیثہ کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان معلوم نہ تھی۔ جب سے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا دیوبندی مولویوں کے ساتھ معاملہ ہوا تو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو زبان آگئی (براہین قاطعہ ص ۲۶) ۱۷۔ اسماعیل دہلوی قطعی جتنی ہے جو اسکو کافر کہے خود کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۷۱) لیکن جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو کافر کہے وہ اگرچہ ملعون ہے فاسق ہے مگر کافر نہیں گمراہ بھی نہیں سنی مسلمان ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مہرب ص ۱۲۱) ۱۸۔ رحمتہ اللعالمین خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفت نہیں۔ وہابی مولویوں کو بھی رحمتہ للعالمین کہنا جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹) ۱۹۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا دوہا اور شربت ان کی سبیل کا پانی سب حرام و ناجائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۳) لیکن ہولی دیوالی کی پوریاں کچوریاں جائز و حلال ہیں (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲۳) ۲۰۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا کے بغیر دیے ہوئے ذاتی علم غیب تھا اسکو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اس کے اس خبیث عقیدے کی تاویل کرنا چاہیئے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول مہرب ص ۱۵) ————— بین ناپاک عقیدے سے یہ ہوئے اور چار عقائدِ کفریہ حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس دفولہ فتوائے گنگوہی سے اوپر عرض کئے گئے۔ ایسے ناپاک عقیدے والوں سے حکم شریعت میل جول دوستی

محبت حرام اُن کے ساتھ کھانا پینا حرام اُن کے ساتھ بیاہ شادی حرام۔ اُن کے پیچھے یا اُن کے جنازے کی نماز حرام۔ وہ راستے گلی میں ملیں تو اُن کو سلام کرنا حرام۔ وہ بیمار پڑیں تو اُن کو دیکھنے جانا حرام۔ غرض کہ اُن کی موت و زندگی میں مسلمانوں کا کوئی معاملہ اُن کے ساتھ کرنا حرام اور اُن پر مرتدین کے جملہ احکام۔ والعیاذ باللہ الملک المنعم۔

یہ وہابیہ غیر مقلدین و دیوبندیہ مشرکوں کے بندے بت پرستوں کے پجاری کفار کے ایجنٹ ابلیس کے دلال ایک طرف تو تمہارے دین پر حملہ کر کے تم کو اپنے ساتھ ابدی نار میں لے جانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تمہارے روزگار پر حملہ کر کے تم کو کفر و ارتداد پر پھینٹ چڑھا کر تمہاری دنیوی ہستی کو بھی مٹا نا چاہتے ہیں۔ غرض اس طرح یہ لوگ اپنے مثل تم کو بھی خسرو الدنیا والا خرقہ کا مصداق بنا نا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

پیارے بھولے بھالے سنی بھائیو! اپنے دین و دنیا کو ان دشمنانِ دین و دنیا کے حملوں سے بچاؤ۔ آپس کی ذاتی عداوتیں دنیاوی دشمنیاں نفسانی مخالفتیں چھوڑ کر شریعتِ مطہرہ کا دامن مضبوط تھام کر دہائیوں، دیوبندیوں اور جملہ دشمنانِ دین کے حملوں سے اسلام و سنیت کو بچانے کیلئے باہم جلد متفق و متحد ہو جاؤ۔ پھر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم تمہارے ساتھ ہوں گے، کامیابی داریں گے سہرے تمہارے سر بندھیں گے۔
اللّٰهُ الْمُؤَفِّقُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم۔ فقیر المفلح
عبد الرضا محمد حشمت علی خاں قادی برکاتی رضوی مجتہد دی لکھنوی غفرلہ، ولابوہ الدہ و اخوانہ و احبابہ ربہ المولیٰ الغفری
القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں پبلی بھیت۔ یوم الخمیس السدس عشر من شوال الملکم سنۃ الف ثلث مائۃ و اثنین و سبعین من ہجرتہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم و علیٰ آلہ و صحبہ و ائمۃ الغوث الاعظم و حزبہ اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ وَفَضِّلٌ عَلٰی سِرِّ سُلَیْمٍ اَلْکَرِیْمِ
مَسْئَلہ ۱۸۸:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و سنت و مفتیان دین بابت کثر اللہ تعالیٰ امداد ہم و کسر اللہ تعالیٰ افضاد ہم اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے وعظ میں کہا ”رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا مرتبہ مجھ سے بھی بڑا ہے۔ اگر مجھ سے بڑا نہ سمجھو تو میرے برابر ضرور ضرور سمجھو“ اس پر ایک سن رسیدہ مہین نے کہا ”ملا صاحب میں نے بھی دو چار وقت امامت کی ہے تو کیا معاذ اللہ میں ذالک میرا بھی ایسا مرتبہ ہوا؟ زید نے کہا کہ آپ کا نہیں جو لوگ مسجدوں کے داعی امام ہیں ان کا یہ مرتبہ ہے میں فقط اپنے ہی واسطے یہ نہیں کہتا ہوں“

دوسری بات زید نے یہ بیان کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک بہت قیام کرنے سے دُرَم کر جاتے تھے۔ تو آپ پتھر کو آگ پر گرم کر کے اُس سے پاؤں مبارک سینکتے تھے تو پتھر نے خدا سے شکایت کی کہ تیرا رسول اپنے نفع کے واسطے مجھے تکلیف دیتا ہے۔ تو خدا نے پتھر سے کہا کہ میں تیرا عوض لوں گا۔ پھر اس پتھر کو احد کے پہاڑ میں پھینکوا دیا۔ جب آپ جنگِ احد میں گئے اور ایک غنشی نے پتھر اٹھا کر آپ کو مارا جس سے آپ کا دندانِ شہید ہو گیا۔ یہ وہی پتھر تھا اس طرح خدا نے بدلہ لیا۔ ”خمس نے جو بحمدہ تعالیٰ سُنی عالم ہے، فرمایا کہ یہ الفاظ بہت سخت ہیں۔ یعنی غیر نبی سے افضل بلکہ نبی کے برابر بھی کہنا کُفر ہے، میرے نزدیک یہ الفاظ کفر یہ ہیں۔ مگر مہین ملک نے اہلسنت کو لکھوں گا وہ جو حکم صادر فرمائیں گے وہی حکم ہوگا۔“

اس پر ولید نے جو مذہب دیوبندی ہے زید کی حمایت اور حمید کی مخالفت میں ایک اشتہار شائع کیا۔ ولید نے حمید کو دجال کا بچاری لکھا۔ اور حمید کیلئے یہ الفاظ تحریر کئے خانہ خراب، پینڈت جی، بھگت جی، کھرجت جی! حمید کا فیصلہ علماء دین اہلسنت الجماعت حنفی المذہب کی رو سے از روئے شریعت مردود و باطل ہے۔ حمید قانوناً و شرعاً سخت سخت مجرم اور بایکاٹ کے لائق ہے، سوائے تو بے تجدید نکاح اور معافی مانگنے کے از روئے شریعت اس کا چھٹکارا نہیں۔ زید بالکل بے قصور اور بری الذمہ ہے، زید کو کافر سمجھو گے تو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم کے مستحق ٹھہرو گے۔ اپنا اپنا مذہب ہی فرض ادا کرنے میں دوبارہ قصور و اذنا بکار اور مجسّم نہ ٹھہرو۔ زید اور ولید اپنے ان اقوال کی بنا پر کس حکم کے مستحق ہیں؟ بتیو تو جروا۔

المستفتی: مہین جماعت، از مقام ترسائی، ملک کاٹھیاواڑ

الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ الْمَوْفِقُ لِلصِّدْقِ وَالصَّوَابِ
مَا بَدَأَ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرَ
الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ لَكَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِكَ الَّذِي عَلِمْتُ مَا كَانَ
وَمَا يَكُونُ وَلَا لَهَا وَهَجَبٌ فَابْنُهَا أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

زید پر مکر و کید نے اپنے پہلے کلمہ خبیثہ میں ہر امام مسجد کو اگرچہ کس ناکس ہو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے برابر بتایا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم باجماع اہل اسلام تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔ تو جس کا مرتبہ معاذ اللہ زید بے قید نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے برابر کہا، اس کو تمام باقی انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین سے افضل ٹھہرایا اور نبی کا غیر نبی سے افضل ہونا یہ ضروریات دین ہے، اس کا منکر قطعاً یقیناً کافر، مرتد، ملعون اور مستحق عذاب ابد ہے۔ کتاب الشفار بتعرف حقوق المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَكذلك نَقْطَعُ بِتَكْفِيرِ غَلَاةِ الرَّافِضَةِ
فِي قَوْلِهِمْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
یعنی اسی طرح غالی رافضیوں کے کافر ہونے پر ہم یقین کرتے ہیں
اُن کے اس قول کے سبب کہ انہما المہبت انبیاء سے افضل ہیں۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵، پر ہے، علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔
التَّحِيُّ أَفْضَلُ مِنَ الْوَلِيِّ وَهُوَ أَمْرٌ مَقْطُوعٌ بِهِ وَ
الْقَائِلُ بِخِلَافِهِ كَأَفْرَاقٍ لَهُ مَعْلُومٌ مِنَ
الشَّرْعِ بِالضَّرُورَةِ
یعنی نبی ولی سے افضل ہے اور یہ مسئلہ یقینی ہے اور جو اُس کے
خلاف کہے کافر ہے۔ کیوں کہ یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔
(علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اسی طرح اُس نے اپنے دوسرے ناپاک کلمہ میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین
کی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کرنے والا ضمناً جزماً کافر مرتد لائق عذاب اشد ہے۔
امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَالِي دَعَا
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ ذَنْبِهِ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ
فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَبَانَ مِنْهُ أَمْرُهُ
یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کالی دے
یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حق کو کسی طرح کا عیب لگائے
یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور مرتد کا منکر ہو گیا

اُس کی جو رو اُس کے نکاح سے نکل گئی۔

شفا قاضی عیاض و فتاویٰ برآزیہ و درر و غر و فتاویٰ خیرہ میں ہے۔

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّ شَأْنَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَفْرِ وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَرَهُ كَفَرُوا
یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اور جو اُسکے مستحق عذاب و کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جمع الانہر و در مختار میں ہے۔

وَاللَّفْظُ لِلدَّرِّ الْكَافِرِ لِسَبِّ نَبِيِّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
لَا تَقْبَلُ تَوْبَتَهُ مُطْلَقًا وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَرَهُ كَفَرُوا
یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اُسکی توبہ کسی طرح سے قبول نہ کی جائیگی اور جو اُس کے لائق عذاب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

یہیں سے ولید پلید کا حکم بھی ظاہر ہو گیا کہ زید خبیث نے کفریات ملعونہ کیے اور ولید ملعون نے اُسکو بے قصور ٹھہرایا اور کفر سے بری بتایا۔ ابھی سن چکے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توبہ میں کرنے والے کو کافر نہ جانے یا اُسکے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ دیوبندی دھرم کے ائمہ الکفر گنگوہی، انبیٹھی، نالوتوی، تھانوی نے پہلے ہی جو کفریات کیے وہ کیا کم تھے۔

اپنے فتوے میں خدا کو جھوٹا کہا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کو جاہلوں کا خیال اور حضور کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کو جائز ٹھہرایا۔

شیطان ملعون کے علم کو حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر بڑھایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم غیب کے مثل بتایا۔ وغیرہا من الکفریات الکثیرہ الملعونہ۔ ملاحظہ ہو براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۵۱ و تحذیر الناس نالوتوی صفحہ ۳

۱۴ و ۲۸ و حفظ الایمان تھانوی صفحہ ۸

دیوبندی شیاطین پر اُن کے اُن کفریات ملعونہ کے سبب علمائے کرام و مفتیان عظام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ نے اور اُن کی تائید میں ہندوستان کے تمام علمائے اہلسنت نے نام بنام بالاتفاق فتوے دیے کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ یعنی گنگوہی، نالوتوی، انبیٹھی، تھانوی میں سے کسی کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی جو شخص اُس کو مسلمان جانے یا اُس کے کافر ہونے میں شک کرے یا اُس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مستطاب "حُصَاةُ الْحَرَمَيْنِ عَلَى مَنَعَةِ الْكُفْرِ وَالْمُنِينَ" و رسالہ مبارکہ

”الْصَّوَامِرُ الْهِنْدِيَّةُ عَلَى مَكْرِ شَيَاطِينِ الدِّيُونَدِيَّةِ“ — ولید مرید کے کافر مرتد ہونے کیلئے ان کا ان خیار دیو بندیہ کو مسلمان جاننا بلکہ اُن کے کفر میں شک کرنا ہی بس تھا۔ مگر دیو بندی دھرم کی اصل ہی یہ ہے کہ کفر پیشتر بہتر“ وہاں تو آفتاب ہر روز ایک نئے فتنہ پر طلوع کرتا ہے۔ ولید کے دو کفر تو یہی ہوئے کہ زید کے دونوں اقوال کفریہ کی اُس نے حمایت کی۔ پھر شریعت کا استہزاء علمائے اہلسنت کی توہین مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گالیاں سننا یہ علاوہ ہیں۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کافر کہے اسکو ولید نے یہ گالیاں دیں۔ دجال کا بجا باری، خستہ خراب، پندت جی، بھگت جی، کھر جت جی، حضور کی توہین کو کفر جاننا مردود و باطل، حضور کی توہین کو کفر جاننے والا سخت سے سخت مجرم بایک کٹ کے لائق، اُس کے اس فعل کے سبب اُس پر توبہ تجدید نکاح فرض، حضور کی توہین کرنے والے سے معافی مانگنا لازم، حضور کی توہین کرنے والے کو کافر کہنے والا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم کا مستحق، نابکار قصور وار ہے، حضور کی توہین کرنے کو کفر جاننا اور توہین کرنے والے کو مسلمان جاننا مذہبی فرض ہے۔ ولید طریقہ ولید نے اپنے اس ناپاک اشتہار میں یہ سترہ کفریات ملعونہ اور زائد کیے۔ مجمع الانہر میں ہے۔

إِلَّا سِتْخَفَافٌ بِالْعُلَمَاءِ وَالْأَشْرَافِ كُفْرًا
یعنی علماء اہلسنت اور سادات کرام کو اُن کے علم دین و سیادت کے سبب ہلکا سمجھنا یا اُن کی توہین کرنا کفر ہے۔

شفار امام قاضی عیاض میں ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ مَنْ لَمْ يَكْفُرْ مِنْ دَانَ بِغَيْرِ مِلَّةٍ إِلَّا سَلَامٌ
مَنْ الْمَلِكِ أَوْ وَقَفَ فِيهِمْ أَوْ شَقَّ

بحر الرائق میں ہے۔

مَنْ حَسَنَ كَلَامَ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ أَوْ قَالَ مَعَاوِيَ
أَوْ كَلَامَ رُلَةٍ مَعْنَى صَحِيحٍ إِنْ كَانَ ذَلِكَ كُفْرًا
مِنْ الْقَائِلِ كَفَرَ الْمَحْسِنُ

یعنی جو بندہ مہول کی باتوں کو اچھا بتائے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا کہے کہ اُس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اُس کی بات کو اچھا بتاتا ہے یہ بھی کافر ہو جائیگا۔

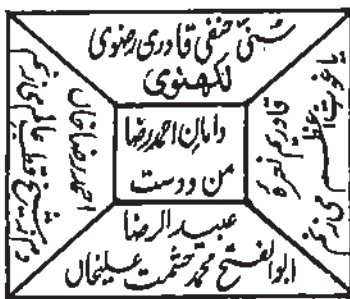
امام ابن حجر مکی نے کتاب ”الاعلام بقواطع الاسلام“ کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے۔ فرمایا۔

مَنْ تَلَفَظَ بِلَفْظِ الْكُفْرِ يَكْفُرُ وَكُلُّ مَنْ اسْتَحْسَنَهُ
أَوْ رَضِيَ بِهِ يَكْفُرُ
یعنی جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے۔ اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

بالجملہ ہمارے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ زید و ولید دونوں کافران عنید و مرتدان پلید و مستحق

عذاب شدید ہیں۔ دونوں پر جلد از جلد فوراً اپنے ان کفریاتِ خبیثہ سے توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہونا، پھر اگر جو رکھتے ہوں تو ان سے نئے مہر پر نیا نکاح کرنا فرض ہے۔ ان کی عورتیں ان کے نکاحوں سے باہر ہو گئیں۔ یہاں تک کہ یہ دونوں بعد توبہ و تجدید اسلام بھی ان پر جبر نہیں کر سکتے۔ ان کی مرضی ہو تو نئے مہر پر دوسرا نکاح کر سکتے ہیں۔ ورنہ جس کے ساتھ چاہیں نکاح کر سکتی ہیں۔ بغیر توبہ و تجدید اسلام و نکاح ان عورتوں سے جملہ حرام خرام محض و زنا سے خالص ہو گا۔ اُس سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ولد الزنا ہوگی۔ اگر زید و لید توبہ و تجدید اسلام نہ کریں تو مسلمان پر فرض ہے کہ ان سے سلام کلام میل جول بیاہ شادی موت غمی کھانے پینے کے تعلقات فوراً بند کر دیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے جنازے پر نماز پڑھنا، ان کے ساتھ سلام کلام کھانا پینا ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، غرض ان کی موت و زندگی میں ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام حرام حرام و زہر و یخ کن اسلام ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَفْئِسْكُمْ النَّارُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا هُمُ لَا يُصَلُّوْكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْكُمْ لَا تُؤَاكِبُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَسْلَمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ وَلَا تَصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصْلُوا مَعَهُمْ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلَّ فَجَدَّهُ اتَّعَوْا أَحْكَمُ۔

فقیر الباشیخ عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ والابوہدیہ
مدظلہ مولیٰ العزیز القوی



استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفقیان دین و ملت و امت ارشاد اتہم و عمت افاد اتہم اس مسئلہ میں کہ اس دورِ پُرفتن میں مخالفین اسلام خصوصاً ہندو و سکھ و دیگر اقوام آریہ وغیرہ جو کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کر دیں اور ان کے نام و نشانوں کو معاذ اللہ اپنے خیالِ باطل کی رو سے مٹانے کی اُمنگ میں مسلمانوں پر چڑھائی کر دیں۔ تو تمام فرقوں کو جو کہ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں خواہ وہ وہابی ہوں یا دیوبندی، قادریانی ہوں یا رافضی، غرض کہ کوئی بھی ہوں ان کو باہم مل کر ان کا مقابلہ کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور غیر مسلم جو کہ خود اسلام کے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کسی بد مذہب و بد دین مرتد و بے ایمان کسی فرقہ کے ساتھ خواہ وہ وہابی ہو یا دیوبندی یا کوئی ہو مقابلہ شروع کر دیں تو ہم غربائے اہل سنت کو لازم و ضروری ہے کہ ان کی مدد کرنے کیلئے ہم بھی ان کفار کے خلاف جنگ کریں اور ان وہابیوں دیوبندیوں کی حمایت کریں۔ اور اکٹھے مل کر غیر مسلموں کا مقابلہ کریں۔ خصوصاً جبکہ غیر مسلم ہر اس مدعی اسلام کو مٹانا چاہتا ہے جو کہ اسلام کا دعویٰ کرے۔ تو اس صورت میں ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا ان کی بیوی بچوں کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھ کر خود ان سے علیحدہ رہیں اور الگ ہو کر مقابلہ کریں۔

دوم: وہ مسلمان جن کے محلوں میں سکھ ہندو وغیرہ رہتے تھے ان مسلمانوں نے ان کو پناہ دی ان کے بچوں اور عورتوں کو بچا یا ان کی عزت کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی جان تک قربان کر دی اور اپنے خرچ سے ان کی خوراک بہم پہنچائی، ان کے متعلق شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

سوم:- اہلسنت و جماعت کے چند گھر اگر ہندوؤں یا سکھوں کے محلے میں ہوں اور وہابی دیوبندی وغیرہم ان کو وہاں سے نکلانے کیلئے جائیں اور ان کو بحفاظت لے آنے کے متعلق کہیں تو ان اہلسنت و جماعت کو شرعاً حق ہے یا نہیں کہ ان کے ساتھ آجائیں، یا بالفرض انھیں لے آئیں اور اپنے محلہ میں بحفاظت رکھیں تو کیا ان کیلئے یہ لازم ہے یا نہیں کہ وہ وہابیوں دیوبندیوں کے ساتھ مل کر کفار کا مقابلہ کریں؟ یا کیا؟ ————— جو کچھ حکم شریعت ہو وہ بیان فرمائیں۔ ان سوالوں کا ہر طرح اور ہر پہلو سے جواب دیں تاکہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آمین و توبہ و ا۔

۲۵ جمادی الاخریٰ دو شنبہ ۱۳۶۶ھ

سائل عبد الحمید قادری رضوی و غلام نبی قادری رضوی۔ از امر تسر۔

الجواب اللهم هداية الحق والصواب:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! وعلیٰ ذویہ وصحبہ ابدال دھور وکرہا

جواب سوال اول: مسلمان کہلانے والوں میں جو فرقے کسی ضروری دینی مسئلے کے منکر ہیں وہ سب بحکم شریعت مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ مرتد ہیں۔ جیسے قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، بابی و بہائی، خاکساری اور قرآن عظیم کو ناقص ماننے والے رافضی اور مرتد حسن نظامی کے عقائد کفریہ کو ماننے والے حضرات صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کے مقدس دامنوں کو اپنے الحاد و زندقہ و اتحاد میں سانے والے متصوفہ مبطلہ اور حد کفر تک پہنچ جانے والے مظلم لیگی و کانگریسی۔ ان کے عقائد کفریہ کی اجمالی تفصیل اور ان پر شرعی رد و طرد کی مختصر تکمیل فقیر کی املا لکھوائی ہوئی کتاب مستطاب مستی بنام تاریخی بجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنة میں ملاحظہ ہو۔

مرتدین احکام دنیا میں حربی کفار کی بدترین قسم ہیں۔ اور از انجا کہ یہ فرقے انکار ضروریات دین کے ساتھ ساتھ کلمہ گو و مدعی اسلام بھی ہیں، اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں، گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھواتے ہیں۔ لہذا شرعاً یہ منافقین بھی ہیں۔ اور منافقین احکام آخرت میں جملہ شیاطین و کفار و مشرکین سے بدتر ہیں۔ مرتدین و منافقین کے عقائد کفریہ و اعتقادات نفاقہ کو جانتے ہوئے ان سے و داد و اتحاد منانا، محبت و موالات رچانا شرعاً حرام ہے۔ اس مسئلے کی بہترین تفصیل تھنور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کامل النصاب مستی بنام تاریخی المحیجۃ المؤمنہ فی الآیۃ الممتحنۃ میں ملاحظہ ہو۔

صورت مستفسرہ میں اگر کسی مقام کے مسلمانان اہل سنت اس قدر ظاہری قوت و جماعت، دنیوی شوکت و استطاعت رکھتے ہوں یا کوئی اور ایسی صورت ان کو میسر و متصور ہو کہ ان کو اس بات کا ظن غالب اور اس کی امید و اتق ہو کہ حملہ آور و فساد انگیز کفار و مشرکین کی شرارتوں و خباثتوں سے اپنے ایمان و جان و عیال اور اپنے ناموس و اہل و مال کو بعون اللہ تبارک و تعالیٰ و بعون جمیعہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچالیں گے تو ان سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہوگا کہ مرتدین و منافقین کے ساتھ اتحاد و اتفاق منانے، ان کو اپنا دوست و یا اور بنانے سے قطعاً مجتنب و محترز رہیں۔ اور خود اپنے ہی آپس

ہو سکے کفار و مشرکین کے حملوں کو دفع کرنے کی سعی و کوشش فرمائیں اور ایسی حالت میں بھی ان مرتدین و منافقین کو اپنی نصرت و حمایت کیلئے ہرگز نہ بلائیں۔ معاذ اللہ جو قرآن عظیم کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو قتل و ہلاک سے نجات دینے والا مخلص و مددگار اور اپنا دلی خیر خواہ سمجھے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مرتدین و منافقین کے بھی بچوں اور ان کی بھی عورتوں کو قتل و ہلاک سے بچانا یعنی استطاعت ہوتے ہوئے ان کو قتل و ہلاک سے بچانے کی کوشش کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ حربی کفار و مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بھی جہاد و قتال شرعاً جائز نہیں ہے، بلا وجہ شرعی ان کو مارنا بیٹنا قتل کرنا جلالاً ہرگز جائز نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَتَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَّةً کَمَا یَقَاتِلُوْنَ کُفْرًا کَافَّةً ۝ فَفَنَفْسُ النِّفْثِ اَبْدًا لِّمَنْ یَّتَعَلَّقُ بِاَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُعَاهِدِیْنَ وَالنِّسَاءِ وَالصَّبِیَّاتِ لَا تَمُوتُ مَقْتِدًا بِمَنْ حِیْثُ یُقَاتِلُ وَیُجَارِبُ۔

البتہ کھلے ہوئے کفار و مشرکین جو مسلمان کہلانے والے کلمہ گو مرتدین و منافقین کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اسی بنا پر اگر وہ کفر و اسلام کی جنگ میں سنی مسلمانوں پر حملہ کرنے سے پہلے ان مرتدوں و منافقوں پر حملہ آور ہوں تو اگر کسی مقام کے سنی مسلمانوں کو اس قدر قوت و طاقت و شوکت و جمعیت حاصل ہے کہ ان مرتدین و منافقین کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ان کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنے ایمان و جان و عیال و ناموس و اہل مال کو بے گناہ نہ تھلے و بعون جمیعہ علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بچالیں گے تو ان کو کفار و مشرکین اور مرتدین و منافقین کی اس باہمی جنگ میں کسی طرف دخل دینے کی شرعاً گز ضرورت نہیں۔ وَکَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ۔

اور اگر کسی مقام کے مسلمانان اہل سنت کو نہ تو اس قدر طاقت و جماعت حاصل ہو اور نہ کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ رہنے کی کوئی اور صورت ہی بن پڑے تو ایسے وقت مرتدین و منافقین سے قطعاً قطع نظر کرتے ہوئے اپنے ایمان و ناموس و عیال و جان و اہل مال کو کفار و مشرکین کے حملوں سے بچانے کیلئے خود اپنے طور پر بھی سعی کریں۔ فی الحدیث عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَنَّهَا اَعْمَالٌ بِالْاَعْمَالِ وَبِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ اَمْرِیْ مَا نَوِیْ۔ (مشکوٰۃ شریف)

لیکن خوب یاد رہے کہ ان احکام کی شرط یہی ہے کہ وہ جنگ کفر و اسلام ہی کی جنگ ہو، مظلم لیگ و کانگریس کی جنگ نہ ہو، نام نہاد پاکستان اور سوراخ کی جنگ نہ ہو، اس کا ثبوت اسی طرح ہوگا کہ مسلمانان

اہلسنت ان احکام شرعیہ کے مطابق جو حضور پیر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ اَلَا لَئِلَ الْقَاهِرَةِ عَلٰی الْکُفْرِ الدِّیَانِیَّةِ میں قرآن عظیم و حدیث حمید سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مسلم لیگ و خاکسار و کانگریس و احرار اور نام نہاد مومن کانفرنس اور لیگ کے اصول و مقاصد کی فیصدی حامی نام نہاد سنی کانفرنس اور مرتد ابوالاعلیٰ مودودی کی نام نہاد جماعت اسلامی اور مرتد جن بسویشور صدیق دیندار کی نام نہاد دیندار پارٹی وغیرہ تمام مجالس کفار و جماعات اشرا سے کھلم کھلا تحریر و تقریر افعلا و قولاً ہر طرح اپنی بیزاری کا اظہار اور کانگریس کے مطالبہ سوراج مسلم لیگ کے مطالبہ تقسیم مرتد مودودی کے نام نہاد مطالبہ حکومت الہیہ سے اپنی تبری کا اعلان و اشکاف و آشکار کر کے اس کے بعد بھی اگر کفار و مشرکین ان پر حملہ کرنے سے باز نہ آئیں تو اب متعین ہو جائیگا کہ جنگ نفرو اسلام ہی کی جنگ ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ کانگریس کے مطالبہ سوراج یا مسلم لیگ کے مطالبہ تقسیم، یا مرتد مودودی کے مطالبہ حکومت الہیہ کی حقیقت سمجھتے بوجھتے ہوئے بھی کہ اول کا مقصد اعدام مسلمین۔ دوم کا مال افنائے سنت سوم کا مقصد قیام حکومت و ہدایت ہے۔ اس کی عملاً قولاً کسی طرح بھی امداد کرنا حرام ہے۔ اور اس کا اصل مقصد جانتے ہوئے بھی جو شخص اس کی حمایت کرتا ہوا مارا جائے گادہ حرام موت مرے گا۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ ضرورت و غمضہ کے ماتحت جو احکام شرعیہ دیئے جاتے ہیں وہ ہرگز عزم نہیں ہوتے بلکہ صرف مقام ضرورت و وقت ضرورت و قدر ضرورت و اہل ضرورت ہی پر مقتصر رہتے ہیں، یہ ہرگز ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ نام نہاد آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر و ناظم کی طرح بعض مقامات پر نام نہاد ضرورت شرعیہ کا ادعا کر کے ہندوستان بھر کے بھولے بالے سیدھے سادھے سنی مسلمانوں کو حمایت لیگ کی سنت سوز آگ میں بھونک دیا جائے، اسلام سوز و الحاد افروز پاکستان کی اصل بھڑائی و زندیقانہ شکل و صورت پر خلافت صدیقیہ و خلافت فاروقیہ و امامت عثمانیہ و امارت حیدریہ کا پر تو اور اسلامی شرعی فقہی پاکستان وغیرہ الفاظ کا پردہ ڈال کر سنی مسلمانوں کے ناموس و جان و اہل و عیال و مال کو اس پر بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ وَالْعِیَازُ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَہُ وَتَعَالٰی۔

اور جبکہ بقول سائل اس دور پر فتن میں مخالفین اسلام خصوصاً ہندو و سکھ و دیگر اقوام آریہ و غیر مسلمانوں کی جان و مال اور ان کے خون کے پیاسے ہیں اور اسلام کے مقابلے میں اگر جگہ جگہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں، مسلمانوں کے نام و نشان کو معاذ اللہ اپنے خیال باطل کی رو سے مٹانے کی امنگ میں مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے ہیں اور وہ ہر اُس مدعی اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں جو کہ اسلام کا دعویٰ کرے، تو منافقین و مرتدین کو اپنی نصرت و حمایت کیلئے بلانے کا اور کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنی حفاظت کیلئے اُن مرتدوں منافقوں کو اپنے ساتھ بلانے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ جب ہر شخص ایک ہی بلا میں مبتلا ہے تو ہر ایک مجبوراً خود ہی اپنی حفاظت کی تدابیر کرے گا۔

مسلمانان اہلسنت باہم متحد و متفق ہو کر کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنی حفاظت کریں۔ اور مرتدین منافقین کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ کفار و مشرکین کا ان پر حملہ ان کو خود ہی اپنی مدافعت کے لئے تیار کر دے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم۔

جواب سوال دوم:

جواب سوال اول میں گزرا کہ حربی کفار و مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بھی جہاد و قتال شرعاً جائز نہیں، بلا وجہ شرعی ان کو بھی مارنا یا قتل کرنا جلالناہر گز جائز نہیں۔ اسی طرح ان کی عورتوں کے ساتھ بھی معاذ اللہ زنا حرام قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا اور جس قدر باتیں شرعاً منکر و ناجائز ہیں ان کو اگر ہو سکے تو اپنے ہاتھ سے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے قلب سے اس کو مٹانے کی سعی کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ اور کفار و مشرکین کے حملوں میں جو قلیل تعداد مسلمان رہتے ہوں ان کو کافروں مشرکوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے مسلمانوں کا اپنی آبادی کے قلیل تعداد کفار و مشرکین کو بطور یرغمال اپنی پناہ اور اپنے قبضہ میں محفوظ رکھنا بھی بلاشبہ جائز ہے۔ البتہ مقتاتلین و مجاہدین فی الدین کو اپنی پناہ میں لینا منظر اہرت علی قتل اہل الاسلام و علی انراج المسلمین ہے جو شرعاً حرام قطعی ہے۔ وہ سب کے سب کفار و مشرکین کے مددگار، مسلمانوں کے دشمن و خونخوار، مستحق غضب جبار و سزاوار عذاب نار اشد فساق و فجار ہیں۔ ان میں سے جو ایسا کرتے ہوئے مارے گئے وہ حرام موت مرے اور جو زندہ

ہیں اُن پر تو یہ فرض قطعی ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اِنَّمَا يَهْتَكِرُ الْفَكِرُ الْاَلْبَنَاءُ عَنِ الدِّينِ قَاتِلُوهُمْ فِي الدِّينِ وَاَخْرِجُوهُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهِرُوْا عَلٰی اٰخِرِاجِكُمْ اِنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علی آلہ وسلم۔
جواب سوال سوم:

اس سوال کا جواب، جواب سوال اول سے واضح و لائح ہے۔ بحکم قرآن عظیم یہ منافقین مرتدین بھی ان کھلے ہوئے کفار و مشرکین ہی کی طرح مسلمانانِ اہلسنت کے دین و ایمان و ناموس و جان کے دشمن ہیں۔ اُن کے وعدہ حفاظت پر اعتماد کرنا، ان کو اپنا ولی، غلط، یا اور سمجھنا شرعاً حرام ہے اگر یہ اندیشہ ہو اور اکثر و بیشتر ضرور ایسا اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کی پناہ میں چلے آنے کے سبب سنی مسلمانوں پر ان کا استعمار و استیلاء ہو جائے اور ان کو ان سنی مسلمانوں سے کفار و مشرکین کے حلوں کی مدافعت کا کام استیلاء لینے کا موقع ہاتھ آجائے یا معاذ اللہ ان کا یہ احسان ضحائے مسلمین کے قلوب سے ان کے کفری اعتقادات و ارتدادی معتقدات کی طرف سے نفرت مٹائے، دلوں میں ان کی دینی مذہبی محبت جائے تو حالتِ اضطراب میں بھی سنی مسلمانوں کو ان کی پناہ میں آنا ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر اس اندیشہ سے قطعی طور پر امن ہو تو بحالتِ اضطراب اسی تفصیل مذکور کے ساتھ جب کہ تمام امیدیں منقطع ہوں اور قتل و ہلاک متعین ہو اُن کے ساتھ ان کے محلے میں چلے جانے میں حرج نہیں۔ بشرطیکہ سنی مسلمانوں کی کسی آبادی میں چلا جانا بھی متعذر ہو۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِيْنَ جَاهَلُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رُسُلَهُ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيًّا وَكَانَ اللَّهُ خَبِيرًا يَّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ اور ان جملہ مصائب و آفات سے قطعی یقینی طور پر بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم محفوظ اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامراں و فائز و مُفْلِح ہونے کا واحد ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت ظاہر و باطن صورت و سیرت خلوت و جلوت میں ہر طرح اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے احکام و فرامین کی سچے دل سے اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے جملہ دوستوں محبوبوں محبوبوں کے ساتھ محبت و الفت رکھیں، اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے جملہ دشمنوں سے قطعاً جدا و بیزار رہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب اکرم و خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی

عزت و عظمت و محبت و الفت پر اپنی جان دے دینے ہی کو اپنی دنیوی زندگی کا اصل مقصد اور حیات سہری سمجھیں، اسلام و سنیت پر اپنی موت کو اپنا محبوب بنالیں، زاد راہ آخرت ہونے کی حیثیت کے علاوہ ہر ایک حیثیت کی محبت دنیا کو اپنے دلوں سے نکالیں، دین سے آزاد اور شریعت سے بے قید و پیری و صلح کلی و کانگریسی و مسلم لیگی و خاکساری و احراری و غیر ہم لیڈروں و ملیہیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں قادیانیوں، چکڑ والوں، رافضیوں، خارجیوں و غیر ہم گمراہ بد مذہب مرتد فرقوں کے مولویوں مبلغوں کی آوازوں شورشوں پر ہرگز کان نہ دھریں۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہی کی محبت و تعظیم پر چلیں اسی پر مبنی۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَطْعُ مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كُفُورًا هُوَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقِهِ فَاُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ هُوَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ هُوَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اَخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيرَتَهُمْ اُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيَدْخُلُهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ اِنَّ اِلَّاهَ حِزْبُ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ هُوَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِنْ يَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَقْلِبُوْا خِسِرِيْنَ هُوَ بَلَّ اللَّهُ مُوَلَّكُمْ وَاَوْحٰى اِلَى الْمُنٰصِرِيْنَ هُوَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَلَا تَقْنُؤُوا دَعْوَا اِلَى السَّلَامِ وَاَنْتُمْ لَا عَلَوْنَ وَاَللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتْرُكَكُمْ اَعْمَالَكُمْ هُوَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ هُوَ وَاللَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمَوْفِقُ لَنَا وَلِسَانُ اَخْوَانِنَا وَاَخَوَاتِنَا مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَهُوَ تَعَالَى وَرَسُولُهُ اِلَّا عَلَى اَعْلَمِ جَلْ جَلَالِهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَسَلَّمَ۔

فقیر ابو الفتح عبید الرحمن رضا محمد شمت علی خاں قادری برکاتی رضوی

مجددی لکھنوی غفرلہ والہ و اہلہ و اخوانہ و احبابہ ربہ العزیز القوی

عملہ بھدرے خاں بلی بھیت، یکشنبہ سوم رجب المرجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۴۷ء

پاکیزہ قول فیصل در استحسان صندل

۴۹ ————— ۱۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہلسنت جماعت عرس کے قبل لگے روز اولیا کرام کا صندل نکالتے ہیں تمام شہر میں مع جلوس کے گشت کرتے ہیں جس سے بدنہ بھول کے دل میں بزرگان دین کا رعب عظمت غالب رہے، بعد کو صندل چڑھایا جاتا ہے۔ قبر شریف پر ختم قرآن مجید کر کے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ فعل کرنا کیسا ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا فعل کفار کا ہے؟ کیا بزرگان دین کی قبروں پر صندل چڑھانا لگانا مشرکوں کا طریقہ ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا حرام ہے؟ کیا یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے؟ کیا جو چیز قبر پر چڑھتی ہے وہ حرام ہے؟ ہمارے شہر بھڑوچ میں راندریہ ضلع سورت سے ایک نظم گجراتی میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ صندل قبروں پر چڑھانا حرام ہے اور یہ فعل کفار اور مشرکوں کا ہے۔ وہ نظم اس کے ہمراہ رکھی ہے۔ اسی لئے اب جو حق ہو وہ تحریر کریں مع ہر بیٹو اتو جروا۔ مولوی حاجی محمد عباس میاں ولد مولوی حاجی محمد علی میاں صدیقی عفی عنہما بازار چنوار بھڑوچ

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔ الجواب ہو الموفق

بالحق والصواب: اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ پر صندل لگانا اور لگانے سے پہلے اس کو شہر میں گشت کرانا اور اس کے ساتھ نعت شریف یا اشعار منقبت بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پڑھنا یقیناً جائز و مباح ہے۔ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ جو اس کو ناجائز کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے کون سی آیت یا حدیث میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صندل اٹھانے کو منع فرمایا ہے۔ ائمہ شریعت و اکابر طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کس بزرگ نے کس کتاب میں ناجائز بتایا ہے یا شریعت مطہرہ معاذ اللہ و ہابی کے گھر کی ہے یا وہابی کو معاذ اللہ اختیار حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہے حرام کر لے۔ اللہ اذن لکم امر علی اللہ تفترؤن (سورہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۵۹) (اے وہابیو) کیا اللہ نے تم کو خبر دی ہے (کہ صندل اٹھانا حرام ہے) یا تم اللہ پر افترا باندھتے ہو۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّكُتُ الْكَذِبَ
هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ
اور جن چیزوں کو تمہاری زبانیں جھوٹ کہتی ہیں ان کو
مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام اس لئے کہ اللہ پر جھوٹ
افترا باندھو بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝ (سورہ النحل ۱۱۶) وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے کسی آیت یا حدیث میں مزارات اولیاء پر صندل لگانے یا اس کے گشت کرنے کو منع نہیں فرمایا جو اس کو جائز کہتا ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو وہابی ناجائز کہتا ہے بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ وہ ثبوت لائے کہ کہاں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اگر ثبوت نہ دے سکے اور انشاء اللہ الواحد القہار قیامت تک نہیں دے سکتا تو دل سے نئی شریعت گڑھنا خود شائع بننا اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر افترا کرنا ہے۔ جس بات کو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے ہمیں حرام نہیں فرمایا یہ اسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنۡ أَشْيَاءَ إِنۡ تُبَدَّلَ لَكُمۡ شَيْءٌ مِّنۡهُمَا قُلۡ إِنَّا سَمِعُونا ۚ إِنۡ تَبَدَّلَ لَكُمۡ شَيْءٌ مِّنۡهُمَا قُلۡ إِنَّا سَمِعُونا ۚ إِنۡ تَبَدَّلَ لَكُمۡ شَيْءٌ مِّنۡهُمَا قُلۡ إِنَّا سَمِعُونا ۚ إِنۡ تَبَدَّلَ لَكُمۡ شَيْءٌ مِّنۡهُمَا قُلۡ إِنَّا سَمِعُونا ۚ

یعنی اے ایمان والو! ان باتوں کو نہ پوچھو جن کا حکم اگر تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانہ میں پوچھو گے جس وقت قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ ان چیزوں کو معاف کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا احکم والاعلم ہے۔ (المائدہ ۱۰۱)

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت مقدسہ نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔ جب تک قرآن پاک نازل ہو رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاگرد ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی۔ اب کہ قرآن عظیم اتر چکا دین کا بل ہو گیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا، جتنی باتوں کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا نہ ان سے منع فرمایا ان کی معافی ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے۔ ولہ الحمد۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

وَمَا اتَّكَمُ الرَّسُولُ فخذُوہَا وَمَا نَهَاكُمْ عَنْہُ فَاتَّقُوا ۚ (الحشر)

یعنی میرا رسول جو کچھ تم کو عطا فرمائے تو تم اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع فرمائے اس سے باز رہو۔

یہ آیت کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جن امور کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے حکم دیا وہ فرائض واجبات مستحبات ہیں اور جن چیزوں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے منع فرمایا وہ منہیات مکروہات ہیں۔ تو درمیان میں وہ چیزیں رہ گئیں جن کا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے نہ حکم

دیانہ ان سے منع فرمایا۔ تو ایسی چیزیں نہ واجب ہو سکتی ہیں نہ حرام، لاجرم مباحات میں شامل ہوں گی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر مزارات پر صندل چڑھانے کا حکم فرمادیتے واجب یا مستحب بتاتا منع فرمادیتے، حرام یا مکروہ ہو جاتا۔ اب کہ سرکارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صندل اٹھانے کا نہ حکم دیانہ منع فرمایا، لاجرم جائز و مباح ہے۔ ہاں اب ہر ایک دیوبندی یا اندیری ڈھائی سیل تھانوی گنگوہی انبوی اندہی کو اعلانِ عام و اعلامِ تام ہے کہ صندل اٹھانے کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اسکی ممانعت پر کوئی حدیث لائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام سے صندل اٹھانے کی اس کیفیت کا عدمِ جواز بتائے۔ ورنہ اپنے گھر میں منہ چھپائے۔ آئندہ سے شیرانِ بیشہ سنت کو اپنی صورت ہرگز نہ دکھائے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ
وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ
سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مَأْفَا عَنْهُ۔

یعنی جو کچھ اللہ عز و جل نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ اپنی کتاب میں حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جبکا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔

رواہ الترمذی وابن ماجہ عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَ
مَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ۔

یعنی جسے اللہ و رسول نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جبکا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔

رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بجملہ تعالیٰ احادیثِ کریمہ ان آیاتِ عظیمہ کی تصدیق و تفسیر اور صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہیں فرمایا وہ معافی میں ہے۔ اب ہم دیوبندی، راندیری سے پوچھتے ہیں کہ اولیاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرسوں میں صندل شریف اس طریقہ پر اٹھانا جو ہم بیان کر چکے قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم میں کہیں اس کی حلت و حرمت کا تذکرہ ہے یا نہیں اگر ہے تو مرد میدان بنے اور بہت جلد وہ آیت یا حدیث پیش کرے جس میں صندل اٹھانے کا تذکرہ ہو۔ اور اگر کہے نہیں تو احادیث و آیت نے فرمادیا کہ شریعت نے جس بات کا کچھ تذکرہ نہ فرمایا وہ جائز و مباح اور اللہ کی معافی میں داخل ہے اللہ کی معافی پر اعتراض کرنے والا دیوبندی یا راندیری شرع سے جاہل یا قصداً متجاہل اور شریعتِ مطہرہ پر صائل ہے۔ واللہ الحمد۔

یہاں تک جواز کا بیان تھا۔ رہا استحباب تو جب حنڈل اٹھانے کی کیفیت مذکورہ میں کوئی چیز ناجائز و حرام نہیں اور مسلمانانِ اہلسنت اسے نیتِ حسنِ محمود سے کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے داخلِ سنت ہے۔ اگرچہ زمانہ سلف میں کسی نے نہ کیا ہو۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قس سرالقدی حدیثِ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

لِيَمْنُوْنَ بِفِعْلِهِمُ السُّنَّةَ الْحَسَنَةَ وَاِنْ كَانَتْ بِدْعَةٍ اَهْلُ السُّنَّةِ لَا اَهْلُ الْبِدْعَةِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَسَنَّتْهُ الْمُبْتَدِعُ لِلْحَسَنِ مُسْتَنًا فَاَدْخَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّنَّةِ فَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْنٌ فِي اِبْتِدَاعِ السُّنَّةِ الْحَسَنَةِ اِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَاَنَّهُ مَا جُورَ عَلَيْهِ فَاَمَعَ الْعَامِلِينَ لَهَا يَدًا وَمَهَا فِئْدٌ خُلَّ فِي السُّنَّةِ كُلُّ حَدَثٍ مُسْتَحْسَنٍ قَالَ الْاِمَامُ النُّوَوِيُّ كَانَ لَهُ مِثْلُ اجْوَرٍ تَابِعِيٍّ سَوَاءٌ كَانَ هُوَ الَّذِي اُبْتَدَاَهُ اَوْ كَانَ مَنْسُوبًا اِلَيْهِ وَسَوَاءٌ كَانَ عِبَادَةً اَوْ اَدْبًا اَوْ غَيْرَ ذَلِكَ مُلْتَقَطًا۔

یعنی نیک بات اگرچہ بدعت و نوپیدا ہو اس کا کرنے والا سنت ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشادِ اقدس میں قیامت تک نئی نئی اچھی باتوں کے پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور حسنہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو او چاہے وہ عبادت کی بات ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور۔

وَلِلَّهِ الْحَمْدُ! اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ علماء و صلحاء مشائخ کے یہاں مذہب تہائے دراز سے ہر ہر ملک میں عرس معمول ہے۔ پھر کسی عرس میں حنڈل اٹھتا ہے، کہیں گاگر اٹھائی جاتی ہے، کہیں چادر چڑھائی جاتی ہے۔ مسلمان اس میں عام طور پر زمانہ قدیم سے شرکت کرتے ہیں اور اس کو موجبِ خیر و برکت جانتے ہیں مستحسن سمجھتے ہیں۔ تو کافر اہل اسلام کا عمل اور صالحین کا تعامل کسی چیز کے استحباب کیلئے خود ایک دلیل ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ یعنی جو بات مسلمانوں کے نزدیک

بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مندل شریف یا گار شریف اٹھانا یا چادر شریف چڑھانا اللہ عزوجل کے نزدیک بھی مستحب مستحسن ہے ولہذا الحمد للہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔
 مَن يُعْظِمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ (سورۃ الحج ۳۲)
 یعنی جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بیشک یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ۔ (الحج ۳۰)
 یعنی جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے پاس بہتر ہے۔

اور شک نہیں کہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ عزوجل کی نشانیاں ہیں۔ تو ان کی تعظیم یقیناً دلوں کی پرہیزگاری اور اللہ عزوجل کے حضور لے جانے کے لئے بہترین تحفہ ہیں۔ اور شک نہیں کہ مندل اٹھانا گار لے جانا چادر چڑھانا یہ سب امور تعظیم ایسے ہیں جن سے نہیں ان سے اولیاء کرام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ امور جائز و مستحسن و مستحب ہیں۔ ولہذا الحمد۔

عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ کسی مقبول بارگاہ الہی کی یادگار میں مسلمان جمع ہوں، قرآن عظیم و درود شریف پڑھیں، خدا و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر کے حلقے ہوں، مواعظ حسنہ اور میلاد شریف کے جلسے ہوں۔ کچھ کھانا پکا کر یا شیرینی منگا کر ان سب چیزوں یعنی خیرات و حسنات کا ثواب ان بزرگ کی روح کو پہنچا کر ان کی روحانیت سے فیوض برکات حاصل کئے جائیں۔ اور شک نہیں کہ عرس کی یہ حقیقت حقہ یقیناً بلاشبہ جائز و مستحسن و مستحب و صواب اور درحقیقت ذکر ملک عزیز و باب جہل جلالہ و علم نوالہ۔ اور شک نہیں کہ عرس بطور مذکور کی طرف بلانا اللہ عزوجل کی طرف بلانا ہے جو یقیناً احسن و افضل ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (حم السجدہ ۳۳) یعنی اور اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں بے شک مسلمان ہوں۔ اور شک نہیں کہ مندل و گار چادر وغیرہ مراسم عرس جن بزرگان دین نے ایجاد فرمائے اور مصالح کے علاوہ ایک عظیم مصلحت ان کے پیش نظر یہ بھی تھی کہ اس طرح ساری آبادی میں اعلان اور بستی کے تمام مسلمانوں کو خبر ہو جائے کہ آج فلاں بزرگ کا عرس ہے اور مزار پر حاضر ہوں، صاحب مزار کو سلام کریں فاتحہ پڑھیں ثواب پہنچائیں۔ ذکر خدا

اور رسول میں شامل ہوں۔ اور شک نہیں کہ یہ فائدہ ان مراہم میں اب بھی موجود ہے۔ تو یہ مراہم حقیقۃً اللہ عز وجل کی طرف بلانے کے طریقے ہیں۔ تو یقیناً مستحسن و مستحب ہیں۔ ولہذا الحمد۔

شریعت مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ جس مباح بات سے دشمنان اسلام جلیں بھنیں، ان کے دلوں میں غیظ و غضب کے انگارے بھڑکیں اس کو افضل ٹھہرا دیتی ہے، مستحب مستحسن باعث ثواب فرمادیتی ہے اگرچہ فی نفسہ وہ شے مفضول ہی ہو۔ مثلاً مسافر کیلئے تین روز اور مقیم کیلئے ایک دن وضو میں موزوں پر اُنکے شرائط کے ساتھ مسح کرنا جائز ہے لیکن ان کو اتار کر پاؤں دھونا افضل ہے مگر وہ افضل ملاعنہ کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں اسلئے وضو کرتے وقت اگر کوئی رافضی دیکھ لیا ہو تو اسکو جلانے کیلئے موزوں پر مسح کرنا ہی افضل ہے اور اس وقت اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ یا حوض اور نہروں میں موجود ہوں تو اگرچہ حوض سے وضو جائز ہے لیکن نہر سے وضو کرنا افضل ہے مگر معتزلہ نجدولہ کے نزدیک حوض سے وضو ہی جائز نہیں اسلئے اگر وضو کے وقت کوئی معتزلی موجود ہو تو اسکو جلانے کے لئے نہر چھوڑ کر حوض ہی سے وضو کرنا افضل اور باعث ثواب ہے۔ کما نص علی ہاتھین المسئلین الفقہاء الکرام فی مصنفاتہم۔ اور خود قرآن عظیم سے اسکی اصل ثابت ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

وَلَا يَصْدِبُهُمْ ظَمًا وَلَا نَصَبٌ وَلَا
مُخَصَّمَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْوُونَ
مَوْطِنًا يَعْظُمُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ
عَدُوٍّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ط
(التوبة ۱۲۰)

یعنی مسلمانوں کو اللہ کے راستے میں نہ پیاس پہنچتی ہے نہ بھوک اور نہ کوئی رنج اور نہیں چلتے ہیں وہ کوئی ایسی رفتار جس سے کفار کو جلیں ہو اور نہیں پاتے ہیں دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف۔ مگر اُن میں سے ہر ایک بات کے بدلے میں اُن کے لئے ایک عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

اور شک نہیں کہ صندل کا گرچا در اٹھانے سے کفار و ہایہ و مرتدین دیوبندیہ و دشمنان حضرت النبی اعدائے آسمانہ نبویہ اپنے غم و غصہ میں گھٹ گھٹ کر مرتے ہیں۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رفعت شان دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں اپنی بوٹیاں جپا جپا کر تھوکتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ صندل و گاگر و چادر اٹھانا مستحسن و مستحب باعث ثواب و رضائے رب الارباب ہے۔ ولہذا الحمد۔ قَالَ الرَّائِدُ بَرِّئِي۔

مومنو قبروں کو ہرگز نہ لگانا صندل مشرکوں کا یہ طریقہ ہے چڑھانا صندل

اقول: راندیری جی! مشرکوں میں جس قدر باتیں رائج ہوں کیا وہ سب شرعاً حرام و ناجائز ہوتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کڑھی کچھری بھی کھانا حرام ہوگا، گجراتی زبان بولنا بھی ناجائز ٹھہرے گا، گجراتی زبان میں اخبار و اشتہار چھاپنا بھی گناہ ہو جائیگا کہ کڑھی کھانا گجراتی میں بات حیت کرنا گجراتی میں اخبار و اشتہار نکالنا یہ سب گجرات کے ہندوؤں کے طریقے ہیں۔ اور انہیں تینوں پر راندیری جی نہ بدکیں۔ وہ ذرا کھل کر اقرار تو دیں پھر دیکھیں کہ ان کا پانا نہ پیشاب بند ہو جائیگا، کھانا پینا حرام ٹھہرے گا، اٹھنا بیٹھنا بلکہ سانس لینا بھی دشوار ہوگا۔ کیوں کہ یہ سب باتیں مشرکوں میں رائج ہیں۔ بہتر ہے کہ دیو کے بندے مشرکوں کے ان سب طریقوں کو چھوڑ دیں اور سیدھے عدم آباد کی راہ لیں۔ سنی مسلمانوں کو بھی ہر وقت اُن کے پیچھے لگے رہنے سے فرصت ملے۔ اور وہ بھولے بھالے سنی مسلمان جو دیو کے بندوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اُن پر باب ہدایت کھلے۔ اور اگر راندیری جی پلٹا کھائیں اور کہیں کہ یہ تمام باتیں اگرچہ مشرکین میں رائج ہیں مگر اُن کے ساتھ خاص نہیں۔ اور اُن کے کرنے کے وقت ہمیں موافقت مشرکین کا خیال بھی نہیں ہوتا اس لئے یہ تمام باتیں جائز ہیں۔ تو بیشک اب ٹھکانے سے آگئے۔ کسی قوم کے ساتھ تشبہ اسی بات میں ہو سکتا ہے جو اس قوم کے ساتھ خاص ہو یا اس میں کسی قوم کی موافقت کا ارادہ ہو۔ مزارات پر صندل چڑھانا ہرگز مشرکین کا فعل نہیں۔ اور بالفرض ہوتا بھی تو اُن کے ساتھ خاص نہیں۔ نہ معاذ اللہ سنی مسلمان اُن کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔

قال الراوندیری: صندل چڑھانے کا ثبوت نہ قرآن و حدیث سے ہے نہ صحابہ و تابعین سے نہ ائمہ اربعہ نہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نہ مشائخ چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ سے۔ لہذا صندل چڑھانا حرام ہے۔

اقول: یہ راندیری کی ہوس خام ہے۔ ہم ابھی قرآن عظیم و حدیث کریم سے ثابت کر چکے کہ بزرگان دین کے مزارات طیبہ پر صندل چڑھانا، گارے جانا، چادر چڑھانا جائز و مستحسن و مستحب و ثواب و باعث خوشنودی ذوالجلال والا کرام ہے۔ ان دلائل و تاہرہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ صندل چڑھانے کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کس قدر ظلم شدید اور شریعت مطہرہ پر افتراء کا کام ہے۔ دیوبندی ملاما ہمیشہ دعوتِ اول میں شیر مال قورمہ اڑاتے، مرغِ مسلم کھاتے، گھی کا سوا، متجنجن مرغِ غر وغیرہ سبھی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ مگر کبھی اپنی اس انوکھی بانکی تر بھی انیلی رسیلی نرالی اچھوتی دلیل کو یاد نہیں فرماتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ان غذاؤں کے کھانے کی سند ملتی ہے نہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ

عنہم سے اُن کھانوں کا کھانا ثابت ہے۔ انہیں کی دلیل اُن کھانوں کو حرام کر رہی ہے۔ کیسی کو باطنی ہے کہ اپنے پیٹ بھرنے کیلئے قرآن وحدیث وغیرہ کچھ یاد نہیں آتے۔ مگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جلالیت دیکھ کر اپنی بوٹیاں چباتے اور غیظ و غضب کی آگ میں بھجن جاتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ (سورہ ہود علیہ الصّٰلٰۃ و السّٰلَام ۱۸)

قال الراوندی: بخ خدا کے نہیں جائز ہے کسی کی بھی نیاز۔

اقول: مگر دیوبندی دھرم میں کسی نبی یا ولی کی نذر و نیاز کرنے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ (دیکھو دیوبندیوں کے گرو گھنٹال اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ پریس) اسی وہابی دھرم میں بزرگان دین کا عرس کرنے والا کافر و مشرک ہے (دیکھو دیوبندیوں کے امام مافرجام اسماعیل دہلوی کی تذکیر الانخوان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ پریس صفحہ ۸۶ سے ۸۸ تک) اور گمنگو ہی و نالو توئی تھا نوئی کے پیر اور انبیٹھی راندیری کے دادا پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے ملفوظات شائع امدادیہ مصدقہ اشرف علی تھا نوئی مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے۔

جب ثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شریعت بنانے کا دیا۔ اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولینا روم کی نیاز بھی کی جائیگی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ شریعت بنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے معنی ہیں۔ ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے واسطے نہیں۔ بلکہ ناجائز شرک ہے۔ اور دوسرے۔ خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یا ناجائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان میں عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف۔ اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کہ کوئی آتا ہے تو لوگ اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سرداران عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے اہم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (الی قولہ) جب منکر نیک قبر میں آتے ہیں مقبولان الہی سے کہتے ہیں نحر کمنومۃ العروس عرس کر رائج ہے اسی سے مانوڑ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا۔

اس عبارت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی نیاز جائز ہے۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں۔ شیرینی اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے، میلاد شریف جائز ہے۔ بلوقت ذکر ولادت قیام تعطیلی کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ نیاز اولیاء اور میلاد شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عرس دن مقرر کر کے کرنا جائز ہے، اس میں کوئی گناہ بھی لازم نہیں آتا۔ عرس کی اصل حدیث شریف سے ماخوذ ہے عرس یا میلاد شریف یا نیاز اولیاء میں اگر جاہل لوگ خلاف شریعت باتیں شامل کر دیں تو بھی عرس و میلاد شریف اور نیاز اولیاء کو روکنا جائز نہیں۔ بلکہ ان نا جائز باتوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

اب حاجی صاحب نیاز اولیاء و عرس بزرگان دین کو جائز کہلر اسمعیل دہلوی کے فتوے سے ڈبل کافر و مشرک ہوئے۔ اور سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ دھرم کے لئے قرآن تقویت الایمان پر سرمنڈا کر حاجی صاحب اور گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و تھانوی کے کافر و مشرک جنہی ہونے پر ایمان لاتے ہو یا ان پانچوں کو مسلمان کہہ کر اپنے گرو گھنٹال اسمعیل دہلوی کو کافر مرتد و زخمی بتاتے ہو۔ الحمد للہ دیوبندیت ملعونہ کا اگلا راستہ شاتمہ اندامیہ نے بند کر دیا۔ اور پچھلا راستہ اسمعیل دہلوی بن کر چکا۔ اب نہیں معلوم راندریری جی کس طرح اپنی مشکل کشائی کرائیں گے۔ کَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَٰعَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ القلم ۳۳)

قال الراندریری: ”جیز جو قبر پر چڑھتی ہے وہ ہوتی ہے حرام“

اقول: اولادیلو کے بندے جو مزارات اولیاء کو معاذ اللہ بت جانتے ہیں وہ آپ ہی تبرک مزارات بزرگان کو بت کے چڑھاوے کی طرح حرام جانیں گے مگر وہ ملعون ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جلتے ہیں محبوبان الہی کی طرف جو چیز منسوب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور متبرک ہے۔ امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ هَٰذَا الْقَبِيلِ زِيَارَةُ الْقُبُورِ وَالتَّبَرُّكُ بِصَرَاحٍ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعَلُّقِ ذَٰلِكَ عَلَى حُصُولِ شِفَاءٍ أَوْ قُدُومِ غَائِبٍ فَإِنَّهُ مُجَازٌ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْحَادِثِينَ لِقَبُولِهِمْ كَمَا قَالَ الْفَقَهُاءُ فِي مَنْ دَفَعَ الزَّكَاةَ لِفَقِيرٍ سَأَلَهَا

یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور اولیاء و صلحا کے مزارات سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء کرام کیلئے منت ماننا کہ مقصود محض انکے مزارات کے خادموں پر تصدیق ہے جیسے فقہانے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکاة دے اور قرض کا نام لے زکاة ادا ہو

قَرْضًا صَحَّ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعْنَى لَا بِاللُّفْظِ۔ ہو گئی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا۔

کیوں رائدیری جی! اب سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ حقیقتاً متوسلین اولیاء پر تصدق ہے۔
واقول ثانیاً: رائدیری جی! کچھ گھر کے اندر کی بھی خبر ہے، تمہارے گرو گھنٹال رشید احمد گنگوہی
نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند کے صفحہ ۱۱۹ پر لکھا۔

”مسئلہ: ہندو کے تیوہار ہولی یا دیوالی میں استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلے یا پوری یا اور کچھ کھانا
بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد یا حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟
الجواب: درست ہے۔“

کیوں رائدیری جی! جب تمہارے ناپاک دھرم میں ان پوریوں کچوریوں کا کھانا جائز ہے جو ہولی دیوالی
کی پوجا میں چڑھائی جاتی ہیں تو تبرک مزارات اولیاء کو کس منہ سے حرام کرتے ہو۔ مگر ہاں تم کو صرف مجو بان خدا
سے عداوت ہے۔ شیطانوں اور مشرکین کے دیوتاؤں سے تو تمہیں گہری نفرت ہے۔ اسی لئے تمہارے دھرم گرو
رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۵ پر لکھا۔

”محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شریعت پلانا
یا چندہ سبیل اور شہادت میں دنیا و دھ پلانا سب نادرست اور تشبہ و انقض کی وجہ سے حرام ہیں۔“

سنی مسلمان بھائیوں! گنگوہی خانگی شریعت تو دیکھو۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ذکر شہادت بروایت صحیحہ اور حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کے شہادت کے حرام
کرانے کو رافضیوں کے ساتھ ”تشبہ“ سوچا مگر ہولی دیوالی کی پوریوں کچوریوں سے اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے
کے وقت ہندوؤں کے ساتھ تشبہ دکھائی نہ دیا۔ کیا دیوبندی دھرم میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ حرام اور
ہندوؤں کے ساتھ تشبہ حلال ہے؟ حالانکہ حضور شہید کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شہادت بروایت صحیحہ
بیان کرنا یا حضور کی نیاز دلا نا ہرگز روافض کے ساتھ خاص نہیں۔ عائہ اہلسنت میں یہ امور بلا تکبر رائج ہیں۔
ناہل سنت ان باتوں میں روافض ملاعنہ کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔ مگر ہولی دیوالی کی کھیلیں پوریاں تو
یقیناً ہندوؤں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ مگر ہے یہ کہ دیوبند کے ہندو کو مہادیوب کے ہندوؤں کی طرف داری اور ان کے
دیوتاؤں کی حمایت اور اہل اللہ کی عداوت و مخالفت لازم ہے۔ خذلہم اللہ تعالیٰ

قال الراشدیری: جو شخص صندل کو جائز ماننا ہو وہ مرد میڈاں ہو کر آئے اور قرآن و حدیث و صحابہ و

ائمہ کے قول سے ثابت کر دکھائے۔

اقول: ارے بے دینو! صندل کے جواز اور عدم جواز پر بحث کرنے کے لئے اس قدر ہمت کیے ہو اور اپنے کفر و ارتداد پر مناظرہ کے نام ہی سے اپنے گھروں میں دیکھتے ہو۔ تم نے خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا کہا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے سے انکار کیا۔ حضور مالک دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو اپنے پیر ابلیس ملعون سے کم بتایا، اپنے بزرگ ابلیس ملعون کو خدا کا شریک ٹھہرایا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی بجائے پانچوں جانوروں چار پائیوں کے علم کے مثل گایا۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے ہندو سندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و کن و کوکن بلوچستان و کاٹھیاواڑ و گجرات کے دو سو اڑسٹھ علمائے اہلسنت مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے تم پر اور جو تمہارے ان کفریات پر مطلع ہو کر تمہارے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھیں ان سب پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ دیکھو تمام الحرمین شریف و الصوام الہندیہ۔

دلو کے بندو، عقیدوں کے گندو، ابلیسی چھندو! صندل یا گاگریا چادر یا عرس کو تمہیں حرام کرانے کا کیا حق ہے۔ پہلے اپنے کفریات سے توبہ کر کے مسلمان تو بنو۔ مسلمان کے سایہ میں تو آؤ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دو دو۔ اپنے اور اپنے بڑوں کے اوپر سے کفر و ارتداد کے پہاڑ تو ہٹاؤ۔ اپنے ناپاک چہروں کو دیوبندیت و ہابیت کے کالے ٹیکے تو مٹاؤ۔ اس کے بعد جس مسئلے پر تمہاری خواہش ہوگی شیعوں کا ایک ایک بچہ بھونہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری دہن دوزی و سرکوبی کیلئے آمادہ و تیار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الْمَالِکِ الْمُخْتَارِ الْمَطْلَعِ عَلٰی الْغُیُوبِ وَالْاَسْرَارِ وَالِہِ وَصَحْبِہِ الْاَخِیَارِ وَابْنِہِ الْغَوِثِ الْاَعْظَمِ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہِ الْاَظْہَارِ وَعَلَیْنَآ وَعَلٰی سَائِرِ اُمَّتِہِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ۔ اَمِیْن۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُہُ اَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُہُ وَصَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم۔

قَالَ بِفِہِہِ وَامْرَبْرِ قُہِہِ وَصَحْحَہٗ بِقَلْبِہِ، کُلُّ مَنْ کَلَبَ الْجَنَّةَ النَّبِیَّۃَ عَبْدُہٗ مِنْ عِبَادِ الْحَضَرَةِ الْقَادِرِیَةِ اَحَدِ الْفُقَرَاءِ الْاَسْتَانَةِ الرِّضَوِیَةِ الْفَقِیْرِ الْاَوْفَیْحِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمَدْعُوِّ بِحَشَمَتِ عَلٰی خَانَ الْقَادِرِیِ الرِّضَوِیِ الْاَلْکُنُوِّیِّ غَفَرَلْہُ وَلَا بُوْیَہُ وَاَخُوْیَہُ وَاهْلِہُ رَبُّہُ الْمَوْلٰی الْقَوِیُّ بِحَرَمَةِ النَّبِیِّ الْوَلِیِّ عَلٰی جَدِّہِ وَعَلِیْہِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جَمَالَ الْإِيمَانُ وَالْإِيقَانُ بِتَقْدِيرِ مَحْبُوبِ الرَّحْمَنِ

۶۹ ————— ۱۳

استفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین آئندہ صفحات کے سوالات کے جوابات کے متعلق۔ فتویٰ مشرح و بدیل اور وارض ہو نا ضروری ہے۔ بنیوا تو جروا۔
المرقوم مورخہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ۔ المستفتی محمد عبد القہر قادری رضوی ساکن موضع پیر اشرف ڈاکخانہ سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ۔

جواب پتہ مندرجہ بالا پر آنا۔ رجسٹری کیلئے ٹکٹ ہمراہ استفتار روانہ خدمت میں۔
سوال — کتاب تقویۃ الایمان میں یہ عبارت کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا ہو وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے، لکھی ہے۔ آپ اس عبارت کو کیا سمجھتے ہیں۔ حق یا ناحق؟ اصل کتاب پیش فرمائیے!
سوال — جس عبارت مذکورہ بالا کے متعلق سوال ہے، یہ عبارت کیسی ہے اور ایسا کہنے والا اور عقیدہ رکھنے والا کیا ہے؟

علماء جواب — چونکہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیہ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتوا ذلّة اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے لہذا اگر کسی نے یہ عبارت قرآن کریم کی تابعداری کر کے لکھی ہے تو ایسا لکھنے والا کافر نہیں کہا جاسکتا۔ چونکہ اُس نے قرآن کریم کی تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا۔ اس لئے اس شخص کے حق میں فیصلہ کفر کا مائد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۱ سوال — جو آیہ کریمہ آپ نے لکھی ہے اس کا ترجمہ بھی تحریر کیجئے۔

۱۲ جواب — تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی درانِ حالیکہ تم ذلیل تھے۔

۱۳ سوال — اس آیہ کریمہ کا ترجمہ صرف ذلیل لکھا گیا ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں "چار سے ذلیل" کا

لفظ موجود ہے، یہ لفظ قرآن پاک کی تابعداری میں لکھنا ہوا یا مخالفت میں۔

۱۴ جواب — چونکہ میں اس کا جواب لکھ چکا کہ تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو لہذا غور کر لیجئے۔

۱۵ سوال — قرآن پاک کی تابعداری میں "چار سے ذلیل" لکھنا کیسے مناسب ہو سکتا ہے جبکہ قرآن

کریم نے "چار سے ذلیل" فرمایا ہی نہیں۔

۱۶ جواب — چونکہ ذلیل ہونا ثابت ہے۔ سوال چار سے ذلیل کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں

تو کیا آپ ہر شے کو بالتشریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۷ سوال — جب لفظ "ذلیل" صاف ہے بلا کم و بیش اور مفسر بھی ہے۔ پھر "چار سے ذلیل"

کا لفظ بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہوا یا نہیں۔

۱۸ جواب — شاید آپ عربیت سے بالکل ناواقف ہیں انتہا ذلت کے معنی پر غور فرمائیے

اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ خدا کے نزدیک اب کوئی درجہ مقرر نہیں۔ جس قدر بھی اپنے کو ذلیل

سمجھا جاوے۔ چونکہ مخلوقات میں جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک تعالیٰ نے اُسے عزت دیا

اس لئے اس معنی میں چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا ساری مخلوقات کا اس حیثیت سے عین عبادت ہے۔ ہاں اگر اس

معنی سے کہ جیسا چار ذلیل ہے اور مالک عزت نہیں کرتا ہے تو البتہ ایسا سمجھنا جائز نہیں۔

۱۹ سوال — ساری مخلوقات میں شیطان لعین وقارون و ہامان و ابوجہل بھی ہیں۔ ان خُتبائے ملائعین

سے بھی اپنے کو ذلیل سمجھنا کیا ہے۔ آیا یہ بھی عین عبادت ہے۔

۲۰ جواب — بحیثیت نفس ملعونہ یعنی نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۱ سوال — نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔

۲۲ جواب — کیا نفس بد اچھا ہے۔ سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے

نفس کی خواہشات کی بُرائی سارے قرآن میں بھری پڑی ہے۔ پڑھئے سورہ بقرہ۔

۲۳ سوال — قرآن پاک کا حوالہ آپ نے دیا ہے لہذا قرآن پاک سے ثابت کیجئے کہ ساری مخلوقات

سے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ حتیٰ کہ شیطان لعین وقارون و ہامان وغیرہ سے بھی۔

۲۴ جواب — یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم

اے ایمان والو! اپنے نفسِ خبیث سے خبردار ہو جاؤ۔ اگر تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے تو تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ معلوم ہوا کہ شیطان لعین سے زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفس بد ہے۔ غور کیجئے۔

سوال — انبیائے کرام کے نفس کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفسِ پاک کو۔

جواب — سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اور دعا پڑھی اللہم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک ارحم منی انت انت الغفور الرحیم۔ معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفسِ خبیث سے ہوشیار رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ البتہ نبی علیہ السلام معصوم و بے گناہ ہیں اس لئے آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتی۔ مگر نبی علیہ السلام اپنے تقویٰ و طہارت و برتری کی وجہ سے اپنے نفسِ خبیث کو خبیث سمجھتے تھے۔ شق صدر ہوا اور آپ کا سینہ چاک ہوا۔ اور آپ کو بے گناہ بنایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے لہذا اس معنی کو یعنی بحیثیتِ نفسِ آمارہ ضرور آپ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے کو ذلیل سمجھتے تھے۔ چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات لم یزل ولا ینزل ہے اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محدود ہے۔ لہذا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ سے کم ہیں۔ البتہ ساری مخلوق سے بڑھ کر ہیں۔ خدا کے بعد آپ کا درجہ ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

سوال — جو عبارت آپ عربی میں لکھا کریں اس کا ترجمہ بھی تحریر کیا کیجئے۔ لہذا جو دعا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عربی عبارت ہے۔ اس کا بھی ترجمہ لکھئے۔

جواب — کیا آپ عربی جانتے ہیں کہ نہیں۔

مندرجہ بالا ہر سوالات کا سائل محمد حیات علی صدیقی قادری رضوی بھاؤ پوری غفرلہ ربہ، ضلع بستی پوسٹ الٹا بقلم خود

مجیب مولوی محمد وکیل دیوبندی مقام ملہی پور ڈاکخانہ ہتھیا لٹھ، ضلع گونڈہ۔

الحبوبات

اللهم هداية الحق والصواب، الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على حبيبہ سيد العالمين وعلى آله واصحابه واهله الغوث الاعظم وحزبه اجمعين۔ رب انی اعوذ بک من همزات الشیطن واعوذ بک رب ان یحضر و ن۔ سائل سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کے

لاجواب سوالات اور مجیب دیوبندی خاندانہ اللہ تعالیٰ کے نجس جوابات ملاحظہ میں آئے۔ مجیب دیوبندی نے ہر سوال کا جواب صاف دینے سے اپنے پہلو کو بچایا۔ بہت ہی کوشش بلیغ کے ساتھ اڑان گھائیوں کے حجاب میں اداوائے عربی دانی کے نقاب میں دیوبندی مولویوں کے نجس و ناپاک عقائد کفریہ ملعونہ کو چھپایا۔ مگر پھر بھی وہ کفریات ملعونہ چھپ نہ سکے، منظر عام پر آ ہی گئے۔ اُسے کشف حجاب اور اظہار حق و صواب کیلئے حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف نورانیہ و برکات روحانیہ سے استعانت کرتے ہوئے چند مختصر کلمات لکھنے مناسب۔ وما العون الا من ربنا الملك الوهاب فاقول وبالله سبحانه وتعالى احوّل وعلى حبيبه النبی الرسول عليه وعلى اله وصحبه وابنه الغوث الاعظم وحزبه الصلاة والسلام احوّل وفي ميدان الجواب احوّل وعلى الشاتمين السابین المخذولين اصول واضع فيهم بعونه تعالى وبعون حبيبه صلى الله تعالى عليه وعلى اله وسلم الحسام المسلول۔

۱۔ امام الوہابیدہ اسمعیل دہلوی اپنی تقوالایمان مطبوعہ مرکضائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۱۶ پر لکھتا ہے ”جس نے اللہ کا حق اسکی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تلج ایک چار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“

پھر صفحہ ۲۱ پر لکھتا ہے۔ ”ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چار کا تو کیا ذکر ہے۔“

پھر صفحہ ۳۲ پر لکھتا ہے۔ ”اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔“

پھر صفحہ ۶۳ پر لکھتا ہے۔ ”اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرہ ناچنے سے بھی کمتر ہیں۔“

اولاً۔ عبارت صفحہ ۱۲ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو بڑے سے بڑا کہا اور تمام مخلوقات کو ذلیل سے ذلیل

تو کم سے کم بیچ میں ایک اور چاہیے جو اللہ سے چھوٹا اور مخلوقات سے بڑا ہو۔ اللہ سے ذلیل اور مخلوقات سے معزز ہو۔ یہ کفر ہے۔ یعنی بابا النجریہ نے اللہ عزوجل کو بڑے سے بڑا اور تمام مخلوقات کو ذلیل بتایا۔ تو یہاں حیار ہوئے۔ ایک اللہ کہ بڑے سے بڑا ہے۔ دوسرا وہ بڑا جو ذلیل نہیں اور اللہ سے چھوٹا ہے۔ تیسرا ایک ذلیل جو تھا مخلوقات کہ اس ذلیل سے ذلیل ہے۔ تو اللہ اور مخلوق کے درمیان دو اور ہوئے۔ ایک بڑا جو خدا سے بڑائی میں کم ہے۔ دوسرا ذلیل جو مخلوق میں ذلت سے کم ہے۔ اور اگر معلم الطائفة الوہابیہ کی طرف سے کوئی دیوبندی یوں تاویل کرے کہ وہ ایک ہی ہے، جو خدا سے بڑائی میں کم ہے اور مخلوق سے ذلت میں کم ہے، جب بھی بیچ میں تیسرا ماننے سے چارہ نہیں۔ پھر اگر صفات الہیہ کو درمیان کا یہ تیسرا بتایا جو نہ خالق ہیں نہ مخلوق تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کریمہ کو معاذ اللہ ذلیل ٹھہرایا اور یہ کفر ہے۔ اور صفات خداوندی کے سوا کسی اور چیز کو بیچ کا تیسرا بتایا تو ذات باری تبارک و تعالیٰ و صفات خالق عزوجل کے سوا ایک اور کو مانا، جو اللہ کا مخلوق نہیں، یہ بھی کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

ثانیاً۔۔۔ بحکم شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام والتمیۃ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ ذلیل کفار و مشرکین ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین بے شک جنہے کافر کتابی اور مشرک ہیں سب جہنم کی آگ میں فی نار جہنم خلدین فیہا اولئک ہم شر البریۃ۔ ہیں ہمیشہ اُسیں رہیں وہی تمام مخلوق میں بدترین۔

نیز بحکم شریعت مقدسہ احمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام والتمیۃ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ معزز اہل ایمان و عمل صالح ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین امنوا و عملوا الصلحت اولئک ہم خیر البریۃ۔ یعنی جو بے شک ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوقات میں بہترین۔

اور کفار و مشرکین میں نصاریٰ سے نیچے یہود ہیں۔ یہود سے نیچے صابئین۔ صابئین سے نیچے مجوس ہیں، مجوس سے نیچے مشرکین عبدة الاصنام ہیں۔ پھر بت پرستوں مشرکوں میں برہمن سے نیچے چھتری ہیں، چھتری سے نیچے بنیئے ہیں، بنیوں سے نیچے شودر ہیں، شودروں میں بھی سب سے نیچے چوڑھے اور چار مانے جاتے ہیں۔

اُدھر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایماندار نیکو کار بندوں میں صالحین سے اونچے شہداء ہیں، شہیدوں سے اونچے صدیقین ہیں، صدیقوں سے اونچے انبیاء ہیں، پھر نبیوں میں سب سے اونچے مُرسِلین ہیں۔ علی سید ہم و علی جمیعہم و علی آلہ و صحبہ الصلاۃ والسلام۔

پھر رسولوں میں بھی زیادہ اونچے صاحب شریعت رسول ہیں۔ پھر وہ مُرسِلین جو اپنی اپنی شریعت لے لے

تبارک و تعالیٰ کے حضور سے الگ الگ لیکر آئے۔ اُن میں سب سے زیادہ اونچے مرسلین اولوالعزم ہیں پھر اولوالعزم رسولوں میں بھی سب کے درجے یکساں نہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل حضرت سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اُن سے اکرم سیدنا نوح بنحی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اُن سے اعلیٰ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اُن میں سب سے اعلیٰ واولیٰ سب سے اعظم و اعلم سب سے والا و بالا سب سے بہتر و برتر حضور اقدس سید العالمین مالک کونین شہنشاہ دارین سیدنا و مالکنا و ملکنا و ملیکنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم و حزبہ الجمعین و بارک و سلم و کرم۔

اسی مضمون کو حضور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں فرماتے ہیں۔

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھے جسے ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں میں اونچا سمجھے جسے ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
خلق سے اولیا را اولیا سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ و صحبہ الجمعین و بارک و سلم

آہ! آہ! آہ! اس بالوالہابیہ علیہما ینستحقّہ کا کیسا ظلم شدید، کتنا حیف بعید ہے کہ حضور اقدس سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ٹھہرا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یعنی اس ذاتِ اوجہ و اشرف و اعز و اعظم کو جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسکی ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ عزّت و عظمت اور رفعت و جلالت والی ہے۔ ایسی قوم سے بھی زیادہ ذلیل ٹھہرا دیا۔ جو اللہ عزّوجلّ کی جملہ کائنات میں سب سے زیادہ دُناؤت و خست و حقارت و ذلت والی ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

تالفاً — رشید الوہابیہ مرشد الدیوبندیہ جناب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول مطبوعہ جدید برقی پریس بازار بلی ماران دہلی کے صفحہ ۱۶ پر تقویۃ الایمان کی اسی چار سے زیادہ والی عبارت کی تاویل یوں کرتے ہیں۔

”اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اسکی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اُس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کہہاں لوٹا مٹی کا بناوے اگرچہ خوبصورت پسندیدہ ہو، اسکو احتیاط

سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے۔ اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کم ہار سے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالیٰ کی ذات پاک جو خالق محض قدرت سے ہے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی مخلوق کا ہو سکتا ہے۔ چار کو شہنشاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہ نہ خالق و رازق چار کا ہے تو چار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجہ سے ہے بھی۔ مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ مثل اُن کے نہ ہو نہ ہوگا۔ مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں۔ تو یہ سب حق ہے۔ مگر کج فہم اپنی کج فہمی سے اعتراض بیہودہ کر کے شان حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور اُس کا نام حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ۔

قرآن عظیم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعریف و تعظیم سے رب العزّة جل جلالہ کی حمد کرتا ہے۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله
هو الذي بعث في الامم رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين
واخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم
ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم
ابھی نہیں آئے ہیں اور اللہ ہی عزت و حکمت والا ہے۔ اس رسول کی غلامی یعنی اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً
سبحن الذي اسرى عبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذي بركنا حوله
یعنی بڑی برکت والا ہے وہ جس نے قرآن اتارا اپنے بندے پر کہ وہ سارے جہان کو ڈرسانے والے ہوں۔
یعنی پاکی ہے اُسے جو رات میں لے گیا اپنے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حرمت والی مسجد سے مسجد اقصیٰ تک

لنریہ من ایتنا انه هو السميع البصير ○ جس کے گرد ہم نے برکت رکھی کہ انھیں اپنی نشانی دکھائیں
بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی سنتے دیکھتے ہیں کہ انکا سامنا دیکھنا کسی کو نہ ملا۔
مسلمانان اہل سنت اس طریقہ محمد الہی کو دیکھیں۔ جو ان کے رب جل جلالہ کا ہے کہ وہ قرآن حکیم میں
جا بجا اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا سے اپنی حمد فرماتا ہے اور اس بابا النجدیہ
کی ناپاک روش دیکھیں۔

”ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“ ص ۱۷ ذلیل سے
ذلیل جیسے چسار“ ایضاً ”پھر کسی چوہے چار کا تو کیا ذکر ہے۔“ ص ۲۹ ”سب بندے بڑے اور
چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار“ ص ۲۹ ”سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر
ہیں اور نادان“ ص ۳۳ ”ناکارے لوگ“ ص ۴۲ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“
ص ۶۳ ”اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں“
ص ۷۵ ”فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب دمیوں
کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو
یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیے۔“
ص ۷۷ ”جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں کیونکہ
بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔“ ص ۷۸ ”انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا
بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہوتے ہیں۔
سو لوگوں کو سکھاتے ہیں۔“ ص ۷۹ ”کسی بزرگ کی تعریف میں میں زبان سنبھال کر بولوں اور جو بشر
کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔“

تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی ناپاک دریدہ دہانیوں، اسمعیل دہلوی کی ایسی نجس بدزبانیوں کی حمایت
میں گنگوہی جی اپنے فتاویٰ گنگوہیہ مکتوب حصہ اول کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔ ”اس عبارت سے مراد
حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے۔“ یعنی اس کی بے نہایت بڑائی کا بیان کرنا خود
اُسے نہ آیا کہ قرآن کریم میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں سے اپنی عظمت
ظاہر فرمائی۔ بلکہ گنگوہی جی کے نزدیک اُسکی بے نہایت بڑائی یوں ظاہر ہوگی کہ اُسکے محبوبوں کی بے
نہایت بڑائی کرو، ذرہ ناچیز سے کمتر کہو، بھنگی چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہو۔ وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون ○

رابعاً — گنگوہی جی نے تقویۃ الایمان کے اس گندے گھونے کفری گھاؤ میں تاویل کی بتی رکھوانے کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کبھار کے ساتھ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو مٹی کے لوٹے کے ساتھ تشبیہ دی۔ مگر کال تو اس سے بھی نہ کٹا۔ کبھار کو بے بلاشبہ اپنے بنائے ہوئے سب برتنوں کو توڑ پھوڑ ڈالنے کا اختیار ضرور ہے لیکن اس اختیار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اسکی بنائی ہوئی اچھی چیزیں اس کے روبرو اسکی بنائی ہوئی بُری چیزوں بھی بدتر ہو جائیں۔ ایک کبھار سنی مسلمان دیندار نمازی پرہیزگار ہے۔ اس نے اپنے لئے اپنے یہاں آئینوالے مہانوں کے لئے مٹی کو گوندھ کر اس سے استنجے کے ڈھیلے بھی بناتے ہیں۔ اور اُسی نے اپنے اور اپنے مہانوں کے وضو کیلئے مٹی کے لوٹے، کھانے پینے پکانے کیلئے برتن بھی بنائے ہیں۔ پھر کیا ایسا کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ کبھار کا بنایا ہوا مٹی کا ہر ایک برتن اس کے وضو کا ہو یا اس کے کھانے یا پینے پکانے کا، وہ کبھار کی شان کے آگے اس کے استنجے کے ڈھیلے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ ہر ادنیٰ اعتقل والا جانتا ہے کہ ایسا کہنے والا خود اس کبھار کو بے نقط سنار بنا رہا ہے کہ اس کے پکانے کھانے پینے کے برتنوں، اس کے وضو کے لوٹوں کو اس کے استنجا کے ڈھیلوں سے بھی بدتر بنا رہا ہے۔ حالانکہ وہ برتن لوٹے ڈھیلے سب اسی کبھار کے بنائے ہوئے ہیں۔

بے شک بلاشبہ قطعاً یقیناً ساری مخلوقات، جملہ کائنات کا خالق و مالک صرف وہی ایک کیلا نر الا اللہ واحد احد صمد ہے جل جلالہ بے شک بلاشبہ اُسے قطعاً یقیناً ہر ایک اپنی چھوٹی بڑی رذیل شریف حقیر و رفیع ذلیل و عزیز مخلوق کو مارنے اور جلانے فنا کرنے، باقی رکھنے، اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا پورا کامل اختیار ہے۔ لیکن اس سے معاذ اللہ یہ کیوں کر جائز ہو گا کہ اس کی عزیز ترین مخلوق کو اسکی شان کے آگے اسکی ذلیل ترین مخلوق سے بھی زیادہ ذلیل بنا دیا جائے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے محبوبوں کو اسکی شان کے آگے اس کے دشمنوں سے بھی زیادہ ذلیل کہنا یقیناً خود اللہ عز و جل کی توہین و تنقیص کرنا ہے و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خامساً — آگے چل کر گنگوہی جی تقویۃ الایمان کی اس گندی گھونے کفری عبارت کا یہ مطلب گڑھ کر بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کی مسلمانیت کو اپنے حلقہ تبلیغ و ترویج میں بھانسا چاہتے ہیں کہ چار کو جتنی مناسبت و مشابہت و مساوات شہنشاہ دنیا کے ساتھ حاصل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ اتنی مناسبت و مشابہت و مساوات بھی حاصل نہیں۔ لیکن ہر منصف ذی عقل دیکھ رہا ہے کہ ”تقویۃ الایمان“ کی اس عبارت کفریہ کو گنگوہی جی کے اس گڑھے ہوئے مطلب سے کسی طرح کا ہرگز کچھ تعلق نہیں۔ عبارت

کیلئے یہ کفری تقریر گڑھی ہے۔ تو ضرور اس عبارتِ خبیثہ میں ”ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا“ اس لفظ سے یقیناً انبیار اور اولیاء ہی مراد ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس عبارتِ بئیسہ میں ”ہر“ کا لفظ کل افرادی کا ترجمہ ہے جو ہر فرد پر حکم ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ”دیوبند کے مدرسے کا ہر ایک مدرس بڑا ہو یا چھوٹا وہ کافر مرتد بے دین دیوبند کا بندہ ہے“ تو ایسا کہنے والے نے کیا مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حسین احمد نانڈوی کو بھی کافر مرتد بے دین دیوبند کا بندہ نہیں کہہ دیا۔ اگر وہ کہے کہ میں نے حسین احمد نانڈوی کا نام تو ہرگز نہیں لیا ہے۔ میں نے تو مدرسہ دیوبند کے ہر ایک بڑے چھوٹے مدرس کو کافر بے دین دیوبند کہا ہے تو کیا حسین احمد نانڈوی اُس کا یہ عذر قبول کر لیں گے۔

تیسرے یہ کہ گنگوہی جی سے سوال صرف اس قدر ہوا تھا۔

”سوال۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ میں ہے (یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمہ نے کیا مراد لیا ہے“

اسی سوال کے جواب میں گنگوہی جی فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

”فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ کوئی مثل اُن کے نہ ہو نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے مقابلے میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے۔“

دیکھئے گنگوہی جی صاف لفظوں میں کھلے طور پر قبول رہے ہیں کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت و برتری والے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ لیکن پھر بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہنا معاذ اللہ گنگوہی دھرم میں حق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو گنگوہی جی کے اس اقرار سے بھی صاف طور پر روشن ہو گیا کہ اس عبارتِ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶ میں امام الوہاب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہا۔ اور گنگوہی جی نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ میں اپنے امام کی اسی گندی اور کھنونی گالی کو حق بتا دیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

چوتھے یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً قطعاً اللہ تبارک تعالیٰ کے مخلوق ہیں

جو شخص حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عز و جل کا مخلوق نہ مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد بدین ہے۔ اور حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تبارک تعالیٰ کے مخلوق ہیں تو قطعاً یقیناً اللہ عز و جل کی جملہ مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع مخلوقات خداوندی میں سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ بھی قطعاً یقیناً کافر مرتد بے دین ہے۔ اور مخلوقات الہیہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چھوٹے مخلوق قطعاً یقیناً دوسرے حضرات انبیاء و مرسلین و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصفیاء و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ تو اس عبارت بمیسہ کا صاف صریح مطلب بے پھیر بھار، بے گنجائش انکار یہی اور صرف یہی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں اور دوسرے انبیاء و ملائکہ اصفیاء و اولیاء جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ چار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور کسی نبی و رسول و فرستہ و ولی کی اللہ کی شان کے آگے اتنی عزت و وقعت بھی نہیں جتنی اللہ کی شان کے آگے ایک چار کی وقعت و عزت ہے۔

الْعظْمَةُ لِلَّهِ

کفار و مرتدین اپنے کفر و ارتداد کی بنا پر حضور اقدس سید المومنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین و تنقیص کرتے ہیں اور اس کا نام حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا دھرتے ہیں۔ لہذا لعنة الله على الظالمين۔

پانچویں بات یہ ہے کہ عبارت صفحہ ۶۳ میں تو وہ صاف طور پر کھل کھیلایا ہے۔ نام لے لے کر کہتا ہے۔ ”سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں“۔ اب تو کھلے طور پر ثابت ہو گیا کہ وہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو کھلم کھلا ناکارے لوگ، چار سے بھی زیادہ ذلیل، چوہڑے چار، ذلیل سے ذلیل بتا رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سابعاً۔۔۔ امام الوہابیہ کے اس قول خبیث اور گنگوہی جی کی اس تاویل بلیس سے سیکھ کر اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو گنگوہی جی کتنے سے بھی زیادہ بدتر اور ناتواں تو جی گدھے سے بھی زیادہ بدتر اور انتہائی جی و تھاؤی جی سوئرسے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اور مطلب یہ بتائے کہ ”گتے کو دھوبی سے، گدھے کو مکھار سے، سوئرسے کو پاسی سے مخلوق ہونے میں مساوات ہے۔ دھوبی گتے کا، مکھار گدھے کا، پاسی سوئرسے کا نہ تو خالق ہے نہ رازق ہے۔ تو گتے کو دھوبی سے، گدھے کو مکھار سے، پاسی

کو سوسے بعض وجوہ کی بنا پر مساوات ہے بھی مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و تھانوی صاحبان کو بلکہ کسی محض لوق کو ہرگز نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ گنگوہی، نانوتوی و انبیٹھی، تھانوی صاحبان اگرچہ مولوی کہلاتے ہیں مگر حق تعالیٰ کے مقابلے میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں، تو ان چاروں مولویان دیوبندیہ کو خدا کے روبرو کتنے، اگھے، سوسے بھی زیادہ ذلیل کہنا سب حق ہے۔

تو دیوبندی و بابی مولویوں کے نزدیک ایسا کہنا ان چاروں پیشوایان اُمت دیوبندیہ کی توہین ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہی عبارت ان چاروں صاحبوں کیلئے لکھ کر کم از کم ضلع بستی و ضلع گونڈہ ہی کے سارے کے سارے ملائیان و بابیہ و دیوبندیہ کے دستخطوں کے ساتھ چھپو کر شائع کرائیں۔ اور ہزار پانسو نسخے علماء اہلسنت کے حضور بھی بھجوائیں تاکہ وہ اپنے سنی بھائیوں کو دکھائیں اور ان کی تسکین فرمائیں کہ بھائیو! دیوبندی و بابی مولویوں کو کچھ خاص تمہارے مالک مولیٰ وارث و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی کے ساتھ عداوت نہیں بلکہ اُن کی بولی ہی ایسی ہے، وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ اور اگر ایسا کہنے میں اُن چاروں ملائیان دیوبندیہ کی توہین ہوگی تو سنی مسلمانو! اللہ انصاف! اب تم خود ہی غور و انصاف سے کام لو۔ دیکھو ان دیوبندی و بابیوں سے بڑھ کر اور کون سا کافر مرتد بے دین دیو کا بندہ ہوگا جن کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو گالی دینا حلال و شیر مادر ہے، امامت و پیشوائی کا جوہر ہے۔ لیکن یہی کلمات ان مولویوں کو کہنا زہرِ بلا ہے سے بھی بڑھ کر ہے۔ یعنی ان کے نزدیک اُن کے مولویوں کی ساختہ عزت مصنوعی عظمت معاذ اللہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ اعز خلق اللہ عند اللہ احب خلق اللہ الی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سچی عزت سچی عظمت سے بدرجہا برتر و بہتر ہے۔ والیاذ اللہ تبارک و تعالیٰ۔

ثامناً قرآن پاک میں ہے۔ "اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ آبرو دار (یعنی صاحب جاہ و منزلت) ہوگا دنیا و آخرت میں اور قرب والا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ○ یعنی اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي اِلَّا رَاغِبًا
مِّنَ الْكَافِرِينَ ديارا، اَنْكَ اَنْ تَذَرَهُمْ
يَضْلُوا عِبَادَكَ وَلَا يُلِدُوا اِلَّا فَاكِرًا ○
یعنی اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر
کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ، بیشک
اگر تو انھیں رہنے دے گا تو میرے بندوں کو گمراہ کر دیں

کر دیں گے۔ اور اُن کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر۔
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلما ذهب عن ابراهيم الروح وجاءته
البشرى يجادلنا في قوم لوط ○ ان ابراهيم
لحليم اواه منيب ○ يا ابراهيم اعرض عن
هذا انه قد جاء امر ربك وانهم اتيتهم
عذاب غير مردود ○

یعنی پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی ہم
سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بیشک ابراہیم
تحمل والا۔ بہت آہیں کرنے والا۔ رجوع لانے والا ہے۔
اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ، بے شک تیرے رب کا
حکم آچکا۔ اور بے شک اُن پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا
نہ جائے گا۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولاخرة خير لك من الاولى ○ ولسوف يعطيك
ربك فترضى ○

یعنی اور (اے محبوب) بیشک پچھلی تمہارے پہلی سے بہتر
ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا
کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وبلله العزة ولسوله وللمؤمنين ولكن
المنفقين لا يعلمون ○

یعنی اور عزت تو اللہ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے
ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

يرفع الله الذين امنوا منكم والذين او تو
العلم درجات ○

یعنی اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم
دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي الله
ورسوله واتقوا الله ان الله سميع عليم ○
يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق
صو لنبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم
لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تعلمون ○
ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله

یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور
اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سُنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی
آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور اُن
کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے
کے سامنے چلاتے ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں
اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں

اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة واجر عظيم ○ ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون ○ ولوانهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم ○

رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا ہے۔ اُن کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے بے شک وہ جو تمہیں حجرؤں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کیلئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا ○

یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

انه ليقول رسول كريم ○ ذي قوة عند ذي العرش مكين ○ مطاع ○ ثم امين ○

یعنی بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اُس کا حکم نانا جاتا ہے امانت دار ہے۔

ان آیات مبارکہ نے اور اُن کے مثل اور صدمہ آیات قرآنیہ نے صراحتہً اس عقیدہ دینیہ ضروریہ کو بیان فرمادیا۔ بار بار اعلان فرمادیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اُس کے ایمان والے بندوں کو اُس کے دین کے عاملوں کو عزت و رفعت حاصل ہے۔ بالخصوص اُس کے محبوبان بارگاہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اُسی کی عطا سے اُسکی بارگاہ میں عظمت و جلالت و قربت و منزلت رکھتے ہیں خصوصاً اس کے تمام محبین کے آقا اور اُس کے جملہ محبوبین کے مولیٰ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو تو اُسی کے فضل و کرم سے اُس کی سرکار میں وہ عزت و عظمت حاصل ہے کہ اُن کیلئے ہر پچھلی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ خود اُن کا بے نیاز بے پروا رب کریم جل جلالہ، بکمال کرم اُن کا رضا جو ہے۔ اُن سے آگے بڑھنا حرام، اُن کی آواز پاک سے اپنی آواز بلند کرنا حرام، اُن کے حضور چلا کر بات کہنا حرام، وہ اگر کاشائے نبوت میں جب لوہ فرما ہوں تو حاضر دربار ہونے والے کو یہ بھی حرام کہ حجرات مقدسہ کے باہر سے اُن کو پکارے۔ اُن کو اُن کا نام اقدس لیکر اس طرح پکارنا حرام جیسے آپس میں ایک دوسرے کو اُس کا نام لے کر پکارتا ہے۔

وہ عزت والے رسول ہیں، قوت والے ہیں، عرش عظیم کے مالک جل جلالہ کے حضور عزت والے ہیں

عرشِ اعظم پر بھی اُن کا حکم نافذ ہے۔ وہاں بھی اُن کی حکومت ہے، وہ اللہ تبارک تعالیٰ کے امانت دار ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے علم و فضل کے خزانے انھیں کی امانت میں سپرد فرمائے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انھیں کی رضا کو وادی مقدس طوبیٰ میں طلب فرمانے والے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ رب العزت جل جلالہ کے حضور وجاہت والے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اُن کے ہوا خواہ حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اُس عزیز مقتدر جل جلالہ کے دربار میں وجاہت والے اور اُس کے مقرب ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، انھیں کے نام اقدس کا بھنڈا اپنی کشتی پر بلند فرمانے والے حضرت سیدنا نوح نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قاہر و متکبر جل جلالہ کے حضور اپنی قوم کے کفار کے ہلاک کیلئے اس نازِ محبوبانہ کے ساتھ دُعا عرض کرتے ہیں کہ ”اے میرے رب ان کافروں میں سے کسی کو زمین پر بُت تانہ پھوڑا اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے دوسرے ایماندار بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور جو اولاد تئیں گے وہ بھی بدکار اور بڑی ناشکری جنیں گے۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، انھیں کے دُعا گو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب حضرت سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب آنے کی خبر دی جاتی ہے تو وہ بن ناز و انداز خلیلانہ اسی غنی عن العلمین جل جلالہ سے اُس کام کے بارے میں جھگڑنے لگتے ہیں۔ اُن کا بے پرواہ بے نیاز رب جل جلالہ اپنے پیارے خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مناتا ہے اور فرماتا ہے کہ اُس خیال میں نہ پڑا اے میرے پیارے خلیل اب تو تیرے رب کا حکم آچکا۔ اُن کافروں پر عذاب کا آنا قضائے مہم ہے جو رد نہیں ہو سکتی۔

بہر حال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہنے والا تمام انبیاء و اولیاء کو خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنانے والا جملہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی کالی دے رہا ہے۔ تمام انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی گندی دشنام سُنا رہا، حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھی سخت شدید امانت و توبہ میں کر رہا ہے خود قرآن عظیم کی صدہا آیاتِ مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے۔ حتیٰ کہ خود حضرت رب العزت جل جلالہ کو بھی جھوٹا اور کاذب بتا رہا ہے، مقدس دینِ اسلام کے اعظم ترین و اہم ترین عقیدہ ضروریہ دینیہ و وجاہتِ نبیاء و عظمتِ مرسلین و عزتِ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کھلا ہوا انکار کر رہا ہے۔ پھر ایسے شخص کے کافر، مرتد، بد دین، بندہ دیو، عبد الشیطان، ذریت ابلیس ہونے میں کون سے مسلمان کو شک و شبہ رہ سکتا ہے۔

ناظرین اہلسنت کے قلوب کو جلا دینے کیلئے اور ملاحین دیوبندیت کے دلوں کو جلا دینے کیلئے اتنا اور بھی مساندینا مناسب ہے کہ "بیضاوی" و "ارشاد العقل السلیم" و "رغائب لفرقان" و "مدارک التنزیل" وغیرہ تفسیر میں ہے "الوجاہۃ فی الدنیا النبوة و فی الآخرة الشفاعة" یعنی دنیا میں وجاہت یہ کہ نبی ہیں اور آخرت میں یہ کہ شفاعت فرمائیں گے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مگر امام الوہاب یہ تو ان کو "ناکارے لوگ" "چوہڑے چارے سے بھی زیادہ ذلیل" "ذرۃ ناپیز سے بھی کمتر" کہتا ہے۔ وہ ان کے لئے وجاہت کیونکر مان سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تاسعاً۔۔۔ ایک عبارت میں "چارے سے بھی زیادہ ذلیل" کہا، دوسری عبارت میں "ذرۃ ناپیز سے بھی کمتر" لکھا یعنی چوہڑے چارے سے بھی زیادہ بدتر کہ وہ پھر انسان ہیں۔ اور انسان کو عزت بخشی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ولقد کرہنا بنی آدم" یعنی بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو چوڑھے چارے سے بھی بدتر کہنا کیسی زبردست گالی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عاشراً۔۔۔ امام الوہاب نے اپنی گالی کا پردہ یہ رکھا کہ ہم نے تو اللہ کی شان کے روبرو کہا ہے۔ اس کے رد میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ما قدرنا اللہ حق قدرہ" ظالموں نے اللہ ہی کی شان کی قدر نہ کی۔ اللہ عزوجل ایک قوم کا حال بیان فرماتا ہے۔

یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ ۝ یعنی اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔
فرماتا ہے

اولئک ہم الکفرون حقاً ۝ یعنی یہی حقیقی کافر ہیں۔

اللہ اور اس کے رسولوں میں یہ جدائی ڈالنا ہے کہ ان کی عزت ان کی عظمت اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت سے جدا ہے۔ حاشا للہ! انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان اللہ تبارک تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے۔ دیکھو ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ غیر خدا کیلئے تو اضع حرام ہے (دیکھو ملتقط و در مختار و عالمگیری میں ہے) "التواضع لغير الله حرام" یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے تو اضع حرام ہے (پھر علماء و غیر ہم معظمان دین کے لئے تو اضع کا حکم دیا ہے۔ اگر ان کی عزت اللہ ہی کی عزت نہ ہوتی تو ان کیلئے تو اضع حرام ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ فان العزۃ لله جمیعاً ۝ یعنی ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔ اور فرماتا ہے۔

واللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ○ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں ہی کیلئے ہے۔ اگر اُن کی عزت عزت الہی سے جدا ہوتی تو عزت کے جیسے ہو جاتے۔ ساری عزت اللہ کیلئے نہ ہوتی تو اس نے اللہ ہی کی شان کو چار سے بدتر اور ذرہ ناچیز سے کمتر کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حادی عشر ————— اقول ساری علت و ہی (اللہ اور اس کے رسولوں میں) فرق ڈالنا ہے کہ اس نے انبیاء اولیاء کو خدا کے مقابل ایک مستقل ہستی سمجھا ہے۔ وہاں کہا ”اللہ کی شان کے آگے“ یہاں کہا ”اس کے روبرو“۔ آگے اور روبرو مقابل ہی کو کہتے ہیں۔ گنگو ہی صاحب نے اس ملعون قول کا چاک سلانے کو اپنے فتاویٰ میں اس لفظ کی تصریح کی کہ ”فخر عالم حق تعالیٰ کے مقابلہ میں“ یہ ان شرک پرستوں کا کھلا ہوا شرک ہے۔ انھوں نے دو مستقل عزتیں رکھیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی دوسری انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی۔ اور اُن کا باہم یوں موازنہ کیا کہ اس کے مقابل یہ چار اور ذرے سے بھی بدتر ہے۔ حالانکہ یہ اسی کے ظل ہیں۔ اسی کی عزت ان میں تجلی فرما ہے۔ پھر ناپ تول کیسی۔ اگر بلا تشبیہ آئینے میں بادشاہ کے عکس کی اس کے مقابل تذلیل کیجئے کہ یہ تو اُس کے سامنے نہایت ہی ذلیل و ناپاک سوئرسے بھی بدتر ہے تو یہ بادشاہ ہی کی توہین ہوگی کہ اُس کے عکس میں بادشاہ ہی کی خوبی جلوہ گر ہے۔ یہ اسی لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مدد مانگنا شرک بتاتے ہیں کہ وہ اُن کے نزدیک خدا سے جدا ہستی ہیں جیسے مشرکوں کے بت والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ حالانکہ اُن (محبوبانِ خدا علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) سے مانگنا بعینہ خدا سے مانگنا ہے۔

ثانی عشر ————— ظل کو اصل ٹھہرانا ہی ظلم عظیم اور شرک ہے۔ یہ تین طور پر ہے (۱) دوسرے کو معبود جانے (۲) یا واجب الوجود مانے (۳) یا اُسے خدا سے جدا ایک مستقل عزت والا ٹھہر کر خدا کا اور اُس کا مقابلہ کرے، باہم ناپ تول کرائے۔ پہلا مشرکوں کا تھا ہی، دوسرا آریہ نے اختیار کیا۔ تیسرا یہ کیا تھا وہ امام الوہاب یہ گنگو ہی صاحب و جملہ وہابیہ کے حصے میں آیا۔ یہ تینوں گروہ خالص مشرک ہیں۔ طرفہ یہ کہ آریہ تو آریہ، وہابیہ بھی اپنے آپکو موحّد کہتے ہیں۔ انھوں نے تو دو ہی کو مستقل رکھا تھا، روح و مادہ۔ ان کے یہاں تو لاکھوں سے گنتی بڑھ گئی کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عزت خدا کی عزت سے جدا ماننے اور اُن کی ناپ تول اور مقابلہ کراتے ہیں۔ گنگو ہی صاحب نے صاف مقابلہ کا لفظ لکھ ہی دیا۔

ثالث عشر ————— صفحہ ۳۳ والی ناپاک عبارت بھی اسی دعوے کے ثبوت میں لکھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکارنا شرک ہے۔ یہاں محبوبانِ خدا (علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کو ”عاجز، ناکارے“ کہا ہی تھا اور یہ کہ ”وہ کچھ فائدہ نقصان نہیں پہنچا سکتے“ یعنی رمعاذ اللہ بیل

اور سانپ سے بھی گئے گذرے۔ سانپ نقصان دیتا اور بیل فائدہ پہنچاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولھم فیہا منافع و مشارب افلا یشکرون ○ اور ان کیلئے اُن (چوپاؤں) میں کئی طرح کے نفعے اور پینے کی چیزیں تو کیا شکر نہ کریں گے یہ پتھر کنکر بھی نقصان دیتا فائدہ پہنچاتا ہے۔ نیو کو مضبوط بناتا ہے۔ سر پر گرے تو دوسر کر دیتا ہے، پانی نہ ملے تو تیمم میں کام آتا ہے۔ تو اس نجس عبارت میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ کنکر پتھر سے بھی بدتر ٹھہرا دیا اور احوال ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابع عشر ————— یہ خبیث تو یوں کہتا ہے کہ ”چھوٹے بڑے سب اُس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر“ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ یعنی ان کو غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ ولوا نہم رضوا ما اتہم اللہ ورسولہ وقالوا۔ یعنی کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں اللہ اور اللہ کے رسول نے عطا بخشی۔ اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب ہمیں یتیم اللہ اور اللہ کا رسول اپنے فضل سے۔

اور اللہ جل و علا حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بیان فرماتا ہے۔ ابرئ الاکثمہ والا برص و احی الموتی باذن اللہ یعنی میں اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے کو اللہ کے حکم سے۔

اقول: (۱) کیا محتاج اور وہ جنھوں نے اُسے غنی کر دیا۔ (۲) حاجت والے اور وہ جس سے لو لگائے رہنے کا انھیں حکم ہے کہ اب ہمیں وہ عطا فرمائیں گے (۳) مادرزاد اندھا اور وہ جو اُسے انکھیاں کر دیتے ہیں۔ (۴) برص والا اور وہ جو اُسے شفا دیتے ہیں۔ (۵) مُردہ اور وہ جو اُسے زندہ کر دیتے ہیں۔ یہ سب یکساں عاجز ہیں اور بے اختیار؟ اور اگر نہرے عاجز اور بے اختیار بھی یہ کام کر سکتے ہیں (اگرچہ ایسا نہ کہے گا مگر مجنوں) تو اول یہ کہ محتاج بیمار مُردے خود ہی کیوں نہ غنی و تندرست و زندہ ہو جاتے۔ یہ بھی تو آخر اُن کے برابر ہی کے ہیں۔

دوسرے یہ کہ تم خود بھی تو اُن کے برابر کے ہو کر بندوں سے باہر نہیں۔ اُنہوں نے مُردے چلائے تم ایک بال تو اُکھیر کر چھا دو۔ اور اگر کہو کہ اُن کو یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے دئیے۔ تو یہ ہلی بات یہ ہے تمہارا امام یہ شاخسانہ مانتا ہی نہیں۔ وہ دیکھو تقویۃ الایمان مطبوعہ مکتبہ کمال پرنٹنگ دہلی صفحہ ۱۱

”خواہ یوں سمجھ کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھ کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار دیا، اوروں کو نہ دیا تو دئیے بے دئیے برابر کیسے ہو گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دنیا بھی معاذ اللہ بیکار ہو گیا۔ کوئی اندھے سے بھی اندھا بادشاہ مالک خزانہ اور ایک بھک منگے کو نہ کہے گا کہ دونوں یکساں بے زر ہیں اور نادار۔ اگرچہ ماں کے پیٹ سے وہ بھی نہ لایا۔۔۔۔۔ بات یہ ہے کہ وہابی ایمان کی دولت سے خالی اور دل کا مادر زاد اندھ ہے۔ اُسے نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایمان کی دولت عطا کی نہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے انکھیاں کیا۔ پھر وہ کیوں کر اُن کو سب بڑے چھوٹے بندوں کی طرح یکساں عاجز اور بے اختیار نہ بتائے، کیونکر اُن کے اختیار نہ بتائے، کیونکر اُن کے اختیارات پر ایمان لائے۔ اندھا جب پتیاے کہ وہ آنکھیں پائے۔

سنی مسلمان بھائیو! لہذا انصاف! کیا حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اور ہر قلاش بھک منگے نادار مفلس لوے لنگڑے اپنا بیج کو برابر کے عاجز اور بے اختیار بتانا مسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔ وَالْحِیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

خامس عشر۔۔۔۔۔ عنایت ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو سب بڑے چھوٹے بندوں کے برابر یکساں بے خبر اور نادان کہا۔ گت گوہی نے تو اس وسعت علم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو ابلیس ملعون سے بھی لاکھوں درجے گھٹا رکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۵۱)

کتاب مبارک انبیا و المصطفیٰ و کتاب مستطاب الدولة المکیة شریف و کتاب کامل النصاب خالص الاعتقاد شریف ملاحظہ ہوں۔ جن میں حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم بنی ملت اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن عظیم و حدیث کرم و ائمہ دین توہم سے ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن طور پر براہین قاطعہ و دلائل متکاثرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ روز اول سے روز آخر تک کے ذرے ذرے کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوا، تمام جہان حضور کے پیش نظر ہے، دلوں کے خظروں سے آگاہ ہیں۔ سہر دست یہی چار آیتیں سنیں۔ اللہ عز و جل فرماتا کہ علم الغیب فی لا یرہ علی غیبہ احد اھ

یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط الا من ار تضحیٰ من رسول ۰

نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعلمنه من لدنا علما ۝

اور اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

وما هو على الغيب بضنين ۝

اور اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

وما كان الله ليطالعكم على الغيب لكن

الله يجتبي من رسله من يشاء ۝

یعنی اور ہم نے نصرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے خاص غیب کا علم دیا۔

یعنی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیب کے بتانے میں بخیل نہیں

یعنی اور اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کر دے

ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

دیکھو اللہ عز وجل تو رسولوں اور عام لوگوں میں فرق بتاتا ہے اور امام الوہاب یہ کہتا ہے ”سب یکساں

بے خبر ہیں اور نادان“۔ اقول: قرآن نے بتا دیا کہ فرق کے لئے اپنی ذات سے ہونا ضروری

نہیں۔ نہ دیئے بے دیئے یکساں ہو سکیں۔ کیا جاہل اجہل کہ الف کے نام نے جلنے اور صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معاذ اللہ برابر کے جاہل ٹھہریں گے۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم بھی

ذاتی نہیں۔ غرض ہر جگہ ابو الوہاب یہ کو روکاں ہیں قرآن کی تکذیب اور رسولوں کی توہین۔ واللہ لا

یہدی القوم الظلمین ۝

سنی مسلمان بھائیو! اللہ انصاف! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ہر جاہل کافر کو برابر

کے نادان کہنا مسلمان کا کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر بھی عنایت ہے کہ بابا النجدیہ نے اس عبارت صفحہ ۲۹

میں انبیاء و مرسلین سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلاتہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو سب چھوٹے بڑے بندوں

کے برابر بنجھ کر نادان بتایا۔ حکیم الامتہ الدیوبندیہ مجدد الملتہ الوہابیہ اشرف علی تھاووی نے تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے مثل علم غیب ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کیلئے بھی بتا دیا (ملاحظہ ہو

حفظ الایمان تھاووی صفحہ ۸) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سائیس عشر _____ شیخ الطائفہ دہلوی نے عبارت صفحہ ۲۴ میں تو اتنا ہی لکھا کہ ”جس کا

نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ اور صفحہ ۳۳ پر لکھ دیا کہ ”کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے

نہ اسکی طاقت رکھتے ہیں“ بلکہ صفحہ ۴۵ پر صاف لکھ دیا کہ ”اُن سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع کھنی

یہ سب شرک کی باتیں ہیں“ یہ نہ صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بلکہ خود اللہ قادر مقتدر

جل جلالہ کی کدھی تو ہیں ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرشتوں سے

فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی بے شک میں زمین میں نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ اور

فرماتا ہے جل مجدہ۔ ید اودانا جعلناک خلیفۃ فی الارض یعنی اے داؤد بے شک ہم نے تمہیں بن

میں نائب مقرر کیا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا، اُسکی طاقت اُسے دی جائیگی جسے نہ کسی کام میں دخل نہ کسی کام کی طاقت نہ کسی چیز کا اختیار وہ پتھر ہو گا۔ اور پتھر پتھر ہی کا نائب ہو سکتا ہے نہ کہ قادر کا۔ تو یہ صرف انبیاء و مرسلین علی سیدہم وعلی آلہ الصلاۃ والسلام ہی کی اہانت نہیں بلکہ اُن کے رب قدر جل جلالہ کی بھی توہین ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سابع عشر _____ معلم الطائفہ نے تمام اُمتِ مرحومہ کو مشترک ٹھہرا دیا۔ مسلمانو! تم میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے دین و دنیا کے کسی فائدے کی کچھ بھی کسی طرح کی بھی اُمید نہ رکھتا ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثامن عشر _____ اُس نے تو یہ کہا لیکن قرآن کریم نے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے لو لگی رکھنے کا حکم دیا کہ اب ہمیں اپنے کرم سے عطا فرماتے ہیں۔ (آیت کریمہ رابع عشر میں تلاوت کی گئی) اس کے نزدیک یہ قرآن عظیم کا معاذ اللہ شریک ہے۔ قرآن حکیم تو شرک سے پاک ہے یہی مشترک ہے جس کا بیان حادی عشر و ثانی عشر میں گذرا۔ اس کا معلم بخدی خبیث تو یہی کہتا تھا کہ میری لکڑی تو محمد سے زیادہ فائدے کی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم) جس سے یہ نکل سکتا کہ کچھ فائدہ اُن سے بھی ہے۔ اگرچہ ایک لکڑی کے فائدے سے کم۔ مگر اُس نے اصل لگی نہ رکھی مطلقاً اُن سے نفع کی اُمید ترک کر دی۔ کوئی دھوکہ باز، بے ایمان یہاں یہ کہے گا کہ بالذات بے عطائے خدا نفع رسانی کی نفی مُراد ہے۔ مگر اللہ واحد قہار جل و علاذغا بازوں کے فریب کو راہ نہیں دیتا۔ اول تو یہ کہ اُمید کیلئے بے عطائے الہی نافع ہونے کی کیا ضرورت۔ ایک محتاج جہاں سے تنخواہ پائے گا اُسکی اُمید رکھے گا۔ دوسرے یہ کہ بدین توصیف کہہ چکا کہ "اُن کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی" (تقویۃ الایمان ص ۱) تو صراحتہ عطائی کا منکر ہے اور یہ قرآن عظیم کی تکذیب اور کُفر ہے وما العیاذ الا برتبا سبحنہ و تعالیٰ۔

تاسع عشر _____ حدیث شریف تو اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصارى عیسیٰ ابن مریم فانما انا عبد لا فقولوا عبد اللہ ورسولہ جس کا ترجمہ صرف اس قدر ہے کہ مجھ کو حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہا الصلاۃ والسلام کو نصاریٰ نے حد سے بڑھایا کیونکہ بات تو یہی ہے کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ درواہ البخاری و مسلم عن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الوابیہ نے اپنی بھڑی بھونڈی زبان میں اس کا ترجمہ یہ گڑھا۔ "پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا سو میں اُس کا بندہ ہی ہوں، سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اُس کا رسول" اُس کے بعد کُفر کی "ف"

لکھ کر اس حدیث شریف کا کفری مطلب گڑھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس حدیث شریف سے یہی ناپاک مطلب اور مراد لینے کا افتراء جڑتا ہے کہ ”یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھے بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔“ یہ حضور سید الکونین شاہنشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب فضائل خاصہ سے کفر ہے۔ مولیٰ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لا کھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی نبی و رسول نے نہ پائے۔ ازاں جملہ فوق السموات معراج ہونا، اس زندگی میں دیدار الہی ہونا، خاتم النبیین ہونا، سید المرسلین ہونا، اکرم الاولین والآخرین ہونا، صاحب شفاعت کبریٰ ہونا، صاحب مقام محمود ہونا، صاحب الوسیلۃ العظمیٰ ہونا، صاحب الدرجۃ الرفیعہ ہونا۔ ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول اللہ کہہ دینے میں ہرگز نہیں آسکتے۔ ورنہ رسول تو سبھی مرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سیدہم وعلیہم علی الاجمعین۔ سبھی میں یہ فضائل نکالا جاتے لیکن اللہ کو باریہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی خوبیاں جتنے کمالات ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں تو صاحب کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسی خوبی کوئی ایسا کمال نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو۔ یہ معراج و دیدار الہی و ختم نبوت و شفاعت کبریٰ و افضلیت مطلقہ وغیرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام خصائص مبارکہ سے صریح انکار اور کھلا کفر ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور ”یعنی“ کہہ کر اس کفر کا افتراء بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رکھ دیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اتنا ہی تھا کہ ”اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو“ ترجمہ وہ گڑھا کہ ”یہ کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ خصر کا افتراء بھی اسی خباثت کیلئے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رسالت کے سوا کوئی خوبی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عشرین۔۔۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شأ الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء ان انا الا نذير
یعنی تم فرماؤ میں اپنے جان کے بھلے بُرے کاموں کو اختیار نہیں کر سکتا۔
اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت
بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔ میں تو یہی رُدا و خوشی
سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

آیت مبارکہ کا مطلب صاف اور واضح اور روشن ہے کہ بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے۔ کیونکہ کوئی عطائی قدرت رکھنے والا ہرگز اپنی خواہش کے مطابق تمام بھلائیوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ کوئی عطائی قدرت رکھنے والا ہر قسم کی برائیوں تکلیفوں کو اپنے تک پہنچنے سے ہرگز روک نہیں سکتا۔ عطائی قدرت رکھنے والا تو بندہ ہی ہوگا اور بندہ

صرف انہیں بھلائیوں کو جمع کر سکتا ہے جنکو حاصل کرنے کے متعلق ذاتی قدرت رکھنے والے خدا جل جلالہ کی مشیت ہو۔ بندہ صرف انہیں برائیوں اور تکلیفوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک سکتا ہے جبکہ نہ پہنچنے کے متعلق ذاتی قدرت رکھنے والے خدا جل جلالہ کی ارادت ہو تو بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو۔ کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اُس کے تمام صفات ذاتی۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور برائی نہ پہنچنے دیتا۔ بھلائی سے مراد راحتیں اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے۔ اور برائیوں سے مراد تنگی و تکلیف اور دشمنوں کی ایذا رسانی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کو مطیع اور بافرمانوں کو فرمانبردار اور کافروں کو مومن کر لینا ہو اور برائی سے بد بخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا۔ تو حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر میں نفع و ضرر کا ذاتی اختیار اور غیب کا ذاتی علم رکھتا تو اسے کافروں نے منافقوں اور کفر و نفاق دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ ظاہر ہے کہ آیت مبارکہ "مستلوه میں اعلیٰ الغیب" سے وہی علم غیب مراد ہے جس کے لئے اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی پہنچنا اس کے منافی ہو۔ روشن ہے کہ جس کو ذاتی علم غیب ہو گا وہ خدا ہی ہو گا ہرگز بندہ نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو عطائی علم غیب ہو گا وہ بندہ ہو گا ہرگز خدا نہیں ہو سکتا۔ کوئی بندہ ہرگز اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ کوئی بندہ ہر قسم کی تکلیف سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ ہر ایک بندہ اس بات کا علم عطائی رکھتا ہے کہ عمر دوائی ضرور ایک بھلائی ہے لیکن کوئی بندہ اپنے اس علم عطائی کے ذریعے سے عمر دوائی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر ایک بندہ اس بات کا علم عطائی رکھتا ہے کہ موت ضرور ایک برائی اور تکلیف ہے لیکن کوئی بندہ اپنے اس علم عطائی کے سبب موت کو اپنے تک پہنچنے سے روک نہیں سکتا۔ تو واضح ہو گیا کہ کوئی علم عطائی ہرگز ایسا نہیں جس کے لئے اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی کا پہنچنا اس کے منافی ہو۔ البتہ علم ذاتی کیلئے شک ضرور اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی پہنچنا اس کے قطعاً منافی ہے۔ کیونکہ علم ذاتی خدا ہی کا علم ہے۔ اور خدا قادر مطلق ہے۔ اپنی مشیت کے مطابق جو چاہے کر سکتا ہے۔ خدا کو بیشک کوئی برائی نہیں پہنچ سکتی وہ ستور قدوس ہے، وہ فعال لمّا یرید ہے۔ جل جلالہ، وعم نوالہ۔

تو آیت کریمہ میں عطائی علم غیب ہرگز مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ قطعاً یقیناً اس آیت مبارکہ میں ذاتی علم غیب ہی مراد ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ "اے محبوب تم فرما دو کہ میں خود اپنی ذات سے بغیر مشیت الہی کے خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کاموں کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو نفع نقصان کا وہی اختیار رکھتا ہوں جس کا مجھے اختیار عطا فرمایا ہے رب جل جلالہ نے چاہا۔ اور اگر مجھے ذاتی علم غیب ہوتا تو میں خود خدا ہوتا، تو میں

جو چاہتا خود اپنی خواہش اپنے ہی ارادے سے تمام بھلائیاں جمع کر لیتا۔ اور ہرگز کوئی برائی کوئی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ میں خدا نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہوں۔ میرے علوم غیبیہ کو دیکھ کر کہیں مجھ کو خدا نہ سمجھ لیتا۔ میرا یہ علم غیب ذاتی نہیں بلکہ میرے خدا جل جلالہ کا مجھے عطا فرمایا ہوا ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعطاء الہی عالم غیب ہونے کا ثبوت خود اسی آیت کریمہ میں بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ بندہ جس چیز کو اپنے حواس اپنی عقل سے عادی طور پر دیکھ کر، سُن کر، چکھ کر، سونگھ کر، چھو کر، سوچ سمجھ کر معلوم کر لے اس کو شہادت کہتے ہیں۔ اور بندے کے ان ادراکات عادیہ سے جس چیز کا علم ورا ہوا اُسی کو غیب کہتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تبارک تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تبارک تعالیٰ کے جن احکام کو بجالانے پر جن نعمات الہیہ کی خوشخبری سنائی، جن کے بجالانے سے باز رہنے پر جن عقوبات الہیہ کا ڈر سنایا وہ سب احکامات الہیہ وہ سب نعمات الہیہ وہ سب عقوبات الہیہ ہرگز ایسے نہیں جن کو بندے اپنے ان ادراکات عادیہ سے معلوم کر سکتے۔ تو ضرور بلاشبہ سب امور غیب ہیں جن کا علم خود حضور مطلع علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی ادراکات عادیہ سے نہیں بلکہ وحی الہی کے ذریعے سے ہوا۔

اگرچہ اُمت کو ان امور غیبیہ کا علم حضور واقف غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اصالۃ یا وساطۃ سُن کر یا ادراک عادی سماع کے ذریعے سے ہوا تو اُمت کیلئے ان امور غیبیہ کا علم اگرچہ علم غیب نہیں لیکن حضور و انما غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان امور غیبیہ کا علم ضرور علم غیب ہے۔ تو آیت کریمہ کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بحکم الہی اپنے لئے ذاتی علم غیب کا انکار فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

ان انا الانذیر للبشر لقوم یؤمنون ○ یعنی میں بھی تو یہی ڈر اور خوشی سنائے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اپنی ذات اقدس سے ذاتی علم غیب کی نفی فرمائی اسکو دلیل بنا کر کوئی شقی سرے سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعطاء الہی عالم غیب ہونے کا بھی انکار کر کے کہیں یوں نہ بک دے کہ ”غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر“ تو دلوں کے اندھے، آنکھوں کے اندھے، ہمتیے کے پھوٹے، عقل و حیا و ایمان سے چھوٹے سُن لیں کہ حضور بشیر و نذیر سراج منیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں تک جمیع احکام الہیہ پہنچائے اُن کی بجا آوری پر جن انعامات الہیہ کے مشرودے سنا کئے اُن کی بجا آوری سے باز رہنے پر جن

عذاب الہیہ کے ڈر بتائے یہ سب بھی غیوب ہی ہیں جس کا علم بندوں کے ادراکات عادیہ سے قطعاً اورا ہے۔ یہ علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی الہی سے حاصل ہوا ہے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتعلیم ربہ تعالیٰ عالم غیب ہونے کا ایک اور ثبوت روشن و پُر ضیا ہے۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نفع و نقصان کا ذاتی اختیار بلا مشیت الہیہ ماننے والا لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً کا منکر اور کافر مرتد بے دین ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بمشیت الہیہ بے طائے الہی نفع و نقصان کا مالک ہونے سے انکار کرنے والا بھی الا ما شاء اللہ کا منکر اور کافر مرتد بے دین ہے۔ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا ولو کنت اعلم الغیب لا سئل عن الخیر وما هستنی السوء کا منکر اور کافر مرتد بے ایمان ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتعلیم خداوندی عالم غیب ہونے سے مطلقاً انکار کرنے والا بھی ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون کا منکر اور کافر مرتد بے ایمان ہے۔ واللہ الحمد۔

بہر حال امام الوہابیہ اپنے بھڑے اور بھوندے الفاظ میں اس آیت کریمہ کا یہ بیہودہ ترجمہ گرھٹا ہے کہ۔

”نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع اور نقصان کا مگر جو کچھ چاہے اللہ۔ اور جو جانتا میں غیب تو بے شک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوٹی مجھ کو کچھ بُرائی۔ میں تو فقط ڈرانے والا ہوں تو شجرِ سنانے والا اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں۔“

پھر صفحہ ۲۸ پر بلکتا ہے۔

”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنا یا ہے سو اُن میں بُرائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سلکھاتے ہیں۔“

اس کفر نے معجزے درکنار رسالت بھی اڑا دی۔ جب امام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صرف اتنی ہی بُرائی مانی کہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے بُرے کاموں سے واقف ہیں تو باقی جملہ فضائل اور ظاہر و باطن کے تمام محاسن، جمیع معجزات اُن سب سے تو کفر ہوا ہی، رسالت کی بھی خیر نہ رہی۔ ظاہر ہے کہ راہ بتانا اور بھلے بُرے کاموں سے واقف ہونا رسول کے ساتھ خاص نہیں بس ایک عالم ہادی کی شان رہ گئی۔ جو وہابیہ خود امام الوہابیہ کیلئے مانتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتا اور بھلے بُرے کاموں سے واقف تھا۔ بلکہ یہ خود راہ پر

ہونے کو بھی مستلزم نہیں۔ بہتر ہے کہ بڑے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ اور اوروں کو راہ بتاتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم
وانتم تتلون الكتب افلا تعقلون ○
یعنی کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو اور تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تمہیں عقل نہیں۔

امام ابوہامیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بس اتنا مرتبہ رکھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
حادیاد و عشرین ————— حدیث شریف میں حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

انی لا اريد ان ترفعوني فوق منزلتي انزلنيها
اللہ تعالیٰ انا محمد بن عبد اللہ عبد اللہ
ورسولہ۔
یعنی بیشک میں نہیں چاہتا کہ جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اس سے زیادہ رفعت میرے لئے ثابت کرو میں عبد اللہ کا فرزند محمد ہوں اور اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں
(رواہ رزین عن سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اصولہ و فروعہ وسلم۔

امام ابوہامیہ نے صفحہ ۴۷ پر اپنے بھونڈے محاورے میں اس کا یہ نازیبا ترجمہ کر رکھا۔
”فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں وہی محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول۔
اور آگے چل کر صفحہ ۴۷، و صفحہ ۷۵ پر لکھا۔

”فرمایا کہ مجھ کو مبارک بخش نہیں آتا۔ سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔“

اب ہدایت بھی رہ گئی، نری احکام دانی رہ گئی۔ وہاں ”یعنی“ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معنوی افترا تھا۔ یہاں ”فرمایا“ کہہ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صریح افترا ہو گیا۔ وہاں ”برائی کا ذکر تھا یہاں مطلق امتیاز کا۔ اسی میں حصر ہو گیا۔ ع۔ قدم فسق پیشتر بہتر۔ وہاں تک ہدایت باقی تھی یہاں وہ اڑ کر بھی نری احکام دانی رہ گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے صرف اتنا امتیاز حاصل ہے کہ میں اللہ کے احکام جانتا ہوں اور لوگ غافل۔ غرض ے

چند انکہ رخس حسن نہد بر سر حسن ایں دہلویک کفر نہد بر سر کفر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
ثانیاد و عشرین ————— حدیث شریف میں حضرت سیدنا مطرف بن عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

انطلقت في وفد بني عامر الى رسول الله
صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم فقلنا
انت سيدنا فقال السيد الله فقلنا
افضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا
قولكم اوبعض قولكم ولا يستجر منكم
الشيطان۔ (رواه ابو داود عن سيدنا مفضل بن صالح عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم)

یعنی میں بنی عامر کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے عرض کی کہ حضور
ہمارے سید ہیں فرمایا سید تو اللہ ہے تو ہم نے عرض کی کہ حضور
ہم سب کمالات میں افضل اور مرتبے میں ہم سب اعظم ہیں۔
فرمایا اپنی یہ بات کہو یا اس میں سے کچھ کہو اور شیطان تم کو
ہرگز گناہگار نہ بنا دے۔

امام ابو ہامیہ اس حدیث شریف کے ترجمے میں بھی اپنا بھڑاپا اور بھونڈاپن اور اپنی بے ایمانی کا اظہار
کرتے ہوئے صفحہ ۱، و صفحہ ۲ پر کفر کی ”ف“ لکھ کر کہتا ہے کہ۔
”یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کر دسو اس میں
بھی رخصت رہی کرو۔“

یہاں احکام دانی بھی اڑ گئی۔ صاف بک دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح و ثنا
بس ایسی ہی اور اتنی ہی کرو جیسی اور جتنی آپس میں ایک دوسرے بشر کی کیا کرتے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی کم کرو
اللہ اکبر! اللہ تبارک تعالیٰ تو فرمائے لا تجحلوادعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اور
ارشاد فرمائے یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لا تجہروا لہ با
لقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ○ یعنی رسول کے پکارنے
کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اور اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اُس
غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے
چلاتے ہو کہ ہمیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

مگر امام ابو ہامیہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات قرآنیہ کو صاف جھٹلا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی
مدح و ثنا کو آپس میں ایک دوسرے بشر کی تعریف کی طرح بلکہ اُس سے بھی کم بتا رہا ہے۔ اور ان عبارات نجسہ میں
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رعایائے الہی کے پاس اللہ تعالیٰ کا فرمان شاہی لانے والا، بس ایک
چپر اسی اور وہ بھی معمولی درجے کا چپر اسی ٹھہرا رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالث وعشرین — دیوبندی مرتد ملی پوری کے چھپے ہوئے عقائد نجسہ کفریہ دیوبندیہ کو
طشت ازبام کرنے کیلئے جب سنی سائل سلمہ رہنے نے سنت الہیہ۔ یمین الخبیث من الطیب پر عمل کرتے ہوئے

یہی ”چار سے زیادہ دلیل“ والی ملعون عبارت دیلو کے بندے کے سامنے پیش کی تو فوراً بچل گیا۔ اور ”اصل کتاب پیش فرمائیے“ کہہ کر نکل گیا۔ سمجھتا تھا کہ سنی سائل سلمہ ربہ یہاں مسافر نہ وارد ہیں، سفر میں ان کے ساتھ ناپاک ملعون کتاب ”تقویۃ الایمان“ کہاں ہوگی۔ مگر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سنی سائل سلمہ ربہ کا دونوں جہان میں بھلا کریں۔ جنہوں نے دیلو کے بندے ملہی پوری کا بیچنا نہ چھوڑا اور اُس پر یہ سر شکن پہاڑ توڑا کہ جس عبارت مذکورہ بالا کے متعلق سوال ہے یہ عبارت کیسی ہے اور ایسا کہنے والا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے۔ اس قاہر وار پر مرتد ملہی پوری نے گھبرا کر اپنی دیوبندیت ملعونہ کے گندے گھنوں نے چہرے کو تقیے کے برقعے میں سے کھولا۔ اور صاف صاف یہ کفری بول بولا ”چونکہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ولقد نصبرکما اللہ ببدرواں تہرا ذلہ میں ارشاد ہے اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔ لہذا اگر کسی نے یہ عبارت قرآن کریم کی تابعداری کر کے لکھی ہے تو ایسا لکھنے والا کافر نہیں کہا جاسکتا۔ چوں کہ اُس نے قرآن کریم کی تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو اس لئے اس شخص کے حق میں فیصلہ کفر کا عائد نہیں ہوتا۔“

اس عبارت ملعونہ میں دیوبندی ملہی پوری نے صاف صاف کہہ دیا کہ قرآن پاک سے تمام مخلوق کا ذلیل ہونا ثابت ہے اور قرآن کریم کی تابعداری کرنا بھی ذلیل ہونا ہے۔ لہذا جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہتا ہے وہ معاذ اللہ قرآن کریم کے مطابقت کہتا ہے۔ اُس پر کفر کا فتویٰ غلط ہے۔ العظمہ للہ! یہ دیلو کا بندہ کیسی سٹری ہوئی گندی گھنونی گالی حضور اقدس مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنار رہا ہے۔ بلکہ حضور اوجہ الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں چار سے زیادہ ذلیل کہنے کو معاذ اللہ قرآن کریم کی تابعداری بتا رہا ہے۔ آہ آہ! ایسے گستاخوں پر آسمان سے انکار ہے کیوں نہیں برسا دیئے جاتے۔ اسی دنیا میں ایسے بد لگاموں کے چہرے بند روں سوروں کے سے کیوں نہیں بنا دیئے جاتے۔ مگر یہی کہ ہے

بخدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں
کافرو مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

صلی اللہ علیہ وسلم

اگر اسی دیوبندی ملہی پوری سے اسکی یہی دلیل ذلیل سیکھ کر کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ ملہی پوری دیوبندی کا باپ چار کا بچہ تھا، اس کی ماں چوڑھے کی بچی تھی تو ابھی یہ چیخ پڑے گا، شور مچانے لگے گا کہ اُس کے ماں باپ کو گالی دی جا رہی ہے، اُس کی انتہائی توہین و دل آزاری کی جا رہی ہے۔ پھر اس کے ماں باپ کو ایسا کہنے والا اگر یوں جواب دے کہ ”چوں کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا

قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیت لَقَدْ نَصَرَ كُرْهُهُ رَبُّهُ بِمَا نَسَرَ لِيُفْلِتَ الْكَافِرِينَ میں ارشاد ہے۔ اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔ لہذا اگر میں نے ملہی پوری دیوبندی کے دادا کو چار کے برابر ذلیل اور اُس کے نانا کو چوڑھے کے برابر ذلیل سمجھ کر اُس کے باپ کو چار کا بچہ اور اُس کی ماں کو چوڑھے کی بچی کہا ہے تو یہ قرآن کریم کی تابعداری ہے۔ — تو کیا یہ ملہی پوری دیوبندی ایسا کہنے والے کے اس کہنے کو مان لے گا۔ اور اگر نہیں مانے گا اور ہرگز ہرگز نہیں مانے گا تو صاف کھل گیا کہ دیوبندی مرتدوں کے نزدیک خود اُن کی اور اُن کے ماں باپ کی اور اُن کے نانا دادا کی عزت معاذ اللہ حضور سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت و عظمت سے زیادہ ہے۔ پھر ایسے بے دینوں کے کافر و مرتد ہونے میں کس مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے۔

رابعاً و عشرین — مرتد ملہی پوری آیت کریمہ وَلَقَدْ نَصَرَ كُرْهُهُ رَبُّهُ بِمَا نَسَرَ لِيُفْلِتَ الْكَافِرِينَ کا ترجمہ لکھتا ہے۔ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد نہی دریاں حالانکہ تم ذلیل تھے — مرتد ملہی پوری کتنا عیار و تمکارب ہے۔ حضور اقدس سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ چوڑھے چار سے بھی زیادہ ذلیل بتانے کیلئے انتہا اذلتہ کا ترجمہ ”تم ذلیل تھے“ گڑبھ دیا۔ حالانکہ اردو میں ذلت کے معنی رسوائی اور ذلیل کے معنی رسوا ہوتے ہیں۔ لیکن عربی میں اذلتہ جس طرح ذلت سے مشتق ہے اسی طرح اُس کا ماخذ ذل بھی ہے اور ذل کے معنی جس طرح رسوائی و بے وقاری و بے عزتی ہیں اسی طرح اُس کے معنی نرمی و فرمانبرداری و عدم متکبری بھی ہیں۔ ذل جو رسوائی اور بے عزتی کے معنی میں اُس کی صفت مشبہ ذلول آتی ہے۔ لیکن ذلیل اور ذلول دونوں کی جمع اذلتہ کے وزن پر آتی ہے۔ تیسرے معنی اُس کے کمزوری بھی ہیں۔ جو تھے معنی اُس کے خوش خلقی و مہربانی بھی ہیں۔ (کما هو مصرح فی القاموس لمجد الدین الفیروز آبادی فی المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفہانی) اسی لئے کسی مفسر نے اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کے معنی ہرگز یہ نہیں لکھے کہ تم ذلیل تھے یا تم رسوا تھے یا تم بے عزت تھے۔

چنانچہ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں۔
 ”وَ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ“ جمع ذلیل و اراد بہ قلة العدد فانہم كانوا ثلث مائة و ثلثة عشر رجلاً فنصرہم اللہ تعالیٰ مع قلة عددهم و كثرت عدوہم۔“

یعنی ذلیل کی جمع اذلتہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اذلتہ سے اُن کا رسوا و بے عزت ہونا مراد

نہیں لیا ہے بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گنتی میں کم ہونا مراد لیا ہے کہ وہ حضرات تین سو تیرہ مرد تھے تو باوجود ان کی تعداد کے کم ہونے اور ان کے دشمنوں کے زیادہ ہونے کے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ امام خازن بغدادی صوفی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔

(وانتم اذلة) جمع ذلیل و ہوجمع قلة و اراد به قلة العدد فان المسلمين كانوا ثلث مائة وبضعة عشر وفي رواية وثلاثة عشر رجلا والمراد بذلتهم ضعف الحال وقلة السلاح والمركوب والمال وعدم القدرة على مقاومة العدو وذلك انهم خرجوا على نواضح وكان النفس منهم يتعقب على البعير الواحد وكان اكثرهم رجالة ولم يكن معهم الا فرس واحد وكان عدوهم من كفار قریش في حال الكثرة زهاء الف مقاتل ومعهم مائة فرس وكان معهم السلاح والشوكت فنصر الله المؤمنين مع قلتهم على عدوهم مع كثرتهم۔

کے ساتھ سو گھوڑے اور ہتھیار اور سامان جنگ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو باوجود ان کے کم ہونے کے ان کے دشمنوں پر، باوجود ان کے بہت ہونے کے مظفر و منصور فرمایا۔ تفسیر بیضاوی میں فرمایا کہ۔

"وانتم اذلة" حال من الضمیر وانما قال اذلة ولم يقل اذلاء ليدل على قلتهم مع ذلتهم لضعف الحال وقلت المراكب والسلاح

یعنی نصی کوئی ضمیر نہ کہ حاضر کفر کا "وانتم اذلة" حال ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اسی لئے اذلة فرمایا اور اذلاء نہیں فرمایا تاکہ حضرات غازیان بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کم ہونا اور حالات کی نزاکت سواروں اور ہتھیاروں

کی کمی کے سبب ان کا کمزور ہونا سب ایک ساتھ اسی لفظ سے بتا دے۔

تفسیر روح البیان شریف میں فرمایا۔

(وَأَنْتُمْ أَذَلَّةٌ) حال من الضمیر جمع ذلیل وانما قال أَذَلَّةٌ ولم يقل ذُلًّا لئلا يجمع الكثرة ليدل على أنهم كانوا قليلا و ذلتهم ما كان بهم من ضعف الحال و قلة السلاح و المال و المركوب و ذالك لانهم خرجوا على النواضح يعقب النفس منهم على البعير الواحد و ما كان معهم الا فرس واحد للمقداد بن الاسود و هو اول من قاتل على فرس في سبيل الله و تسعون بعيرا و ست ادرع و ثمانية سيوف و قلتهم لانهم كانوا ثلث مائة و ثلثة عشر رجلا ستة و سبعون من المهاجرين و بقيتهم من الانصار و كان عدوهم في حال كثرة زهاء الف مقاتل و معهم مائة فرس و الشكة و الشوكة و كان صاحب راية رسول الله صلى الله تعالى عليه و على اله و سلم على ابن ابی طالب رضی الله تعالى عنه و صاحب راية الانصار سعد بن عبادة رضی الله تعالى عنه۔

یعنی نصی کرم میں جو کلمہ جمع ذکر حاضر کی ضمیر ہے اُسے وَاَنْتُمْ أَذَلَّةٌ حال واقع ہوا ہے۔ یہ ذلیل کی جمع ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اسی لئے اَذَلَّةٌ جمع قلت کا صیغہ فرمایا اور ذُلًّا لئلا جمع کثرت کا صیغہ نہ فرمایا تاکہ بتا دے کہ حضرات صحابہ بدر بین رضی اللہ تعالیٰ عنہم باوجود کمزور ہونے کے تھوڑے بھی تھے۔ اور اُن کی کمزوری تو یہ تھی کہ اُن کی حالت نازک تھی۔ ہتھیاروں سواروں اور مال کی کمی تھی۔ اور یہ بات یوں تھی کہ وہ حضرات مدینہ طیبہ سے چند آب کش اونٹوں پر برآمد ہوئے تھے کہ ایک ایک اونٹ پر کسی کسی آدمی وہ بھی باری باری آگے پیچھے سوار ہوتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ صرف ایک ہی گھوڑا حضرت سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اور وہی وہ پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے راہ خدا میں گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد فرمایا۔ اور نوے اونٹ تھے اور پچھتر بیڑاں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور اُن کی کمی یہ تھی کہ تین سو تیرہ مرد تھے۔ پچھتر مہاجرین اور دو سو ستینٹیس انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور اُن کے دشمن کثرت میں تھے کہ ایک ہزار کے قریب نبرد آزما تھے اور اُن کے ساتھ سو گھوڑے

تھے اور ہتھیار اور سختی سے جنگ کرنے کے سامان تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علمبردار حضرت سیدنا موسیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصار کے علمبردار حضرت سیدنا سعد بن ابی عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔

(وَأَنْتُمْ أَذَلَّةٌ) بقلة العدد و السلاح یعنی وَاَنْتُمْ أَذَلَّةٌ کے معنی یہ ہیں کہ تم تعداد اور ہتھیاروں کی کمی کے سبب کمزور تھے۔

علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں
 (بِقِلَّةِ الْعَدَدِ وَالسَّلَاحِ) اِیْ فَلَکُمْ لَکِنْ مَعَهُمْ
 اِلَّا ثَلَاثَةٌ اَفْرَاسٍ وَثَلَاثَةُ سِیُوفٍ وَكَانَ عَدَدُهُمْ
 ثَلَاثِمِائَةً وَثَلَاثَةَ عَشَرَ وَعِدَّةُ الْکِفَارِ مِائَةُ اَلْفٍ
 یعنی کمی تعداد کمی سلاح اس حد تک تھی کہ (ایک روایت کی
 بنا پر ان کے ساتھ صرف تین گھوڑے تھے اور تین تلواریں
 تھیں۔ اور ان کا شمار تین سو تیرہ تھا اور کفار کی گنتی ایک ہزار
 کے قریب تھی۔

سات تفسیروں کی یہ عبارتیں ہم نے پیش کر دی ہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک تفسیر میں اِذْلَّة کے معنی
 صرف یہی بتائے گئے ہیں کہ وہ حضرات تعداد کے اعتبار سے کم اور سامان جنگ کے لحاظ سے کمزور تھے ہرگز ہرگز کمزور
 کسی معتبر تفسیر میں مرتد ملہی پوری کے گڑھے ہوئے معنی حقیر اور رسوا و بے عزت نہیں بتائے گئے۔ یہ اس مرتد
 کے دل میں حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔ جو اس سے قرآن
 پاک کے ترجمے میں کھلی ہوئی تحریف کر رہی ہے۔

انہیں تفاسیر معتبرہ اہلسنت کی روشنی میں اس آیت کریمہ کا حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد
 اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ترجمہ فرمایا۔ "اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی
 جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔"

لله الحمد کہ ہمارے اس مختصر بیان سے کاشمیں فی نصف النهار واضح و آشکار ہو گیا کہ "تقویتہ
 الایمان" کی نجس عبارت کو معاذ اللہ صحیح ثابت کرانے کیلئے مرتد ملہی پوری کا قرآن پاک کی آیت کریمہ کو پیش کرنا
 ابلیسی فریب اور شیطانی کید ہے۔ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا

خامسا و عشرین — ہم پہلے کہہ چکے کہ محاورہ اُردو میں "ذلیل" کے معنی صرف رسوا حقیر بے عزت
 بے وقار ہی ہیں۔ لیکن زبان پاک عربی میں "ذلیل" چند معانی میں مشترک ہے۔ اس کے معنی بے عزت
 بیوقار بھی ہیں، اس کے معنی فرمانبردار و خدمتگار بھی ہیں، اس کے معنی نرم اور کمزور بھی ہیں، اس کے معنی خوش
 و خلق و مہربان بھی ہیں۔ اُردو زبان میں صرف پہلے ہی معنی کے سوا کسی اور معنی کیلئے لفظ "ذلیل" ہرگز نہیں
 بولا جاتا۔ لیکن مرتد ملہی پوری صاف لفظوں میں کھلم کھلا کہتا ہے کہ "ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔"
 اس مرتد کی اس گندی عبارت کا صاف صاف و آشکار مطلب یہی تو ہوا کہ قرآن پاک کی اطاعت فرما
 برداری کرنا ذلیل ہونا ہے۔ یعنی جو شخص قرآن پاک کی تھوڑی فرمانبرداری کرے گا وہ تھوڑا ذلیل ہوگا۔ اور جو
 شخص قرآن پاک کی بہت زیادہ فرمانبرداری کرے گا وہ بہت زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور جو شخص سارے جہان
 میں سب سے زیادہ فرمانبرداری قرآن پاک کی کرے گا وہ سارے جہان میں سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور

جو شخص قرآن پاک کی اطاعت و فرمانبرداری قطعاً بالکل ہی نہیں کرے گا وہ ذلت و رسوائی سے بالکل ہی بری رہے گا۔ آہ آہ آہ! یہ مرتد کیا بک رہا ہے۔ قرآن عظیم تو بتاتا ہے کہ قرآن پاک کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے علو و عزت پائیں گے۔ فرماتا ہے۔

اَنْتُمْ اَلْاَعْلٰوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
یعنی تمہیں سب پر بلند و بالا رہو گے اگر ایمان والے ہو گے اور فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ الْعَزِيزُ الرَّسُوْلُ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِاٰلِ
الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
یعنی اور اللہ ہی کیلئے عزت ہے اور اسکے رسول کیلئے اور ایمان لانے والوں کیلئے لیکن منافق نہیں جانتے۔

مگر یہ مرتد ملہی پوری امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کی محبت میں اس کی ملعون کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی حمایت میں صاف صاف قرآن عظیم کو جھٹلا کر معاذ اللہ قرآن کریم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے ہی کو ذلیل ہونا بتا رہا ہے۔ الا لعنة الله على من كذب كتاب الله او اهان رسول الله وصلى الله تعالى وسلم على رسولہ والہ وصحبہ ومن والاہ۔

سادسا و عشرین — سنی سائل سلمہ ربّہ نے ارغئے عثمان کے طور پر مرتد ملہی پوری کے گڑھے ہوئے ترجمے کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی اُس پر قہر الہی کا یہ جبل عظیم نازل فرمایا کہ ”آیت کریم کے ترجمے میں صرف ذلیل لکھا گیا ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں چار سے بھی زیادہ ذلیل موجود ہے۔ یہ لفظ قرآن پاک کی تابعداری میں لکھنا ہوا یا مخالفت میں“ — یعنی اسے مرتد ملہی پوری اگر ہم تیری مان ہی لیں اور فرض کر لیں کہ اذّٰلہ کا ترجمہ بقول تیرے ذلیل ہے تو بھی تیرے امام بد لگام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خدا کے سامنے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل لکھا اور تیرے گڑھے ہوئے ترجمے سے بھی تجاوز کیا۔ یہ قرآن پاک کی اطاعت ہوئی یا مخالفت — تو مرتد ملہی پوری بکھلا گیا اور اس قاہر وار سے یوں میر بجری کتر گیا — ”چونکہ میں اس کا جواب لکھ چکا کہ تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو لہذا غور کر لیجئے“ — سنی سائل سلمہ ربّہ نے پھر بھی مرتد کا بیچا نہ چھوڑا اور اس پر اس طرح واحد قہار جل جلالہ کا قہر توڑا کہ قرآن پاک کی تابعداری میں چار سے زیادہ ذلیل لکھنا کیسے مناسب ہو سکتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم نے چار سے زیادہ ذلیل نہ فرمایا ہی نہیں — اس کرے وار پر تو مرتد ملہی پوری رونے لگا۔ عجز و لاجوابی کے آنسوؤں سے یوں منہ دھونے لگا کہ — چونکہ ذلیل ہونا ثابت ہے سوال چار سے زیادہ ذلیل کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں تو کیا آپ ہرشی کو بالقرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں“ — یعنی اے سنی سائل آپ کو کنگو ہی جی کی چھوٹی آنکھوں کا واسطہ آپ کو تھا لوی جی کے امراض مخصوصہ کا واسطہ آپ

کافر اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر والا ہے۔ لیکن اردو میں مکر کے معنی صرف دھوکا اور فریب ہی ہیں۔ اسی لئے محاورات اردو میں مکر ہمیشہ برا اور عیب سے لیکن عربی محاورے میں مکر برا اور عیب بھی ہوتا ہے اور اچھا اور کمال بھی ہوتا ہے۔ امام ابو حامد اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ نے صریح محاورہ اردو میں ہر خلق کو بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان مطبوعہ مکتبائے پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵۲ پر اردو محاورے میں یہ ناپاک فقرہ لکھ کر کہ ”اللہ کے مکر سے ڈرا جائے“ اللہ قدوس سبحو جل جلالہ کی اہانت کی ہے۔ پھر کب اگر کوئی شخص یہی ترکیب اس مرتد ملہی پوری کی مان لے اور یوں کہتا پھرے کہ ملہی پوری صاحب ایک عجیب حیوان کے فرزند ایک انوکھے جانور کے بچے ہیں تو کیا اس مرتد کو اس کا گناہ سب و دشنام معلوم نہ ہو گا۔ کیا ملہی پوری مرتد اپنے باپ دادا کو اردو محاورے میں حیوان اور جانور کہنا ان کی تعریف و منقبت سمجھے گا۔ کیا بابا النجید اسماعیل دہلوی کی حمایت میں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھی بزبان اردو مکر کرنے والا بتا دے گا۔ کیا اردو زبان میں اللہ جل و علا کو مکر کرنے والا کہہ کر اس قدوس سبحو عز وجل کو بھی دھوکہ باز و فریبی ٹھہرائے گا۔ الا لعنة الله على الظالمین۔

سابعا و عشرین۔۔۔ اس کے بعد مرتد ملہی پوری عاجز و مہیوت ہو کر سنی سائل سلمہ ربہ کے ضرباتِ قاہرہ سے اپنی جان زاریوں بجاتا ہے کہ۔

”اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے خدا کے نزدیک۔ اب کوئی درجہ مقرر نہیں جس قدر بھی اپنے کو ذلیل سمجھا جاوے۔ چونکہ مخلوقات میں جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے عزت دیا۔ اس لئے اس معنی میں چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔“

اول تو یہ کہ شریعتِ مطہرہ میں عبادت کے معنی ہیں رضا کے معنی کوئی کام کرنا۔ اصطلاح شریعتِ مطہرہ میں معبود اس ہستی کو کہتے ہیں جو انتہائی تعظیم کا مستحق ہو۔ بدائتہ یا شرطاً ہر ہے کہ انتہائی تعظیم وہی تعظیم ہے جو ایسی ذات کے لائق ہو جو حسن ذاتی و احسان ذاتی و عظمت ذاتیہ کے ساتھ موصوف ہو۔ یہ تو مصطلحات شرعیہ ہیں جن کو مسلمان اپنے مذہبی دینی شرعی محاورات میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ لیکن مرتد ملہی پوری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل بتانے کے شوق میں صاف کہہ دیا کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا بس خدا کے نزدیک ہی عین عبادت ہے۔ اب اگر اس مرتد سے سوال کیا جائے کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے ہی کا خدا کے نزدیک عین عبادت ہونا کونسی آیتِ کریمہ سے ثابت ہے تو بچار پھر رونے لگے گا چیخ پڑے گا کہ ”کیا آپ ہر شے کو بالتصریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں“۔ جن مواضع و قریات میں برہمنوں راجپوتوں

کی کثرت ہے ان میں اب بھی چار جھنگلی پاسی وغیرہ تمام اچھوت اور شور اپنے آپکو ذلیل سمجھتے ہیں۔ مترد ملی پوری کے نزدیک وہ سب چار جھنگلی پاسی بھی خدا کی عین عبادت میں مشغول ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تینا و عشرين ————— وہ وہابی ہی کیا خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گھر گھر وند نہ کر لے۔ چنانچہ ملی پوری خود ہی کہتا ہے۔

”جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے عزت دیا۔“

جب اس کے دھرم میں اپنے آپکو ذلیل سمجھنا ہی خدا کے نزدیک عین عبادت ہے تو اب سوال یہ ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین نے اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہم وعلیٰ آلہ اجمعین نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو پھر سوال یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے والے انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو عزت عطا فرمائی یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو پھر سوال یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے جن محبوب بندوں کو عزت عطا فرمائی وہ حضرات اللہ تبارک و تعالیٰ کے عزت و جلالت عطا فرمانے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک عزیز و جلیل ہو گئے یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو جو حضرات اللہ تبارک و تعالیٰ کے عزت و جلالت عطا فرمانے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں ان کو خدا کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل بنانا اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبان کرام علی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کی اور خود اللہ تبارک و تعالیٰ کی بھی تو ہین ہے یا نہیں؟ اگر کہے نہیں تو کافر اور اگر کہے ہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ قرآن کی تابعداری میں چار سے زیادہ ذلیل ٹھہرا کر اور ایسا کہنے کو معاذ اللہ قرآن پاک سے ثابت بتا کر پھر بھی کافر۔ بے چارے کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہو گئے۔ ادھر سے بھی کافر ادھر سے بھی کافر۔ غرض کفر بھی وہابی پر عاشق ہے۔ کوئی پہلو بندے کسی کروٹ پر پلٹا کھائے مگر کفر ہے کہ کسی طرح وہابی کا بیچیا نہیں چھوڑتا۔ کذا لک العذاب وللعذاب الاخرة اکبر لوکانواعی لمونہ وذلہ الحجۃ البالغۃ۔

تینا و عشرين ————— ہر ادنیٰ سمجھ والا جانتا ہے کہ اپنے آپکو ذلیل سمجھنا تو وضع ہے۔ او دوسرے کو ذلیل سمجھنا یا کہنا اس کی تو ہین ہے۔ گنگوہی جی رشید احمد صاحب نے اپنے شاگرد و مرید و خلیفہ انبیٹھی جی خلیل احمد صاحب کے نام سے نایاک کتاب ”براہین قاطعہ“ تصنیف کی اور اس کے آخر میں اس کو من اولہ الی آخرہ بغور دیکھ لینے کے بعد اس کے ایک ایک حرف کی تقریظ اپنے مہر و دستخط کے ساتھ لکھی۔ اسی تقریظ میں اپنے آپ کو ”احقر الناس خادم الطلبة بندہ رشید احمد گنگوہی“ لکھا

اس کو تو وہابی اپنے پیشوا گنگوہی کی تواضع بتائیگا۔ لیکن مرتد ملہی پوری پر لازم ہے کہ وہ اپنی دلیل ذلیل کے مطابق خود اپنے منہ سے بھی کہے کہ گنگوہی اہقر الناس تھا اور اہقر الناس کے معنی میں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ ذلیل۔ اور حکم قرآن عظیم کوئی ایمان والا ذلیل نہیں واللہ العزۃ ولسولہ وللہ المؤمنین۔ تو حقیقتہً اہقر الناس وہی ہوگا تو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ کافر ہو۔ تو مرتد ملہی پوری پر لازم ہے کہ وہ اپنی دلیل علیل کے مطابق خود اپنے منہ سے یہ بھی کہے کہ گنگوہی الکفر الناس تھا۔

امید ہے کہ ہمارے اس مختصر سا ذکر کر دینے کے بعد مرتد ملہی پوری کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا ذلیل کہنا تواضع ہے اور کسی دوسرے کو ذلیل کہنا اس کی توہین ہے۔

بالفرض ہم پھر مرتد ملہی پوری کی مان بھی لیں کہ حضرات محبوبانِ خدا علی سیدہم وعلی آلہم علیہم الصلاۃ والسلام والثناء نے اپنے آپ کو خدائے تبارک تعالیٰ کے سامنے ذلیل سمجھا تو یہ ان کی تواضع تھی۔ اور بقول ملہی پوری کے یہ ان حضرات کی طرف سے اپنے رب کی عین عبادت تھی۔ اور ان کی شانِ عبودیت تھی۔ لیکن امام الوہاب نے جو اپنے منہ سے انبیاء و مرسلین کو اور خود حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلی آلہم اجمعین کو خدائی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل بتایا اور مرتد ملہی پوری نے اس قول بدتر از بول کو معاذ اللہ قرآن عظیم کی آیت سے ثابت ٹھہرایا۔ یہ ان حضراتِ عالیات علی سیدہم وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زبردست توہین شدید اہانت ہوئی۔ واللہ الحجۃ القاہرہ۔

ثلاثین۔۔۔۔۔ آگے چل کر جو مرتد ملہی پوری کو کفر و ارتداد کی تیز و تند چڑھی تو کھلے لفظوں میں کہتا ہے کہ۔۔۔ اس لئے اس معنی میں چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔۔۔ اس نجس عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ "جن حضرت نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا ان کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی۔ اس لئے نبیوں اور رسولوں کو اور ان سب کے سردار حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ آہ آہ یہ مرتد ملہی پوری بارگاہ رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحمیۃ میں کیسی کھلی ہوئی گندی گالی بک رہا ہے۔ اور بجمال شقاوت کیسا کھلا ہوا کفر و ارتداد بک رہا ہے کسی چیز کا عین وہی ہوتا ہے جس کے بغیر اس چیز کا وجود ہی نہ ہو سکے۔ اس طرح کہ اگر وہ ہو تو وہ چیز موجود ہو اور وہ نہ ہو تو وہ چیز موجود نہ ہو۔ جیسے قرآن پاک پر کامل اور سچے طور پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔ جو ایسا کرے وہی مسلمان ہے اور جو ایسا نہ کرے وہی کافر ہے۔ اس مرتد نے انبیاء و مرسلین علی سیدہم وعلیہم وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ چار سے ذلیل سمجھنا ہی عین عبادت ٹھہرایا۔ تو اس مرتد نے نماز روزہ حج زکوٰۃ تلاوت قرآن کے عبادت ہونے کو ہر

سے باطل بتادیا۔ اس کے دھرم میں انبیاء و مرسلین علی سیدہم وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل سمجھنے کے سوا کوئی اور کام قطعاً عبادتِ خدا ہے ہی نہیں۔ کذا لک یطیع اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔ اس مردک کی نجس دلیل کا مطلب صاف طور پر یہ ہوا کہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے جن بندوں کو عزت عطا فرمادیتا ہے وہ بارگاہِ الہی سے عزت و عظمت عطا ہونے کے بعد بھی چار سے زیادہ ذلیل ہی رہتے ہیں۔ دربارِ الہی سے اُن کو عزت و عظمت حاصل ہو جانے کے بعد بھی اُن کو چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہی رہتا ہے۔ یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کا اپنے کسی محبوب کو عزت و عظمت عطا فرمانا بھی اس کو چار کے برابر بھی نہیں بلکہ چار سے بھی زیادہ ذلیل ہی رکھتا ہے۔ تو یہ خود اللہ عزوجل کی بھی کیسی شدید توہین ہے کہ اس کے عزت عطا فرمانے سے اُس کے کسی محبوب بندے کو عزت مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب بندے کو لاکھ عزتِ جلالت عطا فرمائے پھر بھی وہ چار سے زیادہ ذلیل ہی رہتا ہے۔

کسی دیندار سُنی مسلمان کو ملہی پوری کے ایسے ناپاک اقوالِ خبیثہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی کیا اُس کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
 حادیا وثلثین۔ مرتد ملہی پوری آگے چل کر پھر اپنے کفر و ارتداد پر پردہ ڈالنے کی سعی نا کام کرتا ہوا کہتا ہے۔

”ہاں اگر اس معنی سے کہ جیسا کہ چار ذلیل ہے اور مالک عزت نہیں کرتا ہے تو البتہ ایسا سمجھنا جائز نہیں۔“
 ہم ثالثا کے ماتحت مولوی رشید احمد گنگوہی کی عبارت پیش کر چکے۔ اس میں گنگوہی جی صاف طور سے اسی چار سے زیادہ ذلیل والی عبارت کا مطلب گڑھتے ہوئے اللہ تبارک تعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مقابلہ کو شاہنشاہ اور چار کے مقابلے کے ساتھ تشبیہ و تکریم بتاتے ہیں کہ جو نسبت چار کو شاہنشاہ کے ساتھ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے اس نسبت کو ”عزت برابری“ کی اور ”مساوات“ ٹھہرا دیا۔ اس کا ردِ قاہر تو وہیں ثالثا کے تحت میں ملاحظہ فرمائیے۔ کہنا یہ ہے کہ گنگوہی جی کی اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہو گیا کہ جیسا شاہنشاہ کے سامنے چار ذلیل ہے اور چار کی عزت شاہنشاہ نہیں کرتا ہے اسی معنی میں اہم الوہاب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خدا کی شان کے آگے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل کہا ہے۔ مگر مرتد ملہی پوری کی شقاوت ملاحظہ ہو کہ ایسا سمجھنے کو بھی کفر نہیں بتاتا، گمراہی نہیں ٹھہراتا، اُس پر حرام ہونے کا بھی فتویٰ نہیں لگاتا۔ بلکہ کہتا ہے کہ ”ایسا سمجھنا جائز نہیں“ کہ مکروہ تحریمی پر بھی ناجائز ہونے

کا اطلاق آتا ہے۔ یہ ہے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی طرہ فداری۔
والعیاذ باللہ الباری۔

تانیہ و ثلثین۔ اس کے بعد سنی سائل حفظہ ربہ تعالیٰ نے براہ تواضع اپنے آپکو ذلیل سمجھنے اور
براہ توہین دوسرے کو ذلیل سمجھنے کے درمیان فرق دکھا کر مرتد ملی پوری پر فرار کا راستہ بند نہیں فرمایا۔ بلکہ جس نئی گلی میں فرار
کر کے ملہی پوری نے اپنی جان کو بچا یا سنی سائل سلمہ ربہ نے اس کے پیچھے اسی گلی میں اپنے توہین رد و باطل
کو دوڑایا۔ چنانچہ سوال کر لیا کہ "ساری مخلوقات میں شیطان لعین وقارون و ہامان و ابو جہل و فرعون بھی ہیں۔
کیا ان خبیثا و ملعون سے بھی اپنے کو ذلیل سمجھنا کیا ہے۔ آیا یہ بھی عین عبادت ہے۔" اس سوال کا
مطلب صاف ہے کہ شیطان ملعون کو دنیا میں دوڑنے دھوپنے و سوسہ ڈالنے ایک وقت میں تمام بنی آدم
کے ساتھ رہنے، ان کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑنے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل
اقدس کے سوا جس شکل میں چاہے متشکل ہو جانے کا اقتدار و اختیار حاصل ہے۔ قارون کو دولت دنیا کے
اس قدر خزانے دیئے گئے تھے کہ بڑے بڑے زر دست کئی پہلوان صرف ان کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے۔
فرعون کو بادشاہت، ہامان کو اسکی وزارت عظمیٰ، ابو جہل کو سردار قریش کی سرداری حاصل تھی۔ ان ملعونوں کو
جو کچھ بھی ذلت و حقارت ہے وہ بحکم شریعت مطہرہ صرف ان کے ارتداد و کفر و شرک ہی کی وجہ سے ہے۔ تو ان
خبیث ملعونوں سے بھی زیادہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا، بحکم شریعت مقدسہ اپنے آپ کو ان ملعونہ و خبیثا سے بھی
زیادہ کافر سمجھنا ہے۔ اور اپنے آپ کو کافر سمجھنا، بحکم شریعت اسلامیہ درحقیقت کافر ہونا ہے۔ والعیاذ
باللہ تعالیٰ۔

سنی سائل سلمہ ربہ کو خیال تھا کہ اس سوال کے جواب میں منہ بھاڑ کر ہاں کہتے ہوئے شاید ملہی پوری
مرتد کچھ خوف کرے گا، جھجکے گا، ڈرے گا۔ مگر واہ رے جیوٹ منچلے بہادر کہ پھر کھلا ہوا کفر بکتے ہوئے ذرا
بھی نہ گھبرایا۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ بھی نہ شرمایا۔ بلکہ صاف صاف
یہ کفری جواب تحریر میں لایا کہ۔

"بحیثیت نفس ملعونہ یعنی نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں۔"

اس ملعون جواب کا کھلا ہوا مطلب یہی ہوا کہ اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و
ابو جہل سے بھی زیادہ کافر سمجھنا ٹھیک ہے۔ ایسا سمجھنے میں کوئی حرج اور کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما کان للمشركين ان يعمروا مسجدا لله یعنی مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود

شہدین علیٰ انفسہم بالکفر اولئک حبطت اعمالہم و فی النار ہم خالدون ۵ اپنے کفر کی گواہی دے کر ان کا تو سب کیا دھرا کا رت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اس آیت کریمہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو کافر سمجھنے اپنے کافر ہونے کی گواہی دے وہ خود کافر ہے۔

مرتد ملہی پوری نے اس عبارت ملعونہ میں اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے بھی زیادہ ذلیل یعنی ان سے زیادہ کافر سمجھنا یعنی کافر ہو جانا، جائز بلا مضائقہ بتا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اتنا سب کچھ یک دینے کے بعد بھی سنی سائل سلمہ ربہ کے سوال کا جواب تو نہیں دے سکا۔ سوال تو یہ تھا کہ ”آیا یہ بھی عین عبادت ہے۔“ جواب میں صاف صاف ”ہاں“ نہیں کہہ سکا۔ بلکہ کہتا ہے کہ ”ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں“ کیا مرتد ملہی پوری کے دھرم میں ہر وہ کام جس میں کوئی مضائقہ نہ ہو عین عبادت ہوا کرتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہر مباح کام جس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہ ہو اس کے نزدیک عین عبادت ہے۔ والاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

مثلاً وثلثین۔۔۔۔۔ سنی سائل سلمہ ربہ نے اس کھلے ہوئے ردِ قاہر سے اعراض فرماتے ہوئے اُس پر ایک یہ سوال قائم فرمایا کہ ”نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔“ یعنی اپنے نفس کی بدی کو تصور کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے زیادہ ذلیل، یعنی ان ٹھٹھا و ملاعت سے زیادہ اپنے آپ کو کافر سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔ مرتد ملہی پوری اس سوال سے گھبرا گیا اور جواب سے پہلو بچا لیا۔ کہتا ہے۔

”کیا نفس بد اچھا ہے سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے نفس کی خواہشات کی برائی سارے قرآن عزیز میں بھری پڑی ہے۔ پڑھئے سورہ بقرہ۔“

چلے چھٹی ہو گئی، جواب ہو گیا۔ یعنی عقل و حیا دین و دیانت سب کو نفس بد کا اچھا نہ ہونا نفس کی خواہشات کی برائی کا قرآن عظیم میں جا بجا بار بار بیان فرمایا جانا بس یہی اس بات کی دلیل بن گئی کہ اپنے آپ کو شیطان ملعون و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے بھی بدتر و اکفر سمجھنا جائز ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کوئی شخص یوں کہے کہ مرتد ملہی پوری حیوانِ ناہق ہے اور اُس کی دلیل یہ ہے کہ زمین گول ہے۔ اور بات یہی ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت کو ان کے عقائدِ حقہ کی بنا پر بے علم، بے عقل، بے وقوف بتانے والے بحکم قرآن عظیم خود ہی بے علم، بے عقل، بے وقوف ہیں۔ الا انہم هم السفہاء و لکن لا یعلمون ہ بیچارہ رونے لگا، عجز و گریز کے آنسوؤں سے منہ دھونے لگا کہ۔

”کیا نفس بد اچھا ہے، سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے۔“

اب کون اس مردک ملہی پوری سے کہے کہ او بے دین یہ تو کس کے سوال کا جواب دے رہا ہے۔ نفس بد کو اچھا کون بتا رہا ہے، نفس کی خواہشات کی برائی کا کون انکار کر رہا ہے۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ نفس بد کا تصور کر کے اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے بھی ذلیل تر و کافر تر سمجھنے کا بلا مضائقہ جائز ہونا کس دلیل سے ثابت ہے۔ جواب میں کوئی دلیل نہ دے سکا۔ بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہوئی کہ ”سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے یہی دلیل ہے“۔ یہ دلیل تو اس مرتد ملہی پوری سے سیکھ کر ہر کافر، ہر مشرک، ہر بے دین اپنے کفر اپنے شرک اپنی بے دینی کے معاذ اللہ حق و صحیح ہونے پر بھی دے سکتا ہے۔ اور پھر بے تمیزی تو دیکھئے۔ لکھنا تو یہ تھا کہ نفس کی خواہشات کی برائی کے بیانات سدا قرآن عزیز بھرا ہوا ہے۔ اس کے بدلے یہ ناپاک فقرہ لکھ مارا کہ ”نفس کے خواہشات کی برائی سارے قرآن عزیز میں بھری پڑی ہے“۔ یعنی قرآن عظیم ہی کو معاذ اللہ نفس کی خواہشات کی برائیوں کا محسوس عیب بتا دیا۔

الا لعنة الله على الكافرين

رابعاً وثلثین — سنی سائل سلمہ رب نے پھر اس پر ایک اور قہر زرد فرمایا کہ قرآن پاک کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ لہذا قرآن پاک سے ثابت کیجئے کہ ساری مخلوقات سے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے حتیٰ کہ شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل وغیرہ سے بھی۔ مرتد ملہی پوری اس کے جواب میں قرآن عظیم پر افتراءات خبیثہ و بہتانات مبہمہ کے پھنکے بے تحاشا اڑانے لگا۔ کہتا ہے۔

”یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضوکم من ضل اذا اٰھدیتوہ لے ایمان والو اپنے نفس خبیث سے خبردار ہو جاؤ۔ اگر تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے تو تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“ معلوم یہ ہوا کہ شیطان لعین سے زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا تو انسان کا نفس بد ہے۔ غور کیجئے۔“

حالانکہ مردک ملہی پوری نے جو آیت کریمہ پیش کی ہے اس کا ترجمہ صرف اسی قدر ہے۔ ”اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو، تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا، جب کہ تم راہ پر ہو“۔ علیکم اسم فعل ہے جسکے معنی میں لازم پکڑو۔ انفسکم مضاف مضاف الیہ سے مل کر اس کا مفعول یہ ہوا۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہوا کہ اپنے نفسوں کو لازم پکڑ لو۔ اور با محاورہ ترجمہ یہ ہوا کہ تم اپنی فکر رکھو۔ لیکن مرتد ملہی پوری نے پہلا افتراء قرآن پاک پر یہ بڑا اک آیت مبارکہ کے ترجمے میں اپنے نفس کے ساتھ اپنے نفس خبیث کی طرف سے لفظ ”خبیث“ بڑھا دیا۔ اور دوسرا افتراء قرآن عظیم پر یہ باندھا کہ علیکم کا ترجمہ ”خبردار ہو جاؤ“ بنا دیا۔ تیسرا بہتان عظیم قرآن کریم پر یہ لکھا کہ اھدیتوہ کا ترجمہ ”تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے“ گڑھ دیا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ صرف اسی قدر

ہے کہ تم راہ پر ہو گئے۔ چوتھا بہتان قرآن عظیم پر یہ تراشا کہ مَنْ ضَلَّ کا ترجمہ ”کوئی“ کر دیا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ صرف اتنا ہی ہے کہ ”جو گمراہ ہوا“۔ پانچواں افتراء قرآن پاک پر یہ اُٹھایا کہ یہ سراسر من گڑھت ترجمہ لکھ کر جھٹ لکھ دیا کہ ”معلوم ہوا کہ شیطان لعین سے خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفس بد“۔ اس عبارت کا کھلا ہوا مطلب یہ ہوا کہ قرآن عظیم کی یہ آیت کریمہ تبارہی ہے کہ ہر ایک انسان کا نفس شیطان لعین سے بھی زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ حالانکہ یہ افتراء مضمون نہ قرآن عظیم میں نہیں ارشاد ہے نہ کسی آیت کریمہ کا مفاد ہے۔ نہ کسی آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ مراد ہے۔ مسلمانان اہلسنت ملاحظہ فرمائیں کہ اُن کے مالک و آقا سرور و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین و تنقیص کرنے والا قرآن عظیم پر افتراءات ملعونہ کے کیسے کیسے سُور نکلتا ہے۔ پھر بھی اپنے مدعاے باطل پر دلیل لانے کے قاہر مطالبے کا جانگسل پہاڑ اُس کی کھوپڑی پر سے نہیں ٹلتا ہے۔ اب دیکھئے قرآن عظیم کی سرکار سے قرآن پاک پر افتراء کرنے والوں کیلئے کیا حکم نکلتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما یفتویٰ الذین لا یؤمنون بایت اللہ
واولئک ہم الذکابون
یعنی جھوٹ بہتان وہی باندھے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

قل ان الذین یفترون علی اللہ الذکب لا ینفعون
متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعهم ثم نذیقهم
العذاب الشدید بما کانوا یکفرون
یعنی تم فرماؤ جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا۔ دنیا میں کچھ بُرت لینا ہے۔ پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب چکائیں گے بدلہ اُن کے کفر کا۔

مُسلمی پوری اپنے اُن پانچوں افتراءات کے صحیح ہونے پر اپنی بُرہان لائے۔ ورنہ حکم قرآن پاک اپنے کافر مرتد ہونے پر ایمان لائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خامسا دثلثین — سنی سائل سلمہ رب نے اُن افتراءات شنیعہ و بہتانات قطعہ سے قطع نظر فرماتے ہوئے ایک ایسا سوال فرمایا جس کے جواب میں اگر ملہی پوری مردک کے دل میں رائی کے دانے کے ہزار ویں حصے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو فوراً حق قبول دیتا۔ ملاحظہ ہو — ”سوال یہ ہے انبیاء کرام کے نفس کو آپ کیا سمجھتے ہیں، خصوصاً سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس پاک کو“۔ اس سوال کا صاف واضح مطلب یہ تھا کہ او مردک ملہی پوری اگر تیرے افتراءات لعینہ پر پانچوں مرتبہ تیری مان ہی لی جاتی تو بھی زیادہ سے زیادہ صرف اسی قدر تو ثابت ہو سکتا کہ عام مومنین کو ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے ہوشیار رہو۔ تم اگر نفس کے بہکانے سے بچے رہے تو تمہارا کوئی کچھ نہ لگاڑ سکے گا۔ اور یہ بھی فرض کر لیا جاتا کہ شیطان ملعون سے بھی زیادہ خبیث اور اس سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے والا نفس بد ہے

تو پھر بھی کیا ہوتا۔ ان غلیظ افتراؤں کی نجات تیرے کھالینے کے بعد بھی تو تیرا کال نہیں کٹتا۔ تیرے امام بگلام کی عبارتِ نجمہ میں صرف مومنین ہی کو خدا کی شان کے آگے چار سے زیادہ ذلیل نہیں بتایا گیا ہے۔ بلکہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا کہہ کر تمام انبیاء و مرسلین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو بھی خدا کے سامنے معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اطلاقا شرعیہ میں الذین امنوا بالمومنین جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے صرف امتی ہی مراد ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس اطلاق میں مراد نہیں ہوتے۔ پھر حضور سید المرسلین تو حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین، قرآن عظیم اُس عورت کا جو اپنے نفس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذر کرے اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اگر اُس سے نکاح فرمانا چاہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے حلال ہونا بیان فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔

خالصة لك من دون المؤمنين ○ یعنی یہ خاص تمہارے لئے ہے ایمان والوں کیلئے نہیں۔

آیت کریمہ سے روشن ہو گیا کہ اطلاقا شرعیہ میں ایمان والوں سے امت ہی مراد ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

الذی اولیٰ بالمومنین من انفسهم وازواجه
امہتہم ○ یعنی یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اُسکی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔

آیت مبارکہ نے بتا دیا کہ ایمان والے سب مملوک ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن کے مالک ہیں۔ ایمان والے سب کے سب بیٹے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ازواج مطہرات جنہی اللہ تعالیٰ چاہے ان کی مائیں ہیں۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن کے ایمانی و روحانی باپ ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اولیٰ الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وھذا
النبی والذین امنوا واللہ ولی المومنین ○ یعنی بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو اُن کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا ولی اللہ ہے۔

آیت مقدسہ سے واضح و روشن ہو گیا کہ اطلاقا شرعیہ میں الذین امنوا سے مراد امت ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ
الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ
یعنی اے ایمان والو حکم اللہ کا اور حکم مالوں رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر

والیوم الاخر ذالک وخیر واحسن تاویلا ○ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اسکا انجام سب سے اچھا۔

آیت مقدسہ نے صاف بتا دیا کہ الذین امنوا پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔ مومنین محکوم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاکم ہیں۔ ایمان والے فرمانبردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمان روا ہیں۔ آیت کریمہ اولی الامر کے ساتھ منکر کی قید لگا کر افادہ فرمایا کہ امام امیر بادشاہ، حاکم، قاضی اور عالم دین یہ سب تو مسلمانوں ہی میں سے ہیں۔ لیکن الرسول کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ جس طرح اطیعوا اللہ فرمایا اسی طرح اطیعوا الرسول فرمایا۔ یعنی بتا دیا کہ جس طرح ایمان ذاتی و ایمان قدیم اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی صفت خاصہ ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اللہ تبارک تعالیٰ کا نام بھی ”مومن“ بتایا ہے لیکن پھر بھی اصطلاح شرعی میں خود اللہ عزوجل الذین امنوا میں ہرگز داخل نہیں، بلکہ ایمان والے اُس کے بندے اور وہ ایمان والوں کا معبود ہے۔ اسی طرح تمام مخلوقات کے ایمانوں سے اسبق و اقدم و افضل و اعلیٰ ایمان حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی صفت خاصہ ہے۔ اور اسی لئے قرآن عظیم نے حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بھی امن الرسول بما انزل الیہ من رب یعنی رسول ایمان لایا اس پر جو اُس کے رب کے پاس سے اُس پر اترا۔ لیکن پھر بھی مصطلحات شرعیہ میں خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذین امنوا میں ہرگز داخل نہیں۔ بلکہ ایمان والے سب کے سب محکوم و فرمانبردار ہیں۔ اور حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن سب کے حاکم و آقا و فرمانروا ہیں۔ قال اللہ تبارک تعالیٰ۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

قرآن عظیم میں الذین امنوا فرما کر صرف اُمت کو مراد لیا گیا ہے۔ اور جہاں کہیں قرآن پاک میں ”یا ایہا الذین امنوا“ فرما کر ایمان والوں کو مخاطب فرمایا گیا ہے۔ تو وہاں اس لفظ سے صرف حضور اقدس سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت مرعومہ ہی کو خطاب مشرف فرمایا گیا ہے۔ اور مردک ملھی پوری تیری ان خباثتوں شرارتوں لواطتوں ضلالتوں کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ صرف اتنا ہی ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ تم اُمتی خدا کی شان کے آگے چار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ پھر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اور خود حضور سید المرسلین علیہم السلام علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی خدا کی شان کے آگے معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل ہونا کہاں سے ثابت ہوگا۔ اس کے جواب میں مرتد ملھی پوری ”قدم کفر پیشتر بہتر“ سمجھتے ہوئے کھلم کھلا یوں کفریات ملعونہ خبیثہ وارتداد لعینہ وٹیسہ بکتا ہے کہ۔

”سردار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور دعا پڑھی اللھم انی ظلمت نفسی

ظلم اکثر اولاً یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحم فی ذلک
 انت الغفور الرحیم معلوم ہوا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفسِ خبیث سے ہوشیار رہتے
 تھے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ البتہ نبی علیہ السلام معصوم و بے گناہ ہیں۔ اسلئے آپ سے
 کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتی۔ مگر نبی علیہ السلام اپنے تقویٰ و طہارت و بزرگی کی وجہ سے اپنے نفسِ
 خبیث کو خبیث سمجھتے تھے۔ شق صدر ہوا۔ آپ کا سینہ مبارک چاک ہوا۔ اور آپ کو بے گناہ بنایا اللہ
 تبارک تعالیٰ نے، لہذا اس معنی کر یعنی بحیثیت نفسِ تارہ ضرورتاً اپنے پروردگار کے سامنے اپنے کو ذلیل سمجھتے تھے چونکہ
 اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات لم یزل ولا یزال ہے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محدود ہے۔ لہذا
 سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ سے کم ہیں۔ البتہ ساری مخلوقات
 سے بڑھ کر ہیں۔ خدا کے بعد آپ کا درجہ ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔“

حضور اقدس سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے جو دعائے مبارک جو مرتد ملہی پوری نے
 نقل کی اُس کا ترجمہ صرف اس قدر ہے کہ ”اے اللہ بیشک میں نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی اور گناہوں
 کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشا، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحمت فرما بیشک تو ہی بڑا بخشنے
 والا مہربان ہے۔“ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دعائے مبارک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم نے اپنے
 غلامانِ بارگاہِ بندگانِ درگاہ یعنی اپنے اُمتیوں کو تعلیم فرمانے کیلئے ارشاد فرمائی ہے۔ کسی کی تعلیم کیلئے جو کلمات تلقین
 کئے جائیں اُن کے پہلے قولوا محذوف ہوا کرتا ہے (یعنی ایسا کہو) اور اس محذوف قولوا کو منقوی و مراد کہتے
 ہوئے ہی وہ کلمات اس تلقین کرنے والے کا کلام ہوا کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی
 یا رسول اللہ! ہم اپنے رب کی حمد کس طرح کریں۔ اس پر اپنے محبوب سیدنا محمد و احمد و محمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ
 وسلم کی اُمت کو جن کا لقب اُس نے اپنی اگلی کتب مقدسہ میں ”مُحَادِّین“ رکھا تھا اپنی حمد تلقین فرمانے کے لئے سورۃ
 الحمد یعنی سورۃ فاتحہ نازل فرمائی۔ اُس کی ابتداء میں بھی وہی لفظ قولوا محذوف ہے۔ یعنی میری حمد میں
 اس طرح اپنے لب کھولو۔ میری تعریف میں میرے تلقین فرمائے ہوئے یہ کلمات بولو۔ اسی سورت مقدسہ میں فرمایا
 گیا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم
 غیر المعضوب علیہم ولا الضالین ہ یعنی ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا۔
 راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

مرتد ملہی پوری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی توہین کیلئے حضور علیہ علی آلہ
 الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اُمت کو تلقین فرمائی ہوئی دعا کو بغیر لفظ قولوا کو مراد لیتے ہوئے معاذ اللہ خود حضور

علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کلام ٹھہرا کر عیاداً باللہ سبحنہ و تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہی کے نفس اقدس کو (آہ صد آہ ہزار آہ بلکہ بے شمار آہ کہ) نفسِ نبیت بتا دیا۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی بغیر اس کے پہلے لفظ قولو اُمّ مقدّر مانے ہوئے کہہ دے گا کہ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود ہی کو بوجہ تھا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود ہی سے مدد مانگتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود سے سیدھا راستہ چلانے کی طلب کرتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہاں تک فقیر لکھ چکا تھا۔ اس کے بعد حدیث شریف دیکھی تو اُس میں حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ۔

قال قلت یا رسول اللہ علمنی دعاء ادعوا بہ فی صلاتی۔ یعنی فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔

قال قل اللہم انی ظلمت نفسی ظمًا کثیرًا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرتہ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔ (رواہ البخاری والمسلم عن سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما فی الانشعۃ اللامعات للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وایضاً رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ کما فی الحصن الحصین للامام محمد بن الجزری الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ثابت و ظاہر روشن و باہر ہو گیا کہ مرتد ہی پوری نے جو دعا لکھی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے خود اپنی ذات اقدس کی طرف سے انشاء پر گز نہیں فرمائی بلکہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابی بکر الصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی۔ سورہ فاتحہ شریف کی ابتدا میں تو قولو اُمّ کہہ لفظ میں موجود نہیں مقدّر ہی ہے۔ لیکن حدیث شریف میں اس دُعائے استغفار سے پہلے تو صاف لفظ موجود ہے "قال قل" یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اپنے یا رفیع صاحب الاسرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اس طرح نماز میں دعا کیا کرو۔ افسوس کہ حضور سید اصحاب النفوس مطمئنہ القدسیہ علیہ علی آلہ و صحبہ الصلوٰۃ والسلام والتحمیہ کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفسِ امارہ و نفسِ نبیت بتانے کے اندھا دھند ملعون جوش میں "وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت یا رسول اللہ علمنی دعاء ادعوا بہ فی صلاتی قال قل" اس پوری لمبی عبارت کو نکل گیا۔

اور اس دلعنے استغفار کو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی انشا فرمودہ دعا بتانے پر کیسی
افترا پر دازیوں کے ساتھ چل گیا۔ اور اسلام و سنت کے دائرے سے صاف نکل گیا۔

سُنی بھائیو! ان وہابیوں، نجدیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں سے ہوشیار!! یہ تمہاری سنت کی
تاک میں ہیں۔ مسلمان بھائیو! خبردار! یہ وہابیہ نجدیہ وغیرہ مقلدین دیوبندیہ اپنے حلقہ ترویج و اقربائیں
تمہاری مسلمانی پھانسا چاہتے ہیں۔ ولنعمر ما قال مرشدنا المجید الاعظم الدین والملة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۵

سوناجنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاپرائیں وہ چور بلا کے ہیں تیری گھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
سوناپاس ہے سونابن ہے سونازہر ہے اٹھ پیار تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نہ رالی ہے
آنکھیں ملنا جھنجلا پڑنا لاکھوں جا ہی انگریزی نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ کالی ہے

ثبتنا اللہ تعالیٰ وایاکو معشر اهل السنة والجماعة بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا
وفی الآخرة بحرمۃ حبیبہ صاحب المعجزات القاہرة ذی الآیات الباہرة علیہ وعلیٰ الہ
واصحابہ وابنہ الغوث الاعظم و احزابہ صلوات اللہ الناکیۃ وتسلیماتہ الطاہرۃ امین۔
سادسا وثلثین ————— یہاں پر بھی بالفرض اگر مرتد ملے پوری دیوبندی ہی کی پھرمان لی جائے

اور فرض کر لیا جائے کہ خود حضور اقدس سید عالم سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے رب کریم
عز و علا کی بارگاہ میں انشا ہی یہ صلیغہ استغفار عرض کیا تو بھی اس صلیغہ استغفار سے استناد کر کے جو شخص
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ اپنی جان پر بڑا ظلم کرنے والا کہے گا۔ وہ بدگو
بدگام یقیناً قطعاً بحکم شریعت مطہرہ کفر قطعی وارتداد یقینی کے دریائے ہلاک میں بہے گا۔ امام قاضی عیاض
رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فما یجب علی المتکلم ان یلتزم الواجب من
توقیرہ وتعظیمہ ویراقب حال لسانہ ولا
یہملہ فاذا اخذ فی ابواب العصمة تحری
احسن اللفظ وادب العبارة ما امکنہ و
اجتنب بشیع ذالک و ہجر ما یقبح کلفظة
المعصية۔
یعنی بولنے والے پر جو امور واجب ہیں ان میں سے یہ بھی ہے
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم و
توقیر جو واجب ہے اس کا التزام رکھے۔ اور اپنی زبان کی
حالت کی نگہداشت کرے اور اُسے بے لگام نہ چھوڑے
تو جب عصمت کی بحث میں گفتگو کرنے لگے، بہترین کلمات
سوچ سمجھ کر ادا کرے اور آداب تقریر کا جہاں تک اُس سے

ہو کے لحاظ رکھے اور ناگوار کلمات بُرے الفاظ سے قطعاً پرہیز کرے جیسے معصیت (یعنی گناہ اور ظلم) کا لفظ ہے۔
پھر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والمعنی لا ینسب شیئاً منها وامثالها الیہ و
الی غیرہ من الانبیاء علیہم السلام ولا یتند
الی ما ورد فی حقہم من قولہ تعالیٰ وقولہ
علیہ الصلاۃ والسلام فان ینتہ ولسولہ
ان یعبروا بما نشاء فی حق من نشاء
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد اس قسم کے کلمات پر مشتمل وارد ہوا ہے ان سے ہرگز دلیل نہ لائے کیونکہ
اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حق ہے کہ وہ جس کیلئے چاہیں جیسی عبارت چاہیں ارشاد فرمائیں
حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القدسی "حدیقہ ندیہ" شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔
الحق انا نوئن بما ورد من ذلك فی الكتاب و
السنة مع تنزیہہ ساحتہم ما نفہمہ من
العصیان۔
یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ معصیت و گناہ و ظلم و ذنب
اور ان کی طرح اور الفاظ سے کسی لفظ کی نسبت حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف یا انبیائے
کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کسی کی طرف ہرگز نہ گئے
اور ان کے حق میں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان یا حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد اس قسم کے کلمات پر مشتمل وارد ہوا ہے ان سے ہرگز دلیل نہ لائے کیونکہ
اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حق ہے کہ وہ جس کیلئے چاہیں جیسی عبارت چاہیں ارشاد فرمائیں
حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القدسی "حدیقہ ندیہ" شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔
یعنی حق یہی ہے کہ اس قسم کے جو کلمات قرآن و حدیث میں
وارد ہوئے ہیں ان سب پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور اس پر
بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ان الفاظ کے ظاہر سے گناہ جو

ہماری سمجھ میں آتا ہے اُس سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سرکاریں پاک و منورہ ہیں۔

پھر یہی حضرت سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مطالب و فیہ" شریف میں فرماتے ہیں۔
یعنی متشابہات جو کلام الہی و حدیث نبوی میں وارد ہیں دو قسم
ہیں۔ پہلی قسم وہ متشابہ ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ کی شان میں
وارد ہوا ہے۔ اور اسکی تفصیل اور اس کے متعلق علمائے اسلام
کے اقوال کا بیان گذر چکا۔ اور دوسری قسم وہ متشابہ ہے جو انبیاء
و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں وارد ہوا ہے۔ اور
اسکو بھی ہم اپنے حق میں (یعنی امت کے حق میں) اسی متشابہ کے
مثال مانتے ہیں جو اللہ تبارک تعالیٰ کی شان میں وارد ہوا ہے یعنی
جو اُس کے ظاہر میں سمجھ میں آتے ہیں وہ تو ہرگز مراد نہیں اور جو اُس کے باطنی معنی ہیں ان کو بذاتہ اللہ تبارک تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

پھر حضرت شیخ محقق و محدث دہلوی مولانا علامہ عبد الحق قادری مجدد مائتہ چادی عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"مآراج النبوة" شریف جلد اول باب سوم وصل دراز الہ شبہات صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں۔

بدان کہ اس جاوے تاعدہ الہیت کہ بعضہ از اصفیا و از
اہل تحقیق ذکر کردہ اند و شناخت آن در رعایت آن موجب
حل اشکال و سبب سلامت حال است و آن این است کہ
اگر از جناب ربوبیت جل و تعالی خطاب و عتاب و سطوت
و سلطنت و استغنائے و استقلالے واقع شود مثل انک
لا مہدی من احببت و لیس لك من الا مرشی
و ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا و امثال آن یا از جانب
نبت عبودیتے و انکسارے و افتقارے و عجزے مسکتے
بوجود آید مثل انما انا بشر مثلكم اغضب کما
یعضب العبد و لا اعلم ما ورا عہذا الجدار
و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم و مانند آن بوجود آید
ما مناسب کہ در آن دخل کنیم و اشتراک جوئیم و انبساط نماییم
بلکہ بر حد ادب و سکوت و تحاشی توقف نماییم۔ خواہر ایمیر
کہ باندہ خود ہر چیز خواہد بگوید و بکند و استیلا و استقلال نماید
و بندہ نیز با خواہر بندگی و فروتنی کند۔ دیگرے راجع بحال
یارائے آنکہ درین مقام در آید و دخل کند و از حد ادب بیرون
رود و این مقام پلے لغزش بسیارے از ضعف و جہل و
تقصیر ایشان است و من اللہ العصمۃ و العون۔

یعنی جان لو کہ اس مقام پر ایک ادب اور ایک قاعدہ ہے
جسکو بعض برگزیدگان الہی محققین نے بیان فرمایا ہے اور اسکو
پہچان لینا اور اسکی رعایت کرنا اعتراضات کے دفع ہونے کا
موجب اور حال سلامت رہنے کا ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ اگر اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی خطاب یا عتاب یا
سلطوت یا اقتدار یا بے نیازی اور بے پرواہی یا غلبہ واقع ہو
جیسے یہ آیت کریمہ انک لا مہدی من احببت یعنی بیشک
یہ نہیں کہ تم جسے چاہو اپنی طرف سے ہدایت فرماؤ۔ اور یہ آیت
کریمہ لیس لك من الا مرشی یعنی یہ بات تمہارے
ہاتھ نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ کہ ترید زینۃ الحیوۃ
الدنیا یعنی کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور ان
کے مثل اور آیات کریمہ۔ یا سرکار نبوت کی طرف سے کوئی بندگی
و تواضع و محتاجی و عاجزی و مسکینی بارگاہ الہی میں ظاہر ہو۔
جیسے یہ ارشاد کریمہ کہ انما انا بشر مثلكم اغضب کما
یعضب العبد یعنی بات تو یہی ہے کہ ظاہر میں تمہاری طرح
ایک بشر ہوں غضب فرماتا ہوں جیسے بندہ غضب کرتا ہے
اور یہ ارشاد (اگر بالفرض بصحت ثابت ہو بھی جائے) کہ
لا اعلم ما ورا عہذا الجدار یعنی میں نہیں جانتا جو کچھ
اس دیوار کے پیچھے ہے۔ اور یہ ارشاد کہ ما ادری ما یفعل بی و لا بکم یعنی میں اپنے قیاس اور اپنی انکل سے نہیں جانتا
کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ اور ان کے مثل اور ارشادات مبارکہ۔ تو ہم کو (یعنی امتیوں کو)
جائز نہیں کہ اس میں دخل دیں۔ اور کوئی ایسی صفت ڈھونڈیں جس میں ہماری ان کی شرکت نکلے۔ اور ایسے ارشادات سے لطف
حاصل کریں بلکہ ہمارے لئے تو (یعنی امتیوں کیلئے) ضروری ہے کہ ادب و خاموشی کی اور اس قسم کے ارشادات سے بے تعلقی کی
حد پر ٹھہرے رہیں۔ آقا کو حق ہے کہ اپنے غلام سے جو چاہے سو کہے، جو چاہے اس سے برتاؤ کرے، جس طرح چاہے اُس پر اپنا
قبضہ اپنی زبردستی بٹائے۔ اور غلام کو بھی سزاوار ہے کہ اپنے مالک کے ساتھ بندگی و بے چارگی ظاہر کرے۔ مگر کسی اور کو کیا مجال کیا
طاقت ہے کہ اس مقام میں خود بھی گھس پڑے۔ اور آقا و بندے کے درمیان تعلقات خاصہ میں دخل دے اور ادب کی حد سے باہر

چلا جائے۔ اور یہ مقام بہت سے کمزور ایمان والوں اور جاہلوں کے قدم سے پھسل جانے اور ان کے نقصان پانچانے دینی بے ایمان ہو جانے کی جگہ ہے اور کفر و کمرائی سے بچنا اور اسلام و سنت پر ثابت قدم رہنے میں مدد عطا فرمانا اللہ تبارک و تعالیٰ ہی طرف سے ہے۔

الحمد للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے واضح و روشن ہو گیا کہ اگر یہ صیغہ استغفار خود بدولت حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ہی ذات اقدس کی طرف سے اپنے خالق و مالک و معبود جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کیا ہو تو بھی اُمت پر واجب ہو گا کہ اس کے ان کلمات مبارکہ کو جن کا ظاہری مفہوم خلاف شان نبوت ہے، متشابہات میں سے مانیں اور ان کے معانی ظاہرہ سے حضور سرکار رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحمیۃ کو قطعاً پاک و منترہ جانیں۔ حیف صد حیف کہ مرتد ملی پوری انھیں کلمات متشابہہ سے استدلال کر کے حضور اقدس سید الطاہرین امام الطہیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس قدس کو معاذ اللہ نفس نجس جیٹ بتا رہا ہے۔ مسلمانو! مسلمانو! اے مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر قربانو! کیا اپنے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکار میں ایسی گندی گالی دینے والے کے کافر مرتد ہونے میں تم کو کوئی شک کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس طرح مرتد ملی پوری نے حدیث شریف کے کلمات متشابہہ کے ظاہری معنی مراد لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ گندی گالی کی ہے، اسی طرح قرآن عظیم کی آیات متشابہہ فنسوجہ اللہ لتصنع علی عینی ۵ وخلق بیدي والرحمن علی العرش استوی ۵ ولما یعلم اللہ الذین جاهدوا منکم و یعلم الصابرون ۵ وغیرہ سے بھی ان کے ظاہری معنی مراد لیکر کہہ دے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا معاذ اللہ چہرہ بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی معاذ اللہ آنکھ بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے معاذ اللہ دو ہاتھ بھی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ پر معاذ اللہ چڑھتا بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ جب تک آزما تا نہیں اُس وقت تک اس کو مجاہدین و صابریں کا معاذ اللہ علم ہی نہیں ہوتا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۵ حالانکہ یہ آیات متشابہات ہیں ان کے ظاہر سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں انھیں کو ان سے مراد لینے والا یقیناً گمراہ بد مذہب بد دین ہے۔ ائمہ متکلمین متقدمین کا مسلک تو یہی ہے کہ ان کے جو کچھ معانی اللہ تعالیٰ پھر اُس کے بتانے سے اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتا ہے وہی حق ہے۔ انھیں یہ ہمارا ایمان ہے۔ لیکن ان کے ظاہر سے جو معانی ہماری سمجھ میں آتے ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہرگز مراد نہیں۔ ان سے یقیناً اللہ سبحۃ تعالیٰ پاک و منترہ ہے۔ ان ظاہری معانی پر اعتقاد رکھنے والا یقیناً کافر مرتد یا گمراہ بد مذہب ہے۔ لیکن ائمہ متاخرین متکلمین پہلی آیت فاینا متولوا فنسوجہ اللہ کے ظاہری معنی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو پاک مانتے اسکی تاویل یوں

فرماتے ہیں کہ ”تم جہر منہ کروادھو جبہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ اور دوسری آیت و لتضع علی عینی کے ظاہر سے جو جسمانی عضو آنکھ سمجھ میں آ رہا ہے اُس سے اپنے رب جل و علا کی پاکی بیان کرتے ہوئے اُسکی تاویل یوں کرتے ہیں کہ اسی لئے تو میری نگاہ رحمت و حفاظت کے سامنے طیار ہو۔ اور تیسری آیت سے جو جسمانی عضو ہاتھ ظاہری طور پر سمجھ میں آ رہے ہیں اُن سے اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہوئے اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ میں نے اپنے فضل اپنی رحمت کے دونوں ہاتھوں سے اُسے بنایا۔ اور چوتھی آیت الرحمن علی العرش استوی کے ظاہر سے جو اللہ تعالیٰ کا عرش پر جسمانی طور پر پڑھنا سمجھ میں آ رہا ہے اُس سے اپنے رب جل جلالہ کی تنزیہ کرتے ہوئے اسکی یوں تاویل کرتے ہیں کہ وہ بڑی رحمت والا اُس نے عرش پر استیلا فرمایا یعنی وہ عرش پر غالب حاکم و متصرف ہے۔ اُوپانچویں آیت ام حسبہ ان تدخلوا الجنة لما يعلو الله الذين جاہدا منكم و يعلم الصبرین ہ کے ظاہر سے جو یہ معنی سمجھ میں آ رہے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ امتحان نہیں لیتا اُس وقت تک اُس کو مجاہدین و صابریں کا علم نہیں ہوتا۔ اُس سے اپنے رب جل جلالہ کی تقدیس کرتے ہوئے اس آیت کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ ”کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں اور صابروں کو ظاہر نہیں کیا۔“ و قس علیہ جمیع الايات المتشابهات الحمد بنعمته تتوالی الصالحات

سابعاً وثلثین ——— ظلم کے لغوی و تحقیقی معنی صرف اِس قدر ہیں۔ وضع الشئ فی غیر موضعه المختص به اما بنقصان او بزيادة و اما بعد ول عن وقته او مكانه۔ یعنی کسی چیز کی جگہ جو اس کے ساتھ خاص ہو اُس کے سوا کسی اور جگہ میں اس کو رکھنا خواہ کی کے ساتھ یا زیادتی کے ساتھ ہو اُس کے وقت یا اُسکی جگہ سے تجاوز کرنے کے ساتھ ہو جس طرح نفسِ انسانی پر جس قدر امور فرض ہیں اُن سے کم کام نفسِ انسانی سے لینا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اِسی طرح نفسِ انسانی آسانی کے ساتھ جس قدر عباداتِ الہیہ بجالا سکتا ہے اُن سے زیادہ طاعات و ریاضاتِ شاقہ اس سے لینا بھی لغتِ اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها یحملنها الا انساناً یعنی بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُٹھائی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر درِ عشق کی جو امانتِ الہیہ بطورِ تخییر پیش کی گئی یعنی اُن کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ اپنے میں قوت و ہمت پائیں تو اُٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں۔ اگر تم اُس کے حقوق پورے ادا کرو گے تو تم کو ثواب دیا جائیگا۔ اور اگر اسکی حق تلفی کرو گے تو عذاب پاؤ گے۔ اُن سب نے عرض کی نہیں اے رب

ہم تیری اس امانت کو اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہتے ہیں نہ عذاب۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ امانت حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے پیش فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش فرمائی تھی وہ نہ اٹھا سکے کیا تو اس امانت کو اس کی تمام ذمہ داریوں کے ساتھ اٹھا سکے گا۔ حضرت آدم صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے درِ عشق کی لذتوں کے شوق میں اپنی کمزوری و ضعیف انبیائی کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا اور اس امانت الہیہ کو اٹھا لیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے اس عسویہ ہمت پر ان کی مدح و ثنا فرماتا ہے کہ انہ کان ظلوما جرحولاً ہ ظاہر ہے کہ اس موقع پر ایسا فرمانا ہرگز مذمت و نکوہش نہیں بلکہ مدح و ثنا ہے۔ تو یہاں ظلم سے اپنی جان کو مشقت میں ڈالنا ہی مراد ہے۔ اس موقع پر ”جہل“ سے راہِ عشق میں آنے والی کلفتوں، مضیبتوں کی پرواہ نہ کرنا، ان کو خیال میں نہ لانا ہی مراد ہے۔ ائمہ متکلمین متقدمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک تو تشابہات میں تفویض ہی ہے جیسا حضرت سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا سب حق ہے۔ اس سب پر ہم ایمان لاتے ہیں اور ان کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سرکاروں کو ہم یقیناً پاک و منزه مانتے ہیں۔ پھر آخر ان تشابہات سے اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کیا معنی مراد لئے ہیں یہ صرف اللہ تبارک تعالیٰ ہی بالذات جانتا ہے پھر اس کی عطا سے اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لیکن اگر متکلمین متاخرین کا مسلک تاویل و تشابہ ہے۔ یعنی ان کے ظاہر سے ظاہری طور پر شانِ الوہیت شانِ نبوت کے خلاف جو مضی ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان کو تو قطعاً چھوڑ دیا جا۔ اور ان کے ایسے معنی بیان کئے جائیں جو کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ اور کسی عقیدہ ضروریہ مذہب اہلسنت کے خلاف نہ ہوں۔ لہذا مسلک متاخرین متکلمین پر بھی اس صبیغہ استغفار میں ظلمت نفسی ظلماً کثیراً کی تاویل یہی ہوگی کہ اے رب بیشک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ مشقت ڈالی۔ یعنی بے گناہوں کا آقا معصوموں کا مولیٰ ہوتے ہوئے بھی اپنے تمام گناہگار ان اُمت کی شفاعت کا ان کی مغفرت کا ان کی حفاظت کا ان کی نصرت کا ان پر اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتوں کی قسمت کا باذن ربہ تعالیٰ دئمہ لے لیا۔ فرمادیا شفاعتی لا اهل الکبائر من اُمتی یعنی میری شفاعت میرے ان اُمتیوں کیلئے ہے جو کبیر گناہوں والے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور اپنے رب جل جلالہ کے حکم سے اعلان فرمادیا۔

یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا
من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً
یعنی اے میرے (مجھ مصطفیٰ کے) وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر
زیادت کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ تمام گناہ بخش
دے گا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

اور فرمادیا اللہ و رسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ یعنی جس کا کوئی حافظ و ناصر نہیں اُس کا حافظ و ناصر اللہ و

اللہ کا رسول ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجہ عن امیر المؤمنین سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور فرمایا انا قاسم واللہ یعطی یعنی بات تو یوہیں ہے کہ بیشک میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ولنعم ما قال سیدی ومرشدی اعلیٰ حضرت الشیخ امام اہلسنت المجدد الاعظم للدين والملتة الفاضل البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

صیغہ استغفار میں الذنوب محلی باللام ہے۔ اور لام عہد کیلئے ہے تو کلمہ لا یغفر الذنوب الا انت کے تاویلی معنی عند المتاخرین المتکلمین یہ ہوئے کہ میرے گناہگار بندوں، سیاہکار امتیوں کے گناہوں کو تیرے سوا اور کون بخشے والا ہے۔ فاغفر لی میں لام تسبب کیلئے ہے تو متکلمین متاخرین کے نزدیک کلمہ فاغفر لی مغفرتہ من عندک کے تاویلی معنی یہ ہیں کہ تو اے اللہ میرے طفیل میرے اُن سب گناہگار اِن امت کی اپنی سرکار سے مغفرت فرما دے۔ کلمہ وارحمنی انک انت الغفور الرحیم کی تاویل متکلمین متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہوئی کہ اے اللہ مجھ پر رحمت نازل فرما تیرے کرم سے تیرے بندوں پر جن دینی و دنیوی احسانات و انعامات و اکرامات و تفضلات و تعطفات کا میں نے ذمہ لے لیا ہے اُن کو پورا کرنے کی اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق دے۔ بیشک تو ہی میرے سیاہکار نام لیووں کو بڑا بخشنے والا اُن پر رحم فرمانے والا ہے۔

مسلمانان اہلسنت بنگاہ ایمان و بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مرتد ملہمی پوری کا اس صیغہ استغفار کو پیش کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث بتانا مسلک تفلّیض و مسلک تاویل دونوں مسکلوں پر ایسا ہی کفر خبیث و ارتداد نہیں ہے جیسے آیت کریمہ لہما یعلموا اللہ پیش کر کے اللہ عالم الغیب والشہادہ جل جلالہ کو معاذ اللہ کوئی بے دین واقعات اکندہ سے جاہل بتائے۔ جب اللہ عز و جل کو واقعات اکندہ سے جاہل بتانے والے کا آیت کریمہ لہما یعلموا اللہ پیش کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث بتانے والے کا یہ صیغہ استغفار پیش کرنا اسکو کافر و مرتد ہونے سے کیونکر بچالے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نامنا و ثلثین ————— مرتد ملہمی پوری نے کفریات کے جیتے سوئے لگتے ہوئے صاف لفظوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس امارہ یعنی براہیوں کا بہت زیادہ حکم کرنے والا بھی بتادیا۔

حالانکہ نفس کے معنی جان اور روح اور حقیقت شئی و عین شئی و ہستی شئی ہیں۔ آہ آہ بے شمار آہ اس اخبت ملی پوری نے کس طرح اپنا نجس گندہ منہ پھاڑ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جان اطہرہ روح اقدس کو اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والرحمۃ کو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی مقدس کو اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کو معاذ اللہ ختم معاذ اللہ خبیث اور نفس امارہ بتا دیا۔ **الا لعنة الله على الظالمین۔**

حضرات صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرہ کی اصطلاح میں اگر یہ حقیقت میں نفس اسی ایک روح ہی کا نام ہے لیکن چونکہ مختلف صفات سے مختلف نفوس متصف ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے حضرات صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدین والدنیا والآخرہ ببرکاتہم القدسیہ کی اصطلاح میں نفس کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول نفس امارہ یعنی وہ نفس جو لذات فانیہ و شہوات ممنوعہ کی طرف بہت زیادہ سختی کے ساتھ بکثرت محکم کرنے والا جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا کہ ان النفس الامارۃ بالسوء یعنی بیشک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم کرنے والا ہے۔ پھر بھی نفس امارہ جب معاذ اللہ کفر و معصیت کی تاریکیوں کے اندر بالکل ہی چھپ جاتا ہے تو نفس بدشسہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقد خاب من دشہاہ یعنی بے شک نامراد ہوا وہ جس نے اُس (نفس) کو رکفر و معصیت میں چھپایا۔ دوم نفس ملہمہ یعنی وہ نفس جسکو بدکاری کا بُرا ہونا اور پرہیزگاری کا اچھا ہونا الہام فرما دیا جائے جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونفس وما سواہا فالہمہا فجو رہا و تقواہا ○ یعنی اور جان کی قسم اور اسکی جس نے اُسے ٹھیک بنایا پھر اُس کی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی۔

سوم نفس نوامہ یعنی وہ نفس جو اپنے آپکو گناہوں میں مبتلا ہونے پر نور دل کی ہدایت کے ذریعے سے بہت زائد ملامت کرنے والا۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولا اقسو بالنفس اللوامة ○ یعنی اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرنے والی ہے۔

چہارم نفس زکیہ۔ یعنی وہ نفس جو گناہوں سے بالکل پاک صاف ستھرا رہا۔ کسی وقت کسی گناہ میں کبھی آلودہ نہ ہوا۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دشہا ○ یعنی بیشک مُراد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کو ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اُسے معصیت میں چھپایا۔

پنجم نفس مطمئنہ یعنی وہ نفس جو جملہ صفات ذمیمہ سے پاک و صاف اور تمام اخلاق حمیدہ کے ساتھ متصف ہوا

اور قرب الہی پر فائز ہو کر اطمینان و سکون حاصل کرے۔ جیسا کہ اللہ جل و علا فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ارجعي إلى ربك
راضية مرضية ○ یعنی اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ
تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

پہلی قسم کا نفس فساق و فجار و اشرار کا ہوتا ہے۔ اور نفس بدست مشرکین و مرتدین و کفار و منافقین کا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا نفس حائمہ مومنین و صالحین کا ہوتا ہے۔ تیسری قسم کا نفس متقین و اولیاء کا ہوتا ہے۔ چوتھی قسم کا نفس اکابر اولیاء کے محفوظین کا ہوتا ہے۔ پانچویں قسم کا نفس صدیقین و انبیاء و مرسلین علی سیدہم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نفس اقدس تو وہ نفس اقدس ہے جس پر جملہ نفوس مطمئنہ بھی صدقے اور قربان ہیں۔ وہ پیاری جان پاک تو وہ پیاری جان پاک ہے جسکی قسم خود رب عزوجل نے یاد فرمائی۔ فرماتا ہے تبارک تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکر تھم رعبہون یعنی اے محبوب تیری جان کی قسم بیشک وہ کافر اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔ حیف صد حیف کہ انبث المختار بھی پوری اپنی نجس گندی زبان سے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث اور نفس امارہ کہہ کر واحد قہار جل جلالہ کی بے شمار لعنتیں اوڑھ رہا ہے۔ الا لعنة اللہ علی من یؤذی رسول اللہ و علی هذا الحبيب عظیم الجاہ والہ و صحبہ وابنہ الغوث الاعظم و حزبه و من طلب احمد رضا من ربہ اجمل السلام و اکمل الصلوٰۃ۔

تاسعا وثلثین _____ دین الہی میں معتقد حق و تحقیق یہ ہے کہ تمام حضرات انبیاء کے کرام علی سیدہم علی
آلہ الصلوٰۃ والسلام اگر گناہ کبیرہ صغیرہ منقرہ و غیر منقرہ یعنی تعدیک ذمہ مخالفت او امر و نواہی الہیہ سے بعد نبوت و قبل نبوت عموماً
مطلقاً ہر طرح پاک و منقرہ و معصوم ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ○ یعنی بیشک جو میرے بندے ہیں (نیک مخلص انبیاء و اصحاب فضل) ان پر
(او ابلیس) تیرا کچھ قابو نہیں۔

وقال تعالیٰ انا خلصنہم بخالصۃ ذکری الدار وانہم
عندنا لمن المصطفین الاخیار ○ بیشک ہم نے انھیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یادگار
اور بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

وقال تعالیٰ وکلا جعلنا صلحین و جعلناہم ائمة
یہدوون باہرنا و احینا الیہم و فعل الخیرات و
اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و کانوا لنا عبدین ○ انا لیکارہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انھیں وحی بھیجی اچھے کام
کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے
یعنی اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ

برهان ربہ کذا لک نصرہ عنہ السوء والفحشاء
انہ من عبادنا المخلصین ○

کرنا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس
سے برائی اور بے حیائی کو بھیریں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے
بندوں میں سے ہے۔

وقال تعالیٰ ولقد اصطفیناہ فی الدنیا وانہ فی
الآخرة لمن الصالحین ○

یعنی اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اُسے چُن لیا اور بیشک
وہ آخرت میں ہمارے قرب خاص کی قابلیت والوں میں سے
یعنی اور وہ اپنے رب کو پسند تھا۔

وقال تعالیٰ وکان عند ربہ مرضیا ○

یعنی اور ہم نے اُن کیلئے سچی بلند ناموری رکھی۔

وقال تعالیٰ وجعلنا لہم لسان صدق علیا ○

یعنی یہ ہیں وہ جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے
والوں (نبیوں) میں سے آدم کی اولاد سے اور اُن میں جن کو ہم
نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا۔ اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد
سے اور اُن میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چُن لیا۔

وقال تعالیٰ اولئک الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین من ذریۃ ادم ومن جعلنا من نوح
ومن ذریۃ ابراہیم واسرائیل ومن ہدینا
واجتبینا ○

یعنی اور میں نے تجھے پسند کیا۔ اب کان لگا کر سُن جو تجھے ہی ہوتی ہے
یعنی اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے طیار ہو (میری حفاظت
و نگرانی میں پرورش پائے)

وقال تعالیٰ وانا اخترتک فاستمع لما یوحی
وقال تعالیٰ ولتصنع علی عینی ○

یعنی اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا۔

وقال تعالیٰ واصطنتک لنفسی ○

یعنی اور ہم نے انہیں چُن لیا اور سیدھی راہ چلائی۔

وقال تعالیٰ واجتبیناہم وھدیناہم الی صراط

مستقیم ○

یعنی یہ ہیں وہ جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی تو تم انہیں
کی راہ چلو۔

وقال تعالیٰ اولئک الذی ھدی اللہ فبہدہم
اقتدہ ○

یعنی اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

وقال تعالیٰ اعلم حیث یجعل رسلہ ○

(اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے نبوت کی اہلیت کس کو بخشی ہے۔ کس کو اس کا

استحقاق محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے کس کو نہیں)

یعنی فرمایا اے ابراہیم میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں

وقال تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما قال

عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

ومن ذریۃ قال لا ینال عہدی الظالمین ○

یعنی اور اے میرے محبوب کے صحابیو جان لو کہ تم میں اللہ

وقال تعالیٰ فی صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

قال الله تعالى وينهي عن الفحشاء والمنكر والبغى يعني الله جل جلاله بے حیائی اور بُری بات اور ظلم کرنے سے منع فرماتا ہے۔۔۔ تو جس خبیث عقیدے کو ماننے سے یہ یسئیں عقیدہ لازم آیا تھا یعنی حضرات انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علی سیدہم وعلی آلہم اجمعین کا معاذ اللہ معصوم نہ ہونا اس کا بھی حکم شریعت مطہرہ قطعاً باطل ہونا ثابت ہو گیا۔ فلوجبہ ربنا الکرم الحمد۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

وما ابرئ نفسي ان النفس لامارة بالسوء الا
یعنی اور میں اپنے نفس کو بے تصور نہیں بتاتا بیشک نفس بُری کا بڑا حکم کرنے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کہیں اس آیت مبارکہ سے مرتد ملھی پوری یا مرتد جے بہادر فتنہ پوری استدلال کر کے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نفوس قدسیہ کا معاذ اللہ نفوس آمارہ ہونا یا اُن کا عیاذ باللہ تعالیٰ گناہگار ہونا اپنے زعم خبیث میں ثابت کر کے بھولے بلے سیدھے سادے سُنی مسلمانوں کو دھوکے زدے۔ لہذا پہلی بات تو یہی گذارش کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معصوم ہونا عقائد ضروریہ مذہب اہلسنت میں سے ہے۔ منکر کے منکر ہونے کا اور معروف کے معروف ہونے کا اسی عقیدہ تمیدہ پر دار و مدار ہے۔ کسی نص کا ظاہر بشرطیکہ قطعی الثبوت ہو۔ اگر اُس کے خلاف کا ایہام فرمائے تو اسکو کسی محلِ حُسن پر محمول کرنا یا اُس کے علم کو اللہ پھر رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف موکول کرنا ورنہ ہرے سے اُس کو متروک و مخدول کرنا واجب۔ یہ آیت مبارکہ بھی قطعی الثبوت ہے کیونکہ قرآن عظیم ہی کی آیت مبارکہ ہے۔ لہذا عند الامتہ المتقدّمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس آیت مبارکہ کے جو بھی معنی اللہ تعالیٰ کے علم میں پھر اس کے بتائے سے اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علم میں ہیں وہ قطعاً حق ہیں۔ ان پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اُس کے ظاہر سے اگر حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفوس قدسیہ کے معاذ اللہ آمارہ ہونے کا کسی کے ذہن میں ایہام ہوتا تو یہ قطعاً غلط و باطل ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پایا کلام اُس سے قطعاً یقیناً پاک و منزه ہے کہ ایسے غلط و باطل معنی اُسکی مراد ہو سکیں۔ ولله الحمد۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام مقام تواضع میں ہے۔ مقام تواضع میں متکلم اپنے لئے جو کلمات بولتا ہے وہ ہرگز کسی محکی عنہ کی حکایت نہیں ہوتے۔ اُن سے ہرگز کسی واقعے کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ حقیقۃً النشا ہوتے ہیں۔ اُن سے متکلم کو صرف اپنا مضمر نفس مقصود ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اقرار و اعتراف کے بعد حضرت سیدنا یوسف صدیق

علیہ الصلاۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی برأت کا اظہار اس لئے چاہا تھا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اُسکی غیبت میں اُس کی خیانت نہیں کی ہے اور میں اُس کے اہل کی حرمت خراب کرنے سے محبت رہا ہوں۔ اور جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں اُن سے قطعاً پاک ہوں۔ اُس کے بعد آپ کا خیال اقدس اس طرف گیا کہ اس میں تو اپنے نفس کی خوبی اور اپنی طرف پائی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں شانِ خود پسندی و خود بینی کا شائبہ بھی آنے پائے۔ لہذا فوراً اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور تواضعاً و انکساراً عرض کرتے ہیں و ما ابرئ نفسی اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، مجھے اپنی بے گناہی پر نیاز نہیں ہے۔ اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا۔ نفس کی جس کا تو یہ حال ہے کہ اِنَّ النَّفْسَ لَافْهَارَةٌ بِالسَّوْعِ بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم کرنے والا ہے اَلَا مَا رَجِعَ رَبِّيْ مَگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو گناہوں سے معصوم بنادے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ ہی کا فضل اُسی کی رحمت ہے۔ اور معصوم پیدا فرمانا اسی کا فضل اُسی کا کرم ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام نے ان النفس لاہارۃ ما بالسوء فرما کر خود اپنے نفس قدسیہ کا معاذ اللہ اتار دیا ہونا ہرگز مراد نہیں لیا تھا، بلکہ جس نفس کی امارت بیان فرمائی تھی۔ اور جس نفس پر اللہ تبارک تعالیٰ رحم فرمائے اس کو اتار دہونے سے یقیناً مُستثنیٰ فرمایا تھا۔ قرآن عظیم کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ جن نفوس پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے وہ ہرگز امارہ نہیں ہوتے۔ اب مرتد ٹھہری پوری جو معاذ اللہ حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے نفس اقدس کو اتار دیا ہے اگر یہ کہے کہ بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس اقدس پر اللہ تبارک تعالیٰ کا رحم و کرم ضرور ہے مگر کچھ بھی نفس امارہ ہی رہا تو تکذیبِ قرآن کر کے کافر مرتد ہو گیا۔ اور اگر یہ کہے کہ سرکارِ دو عالم رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس اقدس پر معاذ اللہ اللہ تبارک تعالیٰ کا رحم ہے ہی نہیں اس لئے وہ نفس امارہ رہا تو بھی تکذیبِ قرآن کر کے کافر مرتد ہو گیا۔ غرض اس مرتد ٹھہری پوری کے اگلے پچھلے دونوں رستے قہر الہی کے حجازۃً مِّنْ سِجِّیلٍ نے بند فرما دیے۔ کَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلِعَذَابُ الْآخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانَ اِیَّاهُمْ عٰمِلُوْنَ۔

العظمتہ للہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلامِ قدیم قرآن عظیم میں اپنے پیارے نبیوں اپنے محبوب سولوں علیہم الصلاۃ والسلام کے جن نفوس قدسیہ کو صاف فرمائے کہ شیطان کا اُن پر کچھ قابو نہیں، جنکو ممتاز کرے، جن کو اپنا برگزیدہ، اپنا پسندیدہ، اپنا پسند فرمودہ بتائے، جس کو اپنے حکم سے اپنی طرف بلانے والا امام بنائے، جسکی طرف اچھے کاموں کے کرنے، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجے، جن کو اپنی ہی بندگی کرنے والا فرمائے، جن سے بُرائی اور بیگانی کو دور رکھے، جن کو اپنے بندوں میں سے اپنے لئے رُحُن لے، جن کو اپنے قربِ خاص کا سزاوار ٹھہرائے، جن کے لئے سچی

بلند ناموری رکھے۔ جن پر انعام و احسان فرمائے، جن کو اپنے فضل و کرم سے وہ خود سیدھی راہ چلائے، جن کو اپنے لئے پسند فرمائے، جن کو خاص اپنے ہی لئے بنائے، خاص اپنی حفاظت و نگہبانی میں جنکی پرورش فرمائے، جن کو وہ خود ہی اپنی صراطِ مستقیم پر چلائے۔ ان سب حضرات کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مرتد جے بہادر حسرت فقیہوری علیہما علیہ معاذ اللہ عاصی و گناہ گار بتا رہا ہے۔ کیا یہ قرآنِ عظیم کی تکذیب نہیں۔ کیا یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں کیا یہ خود اللہ عزوجل کی اہانت نہیں کہ وہ اپنے چنے ہوئے نبیوں اور رسولوں کو بھی گناہ و معصیت سے نہ بچا سکا۔ اُس نے خود ہی تو ابلیس ملعون سے فرما دیا تھا کہ بے شک جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ مگر وہ اپنے خاص بندوں پر سے بھی اپنے محبوب مرضی بندوں پر سے بھی شیطان ملعون کے قابو کو نہ ہٹا سکا، اپنے قول کو بھی نہ بچا سکا۔ ایسے مذبذب قرآن ایسے دشنام دہندہ حضورِ سید الانس و الجن علی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان، ایسے گستاخ بارگاہِ رحمتِ عزیزِ دین ایسے بیدین بے ایمان کے کافر مرتد بے دین ہونے میں کون سے مسلمان کو شک شبہ ہو سکتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

الکبریاء للہ! کہ اللہ تبارک تعالیٰ جسے اپنے اُن چنے ہوئے، پسند کئے ہوئے خاص اپنے ہی لئے بنائے ہوئے خاص اپنی نگہبانی و حفاظت میں پرورش فرمائے ہوئے اپنے مرضی و محبوب نبیوں و رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سید و سرور سردارِ سب کا امام و پیشوا اپنا محبوب و مختار بنائے۔ اس محبوب خدا سید الانبیاء علیہم علیہم و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و الثناء کے نفسِ اقدس کو مرتد ملھی پوری علیہما لیتحققہ معاذ اللہ نفسِ خبیث اور نفسِ امارہ بتا رہا ہے۔ کیا ایسے اخبث الاعتقاد، ایسے انجس القلب اللسان کے کافر مرتد بے ایمان ہونے میں کسی ذرہ بھرا ایمان رکھنے والے مسلمان کو شک شبہ ہو سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔

اربعین — حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم سے باپ اور بادشاہ کی تعظیم کو کچھ نسبت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تعجلوا دعاء الرسول بینه کمدعاء بعضکم بعضا ○ یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا تقدوا بین یدی اللہ ورسولہ و اتقوا اللہ ان اللہ سميعٌ علیم ○ یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ مستنا جانتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم ○ یعنی اے ایمان والو! اپنی آوازیں نہ کرو اس غیب بتائی ہوئے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس

لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۵

ان الذین یعصون اصواتہم عند رسول اللہ
اولئک الذین امتحن اللہ فلوہم للتقویٰ
لہم مغفرة واجر عظیم ۵

ان الذین ینادونک من وراء الحجاب
اکثرہم لا یعقلون ۵

ولوانہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان
خیر الہم واللہ غفور رحیم ۵

میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو۔ کہہ نہیں تمہارے عمل
اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

یعنی بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے
پاس وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا
ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

یعنی بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان
میں اکثر بے عقل ہیں۔

یعنی اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ہی برآمد ہو کر ان
کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا۔ اور اللہ بڑا بخشنے
والا مہربان ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا ابوسعید بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یعنی میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و علی آلہ وسلم نے مجھے بلایا تو میں (نماز میں مشغولیت کے سبب)
حضور کے بلانے پر خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہوا۔ (نماز
سے فارغ ہو کر جب حاضر خدمت اقدس ہوا) تو میں نے عرض
کی یا رسول اللہ بیشک میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضور اقدس

کنت اصلی فی المسجد فدعا فی رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم فلم اجبہ فقلت
یا رسول اللہ انی کنت اصلی فقال العریقل اللہ یا
ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول اذا
دعاکم —

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ و
للرسول اذا دعاکم یعنی اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں — رواہ البخاری
عن سیدنا ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم (کا شانہ
مقدسہ سے) برآمد ہو کر اپنے اصحاب مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ
عنہم میں جلوہ گر ہوئے اور وہ حضرات بیٹھے ہوتے اور ان میں ابو بکر
و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتے۔ تو ان میں سے صدیق و فاروق رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کے ہوا کوئی اپنی آنکھ اٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و
سلم کان یمخرج علی اصحابہ من المہاجرین
والانصار و ہم جلوس و فیہما ابو بکر و عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلا یرفع احد منہم الیہ
بصرہ الا ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فایما کان ینظر ان الیہ و ینظر الیہما و یتبسّم ان الیہ و یتبسّم الیہما۔ علی آلہ وسلم کو نہیں دیکھتا کہ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو دیکھتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا نظر کرتے اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے رہتے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھ دیکھ کر تبسم فرماتے رہتے۔ رواہ الترمذی عن سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور حضرت امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام والثناء میں ہے کہ جب آیت کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم“ نازل ہوئی تو اُس کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے حضور اس طرح عرض و معروض کیا کرتے تھے جیسے سرگوشی کرتے ہیں۔ اُو اسی شفا شریف میں حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے گرد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے تھے، گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ اور حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب سال حدیبیہ قریش نے حضور اقدس سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم دیکھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے اعضائے وضو سے بروقت وضو پانی جدا ہوتا ہے اُس پر دوڑ پڑتے ہیں گویا کٹ مریں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم جب تھوکتے یا بیٹی مبارک صاف فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُسے اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اُسے اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا کوئی موئے مبارک نہیں جدا ہوتا مگر یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے اُسے لے لیتے ہیں۔ اور جب کچھ حکم فرماتے ہیں تو تعمیل ارشاد پر دوڑ پڑتے ہیں۔ اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کلام فرماتے ہیں تو اپنی آوازیں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے حضور بالکل ایست اور بند کر لیتے ہیں۔ اور تعظیم کی وجہ سے حضور شاہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف تیر نظر سے نہیں دیکھتے۔ تو جب حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی طرف لوٹ کر گئے کہائے گردہ قریش میں کسریٰ و قیصر و نجاشی بادشاہان فارس و روم و حبش کے پاس اُن کے ملکوں میں گیا اور بے شک میں نے کسی بادشاہ کو کسی قوم میں ہرگز ایسا نہیں دیکھا جیسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے اصحاب کرام میں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کسی بادشاہ کی تعظیم اُسکی رعیت

کو لے کرتے ہرگز نہیں دیکھا جیسی تعظیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسی شفا شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے موئے مبارک حلاق ٹونڈ رہا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی موئے مبارک جدا ہو مگر یہ کہ کسی صحابی کے ہاتھ میں آئے۔

اور اسی شفا شریف میں حضرت برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے برسوں اس کے پوچھنے سے رکا رہتا تھا۔ اور امام ابوہریرہؓ بھی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک کرے یا سُنے تو اس وقت اُسی طرح خضوع و خشوع تو قرو مسکون بجا لائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ہیبت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے اجمال و ادب میں اُسی طرح مصروف ہو جائے جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حیات ظاہری میں کرتا۔ جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اُسکی ظاہری آنکھوں کے سامنے جلوہ فرما ہوتے۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین اور ہماری ائمہ ماضیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی یہی سیرت تھی۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر شریف فرماتے یا سُننے تو اُن کا رنگ بدل جاتا اور اُن کی پیٹھ جھک جاتی۔ اور جب کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی کوئی حدیث دریافت کرنے آتا تو غسل فرماتے، نئے عمدہ کپڑے پہنتے، اپنا جبہ مبارک پہنتے، عمامہ باندھتے، ہر مبارک پر چادر اوڑھتے، خوشبو لگاتے، تخت پر بیٹھتے، عود سلگاتے اور نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ حدیث بیان فرماتے۔ کہ اس تخت پر حدیث شریف سُناتے وقت کے سوا کبھی نہ بیٹھتے۔ اور فرماتے کہ میں محبوب رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں۔

ایک روز حدیث شریف بیان فرما رہے تھے کہ سولہ بار بچھونے ڈنک مارا۔ آپ کا رنگ بدل بدل جاتا تھا، چہرہ مبارک زرد ہو ہو جاتا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث پاک کو سنا نا بزدل نہ فرمایا فارغ ہونے کے بعد فرمایا اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلًا لَا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی یہ جو میں نے سولہ بار بچھوئے ڈنک مارنے پر صبر کیا یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث پاک کے ادب میں۔ حدیث پاک سُناتے وقت اس قدر روتے کہ لوگوں کو اُن پر رحم آتا۔

امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت مزاح فرماتے والے اور بہت مسکراتے والے تھے۔ لیکن جب اُن کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو ہیبت و تعظیم کی وجہ سے اُن کے چہرے کا رنگ زرد پڑ

جایا کرتا۔ امام ابن المعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے۔ آپ لیٹے ہوئے تھے انھوں نے آپ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پوچھی، آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور ان سے وہ حدیث بیان فرمائی۔ انھوں نے عرض کی میری خوشی یہ تھی کہ آپ تکلیف نہ فرماتے اور لیٹے ہی لیٹے حدیث بیان فرمادیتے۔ فرمایا کہ میں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث تم سے بیان کروں۔ اور اس حال میں لیٹا رہوں۔ قتادہ با وضو حدیث شریف سننے کو مستحب جانتے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو مکروہ جانتے کہ راستے میں یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث شریف سنائیں۔ ہشام بن عازمی نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جبکہ وہ کسی جگہ کھڑے ہوئے تھے کوئی حدیث شریف پوچھی۔ آپ نے ان کو بیس کوڑے مارے۔ پھر ان پر رحم فرمایا۔ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیس حدیثیں اپنے دولت کدے پر لاکر سنائیں۔ ہشام فرماتے ہیں کاش مجھے اور زیادہ کوڑے مارتے اور پھر اور زیادہ حدیثیں سناتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منبر اقدس کی اُس جگہ کو جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے، اپنے ہاتھ سے مس کر کے اپنے چہرے پر پھیرتے۔ ان کے سوا بہت تعظیمات و آداب اکابر دین و ائمہ اسلام و علمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شفا کے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ میں منقول ہیں۔

باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو جو حدیث اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر بتاتا ہے۔ قرآن عظیم و حدیث کریم و سیرت صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مشائخ و علمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے جاہل اور عظمت مقام سید الانام علیہ وسلم و آلہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ حقیقت نبوت و رسالت اور اس کے تحقق پر صائل ہے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸ پر حدیث شریف لکھی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ و انصارہ
وسلمہ کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاہ
بعیرۃ فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یسجد لک الہ ہائے الشجر فنحن
احق ان نسجد فقال اعبدوا ربکم والکرموا الخاکم
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین و انصار رضی
اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ
آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تو حضور علیہ
وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
عرض کی یا رسول اللہ چار پائے اور درخت تو حضور کو سجدہ کرتے ہیں
تو ہم حضور کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو
رواہ الامام احمد عن سیدتنا ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہا وعلیہا
ابیہا وجدہا وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اس حدیث شریف میں حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تواضعاً اپنی ذات اقدس کو اپنے بزرگان سرکار و غلامان دربار کا بھائی فرمایا۔ امام الوہاب یہ اس کا اپنی زبان میں بھدا اور بھونڈا ترجمہ کر کے فساد کی "ف" لکھ کر لکھتا ہے۔

"یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سوا اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔"

اس ناپاک عبارت میں کیسے کیسے افتراءات کے پھینکے اڑاتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو حضور مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چھوٹا بھائی بنایا اور حضور شاہنشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی بتایا۔ اور حضور آقائے ثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کو باپ کی سی بھی نہیں بادشاہ کی سی بھی نہیں آقا کی سی بھی نہیں بلکہ صرف بڑے بھائی کی سی تعظیم ٹھہرایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیا اس قدر بھی نہیں جانتا کہ باپ اپنے بیٹے کو یا بادشاہ اپنے محکوم کو یا آقا اپنے غلام کو حضور شاہنشاہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کے خلاف حکم دے تو اس کی نافرمانی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کی اطاعت فرض ہے۔ اور یہ جو سید المتواضعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اَعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَاکْرِهُوا اَخَاكُمْ یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ اس سے امام الوہاب یہ کا استدلال محض اغوا و اضلال ہے۔ اگر بادشاہ تواضعاً اپنی رعیت سے کہے کہ تم سب میرے بھائی ہو تو رعیت میں کیا کوئی شخص بادشاہ کو بھائی صاحب کہہ سکتا ہے یا لکھ سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس کلام کے مخاطب تھے جن سے براہ راست فرمایا گیا اکرموا اخاکم کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھائی صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے! حاشا وکلا! بلکہ اکثر اوقات فداک ابی و اُمی یا بابی انت و اُمی اور اسی طرح کے کلمات عرض کیا کرتے تھے۔ یعنی میرے باپ ماں حضور پر صدقے، میرے ماں باپ حضور پر قربان۔ جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اور ماں باپ میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا۔ بلکہ "شفا شریف" میں ہے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے باپ کو حضور کی شان میں ایک قبیح کلمہ بولتے ہوئے سنا تو میں نے اسکو قتل کر ڈالا فلم یبق ذلک علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

کو ان کا یہ فعل کچھ ناگوار نہ ہوا۔ ان کے اس فعل پر کچھ اعتراض نہ فرمایا۔ پھر قرآن عظیم یہ بھی تو فرماتا ہے۔

النَّبِيُّ اُولٰٓئِیْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِهِ
یعنی یہ غیب بتانے والے نبی (مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی
زیادہ اختیار رکھتے ہیں اور ان کی بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے باپ ہوئے، تو تمام مسلمان حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ہوئے۔ قرآن پاک کے تو تمام ایمان والوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ہونا ثابت ہو رہا ہے پھر بیٹا اپنے باپ کا چھوٹا بھائی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ وہابیہ خبیثا اگر ایمان والے ہوتے تو حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی ہرگز نہ کہتے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی ہرگز نہ بن بیٹھتے، حضور سید العظیمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر ہرگز نہ ٹھہراتے۔ اللہ تقدس وتعالیٰ خود طرح طرح سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اپنے بندوں کو سکھاتا ہے اور فرماتا ہے میرے رسول کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے باہم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال حبط ہو جائیں۔ اور یہ خبیث کہتے ہیں کہ ان کی بڑے بھائی کی سی تعظیم چاہئے۔ آیات صریحہ و احادیث صحیحہ و سیرت صحابہ تابعین و ائمہ و علمائے دین سے آنکھ بند کرنا اور اس قسم کے الفاظ کو گو کیسے ہی موقع پر وارد یا قرآن و حدیث کے ارشادات مفسرہ محکمہ سے معاوضے کے سبب متروک نظر ہوا جب تاویل ہوں، مدار اعتقاد و عمل ٹھہرانا دلوں میں چھپے ہوئے کفر و نفاق کی دلیل ہے۔ اور اس قول سے کہ ”جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کر و سو اس میں بھی اختصار ہی کر دو“ یہی مراد ظاہر کہ وہابیہ و امام الوہابیہ کے نزدیک حضور احمد محمودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ستائش بس اسی قدر چاہیے جس قدر ہم آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی کم۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکیہ محامد و تحدیث حامد معاذ اللہ نہیں چاہیئے۔

حالانکہ خود اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح طرح سے مدح و ثنا فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بکثرت محامد و محاسن بیان فرمائے کہ ہرگز کسی جن ملک و بشر کی ایسی اور اتنی مدح و ثنا اس نے ہرگز نہیں فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضور سید محمودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر بکثرت مدح و ثنا فرماتے رہے۔ ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع فضائل و شریک آلات و خصائص میں برابر اہتمام تبلیغ فرماتے رہے۔ حدیث و سیر کی کتابوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہزار ہا معجزات و خصائص و کمالات مذکور اور

حضور علیہ السلام کے احوال شریفہ و اوصاف کریمہ کے بیان میں ابواب موضوع صد ہا کتابیں خاص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تذکرہ فضائل و کمالات میں تصنیف ہوئیں۔ اور ایمان بغیر حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اور محبت کیلئے ذکر محبوب کی تکثیر لازم۔ تو تکثیر مرجع و ثنائے سرکار رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام والحقۃ کمال ایمان کی دلیل اور اس میں کمی ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اور یوں کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ستائش اس سے بھی کم چاہیے جس قدر ہم آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہیں، مرضی سببی فساد باطن کی دلیل ہے۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ جمیع اہل السنۃ منہ۔

اسی طرح حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کے پاس اُس کا کلام اور اُس کے احکام لانے کے سبب چیر اسی کے ساتھ تشبیہ دینا جو رعایا کے پاس فرمان شاہی لاتا ہے یہ بھی منصب نبوت و عہدہ رسالت کی کھلی ہوئی اہانت ہے۔ ان دل کے اندھوں، عقل کے اوندھوں کو کیا یہ بھی نہیں سوچتا کہ نبی و رسول بمنزلہ صوبہ یا خلیفہ کے ہے، جسکی اطاعت و فرمانبرداری رعایا پر فرض ہوتی ہے۔ اور اُس کے احکام اُن پر نافذ ہوتے ہیں۔ اور وہ فرمان جو اُس کے ہاتھ میں ہوتا ہے بطور فرمان تقرر کے اور بہت زلہ دستور العمل کے ہے کہ وہ اُن احکام کو جاری فرمانے اور بندگانِ خدا سے اُن کی تعمیل کرانے کیلئے معین ہو کر تشریف لاتا ہے۔ چیر اسی کے کام کو اُس اعلیٰ ترین منصب نبوت و عہدہ رسالت سے معاذ اللہ کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ خصوصاً حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منصب ارفع المصاب جو تمام مقربانِ بارگاہِ احدیت کے سردار اور شفاعتِ کبریٰ اور وسیلہ عظمیٰ اہم مقام محمود و سیادت مطلقہ و محبوبیت عظیمی و خلافتِ کبریٰ وغیرہا منصبِ عالیہ کثیرہ و مراتبِ فیض متکاثرہ سے سرفراز ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی ساری خدائی میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا، ایسی ذات اقدس مجموعۃ الکمال معصومہ عن التقصاۃ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کو جسے حضرت مالک الملک و الملکوت جل جلالہ کا وزیر اعظم کہنا حق و بجا ہے، بمنزلہ ایک چیر اسی کے ٹھہرانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اور دوسرے تمام لوگوں میں صرف اسی قدر امتیاز بتانا کہ بس حضور احکام الہیہ واقف ہیں اور دوسرے لوگ غافل۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی تنقیص و تحقیر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اللہ واحد قہار قدوس متوج قادر مقتدر جل و علا کے نائب اکبر و محبوب اجل و خلیفہ اعظم و مظہر اتم و مختار کل و قائم جملہ نعم ہیں۔ — مرتد ملی پوری کا براہِ تفسیر خدا کے بعد اور ساری مخلوقات سے بڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجے کو ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ بتانا اور اسی فقرے

اُسی عبارت، اسی سانس میں حضور سید المعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ سے بھی کم ٹھہرانا کیسی گندہ شقاوت اور کتنی نجس خیانت ہے۔ یعنی مرتد ملھی پوری کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناجیز ذرہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے معاذ اللہ بڑھ کر ہے۔

مسلمانو! تمہارے پیارے مالک مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو ایسی سڑی ہوئی گندی کالی دینے والے کے کٹر کافر پر کئے مرتد کھلے ہوئے بیدین ہونے میں کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ایمان والے کو بھی کچھ شک شبہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناجیز ذرے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے بڑھ کر بتا رہا ہے۔ ناجیز ذرے پیشابوں پانچالوں نجاستوں غلاظتوں میں کہاں کہاں پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان سب نجس ناپاک گندے ناجیز ذروں کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے بڑھا ہوا بتا کر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ الصلوٰۃ والسلام و النبیہ میں کیسی سڑی ہوئی گندی کالیاں سن رہا ہے۔ مرتد ملھی پوری نے اسی گندی عبارت میں اپنی نہانی چمچر توحید بھی کھول دی۔ اپنے زیر سایہ مسلمان ہونے کے ادعا پر بھی آخری بولی بول دی۔ اسی عبارتِ نجسہ میں اُس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو ساری مخلوقات سے بڑھ کر اور ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ کہا اور اسی عبارتِ نجسہ کے اندر اُس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو ذرے سے کم لکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد ملھی پوری تمام عالم کے ذرات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں جانتا۔ ورنہ حضور افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ کے بعد سارے عالم جملہ مخلوقات کے تمام ذرات سے بھی بڑھ کر اور ارفع و اعلیٰ مانتا۔ لیکن یہ مرتد اپنی اس عبارتِ نجسہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے کم اور بعد اور ساری مخلوقات کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے کم اور بعد اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو ہر ہر ذرے سے کم اور بعد خدا کے مقابلے میں بتا رہا ہے۔ یعنی مرتد ملھی پوری کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں جتنی عزت و وقعت ہر ہر ناجیز ذرے کو حاصل ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اتنی وقعت و عزت بھی حاصل نہیں۔ تو کھل گیا کہ مرتد ملھی پوری کے دھرم میں عالم کا ہر ایک ذرہ مخلوقاتِ الہیہ خارج ہے۔ مرتد ملھی پوری کے نزدیک عالم کا کوئی ذرہ بھی اللہ تبارک تعالیٰ کا مخلوق یعنی اُس کا پیدائشہ یا ہوا نہیں۔ اب بڑے، چھوٹے سارے کے سارے دہڑے دیو کے بندے ایک سرے سے بول چلیں کہ تم عالم کے مہاسنکھو مہاسنکھ ذروں کو اللہ تبارک تعالیٰ کی ساری مخلوقات سے خارج ماننے والا مہاسنکھوں مہاسنکھ مشرکوں کے برابر تنہا مشرک کافر مرتد بے دین بے ایمان ہوا یا نہیں۔ کذالک العذاب و العذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمونہ و اللہ المحجۃ القاہرۃ۔

سنی سائل نے اس پر قاہر سوال نازل فرمایا کہ — ”جو عبارت آپ عربی میں لکھا کریں گا ترجمہ

بھی تحریر کیا کیجئے لہذا جو دعا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عربی عبارت ہے اس کا بھی ترجمہ لکھیے۔۔۔۔۔ اس زبردست سوال کا مطلب صاف ظاہر ہو چکا کہ جب مرتد ملھی پوری اپنی لکھی ہوئی عبارتوں کے اپنے ہی تسلیم سے خود ہی اُردو ترجمے لکھے گا تو ان ترجموں کے اندر قرآن پاک کی تابعداری کا ذلیل ہونا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے ہی کا عین عبادت الہی ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا استثنا شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و نمرو و ابو جہل و امثالہم خُبر ملا عین سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنا اور اُسی کا عین عبارت ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا استثنا شیطان لعین سے بھی زیادہ خبیث اور نقصا پہنچانے والا ہونا اُن خود حضور اقدس النفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نفس اقدس کا معاذ اللہ معاذ اللہ نفس خبیث اور نفس امارہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہرزہ کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عبادت اللہ سبحانہ و تعالیٰ بڑھ کر ہونا کسی طرح ہرگز نہیں لاسکے گا۔ تو خود مرتد ملھی پوری ہی کی زبان سے اس کا مفتری کذاب بیہیمان ہونا گاؤں کے رہنے والے، کھیتی کسانی کرنے والے ہر ایک بے پڑھے مسلمان پر بھی ٹھیک دوپہر کے جگمگاتے ہوئے سوج سے بھی زیادہ روشن طور پر کھلے گا۔ اور پھر ہر ایک ناخواندہ مسلمان بھی اس پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھے گا۔ اور فوراً ہی اُسکو لا حول شریف کا تحفہ بھیجے گا۔

مناظرات و مباحثات میں اس قسم کے سوالات برابر بلا نیکر ہوتے ہی رہتے ہیں۔ کوئی جاہل سا جاہل کوئی کودن سا کودن بونگکا بیہوشی گھاڑ بھی اس قسم کے سوالوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں سمجھتا کہ خود سوال کرنے والا اُس کے جواب سے جاہل ہے۔ لیکن مرتد ملھی پوری کو اس جانگزاں سوال کے جواب میں وہابیت خبیثہ، دیوبندیت بیسیہ کی موت احر نظر آئی۔ لہذا اُس کے جواب سے ایسے مڑ پڑے پن کے ساتھ جان بچائی کہ جواب ”کیا آپ عربی جانتے ہیں کہ نہیں؟“ اس مختصہ نخس ناپاک فقرے میں اس نے اپنا نخس ناپاک غنڈیہ یہ بتایا کہ ہر سوال کرنے والے کا اُس سوال کے جواب سے جاہل ہو ضروری ہے۔ اور اگر سائل کو اُس کا جواب معلوم ہو تو اس کا وہ سوال کرنا ہی بے کار ہو گا۔ ایسا کہنے میں مناظرانہ دُمختی نہ و مقررانہ و زاجرانہ و موجدانہ سوالات کو ہرے بے کار و باطل بتانا تو اُس کی جہالت و سفاہت و غیبت ہے ہی۔ کہتا تو یہ ہے کہ اس قسم کے بیسیوں سوالات خود قرآن عظیم میں بھی فرمائے گئے ہیں، ہر دست صرف ایک ہی مثال پیش کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیاء و جملہ مسمیات اُن کے سامنے پیش فرما کر اُن سب کے نام اور صفات و احوال و خواص تسلیم فرمادیے پھر انہی اشیاء و مسمیات کو ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر کے فرمایا۔ اَنْبِیُّنَ بِاَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”ان کے نام تو مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو“۔ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ فرماؤں گا۔ اور اگر تمہارا یہ گمان ٹھیک ہے کہ میری مخلوقات میں تم سے افضل کوئی ایسا پیدا نہیں ہو گا تو تمہارے مقابلے میں سزاوار خلافت

ہو سکے تو ان کے نام بتاؤ۔ کیونکہ خلیفہ کا کام تصرف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے۔ اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا مفصل علم ہو جن پر اس کو مقصد و حاکم بنایا گیا ہے۔

اب کیا کہتا ہے مرتد لمبھی پوری اس قسم کے سوالات قرآنیہ کے جوابات کا علم اس کے دھرم میں اللہ تعالیٰ کو تھا یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جاہل بنا کر کافر مرتد بے دین ہو گیا یا نہیں۔ اور اگر کہے ہاں تو اللہ تبارک تعالیٰ کے سوالات کو نفوذ و فضول بیکار بنا کر کافر مرتد بے دین ہو گیا یا نہیں۔ غرض اس کے دونوں رستے بند ہو گئے۔ ولہذا الحق الباہر۔

یہ مرتد لمبھی پوری بھی عجیب طرح کا اخبث ہے۔ اسی عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے گناہ و معصوم بھی بتا رہا ہے۔ سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے ان کو حضور سید الطیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تقویٰ و طہارت و بزرگی بھی مری جی سے سناتا رہا ہے۔ شوق صدر شریف ہونا، سینہ اقدس کا شرح فرمایا جانا، اللہ تبارک تعالیٰ کا حضور سید المظہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے گناہ پیدا فرمانا بھی دے لفظوں میں گنار رہا ہے۔ اور اسی عبارت میں حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث اور نفس آمارہ بھی بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں حضور سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ہر ہر ناجیز ذرے سے زیادہ ذلیل بھی ٹھہرا رہا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ الحونشیر لك صدر لك یعنی (اے محبوب) کیا ہم نے تمہارا سینہ گناہ نہ کیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کے سینے کو ہدایت و معرفت و موعظت و نبوت اور علم و حکمت کیلئے گناہ اور وسیع کیا، یہاں تک کہ عالم غیب عالم شہادت اس میں سما گئے۔ اور علائق جسمانیہ انوار روحانیہ کیلئے مانع نہ ہو سکے۔ اور علوم لدنیہ و حکم الہیہ معارف ربانیہ و حقائق رحمانیہ سینہ اقدس میں جسدہ گر ہو گئے۔ اور ظاہری شرح صدر اقدس بھی چار بار ہوا۔ حضرت خلیفہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں جب تشریف فرما تھے اور دس سال کی عمر تشریف میں۔ اور چالیس سال کی عمر اقدس میں ابتدائے نزول وحی کے وقت اور تریس سال کی عمر مبارک میں معراج شریف کو تشریف لے جاتے وقت جیسا کہ احادیث کریمہ میں وارد ہے۔ اس کی شکل یہ تھی کہ جب ربیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینہ اقدس کو چاک کر کے قلب اقدس نکالا۔ اور طشت نرین میں آب زمزم سے غسل دیا۔ اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صوبہ بارک و سلم قدر رحمہ و جمالہ و فضلہ و کمالہ۔

مرتد لمبھی پوری کی ان خبثتوں کا مطلب آخر اس کے ہوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس ذات اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ معصوم و بے گناہ پیدا فرمائے، جس کو تقویٰ و طہارت و بزرگی بھی بخشے، جسے سینہ مقدس کو ہدایت و نصیحت و موعظت و نبوت و رسالت اور علم و حکمت کے انوار کیلئے گناہ بھی فرمادے اس کا نفس اقدس بھی اللہ تبارک تعالیٰ کے ان انعامات و اکرامات کے بعد معاذ اللہ نفس بد اور نفس خبیث اور نفس آمارہ ہی رہتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی یہ عظیم

و جلیل موبتیں غنائیں بھی اس کے نفس اقدس کی معاذ اللہ بدی و خباثت و اماریت کو دور نہیں کر سکتیں۔ کیا یہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ کو عاجز بتانا نہیں، کیا اللہ قدوس مہجور قادر و مقتدر جل جلالہ کو عاجز بتانے والا اُس کی تو ہمیں تحقیق کر کے کافر مرتد بے دین نہیں ہو گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

بالجملہ عبارت ”تقوتہ الایمان“ سے صاف اور صریح طور پر جو معانی کفریہ ظاہر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے رب جل جلالہ کے سامنے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم معاذ اللہ جس قدر ذلیل ہیں، چار بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اتنا ذلیل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم معاذ اللہ ہر ہر ناجیز ذرے سے بھی کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناجیز ذرہ بھی معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ انھیں کفریات ملعونہ کا التزام کر کے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ شیطانِ لعین و قسارون و حسان و البوہش سے بھی زیادہ ذلیل اور ان سب خبیثہ و ملائین سے بھی زیادہ خبیث و نقصان رسال اور نفس بد اور نفس امارہ تبا کر حکم شریعت مطہرہ کھلا ہوا کافر مرتد بے دین ہو گیا کہ اُس نے اس مکالمے میں حضور محبوب اللہ الاکرم خلیفۃ اللہ الاعظم مظہر اللہ الاثم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو قصداً و اختیاراً و التزاماً کٹھی سترہ گندی گالیاں سنائیں۔ سولہ گالیاں تو یہی جو ابھی گنائی ہیں۔ اور سترہویں سٹری ہوئی گھنونی گالی جو اوپر گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو معاذ اللہ ایسا ہی سمجھنا یہی عین عبادت ہے۔

اور انھیں گالیوں پر ہی کیا موقوف ہے، کبرائے طاغوت دیوبندیہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے کل علوم غیب کے ثابت ہونے کو عقلاً و نقلاً باطل ٹھہرا چکے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے بارگاہ الہی سے اصالت و بلا واسطہ علوم غیب عطا فرمائے جانے کو حضرات انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علی سیدہم وعلیہم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کے ساتھ جن آیات قرآنیہ میں خاص بتایا ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے“ کہہ کر ان کو بھٹلا چکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بعض علم غیب وسیع عظیم محیط بمحیط ماکان و مایکون عطا فرمایا۔ اس کے مثل زید و عمر و بلکہ ہر بچے ہر یاگل بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کا علم غیب بتا چکے (حفظ الایمان اشرف علی تھا لوی ص ۱) — حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم کے وسیع و زائد ہونے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام و شیطان ملعون کے لئے علم کے وسیع و زائد ہونے کو قرآن و حدیث سے ثابت ٹھہرا چکے۔ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام شیطان لعین کی وسعت علم پر ایمان لانے والے کے مومن مسلمان ہونے کا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کیلئے وسعت علم ماننے والے کے مشرک بے ایمان ہونے کا کفری گیت گانچکے (برائین قاطعہ خلیل احمد انہی مہدقہ رشید احمد گنگوہی ص ۵)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خاتم النبیین فرمایا جسکے ضروری دینی معنی صرف یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا شرعاً محال اور ناممکن ہے۔ اُس کے اس ضروری دینی معنی کو نا سمجھ لوگوں کا خیال اور اہل فہم کے نزدیک غلط و باطل بلکہ کفر (نکار ختم نبوت کی نیو جالچکے۔ تحذیر الناس، قاسم نانوتوی ص ۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نئے نبیوں کے پیدا ہونے کا ختم نبوت کے مخالف نہ ہونا شائع کر چکے۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۱۲)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی اور جدید پیغمبروں کے پیدا ہونے کو ختم نبوت میں کچھ خلل نہ ڈالنے والا چھاپ کر تکذیب ضروریات دین کے پھنکے اڑا چکے۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۲۸)

"وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے" کہہ کر اللہ واحد و قدوس و ستوبح جل جلالہ کو کاذب بالفعل بتا کر اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج بنا چکے۔ (فولو فتولے رشید احمد گنگوہی)

اور اپنے ان کفریات قطعیہ یقینیہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ مکہ معظمہ مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلام من شد فی کفرہ وعدا بہ فقد کفر کا متفق علیہ مجمع علیہ فتویٰ پانچکے یعنی جو لوگ ان کفریات ملعونہ میں سے کسی کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُسکے قائل کے کافرو مستحق عذاب ہونے میں شک رکھیں وہ بھی اسلام کے دائرے سے نکل کر کفر و ارتداد کے دائرے میں جا چکے۔ (کتاب مستطاب مسیحی بنام تاریخی "حسام الحرمین علی المنحر الکفر والمین") پھر ہندو سندھ مدراس، بنگال، پنجاب، بلوچستان، گجرات، کاٹھیاواڑ، دکن، کوکن، سرحد و برما وغیرہ مقامات کے سینکڑوں مشائخ طریقت و علمائے اہلسنت و مفتیان دین ملت بھی ان فتاویٰ مبارکہ کی تصدیق و تائید و تقریظ فرما چکے (کتاب الاجواب مسیحی بنام تاریخی "الصوارم الہندیہ علی مکرم شیاطین الدیوبندیہ") فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (تو جس کا جی چاہے ایمان لائے، جس کا جی چاہے کفر کرے)

خدا ما بن اسلام و سنت تو احکام شرعیہ الہیہ صاف صاف سمجھا چکے۔ امام مذہب حنفی حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت امام الامام کا شرف النعمۃ سراج الامم سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفہ نعم بن ثابت

کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمیز اجل و شاگرد ارشد و صاحب اول ہیں، کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منه امرأتہ۔
یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اور اسکی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ پھر کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ تبول نہ کلمہ تبول۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اصل بات یہ ہے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوة والتحیہ کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و بزاز یہ دو رو غیر وقتاویٰ خیر یہ وغیرہ میں ہے۔

اجمع المسلمون ان شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔
یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مستحق عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر و درختار میں ہے (اور یہ عبارت جو آتی ہے در محنت اری ہے)

الکافر لسبب نبی من الانبیاء لا یقبل توبتہ مطلقاً و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔
یعنی جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ (سلطان اسلام کی بارگاہ میں) کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے مستحق عذاب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

الحمد لیسلمہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارگاہ گویوں و دشنام دہندوں اہانت کنندوں کے کافر ہونے پر تمام امت کے اجماع کی تصریح ہے۔ اور اس پر بھی کہ جو انھیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ و فیہ ضل چلی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قد اجتمعت الامة علی ان الاستخفاف بنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بای نبی یعنی بے شک ساری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا یا حضراتِ نبی علیہم الصلوٰۃ و

كان من الانبياء عليهم الصلاة والسلام
كفر سواهم فاعل ذلك استعلاء
ام فعله متيقنا لحرمة وليس بين العلماء
خلاف في ذلك والذين نقلوا الاجماع فيه
وفي تفاصيل اكثر من ان يحصوا هاهنا امام
الحرمين وغيره.

السلام میں سے کسی نبی کی توہین کرنا کفر ہے۔ ایسا کرنے والا اُس
کو حلال سمجھ کر کرے یا اُس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا
کرے ہر طرح کا فر ہے۔ اور علمائے اسلام کے درمیان اس مسئلہ میں
کبھی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ حضرات علمائے اسلام جنہوں نے
اس مسئلہ میں اور اُسکی تفصیلات میں اجماع نقل فرمایا ہے اس سے زیادہ
ہیں کہ اُن کا شمار کیا جائے۔ انہیں میں سے امام الحرمین وغیرہ ہیں حمتہ اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین

خود اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم
یعنی وہ جو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں
ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة واعدا لهم عذابا مهينا
یعنی بے شک جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن
پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت دینے
والا عذاب طیار کر رکھا ہے۔

اللہ عز وجل ایذا سے پاک ہے۔ اُسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر اُس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ اور پر آیت کریمہ تلاوت کی گئی جس میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ایمان
والوں کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پاک پر آوازیں اونچی کرنے اور اُن کے حضور چلا کر بات کرنے
سے منع فرمایا کہ کہیں اُن کے سب اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ اور شریعت اسلام کا ایک واضح اور روشن مسئلہ یہ ہے کہ کفر
و ارتداد کے ہوا کوئی گناہ ایسا ہرگز نہیں جو اپنے سے پہلے کے تمام اعمال حسنہ کو اکارت اور باطل کر دیتا ہو۔ لاجرم
تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

لان في الجهر والرفع استخفافا قد يؤدى
الى الكفر المحبط وذلك اذا انصرف اليه قصد
لا هاتة وعدم المبالاة
یعنی اس لئے کہ بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز
اقدس پر اپنی آواز اونچی کرنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
حضور چلا کر بات کرنے میں شان اقدس کا استغناء ہے جو کبھی اعمال کو

برباد اور اکارت کرنے والے کفر تک پہنچا دیتا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ آواز مبارک پر اپنی آواز اونچی کرنے یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور چلا کر بات کرنے کے ساتھ معاذ اللہ امانت کا ارادہ یا بے پرواہی منانا شامل ہو جائے۔

محصل کلام یہ کہ ذکر کردہ شدہ لمھی پوری پر حکم شریعت مطہرہ فرض اور ہر فرض سے اہم فرض ہے کہ فوراً فوراً دیوبندیت بنیہ اور اپنے کفریات مذکورہ بنیہ علی الاعلان تو بہ کر کے از سر نو اسلام لائے، سنی مسلمان بن جائے۔ اسکی جو رو اسکے نکاح سے نکل چکی۔ اگر جو رو رکھنا چاہے تو از سر نو اسکی مرضی سے نئے مہر پر اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔ ورنہ جماع زنائے خالص ہوگا۔ اور اُس سے جو اولاد ہوگی حرامی اور اولاد الہی نہ ہوگی۔ اور جب تک وہ تھانوی، انبیٹھی، گنگوہی، نالوتوی چاروں کبرائے طاقتور دیوبندیہ کا بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد، بے دین ہونا اور خود اپنی سترہ گالیوں کا جو اس نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں بے دھڑک کی ہیں، کفر و ارتداد بے دینی ہونا اور اُس سے اپنی برأت و بیزاری لکھ کر اُس پر اپنے دستخط کر کے نزد اُسوقت تک سنی مسلمانوں پر اُس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا حرام، اُس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اُس کے ساتھ بیاہ شادی حرام، وہ راستے گلی میں مل جائے تو اسکو سلام کرنا حرام، وہ بیمار پڑے تو اسکو دیکھنے جانا حرام، وہ مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر ہونا حرام، اُس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام، اس کے جنازے پر نماز پڑھنا حرام، بلکہ اس کی دیوبندیت بنیہ اور اُس کے کفریات بنیہ پر مطلع ہوتے ہوئے بھی اسکی اقتداء میں اُس کے جنازے کی نماز پڑھنا خود کفر و ارتداد بلا کلام۔

غرض سنی مسلمانوں پر اُس کے ساتھ اور اُس کے ہم عقیدہ تمام لوگوں کے ساتھ اُن کی موت و زندگی میں مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنا حرام۔ ایسے لوگوں سے اپنے بچوں کو تسلیم دلوانا حرام حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تؤاکلوہم
ولا تناکحوہم (رواہ العقیلی عن انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ) ولا تصلوا علیہم ولا
تصلوا معہم (زاد ابن حبان عنہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ)

یعنی مسلمان کہلانے والوں، کلمہ پڑھنے والوں میں جو بد مذہب
گمراہ بد دین پیدا ہوں ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کیساتھ کھانا
نہ کھاؤ۔ اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے ساتھ شادی
بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازے پر نہ پڑھو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

ایاکم وایاہم لا یصلونکم ولا یفتنونکم
(رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

وان مروضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا
تشہدوہم (رواہ ابو داؤد عن سیدنا ابن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان
[کے جنازے پر حاضر نہ ہو۔]

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

ان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم

یعنی اگر راستے کلی میں ان سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو ان کو سلام نہ کرو۔

(زاد ابن حاجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد و معلم حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔

ان هذا العلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم۔ (رواہ مسلم)

یعنی بے شک یہ علم تو دین ہے۔ تو دیکھ بھال کرو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔ (کہیں کسی بے دین سے تو دین حاصل نہیں کر رہے ہو)۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

واما ينسيتك الشيطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ○

یعنی اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا ترکوا الى الذین ظلموا فتمسکوا بالتار ○

یعنی اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تم کو آگ چھوئے گی۔

للہ الحمد وعلیٰ حبیبہ والہ الصلوٰۃ والسلام کہ آج چہار شنبہ پنجم ماہ فاخر ربیع الآخر شریف ۱۳۶۹ھ ۲۵ جنوری ۱۹۵۰ء کو یہ جواب بدرسمائے ختام اور جمال الایمان والا یتقان بتقدیس محبوب الرحمن اس کا نام ہوا۔ ہذا و احسن ما یختبرہ الکلام ان الحمد للہ العزیز العلام و افضل الصلاۃ و اکمل السلام علیٰ حبیبہ سید الانام والہ الکرام و صحبہ العظام وابنہ سیدنا الغوث الاعظم و حزبہ الفخام و سراج امتہ سیدنا الامام الاعظم اعلم ائمة الاسلام و امام اهل السنة مرشدنا احمد رضا المجذبی الاعظم للذین و الملتہ بعون ذی الجلال والاکرام و علینا و علی جمیع اخواننا و اخواتنا من اهل السنة و الجماعة فی امما ابدی الی الطول و الانعام و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و اللہ و رسولہ اعلم جاکبلا لہ و صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ و ہا انا کلب من کلاب لعتبہ المصطفویہ عبد من مبادی الخضر القادیانیتہ احد فقہاء الاستانۃ الرضویۃ الفقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت کلینان القادی البرکاتی الرضوی المجذبی الکنوی غفرلہ و لابوہ و اولادہ و اخوانہ ربہ المولی العزیز القوی الساکن محلہ بہوہ خان من بلاد پیلہ بہیت صان اللہ تعالیٰ اہلہا المسلمین من شر کل مکر و عفریت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین از روئے کتاب و سنت نیچے لکھے ہوئے کاموں اور باتوں میں کہ یہ کام و باتیں خلاف شرع اہلسنت ہیں یا نہیں۔ اور یہ لفظ و باتیں اہلسنت سے ہیں یا اہلسنت کے خارج ہیں۔ اور انکے قائلین سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اور جو مرید ہو چکے ہیں ان کو دوسرا پیر کرنا چاہیے یا نہیں۔

سوال ۱۔ کیا دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
سوال ۲۔ جو شخص دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھے اس کیلئے کیا حکم ہے۔ سنی ہے یا وہابی یا دیوبندی؟
سوال ۳۔ معلوم ہوتے ہوئے کہ دیوبندی امام ہے اسکی اقتدا کرنے والا، اس کی تعریف کرنے والا سنی ہے یا دیوبندی؟

سوال ۴۔ دیوبندی کی تعظیم و تعریف کرنے والے اور انہیں پیشوا، امام بتانے والا سنی ہے یا دیوبندی؟
سوال ۵۔ دیوبندیوں سے ملنا جلنا، محبت دوستی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ جو تعلقات رکھے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

سوال ۶۔ اسمعیل دہلوی کو شہید کہنے والا یا کتاب میں دیکھ کر پڑھنے والا سنی ہے یا وہابی، عند اللہ مقبول ہے یا منغضوب؟

سوال ۷۔ دیوبندیوں بالخصوص ندوۃ المصنفین کی کتابوں کو نہایت دلچسپی و محبت سے پڑھنا، ان کو بہت اچھا سمجھنا اور کہنا کہ یہ کتابیں بہت اچھی ہیں اس طرح ماننے و کہنے پر شرعاً کیا حکم ہے؟
سوال ۸۔ دیوبندیوں کی تعظیم و توقیر کرنا، ان کی غائبانہ بھی تعریف کرنا، ان کو بڑا عالم دین و اہل علم جاننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۹۔ ان کی تعظیم و توقیر کرنے والے اور عالم جاننے والے کیلئے کیا حکم ہے؟
سوال ۱۰۔ دیوبندیوں کی کتابوں کو اچھا کہنا، دیوبندی مولویوں کو اہل علم سمجھنا، ان کی تعریف کرنا، اختلافی مسائل بیان کرنے والا یا یہ فرقے ہمارے بھائی نہیں ہیں۔ اور ہمارے یہاں کے دیوبندی تو ایسے نہیں ہیں اور نہ ہمارے یہاں سنی دیوبندی جھگڑے ہیں ایسا کہنے والا اور جاننے والا کون ہے؟
سوال ۱۱۔ کیا اہلسنت اور گمراہ فرقوں کے اعمال و عقائد سے لوگوں کو آگاہ کرنا شرعی حکم ہے یا نہیں۔ اگر معلوم ہوتے ہوئے کوئی اپنے مریدوں کو منع نہ کرے تو شرعی حکم کیا ہے؟

سوال ۱۲۔ وہابی دیوبندی مریدوں کو ان عقائد سے منع نہ کرنا تو بہ نہ کرنا مریدی سے خارج نہ کرنا علالت دیوبندیت ہے یا نہیں؟

سوال ۱۳ — دیوبندیوں وہابیوں کی دعوتیں قبول کرنا اور ان سے اتمامِ حجت نہ کرنا لکھ دینا کفر و کفرِ دین پر عمل کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال ۱۴ — سنی مولویوں کو محرم میں تقریر کیلئے بلاتے ہیں تو جو شخص کہے کہ کیوں پیسے برباد کرتے ہو، کیا یہ سنیت کو ختم کرنا ہوگا یا نہیں تاکہ مولوی نہ آئیں۔ سنی وہابی کے عقائد سے لوگ واقف نہ ہوں؟

سوال ۱۵ — جامعہ ملیہ سنیوں کا مدرسہ ہے یا دیوبندیوں کا۔ ندوۃ المصنفین کی کتابیں پڑھنے سے ایمان قوی ہوگا یا برباد۔ جامعہ ملیہ، ندوۃ المصنفین وہابی ہیں یا نہیں؟

سوال ۱۶ — کسی کو کہنا ہمارے یہاں حافظِ قرآن ہوتے ہوئے ہم نے اپنے بچوں کو حافظ نہ بنوایا، بلکہ انگریزی پڑھائی اور تمہارے یہاں تو پڑھانے والے حافظ بھی نہیں ہیں پھر بچے کو حافظ بنانا بیوقوفی ہے، اس طرح کہنا درست ہے یا نہیں ہے۔ اس میں حقارتِ علم دین ہے یا نہیں؟

سوال ۱۷ — ایک پیر صاحب نصیر آباد آکر مرید کرتے ہیں عقائد و اعمال سنی کا انکار بھی نہیں کرتے سنی معلوم ہوتے ہیں لیکن دیوبندیوں کو برا نہیں کہتے اور نہ برا جانتے ہیں بلکہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان کی کتابیں پڑھتے ہیں، ان کی کتابوں کی تعریف کرتے ہیں، دیوبندی مولویوں کی تعریف کرتے ہیں۔ تو ایسا شخص سنی ہے یا دیوبندی ہے۔ اس کی بیعت جائز ہے یا ناجائز؟

سوال ۱۸ — ایسے پیر سے توبہ کیسی کرنا چاہئے۔ یہاں نصیر آباد میں توبہ کر کے ان کی کتابوں، ان کے مولویوں، ان کے عقائد کو برا بولیں تو ان کو سنی مان لینا چاہئے اور ان کو سنی سمجھیں یا ان کے وطن میں جب تک اعلانیہ اپنے سنی ہونے کا اعلان نہ کریں اور ان سے ملنا جلنا دوستانہ تعلقات رکھنا، ان کی تعریف ان کی کتابوں کو اچھا سمجھنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جب تک یہ باتیں ترک نہ کریں سنی نہ مانیں اگر وہ وطن میں یہ کام کریں توبہ وغیرہ تو پھر ان کو سنی مان کر بیعت کرنا چاہئے یا نہیں۔

سوال ۱۹ — کیا دیوبندی اچھے بھی ہوتے ہیں یا برے ہی ہوتے ہیں۔ برے ہوتے ہیں۔ یا کافر ہیں تو کیوں؟

سوال ۲۰ — سنی دیوبندی علماء کے مناظرے مباحثے واجب ہیں یا سنت یا بیکار و فضول ہیں۔ مولویوں کی لڑائیاں ایمانی ہیں یا فضول۔ اور فضول و بیکار جاننے والا کیسا ہے۔ مسئلہ کا جواب کتاب و سنت سے دیجئے لفظ آسان اور صاف لکھئے تاکہ عوام سمجھ لیں۔ فقیر شیخ غلام محمد قادری رضوی ضیائی

سہ ربیع الاول شریف ۱۳۶۶ھ

الحب و ادب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر و مرتد ہیں۔ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشواؤں کا پہلا عقیدہ یہ ہے کہ کذب و ظلم و سائر قبائح میں بالنظر الی ذات باری کوئی توجیح ہی نہیں۔

(جہد المقل محمد حسن دیوبندی۔ حصہ صفحہ ۷۷)

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔

(براہین قاطعہ، رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی ص ۱۵)

تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمت محمدی میں کوئی فرق نہ آئیگا۔

(تحدیر الناس، قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ص ۱)

چوتھا عقیدہ یہ ہے "اگر بعض علوم غیبیہ مراد میں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان، اشرف علی تھانوی ص ۸)

پانچواں عقیدہ یہ ہے کہ "سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"

(تقویۃ الایمان، اسماعیل دہلوی ص ۶۶)

اس قسم کے گندے گھونے عقیدے اور بھی ہیں جو موجب اختصار ذکر نہ کئے گئے۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب "حسام الخربین" شریف دیکھئے۔ اس میں مکہ معظمہ مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام کے مبارک فتوے ہیں۔ جو تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، قاسم نانوتوی سب کے سب کافر مرتد ہیں۔ جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے مسلمان سمجھے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے "مَنْ شَکَّ فِي كُفْرِهِ وَعَدَّ ابًا فَقَدْ كَفَرَ" ان کو امام بنانا ان کی اقتدا کرنا ان کے ساتھ میل جول سلام کلام ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب حرام اور عقیدے میں متفق ہو کر ان کو مسلمان سمجھ کر یہ افعال کرے گا تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اس کی بوی اُس کے زکاح سے نکل جائے گی، اس کی ساری عبادتیں برباد ہو جائیں گی، اُسکی بیعت ٹوٹ جائیگی۔ آئندہ نہ وہ مرید کر سکتا ہے نہ اُسکا کوئی مرید ہو سکتا ہے۔ اس کے اوپر تو بہ صحیحہ شرعیہ لازم اور تو بہ کرب نے کے بعد اسلام لانے کے بعد بھی وہ مرید نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے مرشد برحق سے دوبارہ اجازت خلافت حاصل کرے اور دوبارہ مرید ہو تو پھر مرید کر سکتا ہے اور جو مرید ہو چکے تھے ان سب کی بیعت بھی ٹوٹ گئی۔ وہ جس مرشد برحق سے چاہیں دوبارہ مرید ہو سکتے ہیں۔ ان سب احکام کو دیکھنے

کیلئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے مقدس فتوے دیکھئے جو رسالہ مسبار کہ فتوائے حریمین برجف ندوة المین او حسام الحرمین علی منہج الکفر والہین میں مدلل و مفصل مذکور ہیں۔

اب ہر سوال کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔ اور یہ سب احکام شرعیہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو واقع ہوں گے۔

۱۔ دیوبندی امام کے پیچھے اس کو مسلمان سمجھ کر نماز پڑھنا کفر ہے۔

۲۔ ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔

۳۔ وہ سنی نہیں ہے۔

۴۔ وہ بھی سنی نہیں ہے

۵۔ ایسے لوگوں کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے لَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَنْتَابُوهُمْ نہ اُن کے ساتھ کھاؤ اور نہ پانی پیو۔ وَإِنْ لَقِيتَهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ اور اگر ملاقات ہو جائے تو ان پر سلام مت کرو۔

۶۔ اسماعیل دہلوی کو شہید کہنے والا، اُس کی تعریف کرنے والا وہابی ہے۔ سنی اُس کی تعریف نہیں کرتا۔

۷۔ ندوہ بھی بد مذہبوں مرتدوں کی ایک چکڑی ہے۔ اُن سے بھی سلام کلام میل جول ممنوع و حرام، اُن کی کتابیں پڑھنا زہر قاتل۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو فتوائے حریمین دیکھئے۔

۸ و ۹۔ دیوبندی عالموں کی تعریف و توصیف تعظیم و تکریم فضول، منہج الحی لکفر ہے۔ کم از کم حرام ہے۔ ایسے شخص پر تجدید ایمان و تجدید نکاح احتیاطاً لازم۔

۱۰۔ سنی دیوبندی اختلاف کو جھگڑا کہنا یہ ایک مستقل کفر ہے۔

۱۱ و ۱۲۔ بد مذہبوں، گمراہوں، بے دینوں، مرتدوں کے عقائد سے آگاہ کرنا اشد ضروری۔ جو پیر اپنے مرید کو اُن کے عقائد باطلہ سے آگاہ نہیں کرتا اسکو حدیث شریف میں شیطانِ آخرس بتایا گیا۔ اُس کے مریدوں کو چاہئے کہ اسکی بیعت کو توڑ دیں۔ کسی جامع شرائط مرشد برحق کے ہاتھ پر مرید ہو جائیں۔

۱۳۔ کا حکم ۵ میں گذرا۔

۱۴۔ سنی عالم دین کی تقریر میں جو خرج ہوا، اس کو پیسہ برباد ہونا بتائے وہ یقیناً سنیّت کو ختم کرنا چاہتا ہے، چھپا ہوا دیوبندی معلوم ہوتا ہے۔

۱۵۔ جامعہ قیہ بد مذہبوں کا مدرسہ ہے۔ ندوۃ المصنفین یا جامعہ ملیہ کی اکثر کتابیں مذہبِ اہلسنت کے خلاف ہیں۔ ایسی کتابوں کا پڑھنا حرام ہے۔

۱۶۔ قرآن عظیم حفظ کرنے والے کو بے وقوف بتانے والا کافر ہے۔

۱۷۔ ایسا شخص مٹنی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ وہ دیوبندی ہے۔ اُسکی بیعت جائز نہیں۔ بلکہ ایمان کو تلف کرنے والی ہے معاذ اللہ۔

۱۸۔ ایسا شخص اگر ایک جگہ توبہ کرے اور دوسری جگہ ویسی ہی باتیں کرے وہ مکار ہے۔ فرتی ہے۔ اُس کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر وہ توبہ کر کے سچا پکا مسلمان ہو جائے تو اُسکی توبہ عند اللہ مقبول ہے۔ مگر اس سے مرید ہونا جائز نہیں کہ جامع شرکاً نہیں رہا۔

۱۹۔ دیوبندی عالم اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر شرعاً کافر و مرتد ہے۔ ان کو مسلمان سمجھنا کافر و مرتد ہونا ہے۔

۲۰۔ مٹنی علماء کا مناظرہ کرنا احقاقِ حق و البطلانِ باطل کیلئے ہوتا ہے۔ ذریعہ اشاعتِ دین و مذہب ہے۔ اسکو بے کار و فضول کہنا، اس کو لڑائی جھگڑا بتانا کفر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔
جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر الوالفتح عبید الرحمن محمد حشمت علی خاں غفرلہ ربّہ ۱۸ ربیع الاول شریف
۱۳۶۶ھ سنہ شنبہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء مکرمہ ۶ مکان ۱۲ چوٹھی گلی مرین لائن بمبئی ۲۴

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درال باب کہ ایک صاحب طریقت عارف باللہ محفل سماع میں یہ نعت شریف پڑھوا کر سنا کر رہا ہے جو ذیل میں مذکور کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو اور جواب مع دلیل کتب و صفحہ بزرگان دین کے دیں۔ آیا یہ جمہور اہلسنت کے نزدیک گمراہ بد دین ہیں یا مؤمن کامل۔ بتیو اتوجروا۔
۱۔ نعت شریف مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اب شمس و قمر کے روز پہاں کا ذکر عیاں کچھ ہوتا ہے جو گنج پوشیدہ تھا در نہاں وہ راز اب افشاں ہوتا ہے
والشمس ذات رسول اللہ و القمر نبوت نور ہدیٰ ایک نقطہ عجب ہے سن تو ذرا اب راز پیمبر کھلتا ہے

جب نور ازل پر جوش ہوا، تب بحر حقیقت میں شور اٹھا
 دریا سے ہوئی قطرے کو ندا اے قطرہ دریا میں لے ذرا
 خالق نے کہا محبوب مرا، تو پردہ لاہوتی تو اٹھا
 تفسیر سراج مبین کا، تفسیر ہے ذات رسول اللہ
 آتا ہے دل میں کردوں بیاں ہر نقطہ حقیقت قرآن کا
 فیصلہ لکیر جو آستانہ دہلی ماہ جولائی ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔

جہاں میں شور اک صلی علیٰ صلی علیٰ کا ہے
 یہاں جو ہے تماشائی حبیب کبریا کا ہے
 زمین سے آسمان تک نام اس دولت سرا کا ہے
 وہ محبوب خدا میں اور کل عالم خدا کا ہے
 خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے
 صلہ اللہ اکبر کس قدر اُن کی ولا کا ہے
 خدا بھی ہے اُسی کا جو محمد مصطفیٰ کا ہے
 جو بندہ ہے محمد کا وہی بندہ خدا کا ہے

۲۔ اپنے مرشد کے ہاتھ کا بوسہ لینا اور قدمبوسی کرنا اہل تصوف کے نزدیک اور شرع
 مطہر سے جائز ہے یا ناجائز۔ مع حوالہ کتب و صفحہ و طریقہ بزرگان دین بالتشریح تحریر فرمائیں۔
 ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو نوری کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور
 جو لوگ صرف خاکی شان رسالت کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور نوری کے منکر ہیں اُن کے بارے میں
 شرع مطہر کیا حکم کرتا ہے۔ قرآن و حدیث و فقہ و صفحہ بالتشریح فتویٰ تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔
 ۴۔ محفل میلاد شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۵۔ جو لوگ محفل میلاد شریف کو شرک اور کھنسیاجی کا جنم کہا کرتے ہیں اُن لوگوں کے بارے
 میں شرع مطہر کیا حکم کرتا ہے مع دلیل و طریقہ بزرگان دین اور حکم شرع تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔
 الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

توحید یعنی یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ایمان ہے۔ اور وحدت یعنی یہ ماننا
 کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں یہ حق ہے۔ اور اتحاد یعنی معاذ اللہ یہ سمجھنا کہ ہر ایک موجود خدا ہے
 یہ کفر و الحاد ہے۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور خدا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس کو اپنے ہی نور ذات بحت سے بغیر کسی تجزی بغیر کسی تبعض کے
 بغیر کسی کم و کیف کے بغیر کسی واسطے کے محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 علیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اللہ تعالیٰ کے نور بھی اللہ تعالیٰ کے نائب اکرم و مظهر اتم و خلیفہ

اعظم بھی ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ خدا یا معبود ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔ سوال اول میں جو اشعار پہلے درج کئے گئے ہیں وہ وحدۃ الوجود کے مسلک پر کہے گئے ہیں۔ یہ مسئلہ قائل نہیں حال ہے۔ اور جب قائل میں لایا جائیگا اس کی پورے طور پر صحیح تفسیر ہرگز نہ ہو سکے گی۔ جو تھے شعر میں دریا سے قطرہ جدا ہونے کا مطلب دریائے وحدت الہی یعنی اللہ تعالیٰ کے نور ذات سے قطرے کا یعنی نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر نور خدا جل و علا ہونا اور خدا بھی نہ ہونا اور خدا سے جدا بھی نہ ہونا مراد ہے۔ چھٹے شعر کے دوسرے مصرعے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اول مخلوق ہونا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابدی حی قیوم اور آخر الانبیاء ہونا مراد ہے۔ اور شک نہیں کہ ان معانی کو کفر سے معاذ اللہ ہرگز دور کا بھی کچھ علاقہ نہیں۔ یہ معانی حقہ صحیحہ ہیں۔ تفصیل کیلئے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ صلاۃ الصفاء بنور المصطفیٰ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: بیاض شریف میں یہ جواب اتنا ہی دستیاب ہو سکا۔

مسئلہ: علمائے دین شرع عتین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ محمد ادریس موہلیہ اور اپنی حقیقی بہن جس کا نام آمنہ خاتون ہے حج شریف کو جانے والے تھے، ہر سہ اشخاص ٹیکہ لگوانے میں ونسپل آفس جا رہے تھے۔ اہلیہ محمد ادریس کے موٹر سے ٹکر لگ گئی۔ جسکی وجہ سے محمد ادریس اور ان کی اہلیہ کا جانا ملتوی ہو گیا۔ آمنہ خاتون کا قصد جانے کا ہے، ان کے شوہر نے ان کو اجازت بھی دے دی ہے۔ عزیز داروں میں وہ کس کے ہمراہ جاسکتی ہیں۔

آمنہ خاتون، کرنیل گنج بزمیہ کانپور

الجواب: اللہ ہدایۃ الحق والصواب:

مستفسرہ کو چاہیے کہ اپنے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کے ساتھ جس کا رشتہ کی وجہ سے شرعاً اس کیساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو جیسے بھائی بھتیجا بھانجرا چچا ماموں دادا نانا۔ لیکن یاد رہے کہ چچا زاد ماموں زاد خال زاد بھوپھی زاد بھائی بھتیجا بھانجرا چچا ماموں دادا نانا شرعاً محرم نہ ہوں گے۔ اگر ایسے محرم رشتہ دار ساتھ جانے کے لئے نہ مل سکیں تو اپنے شوہر کو ساتھ لے جانے کے لئے طیارہ کرے۔ بغیر اس کے جانا، جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فقیر الوالفستع عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی ضوی لکھنوی غفرلہ والابویہ والہ

وانوانہ واجباہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ جمعہ مبارکہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء محلہ بھونیاں پٹی بھیت

مسئلہ:

۸۶/۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصر ہم اس مسئلے میں کہ آجکل اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان کی رویت ہلال کے اعتبار سے ایک دن پہلے ہی حج کر دیا جاتا ہے جو لوگ اس اعتبار سے حج کرتے ہیں ان کا حج ادا ہو جاتا ہے یا نہیں اور اختلاف مطاع معتبر ہے یا نہیں بینوا تو جبروا۔

المستفتی: سید نیاز احمد قادری رضوی غفرلہ، ناظم اعلیٰ بزم قادری رضوی کانپور
الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

اختلاف مطاع تو قول صحیح و مفتی بہ پر مذہب تنفی میں مطلقاً معتبر نہیں، لیکن صورت مستفسرہ میں مسلمانان اہلسنت کا حج بفضل اللہ سبحنہ و تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بحکم شریعت مطہرہ جائز و صحیح ہو جاتا ہے۔ علامہ سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے دربارہ فضیحہ اختلاف مطاع معتبر ہونے کو ظاہر بتایا۔ اور بطور استدلال فرمایا یُفْهِمُ مَنْ كَلَامُ مَهْرٍ فِي كِتَابِ الْحَجِّ أَنَّ اخْتِلَافَ الْمَطَاعِ فِيهِ مُعْتَبَرٌ فَلَا يَكْزُمُهُمْ شَيْءٌ لَوْ ظَهَرَ أَنَّهُ رُؤِيَ فِي بَلَدَةٍ أُخْرَى قَبْلَهُمْ بِيَوْمٍ۔ اس کے جواب میں حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "طریق اثبات الهلال" (۲۰ ھ ۱۳) کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔

"أَمَّا مَسْئَلُهُ بِه مِنْ مَسْئَلَةِ الْحَجِّ فَأَقُولُ لَا حُجَّةَ فِي هَذَا فِي مَا أَرَى لَدَفْعِ الْحَرْجِ الْعَظِيمِ وَنَظِيرُهُ مَا فِي التَّنْوِيرِ وَالذَّرْتَبِينَ أَنَّ الْإِمَامَ صَلَّى بِغَيْرِ طَهَارَةٍ تَعَادُ الصَّلَاةُ دُونَ الْأُضْحِيَّةِ لِأَنَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ قَالَ لَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ إِلَّا الْإِمَامُ فَصَلُّوا وَتَعَوَّضُوا شَرَّ بَانَ أَنَّهُ يَوْمَ عَرَفَةَ أَجْزَاءُ تَهْمُ الصَّلَاةُ وَالتَّضَحِّيَّةُ لِأَنَّهُ لَا يُبْكَى التَّحَرُّزُ عَنْ مِثْلِ هَذَا الْخَطَأِ فَيُحْكَمُ بِالْجَوَازِ صِيَانَةَ الْجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ زَيْلَعِي اه ملخصاً۔"

حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تحقیق انیق سے ثابت ہو گیا کہ اختلاف مطاع تو شرعاً

حج کے بارے میں معتبر نہیں نہ تو قربانی کے بارے میں اس کا اعتبار لیکن صورت مذکورہ سوال میں لاکھوں مسلمانوں کی جماعت پر سے حرج شدید و عظیم کو دفع کرنے کیلئے شریعت مطہرہ ہی حکم صادر فرمائیگی کہ حج صحیح و جائز ہو گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم۔

غفرلہ والابویہ واولادہ وخواندہ و احبابہ ربہ القوی
دوم شوال مکرم ۱۳۶۲ھ چہار شنبہ ۲۶ مئی ۱۹۵۵ء

مسئلہ:

بخدمت حضرت مولانا مفتی مولوی محمد حشمت علی خاں صاحب سیلی بھیت
عبدالحبیب عبداللطیف بھٹا کی طرف سے دست بدست عرض یہ کہ میں خیر و عافیت سے ہوں
اور آپ کی خیر و عافیت بارگاہ الہی سے نیک چاہتا ہوں۔ نیچے لکھے ہوئے مسئلے کا جواب فوراً دینا۔
ایک لڑکے کو حج کیلئے جانا ہے اس کی شادی ہو گئی ہے اس کا والد خدائے تعالیٰ کی رحمت کو پہنچ گیا
اس کی والدہ زندہ ہے اس کی بڑی ماں زندہ ہے۔ اس کے تین بھائی ہیں ایک عمر لائق ہو گیا ہے۔ اس کی
شادی باقی ہے اس کی شادی حج کے اول کر دے گا تو وہ حج کر سکتا ہے یا نہیں؟ فتوے کے ساتھ جواب
فوراً دینا۔ جواب کتابوں کے حوالے سے مہر لگا کر بھیج دینا۔

خاکسار غلام عبدالحبیب عبداللطیف بھٹا۔ بڑا محلہ اُپٹیا۔

الجواب: اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

حج واجب ہونے کے شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کے
مصارف اس کی حاجت سے فاضل ہوں۔ یعنی مکان و لباس و خادم اور سواری کا اور جانور اور پیشے کے
اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دین سے اتنا زاد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جائے اور وہاں سے سواری پر
واپس آئے۔ اور جانے سے واپسی تک عیال کے نفقہ اور مکان کی مرمت کیلئے کافی مال چھوڑ جائے اور
جائے اور جانے اور آنے میں اپنے نفقہ میں اہل و عیال کے نفقہ میں قدر متوسط کا اعتبار ہے نہ کمی ہونہ اسراف۔
عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر واجب ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں
کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔ کما هو مصرح فی الکتاب المستطاب بہار شریعت عرب

الدر المختار و الفتاویٰ العلمگیریہ۔ جس لڑکے کے متعلق سوال میں استفسار ہے اسکی حالت ایسی ہے تو اس پر حج فرض ہے ورنہ نہیں۔

نیز اس کے لئے شرط ہے کہ اپنی والدہ کی اور جن بھائیوں کی کفالت اسکے ذمہ ہے اُن کی خدمت و حفاظت کا معقول انتظام کر کے جاسکے۔ اگر وہ اس امر کے حاجت مند ہیں انھیں جس کی بسر و قسات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور اس کے یک ماہ بچوں کی خوراک پوشاک نکالے تو اتنا باقی رہے گا کہ اس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گذر کے کر سکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں۔ اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہے۔ اور پیشے والوں کیلئے ان کے پیشے کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے ورنہ حج فرض نہ ہوگا۔ کما هو منصوص علیہ فی بہار شریعت عن الفتاویٰ الہندیہ والدر المختار و الفتاویٰ العلمگیریہ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر البوا الفتح عبید الرحمن رضا محمد حشمت علی خاں غفرلہ

محلہ بھورن خاں پبلی بھیت، چہار شنبہ ۱۵ ارذی قعدۃ الحرام ۱۳۶۹ھ

۳۰ اگست ۱۹۵۰ء



مسئلہ:

حضور پر نور شیر بیشہ سنت قبلہ مدظلہم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مسئلہ میں فقیر سخت حیران ہے کہ وہ مینڈھایا بھیڑ جس کی خلقۃ دم نہ ہو یا نسل بعد نسل دم نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ خلقۃ کان نہ ہونے کا جزئیہ تو بل جاتا ہے کہ وَالَّتِي لَا أُذُنَ لَهَا فِي الْخَلْقَةِ اور اوپر لکھا ہے لَا يَجُوزُ یعنی یہ بھی ناجائز ہے۔ مگر دم کے متعلق تصریح نہیں کیا اسی پر قیاس کر لیں۔ اور ہمیں قیاس کرنے کا حق ہے تو وَيَجُوزُ بِالْجَمَاعِ الَّتِي لَا قَرْنَ لَهَا پھر کیوں قیاس کر س کہ اس میں تیسیر بھی ہے۔ بنیو القوجروا۔

المستفتی مولوی محمد طیب صاحب از شریفور۔

الجواب اللہم ھذا آية الحق والصواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ وہ مینڈھایا بھیڑ جس کی خلقۃ دم نہ ہو ہی نہیں اس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ اگر دم تو ہو لیکن خلقۃ بہت ہی چھوٹی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ ہمارے فقہائے کرام رحمہم اللہ الملک المنعم نے ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمادیا ہے کہ عیب قلیل مانع قربانی نہیں۔ دوسرا قاعدہ کلیہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو عیب گوشت کو نقصان نہ پہنچائے وہ بھی عیب قلیل ہے۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد دوم مطبوع مصر ص ۱۰ پر ہے۔ وَالْيَسِيرُ مِنَ الْعَيْبِ خَيْرٌ مَّا نَعِ لَ اَنَّ الْحَيَوَانَ قَلَمًا يَخْلُو مِنَ الْعَيْبِ الْيَسِيرِ مَا لَا اَثَرُ لَهُ فِي لَحْمِهَا یعنی اور عیب قلیل مانع نہیں کیونکہ جانور عیب قلیل سے بہت کم سالم رہتا ہے تو جس عیب کا اثر اس جانور کے گوشت میں نہ ہو وہ قلیل ہے۔ اور دم کا قطعانہ ہونا یقیناً گوشت کا کم ہونا ہے۔ دگر کے کا گوشت بہت چکنا اور لذیذ و مرغوب ہوتا ہے۔ فلہذا دم کا قطعانہ ہونا یقیناً مانع قربانی ہے۔ مبسوط کی اسی جلد دوم صفحہ ۱۰ پر عجفاء یعنی قربانی کے اس جانور کے متعلق جس کی ہڈیوں کے اندر مغز باقی نہ رہے فرماتے ہیں۔ لِلَّهِ الَّذِي رَوَيْتَ اَنَّ هَذَا عَيْبٌ فَاحِشٌ مُّوْتَرٌ فِي لَحْمِهَا یعنی اس کی قربانی جائز نہیں۔ اس حدیث ممانعت کے سبب جس کو ابھی ہم نے روایت کیا اور اس لئے کہ یہ ایک ایسا کھلا ہوا عیب ہے جو اس کے گوشت میں موثر ہے۔ اور اگر بالفرض قیاس ہی کرنا پڑے تو الْجَمَاعِ الَّتِي لَا قَرْنَ لَهَا پر اس کا قیاس نہیں ہو سکتا کیونکہ فارق موجود ہے۔ سینگ ماکول نہیں اور

دم یقیناً ماکول ہے تو اس کا قیاس پھر کان یا سرن وغیرہ اعضاء ماکولہ اللحم ہی پر ہوگا اور پھر وہی حکم منع ظاہر ہوگا۔ سینک کے متعلق مبسوط جلد دوم صفحہ ۱۱ میں ہے۔ وَأَمَّا الْجِمَاءُ فَلَا تَنْفَاكُ مِنْهَا غَيْرُ مَقْصُودٍ لِأَنَّ الْأَصْحِيَّةَ مِنَ الْإِبِلِ أَفْضَلُ وَلَا قَرْنَ لَهُ۔ یعنی جماء کی قربانی اس لئے جائز ہے کہ جو چیز اس میں موجود نہیں یعنی سینک وہ قربانی سے مقصود نہیں کیونکہ اونٹ کی قربانی افضل ہے حالانکہ اس کے سینک نہیں ہوتے مگر یہاں تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں قواعد کلیہ موجود ہیں۔ اور حضرات فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشاد فرمائے ہوئے قواعد کلیہ کو کسی جزئیہ پر منطبق یا کروہی حکم اس جزئیہ پر صادق کرنا یہ وہ قیاس نہیں جو حضرات مجتہدین و فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ پھر اس مسئلہ میں تو خاص جزئیہ بھی موجود ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ میں ہے۔ وَلَوْ ذَهَبَ بَعْضُ هَذِهِ الْأَعْضَاءِ دُونَ بَعْضٍ مِنَ الْأَذْنِ وَالْإِلْيَةِ وَالذَّنْبِ وَالْعَيْنِ ذَكَرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ إِذَا كَانَ الذَّاهِبُ كَثِيرًا يَمْنَعُ جَوَازُ التَّضْعِيَّةِ وَإِنْ كَانَ لَيْسَ إِلَّا يَمْنَعُ۔ یعنی اور اگر ان اعضاء یعنی کان اور سرن اور دم اور آنکھ میں سے کسی عضو کا کچھ حصہ جاتا رہے تو جامع صغیر میں بیان فرمایا کہ اگر زائد حصہ جاتا رہے تو قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہوگا اور اگر قلیل حصہ جاتا رہے تو مانع قربانی نہ ہوگا۔ پھر پلو نے دو سطر بعد ہے۔ وَالصَّحِيحُ أَنَّ الثَّلْثَ وَمَادُونَهُ قَلِيلٌ وَمَا زَادَ عَلَيْهِ كَثِيرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى۔ كَذَا فِي فِتَاوَى قَاضِي خَاں۔ یعنی قول صحیح یہی ہے کہ تہائی یا تہائی سے کم تو قلیل ہے اور تہائی سے زائد کثیر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

مبسوط جلد ۱۲ صفحہ ۱۸ پر ہے لَا يَجُوزُ أَنْ يُضْحِيَ بِشَاةٍ لَيْسَ لَهَا أُذُنٌ فَإِنْ خُلِقَتْ كَذَلِكَ وَهِيَ السَّكَاءُ لَا تَنْقُطُ الْأَذْنُ لَمَّا كَانَ مَا نَعَا مِنَ الْجَوَازِ فَعَدُّمُ الْأَذْنِ أَصْلًا أَوَّلَى۔ یعنی ایسی بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں جسکے دونوں کان خلقہ ہی نہ ہوں اور اس کو سکا کہتے ہیں۔ کیونکہ جب کان کا کٹا ہونا قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہے تو کانوں کا سرے سے پیدا ہی نہ ہونا کان کے کثیر حصے کے کٹے ہونے کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ مانع جواز قربانی ہے۔ بعینہ یہی دلیل اس مسئلہ میں بھی جاری کہ لَا يَجُوزُ أَنْ يُضْحِيَ بِضَانٍ لَيْسَ لَهَا ذَنْبٌ خُلِقَتْ كَذَلِكَ لِأَنَّ ذَهَابَ الْأَكْثَرِ مِنَ الثَّلْثِ الذَّنْبِ لَمَّا كَانَ مَا نَعَا مِنَ الْجَوَازِ فَعَدُّمُ الذَّنْبِ أَصْلًا أَوَّلَى يَمْنَعُ

الجواز من ذهاب الاكثر من ثلثه۔ یعنی جس بھیڑ کے خلقت ہی دم نہ ہو اس کی قربانی کرنا جائز نہیں کیونکہ جب تہائی سے زائد دم کا جاتا رہنا قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہے تو اصل پیدائش ہی میں دم کا قطعاً نہ ہونا تہائی سے زائد دم کے جاتے رہنے کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ مانع جواز قربانی ہے ہدایہ میں ہے۔ وَلَا تَجْزِي مَقْطُوعَةُ الْأُذُنِ وَالذَّنْبِ أَمَّا الْأُذُنُ فَلِقَوْلِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اسْتَشْرَفُوا الْحَيْنَ وَالْأُذُنَ أَيْ أَطْلَبُوا سَلَامَتَهَا وَأَمَّا الذَّنْبُ فَلِإِنَّهُ عَضْوٌ كَامِلٌ مَقْصُودٌ فَصَارَ كَالْأُذُنِ۔ یعنی جس جب انور کا کان یا دم کٹی ہوئی ہو وہ قربانی کرنے میں کافی نہ ہوگی۔ لیکن کان ضرور ہونے کی دلیل تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا فرمان ہے کہ آنکھ اور کان ابھی طرح دیکھ لو یعنی ایسا جانور تلاش کرو کہ جس کے کان آنکھ دونوں سالم ہوں اور دم کے ضروری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ بھی ایک پورا عضو مقصود ہے تو دم کا بھی وہی حکم ہے جو کان کا ہے اور کان کا حکم ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ سکاں یعنی وہ جانور جس کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ تو جس جانور کے خلقت دم نہ ہو اس کی قربانی بھی ناجائز ہوگی۔ ملاحظہ ہو مجموعہ نتائج الافکار و بدایہ و غنایہ و حاشیہ سعدی چلی مطبوعہ مطبع مصطفیٰ محمد بمصر جلد ثامن صفحہ ۷۷۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔ فقیر الباقع عبید الرضا محمد شمس علیہا قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ والابویہ والہ و اخوانہ واصحابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی، محلہ بھونیاں پٹی بھیت۔ سہ شنبہ ۵ ارذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۲ھ

مسئلہ:

منجانب جلد پنچان زمرہ گنج

گزارش ہے کہ مسیحی رجب ولد اللہ نواز ساکن زمرہ گنج تحصیل ضلع فیض آباد کی دختر لطیف النساء کا عقد چھاپ رومال پر عمر تینیاہ سال کی تھی بمقام قصبہ جدرہ شکر اللہ کے لڑکے کے ساتھ ہوا تھا۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور اپنے کسراں جانے سے انکار کرتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے خاوند اور کسرا وغیرہ نے دیوبندی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ لہذا اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

العبد: نشان انگوٹھا رجب ولد اللہ نواز ساکن زمرہ گنج

گواہ ۱۔ عبدالرشید قلم خود گواہ ۲۔ لال محمد قلم خود گواہ ۳۔ عبدالرؤف قلم خود گواہ ۴۔ محمد قاسم قلم خود راقم۔ چھیدی ساکن بازار زمرہ گنج قلم خود مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء

میرا پتہ یہ ہے: ضلع فیض آباد۔ ڈاکخانہ جوتی سرن۔ موضع بازار زمرہ گنج پہنچ کر رجب کو ملے۔ اس وقت میں کانپور میں ہوں۔ میرا پتہ یہ ہے۔ شہر کانپور۔ محلہ طلاق محل۔ قائم خاں کی لکڑی کی ٹال میں پہنچ کر رجب علی کو ملے۔

الجواب:-

اللهم هداية الحق والصواب۔ وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تائید میں اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہینیں لکھی ہیں عبد الشکور کا کوروی نے اپنے اخبار النجم جلد ۱۳ نمبر ۱۱ صفحہ ۶ پر لکھا۔

”اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف کرنا حرام ہے۔“

اشرف علی تھانوی نے خط الامان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید

وعمر بلکہ ہر صبی و منہول بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔“

خلیل احمد انبہٹی و رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ صفحہ ۱۵ پر لکھا۔

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص

قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرنے کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

قاسم نانوتوی نے تذییر الناس صفحہ ۳ پر لکھا۔

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں بھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اور صفحہ ۳ پر لکھا۔

”اسی طور پر آپ کی خاتمیت کو تصور فرمانے کے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات میں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اور وہی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔“

صفحہ ۱۳ پر لکھا۔

”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

صفحہ ۲۸ پر لکھا۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔“

ان عبارتوں کا واضح و صاف و صریح مطلب یہی ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا اس کے کسی محبوب کسی نبی کسی رسول کی تعریف کرنا بھی حرام ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ان کے رب کریم جل جلالہ نے جو غیبیوں کا علم عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ شیطان اور ملک الموت کے علم کا وسیع ہونا تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم کا وسیع ہونا کسی نکتہ دلیل سے ثابت نہیں۔ شیطان و ملک الموت کے علم کو وسیع ماننے والا تو قرآن و حدیث کے مطابق کہتا ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا مشرک ہے۔ قرآن عظیم میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس کے معنی یہ سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو نابھہ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ نالوتوی کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور کو بغیر کسی نبی کے واسطے کے نبوت ملی اور ہر ایک نبی کی نبوت حضور کے فیض سے ہے۔ لہذا حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے زمانے کے بعد

بھی اگر اور نئے نبی پیدا ہو جائیں تو نہ یہ قرآن کے خلاف ہو گا نہ اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ فرق پڑے گا۔ یہ مغظمہ و بدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے اور ہندو سندھ و بنگال و پنجاب و گجرات و کاٹھیاواڑ کے علمائے اہلسنت و مشائخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیے کہ ایسی عبادتیں لکھنے والے حکم شریعت مطہرہ ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کو مسلمان جانے یا کافر و مرتد نہ مانے یا ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر و مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد و لائق لعنتِ سرمد ہے۔

مرتد اگر بوقت نکاح بھی مرتد تھا تو نکاح سہ سے قطعاً ہوا ہی نہیں یقیناً باطل محض۔ اور اگر بعد نکاح مرتد ہوا تو فوراً ہی نکاح فسخ ہو گیا۔ اور عورت اس کے نکاح سے قطعاً نکل گئی، حکم شریعت مطہرہ وہ عورت اس مرتد کی زوجہ ہی نہیں۔ اور جب کہ عورت کی اس مرتد شوہر کے ساتھ خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوتی تو اس کو استبراء و عدت کی ضرورت بھی شرعاً نہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب مبارک حسان الحرمین علی منکر الکفر والمین و رب الہ مبارکہ الصوامع الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ و رسالہ مختصرہ مبلغ وہابیہ کی زاری و فتاویٰ ہندیہ و در مختار۔ سنی لڑکی کو دیوبندی عقائد مذکورہ رکھنے والے کے گھر بھیجنا حکم شریعت مطہرہ زنا کیلئے بھیجنا ہو گا۔ والیاء باللہ تعالیٰ۔ جس لڑکی کا وہ حال ہو جو سوال میں مذکور ہے اس کو شرعاً اپنے اس مرتد شوہر سے جس نے حسب سوال سائل معاذ اللہ دیوبندی مذہب اختیار کر لیا ہے طلاق لینے کی بھی ہرگز ضرورت نہیں۔ حکم شریعت مجددیہ علی اصحابہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جس سنی مسلمان مرد سے جو اس کا کفو ہو نکاح کر لے۔ کہ مفسر تنویر الابصار والدر المختار ورد المحتار وغیرہا من الغرر الاسفار واللہ ورسولہ اعلمہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرحمن محمد شمس علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی فخر الدلایہ

داملہ و انوائہ و احبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی ساکن محلہ بھونیال پہلی بھیت یوپی۔

یوم الثلاثاء الحادی عشر من ذی القعدۃ الحرام سنۃ الف و ثلث مائتہ و خمس و ستین من ہجرۃ سید المرسلین صلوات

اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم و حزبہ الجمعین و علینا ہم یا رحم الراحمین۔

مسئلہ:-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی تھے ہیں۔ دونوں کے پاس ایک ایک لڑکی ہیں۔ ایک لڑکی کی عمر بارہ سال ہے دوسری لڑکی کی عمر دس سال ہے۔ دونوں لڑکیوں کی شادی کی تاریخ ایک ہی دن مقرر ہوئی۔ دونوں لڑکے مقررہ وقت پر حاضر ہوئے۔ بارہ سال والی لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے امام صاحب نے پڑھا دیا جسکی بات چیت دوسرے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی مقررہ کر دیا، خطبہ نکاح پڑھ دیا۔ بعد کو دونوں تھقی بھائیوں میں جھگڑا ہونے لگا کہ نکاح میری لڑکی کا اس لڑکے کے ساتھ کیوں پڑھا گیا اس کی بات چیت دوسرے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی۔ امام صاحب نے فوراً اس لڑکے سے زبردستی طلاق دلو کر پندرہ منٹ کے بعد دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح پڑھ دیا۔ آیا یہ نکاح جائز ہے؟ اس کی عدت نہیں؟ مہر نہیں ہے؟ اور امام صاحب کا نکاح نہیں ٹوٹا؟ کیا ایسے امام کے پیچھے جمعہ جماعت یا عیدین کی نماز جائز ہے؟ بینوا تو جروا۔

سائل محمد شفیع چودھری خفی سنت و جماعت ساکن دہتورہ پوسٹ شہرت گڑھ ضلع بستی

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

صورت مسئلہ میں بظاہر پہلا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا۔ قاضی نے گاؤں والوں کے اطمینان قلب کیلئے طلاق دلوائی اور دوسری یعنی دوبارہ نکاح منعقد ہو گیا اور اگر قاضی اصل وکیل تھا اور اذن عام یا اذن خاص اسی طرح کیلئے حاصل کیا تھا تو پہلا نکاح منعقد ہو گیا تھا مگر طلاق ہو گئی۔ اور ایسی طلاق جو بغیر جماعت یا خلوت صحیحہ کے ہو تو اس میں شرعاً عدت نہیں ہے۔ خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا لِهَذَا اس طلاق کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح جائز ہو گیا اور اس قاضی کی اقتدا میں نماز جائز ہے اگر وہ سنی صحیح العقیدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر عبد الرضا محمد شمس علی خاں قادری رضوی غفرلہ۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی شادی ایک عورت سے کرنا چاہتا ہے۔ چند مخالفین کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے بلکہ دادا کے نطفے سے پیدا ہے۔ اگر بالفرض یہ مان لیا جاوے کہ وہ زنا ہی سے پیدا ہے تو زید اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟ اس کا نکاح جائز ہو گا یا حرام؟ فقط المستفتی: عبد الغفور خاں خزانچی، محلہ قنڈھاری بازار فیض آباد۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:۔ چند مخالفین کا کہنا کہ وہ عورت اپنے باپ کے نطفے سے نہیں۔ قال تعالیٰ فاذا لم یأتوا بالشہداء فأولئک عند اللہ ہم الکذبنون ہ بغیر ثبوت شرعی کے جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ شرعاً سخت فاسق گناہگار مستحق عذاب نار حق اللہ و حقوق العباد میں گرفتار اور اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو بحکم شریعت مظہر حد کذب یعنی اسی کوڑوں کے سزاوار ہیں۔ اگر بالفرض ان کا یہ کہنا ثبوت شرعی ثابت ہو بھی جائے تو بھی کسی عورت کا ولد الزنا ہونا اس کے ساتھ نکاح کئے جانے کا شرعاً ہرگز مانع نہیں جو شخص ایسے نکاح کو حرام و ناجائز بتاتا ہے وہ اپنے جی سے نئی شریعت گرہنتا ہے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر افتراء جڑتا ہے۔ قال تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ وَ قَالَ تَعَالٰی وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السِّنْتُ کُمُ الْکَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَ هَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلٰی الْکَذِبِ لَا یُفْلِحُوْنَ ہ یہ نکاح شرعاً جائز اور اس کو حرام کہنے والوں پر تو بہ فرض ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم۔ فقیر الوالفتح عبید الرحمن محمد ثمت علی خاں قادی رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ۔ ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ روز یکشنبہ، ۱ جون ۱۹۵۱ء

استفتاء: تاء:

از: طفیل احمد، احمد حسین

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان شرع عظام حسب ذیل مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر نے ہندہ کو تحریری طلاق دے دی جس کو تقریباً ۹ ماہ ہو گئے ہیں۔ عورت حاملہ تھی اب ۶ یا ۷ یوم ہوئے کہ ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ہندہ کے ساتھ بکر نکاح کرنا چاہتا ہے، کر سکتا ہے یا نہیں؟ جو حکم شرعی ہو ارشاد کیا جاوے۔ بنیواؤ تو جروا۔ ہندہ کو حمل بکر سے تھا کیا حکم ہے؟

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

حل مذکور فی السؤال کو بغیر ثبوت شرعی کے بکر کا حمل بتانا شرعاً گناہ و حرام ہے، اس سے توبہ فرض ہے۔ بکر و ہندہ نے اب تک باہم جو حرام تعلقات رکھے ان سے بھی دونوں کو توبہ فرض ہے۔ لڑکا پیدا ہوتے ہی ہندہ کی عدت ختم ہو گئی، بکر کا اب اس سے نکاح کر لینا شرعاً جائز و حلال ہے۔ مسلمانوں کو اس نکاح میں شریک ہونا بھی جائز ہے۔ البتہ نکاح کے بعد بکر کو ہندہ سے جماع کرنا اسوقت حلال ہوگا کہ ہندہ نفاس سے فارغ ہوئے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَنْ یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَقَالَ سُبْحَانَهُ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأُتُوهُنَّ مِنْ حَیْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ۔

واللہ ورسولہ اعلم حل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر المولف عبید الرحمن محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ محلہ بھونچال پبلی بھیت

مسئلہ:

قبل جناب مولوی حشمت علی خاں صاحب السلام علیکم۔ التماس خدمت میں یہ ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ مارا اور کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔ آج سے تو میری عورت نہیں ماں مکر رہا ماں۔ اس کے دو یا تین مہینے کے بعد پھر مارا اور کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی۔ دو مرتبہ کہا اور باہر چلا گیا۔ عورت زید کے یہاں رہتی رہی۔ کچھ دنوں کے بعد عورت اپنے ماں باپ کے یہاں چلی آئی پھر زید کے یہاں نہیں گئی۔ تین برس کا عرصہ ہو گیا زید اس درمیان میں بیوی کو لینے آیا۔ اب زید کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، عورت کہتی ہے کہ ہو گئی۔ برائے کرم اطلاع بخشے کہ آیا طلاق

ہو گئی یا نہیں۔ رجب علی خاں ساکن پہلی بھیت محلہ شیر محمد، ۱۰ ستمبر ۱۹۵۰ء

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔ صورت مستفسرہ میں زید کی بیوی پر حکم شریعت مطہرہ دو طلاق واقع ہو گئیں بشرطیکہ پہلی مرتبہ "میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں" کے بعد عدت کے اندر رجعت کر لی ہو ورنہ وہی ایک طلاق ہوئی دوسری نہ ہو گئی۔ پہلی صورت میں اگر دوبارہ جب زید نے کہا میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی اس کے بعد عدت کے اندر تو لاؤ و فعلاً رجعت کر لی تو اس کی مذکورہ بیوی بدستور اسکی بیوی ہے۔ ورنہ دوبارہ نئے مہر پر عورت کی رضا سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ پہلا مہر اس کے علاوہ واجب الادا ہو گیا۔ دوسرے نکاح میں عورت کو اختیار ہے جس قدر مہر پر چاہے راضی ہو اور زید بہر حال صرف ایک ہی طلاق کا مالک رہ گیا۔ یعنی اب اگر صرف ایک طلاق دے گا تو اس کی مذکورہ بیوی پر مغلط طلاق ہو جائے گی کہ بغیر حلالہ ہرگز حلال نہ ہو سکے گی۔ اور اگر پہلی ہی طلاق کے بعد عدت بے رجعت گزر گئی تو زید دو طلاق کا مالک رہے گا۔ طلاق کی عدت کتب فقہ میں دیکھو۔ رجعت اس بات کو کہتے ہیں کہ عورت کو اپنے نکاح میں واپس لے خواہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنے نکاح میں واپس لے لیا یا اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ رجعت کے لئے عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ولو قال توذن من نئی لا یقع وان نوى هو المختار کذا فی جواهر الاخلاطی۔ اسی میں ہے۔ فی محیط السخسی ولو طلقها ثم قال لها "دامت" تقع اخری ولو قال "داده است" لا تقع اخری۔ طلاق کی عدت نابالغہ اور آئسہ کے لئے تین ماہ حاملہ کیلئے وضع حمل اور بالغہ غیر آئسہ کے لئے تین حیض ہیں کہ طلاق کے بعد سے یکے بعد دیگرے شروع ہو کر ختم ہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد شمس علی خاں قادری رضوی لکھنؤی عفرہ ولا بویہ والہم واخوانہ واجابہ ربہ القادر القوی محلہ بھورے خاں پہلی بھیت۔

سہ شنبہ ۲۸ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۶۹ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۰ء

مسئلہ:

بعض پیر روشن ضمیر ہادی راہ حق الیقین دریائے رحمت خداوند دولت عظیم البرکت حامی دین و ملت، دین و دنیا میں ہمارے مددگار آقا کے نعمت گرامی منزلت عالی مرتبت حضرت والا درجہت ملک العلماء دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم۔

سرکار عالی میں یہ کہترین عرض کر رہا ہے کہ ایک باپ کے دو لڑکے ہیں اور دونوں کے بال بچے ہیں دونوں یکے بعد دیگرے پڑھیں گئے۔ دونوں اپنے والدین اور بی بی بچوں کی خدمت و کھانا کپڑا شاملات میں دیتے رہے۔ یعنی جب ایک نوکری کرنے جائے تو وہ والدین اور اپنے بچوں اور بھائی کے بھی بچوں کو بھی خدمت دپرویش کرے۔ کچھ زمانہ ایسا چلا، ایک مرتبہ بڑا لڑکا پردیس ماں باپ کی چوری سے گیا خدا و رسول کی نامرضی کہیں پڑیس میں نوکری نہ ملی۔ پھر ملتے ملتے ملی تو جان بوجھ کر چھوڑ کر چلا آیا۔ دو تین بار پھر چوری سے گیا۔ اس طرح قرض کا بوجھ ہو گیا سبھوں کے اوپر۔ چھوٹا لڑکا جب نوکری پر گیا مرضی سے وہ جتنا قرض تھا ادا کیا اور کچھ سامان بھی گھر گھر ہستی کا بنوایا۔ کچھ دن بعد بڑے لڑکے کے بیٹے نے بھی باپ کا ایسا کام کر کے قرضہ کر دیا۔ اب دونوں بیٹوں میں نا اتفاقی ہونے لگی۔ تو حضور میں عرض ہے کہ۔

(الف) باپ اپنی ملکیت کا برابر برابر حصہ کر کے دونوں بیٹوں میں تقسیم کرے۔ یا گھر میں جتنا سامان اور چیزیں ہیں انھیں کا برابر حصہ کر کے دونوں میں تقسیم کرے۔

(ب) بڑے لڑکے کے بیٹے نے جو قرضہ کیا ہے اس کو کون ادا کرے۔ چونکہ گھر میں ہر وقت جھگڑا لگا رہتا ہے۔ لہذا حضور میں نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ جیسا شریعت مطہرہ کا حکم ہو تحریر فرما کر جلد از جلد ارسال فرمادیں۔ حضور کے کرم نامہ کا منتظر ہوں۔ اور غلام جیلانی (غریب زادے) کیلئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں شفا رکھی عطا فرمائے اور یہاں والد ماجد اور تمام سنی بھائی حضور میں سلام عرض کرتے ہیں اور حضور دعائے خیر فرما کر ہم غریبے اہلسنت کی رہبری فرمادیں۔ فقط

الراقم: غلام الوظفر محب الرضا محمد علی قادری رضوی عفی عنہ۔ اس خط میں غلطی کو حضور بخدا معاف فرمادیں۔ بیتہ محمد علی ساکن ہر ہر پورہ ڈاکخانہ بسیر گنج ضلع سلطان پور۔ ۲۶ جولائی ۱۳۵۱ھ

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

جبکہ دونوں بھائی اپنے اہل و عیال سمیت اپنے باپ ہی کے ساتھ اسی کی سرپرستی میں رہتے تھے تو اب تقسیم کے وقت باپ کو گھر کے سب سامان سب چیزیں وغیرہ اپنی ساری ملکیت اپنے دونوں بیٹوں پر برابر تقسیم کرنا چاہیے۔ جو قرضہ ہو گیا ہے وہ بھی دونوں پر برابر تقسیم ہو۔ نصف قرضہ بڑا بیٹا ادا کرے نصف چھوٹا ادا کرے۔ جب نفع میں دونوں برابر کے شریک ہیں تو نقصان میں بھی دونوں کو برابر ہی کے شریک کرنا چاہیے۔ البتہ تقسیم کے بعد ہر ایک اپنے اپنے منافع کا تنہا مالک اور اپنے اپنے نقصانات کا اکیلا ذمہ دار ہو گا۔ کیونکہ تقسیم سے قبل ساری کماٹی شرعاً باپ ہی کی ہے۔ اور اس کے بیٹے اس کے معین ہیں تو اس کو چاہیے کہ تقسیم میں دونوں بیٹوں کے درمیان انصاف کرے۔ ردالمحتار میں فتاویٰ ثمریہ سے ہے

لَوْ اجْتَمَعَ اَحْوَةٌ يَعْلَمُونَ فِي تَرْكَةِ اَبٍ يَهُمُّ اَنَّهُمَا لِلْاَبِ هُمْ سَوِيَّةٌ وَ
لَوْ اخْتَلَفُوا فِي الْعَمَلِ وَالْاَرَايِ۔ پھر اسی میں ہے الْاَبُ وَابْنُهُ يَكْتَسِبَانِ فِي
صَنْعَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا شَيْءٌ فَالْكَسْبُ كُلُّهُ لِلْاَبِ اِنْ كَانَ
الرَّبُّ فِي عِيَالٍ لِّكَوْنِهِ مُعِينًا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ فقیر البوافتح عبد الرضا محمد شمس علیا قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ولا بویہ

وانخوانہ واجبا یہ ربہ المولیٰ العزیز القوی ساکن محلہ بھوڑے خاں پٹیلی بھیت

چهار شنبہ بشیر دہم ذی القعدۃ الحرام ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۱ء

مسئلہ:

محترم جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرمی! دست بستر عرض خدمت عالی میں یہ ہے میں نے ایک کتاب دہلی سے منگائی ہے جسکی قیمت پھر روپے آٹھ آنے ہے کتاب کا نام فلاح دین و دنیا ہے۔ بتلایا گیا ہے اس کتاب میں اہلسنت وجماعت کے عقائد اعمال نیز وظائف و اشغال پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں اور اسلامی عبادات معاشرت اور معاملات کے دو شعبہ کے متعلق تمام ضروری دس ہزار سے زیادہ دینی اور دنیاوی مستند مسائل کو درج کر دیا گیا ہے اور یہ بھی بتلایا گیا ہے عربی کی ساٹھ سے زیادہ مستند اسلامی کتابوں کی مدد سے اس کو شائع کیا گیا ہے اس کے مؤلف مولانا مولوی محمد علی خاں صاحب مرحوم رامپوری ہیں۔ اس کا سابق ایڈیشن ختم ہو جانے کی

وجہ سے ایک عرصہ کے بعد یہ دوسرا ایڈیشن طبع کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر جناب مولینا سید ظہور احمد صاحب شاہجہاں پوری نے بھی نظر ثانی فرمائی ہے۔ ناچیز ان حضرات سے ناواقف ہے۔ اس لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہ صاحبان اپنی تحریر کے مطابق اہلسنت و جماعت ہیں یا نہیں، اس کتاب پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے مطلع فرمائیے۔ کتاب کا پتہ پیش خدمت ہے۔ دین و دنیا پبلشنگ کمپنی نوابہ کلاں جامع مسجد دہلی۔ اس سلسلہ میں حضرت سے دو رسالوں کے متعلق بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ رسالہ "آستانہ" جو دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ دوسرا رسالہ "سلطان المشائخ" جو لاہور سے نکلتا ہے۔ ان رسالوں کا تعلق کن عقائد سے ہے۔ معلوم ہوا ہے ان رسالوں میں اکثر مسائل آتے رہتے ہیں۔ اور دینی واقعات درج ہوتے ہیں جن سے معلومات بہم پہنچائی جاتی ہے۔ قرآن عظیم اور احادیث مقدس کے ترجمے بھی درج ہوتے ہیں۔ ان رسالوں کے مطالعہ کرنے میں حرج تو واقع نہ ہو گا۔ حضرت سے معلومات ضروری ہے۔ چونکہ جراثیم مختلف قسم کے پھیلے ہوئے ہیں۔ کترین کو جواب سے مشرف فرمائیے۔ واپسی جواب کیلئے لفافہ میں دو آنے کے ٹکٹ حاضر خدمت ہیں۔ پتہ سید مصطفیٰ علی کنفکشنر محمدی بلڈنگ ۱۵، بابٹی روڈ دوسرا مالاروم نمبر ۲۴ کمائی پورہ پہلی گلی ممبئی ۲۰

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب: کتاب "فلاح دین و دنیا" فقیر کے مطالعہ میں نہیں گذری۔ بغیر دیکھے اس کے متعلق کوئی صحیح رائے کیونکر قائم کی جاسکتی ہے۔ رسالہ "آستانہ" دہلی میں وہابیوں دلیو بندیوں کے مضامین تھی کہ حکیم الامتہ الدیوبندیہ مجتہد الملتہ الوہابیہ اشرف علی تھانوی کے بدائع و مناقب اور اس کی کفری تصانیف کے اشتہارات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مسائل فقہیہ بھی اس میں غلط چھپ جاتے ہیں۔ رسالہ "سلطان المشائخ" لاہور کے متعلق معلوم نہیں کس قسم کے خیالات کی اشاعت کرتا ہے۔ سائل کو چاہیے کہ مسائل فقہیہ کیلئے کتاب مستطاب "بہار شریعت" اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور عقائد حقہ صحیحہ معلوم کرنے کیلئے حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کیا کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ السلام۔ فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حثمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ و لا بوہ و اہلہ و اخوانہ و احبابہ ربہ القادر القوی۔ جمعہ مبارکہ دم ذی الحجتہ الاحرام ۱۳۶۹ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء

مسئلہ:

علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

۱۔ بکر کہتا ہے کہ اس کو اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا مشرک ہے۔

۲۔ بکر کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام شفیع محشر ہیں۔ زید کہتا ہے کہ نہیں روز قیامت جب خدا حکم دے گا تو شفیع محشر ہوں گے۔

۳۔ بکر کہتا ہے کہ نمازیں "التحیات" میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لاتے ہیں اور حاضر سمجھنا چاہیے۔ زید اس کیلئے کہتا ہے کہ یہ باریک مسئلہ ہے۔ ایسے شخص کے تو یہ کرنے کیلئے میلاد کر لینا کافی ہے یا از سر نو کلمہ پڑھے؟

مسئلہ: فیاض الدین احمد صدیقی عفی عنہ۔ موضع وڈکانہ پکسر اوائل ضلع رائے پری

الجواب: واللہ صرہا یتاہ الحق والصواب:

"اللہ و اللہ کا رسول جانے" جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایسا کہنے والے کو مشرک بنانا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ مشرک بنانا ہے۔ احادیث کثیرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا "اللہ و رسولہ أعلم" بات بات پر عرض کرنا تو اتر کے ساتھ ثابت ہے حضور اوجہ الشافعیین احب المسفقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو دنیا ہی میں ان کے رب کریم جل جلالہ کا اذن شفاعت عطا فرمادینا ایسے قطع و یقین کے ساتھ ثابت ہے۔ جس کا انکار گمراہی و بد مذہبی ہے۔ قال تعالیٰ لَا یَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے حضور اقدس شاید مشہود حاضر و موجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا حق ہے۔ جس کا مختصر مگر مدلل بیان مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب سلمہم ربہم کے رسالہ مبارکہ اقوام البیان بان الحبيب لا یخ لو منہ زمان ولا مکان میں ملاحظہ ہو۔

یوں کہنا کہ یہ باریک مسئلہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے اس فضل عظیم پر معاذ اللہ پردہ ڈالنا ہے۔ ایسا کہنے والے عموماً و ہابی دیوبندی ہوتے ہیں۔ اور وہاں یہ دیوبندی اپنے عقائد کفریہ قطعیہ ملعونہ مندرجہ حفظ الایمان تھا لوی ص و براہین قاطعہ انبیٹھی و فولوئے فتوائے گنگوہی

وتحذیر الناس ان لا تولی صفحہ ۳ و ۱۴ و ۲۸ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کا فرم تہی دین ہیں۔ کہا
هو مصحح یہ فی الکتاب المستطاب حسام الحرمین علیٰ منہما الکفر والمین۔ ایسے شخص
کے لئے تو یہ صحیحہ شرعیہ کی صورت یہی ہے کہ وہ یہ عبارت لکھ دے کہ کتاب حسام الحرمین شریف میں
تھا تو ی اشرف علیٰ اور انبیہی خلیل احمد اور گنگوہی رشید احمد اور نا تو تو ی قاسم پر خوفنا دئے شرعیہ کے
مطابق یہ چاروں یقیناً کا فرم تہ فیض ہیں۔ اور اس مضمون پر دستخط کر کے مسلمانان اہلسنت کے نمائندہ
وسربراہ کا رحضرات کے سپرد کر دے۔ پھر محفل میلاد شریف میں بھی اسی مضمون کو سنائے۔ کلمہ پڑھ کر
دہائی دیوبندی عقیدوں سے توبہ کا اعلان کر دے۔ اور اگر اس کی وہابیت چھپ کر شائع بھی ہو چکی
ہے تو پھر اس مضمون کا اور وہابیت و دیوبندیت سے توبہ کا اس کی طرف سے چھپوا کر شائع کیا جانا
بھی ضروری ہوگا۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک
وسلم اذ اعلمت سنیۃ فاحدث عندھا توبۃ السیر والعلانیۃ واللہ ورسولہ وسلم
جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حجت علیہما قادی رضوی لکھنوی غفرلہ

ساکن محلہ بھورے خاں پبلی بھیت۔ یکشنبہ ۱۲۴۰ھ ۱۷ جون ۱۹۵۱ء

سوانح

شیریشکۂ اہلسنت

پہلے نام کا ریختی

مُشاہد مولینا حشمت علی

از حاکم حقیقت رفتیم
 به سوی ملک که بخت
 بدیدیم بی فایده و بی اثر
 که بخت کجاست که بخت



زیر اہتمام	اشاعت بتعین
------------	-------------

سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ
وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ

شایدی خستاق هسوی قادی

عَلَيْكَ يَا كَلْبُ يَا مَوْءَاظُ الْهَيْبَةِ نَسْتَعِينُكَ

سرکاری پریس کریسلٹج کا پوربھی

مسئلہ:

۴۸۶/۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان دین و ملت دامت برکاتہم اس مسئلے میں کہ۔ چارے گاؤں میں ایک مولوی آگیا ہے۔ جس کا نام محمد صدیق عرف تین ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ وہ عبدالشکور کا کوروی کامرید و معتقد بھی ہے۔ تو شرعاً اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے۔ اور سنی مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ بینوا تو جروا۔

المستفتی: محمد اسحاق خاں، ساکن موضع صحبتیا بازار ڈاکخانہ صحبتیہ بازار ضلع ہراج شریف

الجواب اللہم ھذا یدایہ الحق والصواب:

عبدالشکور کا کوروی ایڈیٹر النجم دیوبندی دھرم کا پرچارک، وہابی مت کا اُپدیشک ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدائے قدوس معاذ اللہ جھوٹا ہے (فوٹوئے فتوائے گنگوہی)۔ خدائے پاک جل جلالہ بیوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، جاہل ہو سکتا، جتنے اچھے بُرے گندے گھنوںے کام بندے کر سکتے ہیں خدا بھی سب اچھے بُرے گندے گھنوںے کام کر سکتا ہے۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں لیکن شیطان ملک الموت کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت ہے۔ (براہین قاطعہ خلیل احمد ندوی ص ۵۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جو بعض غیبیوں کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان اثر فعلی تھالوی ص ۵)

حضور کے زمانے میں کسی اور جدید نبی کا پیدا ہونا حضور کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں۔

(تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۱۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد بھی نئے پیغمبروں کا پیدا ہونا بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔

(تحذیر الناس ص ۲۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصف خاتم النبیین فرمایا اس کے

یہ معنی سمجھنا کہ حضور سب سے پیچھے بنی ہیں تا سمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔
(تحذیر الناس ص ۲۱)

اس زمین کے علاوہ باقی چھ زمینوں میں سے ہر ایک زمین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کابلِ مثل ایک ایک خاتم النبیین ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کا نام بھی محمد رسول اللہ ہے (تحذیر الناس ص ۲۱)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف تک ایمان سے قطعاً بے خبر، تہذیبِ اخلاق سے بالکل غافل، تدبیر منزل یعنی گھر کے کاروبار کیونکر ہوتے ہیں اس سے کیسے واقف، سیاست مدن سے ہر طرح لاعلم تھے۔
(مختصر سیرت نبویہ عبد الشکور کا کوری ص ۲۲)

اور آفتاب نصف النہار سے بھی زائد روشن اور آشکار ہے کہ یہ سب ناپاک نجس ملعون کلمات عقائد ضروریہ دینیہ کا انکار اللہ واحد قدوس جل جلالہ کی تکذیب، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہیں۔ اسی طرح حضور اقدس سید المصلحین علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کے وصفِ علم غیب سے مطلقاً انکار کرنا بھی عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَلَّمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ۚ يَعْنِي اللَّهُ غَيْبِ كَاجَانِے وَاللّٰہِے۔ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسول کے ہوا کسی کو مطلق نہیں فرماتا۔ اور اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِن رَّسُولِهِ مَن يَّشَاءُ ۚ يَعْنِي اے عام لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع فرمائے۔ لیکن اس کے لئے جسکو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے۔

اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۚ یعنی اور میرا رسول غیب کا علم عطا فرمانے پر بخیل نہیں۔ جو شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین علم غیب نہیں تھا وہ اللہ عز وجل کو چٹھلا رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی بھی تکذیب کر رہا ہے۔ لہذا بحکم شریعت مظہرہ شخص مذکور فی السؤال قطعاً کافر مرتد ملحد منافق زندیق ہے۔ ایسے شخص کو اُس کے حالات مذکورہ پر مطلع ہوتے ہوئے نماز میں امام بنا نا حرام بلکہ کفر ہے۔ اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا حرام ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ اس کے ساتھ بیاہ شادی کے تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ وہ راستے گلی میں ملے تو اسکو سلام کرنا حرام ہے۔ وہ

بیمار پڑے تو اس کو دیکھنے جانا حرام ہے۔ وہ مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر ہونا حرام ہے۔ اس سے دو رہنا اس سے اپنے کو دور رکھنا شرط ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَمَّا يُكْسِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقْعُرْ عَلَى قَبْرِهِ ۝ شخص مذکور کے حالات پر مطلع ہو کر جو لوگ اس کا ساتھ دیں اسکی حمایت و طرفداری کریں ان سے بھی مقاطعہ شرعیہ کر لینا مسلمانوں پر حکم خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نازل ہے۔

فِي الْحَدِيثِ الْكَرِيمِ عَنْ سَيِّدِنَا الرَّسُولِ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ إِنَّا كُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ وَفِي الْحَدِيثِ الْآخِرِ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَجَاسُوهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَنَاجَوْهُمْ وَإِنْ لَقَيْتُمُوهُمْ فَلَا تَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ وَإِنْ مَرُّوا فَلَا تَعُوذُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَلَا تَصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَكْبُرُوا مَعَهُمْ ۝ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

فقیر البوافتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنؤی

غفرلہ و لا یوبیہ و اہلہ و اخوانہ و احبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

چهار شنبہ ۲۰ ماہ فاطمہ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۲ھ ۷ جنوری ۱۹۵۳ء

السُّؤَالَةُ الْاِحْدِيَّةُ عَلٰی تَقِيَّةِ حَرْبِ اَللّٰهِ اَنْوِيَّة

— ۱ — — ۳ — — ۴ — — ۵ — — ۶ — — ۷ — — ۸ — — ۹ — — ۱۰ — — ۱۱ — — ۱۲ — — ۱۳ — — ۱۴ — — ۱۵ — — ۱۶ — — ۱۷ — — ۱۸ — — ۱۹ — — ۲۰ — — ۲۱ — — ۲۲ — — ۲۳ — — ۲۴ — — ۲۵ — — ۲۶ — — ۲۷ — — ۲۸ — — ۲۹ — — ۳۰ — — ۳۱ — — ۳۲ — — ۳۳ — — ۳۴ — — ۳۵ — — ۳۶ — — ۳۷ — — ۳۸ — — ۳۹ — — ۴۰ — — ۴۱ — — ۴۲ — — ۴۳ — — ۴۴ — — ۴۵ — — ۴۶ — — ۴۷ — — ۴۸ — — ۴۹ — — ۵۰ — — ۵۱ — — ۵۲ — — ۵۳ — — ۵۴ — — ۵۵ — — ۵۶ — — ۵۷ — — ۵۸ — — ۵۹ — — ۶۰ — — ۶۱ — — ۶۲ — — ۶۳ — — ۶۴ — — ۶۵ — — ۶۶ — — ۶۷ — — ۶۸ — — ۶۹ — — ۷۰ — — ۷۱ — — ۷۲ — — ۷۳ — — ۷۴ — — ۷۵ — — ۷۶ — — ۷۷ — — ۷۸ — — ۷۹ — — ۸۰ — — ۸۱ — — ۸۲ — — ۸۳ — — ۸۴ — — ۸۵ — — ۸۶ — — ۸۷ — — ۸۸ — — ۸۹ — — ۹۰ — — ۹۱ — — ۹۲ — — ۹۳ — — ۹۴ — — ۹۵ — — ۹۶ — — ۹۷ — — ۹۸ — — ۹۹ — — ۱۰۰ — — ۱۰۱ — — ۱۰۲ — — ۱۰۳ — — ۱۰۴ — — ۱۰۵ — — ۱۰۶ — — ۱۰۷ — — ۱۰۸ — — ۱۰۹ — — ۱۱۰ — — ۱۱۱ — — ۱۱۲ — — ۱۱۳ — — ۱۱۴ — — ۱۱۵ — — ۱۱۶ — — ۱۱۷ — — ۱۱۸ — — ۱۱۹ — — ۱۲۰ — — ۱۲۱ — — ۱۲۲ — — ۱۲۳ — — ۱۲۴ — — ۱۲۵ — — ۱۲۶ — — ۱۲۷ — — ۱۲۸ — — ۱۲۹ — — ۱۳۰ — — ۱۳۱ — — ۱۳۲ — — ۱۳۳ — — ۱۳۴ — — ۱۳۵ — — ۱۳۶ — — ۱۳۷ — — ۱۳۸ — — ۱۳۹ — — ۱۴۰ — — ۱۴۱ — — ۱۴۲ — — ۱۴۳ — — ۱۴۴ — — ۱۴۵ — — ۱۴۶ — — ۱۴۷ — — ۱۴۸ — — ۱۴۹ — — ۱۵۰ — — ۱۵۱ — — ۱۵۲ — — ۱۵۳ — — ۱۵۴ — — ۱۵۵ — — ۱۵۶ — — ۱۵۷ — — ۱۵۸ — — ۱۵۹ — — ۱۶۰ — — ۱۶۱ — — ۱۶۲ — — ۱۶۳ — — ۱۶۴ — — ۱۶۵ — — ۱۶۶ — — ۱۶۷ — — ۱۶۸ — — ۱۶۹ — — ۱۷۰ — — ۱۷۱ — — ۱۷۲ — — ۱۷۳ — — ۱۷۴ — — ۱۷۵ — — ۱۷۶ — — ۱۷۷ — — ۱۷۸ — — ۱۷۹ — — ۱۸۰ — — ۱۸۱ — — ۱۸۲ — — ۱۸۳ — — ۱۸۴ — — ۱۸۵ — — ۱۸۶ — — ۱۸۷ — — ۱۸۸ — — ۱۸۹ — — ۱۹۰ — — ۱۹۱ — — ۱۹۲ — — ۱۹۳ — — ۱۹۴ — — ۱۹۵ — — ۱۹۶ — — ۱۹۷ — — ۱۹۸ — — ۱۹۹ — — ۲۰۰ — — ۲۰۱ — — ۲۰۲ — — ۲۰۳ — — ۲۰۴ — — ۲۰۵ — — ۲۰۶ — — ۲۰۷ — — ۲۰۸ — — ۲۰۹ — — ۲۱۰ — — ۲۱۱ — — ۲۱۲ — — ۲۱۳ — — ۲۱۴ — — ۲۱۵ — — ۲۱۶ — — ۲۱۷ — — ۲۱۸ — — ۲۱۹ — — ۲۲۰ — — ۲۲۱ — — ۲۲۲ — — ۲۲۳ — — ۲۲۴ — — ۲۲۵ — — ۲۲۶ — — ۲۲۷ — — ۲۲۸ — — ۲۲۹ — — ۲۳۰ — — ۲۳۱ — — ۲۳۲ — — ۲۳۳ — — ۲۳۴ — — ۲۳۵ — — ۲۳۶ — — ۲۳۷ — — ۲۳۸ — — ۲۳۹ — — ۲۴۰ — — ۲۴۱ — — ۲۴۲ — — ۲۴۳ — — ۲۴۴ — — ۲۴۵ — — ۲۴۶ — — ۲۴۷ — — ۲۴۸ — — ۲۴۹ — — ۲۵۰ — — ۲۵۱ — — ۲۵۲ — — ۲۵۳ — — ۲۵۴ — — ۲۵۵ — — ۲۵۶ — — ۲۵۷ — — ۲۵۸ — — ۲۵۹ — — ۲۶۰ — — ۲۶۱ — — ۲۶۲ — — ۲۶۳ — — ۲۶۴ — — ۲۶۵ — — ۲۶۶ — — ۲۶۷ — — ۲۶۸ — — ۲۶۹ — — ۲۷۰ — — ۲۷۱ — — ۲۷۲ — — ۲۷۳ — — ۲۷۴ — — ۲۷۵ — — ۲۷۶ — — ۲۷۷ — — ۲۷۸ — — ۲۷۹ — — ۲۸۰ — — ۲۸۱ — — ۲۸۲ — — ۲۸۳ — — ۲۸۴ — — ۲۸۵ — — ۲۸۶ — — ۲۸۷ — — ۲۸۸ — — ۲۸۹ — — ۲۹۰ — — ۲۹۱ — — ۲۹۲ — — ۲۹۳ — — ۲۹۴ — — ۲۹۵ — — ۲۹۶ — — ۲۹۷ — — ۲۹۸ — — ۲۹۹ — — ۳۰۰ — — ۳۰۱ — — ۳۰۲ — — ۳۰۳ — — ۳۰۴ — — ۳۰۵ — — ۳۰۶ — — ۳۰۷ — — ۳۰۸ — — ۳۰۹ — — ۳۱۰ — — ۳۱۱ — — ۳۱۲ — — ۳۱۳ — — ۳۱۴ — — ۳۱۵ — — ۳۱۶ — — ۳۱۷ — — ۳۱۸ — — ۳۱۹ — — ۳۲۰ — — ۳۲۱ — — ۳۲۲ — — ۳۲۳ — — ۳۲۴ — — ۳۲۵ — — ۳۲۶ — — ۳۲۷ — — ۳۲۸ — — ۳۲۹ — — ۳۳۰ — — ۳۳۱ — — ۳۳۲ — — ۳۳۳ — — ۳۳۴ — — ۳۳۵ — — ۳۳۶ — — ۳۳۷ — — ۳۳۸ — — ۳۳۹ — — ۳۴۰ — — ۳۴۱ — — ۳۴۲ — — ۳۴۳ — — ۳۴۴ — — ۳۴۵ — — ۳۴۶ — — ۳۴۷ — — ۳۴۸ — — ۳۴۹ — — ۳۵۰ — — ۳۵۱ — — ۳۵۲ — — ۳۵۳ — — ۳۵۴ — — ۳۵۵ — — ۳۵۶ — — ۳۵۷ — — ۳۵۸ — — ۳۵۹ — — ۳۶۰ — — ۳۶۱ — — ۳۶۲ — — ۳۶۳ — — ۳۶۴ — — ۳۶۵ — — ۳۶۶ — — ۳۶۷ — — ۳۶۸ — — ۳۶۹ — — ۳۷۰ — — ۳۷۱ — — ۳۷۲ — — ۳۷۳ — — ۳۷۴ — — ۳۷۵ — — ۳۷۶ — — ۳۷۷ — — ۳۷۸ — — ۳۷۹ — — ۳۸۰ — — ۳۸۱ — — ۳۸۲ — — ۳۸۳ — — ۳۸۴ — — ۳۸۵ — — ۳۸۶ — — ۳۸۷ — — ۳۸۸ — — ۳۸۹ — — ۳۹۰ — — ۳۹۱ — — ۳۹۲ — — ۳۹۳ — — ۳۹۴ — — ۳۹۵ — — ۳۹۶ — — ۳۹۷ — — ۳۹۸ — — ۳۹۹ — — ۴۰۰ — — ۴۰۱ — — ۴۰۲ — — ۴۰۳ — — ۴۰۴ — — ۴۰۵ — — ۴۰۶ — — ۴۰۷ — — ۴۰۸ — — ۴۰۹ — — ۴۱۰ — — ۴۱۱ — — ۴۱۲ — — ۴۱۳ — — ۴۱۴ — — ۴۱۵ — — ۴۱۶ — — ۴۱۷ — — ۴۱۸ — — ۴۱۹ — — ۴۲۰ — — ۴۲۱ — — ۴۲۲ — — ۴۲۳ — — ۴۲۴ — — ۴۲۵ — — ۴۲۶ — — ۴۲۷ — — ۴۲۸ — — ۴۲۹ — — ۴۳۰ — — ۴۳۱ — — ۴۳۲ — — ۴۳۳ — — ۴۳۴ — — ۴۳۵ — — ۴۳۶ — — ۴۳۷ — — ۴۳۸ — — ۴۳۹ — — ۴۴۰ — — ۴۴۱ — — ۴۴۲ — — ۴۴۳ — — ۴۴۴ — — ۴۴۵ — — ۴۴۶ — — ۴۴۷ — — ۴۴۸ — — ۴۴۹ — — ۴۵۰ — — ۴۵۱ — — ۴۵۲ — — ۴۵۳ — — ۴۵۴ — — ۴۵۵ — — ۴۵۶ — — ۴۵۷ — — ۴۵۸ — — ۴۵۹ — — ۴۶۰ — — ۴۶۱ — — ۴۶۲ — — ۴۶۳ — — ۴۶۴ — — ۴۶۵ — — ۴۶۶ — — ۴۶۷ — — ۴۶۸ — — ۴۶۹ — — ۴۷۰ — — ۴۷۱ — — ۴۷۲ — — ۴۷۳ — — ۴۷۴ — — ۴۷۵ — — ۴۷۶ — — ۴۷۷ — — ۴۷۸ — — ۴۷۹ — — ۴۸۰ — — ۴۸۱ — — ۴۸۲ — — ۴۸۳ — — ۴۸۴ — — ۴۸۵ — — ۴۸۶ — — ۴۸۷ — — ۴۸۸ — — ۴۸۹ — — ۴۹۰ — — ۴۹۱ — — ۴۹۲ — — ۴۹۳ — — ۴۹۴ — — ۴۹۵ — — ۴۹۶ — — ۴۹۷ — — ۴۹۸ — — ۴۹۹ — — ۵۰۰ — — ۵۰۱ — — ۵۰۲ — — ۵۰۳ — — ۵۰۴ — — ۵۰۵ — — ۵۰۶ — — ۵۰۷ — — ۵۰۸ — — ۵۰۹ — — ۵۱۰ — — ۵۱۱ — — ۵۱۲ — — ۵۱۳ — — ۵۱۴ — — ۵۱۵ — — ۵۱۶ — — ۵۱۷ — — ۵۱۸ — — ۵۱۹ — — ۵۲۰ — — ۵۲۱ — — ۵۲۲ — — ۵۲۳ — — ۵۲۴ — — ۵۲۵ — — ۵۲۶ — — ۵۲۷ — — ۵۲۸ — — ۵۲۹ — — ۵۳۰ — — ۵۳۱ — — ۵۳۲ — — ۵۳۳ — — ۵۳۴ — — ۵۳۵ — — ۵۳۶ — — ۵۳۷ — — ۵۳۸ — — ۵۳۹ — — ۵۴۰ — — ۵۴۱ — — ۵۴۲ — — ۵۴۳ — — ۵۴۴ — — ۵۴۵ — — ۵۴۶ — — ۵۴۷ — — ۵۴۸ — — ۵۴۹ — — ۵۵۰ — — ۵۵۱ — — ۵۵۲ — — ۵۵۳ — — ۵۵۴ — — ۵۵۵ — — ۵۵۶ — — ۵۵۷ — — ۵۵۸ — — ۵۵۹ — — ۵۶۰ — — ۵۶۱ — — ۵۶۲ — — ۵۶۳ — — ۵۶۴ — — ۵۶۵ — — ۵۶۶ — — ۵۶۷ — — ۵۶۸ — — ۵۶۹ — — ۵۷۰ — — ۵۷۱ — — ۵۷۲ — — ۵۷۳ — — ۵۷۴ — — ۵۷۵ — — ۵۷۶ — — ۵۷۷ — — ۵۷۸ — — ۵۷۹ — — ۵۸۰ — — ۵۸۱ — — ۵۸۲ — — ۵۸۳ — — ۵۸۴ — — ۵۸۵ — — ۵۸۶ — — ۵۸۷ — — ۵۸۸ — — ۵۸۹ — — ۵۹۰ — — ۵۹۱ — — ۵۹۲ — — ۵۹۳ — — ۵۹۴ — — ۵۹۵ — — ۵۹۶ — — ۵۹۷ — — ۵۹۸ — — ۵۹۹ — — ۶۰۰ — — ۶۰۱ — — ۶۰۲ — — ۶۰۳ — — ۶۰۴ — — ۶۰۵ — — ۶۰۶ — — ۶۰۷ — — ۶۰۸ — — ۶۰۹ — — ۶۱۰ — — ۶۱۱ — — ۶۱۲ — — ۶۱۳ — — ۶۱۴ — — ۶۱۵ — — ۶۱۶ — — ۶۱۷ — — ۶۱۸ — — ۶۱۹ — — ۶۲۰ — — ۶۲۱ — — ۶۲۲ — — ۶۲۳ — — ۶۲۴ — — ۶۲۵ — — ۶۲۶ — — ۶۲۷ — — ۶۲۸ — — ۶۲۹ — — ۶۳۰ — — ۶۳۱ — — ۶۳۲ — — ۶۳۳ — — ۶۳۴ — — ۶۳۵ — — ۶۳۶ — — ۶۳۷ — — ۶۳۸ — — ۶۳۹ — — ۶۴۰ — — ۶۴۱ — — ۶۴۲ — — ۶۴۳ — — ۶۴۴ — — ۶۴۵ — — ۶۴۶ — — ۶۴۷ — — ۶۴۸ — — ۶۴۹ — — ۶۵۰ — — ۶۵۱ — — ۶۵۲ — — ۶۵۳ — — ۶۵۴ — — ۶۵۵ — — ۶۵۶ — — ۶۵۷ — — ۶۵۸ — — ۶۵۹ — — ۶۶۰ — — ۶۶۱ — — ۶۶۲ — — ۶۶۳ — — ۶۶۴ — — ۶۶۵ — — ۶۶۶ — — ۶۶۷ — — ۶۶۸ — — ۶۶۹ — — ۶۷۰ — — ۶۷۱ — — ۶۷۲ — — ۶۷۳ — — ۶۷۴ — — ۶۷۵ — — ۶۷۶ — — ۶۷۷ — — ۶۷۸ — — ۶۷۹ — — ۶۸۰ — — ۶۸۱ — — ۶۸۲ — — ۶۸۳ — — ۶۸۴ — — ۶۸۵ — — ۶۸۶ — — ۶۸۷ — — ۶۸۸ — — ۶۸۹ — — ۶۹۰ — — ۶۹۱ — — ۶۹۲ — — ۶۹۳ — — ۶۹۴ — — ۶۹۵ — — ۶۹۶ — — ۶۹۷ — — ۶۹۸ — — ۶۹۹ — — ۷۰۰ — — ۷۰۱ — — ۷۰۲ — — ۷۰۳ — — ۷۰۴ — — ۷۰۵ — — ۷۰۶ — — ۷۰۷ — — ۷۰۸ — — ۷۰۹ — — ۷۱۰ — — ۷۱۱ — — ۷۱۲ — — ۷۱۳ — — ۷۱۴ — — ۷۱۵ — — ۷۱۶ — — ۷۱۷ — — ۷۱۸ — — ۷۱۹ — — ۷۲۰ — — ۷۲۱ — — ۷۲۲ — — ۷۲۳ — — ۷۲۴ — — ۷۲۵ — — ۷۲۶ — — ۷۲۷ — — ۷۲۸ — — ۷۲۹ — — ۷۳۰ — — ۷۳۱ — — ۷۳۲ — — ۷۳۳ — — ۷۳۴ — — ۷۳۵ — — ۷۳۶ — — ۷۳۷ — — ۷۳۸ — — ۷۳۹ — — ۷۴۰ — — ۷۴۱ — — ۷۴۲ — — ۷۴۳ — — ۷۴۴ — — ۷۴۵ — — ۷۴۶ — — ۷۴۷ — — ۷۴۸ — — ۷۴۹ — — ۷۵۰ — — ۷۵۱ — — ۷۵۲ — — ۷۵۳ — — ۷۵۴ — — ۷۵۵ — — ۷۵۶ — — ۷۵۷ — — ۷۵۸ — — ۷۵۹ — — ۷۶۰ — — ۷۶۱ — — ۷۶۲ — — ۷۶۳ — — ۷۶۴ — — ۷۶۵ — — ۷۶۶ — — ۷۶۷ — — ۷۶۸ — — ۷۶۹ — — ۷۷۰ — — ۷۷۱ — — ۷۷۲ — — ۷۷۳ — — ۷۷۴ — — ۷۷۵ — — ۷۷۶ — — ۷۷۷ — — ۷۷۸ — — ۷۷۹ — — ۷۸۰ — — ۷۸۱ — — ۷۸۲ — — ۷۸۳ — — ۷۸۴ — — ۷۸۵ — — ۷۸۶ — — ۷۸۷ — — ۷۸۸ — — ۷۸۹ — — ۷۹۰ — — ۷۹۱ — — ۷۹۲ — — ۷۹۳ — — ۷۹۴ — — ۷۹۵ — — ۷۹۶ — — ۷۹۷ — — ۷۹۸ — — ۷۹۹ — — ۸۰۰ — — ۸۰۱ — — ۸۰۲ — — ۸۰۳ — — ۸۰۴ — — ۸۰۵ — — ۸۰۶ — — ۸۰۷ — — ۸۰۸ — — ۸۰۹ — — ۸۱۰ — — ۸۱۱ — — ۸۱۲ — — ۸۱۳ — — ۸۱۴ — — ۸۱۵ — — ۸۱۶ — — ۸۱۷ — — ۸۱۸ — — ۸۱۹ — — ۸۲۰ — — ۸۲۱ — — ۸۲۲ — — ۸۲۳ — — ۸۲۴ — — ۸۲۵ — — ۸۲۶ — — ۸۲۷ — — ۸۲۸ — — ۸۲۹ — — ۸۳۰ — — ۸۳۱ — — ۸۳۲ — — ۸۳۳ — — ۸۳۴ — — ۸۳۵ — — ۸۳۶ — — ۸۳۷ — — ۸۳۸ — — ۸۳۹ — — ۸۴۰ — — ۸۴۱ — — ۸۴۲ — — ۸۴۳ — — ۸۴۴ — — ۸۴۵ — — ۸۴۶ — — ۸۴۷ — — ۸۴۸ — — ۸۴۹ — — ۸۵۰ — — ۸۵۱ — — ۸۵۲ — — ۸۵۳ — — ۸۵۴ — — ۸۵۵ — — ۸۵۶ — — ۸۵۷ — — ۸۵۸ — — ۸۵۹ — — ۸۶۰ — — ۸۶۱ — — ۸۶۲ — — ۸۶۳ — — ۸۶۴ — — ۸۶۵ — — ۸۶۶ — — ۸۶۷ — — ۸۶۸ — — ۸۶۹ — — ۸۷۰ — — ۸۷۱ — — ۸۷۲ — — ۸۷۳ — — ۸۷۴ — — ۸۷۵ — — ۸۷۶ — — ۸۷۷ — — ۸۷۸ — — ۸۷۹ — — ۸۸۰ — — ۸۸۱ — — ۸۸۲ — — ۸۸۳ — — ۸۸۴ — — ۸۸۵ — — ۸۸۶ — — ۸۸۷ — — ۸۸۸ — — ۸۸۹ — — ۸۹۰ — — ۸۹۱ — — ۸۹۲ — — ۸۹۳ — — ۸۹۴ — — ۸۹۵ — — ۸۹۶ — — ۸۹۷ — — ۸۹۸ — — ۸۹۹ — — ۹۰۰ — — ۹۰۱ — — ۹۰۲ — — ۹۰۳ — — ۹۰۴ — — ۹۰۵ — — ۹۰۶ — — ۹۰۷ — — ۹۰۸ — — ۹۰۹ — — ۹۱۰ — — ۹۱۱ — — ۹۱۲ — — ۹۱۳ — — ۹۱۴ — — ۹۱۵ — — ۹۱۶ — — ۹۱۷ — — ۹۱۸ — — ۹۱۹ — — ۹۲۰ — — ۹۲۱ — — ۹۲۲ — — ۹۲۳ — — ۹۲۴ — — ۹۲۵ — — ۹۲۶ — — ۹۲۷ — — ۹۲۸ — — ۹۲۹ — — ۹۳۰ — — ۹۳۱ — — ۹۳۲ — — ۹۳۳ — — ۹۳۴ — — ۹۳۵ — — ۹۳۶ — — ۹۳۷ — — ۹۳۸ — — ۹۳۹ — — ۹۴۰ — — ۹۴۱ — — ۹۴۲ — — ۹۴۳ — — ۹۴۴ — — ۹۴۵ — — ۹۴۶ — — ۹۴۷ — — ۹۴۸ — — ۹۴۹ — — ۹۵۰ — — ۹۵۱ — — ۹۵۲ — — ۹۵۳ — — ۹۵۴ — — ۹۵۵ — — ۹۵۶ — — ۹۵۷ — — ۹۵۸ — — ۹۵۹ — — ۹۶۰ — — ۹۶۱ — — ۹۶۲ — — ۹۶۳ — — ۹۶۴ — — ۹۶۵ — — ۹۶۶ — — ۹۶۷ — — ۹۶۸ — — ۹۶۹ — — ۹۷۰ — — ۹۷۱ — — ۹۷۲ — — ۹۷۳ — — ۹۷۴ — — ۹۷۵ — — ۹۷۶ — — ۹۷۷ — — ۹۷۸ — — ۹۷۹ — — ۹۸۰ — — ۹۸۱ — — ۹۸۲ — — ۹۸۳ — — ۹۸۴ — — ۹۸۵ — — ۹۸۶ — — ۹۸۷ — — ۹۸۸ — — ۹۸۹ — — ۹۹۰ — — ۹۹۱ — — ۹۹۲ — — ۹۹۳ — — ۹۹۴ — — ۹۹۵ — — ۹۹۶ — — ۹۹۷ — — ۹۹۸ — — ۹۹۹ — — ۱۰۰۰ — —

حضرت شیریشہ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ — شہر برن پور کے مسلمان بھائیوں
تعالے سب کے سب سنی مسلمان ہیں۔ مگر کچھ دنوں سے ایک دیوبندی جو اشرافی تھا نوئی کامریڈ اور خلیفہ بھی ہے ایک مسجد میں اپنے چہرے پر
تقیہ کا برقع ڈال کر اپنا ہوا ہے۔ باوجودیکہ مسجد سنیوں کی ہے اور متوکی بھی سنی ہے۔ مگر دیوبندیت کی تقیہ بازی مشہور ہے۔ برن پور اس
کے مصداق ہو گیا ہے کہ ایک پھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ لہذا مسلمانان اہلسنت برن پور میں اس دیوبندی کے
سبب ایک انتشار عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ اب آپ حضرات علمائے اہلسنت جانشین عاشق رسول سیدنا مولانا علی حضرت امام اہل
سنت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ، دارضادہ غنا کے فتووں کی سخت ضرورت ہے۔ نیز حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب دھام گڑھ لڑیہ
اور حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین احمد صاحب بہاری اور بریلی شریف سے بھی فتوے آچکے ہیں۔ مگر سینکڑوں کی تعداد میں
فتووں کی ضرورت ہے۔ فقط آپ کے رہیں ہمت کے امیدوار، مسلمانان اہلسنت وجماعت برن پور ضلع برہان (بنگلہ)
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ہفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید مولوی اشرافی تھا نوئی کامریڈ اور خلیفہ
ہے، نیز دیوبندی عقائد بھی رکھتا ہے۔ مگر کبھی کبھی میلاد شریف کی شرکت کر کے سلام بھی پڑھ لیتا ہے لیکن ضروری نہیں
سمجھتا۔ اور کھانا وغیرہ پر فاتحہ بھی کر لیتا ہے۔ لہذا اس کے پیچھے اہلسنت جماعت کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور جان بوجھ
کر سنیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ صاف صاف بیان کیجئے۔ جواب کیلئے نفاذ مع ٹکٹ حاضر ہے۔

الجواب: اللہم ہدایۃ الحق والصواب:۔ وہابیہ دیوبندیہ کے ایک پیشوا قاسم نالوتوی نے حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصف خاتم النبیین مذکور فی القرآن المبین کے اس ضروری دینی معنی
کو حضور علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ہائے نبوت کے بعد اور
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں آخر نبی ہیں ماسمجھ لوگوں کا خیال اور سمجھدار لوگوں کے نزدیک
غلط ٹھہرایا اور خود اپنے جی سے اس کے بالکل نئے معنی یہ گڑھے کہ اور نبیوں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپ کی نبوت
کسی اور کا فیض نہیں، آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور آپ کے سوا اور سب نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض
ہیں۔ اور آیت مبارکہ میں خاتم النبیین سے سبک پھیلانا نبی مراد لینے میں خرابیاں تبا کر یہ گڑھا کہ خود نالوتوی نے
جو معنی گڑھے ہیں وہی مراد لینے چاہیں اور صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بلکہ خود حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی اور نئے نبی جدید رسول پیدا

کافر مرتد بے دین ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مستطاب سہمی بنام تارنخی حسام الحرمین علیٰ منہ الکفر والمبین) اور ہندو ہندو دکن و کوکن و پنجاب و بنگال و گجرات و کاٹھیاواڑ و سرحد و بلوچستان کے دو سواڑ سٹھ علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے اجماعاً اتفاقاً اطباء شرعی فتوے صادر فرمائے۔ کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف بالکل حق و درست و صحیح ہے۔ اور جو شخص اس کے حق و صحیح و درست ہونے میں شک رکھے وہ بھی شرعاً کافر مرتد فطریع ہے۔ (ملاحظہ کتاب کامل النصاب سہمی بنام تارنخی الصوارم الہندیہ علیٰ ملکر شیاطین الدیوبندیہ)

زید جبکہ اشرف علی تھانوی کا مرید بھی ہے اس کا خلیفہ بھی ہے، وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کفریہ بھی رکھتا ہے تو بحکم شریعت مقدسہ زید خود بھی یقیناً قطعاً کافر مرتد ملحد زندق بے دین ہے، اس کی اقتدا میں نماز قطعاً باطل محض ہے، اُس کے پیچھے نماز پڑھنا یقیناً حرام قطعی ہے۔ بلکہ اس کی دیوبندیت جانتے ہوئے جو شخص نماز میں اس کی اقتدا کرے گا وہ بحکم شریعت مبارکہ نیتِ اقتدا کرتے ہی خود کافر مرتد بے دین ہو جائے گا۔ والعباد باللہ تبارک و تعالیٰ۔ زید کا کبھی کبھی میلاد شریف میں شریک ہو کر سلام پڑھ لینا، فاتحہ کر لینا اُسکے کفر و ارتداد کو اُس پر سے ہرگز نہ اٹھائے گا، ہرگز اس کو مسلمان نہ بنائے گا۔ جب تک وہ عقائد کفریہ دیوبندیہ سے توبہ صحیحہ شریعت نہ کرے۔

اولاً — زید کا پیر اشرف علی تھانوی خود محفلِ میلاد مبارک میں اپنے شریک ہونے کی وجہ لکھتا ہے کہ۔

”جب میں ہند کو واپس ہوا تو طلب کرنے پر شریک ہونے لگا۔ اور یہ عزم رکھا کہ اُن لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی جاوے، چنانچہ مختلف مواقع و مجالس میں ہمیشہ اس کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔ اور جتنے امور اصل سے زائد تھے سب کا غیر ضروری ہونا اور اُن کی ضرورت کے اعتقاد کا بدعت ہونا صاف صاف بیان کرتا رہا حتیٰ کہ اس وقت میری رائے میں ان کا عقیدہ بعض کا معین تو وسط پر بعض کا قریب تو وسط کے آہینچا۔ مگر بوجہ مدتِ عادت کے عمل کے ارتقا کی اُمید نہیں ہے۔ عدم شرکت میں اس اصلاح کی توقع ہرگز نہیں تھی۔“

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے نزدیک عقائدِ باطلہ کفریہ وہابیہ دیوبندیہ ہی معاذ اللہ حق و صحیح ہیں۔ اور اہلسنت جنکو وہابیوں کی ناپاک اصطلاح میں بدعتی اور مرتد کا کوروی عبدالشکور کی نجس زبان میں ”رضا خانی“ کہا جاتا ہے اُن کے عقائد حقہ ایسا نامیہ معاذ اللہ غلط و باطل و قابلِ اصلاح ہیں۔ تو اس عبارت میں تھانوی نے صاف کہہ دیا کہ محفلِ میلاد شریف میں صرف اسی لئے میں شریک ہوتا ہوں کہ محفلِ میلاد شریف میں جو بھولے بالے سید

سادے سُنی مسلمان حاضر ہوتے ہیں ان کو محبت سے پیار سے آہستہ آہستہ وہابی بناؤں۔ اگر میں تقیہ نہ کرتا اور محفل میلاد شریف میں قطعاً شریک نہ ہوتا تو محفل میلاد شریف میں آنے والے سُنی مسلمانوں کو وہابی بنانے کا موقع مجھے ہرگز نہ ملتا۔ لہذا زید وہابی کا محفل میلاد شریف شریک ہونا اسی لئے ہے کہ جو بیچارے سادہ لوح مسلمانانِ اہلسنت ان محافلِ متبرکہ میں عبادتِ الہی و باعثِ ثواب جانتے ملتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں ان کی مسلمانانہ کو اپنے حلقہ تزویر میں پھانس کر ان کو معاذ اللہ وہابی بنائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانیاً — زید پُر مکر و کید کا مُرتد پیر تھا نوی دوسری وجہ لکھتا ہے۔

میں نے وہاں دیکھا کہ وعظ میں لوگ کم آتے ہیں اور ان مجالس میں زیادہ اور ہر مذاق اور ہر جنس کے چنانچہ ان مجالس میں موقع ان کے پند نہایت و اصلاح عقائد و اعمال کا بخوبی ملا اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی اپنے عقائدِ فاسدہ و اعمالِ سیئہ سے تائب ہو گئے۔“

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

ظاہر ہے کہ تھا نوی کے دھرم میں مسلمانانِ اہلسنت کے عقائدِ حقہ و شعارِ مبارکہ معاذ اللہ شریک بدعت ہیں۔ تو اس عبارت میں تھا نوی نے صاف کہہ دیا کہ وعظ میں لوگ کم آتے ہیں اور میلاد شریف کی محافلِ مقدسہ میں ہر مذاق اور ہر طرح کے بہت زیادہ لوگ آتے ہیں۔ تو اگر میں صرف جلسہ وعظ ہی میں جایا کروں تقیہ سے پرہیز رکھوں، محفل میلاد شریف میں قطعاً نہ جاؤں تو میری تبلیغ و ہدایت و اشاعتِ دیوبندیت محدود رہ جائیگی۔ اسی لئے میں تقیہ کر کے محفل میلاد مبارک میں اسی لئے شریک ہوا کرتا ہوں کہ ہر مذاق اور ہر قسم کے سُنی مسلمانوں کو جو مجلس میلاد مبارک میں کثرت سے حاضر ہوا کرتے ہیں وہابی، نجدی، دیوبندی بنانے کی کوشش کروں۔ لہذا زید وہابی کی بھی تقیہ شریک میلاد پاک اسی لئے ہے کہ اس کی تبلیغ و ہدایت و اشاعتِ دیوبندیت و تلقینِ نجدیت بھی صرف وعظ سننے والوں ہی میں محدود نہ رہے بلکہ محفل میلادِ اقدس میں شریک ہونے والے ہر قسم اور ہر مذاق کے مسلمانانِ اہلسنت تک بھی معاذ اللہ پہنچ جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالثاً — اُس کے بعد تھا نوی مُرتد کہتا ہے۔

”غرض اکثر حصہ وعظ ہوتا تھا دو مہربان برائے نام“ (تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱۸)

اس عبارت میں تھا نوی نے صاف کہہ دیا کہ سُنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے تقیہ کر کے جو ہیں محفلِ میلادِ مقدس میں شریک ہوتا ہوں تو میلاد شریف کا صرف نام ہی نام ہوتا ہے اکثر حصہ صرف و ہدایت کا وعظ ہی ہوا کرتا ہے۔ بیچارے سیدھے سادے سُنی مسلمان تو یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ تھا نوی محفلِ میلادِ

متبرک میں شریک بھی ہو رہے ہیں۔ اس میں میلاد پاک حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان بھی پڑھ رہے ہیں اور ان کو یہ خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ اُن کی مسلمانانِ دُست کو جرّے سے غائب کر لینے کیلئے تھانوی صاحب دیوبندی دھرم کا پرچار کر رہے ہیں، دیوبندی مَنت کا اُپریش دے رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

رابعاً۔۔۔ اُس کے بعد مرتد تھانوی کہتا ہے۔

”میں نے دیکھا کہ وہاں بدعتِ شرک ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں۔ ذرا انکار کرنے سے وہابی کہدیا، درپے تو ہیں و تذلیلِ زبانی و جسمانی کے ہو گئے۔ اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں۔ یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصدی نوے موقع پر غُذر کر دیا اور دس جگہ شرک کر لی اور شرک بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کی ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و اجابت کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے“

(تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱۸)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے دھرم میں کفار و باہیہ و مرتدینِ دیوبندیہ و ملحدینِ نجدیہ ہی معاذ اللہ ہدایت پر ہیں اور مسلمانانِ اہلسنت معاذ اللہ کافر مشرک بدعتی ہیں۔ تو تھانوی مرتد نے اس عبارت میں صاف کہدیا کہ محفلِ میلاد شریف سے انکار کر دینا شعارِ وہابیت مانا جاتا ہے۔ اگر میں بھی محفلِ میلاد مبارک میں شریک ہونے سے کھلم کھلا انکار کر دوں گا تو میری وہابیت طشت از بام ہو جائیگی، سب سُنی مسلمان صاحبان مجھے پہچان لیں گے کہ تھانوی جی بھی وہابی ہیں۔ اور پھر صرف اتنا ہی نہ ہوگا کہ مسلمانانِ اہلسنت تھانوی صاحب سے بیزار و متنفر ہو جائیں گے بلکہ خواصِ اہلسنت تو ان کی وہابیت معلوم کر کے عقائدِ کفریہ و باہیہ کی بنا پر تھانوی جی کو بھی حکمِ شریعتِ مطہرہ کافر، مرتد، بیدین و باہی، دیو کا بندہ کہنے لگیں گے۔ لیکن جوشیلے عوام جوشِ مذہبی سے مغلوب ہو کر ہاتھ پیسے بھی تھانوی جی کی خدمت کرنے کیلئے بھی تیار ہو جائیں گے۔ ایسا تو عمل ہے کہ اگر دس مقامات سے محفلِ میلادِ متبرک کی دعوتیں آتی ہیں تو نو جگہ حیلہ بہانہ کر کے شرک سے غُذر کر لیتا ہوں، کسی سے دردِ سر کا، کسی سے دردِ شکم کا، کسی سے دردِ جگر کا، کسی سے دردِ قلب کا، کسی سے دردِ پا کا حیلہ کر کے کسی سے کثرتِ کار کا، کسی سے ہجومِ افکار کا، کسی سے بے فرصتی کا، کسی سے ناطاقتی کا بہانہ کر کے غُذر کر دیا کہ بھائی مجھے وہابی نہ سمجھنا میں وہابی ہرگز نہیں ہوں۔ مجبوری و معذوری درپیش ہے۔ اس وجہ سے میں نہیں آسکتا، معاف کر دینا بھائی یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ میں وہابی ہوں۔ لیکن پھر بھی ایک جگہ تو مجبوراً شرک کرنا ہی پڑتی ہے۔ اگر کسی ایک جگہ بھی شریک نہ ہوں تو لوگ میرے حیلوں بہانوں کو جھوٹا سمجھ لیں۔ میری وہابیت پہچان لیں۔ اور پھر زبانی و جسمانی دونوں طریقوں

میری خدمت ہونے لگے۔ لہذا اپنی وہابیت چھپانے کیلئے ضرور ہے کہ دس محفلوں میں سے کم از کم ایک میلادِ کریم میں تو شرکت کروں۔ پھر اس ایک محفلِ پاک کی شرکت جو اپنی وہابیت کو چھپانے کیلئے مجبوراً کرتا ہوں۔ اس میں بھی اپنے وہابیہ مقتضائے طبیعت سے باز نہیں رہتا ہوں کہ محفلِ میلادِ اطہر کی شرکت کا نام کرتا ہوں اور وہابیت و دیوبندیت و نجدیت کی تبلیغ و اشاعت کا کام کرتا ہوں۔ بے وقوف سُنی یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ تھانوی جی پر وہابیت کا الزام غلط ہے۔ اگر تھانوی جی وہابی ہوتے تو محفلِ میلادِ مکرم میں شرکت سے انکار کر دیتے۔ اور میں اس پر دے میں ان کو وہابی بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ میلادِ شریف کی محفل میں شریک ہونا ضرور مکروہ اور ناپسند ہے۔ لیکن اگر میرے اس مکروہ و ناپسند کام کر لینے سے لوگ وہابی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ درگزر کر دے گا۔ یعنی اپنی وہابیت ظاہر ہونے کے خوف اور مارے پیٹے جانے کے ڈر سے جو تین سو محفلوں میں سے دس محفلوں میں مجبوراً شرکت بھی کر لیتا ہوں تو ان میں بھی وہابی دھرم کے پرچار سے باز نہیں رہتا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

خامساً۔۔۔ آگے چل کر پھر یہی تھانوی مرتد لکھتا۔

”بہر حال وہاں بدولت شرکت قیام کرنا قریب بحال دیکھا۔ اور منظور تھا وہاں رہنا۔ کیونکہ دنیوی منفعت“

بھی ہے کہ مدرسے سے تنخواہ بھی ملتی ہے۔“ (سذکرۃ الرشید صفحہ اول ص ۱۱۵)

اس عبارت میں اُس نے صاف لکھ دیا کہ دنیوی منفعت یعنی مدرسے سے تنخواہ ملنے کے لالچ میں تقیہ کرتا رہا اپنی وہابیت کو چھپا کر سالہا سال سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے میلادِ مبارک صحابہ طیبہ میں شرکت کرتا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جس تختِ منبر و مسند کو صرف اسی لئے سجا یا جاتا کہ حضور اقدس ﷺ کو تعالیٰ علیہ السلام کا ذکر و اوصاف اس پر بیٹھ کر حضور شہنشاہِ دارین سلطانِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلادِ اقدس پڑھ کر مسلمانانِ اہلسنت کو سنائے اُسی پر تھانوی مرتد کمالِ وقاحت و نہایتِ مکاریت بیٹھ کر اپنی نجس ناپاک تقریریں بھی کرتا رہا۔ نادان عوام یہی سمجھتے رہے کہ تھانوی صاحبِ بیان میلادِ شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور مرتد تھانوی کمالِ ابلیسیت عین محفلِ میلادِ اقدس کے اندر اسی تختِ منبر و مسند پر بیٹھ کر اسلامِ سُنیّت کا رد اور وہابی و دیوبندی نجری دھرم کا پرچار کرتا رہا۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوَّاسِیْنَ۔

سادساً۔۔۔ مرتد گنگوہی چونکہ مشتعل الطبع مغلوب الغضب قسم کا وہابی تھا اس لئے تھانوی کی اس مکاری و فریب کاری پر بھی اس کو طیش آگیا اور اس نے مرتد تھانوی کو محفلِ میلادِ پاک میں شرکت کی مطلقاً مُمانعت لکھ دی۔ اُس پر مرتد تھانوی لکھتا ہے۔

پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے، گویا بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء

بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا۔ مگر چونکہ میں دوسرے عوام سے نفرت
 علی تھی اس لئے کسی کی بات نہ چلی۔ اب چونکہ شرکت علی کا بھی ارادہ نہیں تو دقتیں ضرور پیش آدیں گی۔ اب میں مرتیں
 ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے مواقع پر کوئی حیلہ کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ صاف مخالفت
 کیجاوے مگر اس میں نہایت شور و فتنہ ہے جسکی حد نہیں۔ دنیوی مضرت یہ ہے کہ اس میں جہلاد عوام سے ایذا
 رسائی کا اندیشہ ہے۔ دینی مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے سب بے اثر
 رہے وقت ہو جائیگی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔ تیسری صورت یہ کہ یہاں کا تعلق
 ملازمت ترک کر دیا جاوے۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

اس عبارت میں مرتد تھا نوئی نے صاف کہہ دیا کہ اگر محفل میلاد مبارک میں شریک ہونا قطعاً چھوڑ دوں لیکن
 اس محفل اقدس کا بدعت و حرام و ناجائز اور امور شرکیہ پر مشتمل ہونا جس طرح مترد گنگوہی کی تعلیم و تلقین ہے زبان سے
 ڈر کے مارے نہ کہوں تو مجھے ہر وقت جھوٹے حیلے کا ذہن پہانے کرنے پڑیں گے۔ مگر یہ حیلے بہانے ہمیشہ نہیں چل
 سکیں گے۔ ایک نہ ایک دن تو وہابیہ کی ہندیا چور ہے پر ضرور پھوٹ کر رہے گی۔ اب تک اگر جیہ کانپوں کے علمائے
 اہلسنت برابر فرما رہے ہیں کہ یہ وہابی ہے اس کے فریب میں نہ پھنسو۔ باہر سے جو علمائے اہلسنت کانپور تشریف
 لاتے رہتے ہیں وہ بھی برابر بتاتے رہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے اس کے دھوکے میں نہ آؤ۔ مگر میرے تفتہ و
 مکرو فریب کے مقابل ان کی ایک بات بھی نہیں چلتی۔ ناواقف، نادان، بے وقوف سنی مسلمان عوام اسی
 دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ تھا نوئی جی کی محفل میلاد مبارک میں شریک ہوتے رہتے ہیں، محفل شریف میں
 بیان کرتے رہتے ہیں، بیان میلاد اقدس کے وقت قیام تعظیہ بھی بجا لاتے رہتے ہیں، قیام تعظیہ میں دست
 بستہ صلاۃ و سلام بدرگاہ حضور سید الانام علیہ و آلہ الصلاۃ والسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کو کیوں
 وہابی سمجھ لیں۔ لہذا اگر میں اس شرکت کو قطعاً چھوڑ کر ہر موقع پر حیلہ وہانہ ہی کرنے لگ جاؤں تو وہ میرے دام
 افتادہ عوام ضرور چرچ جائیں گے، مجھ کو وہابی سمجھ لیں گے۔ پھر کانپور میں قیام دشوار ہو جائیگا۔ اور اگر میں محفل
 مبارک کی شرکت چھوڑنے کے ساتھ ہی کھلم کھلا عقیدہ باطلہ کفریہ گنگوہیہ کا اعلان بھی کر دوں کہ یہ محفل پاک
 معاذ اللہ بدعت ناجائز حرام مشتمل بر شرکیات ہے تو پھر عامی و جاہل سنیوں کے ہاتھوں سے مارا پیٹا بھی جاؤنگا
 اور جو بے وقوف جاہل سنی عوام میرے جال میں اب تک پھنس چکے ہیں وہ بھی سب میرے دام وہابیہ سے نکل
 جائیں گے۔ اب تک جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے بے طوائف الہی علم غیب ماننے کا باطل و
 شرک ہونا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ظلم و کذب و جہل و عیب کا ممکن ہونا، اللہ تعالیٰ کے محبوبان کرام علی سید ہم و علیہم
 الصلاۃ والسلام کو مظہر حق و خدایندی و جارحہ قدرت الہی مانتے ہوئے بھی ان کو پکارنے، ان سے مدد ماننے کا شرک

و کفر ہونا وغیرہ عقائد و مباحث و مسائل نجدیت بیان کئے ہیں اور جاہل بے وقوف عوام اس دھوکے میں ہیں کہ محفل میلاد اقدس میں شریک ہو کر اس میں بیان کرنے والا بوقت ذکر ولادت اقدس دست بستہ قیام تعظیمی کر کے صلاۃ و سلام عرض کرنے والا جو عقائد و مسائل بیان کر رہا ہے وہ وہابی دھرم کے عقائد و مسائل نہ ہوں گے۔ پھر وہ بھی سب فرٹ ہو جائیں گے۔ سمجھ لیں گے کہ تھانوی تو پُرانا وہابی ہے۔ جواب تک تقیہ و مکر و فریب کر کے سنیت کے پردے میں چھپا رہا۔ آج اس کی وہابیت کھل کھلی، لہذا اس کے زمانہ تقیہ و فریب میں بھی جو عقائد و مسائل اسی سے سُنے ہیں وہ بھی وہابیوں کے عقائد و مسائل ہیں۔ پھر وہ تحقیق کر کے ان سے بھی توبہ کر کے سچے پکے سنی مسلمان ہو جائیں گے۔ اور میرا سو ت کیا اس تھانویت کا گھر گھر وندا ہو جائیگا۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نہ تو اپنی زبان سے محفل میلاد اقدس کو حرام و ناجائز و بدعت مجموعہ شریکات کہوں نہ اس کی شرکت چھوڑوں بلکہ اپنا تقدس اپنا تقویٰ جتا کر ذکر و شغل میں مشغولی کے سبب اپنی بے فرصتی بتا کر چپکے سے استغناء دیکر ملازمت چھوڑ کر کانپور سے تھانہ بھون چلا آؤں اور پیری مریدی کا کاروبار چلاؤں، ہندوستان بھر میں جگہ جگہ دورہ و گشت کر کے وہابیت دیوبندیت و نجدیت پھیلاؤں۔ اس طور پر مار پیٹ سے بھی بچا رہوں گا۔ باوجود اپنی وہابیت کے اپنے تقیہ ویرینہ کے ذریعہ مسلمان و سنّت کے پردے میں بھی چھپا رہوں گا۔ جن بے وقوف نادان سادہ لوح جاہل سنیوں کو تقیہ و مکر و فریب و کید سے وہابی یا نیم وہابی بنالیا ہے ان کا مقتدا و پیشوا بھی بنار ہوں گا۔ ان دو طریقوں کو تھانوی و دیوبندیت کیلئے مفرد دیکھتے ہوئے گنگوہی نے اسی تیسرے کو پسند کیا۔ اور اس کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مرتد تھانوی نے بھی عمر بھر کے لئے اسی تیسرے کو اختیار کر لیا۔

برادران اہلسنّت بنظر انصاف دیکھیں کہ ان کی مسلمانی و سنّت کو چھپانے ان کو وہابی دیوبندی نجدی بنانے کیلئے کیسے کیسے ملعون و نجس حلقہ ہائے تزویر تیار کئے گئے ہیں۔ و مکر و مکر اللہ و اللہ خیر الما کرین۔

سابعاً — یہی مرتد تھانوی اپنے وعظ ظلمۃ الظلمۃ بظلم مسمی بہ نور النور کے صفحہ ۳۵ و ۳۶ پر جو جمعہ مبارکہ ۳ صفر ۱۳۲۵ھ کو تھانہ بھون کی مسجد خاتقاہ امدادیہ میں ہوا اور مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون میں چھپا۔ لکھتا ہے۔

” میں اپنے دوستوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ اگر وہ اتفاق سے کسی ایسے مولد میں پھنس جائیں جہاں قیام ہوتا ہو تو یہ اس مجلس میں مجمع کی مخالفت نہ کریں بلکہ قیام کر لیا کریں۔ کیونکہ ایسے مجمع میں ایک دو کا قیام نہ کرنا موجب فساد ہے۔ ہاں جہاں ہر طرح اپنا اختیار ہو وہاں تمام تیسرے کو حذف کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسے موقع میں خاموش رہنا گناہ ہے۔“

اگر بنیم کہ نابینا و چاہست اگر خاموش بنشینم گناہ ست

ظاہر ہے کہ تھانوی جیسے حکیم الامتہ النجدیہ، مجدد الملتہ الدیوبندیہ نے جن کو اپنا دوست کہا ہے وہ نہیں ہیں مگر وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ۔ تو انھیں وہابیوں کیوں کے بندوں کو مرتد تھانوی مشورہ دے رہے ہیں کہ اگر کبھی کسی ایسے جلسہ میلاد مبارک میں پھنس جائیں جہاں بوقت بیان ولادت اقدس قیام تعظیمی ہوتا ہو تو اس وقت بیٹھے نہ رہا کریں بلکہ خود بھی قیام تعظیمی کر لیا کریں۔

سنی مسلمان ہوشیار رہیں کہ زید بے قید کا محفل میلاد اقدس میں شریک ہونا، قیام تعظیمی کرنا، صلاۃ و سلام پڑھنا، کھانے یا شیرینی وغیرہ پر مسلمانان اہلسنت کو دکھانے کیلئے فاتحہ و نیاز دینے کے نام سے ہاتھ اٹھا کر زبان سے کچھ بُدبانا، یا با واز بلند آیات قرآنیہ و درود شریف پڑھ کر امواتِ مسلمین کو اس کا ثواب پہنچانا سب اس کا تقیہ و مکرو فریب و کید ہے۔ جس میں اسکا اسوہ اس کے ظاہر پر مرتد تھانوی کا قول و فعل ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب دیوبندی دھرم میں خدای معاذ اللہ کاذب بالفعل ہے تو دیوبندی وہابیوں کا جھوٹ بولنا، میلاد شریف و فاتحہ میں جھوٹ موٹ شریک ہونا ان کے مبعود کاذب کی سنت ہے۔ والعیاذ باللہ۔ جمانہ و قلعے۔

دیوبندیوں کے بندوں و وہابیوں کا اپنے کاذب بالفعل مبعود کی سنتِ نبویہ، کذب و تقیہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا صرف مرتد تھانوی ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اوپر سے نیچے تک بڑے، چھوٹے، جنگی پوٹے سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ علیہم اللعنتہ الابدیہ اپنے اسی سارق بالامکان، شارب الخمر بالامکان، ظالم بالامکان، جاہل بالامکان، ناقض بالامکان، ملوث بجمع العیوب و النقص بالامکان، کاذب بالفعل مبعود کی اسی سنتِ نبویہ پر سختی کے ساتھ جمے ہوئے ہیں۔ اسکی تفصیل کیلئے مرتد انبیٹھی کی ملعون کتاب المہند اور اس کے رد و البطلان میں فقیر سب بارگاہ رضوی غفرلہ کا جواب رسالہ قاہرہ "راد المہند علی النہیق الانہی المہند" ملاحظہ ہو۔ بہر حال سنی مسلمانوں پر حکم شریعتِ مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ فرض ہے کہ زید کی شرکت محفل میلاد شریف و قیام تعظیمی و فاتحہ خوانی کو محض تقیہ و مکرو فریب جائیں، اسکو اس کے عقائد کفریہ و طغیانیہ کی بنا پر کافر، مرتد، وہابی، دیوبند، بیدین مانیں۔ اس کے ساتھ اُسٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سلام و مصافحہ کرنے، اسکی بیماری میں اسکو دیکھنے کیلئے جانے، اس کے مرنے کے بعد اُسکے جیفے پر حاضر ہونے، اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، اسکی اقتدا میں نماز پڑھنے، اس کے مردار لاشے پر نماز ادا کرنے سے، غرض اسکی موت و زندگی میں اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنے سے قطعاً احتراز، حتماً اجتناب رکھیں جو شخص اس کے حالات مذکورہ کو جانتے ہوئے اس کی اقتدا میں نماز پڑھے اسکو بھی حکم شرعی کافر مرتد بے دین یقین کریں۔ ہاں جو وقت توفیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ و بابراد حبیبہ علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم دیوبندی دھرم سے تو بوجھ صحیحہ شریعہ کر لے۔ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی و اشرف علی تھانوی کو ان کے عقائد کفریہ مذکورہ

تخذیر الناس صفحہ ۳، ۴، ۱۲، ۲۸ و فولو فتاویٰ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ و حفظ الایمان صفحہ ۸ پر مطلع ہونے کے بعد اُن کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک رکھنے والے تمام وہابیہ دیوبندیہ و وہابیہ غیر مقلدین کو شریعتِ مطہرہ کے احکامِ مہدسہ کے مطابق کافر مرتد بے دین لکھکر اُس پر اپنے دستخط کر دے۔ اور پھر کسی مرتد کے از سر نو اسلام لانے پر جو احکامِ شرعیہ مستتر تب ہوتے ہیں اُن سب پر بھی عمل کر لے اس وقت اسکو مسلمان سمجھیں۔ اُن وہابیوں دیو کے بندوں کو خوب اچھی طرح پہچان لیں۔ کہ ۱۔ سب سے مُضر تر ہیں یہ وہابی سُنی بن کر رچھاتے یہ ہیں۔

قال الله تبارك وتعالى ولا تتركوا إلى الذين ظلموا فاستسكم النار وقال الله عز وجل وإنا لنسيتك الشيطان
فلا تفعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين ه وقال سبحانه وتعالى ومن يتولهم فهم منكم فانه منهم وقال جل وعلا
انكم اذا امثالهم وقال جل جلاله ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او لك يعرضون على ربهم ويقول
الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين ه وقال جل ذكره والذين يؤذون رسول
الله لهم عذاب اليم ه وقال عز شانه ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعلم
عذابا مهينا ه وقال جل جلالته قولوا امنا بالله وما آتانا من الله وما آتانا من الله وما آتانا من الله وما آتانا من الله
والاسباط وما آتانا من الله وما آتانا من الله وما آتانا من الله وما آتانا من الله وما آتانا من الله وما آتانا من الله
فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فاما ه في شقاق وقال عظمت كبرياؤه فتؤمنون ببعض
الكتب وتكفرون ببعض فما جزاء من يفعل ذلك منكم الا خزي في الحياة الدنيا ويوم القيمة يردون الى
اشد العذاب والعياذ بالله العزيز الوهاب والله ورسوله اعلم جل جلاله وصلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ، والابیہ و اہلہ و اخویہ و ابناءہ
و احبابہ ربہ العزیز القوی، محلہ بھورے خاں پبلی بھیت، چہار شنبہ ۲۶، شعبان معظم ۱۳۷۱ھ، ۲۱ مئی ۱۹۵۲ء

قَهْرٌ وَاجِبٌ دِيَانِ بَرِّهِمْ شَرِيبُ سَطْرِ الْبَنَانِ

۱۲ ————— ۲۶

مسئلہ : از مرغی علیہ پہلا مالا مکان ۲۴ متصل کرا فورڈ مارکیٹ نزد چراغ النور اسلامی ہوٹل پوسٹ نمبر ۳ شہر بمبئی۔ مسئلہ جناب مولینا حافظ سید محمد نور الحق قادری برکاتی زید محمد ہم۔

۱۲ سوال المسکرم ۱۳۴۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے ۱۳۴۲ھ میں ایک نئی حفظ الایمان چھپوائی ہے جس میں وہ عبارت جس پر علمائے حرمین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا تھا بدل ڈالی ہے۔ نئی اور پرانی دونوں حفظ الایمان علمائے کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ کیا اس ترمیم سے تھانوی کا کفر اٹھ گیا، کیا یہ ترمیم کفر سے رجوع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بنیوا تو خبروا۔

الجواب

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب بتایا اور یومنون بالغیب فرما کر مسلمانوں کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لانے والا بتا کر سراہا۔ مومن وہی ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لایا۔ اور کافر وہ ہے جس نے اس میں ذرا شک انکار کیا۔ فالحمد لله خالق البرایا والصلاة والسلام علی رسولہ قاسم العطایا شافع الخطایا دافع البلیا المطلع علی الغیوب والخبایا وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ واولیاء امتہ وعلما مملتہ وعلینا وعلی سائر اهل سنتہ امین۔

عزیزان ملت برادران اہل سنت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ عزوجل پھر اس کا حبیب اجل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاکل تمام دجالین کذابین کے مکر و فریب سے ہمیں اور تمہیں محفوظ رکھے۔ اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت پر قائم رکھے۔ آمین۔

وہابیہ بھی عجب خبیث فرقہ ہے۔ اللہ ورسول جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت سخت توہینیں کیں، مڑی مڑی گالیاں کہیں۔ کہیں خدائے قدوس جل جلالہ کی ردائے عظمت کو کذب کا ناپاک دھبہ لگایا۔

صاف اُس کے جھوٹے ہونے کا ملعون گیت گایا۔

(دیکھو مرتضیٰ حسن درجنگی کی اسکاٹ المعتدی مطبوعہ عمدة المطابع لکھنؤ ص ۳۱)

کہیں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس سے اپنے گرو گھنڈال ابلیس ملعون کا علم بڑھایا۔ شیطان کو خدا کی وسعت علم میں اس کا شریک بتایا۔

(دیکھو رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انہی کی براہین قاطعہ ص ۵۱)

کہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی ملکوں کا شاگرد بتایا۔

(دیکھو براہین گنگوہی و انہی ص ۲۶)

کہیں تمام انبیاء و اولیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم وبارک وسلم کو خدا کی شان کے آگے چارے زیادہ ذلیل ٹھہرایا۔

(دیکھو اسمعیل دہلوی امام الوہابیت کی تقویت الایمان ص ۱۲)

کہیں نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتایا۔

(دیکھو امام الوہابیت کی صراط مستقیم ص ۸۶)

ولا حول ولا قوة الا بالله

تھانوی جی نے محرم ۱۳۱۹ھ میں حفظ الایمان لکھی، جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ ناپاک گالی دی کہ اُس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

اُس کے بعد ۱۳۲۲ھ میں ان پر الہی تیغ ابدار، محمدی شمشیر خونخوار حسام الحرمین علیہ السلام الکفر والسمین نازل ہوئی جس نے لشمہ لگانہ رکھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ بے چارے تھانوی جی مدتوں بلکتے سسکتے رہے۔ ان کے اذناں اٹھ برس تک اوندھے پڑے رہے۔ آخر نویں برس سبے بل ہلا کر جڑ جڑا کر تھانوی جی کو دوسری کروٹ لٹایا اور ایک پونے دو ورق کی کتاب ”بسط البنان“ لکھوائی۔ جس میں اپنا کفر اٹھانے کے بدلے کھٹکھٹا اپنا کفر قبول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم غیب سے تشبیہ دینے کو اہل علم کی سنت مستمرہ لکھ مارا۔ جس پر محمدی فوج کا رسالہ ”وقعات النان“ حملہ آور ہوا اور اس دُکھیا ری خدا کی ماری بسط البنان کو روزند ڈالا، غضب الہی کے بھلے کو اُس کے حلق تک پہنچا دیا ”وقعات النان“ کے قاہر واروں سے بیچاری ”بسط البنان“ بھی پورے بارہ برس تک اوندھی پڑی سسکیاں لیتی رہی۔ اذناں و اتراب کو اس حالت زار پر بھی رحم نہ آیا اور کاہل بارہ برس کے

بعد پھر چاریاں لگا لگا کر تھانوی جی کو ابھارا جس کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے بڑھایا تھا وہ اُن کی پشت پر اپنے شاگردوں کی مدد کے لئے آگیا اور ایک نہایت ناپاک عیاری سکھائی جس کے متعلق سائل سلمہ نے سوال کیا ہے کہ تھانوی جی نے سُنّیوں کو دھوکے دینے کے لئے ۳۲۲ھ میں اپنی کتاب "حفظ الایمان" کی عبارت ہی بدل ڈالی جس سے یوں اندھیری ڈالنے کا موقع ہاتھ آئے کہ دیکھو ہم نے عبارت بدل دی، اس سے رجوع کر لیا اب کیوں ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ مگر

ہم نظر بازوں کو تھپ نہ سکا اے ظالم تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا
محض عبارت بدلنے پر تھانوی جی کی حکیم الامتی بچلی نہ بیٹھ سکی کہ اس سے تو اپنی عزت و آبرو کو بٹالے گا، حکیم الامتی کی آبرو گھٹے گی اس لئے اپنے اسی کفر ملعون پر قائم رہنے کے لئے ساتھ ہی کل ڈیڑھ ورق کی ایک ضخیم و مبسوط کتاب بھی ساتھ میں لگوائی۔ جس میں سوا ورق تو واقعہ تمہید یہ اور سوال میں ہے اور صرف بارہ سطر تھانوی جی کے جواب کی ہیں۔ اور نام اتنا چھوٹا سا کہ "تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان"

ضرورت ہے کہ اس جدیدہ کی نقاب کشائی کر دی جائے کہ مسلمان اپنی مسلمانی اُس کے حلقہ زور میں پھنسنے سے بچائیں۔ فاقول وبالله التوفیق۔

اولاً — تھانوی جی "تغییر العنوان" کے آغاز میں ایک خط اپنے مجاہدین کا نقل کرتے ہیں۔ جس کے بعض جملے یہ ہیں۔

"ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ مجدیہ کو علوم مجاہدین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سُور ادبی کا مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جاوے۔"

ہاں تھانوی جی

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ گئے بولے
دیکھئے آپ کے اذنا ب نے کیسا صاف قبول دیا۔ اور آپ ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کیلئے اسے شائع کیا کہ حفظ الایمان میں یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم سے تشبیہ دی ہے اور قطعاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ مگر اذنا ب نے آپ کی رعایت سے اُسے یوں ادا کیا،

"بادی النظر میں سخت سُور ادبی کا مشعر ہے" — آخر تھے تو آپ کے اذنا ب، کھلم کھلا

آپ کو کیسے کافر کہہ جاگتے۔ ایمان تو دل میں تھا ہی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم نہ نظر نہ تھی، بلکہ مقصود صرف سنیوں کے جانگزا حملوں سے اپنی جان بچانا، جس کا اقرار بھی آگے کر لیا۔ مگر اتنی بات کا اقرار تو ہو کہ تشبیہ ضرور معلوم ہوتی ہے۔

ثانیاً — آپ کے اذناں آگے بلک کر آپ کی خدمت میں یوں رونا روتے ہیں۔

”جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جوابدہی میں سخت دشواری

ہوتی ہے“

الحمد للہ! ۱۰

وہ رضا کے نیرے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے وہ دیکھتے تھا نوئی جی کینا کھلا اقرار ہے کہ سنیوں کے اعتراضات کا کوئی جواب اذناں کے پاس نہیں اور اہلسنت کے مقابلے میں ہر جگہ بغلیں جھانکنا پڑتی ہیں، عارف را اختیار کرتے ہیں، طرح طرح کی تاویلوں، قسم قسم کی مکاریوں سے حفظ الایمان کے کفر اٹھانا اُس کے گہرے گھاؤ میں تہی رکھوانا چاہتے ہیں۔ ”مگر سخت دشواری ہوتی ہے“ — اور کوئی بات بنائے نہیں بنتی، مجبوراً پیٹھ دکھانی پڑتی ہے کہتے تھا نوئی جی اس عبارت کا یہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ مگر ڈھٹائی یہ کہ — ”حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے“ — تھا نوئی جی ذرا اذناں سے پوچھئے کہ جب تمہارے دھرم میں حفظ الایمان کی عبارت حق ہے تو اسکی حمایت میں کیوں دشواری ہوتی ہے، حق و باطل کے مقابلے میں ہمیشہ حق کو فتح ہوتی ہے اس کے لئے یہ رونا کیوں کہ — ”عبارت سے رجوع کر لیا جاوے“ — کیا اذناں آپ کو حق سے باطل کی طرف بلارہے ہیں کیا حق سے بھی رجوع کی جاتی ہے؟ مگر نہیں یقیناً جانتے ہیں کہ حفظ الایمان میں ضرور کفر اور توہین شان رسالت ہے۔ قطعاً جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کا کفر اٹھانا ممکن نہیں مگر غر سے آیا ہے معتبر نہائی — ”پر مغان میکدہ دیوبندیت تھا نوئی جی کی عبارت کو کفر کس طرح کہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔“

ثالثاً — اذناں کہتے ہیں۔

”وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں جسکی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا

بجائے یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو“

تھا نوئی جی! افسوس آپ کے ایک مرید نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ بھی

پڑھا، جاگتے میں ہوش کے ساتھ اللہ صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی بھی دن بھر

جیتا رہا آپ نے اس کے اس فعل کو تسلی بخش بھی بتایا اور یوں جواب لکھا۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعینہ تعالیٰ تتبع سنت ہے۔

(دیکھو رسالہ الامداد، تھانہ بھون صفحہ ۳۳۶ ص ۳۵)

مگر ابھی رسول بننے والے تھا نوحی کی نبوت و رسالت اُس کے اذنا ب و اتراب کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوئی یا مسلمانوں کے دُرسے اُسے چھپاتے ہیں ورنہ اس عبارت کا کیا موقع تھا کہ ”آسمانی اور الہامی عبارت نہیں“۔ رسول تھا نوحی کی عبارت اور آسمانی والہامی عبارت نہ ہو، اذنا ب کو تو صاف یہ کہنا تھا کہ وہ عبارت جو حفظ الایمان میں ہے ضرور الہامی عبارت ہے (اگر یہ مسلمان اُسے الہام شیطانی کہیں گے کہ یُوْحٰی بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا) مگر الہامی اور آسمانی عبارت میں ناسخ منسوخ ہوتا ہے بہتر ہے کہ رسول تھا نوحی اپنے ملہم سے عرض کر کے اس عبارت شیطانی کو منسوخ کر دیں کہ اذنا ب کے پیچھے مسلمانوں کے اعتراضات قاہرہ سے چھوٹ جائیں۔

رابعاً — اذنا ب کہتے ہیں۔

”یہ سب جانتے ہیں کہ جناب والا (یعنی تھا نوحی جی) کسی دباؤ سے متاثر ہونے والے نہیں ہیں اور نہ کسی سے طمع جاہ و مال جناب کو مطلوب ہے۔“

جی ہاں صحیح ہے، تھا نوحی جی کو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی دُرس نہیں، عزت الہیہ و عظمت نبویہ کے دباؤ سے بھی متاثر ہونے والے نہیں ورنہ ہرگز اللہ عز و جل کے محب و محبوب طالب مطلوب خلیفہ اعظم منظر اتم حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی مڑی کالی نہ سناتے، سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم کی طرح نہ بتاتے۔

خامساً — اذنا ب کہتے ہیں۔

”بجز اس کے کہ عام طور پر جناب والا (یعنی تھا نوحی جی) کی کمال بے نفسی کا اعتراف ہو اور حکیم الامتہ کی شان سے جو توقع تھی وہ پوری ہو سکے گی۔“

دیکھئے کیسی اندر کی کھول کر رکھ دی کہ عبارت صرف اس لئے بد لوائی منظور ہے کہ اہلسنت کی ضربات قاہرہ سے کھوپڑی شریف نجات پائے اور حکیم الامتہ کا بھرم رہ جائے۔ بھونے نادان مسلمانوں کو دھوکے دینے کا موقع ہاتھ آئے کہ دیکھو تھا نوحی جی کیسے بے نفس ہیں۔ لوگوں نے اُن کی عبارت پر اعتراض کیا تو انھوں نے وہ عبارت بدل ڈالی۔ دیکھو یہ ہے حکیم الامتہ کی شان، حکیم الامتہ ایسے ہوتے ہیں۔

مگر تھا نوحی جی کو ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان عیار یوں مکار یوں سے کام نہیں چلتا۔ آپ نے اللہ

عزوجل کے پیارے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہے، جب تک آپ سچی توبہ نہ کریں گے ہرگز کھڑکی پھانسی سے آپ کا گلا نہیں چھوٹ سکتا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گزری بڑھاپا آیا، بڑھاپے کے بعد نہیں ہے مگر موت۔ بہت دنوں حکیم الامتی کے مزے اڑا چکے، اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو پیک اجل کے پیام موت کا انتظار کر رہے ہو، لہذا جلد سچی توبہ کر کے شائع کرو کہ اپنا خاتمہ بھی درست ہو اور آپ کے اذنب میں بھی توفیق الہی جسکی مساعادت فرمائے وہ بھی توبہ کی توفیق پائے اور مسلمانوں کو روز کی جنگوں سے نجات ہو۔ توبہ کرنا عیب نہیں، کھڑو براڑا ہر سب سے بڑا عیب ہے، کہنا ہمارا فرض ہے آگے آپ جانیں آپ کا کام۔

سادساً — آگے تھانوی جی لکھتے ہیں۔

”اور اس مشورہ کے ساتھ ہی یہ سوال بھی تھے کہ ۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ زید و عمرو وغیرہ کے مماثل ہیں یا نہیں اور ۲۔ جو شخص اس مماثلت کا قائل ہو اس کا کیا حکم ہے ۳۔ اور علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں یا نہیں۔“

یہ وہی اعتراضات قاہرہ ہیں جو برسوں سے تھانوی جی پر سوار ہیں جن سے تھانوی جی کافر و ارتداد آفتاب سے زائد روشن ہے۔ لہذا تھانوی جی انھیں الجواب دیکھ کر یوں ڈکار گئے۔

”کہ چونکہ یہ مشورہ اور سوال سب بنی تھادالات علی المماثلت پر اور وہ خود منفی ہے اس لئے اس خط کے جواب میں مشورہ نیک شکر گزاری کے ساتھ اس دلالت کی تقریر دریافت کی گئی ہے کہ اس کے بعد جواب کا استحقاق ہو سکتا ہے۔“

ہاں تھانوی جی! آخر تھا تو وہ آپ کے اذنب ہی میں سے، نہ ہوا کوئی سنی مسلمان جو فوراً آپ کے منہ میں پتھر دے دیتا کہ بارہ برس ہو چکے ”وقعات السنان“ آپ پر نازل ہو چکا ہے، آپ کو رہبری شدہ جاچکا ہے جس میں آپ کا کفر آپ کو اچھی طرح کھول کر دکھایا جا چکا ہے، سب کو بھلا کر پھر دلالت کی تقریر پوچھنے بیٹھتے ہیں ایسی کھلی گالی کو بھی پوچھ رہے ہیں کہ اس میں تو ہمیں کس طرح ہوتی، یہ بھولا پن ہے یا شدہ عیاری۔

سابعاً — تھانوی جی نے حیدرآبادی اذنب کو تو یوں ہی خشک ٹال دیا مگر پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے کہ اب حکیم الامتی کی خیر نہیں۔ طائفہ دیوبند یہ وہابی کی امامت کی پرکڑی ہو گئی ہے جی سے ورنہ میں پائی ہے سربازار اچھلتی نظر آئے گی۔ اذنب کو بھی حفظ الایمان میں کفر کا احساس ہونے لگا ہے اور مسلمانوں نے ہر جگہ ان کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سب پریشان ہو کر دام تزیور سے نکل جائیں اور اپنے

حلوے مانڈے میں خلل آئے۔ مجبوراً ایک خانگی سوال گڑھا جس کا اقرار خود کیا جاتا ہے۔
 ”اس خط کو دیکھ کر چونکہ مشورہ نیک تھا گو بناضعیف تھی یہاں بعض دینی خیر خواہوں
 اور اسلامی مصلحت اندیشوں نے سوال کو بدل کر پیش کیا چونکہ اس میں جو بنا بیان
 کی گئی تھی واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا۔“
 تاہم اُ — اب وہ تھالوی خانگی سوال ملاحظہ ہو۔

”حفظ الایمان کے سوال سوم کے جواب میں ایک شق میں یہ عبارت ہے آپ کی ذات مقدسہ
 پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے
 مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص
 ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و جنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے
 کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے
 کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے اگرچہ اس عبارت پر بعض حضرات شبہ کرتے ہیں کہ اس
 میں نعوذ باللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو مماثل اور مشابہ ٹھہرا دیا علوم
 مجاہدین و بہائم کے اور یہ استخفاف ہے اور استخفاف کفر ہے اور اس شبہ کا جو جواب
 رسالہ بسط البنان میں لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی و دافی جامع مانع اور اس شبہ کا بالکل
 قانع ہے۔“

جی ہاں تھالوی جی، جو کچھ ریز آپ نے بسط البنان میں کی تھی اس کا قاتل ہر رد حضرت فاضل ابن الفاضل
 ابن الفاضل ابن الفاضل گل گلزار سنیت برقی قہر الہی بر خرمین و ہابیت و دیوبندیت شاہزادہ اصغر حضور
 پر نور امام اہلسنت مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں قبلہ ندظلہم العالی
 نے جی بھی رسالہ مبارکہ ”وقعات السنان“ و رسالہ مبارکہ ”ادخال السنان“ میں تحریر فرمادیا تھا۔ اور اس بیچاری دکھیاری
 ”بسط البنان“ کی ننھی سی جان پر دو سو بانو سے قاہر ضربیں نازل فرمائیں، جنکے صدر سے اب تک وہ بیچاری
 اونڈھی پڑی ملک عدم کے خواب دیکھ رہی ہے۔ وہ تمام مطالبات قاہرہ یکسر ہضم کر جانا اور پھر ویسی ہی
 آنکھیں دکھا کر بسط البنان کا نام لینا کیسی حیا داری ہے۔

تاسعاً — ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا جلوہ، سینہ میں دل و دِل
 میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عظیم کا ادنیٰ پر تو ہے صاف دیکھ رہا ہے کہ تھالوی نے
 اس عبارت حفظ الایمان میں علم غیب کی دو قسمیں کیں ایک کل علم غیب جس سے کوئی فرد بھی خارج نہ رہے اور دوسری

بعض علم غیب اگرچہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو کل علم غیب کا تو کھلم کھلا انکار کر دیا۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علم غیب اسی کو منہ بھر کر کہہ دیا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے" — تو کیسا صاف صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر نبی، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چارپاؤں کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس ملعون عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو کیسی ناپاک گالی دی گئی ہے، پھر بھی مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ کرنا اور "بسط البنان" پر حوالہ کر کے انکار کرنا کیسی بے ایمانی ہے۔

عاشرا — تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"معتبر ضیق کے شبہ کا منشا دو امر کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت "ایسا علم" میں ایسا کو تشبیہ کیلئے سمجھ گئے اور علم سے مراد علم نبوی سمجھ گئے حالانکہ یہ منشا ہی غلط ہے۔"

تھانوی جی! اس کا مفصل قاہر و دندان شکن رد تو رسالہ مبارکہ وقعات السنان میں آپ ملاحظہ فرما چکے اس کا سوال ہفتم اگر آپ بھول گئے ہیں تو اسی کو الفاظ بدل کر پیش کرتا ہوں۔ سُنئے آپ نے اپنی رُسُلِیا حفظ الایمان میں علم غیب کی دو قسمیں علم کل و علم بعض کر کے علم کل غیب کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں فرمائیے مانا اور صراحتاً مانا تو آپ کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب صاف صاف قسم دوم کا ہوا یا نہیں کہنے ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم یعنی بعض علوم غیبیہ پر کہتے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر نبی، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چارپاؤں کے لئے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پھر بھار بے گنجائش انکار آپ نے کیا یا نہیں کہ منیبات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کیلئے حاصل ہے کیا اس میں آپ نے صراحتاً حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں۔ بولئے دی اور ضروری باوجود اس واضح تر ایضاح کر کے آپ کو اور آپ کے اذنا ب کو ٹھیک دوپہر میں آفتاب نہیں سو جھتا اور بھی گیت گارہے ہیں کہ "یہ منشا ہی غلط ہے" — کیسی ڈھٹائی ہے۔

حادی عشر — (۱) تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"لفظ "ایسا" بقرہ نہ مقام مطلق بیان کیلئے بھی آتا ہے جیسے بلغائے اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں تھانوی جی! یہ بھی کوئی نئی نہیں بلکہ وہی پرانی پیش کی ہے جس کے پرچے وقعات السنان نے اڑا

دیئے مگر مشکل یہ ہے کہ آپ اور آپ کے اذناب سب کچھ دیکھ کر آنکھیں میچ لیتے ہیں۔ اچھا سنئے آپ کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض۔ اول کو تو آپ ہی حفظ الایمان میں باطل بتا آئے ہیں اور بعض علوم غیبیہ کی بنا پر بچوں یا گلوں جانوروں کو بھڑاتے ہیں تو ضرور آپ حضور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ایسا ہی مانتے ہیں جسے کہہ رہے ہیں کہ ایسا تو ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔ پھر کہ ہر بھانگتے ہیں کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کیلئے ہے۔

(۲) تھانوی جی بھلا حکیم الامتہ کہلا کر اردو ادب کے مسائل سے بھی کیا آپ جاہل ہوں گے۔ ضرور ہے کہ دانستہ سب کچھ دیکھ بھال کر مسلمانوں پر اندھیری ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہاں تھانوی جی ہم سے سنئے ایسا کا لفظ مطلق بیان کے لئے وہاں آتا ہے جہاں تشبیہ مذکور نہ ہو نہ صراحتہ نہ حکماً اور جہاں مشبہ و مشبہ بہ دونوں موجود ہوں وہاں قطعاً یقیناً ایسا کا لفظ تشبیہ ہی کیلئے آتا ہے۔ اس جملے میں کہ "اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے" ضروریہ مطلق بیان ہی کے لئے ہے مگر کیوں اس لئے کہ مشبہ بہ موجود نہیں اور اگر مشبہ بہ بھی بڑھا کر کوئی وہابی یوں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ جیسے حیوانات وہائم تو ضرور یہاں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے مطلق بیان کیلئے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آپ کی عبارت میں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوں بلکہ جمیع حیوانات وہائم کیلئے بھی حاصل ہے، مشبہ و مشبہ بہ دونوں موجود ہیں اور یہاں لفظ "ایسا" یقیناً تشبیہ کیلئے ہے، مطلق بیان کیلئے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (۳) بلکہ اگر لفظ "ایسا" بیان کیلئے لیا جائے تو تھانوی جی کا اثبت کفر اشد ارتداد اور زیادہ واضح ہے۔ جس وقت لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ بیان کیلئے ہوتا ہے تو اس قدر اور اتنا کے معنی میں آتا ہے چنانچہ خود تھانوی جی نے حفظ الایمان کی مرہم پٹی کرنے کیلئے جو تحریر رد بھنگی جی کے نام سے بنام توضیح البیان فی حفظ الایمان "تشریح کردائی اس میں بھی اس کا اقرار موجود ہے۔ فرماتے ہیں

"عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی استقدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی، تو حاصل یہ ہوا کہ جس قدر اور جتنے علم کو علت اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوں بلکہ جمیع حیوانات وہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

دیکھئے کیسا صاف کہہ دیا کہ تھانوی عبارت میں لفظ ایسا کے معنی استقدر اور اتنا ہے، تو اب تھانوی عبارت کا مطلب خود انھیں کے اقرار سے یہ ہوا کہ۔

"اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے استقدر اور اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوں بلکہ جمیع حیوانات وہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

کیوں تھا نوی صبا اور کیا کفر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ جس قدر آپ کفر سے بھاگتے ہیں اسی قدر وہ آپ کے پیچھے لگتا ہے۔ کوئی پہلو بادل کوئی کروٹ کو کسی گلی میں چھپو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو گالی دے چکے وہ رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ گویا کفر بھی وہاں بیت دیوبندیت کا اٹھتا ہوا جو بن ہے کہ بیچاری لاکھ تاویل کی انگلیاں دبتے، تبدیل و تغیر کے دوپٹے سے اُسے چھپائے مگر وہ کسی طرح نہیں چھپتا۔

(۲) تھا نوی کے اذناں میں در بھنگی کی طرح ایک اور صاحب اہودھیہ باشی بھی ہیں جنکی حیا و تہذیب حد سے گزر چکی ہے انھوں نے بھی ایک ناپاک کتاب الشہاب الثاقب لکھی ہے۔ جس کے ہر ہر صفحہ میں بیسیوں گالیاں دے کر تمام اہلسنت کا دل دکھایا ہے۔ غفریب خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا تو اُس کا ردِ بالغ بھی کر دیا جائیگا، اسوقت اتنا ہی کرتا ہوں جس سے سارے دیوبندیہ چیخ پرٹیں گے کہ اسی عبارت تھا نوی کی پیوند کاری میں اُس نے صفحہ ایک سو گیارہ صفحہ ایک سو چھتیس تک سولہ صفحے اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں۔ اسی میں صفحہ ایک سو تترہ پر لکھا ہے۔

”جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (تھا نوی) عبارت (مفظہ الایمان) میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اسوقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض نہایت نہیں تو اور کیا ہے۔“

مسلمانو! ذرا انصاف فرمائیے۔ در بھنگی جی تو کہتے ہیں کہ عبارت تھا نوی میں لفظ ایسا اتنا کے معنی میں ہے لہذا کفر نہیں۔ اور اہودھیہ باشی جی بولتے ہیں کہ چونکہ لفظ ایسا اتنا کے معنی میں نہیں ہے اس لئے کفر نہیں، تو معلوم ہوا کہ جو معنی در بھنگی نے بیان کئے وہ اہودھیہ باشی کے نزدیک کفر ہیں۔ اور جو معنی اہودھیہ باشی نے بیان کئے وہ در بھنگی کے نزدیک کفر ہیں۔ غرض تھا نوی کے کفر پر در بھنگی و اہودھیہ باشی کا اجماع مؤکف ہو گیا۔

وللہ الحمد! تھا نوی جی دیکھو کہ تمہارے کفر کو اسلام بنانے میں تم اور تمہارے اذناں جس قدر کوششیں کرتے ہیں سب بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ تو بہ کر کے کلمہ پڑھ کے نئے سرے سے مسلمان بنو، تو فنیق اللہ عز و جل کے ہاتھ ہے۔

نظر انصاف در کار ہے، آپ تو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جو گالی دے چکے اُسے اور کفر کو نہ چھپا سکیں، پھر مسلمان جو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں سرشار

ہیں اور اسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی دینے والے کو کافر مرتد کہتے ہیں وہ فتوے کفر کیونکر چھپالیں، آپ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ نہ کریں پھر مسلمان کیوں کر آپ کی شکیم الامتی کا لحاظ کریں۔

ہزاروں خواہشیں دلیں چھپائے کس طرح کوئی مری جاں تم سے اک جو بن کا پردہ ہو نہیں سکتا
خیا بولی جو کھل کھیلادہ گدرا یا ہوا جو بن انھیں اب تم چھپاؤ ہم سے پردہ ہو نہیں سکتا
دو شریروں کو وہ قابو میں کرینگے کیونکہ نیر سے ایک دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہیں
لاکھ تم باندھ کے رکھو مگر اٹھتا جو بن کھل ہی کھیلے گا کہ چھپنا اسے آتا ہی نہیں
کیوں تھا نوی جی، اب بھی یہی رٹ لگائے جانا کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں، کیسی شوخ چشتی ہے۔

ثانی عشر — تھا نوی خانگی سوال میں ہے۔

”اسی طرح علم سے مراد علم نبوی نہیں بلکہ مطلق بعض علوم غیبیہ مراد ہیں جو اس شق کے شروع ہی میں لفظ ”اگر“ کے بعد مذکور ہے۔“

تھا نوی جی یہ بھی وہی آپ کی پرانی ہے جو آپ بسط البنان میں پیش فرما چکے اور وقت انسان میں اس کا زندان شکن رد پایا چکے۔ سنیے لفظ ایسا سے مطلق بعض علوم غیبیہ اسی وقت مراد ہو سکتے ہیں جب مشبہ بہ مطلق بعض علوم غیبیہ کو قرار دیا جائے۔ جیسا کہ آپ نے بسط البنان میں فرمایا مگر جواب سے آنکھیں بند کر لیں۔ سنیے تھا نوی جی آپ نے حفظ الایمان میں زید و عمرو کے علم غیب کو مطلق بعض علوم غیبیہ سے تشبیہ دی ہے۔ اے سخن اللہ آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہتے ”تھا نوی جی تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی“۔ کیوں تھا نوی کوئی عقلمند ایسا کہہ سکتا ہے، بلکہ یقیناً ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی اور وہ مطلق وجہ شبہ ہے دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی۔ رد کو سارے کا سارا مضمون کر جانا اور وہی مردود آگے لانا کیسی منہ زوری ہے۔

ثالث عشر — تھا نوی خانگی سوال میں ہے۔

مطلب واضح ہو گیا کہ اگر مطلق بعض علوم کا حصول علت ہوا اطلاق عالم الغیب کے صحیح

ہونے کی، تو جب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات میں بھی تو لازم آتا ہے کہ دوسرے
مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں اور لازم باطل ہے پس ملزم بھی باطل ہے۔“
تھانوی جی یہ بھی وہی آپ کی پرانی ہے جس کے پرچے وقعات السنن میں اڑ چکے۔
بھول گئے ہوں تو پھر ذکر کئے دیتا ہوں۔ آپ کی حفظ الایمان میں ہر پاگل جب انور کے
علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و منشبہ بہ تھے اور مطلق بعض علوم غیبیہ
وجہ شبہ اور اطلاق عالم الغیب صحیح ہونے کے لئے علت ہونا، اس پر متفرع کہ اپنے یہ تشبیہ دیکر
اس پر تفریع کی تھی کہ تو چاہئے کہ سب کو علم الغیب کہا جاوے۔“ آپ بسط البنان میں او
اذناب اس خانگی سوال میں اس تفریع ہی کو وجہ شبہ کئے دیتے ہیں رد کو پیٹھ دینا اور وہی مردود گانا
کیسی بے شرمی ہے۔

رابع عشر۔ اب بھی تو اذناب وہی کفر کا رہے ہیں جو آپ نے بسط البنان میں گایا
اور وقعات السنن کے حاشیہ نے اس پر قہر الہی نازل فرمایا۔ اسی عبارت خانگی سوال میں ہے۔
”تو جب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات (یعنی پاگلوں جانوروں) میں بھی تو لازم آتا
کہ دوسرے مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں۔“

خانگی سوال کے پردہ میں چھپنے والی ان نازنین صورتوں بھولی صورتوں سے پوچھیے کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب کریم جل جلالہ نے جو علوم غیبیہ کثیرہ عظیمہ فخمہ عطا فرمائے جن
کے برابر کسی دوسرے نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ بخشے۔ اگر ان کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز ہو جائے تو اس سے یہ کیوں کر لازم آیا کہ تمہارے دھرم میں پاگلوں،
جانوروں کو جو ایک آدھ بات غیب کی معلوم ہے اس کی وجہ سے پاگلوں جانوروں کو عالم الغیب کہنا بھی
صحیح ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کثیرہ کے صحت اطلاق عالم الغیب کی علت ہونے
سے پاگلوں جانوروں کے بعض علوم کا صحت اطلاق عالم الغیب کی علت بن جانا کیونکر ثابت ہو۔ اگر کہیں
اس لئے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں تو کھلا مضادہ علی المطلب ہے اشتراک فی العللیۃ کی وجہ
اشتراک فی العلنیۃ ہی تو تمہارا دعویٰ ہے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں، اب اسی کو دلیل کیسے بنا
لیتے ہو۔ لا جرم کہنا پڑے گا، اس لئے کہ علم اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر پاگل چوپا
کا علم دونوں ایک سے ہیں۔ تو جیسے وہ علت ہو گیا یہ بھی ہو جائیگا۔ اب کھل گیا کہ بے ادب خود علم اقدس
کو ان ذیلیوں کا سا علم مانتے اور علیت اطلاق کو اس پر متفرع جانتے ہیں۔ کیوں تھانوی جی ایسے قاہر رد سے

آنکھیں میچ لینا اور اپنی وہی پُرانی جس کے پرچے اڑ چکے سٹیوں کو دھوکے دینے کیلئے آگے کر دینا کیسی مکاری ہے۔

خامس عشر — تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

”یہاں اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں اس کا انکار کون کرتا ہے نہ اس عبارت میں انکار ہے لغو بذاتہ“

تھانوی جی بھلا اس جھوٹ کی کوئی حد ہے۔ حفظ الایمان آپ کی چھپی ہوئی نہیں چھپی ہوئی لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، ہر موافق و مخالف دیکھ رہا ہے کہ اس میں صاف یہ عبارت موجود ہے۔

”پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب

کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔“

زید التزام کرے یا نہ کرے مگر آپ تھانوی نے تو منہ بھر کہہ دیا کہ — ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔“ اور اس کے بعد ہی کہا — ”جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔“ تو آپ صاف و اشکاف علوم غیبیہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ کے کمالات نبوت میں سے ہونے کے منکر ہوئے یا نہیں؟ بلکہ ہوتے ہوئے اور ضرور ہوئے پھر توبہ تلافی توبہ و ایلا مچانا کیسا سپید جھوٹ ہے۔

سادس عشر — تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

”چنانچہ خود رسالہ حفظ الایمان ہی میں اس کی تصریح ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے جس سے بسط البنان میں تعرض کیا گیا ہے غرض ان تصریحات و تحقیقات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہی نہ کسی خلاف مقصود یا لغو بذاتہ سور ادب کا اصلاً ایہام رہا۔“

تھانوی جی یہ بھی آپ کی پُرانی ہے جسے وقعات السنن کے قاہر واروں نے دار البوار میں پہنچا دیا۔ مگر آپ تو بھولتے بہت ہیں۔ مفسرے اس عبارت خانگی کا مطلب یہ ہوا کہ جب ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم لازمہ نبوت کا اقرار کر لیا تو اب تو ہمیں نہیں ہو سکتی۔ کیوں تھانوی جی کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بری تشبیہیں دینی اسی وقت کفر ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ حضور کی

کوئی خوبی نہ بیان کی جائے۔ اور اگر اُن کے ساتھ ایک آدھ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جیسی ذلیل سی چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحت نہیں۔ ہاں قباحت تو جب سوچھے کہ دل میں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ہو، ایمان ہو، محبت ہو۔ یہ ردِ وقعات السنان میں دیکھ کر پھر وہی مرد و درٹ لگا نارو کے قریب نہ آیا کیسی عیاری ہے۔

سابع عشر — ہاں تھانوی جی اسی عبارت پر "وقعات السنان" نے آپ کو تین فوٹو دکھائے تھے۔ شاید آپ نے آنکھیں بند کر لی ہوں، اس لئے میں پھر اُن تین میں سے دو دکھاتا ہوں اور تیسرا پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا۔ ہاں تھانوی جی ناراض ہونے کی بات نہیں جو بات اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں منہ کھول کر بک چکے اپنوں کو بھی کہو گے یا وہاں غیظ و غضب سے بھڑکتی آگ میں رہو گے۔ آپ کے اذناں و اتراب نے ایک شیطنیت یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے جیسی ناپاک سی ناپاک بات چاہیں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں منہ بھر کر بک جائیں وہ سب شیر مادر اور حکیم الامتی کا جوہر، اس پر مسلمان جوان و شناسیوں پر حکم شرع لگائیں یا آفتا پر اُن کا تھوکا ہوا اُن کے منہ پر پلٹیں تو بے تہذیب ہیں، بازاری گفتگو کرتے ہیں، گالیاں بکتے ہیں، قابلِ خطاب نہیں، لائقِ کلام اہلِ حجاب نہیں۔ اس دھڑائی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے یہ کہ تمہاری جھوٹی عزتِ ساختہ وقعت، اُن کی لگا ہوں میں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت سے بدرجہا زائد ہے۔ جب تو تم اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جیسی چاہو گالیاں دو، آنکھوں سے کلچے ٹھنڈک۔ اور مسلمان آئینہ میں تمہاری ناپاک صورت دکھائیں تو بے تہذیب ہیں، فحش کلام ہیں، اللعنة الله على الظالمين۔

خیر اس کا فیصلہ تو روزِ قیامت ہو گا۔ اور جو اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گالیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا بے تہذیبی بتاتے ہیں ان سب سے بھی سوال ہو گا۔ وقفوہم انہم مسئلون ۵ انھیں پھر اُن سے سوال ہونا ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری نگاہ میں ایسے ملکہ تھے اور اُن کے یہ بدگواتے بھاری تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو کوئی آدھی بات کہے تو تہذیبِ انسانیت سب بالائے طاق رکھتے، ایک کی دس کہہ کر بھی پیچھا نہ چھوڑتے اور اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بننے و سنیعہ الذین ظلموا ائی منقلب ۵ یتقلبون ۵ خیر یہ تو روزِ قیامت کا قصہ ہے اللہ یتکلم بکینا و هو خیر الحکیمین ۵ اس وقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے، سیدھی طرح انسان بن کر سنیے اور ہو سکے تو جواب دیجئے۔ ورنہ تو فسق ملے تو

کلمہ اسلام پڑھ کر تو یہ کہجے، ہاں تھا تو ہی جی آپ نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو وہ کچھ کہا کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر جانور کو ہے۔ اور اُس پر جو خبر مسلمانوں نے آپ کی تو لبسط البنان اور تغیر العنوان میں ان جیلوں حوالوں کی سوجھی اور صاف ٹھہرا لیا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایسا منہ کھول دینے میں کچھ قبات نہیں۔ اب سوال ہے کہ اگر سعید و حمید وغیرہما کہیں کہ جیسا علم گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو ہوتا ہے، جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم ہر اُکو کو ہوتا ہے، جیسا جناب تھا تو ہی صاحب کو ہے ایسا علم تو ہر گدھے کو ہوتا ہے جیسا امام الوہاب یہ جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سوُر کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت جیسی تھی ایسی صورت کتے کی بھی ہے، جناب نانوتوی صاحب کی شکل جیسی تھی ایسی شکل اُکو کی بھی ہے، جناب تھا تو ہی کا چہرہ جیسا ہے ایسا گدھے کا بھی ہے۔ جناب امام الوہاب یہ دہلوی صاحب کا منہ جیسا تھا ایسا سوُر کا بھی ہے۔ اور وجہ شبہ یہ بتائے کہ گنگوہی و نانوتوی و تھا تو ہی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم ہے اور کتے اُلو گدھے سوُر کو بھی بعض ہے۔ اگرچہ جنابان مذکورین کو جتنا علم آجکل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے وہ انھیں حاصل ہے جنابان مذکورین کا منہ چہرہ شکل صورت بھی مخلوق ہے حادث ہے فانی ہے اور کتے اُلو گدھے سوُر کے منہ بھی مخلوق و حادث و فانی۔ اگرچہ انسان کہلانے کیلئے جو نقشہ لازم و ضروری ہے

جنابان مذکورین کو۔ تمامہا حاصل ہے تو کیا ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے، کیا اُسے اُن جنابوں کی تو ہمیں نہ کہیں گے۔ کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لکھ کر چھاپ دیا اور اب اس پر اڑے ہو، بھوٹے بھانوں سے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ یونہی لکھ کر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگوہی و نانوتوی و اسماعیل دہلوی اور خود اپنی نسبت چھاپ دو گے جو بھوٹے عند محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کالی دیکر "تغیر العنوان" و "لبسط البنان" میں گرٹھے کیا یہاں جاری نہیں؟ سب بعینہا جاری ہیں۔ اگر آپ یا آپ کے اذنا ب سعید و حمید پر بے تہذیبی و دشنام دہی کا الزام لگائیں تو سعید و حمید کہہ سکتے ہیں کہ۔

"تھا تو ہی جی کے اذنا بے شبہ کا منشا کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت ایسا علم اور ایسا علم و چہرہ و شکل و صورت میں ایسا کو تشبیہ کے لئے سمجھ گئے اور علم و صورت و شکل و چہرہ و رخ سے مراد گنگوہی و نانوتوی و تھا تو ہی دہلوی کا علم و رخ و صورت و شکل و چہرہ سمجھ گئے حالانکہ یہ منشا ہی غلط ہے لفظ ایسا بقرینہ مقام مطلق بیان کے لئے بھی آتا ہے جیسا بلعائے اہل لسان اپنے حوالہ

فصیحہ میں لوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے، ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں، اسی طرح علم اور رخ و چہرہ و صورت و شکل سے مراد گنگوہی نالوتوی تھا لوتوی دہلوی کا علم و رخ و چہرہ صورت و شکل نہیں۔

کیوں تھا لوتوی جی! کیا بعینہ وہی آپ کے خانگی سوال والی تقریر نہیں؟ کہتے ہیں اور ضرور ہے تو کیا وجہ کہ آپ یہ تقریر اپنے بڑوں کے حق میں مقبول نہ رکھیں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گڑھیں۔ بلکہ آپ کو تو سعید و حمید کی تقریر سننے کی بھی حاجت نہ چاہئے۔ آپ خود اس تقریر کے بانی و ہادی ہیں وہ کہتے جائیں کہ گنگوہی صاحب سوئے کی طرح ہیں، نالوتوی صاحب اُلُو کے مثل تھے، اسمعیل دہلوی صاحب کُتے کی مانند تھے، تھا لوتوی جی گڑھے کے مشابہ ہیں اور آپ شاباش دیتے اور اُمنّا صندقتا کہتے جائیں۔ بلکہ حمید و سعید کے کہنے پر کیوں رکھتے خود ہی وہ لائق اور بلند خطابات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھ کر چھاپتے اور ہزار پانچوٹے ہمیں بھی بھیجے کہ آپ کی حفظ الایمان کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا عذر مسلمانوں کو سنائیں کہ بھائیو! جناب تھا لوتوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص عداوت نہیں، اُن کی بولی ہی یہ ہے۔ وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں، کیوں تھا لوتوی جی! ہے صلاح کیسی کہی ہاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کو منہ بھر کہا اور چھاپ دیا، اپنے بڑوں کی طرف ایسا خیال کرتے کیسے چار چار ہاتھ لکھ لے گا۔ یہ ہے تمہارا اسلام یہ ہے تمہارا ایمان یہ ہے تمہارا دین یہ ہے تمہارا دھرم۔ اللعنة الله على الظلمین۔

مسلمانو! حق واضح ہونے کا اس سے زیادہ اور بھی کوئی ذریعہ ہے کیوں تھا لوتوی جی کیا یہ جب انگریز اسواں "وقعات السنان" نے آپ پر نازل نہ فرمایا تھا جس سے آپ کو بھی دن میں تارے نظر آنے لگے ہوں گے، باوجود اس کے وہی مرغی کی ایک ٹانگ! کیسی شدید ہٹ دھرمی ہے۔

ثامن عشر — تھا لوتوی خانگی سوال میں ہے۔

"پس اس کی بنیاد واقعی ترمیم عبارت کی مطلق ضرورت نہیں۔ لیکن اسلامی دنیا میں چونکہ ہر فہم کے لوگ ہیں یا کم از کم قصداً شبہ ڈالنے والے بھی ہو جو وہ ہیں جو شبہ ڈالنے میں کچھ مصالح سمجھتے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ مصالح دینیہ ہوں جیسا ان کا دعویٰ ہے یا دنیویہ ہوں جیسا واقعہ ہے اس لئے کم فہموں کی رعایت سے تاکہ نہ اُن کو خود شبہ ہو نہ دوسرا شبہ ڈال سکے اگر اس عبارت میں ایسے طور سے ترمیم کر دی جاوے جس میں معنوں محفوظ رہے اور عنوان بدل جاوے تو امید ہے موجب اجر ہو گا گو یہ ترمیم درجہ ضرورت میں نہ ہوگی صرف درجہ استحسان ہی میں ہوگی۔ آئندہ حورائے ہونفقط"

کیوں تھا نوی جی! صراحتہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں، پاگلوں جانوروں کے علم سے ملائیے اور اس سے توبہ درکنار صرف عبارت بدلنے کو بھی مطلق ضروری نہ جانیے، مگر معظّمہ بدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیں اور آپ انھیں یوں جلی کٹی سنائیں کے دنیوی فوائد کے واسطے قصداً شبہ ڈالتے ہیں۔ پھر جو عبارت بدلی جائے اُس میں بھی اس کا لحاظ رکھا جائے کہ معانی کفریہ وہی باقی رہیں صرف الفاظ کا فرق ہو جائے وہ بھی خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف سے نہیں بلکہ صرف اس لئے کہ سنی مسلمانوں کے حملوں سے جان بچے، بیچھا چھوٹے۔ آپ ہی فرمائیے یہ آپ کے کتنے بڑے ڈبل کفر ہیں۔ کفر، مویا کچھ اور ہو مگر تھا نوی خانگی سوال کی یہ پچھلی عبارت ہمارے اس قول کی تصدیق کرتی ہے کہ عبارت صرف اسلئے بدلی گئی ہے کہ حلوے مانڈے سلامت رہیں اور حکیم الامتی میں ٹھیس نہ لگے، کیوں تھا نوی جی! یہ خود آپ کے خانگی سوال کے ہاتھوں آپ کی کیسی نرالی نقاب کشائی ہے۔

تاسع عشر — اس کے بعد تھا نوی جی کی جوابی تحریر ہے۔
 ”بزرگم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے، چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بنا نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دالت علی خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔ اب سوال انہا میں جو بنا بیان کی گئی ہے ایک امر واقعی ہے لہذا قبولاً للمشورہ اس کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اس طرح بدلتا ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو جو کہ اس سوال کے بالکل شروع ہی میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جاوے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔“

جی ہاں تھا نوی جی! اس کے قبل آپ پر عبارت حفظ الایمان کے سبب کفر وار تذاد کا فتویٰ دینے والے آپ کو توبہ اور از سر نو کلمہ پڑھکر مسلمان ہونے کی طرف رغبت دلانے والے اس عبارت ملعونہ کی ترمیم کی طرف آپ کو متوجہ کرنے والے حل و جسم عرب و عجم کے تمام علمائے اہلسنت تھے اور اس کی بنا کیا ظاہر کی تھی یہی کہ اس عبارت ملعونہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت ناپاک شہید تو ہیں ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذرہ برابر تو میں کُتھائی کُفر ہے۔ آپ کے دل میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا ادنیٰ جلوہ بھی ہوتا تو مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حضور گردن بھکا دیتے، سر رکھ دیتے اور فوراً توبہ کر کے از سر نو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ مگر آپ کے نزدیک تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ جس گندی عبارت میں گالی دی جائے اس کی ترمیم ضروری تو درکنار، جائز بھی نہیں۔

لہذا اسی کفر پر اڑے رہے، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم کے مثل بتا چکے تھے اسی ملعون گالی پر ٹٹے رہے۔ اب کہ اذ ناب نے سوچا یا کہ انہیں منیوں کے سامنے ہمیشہ لعنت و رو سیاہی و ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور حفظ الایمان کے گندے گہرے گھاؤ میں بتی رکھوانے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اور اس سے حکیم الامتی کی شان میں دھکا لگنے کا اندیشہ ہے تو جلد مسلمانوں کو پھسلانے کیلئے ترمیم قبول کر لی۔

مسلمانو! لہذا انصاف! تھا نوئی جی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت سے کچھ علاوہ نہیں۔ ان کی توہین کئے جائیں ان کو گالی دیئے جائیں مسلمان اس پر اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت خوف و خشیت یاد دلائیں تو خیال میں نہ لائیں جیسی ہی آنکھیں دکھائیں، غریب بنیوں پر غرائیں کہ ”مجھے معقول بھی کر دو تو وہی کہے جاؤں گا“۔ مگر جب یہ اندیشہ ہوا کہ اپنی بھوٹی عزت پر آج آئے گی، حکیم الامتی کی پول کھل جائیگی تو فوراً اسے واقعی بنا کر ترمیم عبارت قبول و منظور کر لیں یعنی تھا نوئی جی کے دل میں خود ان کی عزت و عظمت اللہ و رسول کی عزت و عظمت سے بہت زائد ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا حلال و شیر مادر، اس سے تھا نوئی ایمان میں ٹھیس بھی نہ لگے بلکہ اس گالی پر اڑا رہنا واجب، اسکی ترمیم ناجائز۔ مگر اپنی عزت و حکیم الامتی میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور فوراً ترمیم کر لی وہ حرام حلال کر لیا۔ یہ ہے تمہارا دین، یہ ہے تمہارا ایمان۔

وہا، یو! دیو بے دیو! دیکھو یہ ہے تمہارے پیر تھا نوئی کا دھرم۔ ہاں تھا نوئی جی دیکھو تمہاری سوا بھ سطوروں میں کتنے کفر ہیں، خانگی سوال کے اس کہنے پر کہ حفظ الایمان کی عبارت اس لئے نہ بدلی جائے کہ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص ہے، بلکہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کے اعترافوں سے جان بچے۔ یوں کہنا کہ ”حبذا کم اللہ بہت اچھی رائے ہے“۔ اس کفر کو پسند کرنا اور اس پر خدا سے بہتر بدلہ مانگنا ہے تو یہ آپکے نئے دو کفر ہوئے۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی بکنے کو بڑی بات نہ جاننا بلکہ جس عبارت میں گالی ہو اس کی ترمیم کیلئے تنقیص شان رسالت کو بنائے واقعی نہ ماننا تیسرا کفر ہوا۔ اس گالی سے رجوع کرنے کو کفر کہنا کہ ”ترمیم کو دالالت علی خلاف المقصود کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے“۔ یہ چوتھا کفر ہوا۔ ترمیم کو ضروری تو کیا جائز

بھی نہیں سمجھا۔ یعنی جس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پانچوں جانوروں کی طرح کہہ کر کفر بنا جائے اس کی ترمیم ضروری نہیں، یعنی کفر سے رجوع ضروری نہیں، یہ پانچوں کفر ہوا بلکہ کفر سے رجوع جائز بھی نہیں، یہ چھٹا کفر ہوا۔ ”اب سوال ہذا میں جو بنایا گیا ہے وہ واقعی ہے۔“ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ بنائے واقعی نہیں مگر تھانوی جی کی عزت و عظمت کا لحاظ ضرور ایک بنائے واقعی ہے، یہ کیسا اشد ساقواں کفر ہوا۔ آگے تھانوی جی فرماتے ہیں۔

”ایسی عبارت بعینہا شرح مواقف میں فلاسفہ کے جواب میں اور اسی کے مثل مطالع الانظار میں ہے۔“

اس کا مطلب یہ کہ تھانوی نے جو گالی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی اس کے جائز ہونے کی دود لیلیں یہ ہیں کہ شرح مواقف و مطالع الانظار میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور کفر کے جائز ہونے پر دلیل لانا بھی کفر ہے، تھانوی نے اپنے زعم میں اس کفر پر دود لیلیں پیش کیں، تو یہ آٹھواں اور نوں کفر ہوا۔ پھر کہا۔

”اب اگر اس پر بھی کلام ہو تو میں پھر بدلنے کو تیار ہوں مگر شرح مواقف و مطالع الانظار کی عبارت بدلنے کے بعد۔“ اس کا بھی وہی مطلب کہ جو کفر تھانوی نے کہا وہی ان دونوں کتابوں میں بھی ہے، تو جیسے ان کتابوں میں کفر جائز ہے، تھانوی نے جو کہا وہ بھی جائز ہے۔ یہ د سوال اور گیارہ سوال کفر ہوا۔

عشرین۔۔۔۔۔ تھانوی جی! رسالہ مبارکہ وقعات السنان نے عبارت شرح مواقف و مطالع الانظار کا کامل کشف اور پورا ایضاح کیا، نہ فرما دیا تھا یا نہ رہا ہو یا باوجود یاد ہونے کے دانستہ اس سے اڑان گھائی تبتے ہو تو میں پھر کہتا ہوں کہ رسالہ مبارکہ آپ کے رجسٹری شدہ نازل ہو چکا ہے اور گیارہ برس سے آپ کے دم پر سوار ہے، جس سے حفظ الایمان و بسط البنان پر قہر الہی غضب محمدی کی مار ہے۔ ذرا سوال چہرلم سے سوال پنجاہ و خیم تک سؤل پھر ملاحظہ فرمایئے۔ یہاں اس خیال سے کہ تھانوی نزاکت، حکیم الامتی کی نازنین طبیعت زیادہ برداشت نہ کر سکے مختصر ذکر کئے دیتا ہوں۔ مستغنی!

فلاسفہ نے نبی کی تعریف یہ کی کہ جس آدمی میں تین باتیں پائی جائیں وہی نبی ہے۔ اور ان تین باتوں میں ایک علم غیب بھی ہے۔ پھر اپنے اس دعوے کی دلیل میں کہہ بھاگے کہ سونے وائے میاؤں ریاضت کرنے والوں کو بھی علم غیب ہو جاتا ہے۔ اس پر صاحبان شرح مواقف و مطالع نے ان فلاسفہ

کفرہ پر اعتراض فرمایا کہ تم جس منہ سے علم غیب کو نبی کا خاصہ بتاتے ہو کہ جسے علم غیب ہو وہ نبی ہے، اسی منہ سے سونے والوں، بیماروں، ریاضت کرنے والوں کے لئے بھی علم غیب مانتے ہو تو تمہارے طور پر علم غیب نبی کا خاصہ نہ رہا۔۔۔۔۔ کیوں تھا نبی جی کچھ آنکھیں کھلیں، صاحبان مطالعہ و شرح مواقف نے آپ کی طرح کفر نہ کیا، بلکہ فلاسفہ حتمی نے جو کفر کیا اس کا رد فرمایا۔ اور آپ نے اپنے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم کے مثل بتایا۔ تو صاحبان شرح مواقف و مطالعہ مسلمان ہیں اور آپ تھا نبی جی خارج از دائرہ اسلام و ایمان۔ کیوں تھا نبی جی رد قہر کو اڑان گھائی بتانا اور مردوبات کو آگے لانا کیسی کیا دی ہے۔

حادی وعش۔۔۔۔۔ تھا نبی جی نے اسی تغیر العنوان کے ٹائٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر اپنے اذنب میں سے ایک شخص کے نام سے تمہید چھپوائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔
”لفظ الایمان کی ایک صاف عبارت پر جس میں ذرہ برابر بھی کوئی غبار نہیں خواجواہ سوچ ساچ کر ایک ایسا ہی شبہ پیدا کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا۔ مدت سے وہ اعتراض اس جماعت میں جاری ساری ہے، چند روز تک اس اعتراض کی طرف توجہ نہیں کی گئی پھر بعض خیر خواہان اسلام کے سوال کرنے پر خود مؤلف رسالہ نے اس اعتراض کا نہایت کافی شافی جواب دے کر ظاہری تلبیس کو بھی اٹھا دیا۔ اس تحریر کا نام بسط البنیان ہے۔ مگر اہل عناد کو پھر بھی چین نہ آیا وہی مرغے کی ایک ٹانگ گاتے رہے چنانچہ بعض بلاد میں وہ فتنہ پھر تازہ ہوا۔ آخر بعض مخلصین کی درخواست پر مؤلف نے اس بلند نظری و عالی حوصلگی سے کام لیا کہ اس عبارت میں جو الفاظ دھوکہ دینے کی بنا تھے باوجود اس کے کہ دلائل سے ان کا دھوکہ کی بنا ہو سکتا باطل ہو چکا تھا مگر پھر بھی ترشحاً علی الجاہلین اُن الفاظ ہی کو بدل دیا، اس کا نام تغیر العنوان ہے۔“

اب ذرا اس عبارت کے کفریات گنیے۔۔۔۔۔ لفظ الایمان میں تھا نبی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو یا گلوں جانوروں کے مانند ٹھہرایا اُسے ”صاف عبارت“ کہا۔ یہ کفر پر عناد اور بارہواں کفر ہوا۔

پھر کہا ”جس میں ذرہ برابر غبار نہیں“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی گالی دینے میں ذرہ برابر حرج نہیں، یہ تیسرہ ہواں کفر ہوا۔

پھر کہا۔ ”خواجواہ سوچ ساچ کر ایک ایسا ہی شبہ پیدا کر کے“ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی ایسی بے ادبی کرنے میں کوئی کفر نہیں، علمائے اسلام نے زبردستی ان کے سر کفر تھوپ دیا ہے۔ یہ کفر پر اصرار اور چودہواں کفر ہوا۔

پھر کہا — ”سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا“ — یہ کفر پر استکبار اور پندرہواں کفر ہوا — بسط البنان کو کہا — ”نہایت کافی شافی جواب دے کر ظاہری تلبیس کو بھی اٹھا دیا“ — ہر مسلمان دیکھ رہا ہے کہ حفظ الایمان میں اپنے ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیض کی اور اس کے بنانے کیلئے بسط البنان میں طرح طرح کے جیلوں والوں سے کام لیا کہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخی کرنا جائز ہو جائے، پھر اسے ”نہایت کافی شافی جواب“ کہنا سولہواں اور سترہواں کفر ہوا — پھر مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”ظاہری تلبیس بتانا اٹھا رہا کفر ہوا“ — پھر جن علمائے عرب عجم مفتیانِ حل و حرم نے تھانوی پر حکم شرع لگایا، تو ہین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفر ارتداد بتایا انھیں ”اہل عناد“ کہنا انیسواں کفر ہوا۔ پھر مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”مُرغے کی ایک ٹانگ کہنا بیسواں کفر ہوا۔ پھر اسے فتنہ کہنا یہ اکیسواں کفر ہوا — پھر تھانوی نے جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلق لحاظ نہ کیا اور اپنی بھوٹی عزت کا لحاظ کر کے عبارت میں ترمیم کر دی اس حرکت کفریہ کو ”بلت نظری“ اور ”عالیٰ حوصلگی“ کہنا بائیسواں اور تیسواں کفر ہوا — پھر کہا ”بعض الفاظ دھوکہ دینے کی بنا تھے“ اس کا بھی وہی مطلب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی ناپاک عبارت بولنا کفر نہ تھا علمائے اہلسنت نے دھوکہ دینے کے لئے کافر مرتد کہہ دیا۔ یہ وہی کفر پر ضد اور چوبیسواں کفر ہوا پھر کہا ”دلائل سے ان کا دھوکہ کی بنا ہو سنا باطل ہو چکا تھا“ یہ بھی وہی کفر پر اڑنا اور پچیسواں کفر ہوا — پھر کہا — ”ترجماً علی الحب الہین ان الفاظ ہی کو بدل دیا“ جس کا صاف صریح یہی مطلب ہے کہ اُن الفاظ میں کوئی کفر نہ تھا، مگر جب لوگوں کو دھوکہ ہوتا تھا اور اندیشہ تھا کہ ہمارے گروہ سے نکل جائیں اس لئے جاہلوں پر ترس کھا کر ان الفاظ کو بدل دیا، یہ بھی وہی کفر پر عناد اور چھبیسواں کفر ہوا۔

افسوس تھانوی جی نے جہاں عوام کو بہکانے کیلئے ساتوں کرم کر لئے۔ مگر وہ کفر نہ اٹھن تھا نہ اٹھا۔ ہاں انصاف طلب ہے پیارے مسلمانو! اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

پہنچی عزت و عظمت پر قربانوا! لہذا انصاف! ایک دیوبندی مہادیو کی بندگی کرے ایک رسلِیا خبیط الشیطان کے نام سے لکھے اور اس میں مہادیو وغیرہ کفار و مشرکین کے معبودانِ باطل کی بندگی و عبادت کا حکم لکھے۔ علمائے اسلام سے استفتاء ہو، دُنیا کے تمام علمائے اہلسنت اس پر بالافتاء کھڑا رتداد کا فتویٰ دیں، اس پر وہ مدتوں سکت سکت سکوٹا کی گردان بھانتا رہے، علمائے اسلام اُسے اللہ و رسول جلّ و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت و خوف و خشیت یاد دلایں مگر وہ دیوبندی کچھ دھیان میں نہ لائے، جب اُسے اپنی عزت جانے کا اندیشہ غالب ہوا اور اذناں بھی چیخ و پکار کرتیں کہ اب آپ کے متبعین بہت پریشان ہیں، آپ کی امامت و پیشوائی میں فرق آنے کا اندیشہ ہے تو ایک کتاب تحصیل الخسران لکھے اور اس میں یوں کہے کہ۔

”مہادیو کی پوجا میں ذرہ برابر خیار نہیں مگر پھر بھی جب ہلوں پر ترس کھا کر جس عبارت میں مہادیو کی بندگی کا حکم لکھا ہے اس میں ترمیم کرتا ہوں۔“

دُنیا بھر کے مسلمان بتائیں کیا اس شخص کا یہ کہنا کافی ہوگا، کیا یہ ناپاک عبارت اُس پر سے فتوے کفر اٹھا دے گی، کیا یہ توبہ اُسکی مان لی جائیگی؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیوں تھا نوی جی! اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس طرح آپ کا عبارت میں ترمیم کرنا کیسا فریبِ ثانی و عشرین۔۔۔۔۔ تھا نوی جی نے اگرچہ عبارت میں ترمیم کر دی مگر نفس عبارت میں ان کا کُفر اب تک موجود ہے اور کیوں نہ ہو خود اپنی کتاب کا نام ہی تغیرِ العنوان رکھا ہے یعنی صرف لفظ بدلے ہیں معنی نہیں بدلے۔ تھا نوی خانگی سوال میں ہے۔ ”معنون محفوظ رہے اور عنوان بدل جائے۔“ اذناں کی تمہید میں ہے۔ ”اُن الفاظ ہی کو بدل دیا۔“ آخر یہی ہوا، تھا نوی جی نے جو عبارت ترمیم شدہ نئی حفظِ الایمان میں شائع کروائی وہ یوں ہے۔

”آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اُس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علومِ غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو عالمِ الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالمِ الغیب کہوں گا تو پھر علمِ غیب کو بمنجملہ کمالاتِ نبویہ

شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے، اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔

ہاں تھا نوی جی سُنئے! کسی نادان بچے کو اگر چہ کافر کا ہو ایک دو مسئلے فقہ کے مثلاً کیفیت الوضو یا کیفیت الصلاة کے بتا دیے جائیں۔ اور ایک عالم متبحر چرکا علم فقہ ایک سحر ناپید اکنار ہے مگر پھر بھی مجتہد المذہب نہیں تو کیا وہاں یوں کہنے کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ علم فقہ کو اس عالم کے کمالات سے کیوں شمار کیا جاتا ہے، جس بات میں عاقل بلکہ مومن کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات علمیہ سے کب ہو سکتا، بالبدلتہ ظاہر کہ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے اور جو کہے پاگل کہلائے اور پاگل خانہ بھیج دیا جائے کہ بریلی میں پاگلوں کا علاج ہوتا ہے وہاں جا کر فصہ کھلوائے، اپنی بوکھلاہٹ اور پاگل پن کا علاج کروائے ہاں البتہ جہاں دو عالم ایک پایہ کے یکساں علم رکھنے والے ہوں اور ان میں کسی ایک کو بے مثل کہا جائے تو وہاں کہہ سکتے ہیں کہ میاں عالم ہونے میں خاص ان کا کیا کمال ہے دیکھو دوسرا بھی اس کے برابر عالم ہے۔ ہر ادنیٰ عقل والا جانتا ہے کہ یوں کہنا کہ اُس میں فلاں کا کیا کمال ہے اس میں اُسکی کیا خصوصیت ہے اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ کم از کم دو برابر کا کمال رکھنے والے ہوں، یا باہم تفاوت ہو بھی تو بہت قلیل۔ اب تھانوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

”علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔“

کیسا صاف صریح کہہ دیا کہ علم غیب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کمال ہے ایسا علم غیب تو مسلمانوں بلکہ انسانوں سے بھی خاص نہیں یہ تو کافروں بلکہ جانوروں کیلئے بھی حاصل ہیں پھر اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر تو علم غیب کا علم کیا جائے اور کافروں جانوروں کیلئے علم غیب کا انکار کیا جائے۔ ”تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔“ یعنی نبی اور کفار بلکہ نبی اور جانوروں میں دربارہ علم غیب کیا فرق ہے۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جس پر علمائے اسلام نے فتوے کفر دیا اپنے حیلے والے بھی کہے، مکار یوں عیار یوں سے بھی کام لیا، مگر وہ کفر نہ تھا۔ یعنی کھایا بھی اور کال بھی نہ کٹا، یہ ستائیسواں اٹھائیسواں کفر

ہوا۔ دس کفر آپ کے وقعات السنن نے آپ کو دکھائے تھے اور اٹھائیس یہ، کُل آپ کے اڑتیس کفر ہوئے۔

تھانوی جی! آپ نے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھکر کفر در کفر، کفر بر کفر میں پڑتا ہے۔ تھانوی جی اب آپ بڑھے ہوئے جو دم چل رہا ہے اُسے غنیمت سمجھئے۔ بسط البنان میں اپنے کفر کو مان چکے اور یہ بھی دیکھ لیا کہ اندھیریوں ڈالنے، چمک پھیریاں لینے، عبارت بدل کر دھوکے دینے سے کام نہیں چلتا۔ ہاں ہاں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عزت سچی عظمت کا لحاظ کر کے جلد از جلد توبہ کیجئے، کلمہ اسلام پڑھ کر از سر نو مسلمان ہو جائے۔ جس طرح حفظ الایمان بسط البنان تغیر العنوان کی اشاعت ہوئی ہے اسی طرح مسلمان ہو جانے توبہ کر لینے کا اعلان فرمائیے، اللہ خدا کو مان کر انصافاً قبول فرمایا لیجئے کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس سے آپ کی عزت کچھ گھٹ نہ جائے گی، بلکہ ہر عاقل کے نزدیک بڑھ جائے گی۔ تھانوی جی! دیکھئے کفر سے توبہ کرنا مسلمان ہو جانا عیب نہیں، ہاں کفر پر اڑا رہنا عیب ہے توبہ سے اللہ عز و جل اپنے صد لقیوں کی مدح فرماتا ہے۔ وبالاسحار ہم یستغفرون۔ تھانوی جی یہ خیال نہ کیجئے کہ اذنا ب و اتراب میں اپنی ہٹی ہو گی کہ حکیم الامت ہو کر توبہ کی از سر نو مسلمان ہوئے اب تک کافر تھے اب اسلام لائے کہ اول تو جو اہل انصاف ہونگے وہ اس وقت اور زائد آپ کی انصاف پسندی و حق بینی کے معتقد ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ جناب تھانوی صاحب یہ اذنا ب و اتراب سب دنیا کی زندگی ہی تک ہیں آخر ایک روز مرنا اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے وہاں یہ اذنا ب و اتراب کچھ کام نہ آئیں گے، بلکہ اگر آپ نے توبہ نہ کی تو آپ کے اذنا ب و اتراب اپنے کفر کی سزا پائیں گے اور اتنا ہی عذاب آپ پر بڑھائیں گے۔ ہاں تھانوی صاحب روز محشر کا تصور کر کے قہر الہی کا دھیان کرتے ہوئے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ کر کے جلد از جلد اپنے کُفروں سے توبہ کر لیجئے۔ اور خیال نہ فرمائیے کہ

عمر ساری تو کٹی عشقِ بستاں میں مومن آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے
نہیں نہیں تھانوی صاحب! اللہ عز و جل رحمن رحیم ہے اور اس کا پیارا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رحمۃ للعالمین ہے۔ آپ سچے دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر
خلوص قلب سے توبہ فرمائیے وہ توبہ غفور ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم شاعر رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ضرور توبہ مقبول ہوگی۔ رباعی:

باز آ باز آ از انچه ہستی باز آ گر کافر و گہر بت یستی باز آ
ایں درگہ مادر گہ نو میدی نیست صد بار اگر توبہ شکتی باز آ

ادب کے ساتھ عرض کر دینا ہمارا کام، مانسانہ ماننا آپ کا کام ہے

مانو نہ مانو اس کا تمہیں اختیار ہے آگے تمہارے اچھا برا ہم نے کر دیا
وباللہ التوفیق وعلیہ التعلیل وھو الوکیل

ان تمام امور کے سننے کے بعد سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ اس ترمیم سے تھانوی کا کفر ہرگز
نہ اٹھا بلکہ اسی ترمیم میں اٹھائیس اور جدید کفر تک دیئے لہذا اس ترمیم کے بعد بھی تھانوی کو اور جو
ان کے اس کفر ملعون پر مطلع ہونے کے بعد انہیں مسلمان جانے اس کو کافر مرتد جاننا فرض اور انہیں
مسلمان سمجھنا حرام بلکہ کفر ہے۔ تھانوی پر فرض ہے کہ جلد اس کفر ملعون اور اس کے سوا دوسرے کفریات سے
صاف سچی توبہ کر کے مسلمان بنیں، نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اسلام لائیں۔ اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کے
اذناب و متبعین پر فرض ہے کہ انہیں کافر مرتد سمجھیں ان کا پیچھا چھوڑیں توبہ کریں مسلمان بنیں اور اگر وہ
بھی نہ مانیں تو مسلمانوں پر تھانوی اور ان کے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کے سے تعلقات رکھنا حرام ان سے
سلام حرام ان سے دوستی ملاقات حرام ان کے پیچھے نماز حرام ان کے جنازے پر نماز حرام ان کی عیادت حرام ان کی میل
جول بیاہ شادی حرام وہ مرجائیں تو انہیں مسلمانوں کی طرح غسل و کفن دینا حرام انہیں مسلمانوں کے مقبرے میں
دفن کرنا حرام۔ غرض ان پر مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ حسام الحرمین شریف میں فرمایا احکامہم احکام
المرتدین والعیاذ باللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد
والہ وصحبہ وایئہ وحزبہ اجمعین واخرد عنوان ان الحمد للہ رب العالمین۔

سب بارگاہ نبوی و بندہ مرکب قادی و گدائے کوئے رضوی ابو الفتح عبید الرضا محمد شمس علی خاں قادی
برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولا یؤیدہ اہلہ و انوائہ و احبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

۱۲ رزی الحجۃ الحرام ۱۳۴۶ھ

ردُّ کُحید الخبثاء

۱۳ — ۵ — ۷۲

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت دامت برکاتہم القدسیہ اس مسئلے میں کہ مولوی کاظم علی میرٹھی مولوی عبدالسلام ولد مولوی عبدالشکور کا کوری و ہایان دیوبندیان اپنی لکراہ کن تقریریں میں حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۳۷ کے اشعار سناسنا کر جھوٹے بلے سنیوں، سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں دھوکے دے رہے ہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار میں معاذ اللہ حضرت سیدنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی گئی ہے۔ دُندوہ بزرگ کے ہم سنی مسلمانوں کو اس دور پر فتن میں اللہ تعالیٰ عز و جل کی تنزیہ و تقدیس اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے عشق و محبت اور تعظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مودت اہل طہارت علی نبینا الکریم و علیہم الصلاۃ والسلام کا سچا صحیح سلیق حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتابوں ہی سے بلا ہے اسوجہ سے ہم کو ان دونوں و لمائی ملاؤں کی بکواس پر یقین نہیں آیا۔ میرٹھی دیوبندی نے کانپور میں اچھل اچھل کر اور عبدالسلام ولد عبدالشکور کا کوری نے سمدھن ضلع فرخ آباد میں ایسٹ پر گھوم گھوم کر کہا کہ صفحہ ۳۶ پر یہ سُرخ ہے کہ "قصیدہ در مناقب شریفہ ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ لہذا اس سُرخ کے ماتحت جو کچھ بھی ہے وہ سب حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہی شان میں ہے۔ لہذا براہ کرم ارشاد ہو کہ ان اشعار کا کیا مطلب ہے۔ اور وہ اشعار جن پر دیوبندیوں کا اعتراض ہے کس کی شان میں ہیں؟ بیٹو! تو جبروا۔ المستفتی نور محمد خاں قادری رضوی حتمی عنہ ساکن دُندوہ بزرگ ڈاکانہ دُندوہ بزرگ ضلع فرخ آباد متعلم مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اہلسنت اشرفی روڈ مبارکیوڑ ضلع اعظم گڑھ

۱۲/۲۷ ریح الاول شریف ۱۲۷۲ھ و ثنبہ مبارکہ ۲ نومبر ۱۹۵۳ء

الجواب: اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم و علی ذویہ و صحبہ ابدال دھور و کراما۔

مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۷ مطبوع مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۴ھ میں حدیث شریف ہے۔
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقِدْنَ

أَنْ لَا يَكْتُمَنَّ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قَالَتِ الْأُولَى زَوْجِي لَحْمٌ جَمِيلٌ فَمَتَّى عَلَى رَأْسِ
 جَبَلٍ وَغَيْرِ لَا سَهْلَ فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينٌ فَيَنْتَقَى، قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبْتُ
 خَبْرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرُهُ أَذْكُرُ مَجْرَهُ وَبُجْرَهُ، قَالَتِ الثَّلَاثَةُ
 زَوْجِي الْعَشْتَقُ إِنْ أَنْطَقَ أَطْلُقُ وَإِنْ أَسْكَتَ أَعْلَقُ، قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلِيلُ
 رَهَامَةٍ لَا حَرَّ وَلَا قَرَّ وَلَا خَافَةَ وَلَا سَامَةَ، قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فِهْدًا
 وَإِنْ خَرَجَ أَسَدًا وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهْدًا، قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفٌّ وَإِنْ
 شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنْ انْطَجَعَ التَّفَّ وَلَا يُوجُّ الْكَفَّ لِيَعْلَمُوا الْبْتُ، قَالَتِ السَّابِعَةُ
 زَوْجِي غَيَايَا أَوْ غَيَايَا طَبَاقًا كُلُّ دَاوِلَةٍ دَاوِلَةٌ شَيْخٍ أَوْ فَلَكَ أَوْ جَمْعٌ كَلَا
 لَكَ، قَالَتِ الثَّمَانِيَةُ زَوْجِي الرِّيحُ رِيحُ زَرْبٍ وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْبَبٍ، قَالَتِ التَّاسِعَةُ
 زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ
 زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمُبَارِكِ قَلِيلَاتُ
 الْمَسَارِجِ إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمَرْهَرِ أَيْقَنَ أَنَّهُنَّ هُوَ الْكُ، قَالَتِ الْحَادِيَةُ عَشْرَةٌ
 زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنْاسٌ مِنْ حُلِيِّ أَذْنِي وَمَلَأٌ مِنْ شَجْمِ عَصْدَائِي وَبُجْحَنِي
 فَبَجَحْتُ إِلَى نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غَنِيمَةٍ لِيَشُقَّ فَيُجْعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ
 وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أَقْبَحُ وَأَرْقُدُ وَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَاتَفَجَّحُ
 أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُلُومُهُارِدَا حُ وَبَيْتُهُمَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي
 زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِ شَطْبَةٍ وَتَشْبَعُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا طَوْعُ
 أُمِّهَا وَمِلُّ كَسَابِهَا وَغَيْطُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا بَتُّ حَدِيثِنَا
 تَشْيِشًا وَلَا تَنْقِثُ مِيرَتَنَا تَنْقِثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعَشِيشًا، قَالَتُ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ
 تَمَخَّضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفُهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا
 بَرْمَانَتَيْنِ فَطَلَقَنِي وَنَكَحَهَا فَتَنَكَّحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِيئًا وَأَرَاخَ
 عَلَى نَعْمَا شَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَاحَةٍ زَوْجًا قَالَتْ كُلِّي أُمُّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكَ
 فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ ابْنَةِ أَبِي زَرْعٍ — قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ

تَعَالَى عَنْهَا قَالِ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ عَلَى الْهَ وَسَلَّمَكُنْتَ لَكَ كَابِي زَرْعٍ
إِلَاقِ زَرْعٍ -

یعنی محترم المؤمنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں تو انھوں نے باہم عہد و پیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کے حالات میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں گی۔ پہلی نے کہا میرا شوہر دُبلے اونٹ کا گوشت ہے جو سخت چڑھائی والے پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو سہل ہے کہ اس تک چڑھ کر پہنچا جائے نہ فریب ہے کہ اس کا مغز حاصل کیا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر ایسا ہے کہ میں اس کی خبر شائع نہیں کرتی ہوں، بیشک میں ڈرتی ہوں کہ میں اسکو چھوڑ نہ دوں۔ اگر میں اس کا ذکر کروں تو اس کی پیٹھ کا کوڑا اور اس کی ناف کی بلندی بیان کروں۔ تیسری نے کہا میرا شوہر بہت لمبا بدخلق ہے۔ اگر میں بولوں تو طلاق دیدی جاؤں۔ اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑ دی جاؤں۔ چوتھی نے کہا میرا شوہر مدینہ طیبہ کی رات کی طرح ہے کہ نہ اس میں شدید گرمی ہے نہ سخت سردی ہے نہ خوف ہے نہ ملال ہے۔ پانچویں نے کہا میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے اپنے مال و متاع سے بے خبر ہو کر چلتے کی طرح لپٹ کر سوتا ہے اور اگر گھر سے نکلتا ہے شیر کی طرح بہادر اور دشمنوں کا خونریز بن کر نکلتا ہے اور جو مال و متاع میرے سپرد کیا اس کو نہیں پوچھتا۔ چھٹی بولی میرا شوہر اگر کھائے گا تو مختلف قسم کے کھانے سب چٹ کر جائیگا اور اگر پیئے گا سب پی جائیگا اور اگر لیٹے گا چادر میں اکیلا لپٹ جائیگا اور پتیلی کیڑوں میں نہیں داخل کرتا ہے کہ میری محبت جو اس سے ہے اور اس کی بے التفاتی کے سبب جو غم مجھ کو ہے وہ معلوم کرے۔ ساتویں بولی میرا شوہر شرارتوں میں غرق ہے نامرد ہے اس کے سب کام حماقت کی وجہ سے چوٹ ہیں۔ ہر ایک بیماری اسی کی بیماری ہے۔ تیرا سر چھوڑے یا تیرے جسم کو زخمی کرے یا تیرے لئے سب اکٹھا کرے۔ آٹھویں بولی میرا شوہر اس کی خوشبو زرب کی خوشبو ہے اس کا جھونا خرگوش کا سانازک جھونا ہے۔ نویں بولی میرا شوہر بلند ستون والا ہے لمبے پر تلے والا ہے اس کی راکھ کے ڈھیر بڑے بڑے ہیں تو م کی نشستگاہ کے قریب اس کا گھر ہے۔ دسویں بولی میرا شوہر مالک ہے اور کیسا مالک ہے مال کا مالک ہے اس کے اونٹ ہیں جن کے بیٹھنے کی جگہیں بہت ہیں ان کے چھوٹے پھرنے کی جگہیں کم ہیں۔ جب مزہر (ایک قسم کے باجے) کی آواز سنتی ہیں تو وہ اونٹنیاں یقین کر لیتی ہیں کہ اب وہ ذبح ہونے والی ہیں۔ گیارہویں بولی میرا شوہر البوزرغ ہے اور کیسا البوزرغ ہے اس نے میرے دونوں کانوں کو زیوروں سے بھاری کر دیا اور چربی سے میرے دونوں

بازوؤں کو پُر کر دیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا تو میرا جی خوش ہو گیا۔ اس مجھ کو مقام شش میں تھوڑی سی بکریوں والوں کے اندر پایا تو اس نے مجھ کو ان میں رکھا جو گھوڑوں اور اونٹوں اور کھیتوں اور چوپایلوں کے مالک ہیں۔ تو اس کے پاس میں بات کرتی تو برا نہیں کہی جاتی۔ رات کو سوتی تو صبح تک نیند بھر کر سوتی اور بیٹی تو جی بھر کر اطمینان سے سیراب ہو کر بیٹی۔ ابو ذرؓ کی ماں تو کیسی ابو ذرؓ کی ماں ہے اس کے برتن بڑے بڑے ہیں اس کا گھر بہت کشادہ ہے۔ ابو ذرؓ کا بیٹا تو کیسا ابو ذرؓ کا بیٹا ہے اس کی خواہگاہ کھجور کی لکڑی کا چکنا تختہ ہے۔ اور بھڑکے چار ماہ کے بچے کی ایک دست اس کو شکم سیر کر دیتی ہے۔ ابو ذرؓ کی بیٹی تو کیسی ابو ذرؓ کی بیٹی ہے اپنے باپ کی فرمانبرداری ہے اپنی ماں کی اطاعت گزار ہے اپنی چادر کو اپنے جسم سے بھر دینے والی ہے اپنی سوت کی جلن کا باعث ہے۔ ابو ذرؓ کی کنیز اور کیسی ابو ذرؓ کی کنیز ہے ہماری بات کو پھیلاتی نہیں ہمارے کھانے کو خراب نہیں کرتی۔ ہمارے گھر کو کوڑے سے بھرا نہیں رہنے دیتی۔ وہ بولی ابو ذرؓ ایسے وقت نکلا کہ گھی نکالنے کیلئے دودھ کے مشکینروں میں دہی جما یا جا رہا تھا تو ایک ایسی عورت سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے جو اس کی پشت کے درمیانی حصے کے نیچے دو جیتوں کی طرح دو اناروں کی شکل میں تھے تو اس نے مجھ کو طلاق دیدی اور اس سے نکاح کر لیا۔ تو میں نے اس کے بعد ایک شریف سردار مرد سے نکاح کر لیا جو عمدہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ بٹھکی اس نے لیا اور میرے پاس بہت سے چار پائے لایا اور ہر شتم کی راحتیں مجھے دو گنی دو گنی دی اور کہا کہ اے ام ذرؓ تو خود کھا اور اپنے میکے والوں پر بھی بخشش اور احسان کر تو اگر میں ان تمام چیزوں کو جمع کرتی جو اس نے مجھے دی تو وہ ابو ذرؓ کے سب سے چھوٹے برتن بھر بھی نہ ہوتیں۔

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے ام ذرؓ کیلئے ابو ذرؓ۔

یہ حدیث شریف بخاری شریف میں بھی ہے ترمذی شریف میں بھی ہے نسائی شریف میں بھی ہے دیگر کتب احادیث میں بھی ہے۔ عبارات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ یہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تو اضع ہے کہ حسن معاشرت میں اپنی ذات اقدس کو ابو ذرؓ کی طرح فرما رہے ہیں۔ فَتَبَّهْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُعَارِضِينَ۔ چنانچہ بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

إِلَّا أَنَّهُ طَلَّقَهَا وَإِنِّي لَا أَطْلُقُكَ فَقَالَتْ
عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بِأَنِّي أَنْتَ
وَأُمِّي لَأَنْتَ خَيْرٌ لِّي مِنْ أَبِي ذَرٍّ لَا مَرَدَّ ذَرٍّ -
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت
سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں تیرے
لئے ایسا ہوں جیسا ام ذرع کیلئے ابو ذرع - مگر یہ کہ ابو ذرع
نے ام ذرع کو طلاق دی اور بے شک میں تجھ کو طلاق نہ دوں گا - تو حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی
بے شک حضور میرے لئے اس سے بہتر ہیں جیسا ام ذرع کے لئے ابو ذرع تھا -

بلکہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ان لفظوں سے روایت فرمایا کہ حضرت ام المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں -

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكَ كَأُمِّي ذَرٍّ لَأُمِّ ذَرٍّ
قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بِأَنِّي وَأُمِّي
أَفْخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ كَانَ أَبُو ذَرٍّ
قَالَ اجْتَمَعَ نِسَاءُ - الْحَدِيثُ الْخ
یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اے
عائشہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا ام ذرع کے لئے
ابو ذرع - حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض
کی یا رسول اللہ میرے ماں اور باپ حضور پر قربان ابو ذرع کون
تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا چند
عورتیں اکٹھا ہوئیں پھر سارا واقعہ مذکورہ فرمایا -

بعض روایتوں میں ان عورتوں کے نام اور قبیلے بھی مذکور ہیں - اس حدیث مبارک کو جو بالاتفاق صحیح
ہے حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الموهب میں بھی نقل فرمایا ہے - اس حدیث شریف سے محدثین
کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے شریعت مطہرہ کے مبسوط مسائل استنباط فرمائے ہیں - جن کی تفصیل امام نووی
رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اور امام بدر الدین
محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں فرمائی ہیں - ان میں سے بعض یہ ہیں -

۱۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ غیر معلوم اور مجہول عورتوں کی خوبیاں شوہروں سے بیان کرنا
جائز ہے - البتہ معین و معروف عورتوں کے حالات اپنے شوہروں سے بیان کرنا جائز نہیں - حدیث شریف
میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں - لَا تَصِفُ الْمَرْأَةَ مَرْأَةً لِرِزْوَانِهَا حَتَّى
كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا - یعنی کوئی عورت دوسری عورت کی شکل و صورت اپنے شوہر سے اس طرح بیان
نہ کرے کہ گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے -

۲۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی محبت بتادینا جائز ہے جبکہ اس کے جدا ہو جانے یا بدخلق بن جانے وغیرہ کا خوف نہ ہو۔

۳۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ متفقہ اور مسجع عربی عبارت بولنا جائز ہے البتہ جس میں تکلف کرنا پڑے وہ مکروہ ہے۔

۴۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ غیر قوموں کی اچھی اور بہترین باتوں کو بھی اختیار کر لینا جائز ہے۔ جہاں تک شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ حضور صاحب الخلق العظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوذر ع کی خوبیاں سن کر ان کو مقرر رکھا اور ان کو اچھا بتایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تقریر اور اس استحسنان سے امت کیلئے اس فعل کا جائز ہونا ثابت ہو گیا۔

۵۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ ایک شخص کی خبر سن کر اس کو قبول کر لینا بھی جائز ہے جہاں شہادت شرعیہ کی حاجت نہ ہو۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اکیلی ام ذرع کی خبر کو ابوذر ع کے متعلق سن کر مقرر رکھا اور اس پر انکار نہ فرمایا۔

۶۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ بیابی اَنْتَ وَاُمِّی کہنا جائز ہے۔ یعنی یا رسول میرے باپ اور ماں آپ پر قربان۔

۷۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ عورت پر اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ وَاَوْجَهَا یعنی اس عورت پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ فرمائے گا جو اپنے شوہر کا شکر نہ ادا کرے۔

۸۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مجہول وغیر معروف لوگوں کے عیب بیان کرنا اور کافروں مشرکوں مرتدوں کی غیبت کرنا اور اس کا سُنا جائز ہے۔

۹۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی شخص کے رد و اس کی صحیح و واقعی خوبیوں کیساتھ اس کی مدح و تعریف کرنا جائز ہے۔ جبکہ معلوم ہو کہ اس مدح و ثنا سے اس کا مزاج نہ بگڑے گا نہ اس کا حال بدلے گا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر مدح کے سزاوار ہر ثنا کے مستحق ہیں اور بیشک کوئی شخص بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی ہی اور کیسی ہی مدح و ثنا کرے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی تعریف و توصیف سے بلند و بالا ہیں۔

۱۰۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کنایہ طلاق سے طلاق واقع نہ ہوگی جب تک طلاق کی نیت نہ کرے۔

۱۱۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب قدوس جل جلالہ کی عطا سے مافی الغد کا علم ہے جیسی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر دے رہے ہیں کہ میں کبھی تجھے طلاق نہ دوں گا۔

قصیدہ مبارکہ کے یہاں ساتوں اشعار

یاد وہ جمع رنگین عروسان حجاز	اور پیماں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جو بکرا بھا	مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر
یہ پھاپڑتا ہے جو بن مرے دل کی صورت	کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بڑے سینہ و بر
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی	کہ چلا آتا ہے سخن ایلے کی صورت بڑھ کر
مادر زرع کی شاداب وہ کشت امید	برقی خرمن وہ طلاق اور زکاح دیگر
داغ حرم کا کوئی چاند سا کھڑا شاکی	مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی انکی ادھر

سب انھیں گیارہ کافرہ مشرکہ دہنوں کے متعلق ہیں۔ معترضوں کی خواہش و قاحت ہے کہ ان ساتوں شعروں کو بھی معاذ اللہ تم معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ٹھہرا دیا۔ اور اپنے اس اضلال و اغوا کا مہنتی قصیدہ مبارکہ کے اشعار کے بے ترتیب شائع ہو جانے کو بنالیا۔

اس بے ترتیبی کی وجہ یہ ہوئی کہ برادر بجاں برابر بلکہ ازجاں بہتر اسد السنۃ و صاف الحبیب مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخان صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنؤی نصرہ ربہ القوی وایا نادائما علی کل شقی و غوی اس زمانے میں جبکہ جامع مسجد پٹیارہ کے خطیب اور ریاست پٹیارہ کے مانے ہوئے مفتی اہلسنت تھے، زمانہ طالب علمی میں انھوں نے حضرت مولانا حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں دامت ارشاد اہم المبارکہ سرکار کلان ماہرہ مطہرہ ضلع ایڑہ کے کتب خانے میں حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوان مبارک حدائق بخشش حصہ سوم کا مسودہ نامکمل

وغیر مرتب شکل میں دیکھا تھا۔ اس کی طرز کتابت بالکل ایسی ہی ہے جیسے شاعروں کے غیر مرتب و نامکمل کلام کی یادداشتیں ہوا کرتی ہیں۔ کسی کلام کا مطلع نہیں، کسی کا مقطع ندارد، کسی کے درمیانی اشعار غائب۔ کہیں خود بدولت حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کتابت کے مشابہ تحریر معلوم ہوتی ہے۔ کہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط ہے۔ کہیں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ حجت الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر فرمایا ہوا ہے۔ کہیں کسی اور صاحب کا لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ کچھ اشعار بین السطور میں کچھ حاشیے پر کچھ جدول کے اوپر نیچے و داہنے بائیں لکھے ہوئے ہیں۔ بہت سے قصائد و غزلیات کی تکمیل و تہذیب و ترتیب بھی نہیں۔ اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر و اصلاح کا شرف تو اس مسودہ حصہ سوم نے ہرگز نہیں پایا ہے۔ اس شوق نے کہ حضور مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک کا جس قدر بھی زائد سے زائد حصہ شائع ہو جائے خواص و عوام اہلسنت کے لئے نافع و مفید ہی ہو گا۔ برادر ام اسد السنتہ حفظہم ربہم کو اس پر مجبور کیا کہ سرکار مارہرہ مطہرہ سے اس کی نقل منگوائیں۔ چنانچہ وہاں سے مدرسہ قاسم البرکات سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کے کسی طالب علم سے نقل کروا کے روانہ کیا گیا۔ برادر ام و صاف الحبيب سلمہم ربہم نے یہ خیال کر لیا کہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دام ظلہم عالی کی فرمائش و فہمائش سے با ترتیب نقل کیا گیا ہو گا، خود بھی اس کی ترتیب و تہذیب کی طرف توجہ نہ کی۔ حالانکہ یہ خیال صحیح نہ تھا۔ بلکہ حضرت تاج العلماء دام ظلہم العالی کو اپنے مشاغل کثیرہ علمیہ و عملیہ کے سبب اس نقل پر نظر فرمانے کی فرصت بھی نہ ملی۔ بہر حال چونکہ حالات کی ناسازگاری فضا کی ناہمواری کے سبب ان کو جہاں تک ہو سکے پٹیاں سے جلد چلا آنا ضروری تھا۔ لہذا کاتب کو دے کر کتابت کر کے پریس میں چھوڑ کر چلے آئے۔ بعد میں حصہ سوم چھپ کر آیا۔ سنی مسلمان بھائیوں کے نفع کیلئے قصیدہ مبارک کے اشعار کو ہم یہاں با ترتیب لکھتے ہیں۔ برادران اہلسنت اسی ترتیب سے پڑھا کریں۔

علیحدہ در ذکر عروسان حجاز کہ در حدیث بخاری ترمذی و مسلم مذکور اند

یاد وہ مجبوع رنگین عروسان حجاز اور پہاں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
تنگ چیت ال کا لباس اور وہ جو بن کا اُجھار مسکی جاتی ہے قبا سے مکر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جو بن مرے دل کی صورت
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی
مادر زرع کی شاداب وہ کشت امید
رنگ عشرت سے کسی گل پہ نکھرتا جو بن
داغ حرمال کا کوئی چاند کا ٹکڑا اشا کی
مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر

علیحدہ اشعار تشبیہ

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہا جا پہنچا
آج فردوس میں کس کا بن حیا کا ہے گذر
بنیہ تارنگہ سوزن ترگاں سے کمرے
نہ اٹھے آنکھ لے اپنی طرف آج نگاہ
بتلی اندھانہ بتا سب فلک سے شفاف
مردم دیدہ نظر بند ہیں اب لے کے عصا
تھیں جو بے پردہ عناد میں غول چمن
چلمنیں چھوڑ دو پلکوں کی چلیں ڈال دو جلد
نیل ڈھل جائیگا آنکھوں کا فلک! یاد رہے
آنکھیں ہو جائیں گی اسے ماہ جہا دیدہ سپید
گر چہ دست ہوس دہر دامن ہے بری
روح معشوقہ بے غش تھی پر اب دخل نہیں
شوخ دیدہ کو رکھیں اہل چمن آنکھوں میں
خاک اڑاتی پھری آوارہ ہر دشت چمن
خدمت گشت معاف آج لے گوشہ نشین
روشن آئینہ چرخ آئینہ پر تو کا ہجوم
غم صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ یہاں

راہ نزدیک سے ہو جانب تشبیہ سفر
حکم ہے سبر بے گاسہ کو باہر باہر
آج آنکھوں میں ہے اک بلبلیا نظر
ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب منبر
سات پرے ہیں نمائش کے زحل ساں تھپر
پہرہ دیتا رہے دنبالہ سرمہ در پر
شرم سے لیتی ہیں دامان صبا اب منہ پر
کہہ دو مردم کو کہ دامان نگہ لے منہ پر
وا اگر لہو ہی رہی آج بھی چشم اختر
چشم بد دور، ہوا تو بھی بہت شوخ نظر
مگر آوارہ ہر جا ہے عروس خاؤ
بار پائے مرے آغوش بدن میں لیکر
نرگس از بس ہے پریشاں نظری کی خوگر
اب حضوری کی ہوا سر میں ہے اے بادِ سحر
حکم سرکار ہے او بندہ داغی مگر
سرا شجار شجر ہیں تہہ اشجار شجر
سب زمیں آئینہ ہے دام چھپے گا کیونکر

عکس باہم سے عجب لطف صفا نے نجشا
یہ بنا تخت زمرہ وہ بنا افسر لعل
سبز ہیں لالہ و گل سبز و اوراق احمر
واہ کیا سبز و گل نے ہیں دکھائے جوہر
علیحدہ در مدت ائم المؤمنین محبوبہ سید المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حور و ریت کیلئے شوق سے آنکھیں ڈھولیں
ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفت حرمت
اسی سرکار کا مملوک ہے حوض کوثر
کہدو مجرے کو برہیں پھولوں کا گہنا لیکر
چمن و قدس کے بیلے سے جہیں پر چھپکا
باغِ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن
تنِ اقدس پہ لباسِ آیہ تطہیر کا ہو
یا حمید اکا تن پاک پہ گلگوں جوڑا
بانوا! تیرا سرا پر وہ عفت و ریح
بس کہ جز حضرت شد دل میں نہیں او کی جا
سورہ نور نے کالے کئے منہ اعدا کے
تیری تدقین پہ غش حیدر و نخل ہاشم
کوئی خاتون تیری طرح کہاں سے لائے
تیرے جلوے سے رہی منہ افتاد روشن
گو سیہ کار ہے لیکن کلمے سے ہے امید
عاق وہ ناخلف کو زہمک ناحق کوش
غم رسانی ہے جب ان ماؤں کی خار و خلد
تیل بھی خوب ہی نکلے گاتپ محشر میں
اسی سرکار کا مملوک ہے حوض کوثر
کہدو مجرے کو برہیں پھولوں کا گہنا لیکر
فحن اقرب کی چنبیلی سے گلے کا زیور
آیہ نور کا ماتھے پہ منور جھومر
سورہ نور کا سر پہ گہرا آما معجر
کلمہ نبی کے در آویزہ گوش اطہر
جس میں بے اذن نہ ہو روح قدس کا بھی گد
شاہزادوں سے بھی خالی ہے کتار اطہر
لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَقِيٍّ الْكَفَرِ
تیری تحقیق کے قابل عمرو ابن عسمر
باپ صدیق سا اور خشم رسل سا شوہر
عہد صدیق سے تا دور جناب حیدر
تیرے بیٹوں میں گنا جائے یہ ننگ ماؤ
تجھ سے جو دل میں رکھے سوئے عقیدت تل بھر
و لے اس پر کہ غمیں جس سے ہے تجھ ہی مادر
آج جس دل میں ترا سوئے ادب تل بھر

جب ریل اور تجھے تسلیم بایں قدر جلیل

و زرا محبرئی بانوے سلطان ہیں مگر

اس کے بعد کے اشعار دستیاب نہیں ہوئے

اقول

اَوَّلًا۔۔۔۔۔ اسی حدائق بخشش حصہ سوم کے صفحہ ۱۰ پر تصریح صریح ہو چکا ہے کہ ”مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جواب تک چھپا نہیں ہے، بڑی کوشش و جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ و پہلی بحیث شریف وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہلسنت کی خدمات میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل میں پیش کر رہا ہوں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر فقیر کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین“۔۔۔۔۔

مرتدین الکفرین نے اپنی آنکھیں اس صاف روشن تصریح سے پھوڑ لیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم طباعت اشاعت درکنار، اُس کے غزلیات و قصائد و قطعات و اشعار کی جستجو و فراہمی بھی حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے سالہا سال بعد ہوئی ہے۔ پھر اگر اس کے کچھ اشعار کے بے ترتیب چھپ جانے کو بے دینان و بے ایمان غلط و باطل و خبیث معنے گڑھنے کا انتشار بنالیں تو اس سے معاذ اللہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا افتراء باندھنا کیسی زبردست ہٹ دھرمی ہے۔

ثانیاً۔۔۔۔۔ مرتدین الخبثین نے اپنے آپ کو اس طرف سے بھی لنگوڑی بنالیا کہ اسی صفحہ ۳ پر دو جگہ مولے قلم سے لفظ ”علیحدہ“ لکھا ہوا ہے۔ پہلی جگہ۔۔۔۔۔
”حور و دیت کیلئے شوق سے آنکھیں دھولیں اسی سرکار کا مُسکوک ہے حوض کوثر“
اسی شعر کے بعد

”سنگ چُمت اُن کا لباس اور وہ جو بن نکھا“ کہ ہوئے جاتے ہیں جامگہ بروں سینہ و بر“
اس شعر سے پہلے لفظ ”علیحدہ“ بالکل ٹھیک اپنے محل پر ہے۔ یہاں اس لفظ ”علیحدہ“ نے صاف بتا دیا کہ معاذ اللہ حضرت سیدتنا اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ تو حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس ”علیحدہ“ کے بعد والا شعر تو حوروں کے متعلق بھی ہرگز نہیں بچھڑ بھی قصیدہ مبارکہ پر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت تراشنا کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔
دوسری جگہ لفظ ”علیحدہ“ اشعار کے بے ترتیب نقل ہو جانے کے سبب اپنے محل پر نہ رہا۔ درحقیقت یہ دوسرا لفظ ”علیحدہ“ خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا، راہ نزدیک سے ہو جانب

تشبیہ سفر“ اس شعر کے بعد تھا۔

ثالثاً — مرتدین انجمن نے اس شعر کی طرف سے بھی اپنے دیدوں کو چھپٹ کر لیا جو صاف بتا رہا ہے کہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حامد و مدائح لکھنے کے قصد سے تم اٹھا تھا لیکن اس کے علاوہ کسی اور مضمون لکھنے میں مصروف ہو گیا اور اس وقت جس مضمون کے لکھنے میں تم مشغول ہے وہ مدحت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مضمون ہرگز نہیں، بلکہ اس کے سوا کوئی اور مضمون ہے۔ پھر اسی شعر کا دوسرا مصرعہ بھی بتا رہا ہے کہ اس شعر کے بعد بھی حضرت سیدتنا الحیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح و ثنا کا مضمون نہیں ہو گا بلکہ اس کے بعد تشبیہ ہوگی۔ قصیدے میں مدح کی مدح سے پہلے مخاطبین کو اصل مقصود کی طرف متوجہ کرنے کیلئے عہد شباب کی یادگار کے طور پر بطریقہ تمہید کچھ واقعات اگر محض فرضی ہوں بیان کئے جاتے ہیں۔ اس بیان کو اصطلاح شعر میں ”تشبیہ“ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت سیدنا کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصیدہ مبارکہ نعتیہ خاص بارگاہ رسالت علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیہ میں بلا واسطہ خود عرض کیا۔ جس کے اس شعر میں کہ ۛ

إِنَّ الرَّسُولَ لَنَارٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ إِنَّهُ لَسَيْفٌ مِنْ سَيَوفِ الْهُدَىٰ مُسْلَوٌ

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ مبارک اصلاح بھی فرمائی کہ ۛ

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ وَإِنَّهُ لَسَيْفٌ مِنْ سَيَوفِ اللَّهِ مُسْلَوٌ

اس قصیدہ مبارکہ کو بارگاہ رسالت علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیہ سے بڑا عظیم شرف قبولیت عطا فرمایا گیا۔ اسی قصیدہ مبارکہ کی تشبیہ میں ہے۔ ”بَانَتْ سَعَادٌ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَبْتُولٌ“ یعنی سعاد جا ہو گئی تو میرا دل لکڑے ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ کوئی معشوقہ تھی جس کا نام سعاد تھا نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلب اسکے فراق سے زخمی تھا۔ محض تشبیہ ہے۔ اسی پہلے مصرعہ کی وجہ سے اس قصیدہ مقدسہ کا نام ہی ”بانٹ سعاد“ ہو گیا۔ اسی طرح قصیدہ مبارکہ بردہ شریف کے بھی ابتدائی اشعار تشبیہ میں ذی سلمہ و کاظمہ و اضر کا تذکرہ ہے جو مجبوں و مطلوبوں کے اماکن و مساکن کے نام ہیں۔ ظاہر ہے کہ امام محمد بوہیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معشوقات ہرگز نہ تھیں جو ذی سلم یا کاظمہ یا اضر میں رہتی تھیں۔ بلکہ یہ بھی محض تشبیہ ہے۔ لیکن حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۳۷ میں اس شعر کے بعد اشعار تشبیہ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس شعر کے بعد فوراً ہی خود حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح یوں شروع ہو جاتی ہے ۛ

تین اقدس میں لباس آیہ تطہیر کا ہو سورہ نور ہو سر پر گہرہ اما معجز
یہ امر بھی صاف واضح طور پر بتا رہا ہے کہ اس شعر سے پہلے کے اشعار ہرگز ہرگز معاذ
اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں نہیں۔ اور اس شعر کے بعد جو اشعار تشبیہ تھے وہ یہاں نہیں ہے
کیونکہ قصیدہ مدحیہ میں پہلے اشعار تشبیہ ہوتے ہیں۔ پھر مدح مدح کی طرف گزیر کے اشعار ہوتے پھر مدح کی مدح کے
اشعار ہوا کرتے ہیں۔ ان واضح و روشن امور کے ہوتے ہوئے بھی اس شعر کے پہلے کے اشعار کو زبردستی
معاذ اللہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بتانا کیسی بے مثال و بے مثال ہے
حیاتی ہے۔

رابعاً ————— مرتدین انجمن اس طرف سے بھی محض سورہ اس بن گے کہ صفحہ ۳۸ پر
اس قصیدے کے آخر میں یہ چار شعر ہیں۔

یاد وہ مجمع رنگیں عروس ان حجاز اور پیماں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
مادر زرع کی شاداب وہ کشت امید برقی خرمین وہ طلاق اور نکاح دیگر
رنگ عشرت سے کسی گل کا بکھرتا جو بن خار حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر
داغ حرمال کا کوئی چاند سا ٹکڑا شاکی مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر
ہر شخص بدلتا دیکھ رہا ہے کہ یہ چاروں شعر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ عزت
کے مسرات قات رفعت سے ہرگز ہرگز علاقہ نہیں رکھتے۔ یہ چاروں شعر یقیناً یقیناً انہیں گیارہ
کافہ مشترکہ دہنوں کے متعلق ہیں۔ جن کا تذکرہ اس حدیث شریف میں ہے جو ابتدائے جواب میں
لکھی گئی۔ جن میں کی گیارہویں عورت اُم ذرع ہے۔ جو ابو ذرع کی زوجیت میں نہایت بہترین عیش
و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے پھر اس کا شوہر سفر کو جاتا ہے تو ایک عورت پر جس کے دو بچے
دودھ پیتے اس کی پیٹھ کے درمیانی حصہ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے ہیں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ اُم ذرع
کو طلاق دے دیتا ہے اور اس بچوں والوں والی عورت سے نکاح کر لیتا ہے، اُم ذرع کی لہلہاتی ہری
بھری شاداب کھیتی پر ایک دم سے بجلی گر پڑتی ہے جو اس کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ انہیں گیارہ میں سے
کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ لطف و مسرت میں زندگی گزار رہی ہے کوئی اپنے شوہر کے یہاں رنج
و مصیبت کے دن کاٹ رہی ہے۔ انہیں گیارہ میں سے کوئی حسینہ ہے جسکی گودا اولاد سے خالی ہے جس کو

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کی گود کو اللہ تبارک تعالیٰ کا اولاد سے خالی رکھنا بھی مصلحتوں اور حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ انھیں گیارہ عورتوں میں سے وہ بھی ہیں جو حسن و شباب کی گرم جوشیوں سرستیوں سے بھری ہوئی ہیں جیسا کہ حدیث شریف کے الفاظ کریمہ ظاہر ہے۔ چونکہ یہ حدیث شریف حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی اور صحابی یا صحابیہ سے مروی نہیں اور اس حدیث شریف سے بیسیوں مسائل شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں اس لئے محدث ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصیدے میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ”یاد وہ مجمع رنگین عروساں حجاز“ فرما کر تمہیداً انھیں گیارہ عورتوں کا واقعہ بیان فرما کر حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسان یاد دلاتے ہیں کہ اے ایمان والو! اپنی مادرِ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسان عظیم یاد کرو کہ اگر اس حدیث شریف کو روایت نہ فرماتیں تو تمام اہل ایمان اس قدر مسائل شرعیہ کو جاننے سے محروم رہ جاتے۔

پھر اسی حدیث شریف کے آخر میں حضور شہنشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کمالِ کرم حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس عظیم شرف سے مشرف فرماتے ہیں کہ میرا برتاؤ تیرے ساتھ ایسا ہے جیسا ابو ذرؓ کا برتاؤ ام ذرؓ کے ساتھ تھا۔ پھر ابدی بشارتِ عظمیٰ عطا فرماتے ہیں کہ ابو ذرؓ نے ام ذرؓ کو طلاق دے دی لیکن میں تجھے کبھی طلاق نہ دوں گا، ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین ہونے کے شرف سے کبھی تجھے محروم نہ فرماؤں گا۔ یہ مناسبت بھی اس کا باعث ہوئی کہ قصیدہ فضائلِ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تمہید میں ان گیارہ عورتوں کا تذکرہ فرمایا جائے۔ اسی قصیدہ مبارکہ میں ان چاروں شعروں کو دیکھتے ہوئے بھی یہ بکواس کرنا کہ قصیدہ مبارکہ کا ہر ایک شعر حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی شانِ اطہر میں ہے معاذ اللہ کیسی شرمناک بے ایمانی ہے۔

ہمارے اس بیان سے کالشمس فی النہار واضح و آشکار کہ اگرچہ قصیدہ مبارکہ بے ترتیب چھپ گیا، اگرچہ اشعار الٹ پلٹ ہو گئے پھر بھی خود قصیدہ مبارکہ ہی کے اندر ایسا سامان موجود ہے جو صاف طور پر بتا رہا ہے کہ خبتائے وہابیہ و ملاعنہ دیوبندیہ جن شعروں کو معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا بہتان باندھ رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز نہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ اطہر میں نہیں۔ ان کی شانِ اطہر تو ان کی شانِ اطہر ہے، ان کی کمیز ان سرکارِ حور عین کی شان میں بھی ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تینوں شعریں بھی انھیں گیارہ کافرہ مشرکہ دہنوں ہی کے متعلق

ہیں۔ یہ حضور علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمالِ ادب ہے کہ اس قصیدہ مبارکہ تشبیب میں بھی معشوقانِ مجازی کا تذکرہ نہ فرمایا، بلکہ شمسِ قمر و اختر و چرخ کے تذکرے اور جنت کی زیبائوں آرائشوں پھولوں بلبلوں حوروں کے بیان سے تشبیب فرمائی ہے۔ فلو جہ ربنا الکریم الحمد و علی حبیبہ و آلہ الصلاۃ والسلام۔

دیباچہ ملا عنہ اس قصیدہ مبارکہ پر تو معاذ اللہ حضرت سیدتنا صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور خود حکیم الامتہ الدیوبند یہ مجدد الملتہ النجدیہ جناب شرف علی صاحب تھانوی کی ناپاک ملعون کفری عبارتِ خبیثہ کو معاذ اللہ اپنا دین و ایمان جانتے ہیں۔ تھانوی صاحب کو اپنے ہولناک بڑھاپے میں تیرہ برس کی ایک دوشیزہ سے جوان کی شاگردہ بھی تھی مریدہ بھی تھی محبت ہو جاتی ہے۔ اس کے والدین کو جب خبر ہو جاتی ہے تو تھانوی جی سے اس کا پردہ کرا دیتے ہیں۔ پھر بھی مفر نہیں دیکھتے تو تھانوی جی کے بھانجے سے اس کا عقد کرا دیتے ہیں۔ مگر تھانوی جی کی قیمت کہ وہ مرجاتا ہے یہ بیوہ ہو جاتی ہے۔ تھانوی جی کے دل میں پھر وہی پہلے کا تقاضا عے محبت جاگ اٹھتا ہے اور اس کمسن بیوہ شاگردہ مریدہ بانجھ بہو سے خود اپنا عقد کر لیتے ہیں۔ اس پر تھانوی جی کے چھوٹے بھائی اکبر علی تھانوی سے ناراض ہو کر تھانوی جی کو خط لکھتے ہیں کہ آپ یہ کیسی حرکت کر گزرے کہ بھابھی صاحبہ کی حالت بھی بدل گئی اور خود آپ کو بھی خوشی حاصل نہ ہوئی۔ تھانوی جی اس کا جواب لکھتے ہیں جس کا نام الخطوب المذنب للفتوب المذنب ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے درحقیقت تھانوی جی کی اپنے بڑھاپے میں عشقِ بازی کا ایک خود نوشتِ ناول ہے۔ اس کے صفحہ ۸ پر اقرار ہے کہ یہ عقد درحقیقت اس کمسن بی بی کی عمر کو ضائع کرنا تھا۔ اسی صفحہ ۸ پر ہے۔

”ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا، میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن بی بی ملے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں ہی قصہ یہاں بھی ہے۔“

اللہ اکبر! کوئی چار بھنگی بھی ماں کی تعبیر جو رو سے نہ دے گا۔ مگر تھانوی جی خوب جانتے تھے

کہ وہ تو ام المؤمنین ہیں ایمان والوں کی ماں ہیں۔ ان مرتدوں کے پاس ایمان ہی کہاں، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حالات طیبہ کو ”قصہ“ کہا اور اپنے حال بد کو بعینہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حال بتایا، صاف لفظوں میں بک دیا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار میں کیسی عظیم گستاخی اور حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں کیسی شدید بے ادبی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی بے غیرت سے بے غیرت، بیچاسا بے حیا، بے شرم سا بے شرم حتیٰ کہ بازاری زن فاحشہ کا بھی اگر کوئی بچہ ہو تو وہ بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر اُس کی تعبیر یہ نہ دے گا کہ اس سن و سال کی ایسے ہی خدو خال کی معشوقہ اُسے مل جائیگی۔ کسی مسلمان کو اگر واقعے میں حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اگر شرف زیارت حاصل ہو تو کیا اس کا وہم بھی اسی نجس گندی گھنونی تعبیر کی طرف جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ مگر اس تھالوی نے جو اپنے آپ کو نبی جینا تسلی بخش تبارہا، (رسالہ الامداد صفحہ ۳۳۶ ۳۵) اپنے آپ کو معاذ اللہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جگہ رکھا اور اپنی نئی جوڑ کو حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ قائم کیا اور صاف یہ نسبت جوڑ کر کھلے لفظوں میں بک دیا کہ ”وہی قصہ یہاں ہے“۔

کوئی مسلمان اپنی کسی حالت کو حضور سیدہ المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حالات مقدسہ کے ساتھ تشبیہ دینا بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ فلاں معاملے میں میرا حال بالکل ایسا ہی ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تھا۔ مگر تھالوی جی تشبیہ سے بھی اڑ کر غیبت تک پہنچے کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ یعنی جو واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا وہی قصہ بعینہ بلا تفاوت تھالوی اور تھالویہ جدیدہ کا ہے۔

اور سنیے یہی آپ کے حکیم الامتہ صاحب اپنی کتاب ”الافاضات الیومیہ“ جلد ۱، صفحہ ۱۱۱ لکھتے ہیں۔ ”ایک شخص نے اپنا خواب لکھا کہ (نعوذ باللہ) میں نے حضرت عائشہ کے ساتھ ایک نازیبا حرکت کی ہے مجھ سے خواب بیان کیا گیا، سنتے ہی فوراً ذہن میں آیا یہ شخص کسی شیعہ مسئلہ کا معتقد ہے جو اس عضو کے ساتھ مخصوص ہے، میں نے بھی جواب لکھ دیا، اُن کو تعبیر پڑھ کر حیرت ہو گئی کہ یہ کیسے سمجھ میں آیا۔ ایک میرے دوست بیان کرتے تھے جن سے صاحب واقعہ

نے بیان کیا تھا کہ میں ڈھیلے سے استغیا سکھانے کا نہ مقصد تھا اور نہ میں اس پر عامل تھا اس لئے اپنے لئے تعبیر سے عدم مناسبت بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔
 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ مگر یہ باتیں تو ایمان والوں سے کہنے کی
 کی ہیں تھا توئی واذناب تھا توئی سے اس کی کیا شکایت
 مَا عَلَىٰ مِثْلِهِ يُعَدُّ الْخَطَاءُ
 مسلمانانِ اہلسنت ان مکاروں کے حلقہ مکرو ترویر میں اپنی مسلمانی و سنت کو ہرگز نہ پھنسائیں
 اور اپنے دوسرے سنی مسلمان بھائیوں کو بھی سمجھائیں کہ وہ بھی اُن غیاروں کے حلقہ فریب و دغا میں پھنسنے
 سے اپنے اپنے دین و ایمان کو بچائیں۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوَفِّقُ جَلَّ جَلَالُهُ وَعَلَىٰ حَبِيبِهِ وَاللّٰهُ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ان مرتدین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کے مثل معاذ اللہ ہر ایک بچے
 ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کیلئے بھی علم غیب ثابت کر دیا (حفظ الایمان تھا توئی ص ۱۷)۔
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کو شیطان ملعون کے علم سے کم اور شیطان
 ملعون کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس سے زیادہ بتایا (براہین قاطعہ انبیہ ص ۱۵۸)
 اللہ قدوس و سبح جَلَّ جَلَالُهُ کو جھوٹا ٹھہرایا
 (قولہ فتوائے گنگوہری)
 سچے بے عیب خدائے وحدہ لا شریک لہ کے معاذ اللہ چوری کرنے شراب پیئے ظلم کرنے جاہل ہونے
 کو جائز و ممکن لکھ کر تمام عیبوں کے ممکن ہونے کا اس کی ذات اقدس کو عیب لگایا (تذکرۃ الخلیل میرٹھی ص ۸۶)
 یہ کہہ کر کہ کذب و ظلم اور تمام قبیح باتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لحاظ سے کوئی برائی نہیں یعنی وہ جھوٹ
 بولنے ظلم کرے ہر قسم کی تمام بے حیائیاں کرے تو بھی اس کی ذات اقدس میں کوئی خرابی لازم نہیں آسکتی اللہ تعالیٰ
 کے معاذ اللہ عیبی ہونے کا کفری گیت گایا۔
 (جہد المقل دیوبند ری حصہ اول صفحہ ۷۷)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصف خاتم النبیین کے اس ضروری دینی معنی کو کہ
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں نا سمجھ لوگوں کا غلط خیال ٹھہرا کر
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد
 بھی نئے پیغمبروں جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز بتا کر مرتد قادیانی کو دعوائے نبوت کرنے کا

کفری سبق سکھایا۔ (تنذیر الناس نالوتوی صفحہ ۳ و ۴ و صفحہ ۲۸)

حضور نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر شریف تک معاذ اللہ ایمان سے قطعاً بے خیر تہذیب اخلاق سے بالکل ناواقف لکھ کر مرتدین و منافقین کے دفتر میں اپنا نام لکھوایا۔ (مختصر سیرت نبویہ کا کوری صفحہ ۲۲)

ان کے ایسے ہی اقوال کفریہ پر عرب و عجم کے تمام علمائے اہلسنت و متقیان دین و ملت نے متفق علیہ فتاویٰ صادر فرمائے ہیں کہ یہ لوگ اپنی ان کفری عبارتوں کی وجہ سے حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً ایسے کافرو مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو کافر مرتد کہنے سے زبان روکے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ملحد منافق زندیق ہے۔۔۔ قرن گذر چکے جگ بیت گئے کسی بڑے چھوٹے کی یہ ہمت نہ ہو سکی نہ کبھی انشاء اللہ الواحد القہار ہو سکے گی کہ ان ملعون عبارت کفریہ کو اسلام بنا سکیں ان کے قائلین اور ان کے اذباب کے سروں پر سے کفر و ارتداد و زندقہ و الحاد و نفاق کے پہاڑ اٹھائیں تو کھسائی بلی کی طرح کھبا نو چنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اور الملفوظ شریف حدائق بخشش حصہ مدائح اعلیٰ حضرت و وصایا شریف کی عبارتوں پر کفر کے بہتان باندھنے لگے ہیں تاکہ بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمان ان کے مکر و فریب میں پھنس جائیں۔ ان بیچاروں کو یوں بہکائیں کہ عبارت کفریہ تو معاذ اللہ علمائے اہلسنت کی کتابوں میں بھی ہیں اور مناظرین اہلسنت کو ان مکرانہ بحثوں میں الجھائیں اپنے طواغیت کے کفریات کو عوام کے دلوں سے بھلائیں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان اللہ لایہ ہدی کید الخائنین و مکر و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین:

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علی خیر خلقہ و قاسم رزقہ سمیعنا و مالکنا محمد و آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم و حزبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و اللہ ورسولہ اعلیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

سب بارگاہ نبوی و بندہ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیہما قاری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ و لا یوبیہ و اہلہ و اخوانہ و احبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

۲۱ ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ و ثنید مبارکہ ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء

قَهْرُ رَبِّ النَّاسِ عَلَى كَوَدِ الْقَاظِمِينَ أَهْلُ الْيَاسَنِ

۴۲ — ۴۳ — ۱۳

مسئلہ:

- کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت زادہما اللہ شرفاً وشوکہ مندرجہ ذیل مسائل میں۔
- ۱۔ تبلیغی جماعت کے نام سے ملک میں جو جماعت کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے کس عقیدے کے لوگ اسکی کمان کر رہے ہیں؟
 - ۲۔ تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے اور اس کے عقائد کیا تھے۔ سنا جاتا ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی اس طریقے کا موجد ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ تاریخی دلائل مطلوب ہیں۔
 - ۳۔ بانی کے عقائد و اعمال کا اثر اس کی قائم کردہ جماعت پر پڑ سکتا ہے یا نہیں؟ گو اس کے اصول اچھے ہیں۔ بشرق اول شرعی حکم کی بنا اس پر کس حد تک رکھی جاسکتی ہے؟
 - ۴۔ تبلیغی جماعت کے طریقہ تبلیغ کے متعلق یہ کہنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ کرام کی سنت ہے شرعی اور تاریخی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟
 - ۵۔ تبلیغی جماعت والوں کے عقائد و اعمال کچھ بھی ہوں صرف یہ دیکھ کر کہ بظاہر ان کے اصول اچھے ہیں سنی مسلمانوں کو اس جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ہر دو شق پر کتاب و سنت سے دلیل مرحمت فرمائی جائے۔ بینوا آجروا۔ والسلام

المستفتی

اصغر علی، جمشید پور

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! وعلی ذویہ وصحبہ ابد الدہر وکما

۱۔ تبلیغی جماعت کے نام سے ملک میں جو پارٹی کلمہ و نماز کی تبلیغ کے ڈھونگ رچا

رہی ہے ہندوستان کے چھٹے ہوئے وہابیہ دیوبندیہ اسکی کمان کر رہے ہیں۔ جیسے منظور سنبھلی، ابو الحسن علی ندوی، عاشق الہی بلند شہری، احتشام الحسن کاندھلوی، اور ظفر احمد تھانوی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۲۔ تبلیغی جماعت کا بانی ایک پکا وہابی کٹر دیوبندی تھا جسکو الیاس کہا جاتا ہے۔ محمد ابن عبد الوہاب نجدی چونکہ تمام سُنی مسلمانوں کو کافر مشرک کہتا تھا اسی لئے جس کسی کو اپنے حلقہ و ہایت میں لاتا تھا پہلے اس کو کلمہ پڑھواتا تھا۔ اس کے آبا و اجداد جو مذہب اہلسنت پر دنیا سے گزر گئے سب کو اسکی زبان سے کافر مشرک کہلواتا تھا۔ اسی طرح اپنے نزدیک اسکو نیا مسلمان بناتا تھا۔ اس کے سر کے بالوں کو حالت کفر و شرک کے بال بنا کر اس کا سر بھی منڈواتا تھا۔ لے

اسی نجدی طریقہ تبلیغ کو یہ نام نہاد تبلیغی جماعت وہابیہ اندر لو آہستہ آہستہ نہایت مکاری و عیاری کے ساتھ زندہ کرنا چاہتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۳۔ کسی جماعت کے بانی کے عقائد و اعمال کا اثر اس جماعت پر ضرور پڑتا ہے۔ کم از کم اتنا تو ضرور رہی ہوتا ہے کہ اس کے عقائد کفریہ پر اطلاع رکھتے ہوئے اس جماعت کے افراد اس کے ساتھ وہ معاملات نہیں برتتے جو حکومت غیر اسلامیہ میں بھی مسلمانوں پر مرتد کے ساتھ برتنا فرض ہیں۔ اور مستحق جہنم ہونے کے لئے یہ بدانت ہی کیا کم ہے کما فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کی جماعت کو زیادہ کیا وہ اسی قوم میں سے ہے۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَامَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ یعنی اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنی اور جو لوگ کفر کرنے والے ہیں وہی ظالم ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث

لے ملاحظہ ہو تاریخ امراء بلاد الحرام والذکر السنی فی الرد علی الوہابیہ العلامة مولانا السید احمد زینی دحلان رضی اللہ عنہ الرحمن وسیف الحبیب السلول علی الاعدار الابرار للعلامة مولانا فضل الرسول البدایونی الثمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایہم لا یصلونکم
وَلَا یَفْتِنُونُکُمْ۔ یعنی کلمہ پڑھنے والے مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں بد دینوں سے دور رہو
اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ اور جماعت
کے جن افراد پر اس کے بانی کا اثر معاذ اللہ یہاں تک پڑ گیا کہ اس کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے
بعد اسکو کافر مرتد کہنے سے توقف کرنے لگیں یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھنے لگیں تو وہ
عیاذ باللہ سبحنہ تعالیٰ شرعاً خود ہی کافر مرتد ہو جائیں گے۔

دین اسلام کا اجتماعی مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے کہ مَنْ شَکَّ فِی کُفْرٍ وَعَذَابُہٗ فِدْکَ فَرَّ۔
یعنی جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یا کسی
عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار کرنے والوں میں سے کسی کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک رکھے
وہ خود بھی شرعاً کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ کسی جماعت پر اس کے بانی کے عقائد و اعمال کا اثر پڑنا یقینی ہے
اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُو کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ یعنی جس دن ہم ہر شخص کو اس کے
پیشوا کے ساتھ بلا میں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۴۔۔۔ نام نہاد تبلیغی جماعت اکیاسیہ کا طریقہ تبلیغ مکرار نہ عیار نہ و جلالہ ہے۔ ان کے اس
طریقے کو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و صحابہ عالیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ بتانا معاذ اللہ
ان کی توہین ہے جو حد کفر کو پہنچانے والی ہے۔ اس سے توبہ فرض ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۵۔۔۔ اعمال فروع اور عقائد اصول ہیں۔ جب کسی جماعت کے بانی وار باب بست کشاد
واہل حل و عقد کے عقائد ہی معاذ اللہ کفریات و اتر مدارات پر متعل ہیں تو بظاہر اس کے اصول کو اچھا
بتانا مکروہ تبلیغی اور خدایع بیس ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ الیاس آنجنابی نے اپنی ساختہ تبلیغی تحریک کے چھ نمبر قائم
کئے ہیں۔ جنکو عاشق الہی بلند شہری نے یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اور اس
رسالے کا نام ”چھ باتیں“ رکھا ہے۔ اس کے صفحہ چھ پر پہلے ہی نمبر کلمہ طیبہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا
ہے۔ ”اُسی خدا کو حاجت روا مشکل کشا نگہبان اور مددگار اور نفع نقصان پہنچانے والا ہر جگہ

حاضر و ناظر اور ہر بات کا سننے والا یقین کرے۔

اس عبارت میں اس نے حاجت روائی مشکل کشائی نگہبانی مددگاری نافعیت ضاریت حاضر و ناظر ہونے ہر بات کا سننے والا ہونے کو صرف اللہ تبارک تعالیٰ ہی کیلئے حصر کر دیا۔ اگرچہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اُسی کے حکم اسی کی دی ہوئی قدرت سے حاجت روا مشکل کشائی نگہبان مددگار نفع نقصان پہنچانے والا حاضر و ناظر سننے والا دیکھنے والا مانتے ہیں مسلمانان اہلسنت کے دُور سے منہ بھر کر کاغذ اور ابو جہل کے برابر مُشرک تو نہیں کہا، لیکن اسمعیلی تقویت الایمانی خباثت و ضلالت کی جھلک دکھائی گئی۔ حالانکہ اللہ تبارک تعالیٰ کا شہید و بصیر ہونا، اس کا حاجت روا ہونا اس کا مشکل کشا ہونا، اس کا نگہبان ہونا، اس کا مددگار ہونا، اس کا نافع و ضار ہونا، اس کا ہر شے کو سننے والا اور دیکھنے والا ہونا یہ سب اس کی ذاتی صفات کمالیہ ہیں۔ لیکن اس نے اپنے حبیب محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کم سے حاضر نظر بنایا۔

قال الله تعالى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

مکی خبریں دینے والے نبی بیشک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بھیجا۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا یعنی اور ہو گا یہ رسول تم پر گواہ اور نگہبان۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَجِئْنَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا یعنی اور اے محبوب ہم لائیں گے آپ کو ان لوگوں پر گواہ و نگہبان۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبان کرام علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے حکم سے اپنی دی ہوئی قدرت سے اپنے بندوں کا حاجت روا مشکل کشا نگہبان مددگار نفع رساں سمیع و بصیر بھی بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو الامن والعلیٰ لنا علی المصطفیٰ بدافع البلاء و "برکات الامداد لاهل الاستمداد" و "انوار الانبیا فی حل نداء یارسول الله" و "الدولة الملكية بالمادة الغیبیة" من تصانیف سیدی مرشدی علی حضرت المجدد الاعظم امام اہل السنۃ الشیخ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان القادری البرکاتی البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بہر حال اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ الیاسی نام نہاد تبلیغی جماعت کے پہلے نمبر کلمہ طیبہ

لے ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ اقوم البیان بان الحبيب لا یخلو منه زمان ولا مکان مصنف مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب صدیقی دانا پوری قادری رضوی زبیر فیضیہم۔ ورسالہ مبارکہ تعریف اہل الاسلام والايمان بان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا یخلو منه زمان ولا مکان

کی تلقین ہی میں درپردہ و باہت ٹھونس ٹھونس کر بھردی گئی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
 پھر صفحہ سولہ پر چوتھے نمبر ”اکرامِ مسلم“ کی تفصیل میں لکھا جاتا ہے۔
 ”مومن کی شان یہ ہے کہ ہر مخلوق کے حقوق کا دھیان رکھے اور تواضع کے ساتھ
 پیش آئے، جو اپنے لئے پسند کرے وہی سب کیلئے پسند کرے، نہ کسی سے بغض
 رکھے۔“

یہ صلحِ طحّیت کی تسلیم ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تہذیب یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین یا کسی عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار کر کے اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ عداوت و دشمنی کر رہے ہیں ان کے ساتھ بغض رکھنا خود اللہ و رسول کا حکم ہے۔ جل
 جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آسُوءُ حَسَنَةٍ فِي إِبْرَاهِيمَ
 وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُؤُ
 مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا
 بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْ
 الْبُغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَهُ
 یعنی اے مسلمانو بیشک تمہارے لئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 میں اور ان کے ساتھ والوں میں پیروی کا اچھا نمونہ ہے جبکہ
 انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک تم سے اور اللہ کے سوا
 جن کو تم پوجتے ہو ان سے ہم ہنرا رہیں۔ ہم تم سے منکر ہو
 گئے اور ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور پیرِ عیشہ کیلئے
 ظاہر ہو چکا۔ یہاں تک کہ تم اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لاؤ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔
 مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَالْبُغْضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنْعَ
 لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ۔
 یعنی جس نے اللہ کیلئے محبت رکھی اور اللہ کیلئے بغض رکھا
 اور اللہ کیلئے دیا اور دینے سے انکار اللہ کیلئے کیا تو بیشک
 اس نے ایمان کو کامل کر دیا۔

اس مبارک مضمون کی تفصیل رسالہ مبارکہ ”اربعین شدت“ مصنفہ مولانا مولوی ابو اللفظ
 محب الرضا محمد محبوب سیلخاں صاحب قادری رضوی دامت فیوضہم میں ملاحظہ ہو۔

مقدس دین اسلام کی مبارک تعلیم تو یہ ہے کہ اپنے نفس کیلئے کسی سے بغض نہ رکھے۔ لیکن اللہ و
 رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ان کے دشمنوں سے بغض رکھنا اور ان کے دوستوں

سے محبت رکھنا کمال ایمان و مدار ایمان ہے۔

پھر صفحہ ۳۲ پر ہے — ”مناجات مقبول پڑھنے کا ورد ہو تو اسے بھی پڑھیں — پھر صفحہ ۳۹ پر ہے — قضا نمازوں کے مسئلے ہشتی زیور حصہ دوم میں دیکھ لیں —“ ہشتی زیور اور مناجات مقبول دونوں کتابیں اشرف علی تھانوی کی ہیں۔ اور یہ تھانوی وہی ہے جس نے حفظ الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صریح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صہبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو جو بعض علم غیب اللہ تبارک تعالیٰ نے عطا فرمایا اس ناپاک عبارت میں اس کے مثل علم غیب اس نے ہر ایرے غیرے نفع خیرے کو بلکہ ہر بچے ہر پاگل کیلئے بلکہ ہر جانور ہر چارپائے کے لئے بھی ثابت کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ — یہی وہ عبارت کفریہ ملعونہ ہے جس کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے اور ہند و سندھ و دکن و کوکن و بلوچستان و بنگال و پنجاب و مدراس و گجرات و کاتھیاوار کے علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ حکم شریعت مطہرہ تھانوی ایسا کافر مرتد ہے کہ جو شخص اسکے اس قول پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان مانے یا اس کو کافر مرتد نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد ہونے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرآتو مستحق نارا بد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تھانوی نے ہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۴۲ پر ایک سرخی لکھی ”کفر و شرک کی باتوں کا بیان“ اور اسی کفری و شرکی سرخی کے ماتحت ان باتوں کو بھی گنا دیا۔

”کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرورت رہتی ہے، کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اُسے خبر ہو گئی، کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی اولاد مانگنا، کسی کے نام کا روزہ رکھنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی جگہ کی کعبے کے برابر ادب و تعظیم کرنا، کسی کے نام کا بازو پر

پیسہ باندھنا، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا، کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے چننا، یوں کہنا کہ خدا در سول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔

تھانوی صاحب نے اس عبارت میں صاف بتا دیا کہ، ۱۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کے متعلق یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ایسی قدرت رکھتے ہیں کہ ہمارے سب حالات کی ان کو ہر وقت ضرورت خبر رہتی ہے وہ کافر مشرک ہے، ۲۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی قدرت سے اُن کو ہمارے پکارنے کی خبر ہو گئی وہ کافر مشرک، ۳۔ جو شخص کسی نبی یا ولی یا خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی قدرت سے نفع و نقصان کا مختار مانے وہ کافر مشرک، ۴۔ جو شخص کسی نبی یا ولی سے یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مرادیں مانگے یہ سمجھ کر کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہی کے حکم اُسی کی قدرت سے یہ ہماری مرادیں ہم کو دیں گے وہ کافر مشرک، ۵۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو یہ سمجھ کر کہ یہ ہم کو اللہ تبارک تعالیٰ ہی کی قدرت اور اُسی کے حکم سے اولاد دے سکتے ہیں ان سے اولاد مانگے وہ کافر مشرک، ۶۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کیلئے اُن کے نام کا روزہ اس نیت سے رکھے کہ یہ روزہ جو میں نے خالص عبادت الہی کیلئے رکھا ہے اس پر بارگاہ خداوندی سے مجھ کو جو ثواب ملے گا وہ میں اس نبی یا ولی کی روح پاک کو نذر کرتا ہوں وہ کافر مشرک، ۷۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ کافر مشرک، ۸۔ جو شخص مدینہ طیبہ کی مقدس زمین کا کعبہ معظمہ کے برابر ادب اس کی تنظیم کعبہ مکرمہ کے برابر تعظیم کرے وہ کافر مشرک، ۹۔ جو شخص یوں کہے کہ خدا اور اس کا رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا وہ کافر مشرک ۱۰۔ ان امور کا مفصل و مدلل ثبوت اصلاً بہشتی زیور حصہ اول مصنفہ مولانا حسنت علی صاحب بریلوی زید مجدہم میں ملاحظہ ہو۔ ۱۰۔ جو شخص سفر کو جاتے وقت پیسہ یا روپیہ اپنے بازو پر اس نیت سے باندھے کہ جب سفر سے بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کامیاب و بامراد مع الخیر واپس آؤں گا تو اس پیسے یا روپے کی تیرہ تیرہ چاند آیات قرآنیہ اور چند بار درود شریف پڑھ کر اس سب کا ثواب حضرت سیدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو جن کا لقب امام رضا بن

ہے ثواب پہنچاؤں گا وہ کافر مشرک، ۱۱۔ جو شخص سہرا باندھے وہ کافر مشرک، ۱۲۔ جو شخص علی بخش نام رکھے وہ کافر مشرک، جو حسین بخش نام رکھے وہ کافر مشرک، جو شخص عبد البنی نام رکھے وہ کافر مشرک، ۱۳۔ اور یہاں پر وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ محمد بخش، احمد بخش، بنی بخش، رسول بخش عبد الرسول، عبد العلی نام رکھنے والے، ۱۴۔ اور بحکم تقویۃ الایمان غلام محمد، غلام احمد، غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفیٰ، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، غلام حیدر، غلام غوث، غلام خواجہ نام رکھنے والے بھی سب کے سب کافر مشرک ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الیاس نے اپنی گڑھی ہوئی تبلیغی جماعت کے کارکنوں کو اسکی ایک کتاب کو وظیفے کے طور پر بٹھنے اور اس کی دوسری کتاب بہشتی زیور پر عمل کرنے کا حکم دیا تاکہ اس طرح کے لوگوں کے دلوں میں تھانوی کا معاذ اللہ ولی اور عالم دین ہونا جما کر ان کو وہابی دیوبندی بنا دیا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صفحہ ۳۵ پر ہے ”ہر شخص سے کلمہ نہ سنیں اور نہ ہر شخص سے نماز کو کہیں۔ بسا اوقات ایسا کرنے سے نقصان دہ نتیجے نکل آتے ہیں“ پھر صفحہ ۳۶ پر ہے ”یکسی سے مناظرہ نہ کریں اور سوال و جواب میں نہ لگیں“ پھر اسی صفحہ ۳۶ پر یہ ہے ”خاص آدمیوں سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ دین دار یا مالدار ہوں یا اور کسی حیثیت سے اپنے شہر محلے اور گاؤں میں با اثر ہوں، ایسے لوگوں سے بات کرتے وقت بڑی سمجھ اور بصیرت کی ضرورت ہے“ پھر صفحہ ۴۲ پر ہے ”گشت میں یا دعوت میں یا تعلیمی حلقے میں کسی اختلافی مسئلے کا ذکر نہ چھیڑیں بلکہ اصل توحید اور اکابر اسلام کی دعوت دیں۔ جب کلمہ کا مطالبہ سمجھ میں آجائے گا تو ہر شخص اس کے احکام کی صحیح تحقیق کرے گا“ پھر صفحہ ۴۴ پر ہے ”لوگوں کو دین کی طرف لانے اور دین کے کام میں لگانے کی تدبیریں سوچا کرو اور جس کو جس راستے سے متوجہ کر سکتے ہو اس کے ساتھ اسی راستے سے پیش آؤ“ اور صفحہ ۴۴ پر ہے ”کلمے نماز کی تلقین گویا ہمارے نصاب کی الف۔ ب۔ ت ہے۔“

ان چھٹوں عبارتوں میں الیاس کا مدھلوی نے اپنے تبلیغی اذتاب کو مکرو فریب اور تقیہ و کذب کی کھلم کھلا تلقین کی ہے۔ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلم علیہم اجمعین کا مبارک طریقہ تبلیغ تو یہ ہے کہ لَا تُذِرُ كُفْرًا وَمَنْ بَلَغَ یعنی میں اس لئے تمہارے پاس تشریف لایا ہوں کہ اس قرآن کے ذریعے سے تم کو بھی ڈراؤں اور ان سب لوگوں کو بھی ڈراؤں جن تک یہ قرآن عظیم پہنچے۔

لیکن ایسا ہی طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ ہر شخص سے کلمہ پڑھنے، نماز پڑھنے کو نہ کہا جائے، کیونکہ بہت وہ سنی مسلمان جو ان ایسا ہی تبلیغیوں و ہابیت و دیوبندیت کا ڈھول پیٹنے والے طبلیچیوں کے عقائدِ کفریہ سے واقف ہیں۔ جب ان سے کلمہ پڑھنے کیلئے کہا جائیگا تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ ہم لوگ تقویۃ الایمان و بہشتی زیور کے مطابق تمام مسلمانانِ اہلسنت کو کافر مشرک سمجھتے ہیں اسی لئے کلمہ پڑھا کر اپنے دھرم میں ان کو مسلمان بنانے کیلئے گاؤں گاؤں قصبے قصبے شہر شہر محلے محلے گلی گلی پھرتے ہیں۔

ہمارے مالک آقا و مولیٰ حضور سیدنا محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کلمہ طیبہ پر پورا ایمان ہے، اپنے آقا و مالک مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے ہم کلمہ طیبہ پڑھتے رہتے ہیں، پڑھتے رہیں گے۔ اور خدا اور اس کا محبوب جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم چاہے گا تو ہم اس پیارے کلمہ طیبہ ہی پر دنیا سے اٹھیں گے۔ مگر تم جیسے وہابیوں دیوبندیوں کے کہنے سے ہرگز نہ پڑھیں گے۔ تم تو اپنے عقائدِ کفریہ مندرجہ بہشتی زیور و حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فلولٹے فتوائے گنگوہی کے سبب شرعاً خود ہی کافر مرتد منافق ملحد زندیق ہو، پھر تم کو کیا حق ہے کہ دوسرے کو کلمہ پڑھاؤ۔ پہلے اپنے وہابیانہ عقائدِ کفریہ سے توبہ صحیحہ شرعیہ کر کے وہابی دھرم دیوبندی پن্থ سے بیزاری و برأت کر کے سنی مسلمان بن جاؤ۔ پھر تم کو حق ہوگا کہ دوسرے کو کلمہ پڑھاؤ۔

تمہارے دھرم میں خدا جھوٹا ہے، چوری کر سکتا ہے شراب پی سکتا ہے، ظالم ہو سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے بُرے مستحقرے گندے، پاکیزہ کھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کر سکتا ہے۔ تمہارے دھرم میں رسول کا علم شیطان سے کم، اور بچوں یا پاگلوں جا نوروں چارپالیوں کے علم کے مثل ہے تو تم لوگ دوسروں سے کلمہ پڑھو اگر اُسی جھوٹے عیبی خدا کی توحید اور اسی شیطان کے کم بچوں یا گلوں جا نوروں چارپالیوں کے مثل علم رکھنے والے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر رہے ہو۔ اور جب ان سنی مسلمانوں سے بھولے بالے سیدھے سادے مسلمان اہل ایمان یہ باتیں سن لیں گے تو اس ایسا ہی نام نہاد تبلیغی پارٹی کا سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ پھر ان میں سے کوئی اس کے دھوکے میں نہ آئے گا۔ لہذا خوب سوچ سمجھ کر جان پہچان کر ایسے سادہ لوح ناواقف مسلمانوں سے کلمہ و نماز پڑھنے کو کہا جائے جو

۱۷ حاشیہ صفحہ گذشتہ سورۃ انعام پارہ ہفتم

جال میں پھنس سکیں اور یہ مکرو فریب کا اَلْیَاسِیٰ تسلیم ٹوٹنے نہ پائے۔ یُخَدَعُونَ اللّٰہَ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا
وَمَا یُخَدَعُونَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ۔ وَالْعِیَازُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس طریقہ تبلیغ تو یہ ہے جو ان کے رب کریم
جل جلالہ نے ان کو تعلیم فرمایا۔

اُدْعُ اِلَی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ یعنی اے محبوب آپ اپنے رب کے راستے کی طرف پکی
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِی تَدْرِیْ اور اچھی نصیحت سے بلاؤ اور اُن سے اس طریقے پر
ہِیْ اَحْسَنُ ہ لے بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

آیت کریمہ میں پکی تدبیر سے وہ محکم دلیلیں مراد ہیں جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دیں اور
اچھی نصیحت سے نیک کاموں پر ثواب کی رغبت دلانا اور بُرے کاموں پر عذاب سے ڈرانا مراد ہے
اور بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف اس کی آیتوں اور دلیلوں سے لوگوں کے ساتھ بحث
کر کے ان کو دین اسلام کی حقانیت کے متعلق تسلی و تشفی بخشیں۔

لیکن الیاسی طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ کسی سے مباحثہ نہ کریں نہ کسی کے سوال کا کچھ جواب دیں مطلب
صاف واضح ہے کہ مناظرہ و مباحثہ کرنے سے الیاسی پارٹی کی وہابیت و دیوبندیت ہر جاہل سے جاہل مسلمان
پر واضح ہو جائیگی۔ اَلْیَاسِیٰ مبطلین چونکہ اپنے وہابیہ عقائد کفریہ کی بنا پر باطل پرست، اٹھلے ہوئے
باطل پرست ہیں۔ اور حضرات مبطلین اہلسنت بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
اپنے عقائد حقہ ایمانیہ کی بنا پر اہل حق ہیں۔ اور حق و باطل کے مقابلے میں ہمیشہ باطل کو شکست فاش
ہوتی ہے۔ تو اگر یہ الیاسی مبطلین بھی جہاں کہیں اہلسنت کے سامنے میدانِ مناظرہ میں آئیں گے یقیناً
نزیمتِ فاشیہ و ذلتِ فاشیہ پائیں گے۔ جس کو دیکھ کر گاؤں، پہاڑوں کے رہنے والے، کھیتی کرانی محنت
مزدوری کرنے والے بے پڑھے مسلمان بھی اُن سے متنفّر ہو جائیں گے۔ لہٰذا الیاس کا مدھلوی نے اپنے اذہان
کو مناظرہ اور سوال و جواب سے قطعاً روک دیا۔ تاکہ وہابیت پر دے میں چھپی رہے اور پردے ہی پر دے
میں مسلمانانِ اہلسنت کی مسلمانی اور سنت پر منہ مارتی رہے۔ حالانکہ مناظرہ اور سوالوں کے جوابات دینا
حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے،

لے سورۃ نحل پارہ چہارم

ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ بلکہ سوالات کے جوابات عطا فرمانا خود اللہ تبارک و تعالیٰ کی سنت ہے۔ ایسی مہتمم بالشان مقدس و معظّم بیز کو کا ندھلوی نے اپنے مکارانہ طریقہ تبلیغ کے لئے مضمّن دیکھ کر اپنے دم چھلکوں پر سرے سے اس کا دروازہ ہی بند کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ ایماندار و دیندار لوگ مالدار ہوں یا مفلس ان کا لحاظ کیا جائے، ان کو نگاہ محبت و نظر رحمت سے نوازا جائے۔ سردارانِ کفار کی ایک جماعت نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی کہ ہمیں غریب اور شکستہ حال لوگوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے، اگر آپ ان کو اپنی صحبت سے دور کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے خلق کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرْطَاةً وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ

یعنی اے محبوب آپ اپنی جان پاک کو ان سے مانوس رکھئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی مبارک آنکھیں ان کو چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا آپ دنیا کی زندگی کا سنگار چاہیں گے اور اس کا کہنا نہ مانئے جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گذر گیا۔ اور فرما دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

لیکن انیس کا ندھلوی اپنے متبعین کو تلقین کرتا ہے کہ جو لوگ مالدار یا دینیوی عزت و جاہ و ثلے ہوں ان لوگوں سے بھی بات چیت کرتے وقت بڑی سمجھ اور بصیرت سے کام لو تا کہ وہ ناراض اور ناخوش نہ ہو جائیں۔ مطلب یہ ہوا کہ پوری خوشامد کامل چاہو سہی کے ساتھ ان سے بیٹھی بیٹھی چکنی پیڑی باتیں کر کے ان کو پھسلاؤ اور وہایت کے جال میں پھنساؤ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تبلیغ وہ ہے جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا

یعنی یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف

لے سورہ کہف پارہ پانزدہم

اَنْزَلَ اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰسْبٰطَ وَمَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نَفَرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَكَانَ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنُتُمْ بِهِ فَقَدْ هَتَدُوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۝

اترا اور اتارا گیا۔ ابراہیم واسماعیل واسحق و یعقوب او ان کی اولاد پر اور اس پر جو عطا کئے گئے موسیٰ و عیسیٰ او اس پر جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔ پھر اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئے جس طرح تم ایمان لائے تو بیشک وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو بیشک بڑی ضد میں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمادیا کہ سچا صحیح حق طریقہ تبلیغ صرف یہی ہے کہ تمام عقائد ضروریہ دینیہ و جملہ مسائل بدیہیہ ایمانیہ پر ایمان لانے کی کھلم کھلا تبلیغ کی جائے۔ لیکن اَلِیَّاس کا نہ ہلوی اپنے پس روؤں کو تاکید کرتا ہے کہ گشت میں کسی اختلافی مسئلے کا تذکرہ ہرگز نہ پھیریں بلکہ صرف کلمہ توحید پڑھوائیں۔ اور نماز روزے حج زکوٰۃ کی تلقین کریں۔ تقویۃ الایمانی و زشتی زیوری دھرم پر جن کھلے ہوئے کفریات و شرکیات میں وہ لوگ مبتلا ہیں ان سے توبہ کرنے کے لئے بھی کچھ نہ کہیں۔ پھر جب وہ تمہارے کلمہ توحید پڑھوانے ارکان اسلام کی تبلیغ کرنے کو دیکھ کر تمہارے معتقد ہو جائیں گے تو پھر آسانی سے وہ تمہارے ان وہابیہ عقائد کفریہ کو قبول بھی کر لیں گے جن کو تم اپنے دھرم میں کلمے کے احکام سمجھتے ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور سید الانبیاء علیہم علی آله الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ تبلیغ تو یہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے فَاصْلَحْ بِمَا تَوَمَّرُوْا وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی تو اسے محبوب آپ علانیہ وہ بات فرما دیجئے جس کا آپ کو حکم فرمایا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ یعنی اپنا دین ظاہر کرنے پر مشرکوں کے ملامت کرنے کی پرواہ نہ کی جائے۔ ان کی بیہودہ بات کی طرف التفات نہ کیا جائے، ان کے مسخرو استہزا کا کچھ غم نہ کیا جائے۔ (سورہ حجر پارہ چہار دہم)

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ط

(سورہ مائدہ پارہ ششم)

یعنی اے رسول پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے اُترا اور اگر (بفرضِ تعالیٰ) آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اسکا بیغام نہ پہنچایا۔

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

أَفَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ
أَنفُسُكُمْ أَتَكْبِرُونَ فَزَيَّفُوا
كَذَّبْتُمْ وَفَرَيقًا تَقْتُلُونَ ط
(سورہ بقرہ پارہ اول)

یعنی تو کیا تمہارے پاس کوئی رسول وہ لیکر گئے جو تمہارے
نفس کی خواہش نہیں۔ تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء علیہم
الصلوة والسلام) میں سے ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور
ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پیارا طریقہ تبلیغ تو یہ ہے کہ دین الہی کے تمام ضروری اہم مسائل
و عقائد کی کھلم کھلا بلا خوف و متہ لائے یعنی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کچھ خوف کے بغیر تبلیغ
فرماتے رہے۔ اور اپنے جھٹلائے جانے اور شہید کر دیئے جانے کی بھی کچھ پرواہ ہرگز نہ فرمائی۔ لیکن گاندھی
اکیاس کا طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ اپنے دین و ہدایت و مذہب دیوبندیت کو عقائد و مسائل کو صاف صاف ہرگز
پیش نہ کیا جائے۔ ورنہ یہ طلسم تبلیغ سارا کا سارا درہم برہم ہو جائیگا۔ بلکہ تدبیروں، جیلوں، مٹکاریوں کے
ساتھ خفیہ طور پر لوگوں میں پھیلاؤ۔ سوچ سوچ کر نہی نہی تدبیروں گڑھا کرو، کسی سے کچھ کہہ دیا کرو، کسی
کو کچھ سمجھا دیا کرو، کسی کو کچھ اور سنا دیا کرو۔ یعنی جس کو دیکھو کہ اس طریقے سے ہمارے جال میں پھنسے گا اسکو
اُسی طریقے سے پھانسا کر دو۔ جن سنی مسلمانوں کو تقویۃ الایمانی و زشتی زیوری دھرم پریم البوجہل کے برابر کافر مشرک
سمجھتے ہو ان کو بھی اس و ہدایت کفر و شرک سے پہلے پہلے نہ بچاؤ نہ اس کا ذکر اپنی زبان پر لاؤ کہ تم کافر مشرک ہو نہ ان
سے منہ پھیرو۔ جس تدبیر سے مناسب سمجھو ان کو تبلیغ کے جال میں پھانسو پھرو اپنے آپ و ہابی بن جائیں گے۔ والیاً
باللہ تعالیٰ۔ اور صفحہ ۴۲ کی عبارت میں گاندھی لکھا ہے کہ صاف کھل کھیلے ہیں۔ لکھا ہے —

”ہمارا اصلی نصاب جو تھانوی صاحب کی تعلیم ان کی کتابوں میں ہے اس کے لئے یہ کلمہ و نماز پڑھنا تا الف ب، ت ہے۔ یعنی
یہ کلمہ و نماز پڑھنا تاو سیدھے سادے بھولے بالے ناواقف عوام مسلمانان اہلسنت کو جو طائرانِ حینِ سنیت ہیں ہدایت
کے جال میں پھانسنے کیلئے ان کے سامنے ان کا محبوب مرغوب و اندہ پانی رکھنا ہے۔ اور اصل مقصد تو تھانوی صاحب
کی تعلیمات و ہدایت کو ان میں عام طور پر عام نہاں ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَآلِهِ وَحُزْبِهِ اَجْمَعِينَ۔

سب بارگاہِ نبوی و بندہ سرکارِ قادری و گدائے کوئے رضوی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں
قادری برکتی رضوی لکھنوی غفرلہ و لا یولہ اہلہ و انوانہ و احبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

الْفَلَادَةُ الطَّيِّبَةُ الْمَرْصُوعَةُ عَلَى مُخَوِّرِ الْأَسْكَالَةِ السَّبْعَةِ

۴۳ ————— ۱۲

ایک اشتہار بعنوان "مسائل سبعة النعمی ہفت ہزاری کا اشتہار ضروری" "الاظہار" بمبئی سے شائع ہوا۔ اس کا شائع کرنے والا عبد المالك زميندار اعظم گڑھی مقیم مکان یوسف میاں پہلا لالہ مسجد کے بازو میں مسجد گلی کھیت بارڈی پوسٹ بمبئی ہے۔ وہ اشتہار علمائے دین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ ان مسائل سبعة کے جواب عطا فرمائیں خدا سے اجر پائیں۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

اسلامی بھائیو! دینی دوستو! السلام علیکم ورحمة اللہ سبحانہ ووبرکاتہ

متحدہ دایام منقضي ہوئے ہیں کہ میں نے علم غیب کا مسئلہ خواہ صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے جواباً حضرت سید جید غوث اعظم کی کتاب فیض التائب کے حوالے سے فرمایا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ أَتَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لِأَنَّهُ عِلْمُ الْغَيْبِ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ

(مرآة الحقیقہ ص ۱۸ س ۱، مطبوعہ مصری)

خلاصہ مطلب کہ جناب ابوالقاسم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب جاننے والے مسلمان کو حضرت پیر صاحب بھی کافر فرما گئے ہیں اور علت غائی یہ ہے کہ خاصہ شے اُسے ہی کہا کرتے ہیں کہ اسی مخصوص ہی میں پایا جائے نہ غیر میں۔ پس رسول اللہ کا عالم الغیب

لے اشتہار میں اسی طرح لے اس اشتہار میں رفع کے ساتھ ہے ۳۰ مشہر کی عادت ہے کہ صلعم یا صلعم لکھتا ہے اور رضی اللہ عنہ کی جگہ رضی اللہ تعالیٰ کی جگہ ۱۲

ہونا شرعی اور عقلی بھی محال ہے۔ یعنی مخصوص صفہ خالق اور پھر مخلوق میں جلوہ گرہ حافض صاحب شریف
 صلاح کار کجا و من خراب کجا بہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا
 عہد اللہ تبار و رب الارباب ہے چہ نسبتہ خاک را با عالم پاک۔ فی الجملہ نہ تو اللہ
 صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں بھی کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے
 (البتہ دینی علوم وقتہ فوقتہ ہذریہ وحی بالضرورہ مکمل تعلیم دیے ہیں جملہ امور مفیبات کی بھی آپ
 کو اطلاع اسی قبیل سے ہے و بدیں وجہ مخصوص خفی بزرگوں نے ایسے عقیدہ والے مسلمان
 کو تو خصوصاً کافر ہی کہا ہے۔ خفی کتب فقہیہ ملا نظر ہوں) و خود بدولت نے بھی تولیت و
 سالار عہدہ طویل میں (جو بنوی عمر محدود ہے) نہ مردوں میں نہ عورتوں میں نہ عوام و خواص میں
 نہ روز و شب میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا ہے کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا
 فرمایا ہے اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ نے نہ اہلبیتؑ نے نہ اصحابؓ نہ تابعینؒ نے نہ تبع تابعینؒ نے
 باوجود ایسے صحیح و صریح دلائل پھر بھی رسول اللہ کو صفاتی۔ جزئی۔ مجازی۔ محدودی عالم الغیب
 جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے اور اللہ و رسول اللہ دونوں ہی پر بہتان عظیم ثابت کرنے والا
 نہیں تو آپ ہی بتائیں پھر وہ کون ہے (یا بے ایمانی تیرا ہی آسرا) اللہ صاحب تو قرآن شریف
 میں بھی متعدد مواقع پر رسول اللہ کو یہی حکم فرماتے ہیں کہ آپ کہہ دیجئے مجھے تو اللہ صاحب نے
 علم غیب نہیں دیا (میں غرض کرتا ہوں اور آج کل کے نام کے مسلمان تو بڑے زور شور سے باوازا
 دہل لکارتے پھرتے ہیں۔ یحییٰ بولی بوم مارتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ تو عالم الغیب ہیں تو
 آپ ہی انصاف فرمائیے گا۔ معاذ اللہ ایسی اللہ صاحب کو کیا کٹھن مشکل سخت مصیبت آخر
 بھی ایسی کیا حاجت کہ خواہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ سے جھوٹ بلوائیں مع ذلک دونوں سے
 ایک تو کاذب و کافر ہوا الہی توبہ الہی توبہ وَلَهُمَّ الْوَيْلُ مِمَّا يَصِفُونَ المختصر سائل
 راقم کے مجموعہ سوالات کے ادلہ قاطعہ سے حضرت خواجہ صاحب نے ایسے ایسے دندان شکن
 جوابات دیئے ہیں کہ بھائیو میں باللہ العظیم جو اس باختہ ہی ہو گیا ہوں۔ لہذا اس تمام رام کہانی

لے اشتہار میں یوں ہی ہے ۱۲ لے اشتہار میں یوں ہی ہے

کے بعد تو مسائل مستفتی کی جانب بھی اہل اسلام ذوی الاکرام والاحترام لکھ کر توجہ فیض موجب
مبذول فرمائیں۔ دہلوی دلیوبندی بہارِ نبوی میرٹھی لکھنوی۔ بریلوی۔ بدایینی۔ بمبئی۔ عموماً وہ
خصوصاً خواجہ صاحب مجددی بھی مکرر توجہ فرمائیں عند اللہ ماجور وغیرہ الناس مشکور ہوں

۱۔ علم غیب

۲۔ نذر غائبانہ غیر اللہ۔ مثل یا رسول اللہ یا ولی اللہ یا خواجہ وغیرہ۔

۳۔ نذر غیر اللہ

۴۔ محفل میلاد

۵۔ قیام

۶۔ تقبیلِ ابہامین (انگوٹھے چومنا)

۷۔ تعمیرِ قبر، پختہ قبر بنانا۔

قرآن شریف، صحیح احادیث، کتب ائمہ اربعہ چاروں زمرہ گوں کی تصانیف (بہار الدین۔
محی الدین۔ شہاب الدین۔ معین الدین۔ شعر۔ مرشدین اولین و آخرین، رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین) سے بھی جو کوئی مولوی صاحب مسائل مستفسرہ اسلوب کے احوجہ بند نہ کورہ غلط
فرمائیں گے تو حق المحنتہ فی مسئلہ انشاء اللہ سبحانہ ہزار روپیہ پیش کر دیں گا۔ وہ توفیقہ کیا
بڑی بات ہے۔ جو صاحب بھی نجدیت۔ غیر تقلدیت، وہابیت۔ نچریت۔ القاب و خطاب سے
اخبار سازی، اشتہار بازی سے اس مذہبی آزادی حکومت کے اندر بے علم مسلمانوں میں تہید
بازی و فتنہ پردازی کریں گے تو بھی اولاً یہ اُن کی ہرزہ ورائی زطل تافہیہ بمبئی محاورہ ٹھنڈے
بھگت کی بات سمجھی جائے گی۔ ثانیاً دفع فتانی فتنہ کما قال رسول اللہ صلعم کون فی
اخر الزمان دجالون کذابون یا تونکرم من الاحادیث بہا لم تسمعوا
انتہروا لا ابواکم فایاکم وایاہم لا یصلون کم ولا یفتنونکم
(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) الغرض آخر زمانہ میں جہلا مولویوں کی صورتوں میں اپنی کھچڑی و
بزدلی کے سبب بے علم مسلمانوں تمہیں ایسی جھوٹی و بناوٹی حدیثیں سنائیں گے کہ جو نہ تو تم
ہی نے نہ ہی تمہارے بزرگوں نے بھی کہیں نہیں سنی ہیں۔ اسی لئے اگر تمہیں دینداری منظور ہے تو

تو ایسے رنگین مولویوں و شوقین صوفیوں سے بھی مت ملو۔ ایسوں کا مریض بھی ہرگز نہ ہونا چاہیے
 كَمَا قَالَ اللَّهُ اَلَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۚ مِنَ الْغِيَةِ وَ
 النَّاسِ ۚ مولانا رومیؒ شعر

اے بسا ابلیس! دم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست
 والا تمہیں گمراہ کر کے مشترک ہی بنادیں گے۔ پس دینداروں سے ملتے رہو اور بدعتیوں
 سے بچتے رہو مخلصاً۔ بقاعدہ برطانوی دولت جی کورٹ میں مشہر صاحب سے مجبوراً
 عاجز سائل کو بھی مقدمہ بازی کر کے کیا (سوئے کا گھر مٹی ہی کا ہو جائے) مگر ایسے ضال
 مفضل۔ شہر آشوب۔ قتان مشہر کو تو (انشاء اللہ سبحانہ) حتی المقدور بغیر سخت قید و
 سزا زینہار درگزر نہیں کر سکتا اور جو مولوی صاحب سائل کے سوالات کا حسب مشروط
 شروط ثبوت بھی دیں تو خدا واسطہ مجھے ایک ہفتہ قبل ہی بذریعہ پبلک اشتہار انڈیا کی مانند
 آگاہی بخش دیں تاکہ سرکاری قانون ہی کے مطابق حسب ارشاد مجیب صاحب کسی ہر کار بلیک
 میں انعامی ہفت ہزاری روپیہ موعودہ امانت رکھ دیا جائیگا۔ تاکہ معینہ وقت پر بحضور علمائے
 اہل اسلام بعوض مشروطی ثبوت پولیس کمشنر صاحب بہادر کی معرفت مولوی صاحب
 موصوف کی خدمت بابرکتہ میں ہدیہ منذورہ حاضر کر دوں۔

(الف) تحقیق مسائل ضروریہ کو بھی جو مسلمان فساد سمجھتے خراب کہتے برا جانتے ہیں یا تو وہ مسلمان
 ہی نہیں ہیں والا منافق تو با ضرور ہیں (ج) اور یہ بھی غیر ضروری ہے کہ ساتوں مسئلوں ہی
 کا جواب دیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو ایک ہی مسئلہ کا جواب غنائتہ ہو۔ مگر جوابی اولہ
 مشروط مسئلہ طمانیتہ ضرور درج اشتہار ہوں (د) اور یہ تو ہر مجیب صاحب کے نصب العین رہے
 غیر مشروطی جواب بالکل مردود قابل یا خود مجیب شہر ہے۔ (س) السَّعِيدُ مَنْ وَعِظَ
 بِغَيْرِهِ۔ الحديث وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَّغُ الْمُبِينُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ
 الْهُدٰی۔

الْجَوَابُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقِ اِصَابَةُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب مسئلہ او

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا، ملکوت السموات والارض کا انھیں شاہد بنایا۔ دریاؤں کا کوئی قطرہ، ریگستانوں کا کوئی ذرہ، پہاڑوں کا کوئی ریزہ، سبزہ زاروں کا کوئی پتہ ایسا نہیں جو حضور عالم باکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں نہ آیا۔ قرآن و حدیث و ائمہ قدیم و حدیث کے ارشادات جلید اس مسئلہ میں اس قدر ہیں کہ ان کا احصاء یقیناً دشوار۔ جسے ان میں کثیر پر اطلاع منظور ہو حضور پر نور مُرشد برحق امام اہلسنت و جماعت دین ملت سیدنا علی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف قدسیہ انباء المصطفیٰ بحال سِرِّ وَاخْفٰی۔ خَالِصُ الْاِعْتِقَادِ۔ الدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّةُ بِالْمَادَّةِ الْغَيْبِيَّةِ۔ اَلْفَيُوضُ الْمَكِّيَّةُ لِمَحَبَّتِ الدَّوْلَةِ الْمَكِّيَّةِ كِي طَرَفِ رَجُوعِ لَائِي۔ يَا الْعَذَابُ الْبَيْتِيسُ عَلَى اَمْحَسِ حَلَالِ اِبْلِيسَ۔ اِذْ حَالَ السَّنَانِ اِلَى حَذِّ الْحَلْقِي بِسَطِ الْبَنَانِ وغیرہ تصانیف مبارکہ قدسی اصحاب احباب حضور پر نور علی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطالعہ کرے بعونہ تعالیٰ تحقیقات کے باغ پائے گا بہکتے، اُلفت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلشن بہکتے، عشق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غنجے چمکتے، عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاند چمکتے، فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سورج دھکتے، بارہ عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساغر چھلکتے، شراب محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام چھلکتے، دیو کے بندے زیرِ نجر ہلکتے، وہابیت کے بومِ ندب بوجھڑکتے، نجدیت کے زارِ جاں بلب سکتے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

یہاں فیض حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستعین و متوسل ہو کر دو حرف مختصر لکھنا مناسب اللہ عزوجل فرماتا ہے عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنْ ارْتَضٰی مِنْ رَسُوْلٍ۔ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ

لے پارہ ۲۹ رکوع ۱۱ سورہ جن شریف۔

رسولوں کے — اور فرماتا ہے عز و علا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ
اور اللہ اس لئے نہیں کہ اسے عام لوگوں تک غیب بتا دے
لیکن اس کیلئے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے
چُن لیتا ہے۔

اور فرماتا ہے تبارک اللہ تعالیٰ۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ
نہیں ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات
بتانے پر بخیل۔

الحمد لله حضور محبوب رب العالمين جل جلاله وصلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم كيلى علم غيب ثابت
کرنے والے یہ نصوص قطعیہ قرآنیہ ہیں۔ مُنکرین سے جب جواب نہیں بنتا تو مجبور ہو کر وہ ان آیات کریمہ
کے مقابل وہی آیات نفی احاطہ واستقلال پیش کر دیتے ہیں۔ گویا جانتے ہیں کہ قرآن عظیم کا قرآن عظیم
ہی سے رُذ کر دیں۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی، تَكَاذُّ السَّمٰوٰتِ يَتَّقَطِرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ
تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا ۚ اِنْ اَرَادُوْا مِنْ الْقُرْاٰنِ عَلٰی الْقُرْاٰنِ رَدًّا وَاَلَيْسَ اَنْ يَّرِدَ الْقُرْاٰنُ
الْكَرِيْمُ عَلٰی اٰیٰتِهِ الْكَرِيْمَةِ رَدًّا۔

اقول وبالله التوفيق۔

توضیح مقام وازاحت اوہام یہ ہے کہ ان آیات کریمہ سے ایک تفسیر موجبہ جزئیہ ثابت ہوا کہ اللہ عز و جل کے
بعض بندگان خدا محبوبان کبریا کو بھی علم غیب ہے۔ بلکہ تھالوی جی کے اقرار سے تو ہر یا گل بلکہ ہر جو پائے کو بھی علم
غیب حاصل ہے۔ اور جو آیات نفی ہیں مثل لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ
کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا وَعِنْدَکَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا یَعْلَمُهَا
اِلَّا هُوَ کہ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان سے ایک
قضیہ سالبہ کلیہ نکلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔ اب مُنکرین کیلئے تین ہی احتمال

۱۔ پارہ ۴ رکوع سورۃ آل عمران شریف ۲ پارہ ۳۰ رکوع ۶ سورۃ کوثر ۳ پارہ ۱۶ رکوع ۹ سورۃ مریم شریف ۴ پارہ ۲۰
رکوع ۱ سورۃ النحل شریف ۵ پارہ ۲ سورۃ النعام شریف رکوع ۱۲

ہیں۔ یا ان آیات نفی پر ایمان لائیں اور ان آیات اثبات سے کفر کریں تو قطعاً کافر کہ قرآن عظیم کی کسی آیت بلکہ کسی حرف کا بھی منکر قطعاً کافر۔ وہ فرماتا ہے عز وجلالہ۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ
بِبَعْضٍ فَجَاوِزًا مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ
الْآخِرَتِي فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ
يُزَادُونَ إِلَى أَسْوَاقِ الْعَذَابِ

اب تو کیا تم کتاب الہی کے بعض حصہ پر ایمان لاتے اور بعض سے کفر کرتے ہو تو جو تم میں سے ایسا کرے اسکی کیا سزا ہے
سوا اس کے کہ دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ — یا معاذ اللہ ان دونوں قسم کی آیات کریمہ میں تناقض مانیں گے کہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ کا نقیض ہے۔ اگر ایسا کہیں گے تو معاذ اللہ قرآن عظیم کے کتاب الہی ماننے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ کتاب الہی میں تناقض محال اور جس کتاب میں تناقض ہو وہ ہرگز کتاب الہی نہیں۔ خود قرآن پاک فرماتا ہے۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ
اخْتِلَافًا كَثِيرًا

اگر یہ کتاب غیر خدا کی ہوتی تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

یا آیات نفی و نصوص اثبات دونوں پر ایمان لائیں گے۔ اور دونوں میں تطبیق دیں گے۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مقصود حاصل ہے۔ کہ آیات نفی میں اور علم مراد ہے۔ اور نصوص اثبات میں دوسرا علم۔ یعنی آیات نفی کا یہ مفاد کہ اللہ کے سوا کسی کو ذاتی علم غیب نہیں۔ اور الحمد للہ کہ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ بیشک جو شخص کسی غیر خدا کو بالذات علم غیب مانے وہ یقیناً کافر ہے۔ ہرگز مسلمان نہیں۔ اور نصوص اثبات سے یہ مراد بلکہ ان میں بالتقریح ارشاد ہے کہ محبوبان خدا رسل کبریا علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والتناکونہ کے دیئے سے اسکی عطا سے علم غیب ہے۔ الحمد للہ کہ اس پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ بیشک جو شخص حضور محبوب و محبوب طالب و مطلوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے بالعطاء مطلع علی الغیوب ہونے کا منکر ہو وہ ان نصوص اثبات کا منکر اور قطعاً کافر ہے ہرگز مومن نہیں۔ مسلمان کی شان تو قرآن عظیم نے ساری کتاب پر ایمان لانا فرمائی۔ صاف فرمادیا تُوْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

لے پہلا پارہ رکوع ۹ سورہ بقرہ شریف لے پارہ ۵ رکوع ۱، سورہ النسا شریف۔

یہ تو مطلق علم غیب کا مسئلہ تھا جو بجز اللہ تعالیٰ نے روشن فرما دیا۔ اب تفصیل علم اقدس محفوظ
پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اجمالی حاصل کرنے کیلئے بھی اسی قرآن پاک کی طرف رجوع
کیجئے۔ دیکھئے وہ کیا فرماتا ہے۔ فرماتا ہے
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا
لِكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کتاب میں کوئی شے اٹھانہ رکھی یہ کتاب
کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں۔ لیکن اگلی کتب الہیہ کی
تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے

اور "شئ" مذہب اہلسنت میں ہر موجود کو کہتے ہیں۔ اور موجودات میں مکتوباتِ مسلم و
مکتوباتِ لوح محفوظ بھی داخل۔ تو قرآن عظیم کا بیان علوم لوح و مسلم کو بھی شامل۔ اب لوح محفوظ
میں کیا لکھا ہے یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھئے۔ فرماتا ہے۔
كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ
اور فرماتا ہے۔

لَا رَطْبٍ وَلَا يَافِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُبِينٍ
کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو روشن کتاب لوح محفوظ
میں نہ ہو

اور فرماتا ہے۔
لَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي
كِتَابٍ مُبِينٍ
ذرہ سے کوئی چڑھوٹی اور بڑی ایسی نہیں جو لوح محفوظ
میں نہ ہو

اور فرماتا ہے
وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ

۱۔ پارہ ۴ رکوع ۷ سورۃ النمل شریف ۷ پارہ ۷ رکوع ۹ سورۃ النعام شریف ۷ پارہ ۱۲ رکوع ۶ سورۃ یوسف شریف
۷ پارہ ۲۷ رکوع ۱۰ سورۃ قمر شریف ۷ پارہ ۷ رکوع ۱۲ سورۃ النعام شریف ۷ پارہ ۱۱ رکوع ۱۱ سورۃ یونس شریف
۷ پارہ ۲۲ رکوع ۱۷ سورۃ یسین شریف ۷ پارہ ۱۲

اب اگر کوئی وہابی کہے کہ اگرچہ قرآن عظیم میں ہر شے کا روشن بیان ہے مگر یہ کیا ضرور ہے کہ حضور بھی تمام مطالب قرآن سے واقف ہوں والیٰ عیاذ باللہ تعالیٰ تو قرآن عظیم نے اُس کے منہ میں پیشگی پتھر دے دیا۔ فرماتا ہے اِنَّ عَلَيْنَا لَلْاٰیٰتِ ۝ بَشٰکِہِمْ پَرہے اِس قُرْاٰنَ کَا بِلٰنَ۔ اور اِس سے قبل فرمایا اِنَّ عَلٰیہِمْ جَمْعُہٗ وَقُرْاٰنُہٗ ۝ بَشٰکِہِمْ ہمارے ذمہ ہے (اے محبوب تمہارے سینے میں) اِس کا سمع فرمانا اور اِس کا پڑھنا۔ جب خود اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب میں قرآن عظیم جمع فرمایا، خود ہی پڑھایا، خود ہی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اِس کے مطالب کو بیان فرمایا تو اب کون بے ادب گستاخ کہہ سکتا ہے کہ قرآن پاک کے بعض معانی حضور مہبط قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر مخفی رہے ہوں۔ تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے روشن ارشادات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا تمام ماکان و مایکون لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے سب کا روشن تفصیلی بیان قرآن پاک میں ہے۔ اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے سب کا کامل علم اللہ عز و جل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا فرمایا۔

تو بعونہ تعالیٰ آفتابِ نصف النہار سے زائد روشن طور پر ثابت ہوا کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو ہو گا سارا ماکان و مایکون اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو بتایا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ناظرِ منصف کیلئے یہی دو حرف کافی اور مکابر متعسف کیلئے دفتہ ناوانی۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

جواب مسئلہ دوم:

انبیاء و اولیاء و غیر ہم محبوبانِ کبریا سے اللہ تعالیٰ علی سید ہم و علیہم و بارک وسلم کو وسیلہ واسطہ جان کر
 بند کرنا بھی جائز و مستحسن و مستحب ہے جو تفصیل چاہے رسالہ مبارکہ انوار الانبیاء فی حل نداء
 یا رسول اللہ تصنیف حضور پر مرشد برحق سیدنا علیہ الخیرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ کرے۔ بالاجمال
 یہاں چند کلمے گذارش۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

اور فرماتا ہے اُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ ۚ سَيَدْعُونَ عَزِيزًا سَيَدْعُونَا عَلَيْنَا عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَمَا دُرِّجَ فَرُمَائِي جَاتِي بِهٖ كَمَا دَرَّجَ اللَّهُ فِي طَرَفِ وَاسِيلَةٍ لِّمَنْ جَاتِي بِهٖ ۚ اُسے جو اللہ سے زیادہ قُرب رکھنے والا ہے۔ احادیث اس سلسلہ میں بکثرت و بے شمار ہیں۔ ڈھائی سو احادیث صحیح سے حضور پر نور امام اہل سنت مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال فرمایا۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَرْاجِعْ إِلَى الرَّسَالَةِ الْمُبَارَكَةِ الْإِلَٰهِيَّةِ وَالْعَلِيِّ لِنَاعَتِي الْمُصْطَفَىٰ بِدَافِعِ الْبَلَاءِ۔ یہاں کتاب مبارک الہی من والعلی سے صرف چار حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

اول۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا فرمائی کہ بعد نماز کہے
 اَللّٰهُمَّ رَانِیْ اَسْئَلُکَ وَاتَّوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوْجَّہُ
 بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِہٖ لِتَقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیْ: الہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری
 طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ
 میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو۔ الہی انہیں
 میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (رواہ النسائی و الترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و الطبرانی
 و الحاکم و البیہقی عن سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

مشہور صاحب دیکھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو، ہمارا نام پاک لیکر نہا کرو، ہم سے استمداد و التجا و استعانت کرو۔ واللہ الحجۃ السامیۃ۔

دوم — کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اِذَا ضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ يَاضٍ
لَيْسَ بِهَا اِنْئِيسٌ فَلْيَقُلْ يَا عِبَادِ اللّٰهِ
اَعْيُنُوْنِيْ يَا عِبَادِ اللّٰهِ اَعْيُنُوْنِيْ فَاِنَّ
بِلّٰهِ عِبَادًا اَلَا يَرٰهُمْ۔

(رواہ الطبرانی عن عتبۃ بن غزوٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ اسکی مدد کریں گے۔

وہ اسکی مدد کریں گے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۱۵ پارہ ۱۵ رکوع ۵ سورۃ بنی اسرائیل شریف

سوم — کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب جنگل میں جاؤ پھوٹ جائے
فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ نَادِيًا كَمَا نَادَى اللَّهُ عَبْدَهُ رُوَاهُ ابْنُ الْمُنْكَدِمِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

چہارم — کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یوں نڈا کرے اَعْلِنُوْنِي يَا عِبَادَ
اللَّهِ مِیْرَی مدد کرو اے اللہ کے بندو۔ (رواہ ابن ابی شیبہ والہیاز عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اور حضور پر نور سید الاسیاد فرد الافراد قطب الارشاد سلطان بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے بھی اپنا نام مبارک باعث حل مشکلات فرمایا ہے۔ امام اجل سیدی ابوالحسن نور الملتہ والدین علی بن
یوسف بن جریر لخمی شطرنوی قدس سرہ الغریز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام
جلیل جلال الدین سیوطی نے "حسن المحاضرہ" میں الامامہ الا واحد کہا یعنی بے نظیر امام، اپنی کتاب
مستطاب بھجۃ الاسرار شریف میں محمد ثناء اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا
غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِذَا سَأَلَكَ اللَّهُ حَاجَةً فَاسْأَلُوهُ بِئِی۔ جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کیلئے دعا مانگو تو میرا وسیلہ
لے کر دعا کرو۔

اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مَنْ اسْتَعَاثَ بِنِي فِي كَرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِي بِاسْمِي فِي شِدَّةٍ فَرَجَّتْ عَنْهُ۔ جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے اسکی بے چینی دور
ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی زائل ہو۔

وَلِلَّهِ الْحَمْدُ! احسان خدا کہ پیر پایا ؛ اور پیر بھی دستگیر پایا

والحمد لله رب العلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب مسئلہ سوم :

غیر خدا کیلئے نذر فقہی کی ممانعت ہے، اولیاء کرام کیلئے اُن کی حیات ظاہری یا باطنی میں جو
نذریں لگی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں۔ عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اُسے "نذر"
کہتے ہیں۔ بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔

شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالغریز صاحب محدث دہلوی رسالہ نذوریں لکھتے ہیں۔

”نذریکے اینجا مستقل می شود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف آلت کہ آنچہ پیش برزگاں
می برزند نذر نیازی گویند۔“

امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ”حدیقہ ندیہ“ میں فرماتے ہیں —
وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ زِيَارَةُ الْقُبُورِ وَ
التَّزْيُّنُ بِضَرَايِحِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَحْلِيْقِ ذَلِكَ عَلَى حُصُولِ
شِفَاءٍ أَوْ قُدُومِ غَائِبٍ فَإِنَّهُ فَجَارُ عَنْ
الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِينَ بِقُبُورِهِمْ كَمَا
قَالَ الْفَقْهَاءُ فِيمَنْ دَفَعَ الزَّكَاةَ لِلْفَقِيرِ
وَسَمَّاها قَرْضًا صَحَّ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعْنَى لَا بِاللَّفْظِ۔

کیوں مشہر صاحب! اب بھی سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ حقیقہ متوسلین اولیاء پر تصدق ہے
اب قرآن عظیم سے پوچھے تو آیات قرآنیہ کے شیر گونج رہے ہیں کہ ان اللہ یجزی المتصدقین
بیشک اللہ بہتر جزا دے گا تصدق کرنے والوں کو۔ مسلمانوں کی نیت یہی ہوتی ہے اور ان کا یہی عرف ہے کہ
ان صدقات سے وجہ الہی مقصود رکھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب ان اولیاء کرام کی خدمات میں پہنچاتے ہیں۔
اب قرآن وحدیث میں جتنے فضائل صدقات نافلہ کے وارد ہوئے وہ سب نذر اولیاء کو بھی شامل اور انہیں
آیات کثیرہ سے اس کا جواز بھی حاصل۔ کہئے مشہر صاحب! اب تو آپ کی شرائط کے مطابق قرآن عظیم ہی
سے نذر اولیاء کا اثبات ہو گیا۔ تفصیل کیلئے دیکھو السُّنِّيَّةُ الْأَثْبَاتِيَّةُ فِي فِتَاوَى اَلْفَرِيقَةِ
تصنيف حضور پرنور علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب مسد — چہارم، پنجم، ششم:

محفل میلاد اس کا نام ہے کہ مسلمانوں کو بلا کر حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل
رضیہ و مراتب منیعہ انہیں سنائے جائیں اور حضور کی ولادت شریفہ کا ذکر کیا جائے۔ یہ تو حقیقت ہے اس مجلس
کریم کی۔ اب قرآن عظیم سے اس کے جواز کا ثبوت لیجئے۔ فرماتا ہے جَلَّتْ أَلَاؤُهُ۔

لہ پارہ ۱۳ رکوع ۳ سورۃ یوسف شریف ۱۲۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (الآیۃ) ۱۰ میں ایک عظمت والا رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔

اس آیت کریمہ صاف فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت قدسیہ ایک ایسی نعمتِ جلید ہے جس کا اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر احسان جتاتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو آدم و عالمِ محسوس و عرشِ اعظم لوح محفوظ و قلم سب حضور ہی کی ولادتِ پاک کا صدقہ اور طفیل ہے۔ حضور کی ولادت نہ ہوتی تو کچھ پیدا ہی نہ ہوتا۔ فرمادیا گیا لَوْلَاكَ لَمْ يَخْلُقْتُ الدُّنْيَا۔ اے محبوب اگر میں نہیں پیدا نہ کرتا تو جہان ہی کو نہ بناتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بَارک و سلم۔ اور خدا کی نعمت کا ذکر اور چرچا کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب و مرغوب فرماتا ہے عظمتِ نعمائوہ۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ تو مجھہ تعالیٰ قرآن پاک ہی سے ثابت ہوا کہ حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر اور چرچا کرنا عینِ مطلوبِ الہی ہے۔ ولہذا الحمد۔ اب اس کے ساتھ مسلمانوں کے عرف میں بعض امور اور زائد ہوتے ہیں۔ مثلاً چند آدمیوں کا آوازیں ملا کر نعتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پڑھنا تو یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ غزوہ احزاب میں صحابہ کرام آوازیں ملا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

مَنْ الدِّينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقَيْنَا أَبَدًا

ہم وہ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں بک چکے ہیں اس بات پر کہ ہماری عمر میں جب کبھی جہاد کا موقع ہو تو ہم اپنی جانیں نثار کریں۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی جاں نثاری ملاحظہ فرما کر خوش ہو ہو کر جواب فرما رہے تھے۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ وَاعْفِرْ لِّلْمُجْرِمِينَ ۝ عیش تو صرف آخرت ہی کا ہے تولے اللہ انصارو اللہم انصروا ما جرت۔ مہاجرین کو بخش دے۔

یاعمدہ فرش بچھانا، روشنی اور گلہستوں اور مختلف قسم کی آرائشوں سے آراستہ کرنا تو یہ زینت

ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہ۔
 قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ
 لِعِبَادِهِ۔ ۱۔ تم فرما دو کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے
 اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی۔

نیز یہ امور فرحت و سرور ہیں اور انھیں میں داخل ہے۔ خوشبول گانا اور گلاب پاشی کرنا وغیرہ۔
 اور اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ
 فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔ ۲۔ تم فرما دو اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہی پر چاہیے
 کہ خوشیاں منائیں یہ انکی دھن دولت سے بہتر ہے
 اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور کی ولادت مقدسہ بہت بڑی نعمت الہیہ رحمت جمیلہ اور اللہ کا فضل عظیم
 ہے تو اس پر یہ خوشیاں منانا حسب فرمان قرآن جائز و مستحب ہے یا شیرینی تقسیم کرنا تو یہ مسلمانوں کے
 ساتھ بر و احسان ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ۔ ۳۔ نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔
 گذشتہ آیت زینت میں ہے وَالطَّيِّبَاتُ مِنَ الرِّزْقِ اللہ نے جو پاک چیزیں بندوں
 کے کھانے کے لئے پیدا فرمائیں ان کا حرام کرنے والا کون۔ یا اسکے واسطے بدائی کے طور پر مسلمانوں کو ذکر خدا و
 رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے بلانا تو یہ بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ کیا صاف
 فرمایا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔ یا ممبر بچھانا، قیام کرنا،
 نام اقدس سن کر آنکھوں سے لگانا تو ظاہر ہے کہ یہ امور امور تعظیم ہیں۔ ممبر و قیام میں تو ظاہر اور
 انگوٹھے چوننا بھی اسی قبیل سے ہے۔ جیسے حجر اسود کو بوسہ دینا۔ اور اگر قریب نہ جاسکے تو عصا سے
 حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس عصا ہی کو چوم لینا۔

یوں ہی مسلمان چاہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک جو منہ سے
 نکلا ہے اُسے چمے آنکھوں سے لگائے۔ مگر ایسا نہیں کر سکتا تو انگوٹھوں ہی کو منہ سے لگا کر آنکھوں

۱۔ پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف۔ ۲۔ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ یونس شریف ۳۔ پارہ ۶ رکوع ۴ سورہ مائدہ
 شریف ۴۔ پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف ۵۔ پارہ ۱۲ رکوع ۱۸ سورہ سجدہ شریف۔

سے لگتا ہے تو یہ امور امور تعظیم و توقیر ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَعْظَمْ شَعْبًا لِلَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى

الْقُلُوبِ۔

جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی
پرہیزگاری سے ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

عِنْدَ رَبِّهِ۔

جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے
تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے

وَتَعِزُّوهُ وَتُوقِرُوهُ۔

ہمارے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

تعظیم نبوی کا حکم عام ہے سوا ان باتوں کے جن کی ممانعت کی تصریح شریعت میں آچکی ہے۔
جیسے سجدہ تعظیمی، باقی تمام طرق تعظیم اسی صیغہ عامہ تَعِزُّوْهُ وَتُوقِرُوْهُ میں داخل اور ان سب کے
جواز و استحباب کی دلیل اسی سے حاصل۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مَنِيرُ الْعَيْنِ وَاقَامَةُ الْقِيَامَةِ
وَرِثَاةُ الْكَلَامِ وغیرہ تصانیف قدسیہ حضور پُر نور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ تعالیٰ اعلم
نیر نعت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ممبر بچانا خود حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَضَعُ الْحَسَنَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

مَنْبِرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يَخْرُجُ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَوْ يَنَافِخُ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُؤَيِّدُ حَسَنًا بِرُوحِ

الْقُدْسِ مَا نَفِخَ أَوْ فَخَّرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ

رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچاتے وہ اس پر

قیام کر کے حضور کے فضائل بیان کرتے یا دشمنوں

کا رد کرتے اور حضور فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ روح

القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے۔ جب تک وہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دفع

اعداء کرتے رہتے ہیں۔ رواہ البخاری عن أم المؤمنين

۱۔ پارہ ۱۰ رکوع ۱۰ سورہ حج شریف ۲۔ پارہ ۱۰ رکوع ۱۰ سورہ حج شریف

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بارک وسلم۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

جواب مسئلہ ہفتم:

مزاراتِ طیبہ اولیائے کرام پر بنائے قبہ سلف سے اب تک معمول ہے۔ مجمع بحار الانوار جلد ثالث میں ہے۔

قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلَى قُبُورِ الْفُضَلَاءِ
وَالْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ لِيُزَوِّدَهُمُ النَّاسُ
وَلِيَسْتَرْجُوْنَ فِيْهِ۔
بیشک سلف نے بزرگوں یعنی علماء و اولیاء کی قبور پر عمارت بنانے کو جائز رکھا ہے کہ لوگ انکی زیارت کریں اور اس میں آرام لیں۔

یوں ہی اگر بدن میت کے گرد اگر دانیٹیں نہوں اور اس سے اوپر اگر کچھ ہو تو منع نہیں اگرچہ تعویذ بھی پکا ہو۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ جو مدعی جواز ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو ناجائز کہے بار شہوت اس کے ذمہ ہے وہ شہوت لائے کہاں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور جو شہوت نہ دے سکے تو دل سے نئی شریعت گرھتا، خود شارع بنتا اور اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کرتا ہے۔ جس بات کو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں حرام نہیں فرمایا ہے یہ اسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَن أَشْيَاءٍ
أَن تَبْدَلَ لَكُم تَسْوِئَاتُكُمْ وَأَن تَسْأَلُوا عَنْهَا
حِينَ يَنزِلَ الْقُرْآنُ تَبْدَلَ لَكُم عَفَا اللَّهُ
عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(پ، رکوع ۳ سورہ مائدہ شریف)

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔ جب تک کلام مجید تر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاگرد نہ ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی۔ اب کہ قرآن کریم اتر چکا، دین کامل ہو لیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا۔ جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ

منع فرمایا، ان کی معافی مقرر ہو چکی۔ جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے۔ ولہ الحمد۔ اور یہی ایک دلیل محفل میلاد و قیام و تقبیل ابہامین و نذر و ندائے محبوبان کبریٰ علی سیدہم و علیہم الصلاۃ و الثنا اور ان تمام مسائل میں جاری و کافی جنہیں ہر یہ محض اپنی زبان زوری سے بدعت و ناجائز کہتے ہیں اور پھر کمال عیاری غریب سفیوں ہی سے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت کرو۔ حالانکہ یہ اذندھا مطالبہ بھی ابھی آیت کریمہ سن چکے کہ قابل جواز کو کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اُسے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے منع نہیں فرمایا۔ لہذا بحکم آیت کریمہ ارشاد عفا اللہ عنہا میں داخل اور اسی سے اس کا جواز حاصل۔ تم جو اسے ناجائز کہتے ہو قرآن و حدیث سے ثبوت لاؤ کہاں منع فرمایا ہے۔ مگر ہم نے تبرعاً مشہر صاحب کی خاطر بحمدہ تعالیٰ قرآن عظیم سے اُن امور کا جواز روشن و میرزا کر دیا۔ واللہ الحمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: مشہر صاحب نے مرآۃ الحقیقۃ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف قرار دے کر اس کی عبارت پیش کی ہے۔

”مَنْ يَتَّقِدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لِأَنَّ عِلْمَ الْغَيْبِ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى“

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت بھی غلط ہے اور قطع نظر اس سے کہ یہاں علم غیب سے علم غیب بالذات مراد ہے کہ وہی خدا کی صفت ہے عطائی علم غیب ہرگز صفت خداوندی نہیں ہو سکتا، جو شخص خدا کے لئے عطائی علم غیب مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الہی حاصل ہے، جو شخص کسی مخلوق کیلئے ذاتی علم غیب مانے کافر ہے۔ اور قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت ہرگز ہمارے لئے مضر اور منکرین کو مفید نہیں کہ اس میں جس علم غیب کو خدا کی صفت بتایا اسی کو حضور کے لئے ثابت کرنے کو کفر کہا اور ابھی معلوم ہو لیا کہ ذاتی علم غیب ہی صفت الہیہ ہے عطائی کوئی صفت بھی اس کے لئے ممکن نہیں، کہنا تو یہ ہے کہ یہ کتاب مرآۃ الحقیقۃ ہرگز حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں حضور کی طرف اسکی نسبت محض افتراء ہے۔ سب سے پہلے ایک پرے سرے کے حیا دار ”سیف النقی“

والے شقی نے اس سے استدلال کیا۔ اور اس نے تو عجیب ہی کمال کیا، وہ تدبیر سوچی کہ اس کے پیشوا ابلیس ملعون کو بھی باوجود دعائے انبیا و مرسلین نہ سوجھی یعنی دل سے کتہیں گڈھ لو، جی سے ان کے صفحات تراش لو، طبیعت سے ان کے مطایع اختراع کر لو، خود ہی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی شان میں تو زمین و تنقیص پر مشتمل اُن کی عبارات ڈھال لو اور اہلسنت کے پیشوایانِ عظام قریباً اُسرارِ ہم کی طرف ان کا انتر کر کے سُنّیوں سے کہو کہ دیکھو تمہارے عقائد تو یہ ہیں اور تمہارے اَقایانِ کرام اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی شان میں یوں گستاخیاں کرتے ہیں تم بھی گستاخیاں کیوں نہیں کرتے۔ اس کا مفصل و مشرح بیان کتاب مستطاب ابحاثِ اخیرہ اور رسالہ مبارکہ ریح القہار علی کفر الکفار میں ملاحظہ ہو۔

کیا مشہر صاحب یا ان کا کوئی بڑا ثابت کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مرآۃ الحقیقہ حضور کی تصنیف ہے اور کسی عالم معتبر نے اس سے استناد کیا اور اُسے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف بتایا۔ **فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ۔** اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کیوں کر فرما سکتے ہیں۔ حالانکہ خود بدولت حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفسِ کریم کے لئے فرماتے ہیں۔

وعزّة ربی ان السعداء والاشقیاء لیرضون یعنی عزّت الہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے سامنے علی عینی فی اللوح المحفوظ۔ پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوچ محفوظ میں ہے۔ **رَوَاہُ الْإِمَامُ الْأَوْحَدُ سَيِّدُ نَوْرِ الدِّینِ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ الشَّطُّونِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔**

نیرِ قصیدہ مقدسہ خمریہ میں فرماتے ہیں
نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كَحَرْدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

میں ہمیشہ علی الاتصال تمام بلادِ الہیہ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے ایک رائی کا دانہ۔
نیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
”زمین در نظرایں طائفہ چوں سفرہ الیست“

حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے ہیں۔

”وَمَا يُكُفِّرُنَّ خَلْقَ رُوحِي مَا نَحْنُ سَت“ — مشہر جی اب ذرا اپنے شیطانی کفر کے فتوے کی خبر لو۔ دیکھو تم نے کس کس محبوبانِ خدا کو کافر کہہ دیا۔ مگر ان کا کیا بگڑا۔ وہ کفر اُکٹا تمہارے ہی گلے کا مار ہوا۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”فَقَدْ بَاعَ بِهٖ أَحَدُهُمَا“ کفر کو بھی تم سے کتنی محبت ہے، ہر پھر کر تمہارے ہی گلے لگتا ہے۔ ذالک جزاء أعداء اللہ کذلک العذاب و لعذاب الآخرة اکبر لو کا نوا یعلمون ۵

مرزہ دار تناقض دعویٰ تو یہ ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب مانے وہ کافر ہے اور پھر خود ہی کہا۔

”دینی علوم تو وقتہ فوقتہ بذریعہ وحی بالضرور مکمل تعلیم دیئے ہیں جملہ امور مغیبات کی بھی آپ کو اطلاع اسی قبیل سے ہے۔“

لیجئے خود بھی مجملہ غیوب کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مان لیا۔ ہم بھی تو بذریعہ وحی ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علوم غیب مانتے ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ اب خود مشہر صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جمع غیوب کی اطلاع مان کر اپنے ہی قول سے کافر ہوئے یا نہیں۔ خود جواب نہ دے سکیں تو اپنے بڑوں سے پوچھ کر دیں۔

بے مرزہ جہالت

مشہر صاحب کہتے ہیں — ”نہ تو اللہ صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے“ — آنکھیں ہوں تو دیکھو جواب سوالِ اول کی آیاتِ کریمہ دیکھ کر خدا توفیق دے تو حضور عالمِ ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطلع علی الغیوب ہونے پر ایمان لاؤ۔ کیسا صاف و واضح فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ اپنے چنے ہوئے رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے، اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب پر مسلط فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ صاف فرمایا یہ نبی غیب کی بات بتانے پر نخیل نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وکرم۔

۱۶ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ سورۃ رمز شریف۔ ۱۵ ہذا بخطہ۔

پھر کہتے ہیں۔

”خود بدولت نے بھی بست و سہ سالہ عرصہ طویلہ میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا فرمایا ہے۔“

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حدیث معراج منامی میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَرَأَيْتُهُ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ
فَوَجَدْتُ بَرْدًا نَاصِلَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّى
لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔
میں نے رب عزوجل کو دیکھا کہ اس نے اپنی کف رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھی تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لئے ہر شے

ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

نیز حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ
إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنِّي فِيهَا إِلَى يَوْمِ
الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ جَلِيئًا
مِّنَ اللَّهِ تَعَالَى جَلَاءَ لِي كَمَا جَلَاءَ لِلنَّبِيِّينَ
مِنْ قَبْلِي۔
بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے روشن کردینے کے سبب کہ اس نے میرے لئے یہ علم منکشف فرمادیا جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے

لئے منکشف فرمادیا۔ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي كَبِيرِهِ
وَنَعِيمُ بْنُ حُمَادٍ فِي كِتَابِ الْفِتَنِ وَأَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ عَنْ سَيِّدِنَا ابْنِ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پھر کہتے ہیں۔

”اور نہ ہی خلفائے راشدین نے نہ اہل بیت نے نہ اصحاب نے نہ تابعین نے نہ تبع تابعین نے“

امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

قَدْ أَشْتَهَرُوا وَانْتَشَرَ أَمْرُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ بِإِلَاطَاعِ

عَلَى الْغُيُوبِ۔ بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو غیبیوں کا علم ہے۔

اسی کی شرح زرقانی میں ہے۔

أَصْحَابُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارِمُونَ

بِإِطْلَاعِهِ عَلَى الْغُيُوبِ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقین کے ساتھ فرمایا کرتے

تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

وللہ الحمد۔ اور اقوال کثیرہ الفیوض الملکیہ میں ملاحظہ ہوں۔ خدا انصاف دے تو اتنے ہی

ارشاد ہدایت کیلئے کافی ہیں۔ اور مرض تعصب کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ واللہ الموفق۔

تمام صحابہ کرام کو مشہر نے کافر کہہ دیا

ابھی مواہب و زرقانی سے سن چکے کہ تمام صحابہ کرام اعتقاد رکھتے تھے کہ حضور کو علم غیب ہے صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم و بارک وسلم۔ اب مشہر بکمال دریدہ دہنی یہ ملعون عبارت لکھتا ہے۔

رسول اللہ کو صفاتی جزئی مجازی محدودی عالم الغیب جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے۔

مسلمانو! لہذا انصاف! یہ ناپاک ملعون تکفیر کہاں تک پہنچتی ہے۔ صحابہ کرام حتیٰ کہ خود حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے علم مافی السموات والارض الی یوم القیمۃ کا اثبات فرمایا۔ خود

رب العزہ جل جلالہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے غیب پر مسلط فرما دیا۔ تو اب اس ناپاک عبارت نے صحابہ

و مصطفیٰ و کبریا جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کو کافر کہہ دیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

الْكَافِرِينَ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى۔

ہم مسلمان کہتے ہیں رضی اللہ عنہم و عنہم اجمعین۔ اور محض کرنا ناجائز و ممنوع اور جرماں نصیبی ہے۔

لہ ہم مسلمان کہتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مشہر نے جو آیات نفی سے استدلال کیا ہے اس کا جواب ہو چکا کہ ان میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے اور ان آیات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ ولہ الحمد

دریدہ دہنی اور بد زبانی

مشہر عجب مسخرہ ہے۔ خود ہی تو سنیوں کی شکایت کرتا ہے کہ۔

”وہ نجدیت دہریت غیر مقلدیت وہابیت نچریت القاب و خطاب سے اخبار بازی اشتہار بازی کرتے ہیں۔“

نیز اس پر بھی دھمکتا ہے کہ۔

”اب اگر اسے کسی نے یہ لفظ کہے تو وہ یا مجسٹریٹ النیث یا کلکٹر الممد، پولیساہ اور واگورنمنٹاہ کہہ کہہ کر گورنمنٹ سے فریاد کر کے اسے سزا دلوائے گا۔“

خیر اس سے تو ہمیں غرض نہیں وہ گورنمنٹ سے تو چاہے کروائے مگر خود اسکی بد زبانی ملاحظہ ہو۔ غربائے اہلسنت و علمائے اسلام کو اس نے فتنہ گر، گمراہ، گمراہ گر، ضال، مضل، شہر آشوب، قتال، حیلہ باز، فتنہ پرداز، ہرزہ دراز، زطل، قافیہ گو، مشرک گر، جھوٹی حدیث سنانے والا، ابلیس، خناس وغیرہ کھلے لفظوں میں گالیاں دی ہیں۔ مگر ہمارے رب عزوجل نے ہمیں حکم فرمادیا ہے۔ **وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ**۔

بارگاہ رسالت میں مشہر کی گستاخی

مشہر لکھتا ہے۔ ”مخصوص صفت خالق اور پھر مخلوق میں بھی جلوہ گرہ صلاح کار کجا

ومن خراب کجا، مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْأَرَبَابِ، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔“

مشہر نے علم غیب کو تو صلاح کار ٹھہرایا اور معاذ اللہ حضور محبوب کبریاسید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”من خراب“ کے ناپاک لفظ سے تعبیر کیا۔ پھر حضور کی شان میں مٹی تراب اور خاک کا لفظ استعمال کیا۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین کرنے والا قطعاً و یقیناً کافر و مرتد ہے، اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی اور اس کے ساتھ

مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام اس پر تمام احکام مرتدین جاری ہو گئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مولیٰ عزوجل توبہ و تجدید اسلام کی توفیق عطا فرمائے

مشہر کی عیاری
مسلمانو! مسلمانو! اے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربانو!
اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں و ہابیوں کے طواغیت اربعہ گنگوہی انبہٹی
نالوتوی تھانوی نے اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں سخت سخت گستاخیاں
گندی گندی توہینیں کیں۔ حضور کو شیطان سے کم علم بتایا، اپنے پیر ابلیس کے علم کو حضور کے علم اقدس پر
بڑھایا۔ صاف لکھا

”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعہ کے
بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے،
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کو نسی نص قطعی
ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی و انبہٹی صفحہ ۵۵ سطر ۲۱ مطبع قاسمی دیوبند۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو جانہوں و عوام کا
خیال ٹھہرایا، حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد نبیانی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں کچھ بھی خلل ڈالنے
والا بتایا۔ صاف لکھا۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ
تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“

دیکھو تحذیر الناس نالوتوی صفحہ ۳ سطر ۳ مطبع خیر خواہ مہر کار پریس سہارنپور
صاف لکھا۔

”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور
باقی رہتا ہے۔“
دیکھو تحذیر الناس مذکور صفحہ ۴ سطر ۱۵

اے ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صاف لکھا۔

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔“
دیکھو تحذیر الناس مذکور صفحہ ۲۸ سطر ۷

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں یا گلوں جانوروں کے مثل بتایا۔ صاف لکھا
”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر
ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی
کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیسے بھی
حاصل ہے۔“
دیکھو حفظ الایمان اثر فعلی تھا نوی مطبع انتظامی کانپور بار دوم صفحہ ۸ سطر ۱۵

یہ وہ اقوال ملعونہ ہیں کہ جن پر علمائے عرب و عجم منتیان حل و حرم نے ان کے قائلین پر نام نہام فتویٰ کفر دیا
صاف فرمایا مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَدَّ اِبَهُ فَقَدْ كَفَرَ جو ان میں کسی کے اقوال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے
یا اس کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

وہاں بیان عیار نجدیان خامکار اپنی یہ باتیں چھپاتے اور فرعی مسائل مجلس میلاد قیام نہاد و نذر اولیا
تقبیل ابہامین وغیرہ میں چھڑ کرتے اور بھولے مسلمان دھوکے میں آکر ان میں بحث کرنے لگتے ہیں۔ بھائیو! جو
لوگ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت پر حملے کر رہے ہیں۔ ان کو کسی فرعی فقہی مسئلے میں بحث
کا کیا حق۔ یہاں ایک بات ان کے جواب کے کافی ہے۔ اور ایک اپنے سمجھنے کو۔

اول: یہ کہ تم لوگ پہلے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا ایمان تو ٹھیک کر لو۔
دوم: یہ کہ ان مسائل میں مخالف وہ لوگ ہیں جن کے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر بہت کچھ حملے ہیں پھر ان کی کس بات کا اعتبار۔ واللہ الموفق۔

مشہر نے سمجھا کہ ان گالیوں کو اسلام بنانا محال، ناچار میر بھری کترا کر اپنی جان بچا کر ان فرعی مسائل میں
سات ہزار کا انعامی اعلان دے بیٹھا۔ بات کا سچا اور قول کا پکا ہو تو سات ہزار لائے۔ اور اگر اس سے عاجز ہو تو
اپنے عزیز کی تحریر لکھ کر شائع کر دے۔ اس کے بعد پھر ہماری طرف سے اعلان عام و اعلام تام ہے کہ مشہر یا

اے ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور کوئی اس کا بڑا یا چھوٹا گت گوی نہ تو تو ہی انہی تھانوی میں سے کسی کو مسلمان اور اس کے ان اقوال کو اسلام ثابت کرادے تو سات کے چوگنے اٹھائیس ہزار روپیہ انعام والجر لے کر اللہ الملک المنعم ہے کسی دہائی ننگو ہی تھانوی کا کوردی امروہی وغیرہم کے پاس اس کا جواب۔ یا آج ہی سے وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ۝ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۝ کا ظہور بے حجاب۔ كذلك العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا يعلمون ۝ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ وعروس مملکتہ سیدتا ومولینا محمد والہ وصحبہ وحزبہ وبارک وسلم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سب بارگاہ نبوی ونبیہ سرکار قادری وگدائی کوئے رضوی الفتح مجید الرضا محمد شمس علی خاقداری
برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولا یوبیہ واهلہ واثوانہ واجبابہ ربہ المولی العسیر القوی۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان دین و ملت اس مسئلے میں کہ ہمارے یہاں اگلے زمانے سے یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ جب مسلمان میت کو دفن کرتے ہیں تو تھوڑی سی پاک مٹی پر سورہ تبارک شریف اور مٹی کے ڈھیلوں پر قل ھو اللہ شریف پڑھ کر دم کر کے قبر میں رکھ دیتے ہیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تخفیف عذاب فرمادے اور اس پڑھنے کا ثواب میت کی روح کو بخش دیتے ہیں۔ ہمارے یہاں ایک مولوی ہے جو لوگوں میں بڑا ایک مسلمان سمجھا جاتا ہے، وہابیوں دلیو بندوں کا ہم عقیدہ و معتقد ہے۔ وہ اپنے بیانون میں اس فعل کو بدعت سیئہ اور حرام و ناجائز بتاتا ہے۔ اس کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔ اور مسلمان میت کو ایصالِ ثواب کیلئے سوم یا چہلم میں اس کا وعظ کرنا اس کا وعظ سنا اس کی تعظیم و تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔ المستفتی: محمد قاسم ہاشمی، زکریا مسجد اسٹریٹ بمبئی۔

الجواب واللہ الملہم للمصدق والصواب۔

مٹی پر سورہ تبارک شریف پڑھ کر دم کرنا، یونہی مٹی کے ڈھیلوں پر سورہ اخلاص شریف پڑھ کر دم کرنا پھر اسکو بہ نیت تخفیف عذاب کسی مسلمان میت کی قبر میں رکھ دینا اور اسکو سورہ ملک شریف و سورہ اخلاص شریف پڑھنے کا ثواب اسکی روح کو پہنچا دینا یقیناً جائز ہے شرع مطہر سے اس کے ناجائز ہونے پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ قائل صواب متمسک باصل ہے کہ حکم شریعت مطہرہ دمار فرج کے سوا ہر شے میں اباحت ہی اصل ہے۔ کہما ھو مبرھن علیہ فی کتب الاصول۔ تو اس کے دعویٰ پر صرف اتنی ہی بات دلیل کافی و برہان وافی کہ شرع مطہر نہ اس سے مانع نہ اسکی نافی تو اس کا جواز روشن و واضح و صافی اور ناظر منصف کے لئے فقط یہی ایک حرف نافع و شافی، اگرچہ مرکب متعسف کیلئے دفر کے دفر بھی ناکافی۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبْدَلْ لَكُمْ تَسْأَلُوا عَنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَلْ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ۔ یعنی اسے ایمان والو ان چیزوں کو مت پوچھو اگر بیان فرمادی جائیں تو تم کو بری لگیں اور جس زمانہ میں کہ قرآن نازل کیا جا رہا ہے اس زمانے میں اگر تم ان چیزوں کا سوال کرو گے تو تمہارے لئے بیان فرمادی جائیں گی۔ اللہ نے تو ان چیزوں کو معاف فرمادیا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا درگزر فرمانے والا ہے۔

زمانہ نزول قرآن میں بعض حضرات کی عادت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے

بہت سی چیزوں بہتری باتوں کے متعلق سوال کیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ فلاں بات جائز ہے یا ناجائز، فلاں چیز حلال ہے یا حرام۔ پھر اس وقت قرآن عظیم تو نازل ہوا ہی کرتا تھا۔ بعض چیزوں کی حلت بعض چیزوں کی حرمت بیان فرمادی جاتی، جو بعض نفوس پر شاق گزرتی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے منع فرمادیا۔ کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوچی الہی ان کی ممانعت فرمادی تو ان کا کرنا گناہ ہو جائے گا جو بعض نفوس پر شاق ہو گا۔ پھر صاف فرمادیا کہ ایسی باتوں کو پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے، وہ سب تو معاف فرمادی گئی ہیں۔ آیت کریمہ نے روشن طور پر فرمادیا کہ جب کہ قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا، شریعت اسلامیہ پوری نازل و مکمل ہو چکی۔ احکام الہیہ جس قدر نازل ہونے لگے تھے نازل ہو چکے، اب جن جن باتوں کے حلال یا حرام ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو وہ سب اللہ کی معافی میں داخل ہیں۔ معترض سے پوچھو تبارک شریف کی مٹی، قل کے ڈھیلے قبر میں رکھنے کو شریعت مطہرہ نے کہاں منع فرمایا ہے۔ اور جب وہ شرع مطہرہ سے اس کی ناجوازی پر کوئی برہان نہ لاسکے تو ثابت ہو گیا کہ وہ بھی اللہ کی معافی میں داخل ہے۔ اب جو اس معافی پر اعتراض کرے وہ درحقیقت قرآن پاک پر سائل بنے۔

یہاں تک تو اس فعل کے جائز و مباح ہونے کا اثبات فرمایا ہے۔ رہا اس کا مستحب و مستحسن ہونے کا ثبوت تو وہ اس حدیث شریف سے روشن جس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَرَّهُ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ یعنی جس مباح کام کو دیندار مستحب شریعت مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ جب زمانہ پیشیں سے دیندار مسلمان اس فعل کو اچھا سمجھ کر کرتے چلے آئے ہیں، تو بحکم حدیث اللہ کے نزدیک بھی اس کا مستحب و مستحسن ہونا ثابت ہو گیا۔ اور جب ایمان والے بندے اپنے رب جل جلالہ کے کرم پر یہ امید کرتے ہیں، یہ گمان رکھتے ہیں کہ سورہ ملک و سورہ اخلاص کی برکت سے اللہ عزوجل اپنے مومن بندے پر تخفیف عذاب فرمائے گا تو اللہ عزوجل نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا انا عند ظن عبدی لبی۔ یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں، جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔

معرض جو بغیر کسی دلیل شرعی کے محض اپنے جی سے اس جائز و مباح و مستحب و مستحسن فعل کو ناجائز و حرام کرتا ہے درحقیقت اپنے آپ کو شارع بناتا ہے، اللہ عزوجل پر افترا جڑتا ہے، اپنے دل سے نئی شریعت گرھتا ہے۔ اللہ واحد و قہار جل جلالہ فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السُّنْتُمْ لَكَذِبَ هَذَا

حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَتَلَعُ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنی اور ان چیزوں کو جنہیں تمہاری زبانیں بھوٹ کہہ دیتی ہیں مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس لئے کہ اللہ پر بھوٹ افترا باندھو۔ بیشک جو لوگ اللہ پر بھوٹ افترا باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ تھوڑا بڑا تینا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ہمارے ان بلاد و امصار میں ایسے امور مباحہ و مستحسنہ کو بدعت سیئہ و حرام بتانے والا مدعی حقیقت نہ ہو گا مگر وہابی دیوبندی۔ اور وہابیہ دیوبندیہ کے چند عقائد کفریہ ملعونہ بطور غلو تہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو تمام غیبوں کا علم ثابت ہونا عقلی و نقلی دلیلوں سے باطل ہے۔ البتہ بعض غیبوں کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو ضرور ہے مگر اُس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں، ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ تمام جانوروں جو پایوں کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان اشرف علی تھا لوی ص ۸)

۲۔ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابلیس ملعون کے علم کا وسیع ہونا تو آیت و حدیث سے ثابت ہے۔ مگر حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا وسیع ہونا کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں۔ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابلیس لعین کے علم کو وسیع ماننے والا تو مسلمان ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا ایسا مشرک ہے جس میں ایمان کا کچھ حصہ بھی نہیں۔ (براہین قاطعہ خلیل احمد انبیٹھی و رشید احمد گنگوہی ص ۵۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا زمانہ بعثت تمام انبیاء علیہم صلوات اللہ عظیمہ البریاء کے بعد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سب سے آخر نبی ہیں یہ تو نا فہم لوگوں کا خیال ہے جو سمجھ داروں کے نزدیک غلط ہے۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۳)

سمجھ دار لوگوں کے نزدیک خاتم النبیین کے صرف یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر کسی کے واسطے اور وسیلے کے اپنی ذات سے خود نبی ہیں۔ دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے نبوت ملی ہے۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی صفحہ ۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بھی کسی دوسرے کو نبوت مل جائے تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہے گا۔ (تحذیر الناس قاسم نالوتوی صفحہ ۱۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر اور نئے نبی پیدا ہو جائیں تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ (تحذیر الناس قاسم نالوتوی صفحہ ۲) جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا وہ نہ کافر ہے نہ گمراہ نہ فاسق بلکہ مسلمان سنی صالح ہے۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے یا جھوٹا یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا حنفی شافعی کا اختلاف، کسی نے کہا نماز میں آمین آہستہ کہو، کسی نے کہا یا واز بلند، ایسا ہی کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جھوٹا ہے اور وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹ بول چکا۔

(قولہ فتوایہ رشید احمد گنگوہی)

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علماء اسلام و مفتیان اعلام نے اور ہند و سندھ و دکن و کوکن گجرات کاٹھیا واڑ و پنجاب و بلوچستان و مدراس و بنگال و برہما کے علمائے اہل سنت و مفتیان دین و ملت مشائخ طریقت نے عقائد کفریہ، دیوبندیہ مذکورہ کے قائلین تھا نالوی و انبیٹھی و گنگوہی و نالوتوی پر بالاتفاق فتوے دیئے کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کفریہ مذکورہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو لوگ ان کے ان اقوال ملعونہ پر اطلاع یقینی پانے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانیں یا ان کو کافر نہ مانیں یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کریں وہ بھی شرعاً کافر مرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق ناراہد ہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب کامل النصاب، فتاویٰ امین بر جف ندوۃ المین و کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منہ الکفر و المین ۱۳۴۲ھ و رسالہ مبارکہ الصوامر الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ ۱۳۴۵ھ و رسالہ نافعہ علمائے دین کا متفقہ فتویٰ۔ — بنا علیہ شخص معترض مذکور فی السؤال جبکہ ان مرتدین دیوبندیہ کا ہم عقیدہ و معتقد و تراح ہے بحکم شرع داخل کفر و اوج ہے، اپنی دیوبندیہ و ہابیت کے سبب مسلمان نہ عزیز نہ دشمن بلکہ شرعاً کافر مرتد بے ایمان ہے۔ اور عزیز شیطان و عدو رحمن ہے والیاء اللہ الملک الدیان۔ سنی مسلمانوں پر اس کا وعظ سننا حرام اسکی تعظیم و تکریم کرنا حرام، اموات مسلمین و مسلمات کی ارواح کو ایسے مرتد کے وعظ کا ثواب پہنچانا باطل، مسلمانان اہلسنت پر اس سے مقاطعہ کلیتاً فرض ہے۔ یہاں تک کہ وہ ہابیت و دیوبندیہ توبہ صحیحہ شرعیہ کر لے۔ قال تعالیٰ وَلَا تَرْکُوزُوا إِلَى الدِّینِ ظُلْمًا اَفْتَمَسْکُمْ النَّارَ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم حل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقیر الفتح عبید الرضا محمد شمس علی خاں قادیان برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ و لا یوبیہ

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صلح مکہ کیوں کے عقائد کفریہ کیا ہیں اور سنی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ بنیو بالکتاب تو جروا بالحساب۔
المستفتی: حاجی عثمان عبداللہ کھتری قادری رضوی، مالک سوپ فیکٹری، جام جوڈھپور کاٹھیاواڑ۔

الجواب

الحمد لله رب العالمين الذي يحب عبادة المؤمنين ولا يرضى عن القوم الفاسقين ولا يحب الكافرين؛ ارسل رسوله النبى لا ميين المكين؛ وانزل عليه الكتاب المبين؛ بواسطة الروح الامين؛ وعلمه علم الاولين والآخرين؛ وجعله سيد المرسلين؛ وبعثه خاتم النبيين؛ ووجب تعظيمه وتوقيره على جميع عبادة المسلمين؛ وانزل لعنته واثنته مقتته على من عابه او اهانته او استخف به او كذبه واعد لهم العذاب المهيمن؛ وافضل الصلاة واجمل السلام على نبيه ورسوله وحببيه وخيرة خلقه وقاسم رزقه وعروس مملكته وسراج افقه ونور عرشه ومالك مملكه بتمليكه وعالم اسرار به تعليمه سيدنا ونبينا ومولانا حبيبنا وما لكانا وملكنا محمد بن الذي ارسل رحمة للعالمين؛ الذي هو بالمؤمنين رؤف رحيم وسيد القاهرين على اعداء الدين؛ الذي اوجب على امته المواصلة مع المسلمين؛ والمجانبة عن المرتدين والمبتدعين؛ ثم الصلاة والسلام عليه وعلى اله الا طهار واصحابه الاخيار الذين اخبر عنهم ربهم تبارك وتعالى انهم رحماء بينهم واشتداء على الكفار ثم الصلاة والسلام عليه وعلى سائر اولياء امته وعلماء ملتته وابنه الغوث الاعظم وعلى سائر اهل سنته الناجين المفلحين؛ امين
يارب العلمين؛

صلح مکہ کوئی مستقل مذہب نہیں، بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بد مذہبوں، بے دینوں پر رد و طرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے اور کہے کہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں جائیگا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ بد مذہبوں بے دینوں کا رد کر کے دنیا میں بڑے نہیں۔ اور کہے کہ جتنی دیر ہم ان کا رد کریں گے، انکو بڑا بھلا کہتے رہیں گے، ان کو گالیاں دیتے رہیں گے اتنی دیر ہم درود شریف پڑھیں تو ثواب بھی ملے گا اور کوئی ہمیں بری نظر سے بھی نہیں دیکھے گا۔ یہ خیالات اشد بد مذہبی بلکہ الحاد و ارتداد کی جڑ ہیں۔ اگر اسی کا نام اسلام یا خلق عظیم تھا تو اللہ تعالیٰ نے کافروں، مرتدوں اور منافقوں پر شدت و غلظت کی تعلیم قرآن عظیم میں کیوں دی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنفقین واغظ علیہم
اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من
الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ
اور فرماتا ہے عز شانہ۔

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم
لا یالونکم خبالا وودوا ما عنتم وقد بدت البغضاء
من افواہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا
لکم الاٰیت ان کنتم تعقلون

یعنی اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر
سختی کرو۔

یعنی اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے
قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

یعنی اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ
تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، تمہارا الکلیف میں
پڑنا ان کی دلی آرزو ہے۔ بیشک ان کے منہ ہوں
عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینے چھپائے
ہوئے ہیں وہ اور بڑی ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔

ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگرچہ اپنی قبر میں جائیگا لیکن باوجود قدرت واستطاعت اگر
کوئی شخص بد مذہبوں، بے دینوں کی بد مذہبیوں، بے دینیوں پر قصد اڑو البطلان نہ کرے گا اور اُمت
مصطفویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو ان کے کفریات و ضلالت میں مبتلا ہوتے دیکھ کر بھی ساکت خاموش
رہے گا تو خود اسکی قبر بھی واحد قہار جل جلالہ کی لعنتوں سے بھر دی جائیگی۔ یہ ان بد مذہبوں کی قبر میں تو نہ جائیگا
لیکن خود اسکی قبر میں وہی عذابات و عقوبات ہوں گے جو ان بد مذہبوں کیلئے ہیں کہ اس نے اپنے سکوت اور
اپنی مدد نہت سے ان بد مذہبوں بے دینوں کو اشاعت کفر و ضلال میں مدد پہنچائی۔ حدیث شریف میں ہے، نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتْنُ اَوْ قَالَ الْبِدْعُ وَسَبَّ اَصْحَابِی
فَلِیُظْہِرَ الْعَالِمُ عَلْمَہُ وَمَنْ لَمْ یُظْہِرْ عَلْمَہُ فَعَلِیْہِ
لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا
یُقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرَفاً وَلَا عَدَلًا۔

یعنی جب فتنہ ظاہر ہوں (یا یہ فرمایا کہ بد مذہبیاں
پھیلیں) اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے تو عالم پر
فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے (ان بد مذہبوں کا اور
صحابہ کی شان میں توہین کرنے والوں کا رد کرے) او
جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں کی لعنت تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا
فرض قبول کرے نہ اس کا نفع۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں توہین کرنے والوں کا باوصف قدرت واستطاعت
رُذکر نے سے سکوت کرنے والا تمام انسانوں کا، تمام فرشتوں کا بلکہ خود اللہ واحد قہار جل جلالہ کا ملعون ہے تو

خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تنقیص بلکہ خود حضرت رب العزہ جل جلالہ کی تکذیب کرنے والوں کا رد کرنے سے قدرت و استطاعت ہوتے ہوئے بھی سکوت کرنے والا کفریات و ضلالت کے رد پر قادر ہوتے ہوئے بھی ان پر رواداری برتنے والا کیسا اشد ترین ملعون ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا یقیناً عبادت الہی ہے اور تلاوت قرآن مجید کے بعد تمام اُردو وظائف سے افضل و اعلیٰ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جس موقع پر شریعتِ مطہرہ نے درود شریف کے سوا کوئی اور کام واجب و ضروری قرار دیا ہو تو اس موقع پر بھی درود شریف ہی پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔ بہت سے قرآن کے نزدیک ابتدائی قرات میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واجب ہے۔ کیا اس پر کوئی صلح کلی کہے گا کہ جتنی دیر ہم ابلیس کو برا کہیں گے، اس کو مردود و ملعون و رجیم کہیں اس سے پناہ مانگیں گے، اتنی دیر اگر ہم درود شریف پڑھیں گے تو بہتر ہے، بہت زیادہ ثواب ہوگا شریعتِ مطہرہ نے ذبحہ حلال ہونے کیلئے یہ شرط قرار دی ہے کہ بوقت ذبح "بسم اللہ اللہ اکبر" کہا جائے، کیا اس پر کوئی صلح کلی کہے گا کہ درود شریف تو ہر وظیفہ اور ہر درود سے افضل ہے لہذا ہم تو بوقت ذبح بھی درود شریف ہی پڑھتے رہیں گے۔ اگر کوئی صلح کلی قصداً ایسا کرے گا تو شرعاً بحکم فقہ حنفی وہ ذبیحہ مردار اور اُس کا کھانے والا مردار خور ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ

ہر مرتبہ از وجودِ حکمے دارد گزرفرق مراتب نہ کنی زندیق

شریعتِ مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے، اس وقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأتِ ذمہ ہو سکتی ہے۔ جس وقت بندہ ہیوں، بے دینوں کے کفریات و ضلالت پھیل رہے ہوں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بھولے ہالے امتی کفر و ضلال کے جال میں شکار کئے جا رہے ہوں، ایسے موقع پر جو شخص مسلمانوں کو گمراہوں متردوں کے دام میں آنے سے بچانے کی قدرت رکھتا ہو، بے دینوں کی بے دینی طشت از بام کر سکتا ہو، تو اس وقت وہ شخص بندہ ہی بیدینی کے رد سے ذمہ سادھ لے اور تسبیح لیکر درود شریف پڑھتا رہے، یا جو شخص اسکی تو قدرت نہیں رکھتا مگر خود اپنے ایمان کو بچانے کیلئے بندہ ہیوں، بے دینوں سے نفرت و بیزاری رکھنے کے حکم شرعی پر عمل کر سکتا ہے وہ ان سے علیحدہ و بیزار نہ ہو بلکہ تسبیح لے ہوئے ان کی مجلسوں میں جائے، ان کے ساتھ میل جول سلام کلام رکھے، ان سے ہم پیالہ وہم نوالہ رہے اور درود شریف پڑھ پڑھ کر تسبیح کے دلنے پے در پے گراتا جائے تو اس کا یہ نمائشی درود شریف ہرگز عبادتِ الہی نہیں بلکہ خدا و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی و محبت رکھنا اور اپنی بدامانت اور صلح کلی پر دکھاوے کے درود شریف سے پردہ ڈالنا اور درحقیقت اللہ واحد قہار، علیم بذات الصدور

جل جلالہ کو دھوکہ دینا اور بھولے ہالے مسلمانوں کو فریب میں ڈالنا ہے۔ پھر کیا ظالم سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ واحد
قہار جل جلالہ کو دھوکہ دے سکیں گے۔ لا واللہ! قال تبارک وتعالیٰ یُخَدَعُونَ اللہ والذین آمنوا وما
یُخَدَعُونَ الا انفسہم وما یشعرون منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے پیارے محبوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو دھوکہ دیں اور درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکہ دے رہے
ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ اُن کا بُرا نکر انھیں پر پلٹے گا۔ قال تبارک وتعالیٰ ولا یحییٰ المکر المشری الا
باہلہ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس ناپاک ترین فرقہ صلیح کلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علیحدہ علیحدہ مختلف طریقوں
سے اپنی صلیح کلیت ملعونہ کا پرچا کرتے ہیں۔ عوام کے طبقے میں جو لوگ صلیح کلی ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ
”اگر ان سنی مولویوں کے فتوؤں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے، مولوی تو
کہتے ہیں کہ ہر بد مذہب ہر بے دین سے نفرت و عداوت رکھو۔ پھر ہم دنیا کا کاروبار اپنی
تجارت اپنا بیوپار کیونکر چلائیں گے۔ کسی کی نوکری کسی کے یہاں ملازمت کسی کے گھر پر ضروری
کیسے کر سکیں گے۔“

اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں، گستاخیاں
یا کسی مسئلہ دینیہ ضروریہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہہ کر جانوں
کو بہکاتے ہیں کہ ”میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں، مولوی مولوی جانیں، ہم تو جاہل آدمی ہیں، ہمارے نزدیک
سبھی مولوی اچھے ہیں ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیونکر برا کہیں“۔ مگر ان انسان نما جانوروں کو
بلکہ جانوروں سے بھی بدتر کراہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانہ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پُرکھے باپ دادا
سنی مسلمان تھے ان کا دین و مذہب وہی تھا جو حضور سیدنا الفوت الاعظم و حضور خواجہ غریب نواز و حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا
فرید الدین گنج شکر، حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوب الہی، حضرت داتا گنج بخش
لاہوری، حضرت شاہ عبدالحق ردوولی، حضرت قطب عالم ہندوئی، حضرت مخدوم جہانگیر اشرف ہمنانی کچھوچھوی
حضرت مخدوم شرف الدین بکھی منیری، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری، حضرت شاہ وجیہ الدین بھارتی، حضرت شاہ
عالم احمد آبادی، حضرت شاہ پیر محمد سلونی، حضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری، حضرت نصیر الدین محمود
چراغ دہلوی، حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز، حضرت میراں سید علی ذاتار، حضرت سید سالار مسعود غازی، حضرت
بدیع الدین شاہ مدار، حضرت مخدوم علی فقیہ مہائمی، حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی، حضرت سیدنا

شاہ اچھے میاں مارہروی و دیگر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ کیا ان خبثت کو اتنا نہیں سوچتا کہ اس سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کے مقابلے میں جس پر اگلے زمانے کے تمام اہل اسلام و اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو شخص کوئی نیا عقیدہ، نیا مذہب، نیا فرقہ گراہ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرے وہ ہرگز سنی مسلمان نہیں۔ بلکہ گمراہ بد مذہب بے دین ہے۔ نہیں نہیں! خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گنوار مسلمان، ہر کسان مسلمان، ہر مزدور مسلمان کو بھی ہے جو اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہے کہ مجھے مسائل ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اسی سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے مذہب اہلسنت کے ماننے والے برابر دین کے ضروری مسائل مانتے چلے آئے جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دین اسلام اور مذہب اہلسنت کا مخالف ہے۔ اور جو اس سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کا مخالف ہو وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات ہے جو ان صلحکیوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ لیکن یہ صلحکیہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ ایسے فریب دیکر عوام اہل اسلام کے دلوں سے مسائل دینیہ ضروریہ کی عظمت و اہمیت نکال دیں۔ والیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا تو ہمیں وگستاخی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ و ملحدین جیکڑ الوہیہ، زنادقہ خاکساریہ اور بے دینان لیگیہ وغیرہم کفار و اشرار نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی عظیم جلیل سرکاروں میں جو گندی توہینیں بٹری ہوئی دشنام طرازیوں کی ہیں، وہ تو ان صلحکیوں کی سمجھ میں نہیں آتیں، ان گستاخیوں کو بحکم شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شریعہ کافر مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ویسی ہی، بلکہ اُن سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلحکیوں یا ان کے باپ دادا کیلئے کوئی کہہ دیتا ہے کہ مثلاً ”تمہارا منہ سوکر کا سا ہے، تمہارے باپ کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسے کان تو گدھے کے بھی ہیں، تمہاری والدہ مشفقہ کے پیٹ کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بچو کا بھی ہے، تمہارے دادا صاحب چار سے بھی زائد ذلیل تھے، تمہاری دادی صاحبہ چار ہی تھیں، تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے، تمہاری نانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگن تھیں“ — تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دشنام ہونا خود ان صلحکیوں کی سمجھ میں آ جاتا ہے اور کہنے والے سے انتقام لینے کیلئے فوراً ہی طیار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ”بھائی ہم تو جاہل آدمی ہیں کسی مولوی سے جا کر پوچھ کر ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے اُن کی تو ہمیں ہوئی ہے یا نہیں، یہ جھگڑے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں، ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں“۔ بلکہ ایسے الفاظ سننے ہی فوراً مار پیٹ، گالی گلوچ کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں — تو ثابت ہوا کہ مرتدوں، بے دینوں نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دشنامیں بچیں

ان کو بھی یہ صلح کیلئے ہاریہ قطعاً سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی اور اپنے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کی توہین کو برا اور جرم سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رفیع و جلیل سرکاروں میں گالیاں و دشنامیں بگنے کو کچھ بُرا ہی نہیں سمجھتے، اس کو کفر ہی نہیں جانتے۔ لہذا ان مرتدوں، بے دینوں کے کفر و ارتداد پر پردہ ڈالنے کیلئے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بنا دیتے ہیں۔ والیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ دنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان صلحکلیوں کا ملعون فریب ہے۔ حضرات علمائے اہلسنت کثرتم اللہ تعالیٰ و نصر ہم یہ کب کہتے ہیں کہ تم دنیا میں مت رہو، مرجاؤ، یا کاروبار ہو پارمت کرو، مزدوری نوکری چھوڑ دو، بلکہ ان کے فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جیو جس طرح خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری سب شریعتِ مطہرہ کے موافق کرو۔ جو لوگ اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعتِ مطہرہ معاذ اللہ کافر بنے دین میں ان سے دینی عداوت مذہبی نفرت رکھو۔ کیا تم ایک چار کو دو پیسے دیکر اس سے اپنے پُرانے جوتے کی مرمت نہیں کراتے، کیا تم بھنگی کو دو آنہ مہینہ دے کر اس سے اپنا یا خانہ نہیں اٹھواتے؟ پھر کیا یہ معاملات نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ پھر کیا ان معاملات کے سبب اس چار اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جاتے ہو؟ کیا ان معاملات کی بنا پر تم انھیں اپنا دینی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان معاملات کے بعد آہستہ آہستہ مذہبی اس چار اس بھنگی کیساتھ یا راز و دشنام مناتے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کیساتھ نبوی کاروبار، بیوپار مزدوری نوکری کے معاملات جاری رکھنے کیلئے یہ ہرگز لازم نہیں کہ ان کے کفر و شرک کے سبب مسلمانوں کو بحکم شریعت جو ان سے مذہبی نفرت و دوری، دینی بجانبت و بیزاری ہے اس میں کمی ہو جائے یا معاذ اللہ بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقت حاجت بیت الخلاء نہیں جاتے ہو؟ پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تم کو محبت و دلچسپی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا بوقت حاجت روزانہ بیت الخلاء جاتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو؟ کیا اب وہاں دل بہلانے اور سیر کرنے کیلئے جانے لگے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ مرتدین و مبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے نبوی تعلقات بھی نہ رکھو۔ لیکن اگر ایسا کرنے کیلئے تمہیں ضرورت و مجبوری ہے تو تم اس بارے میں گناہگار نہیں، البتہ ان نبوی تعلقات کی بنا پر مرتدین و مبتدعین کے ساتھ موانست و مودات ہرگز جائز نہیں۔

شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۱۶۵ میں صفحہ ۱۶۹ پر اپنے خلیفہ و مرید سیادت پناہ جناب سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”لازم است کہ ہنگامی ہمت و راتیاں احکام شریعت بایں صرف نمود اہل شریعت را از علماء و صلحا تعظیم و توقیر باید داشت و در ترویج شریعت باید کوشید و اہل ہوا و بدعت را خوار باید داشت

مَنْ وَقَرَّ صَاحِبُ بَدَاةٍ فَقَدْ آعَانَ عَلَى هَدَمِ الْإِسْلَامِ وَبَاكَفَارِ كُذِّمَانِ خِلَافِ رُجُلٍ
 اندو دشمنان رسول وے اند علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات دشمن باید بود و در ذل و خواری
 ایشان سستی باید نمود و هیچ وجہ عزت نباید داد و ایس بے دولتیاں را در مجلس خود راہ نباید داد و
 انس نباید نمود و راہ شدت و غلظت را با ایشان پیش باید کرد و مہما ممکن در ہیچ امرے ایشان
 رجوع نباید نمود و اگر فرضاً ضرورتے افتد در رنگ قضاے حاجت انسانی بکرہ واضطرار و صفا
 حاجت از ایشان باید نمود۔ راہے کہ جناب قدس جد بنرگوار شہا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات
 می رساند اینست۔ اگر بایں راہ رفتہ نشود و صول بایں جناب قدس دشوار است ہیہات
 ہیہات۔

یعنی یہ بات لازم ہے کہ ساری ہمت شریعت مطہرہ کے احکام بحال لانے میں صرف کرنی چاہیے اور یا ہند
 شریعت علمائے دین و صالحین کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیے اور شریعت مطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش
 کرنی چاہیے اور مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں اور کفریوں کو ذلیل رکھنا چاہیے کہ حدیث شریف میں صحیح حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے
 پر مدد دی اور کافروں کے ساتھ جو خدا تبارک و تعالیٰ کے دشمن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 و علی آلہ وسلم کے دشمن میں دشمن رہنا چاہیے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی چاہیے اور ان بد نصیبوں کو اپنی مجلسوں
 میں آنے نہیں دینا چاہیے اور ان سے انس پیدا نہیں کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ شدت و غلظت کرنا چاہیے
 اور جہاں تک ہو سکے کسی بات میں انکی طرف رجوع کرنا نہیں چاہیے۔ اور اگر بالفرض کوئی ضرورت پڑ جائے تو
 بیت الخلا جانے کی طرح شرعی ناگواری اور مجبوری کے ساتھ ان سے اپنی حاجت پوری کرنی چاہیے۔ آپ کے
 نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی بارگاہ قدس تک جو راستہ پہنچتا ہے وہ یہی ہے۔ اگر اس راہ پر چلا
 نہ جائیگا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی بارگاہ قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ یہ بات بہت دور ہے،
 یہ امر بہت بعید ہے۔

لوجه اللہ الکریم الحمد کہ کائنات فی وسط السماء واضح و روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا یا ان نعمت حضرات علمائے
 اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاح آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی
 کاروبار میں بھی ترقی و کامیابی کو متضمن ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ان صلحہ کلیوں کا یہ فریب دنیا صرف
 اسی لئے ہے کہ سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذ اللہ یہ باور کر دیا جائے کہ علمائے اہلسنت کے فتاویٰ اس قابل
 ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے اور یہ کہ بد مذہبوں مرتد ذل کے مُکَلِّبِین اور سنی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں

ایک ہی درجے، ایک ہی مرتبے میں ہیں۔ والیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور فرقہ رطلو کلیہ کے وہ افراد جو مسلمانوں کے لیڈر کہلاتے ہیں، وہ مسلمانوں کو یوں بہکاتے ہیں کہ اس وقت دنیائے سیاست میں اقوام عالم باہمی کشمکش موت و حیات میں مصروف ہیں۔ اور اگرچہ ہر قوم کے اندر باہمی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں، لیکن اس وقت ہر ایک قوم اپنے تمام فرقوں اپنے تمام افراد کو مجتمع و منظم کر کے پورے اتفاق و اتحاد کے ساتھ میدان سیاست میں اپنے مقابل کے سامنے صف آرا و جنگ آزمائے دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک تو ہم یو ہیں تھوڑی تعداد میں ہیں اور اگر ان مولویوں کے فتووں پر عمل کر کے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچریوں، خکساریوں، احراریوں، لیگیوں، رافضیوں، خارجیوں کو ہم اپنی جماعت سے الگ کر دیں گے تو ہم بہت ہی چھوٹی سی اقلیت میں جائیں گے۔ یہ حقوق اور وزارتیں اور حکومتیں ملنے کا وقت ہے۔ اگر مولویوں کے کہنے میں آکر اس وقت کو ہم نے آپس کے جھگڑوں میں صرف کر دیا تو ہم پر سیاسی موت آجائیگی۔ دوسری منظم طاقتیں ہم کو کچل کر فنا کر ڈالیں گی۔ لہذا اس وقت تو تمام کلمہ گو فرقوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر کے میدان سیاست میں دوسری قوموں سے بازی جیت لو۔ پھر بعد کو یہ مذہبی جھگڑے بھی آپس میں طے کر لینا۔

درحقیقت ان صلحو کلی لیڈروں نے سیاست کو مذہب سے ایک علیحدہ چیز ٹھہرا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام مکرم میں پھانس رکھا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کا ایمان و قرآن تو اسے یہ بتاتا ہے کہ اس کی سچی اسلامی سیاست بھی اس کے سچے دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ اور اسی کا جزو ہے۔ سچا مسلمان میدان سیاست میں پہنچ کر بھی پابندی احکام مذہب سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا
یعنی میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا
اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے
تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

ان صلحو کلی لیڈروں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔
كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ
وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
یعنی بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں
اللہ کے حکم سے بڑے بڑے جمعوں پر غالب آئی
ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ
اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرمانا۔

اور فرماتا ہے عز وجل۔

الم تر االى الذين تولوا قوما غضب الله عليهم
ما هم منكم ولا منهم ويحلفون على الكذب
وهم يعلمون۔
(کھٹے کافروں) میں سے اور یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

پھر ایسے لوگوں کے رد اُمل و قباہ کج بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل جلالہ۔

اولئك حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان
هم الخسرون۔ اور فرماتا ہے عز وجل
لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر
يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباؤهم
او ابناؤهم او اخوانهم او عشيرتهم۔
کے بیٹے یا ان کے بھائی بند یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔

پھر ان کے فضائل و مدائح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل شانہ۔

اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم
المفلحون۔ اور فرماتا ہے تبارک ثناء
ومن يطع الله ورسوله ويخش الله ويتقه
فاللئلك هم الفائزون۔
اور فرماتا ہے عز وجل۔

فلا تمهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الا علون
والله معكم ولن يتركم اعمالكم۔
تو اے ایمان والو! تم سست مت ہو اور کفار و مشرکین
و مرتدین کو صلح و اتحاد کی طرف مت بلاؤ اور تمہیں غالب
ہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال میں خسارہ ہرگز نہ دے گا۔

مسلمان کا ایمان قرآن و رحمن اور اس کے پیارے رسول ذی شان پر ہے جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ وسلم وہ ایمان رکھتا ہے کہ الہی مدد اور خداوندی نصرت کا وعدہ صادقہ انھیں لوگوں کے حق
میں ہے جو بتوفیق اللہ تعالیٰ مسلمان کا بل الایمان، متبع احکام شریعت ہوں۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے

دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں۔ ان کا اعتماد صرف ظاہری دنیوی اسباب ہی پر نہ ہو بلکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اعتماد اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ پھر اگر وہ تعداد میں اپنے دشمنوں سے کم ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتے بھیج کر بہت کر دے گا۔ اگر وہ ظاہر میں کمزور و ضعیف ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو قوت و طاقت بخشے گا ان کی کمزوری و اقلیت اور ان کے دشمنوں کی طاقت و اکثریت باذن اللہ العزیز المقدر ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس صحبت کی تفصیل جلیل میں حضور پر نور مرشد برحق حامی السنن ماجی الفتن حضرت عظیم البرکت تاج العلماء سراج العرفاء مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادہ علیہ قادری برکاتیہ احمدیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کار سالہ مبارکہ مسیحی بنام تارنخی ”علیہ فہ فلیلیہ اللہ“ اور رسالہ مبارکہ ”الجوابات السنیہ علی زہاء السیوالات اللیکیہ“ میں ملاحظہ ہو۔ اس کا انکار وہی کر سکے گا جسکو قرآن عظیم پر ایمان نہ ہو گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دوسری قوموں کے مختلف فرقے آپس میں کتنے ہی اختلافات رکھتے ہوں مگر کافر و بے ایمان ہونے میں سب ایک ہیں۔ اور بحکم الکفر مملۃ واحده ان سب کا باہمی اتفاق و اتحاد کچھ جائے تعجب نہیں۔ لیکن ان فرقہ بانی مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلافات ہرگز آپس کے اختلافات نہیں۔ یہ فرقے تو اپنے اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام ہی سے خارج ہو چکے۔ البتہ مذہب اہلسنت کے چاروں گروہوں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، کے باہمی فرعی اختلافات بیشک مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ہیں تو ان اختلافات فرعیہ کے سبب مسیحی مسلمانوں میں بحمد اللہ تعالیٰ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ سچا مسلمان کرسیوں، وزارتوں، حکومتوں کے لالچ میں اپنے پیارے دین و مذہب کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا، بلکہ وہ اپنی جان و آبرو سے زیادہ پیارے اپنے سچے دین و مذہب پر کرسیوں وزارتوں حکومتوں غرض کہ دنیا کی ساری دولتوں تمام راحتوں کو قربان کر دے گا واللہ الحمد۔

پھر جبکہ ہندوستان میں کلمہ گویان اسلام کی مجموعی تعداد بھی دوسری قوم کے مقابلے میں اقلیت ہی ہے تو ان مرتد فرقوں کے ساتھ اتحاد و ووداد کرنے کا بھی کیا نتیجہ ہو گا۔ وہ اقلیت تو پھر بھی اقلیت ہی رہے گی۔ مدعیان اسلام مرتدین کو ملا لینے کے بعد بھی اقلیت اکثریت نہ ہو گی۔ تو خدا اور رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کا خسر الدنیا والاخرۃ ذالک هو الخسران المبین ○ کے ہوا کیا حاصل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور یہ تو سیدھے ساوے مسلمانوں کو محض سبز باغ ہی دکھانا ہے کہ حکومت حاصل ہو جانے کے بعد یہ مذہبی اختلافات آپس میں طے کر لینا۔ حکومت اگر مل بھی گئی تو اس کی باگ ڈور اس کا حل و عقد اس کا بست و کشاد سب کچھ معاذ اللہ انھیں صلح کی و نیچری ولیگی و بے دین لیڈروں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ابھی جبکہ گنجوں کو ناخن نہیں ملے ہیں یہ حال ہے کہ دین و مذہب پر قہقہے اڑائے جا رہے ہیں، ایمانیات اعتقادات پر ٹھٹھے لگائے جا رہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ حکومت خود اختیاری مل گئی تو یہ تمام مذہبی اختلافات طے تو ضرور کر دیئے جائیں گے، مگر اس طرح جیسے مرتد مشرقی کہہ چکا کہ ”سب اعتقادی کتابیں جلا کر فی النار و المستقر کر دی جائیں گی، مذہبی کتابوں کا رکھنا جرم قرار دے دیا جائیگا“ والیاذ باللہ تعالیٰ بھولے بلے پیارے سنی مسلمانو! اپنے دشمنوں سے ہوشیار ہو۔ اس سے پہلے کہ ہوشیار ہونا کچھ نفع نہ دے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

بعض صلح کی لیڈر جنکو فن تاریخ میں بھی کمال کا دعویٰ ہے، مسلمانوں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ ”جس وقت ترکی سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قاہرہ فوجیں خشکی پر جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہو رہی تھیں، عین اسی وقت عیسائیوں کے پادری شہر کے بڑے گرجا ایا صوفیہ میں اس مسئلے پر گرامر مباحثے میں مصروف تھے کہ جس روز یسوع مسیح (علیہ الصلاۃ والسلام) کو بقول نصاریٰ سولی دی گئی اس دن انھوں نے فطیری روٹی کھائی تھی یا خمیری اور ان کا بول و براز پاک تھا یا نہیں۔ اسی طرح اس وقت دوسری قومیں مسلمانوں کو فنا کر دینے میں مصروف ہیں اور مسلمان انھیں مذہبی مباحثوں میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں۔ اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضائل طیبہ طاہر و پاک تھے یا نہیں۔ چھوڑو ان مذہبی بحثوں کو اور میدان سیاست میں دشمنوں کے سامنے صف آرائی کرو۔ ورنہ تم بھی انھیں قسطنطنیہ عیسائیوں کی طرح فنا کر دیئے جاؤ گے۔“

اللہ اکبر! ان منکار لکچراروں کی منکاری دیکھو مسلمانو! تم کو کس طرح پھلتے ہیں۔ قسطنطنیہ کے عیسائیوں کی شکست کا صرف یہ سبب دکھایا کہ وہ مذہبی بحثوں میں مبتلا تھے۔ ترکوں کی فتح کا مدار صرف اس پر ٹھہرایا کہ وہ انتظامات جنگ میں پورے طور پر مصروف تھے۔ ان بے دینوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلا کہ وہ عیسائی

عہ ملاحظہ ہو مرتد مشرکی کا تذکرہ ملعونہ، اردو دیباچہ صفحہ ۶۵۔ والیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۱۲ منہ

اگرچہ مذہبی بحثوں میں مصروف نہ ہو سکتے تھے۔ اور وہ ترک انتظامات جنگ سے پورے طیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان والے تھے اس لئے اللہ واحد قہار جل جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غالب و مظفر و فتح مند فرمادیا۔ اور ان کے منہوں سے یہ نکلتا بھی کیونکر۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتے تو کفر و اسلام کا تفرقہ بیان کرنا پڑتا۔ اور مسلمانوں پر اندھیری ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔

مسلمانو! ان بے دین صلح کی لیڈروں سے کہو کہ ارض فلسطین، اجنادین، یرموک، قنسرین، الطائیفہ، حلب، بلعک، مدائن، قادسیہ وغیرہ سیکڑوں مقامات پر اور بلاد ہند و سندھ، افریقہ، الجزائر اور صلیبی جنگ کے ہزار ہا میدانوں میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کچھار کے شیروں کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کفار کے دس دس گنے، بیس بیس گنے، بلکہ بعض بعض مقامات پر سو سو اور ہزار ہزار گنے جتھوں کے جو مقابلے ہوئے اور ان سب میں ایمان والے ہی منصور و غالب اور کفار ہی مقہور و خائب رہے کیا وہ سب کفار بھی مذہبی مباحثوں ہی میں مبتلا تھے۔ غرض قسطنطنیہ کے عیسائیوں کے بھی مغلوب و مقہور ہونے کا اصلی سبب ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کریمہ کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق میں کیوں مصروف تھے۔ بلکہ اس کا اصلی سبب بھی وہی وعدہ الہیہ تھا کہ "وَلَا تَهْنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَانْتُمْ اَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" یعنی اور اے ایمان والو! تم سست مت ہو اور تم غمگین مت ہو اور تمہیں سب پر غالب رہو گے اگر تم کامل ایمان والے ہو گے۔ وہ نصاریٰ کافر تھے۔ ترکوں نے محض اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے توفیقہ تعالیٰ ان پر جہاد کیا۔ رب قدیر جل جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غلبہ دیا۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِیَہ۔

مسلمانو! ان عیار لیڈروں کی اس عیاری کا مقصد صرف یہ ہے کہ بد مذہبوں، بے دینوں کیلئے ان کی بد مذہبی بے دینی پھیلائے میں پوری آزادی ہو جائے، کوئی رکاوٹ ان خُبتا کے راستے میں نہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت اقدس پر کوئی بے دین کیسا ہی ناپاک الزام لگائے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم مبارک یا شان اقدس کو کوئی مرتد کتنا ہی گھٹائے مسلمانوں کے سچے دین اسلام اور پیارے مذہب اہلسنت پر کوئی لمحہ کیسے ہی گھنوں نے اتہامات اٹھائے مگر سنی مسلمان دم سادھے زبان دبائے چپ بیٹھے زبان قلب سے "ٹھک ٹھک دیدم دم نہ کشیدم" کا وظیفہ پڑھتے رہیں، ملحدوں، بے دینوں، مرتدوں کے جواب میں نہ ایک حرف لکھیں نہ ایک لفظ کہیں۔ اور اگر وہ احقاق حق و ابطال باطل کریں گے تو قسطنطنیہ کے نصاریٰ کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

الحمد للہ وجہ اللہ تعالیٰ کہ مہر نیمروز کی طرح واضح و لاغ ہو گیا کہ ہمارے پیشوایان دین اہلسنت علمائے

ربانیہ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا ہی بفضلہ تعالیٰ ہماری صلاح دنیا و فلاح عقبی کا سچا ذریعہ ہے اور ان صلحاتی و نیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی و دہریت پھیلانا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان صلحاتی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی صلحکلیت اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین نظم و نشر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اُسکی کتابوں "سیرۃ النبی، الفاروق اور سیرۃ النعمان" میں اپنے زندگی کرشموں کی بہار اور الحادی جوہنوں کا ابھار دکھا رہی ہے۔ اس کی اگر پوری تفصیل کی جائے تو ایک دفتر بسیط لکھنے میں آئے۔ یہاں مختصر گزارش۔

شبلی اعظم گڑھی نے ایک ثنوی "صبح امید" لکھی جو نیچریوں کے دارالمصنفین نے مسعود علی ندوی کے اہتمام سے معارف پریس اعظم گڑھ میں کلیات شبلی "اردو کے صفحہ اول صفحہ ۲۳ تک شائع کی اسی کے چند اشعار ہم بطور نمونہ پیش کر کے سُنی مسلمانوں کے ایمانی قلوب سے ایک نظر انصاف کے طالب و توفیق الہدایہ والاجتناب عن الغویۃ من اللہ الکریم الواہب۔

تھے رسم و رواج پر فدا سب
تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے
کس سمت زمانہ چل رہا ہے؟
نیرنگیوں پر نہ کچھ نظر کی
یعنی کہ ہوا ہے اب کدھر کی
کیا پیش ہے؟ کیسی صورتیں ہیں؟
کیا وقت ہے؟ کیا ضرورتیں ہیں؟
چھپڑے جو گئے نئے فسانے
نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے
سیارے ہیں اب نئی چمک کے
وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے

تصنیف میں گالیوں کی بھرمار
تحریر، کہ لعنتوں کا انبار
برپا تھے وہ مسجدوں میں فتنے
دیکھے نہ کبھی سُنے کسی نے
آپس میں نفاق کا یہ عالم
یہ اس سے خفا، وہ اس سے برہم
اللہ رے یہ وفورِ غفلت
سمجھے تھے رواج کو شرعیّت
باطل پہ فدا تو حق سے ہیندار
تقلید پہ کس بلا کا اصرار
دیندار برائے نام تھے ہم
والستہ رسم عام تھے ہم

لڑ پڑتے تھے بات بات میں ہم
ڈوبے تھے تعصبات میں ہم
دکھلائی کمال دینداری
مومن کو بنا دیا جو ناری
تکفیر ہمارا ہی چلن تھا
زندیق، تو تلمیہ سخن تھا
دشمن کو نہ کر کے موافق
مومن کو بنا دیا منافق
گمراہ تو سیکڑوں بنائے
رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے
خلق نبوی کی تھی یہ تصویر
آپس میں ہر اک گرم تکفیر

اب صورت ملک دیں نئی ہے
افلاک نئے، زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ماضی کو
گردوں نے اُلٹ دیا ورق کو
دیکھی یہ روش تو پھر خردمند
ہوتے گئے طرزِ نو کے پابند
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے
بدلا جو زمانہ، وہ بھی بدلے
لیکن نقشِ زمیں رہے ہم
بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
گو غریب اہلِ احسن ہیں
ہم گرم فسادِ کُنِ حسین
ہر چند وہ بزم ہے نہ احباب
ہم دیکھ رہے ہیں پردہِ خواب
اس گنج گہر پہ ہم ہیں نازاں
جس کا کوئی جوہری نہیں یاں
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے
اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
اب عیب ہیں سب ہنر ہمارے
ہیں پوچھ سے کم گہر ہمارے
ماتم تھا یہی کہ آئی ناگاہ
اک سمت سے اک صدائے جاگاہ
اس شان سے تھی وہ آہِ دلگیر
پہلو میں اثر، بغل میں تاثیر
دل ہاتھ سے لینے میں بلا تھی
جادو تھی، فسوں تھی، جانے کیا تھی؟

جس سمت سے آئی تھی آواز
وہ جلوہ نمائے سحر و عجاز
دیکھا تو وہاں بجاہ و تمکین
آیا نظر اک پیہرِ دیریں
صورت سے عیاں جلالِ شاہی
چہرے پہ فروغِ صُبحِ گاہی
وہ ریشِ دراز کی سپیدی
چھلکی ہوئی چاندنی سحر کی
پیری سے کمر میں اک ذرا خم
توقیر کی صورت مجسم
وہ ملک پہ جان دینے والا
وہ قوم کی ناؤ کھینے والا
لب پر ہے فغاں کہ اب بھی جاگو
اے خوابِ گراں کے سونے والو
ہو کر درہ صفِ پس کیوں
اس بزم میں ہو خواب تمہیں کیوں
تا دیر وہ قوم کا وندائی
وہ خضرِ طریقِ رہنمائی
افسانہ غم سنا کے ٹھہرا
سوتلوں کو جگا جگا کے ٹھہرا
باتوں میں اثر تھا کس بلا کا
اک بار جو رخ پھرا ہوا کا
خواہش کے بدل گئے ارادے
ہمت نے قدم بڑھائے آگے
تعلیم کے جا بجا وہ جلسے
گھر گھر میں ترقیوں کے چرچے
دانش طلبانِ محنتِ واں نے
علیٰ نفسانِ خوش بیاں نے
ترتیب دیئے لگاؤ و کش و کد
بتیں رسالہ لائے مفرد
وہ نکتہ و حقیقت آگاہ
یعنی مہدی علیٰ ذی جاہ
سید اشرف علیٰ ممتاز
مشتاق حسین نکتہ پرداز
اُن کے قلم گہرِ فغاں نے
آئین گزاریش بیان نے
آسان کردی ہر ایک مشکل
ناطے شدہ رہ گئی نہ منزل
جو بحث تھی دلنشین کی تھی
ہر بات کی چھان بین کی تھی
تحقیق کے طے کئے مراحل
وا کر دیئے عقد ہائے مشکل
القصر یہ بات کی تھی تسلیم
یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم
تدبیرِ شفا جو ہے تو یہ ہے
اس دُکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
سہتے ہیں جویوں غم و تعب ہم
تدبیر یہی ہے بس کہ اب ہم
تقویم کہن سے ہاتھ اٹھائیں
تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالبِ نو آئیں
یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقین

تہذیب کے وہ اصول نایاب وہ طرز معاشرت کے آداب وہ گنج گران دانش و فن وہ فلسفہ جدید بیکن، کپلر کی وہ نکتہ آفرینی نیوٹن کے مسائل لیتینی، اس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہوں ہم بھی اس کان کے گہر ہوں و تلم ہو باتفاق باہم اک مدرسۃ العلوم اعظم وہ کعبہ آرزو ہمارا ہر غم میں ہو چارہ جو ہمارا وہ درس گہ جستہ انجم ہو پشت و پناہ قوم اسلام رائیں ہو میں متفق جو سب کی اب قوم سے یاوری طلب کی وہ کشتہ قوم وہ فدائی اٹھائے کاسہ گدائی کیا تلخ بے جواب اس کو کیا کیا نہ دیئے خطاب اس کو

برگشتہ کہا کسی نے دیں سے لغت کا ملاصلہ کہیں سے خود قوم کو ہو گئی تھی یہ کہ زندیق کہا، کسی نے مرتد جو اس نے سہ کرم کے بدلے لطف اس نے کئے رستم کے بدلے یہ زحماتیں گو تھیں ساتھ اس کے پُر زور تھے پر جو ہاتھ اس کے آگے وہ بڑھا ہٹلے سب کو طے کر کے رہا رہ طلب کو ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ باطل کو جو حق نے کر دیا پست اب نیست پائی صورت ہست ہوئی تھی کہ قوم کے پھر میں دن نلے نہ رہے اثر کئے بن آخر ہزار جہاہ و احبال طالع ہوا آفتاب اقبال قائم ہوا یادگار ایام وہ مدرسۃ العلوم اسلام

خالق سے دعا ہے اب کہ جاوید روشن رہے یہ چراغ امتیاز اس چشمہ فیض سے ہے میرا بنگال سے تاحدود پنجاب افسوس تو اُن پہ ہے کہ اب بھی ہیں گم شدہ رہ ترقی جلوے جو دکھارہا ہے ادبار اودام غلط میں ہیں گرفتار گو قوم شکستہ حال ہو جائے برباد ہو جائے پائمال ہو جائے یہ سب ہو پر اُن کی ضد نہ جائے حق بات کبھی نہ دل میں آئے جلتے نہیں وہم باطل اُن کے پتھر سے بنائے ہیں دل اُن کے سید سے اگر ہے بغض اللہ وہ خادم قوم اگر ہے گمراہ کچھ آپ ہی انتظام کرتے اسلام کو نیک نام کرتے

سُنی مسلمان بھائیوں! اللہ ایمان سے کہو۔ اگر یہ نیچریت نہیں تو تین خدا ماننا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا جانا بھی نصرانیت نہ ہوگا۔ بد مذہبوں، بے دینوں پر احکام شرعیہ سنائے کو بات بات پر لڑنا اور تعصبات میں ڈوبنا بتایا۔ کلمہ پڑھنے والے بد مذہب پر حکم حدیث شریف ناری ہونے کا حکم دینے کو دینار کے خلاف ٹھہرایا مسلمان کہلانے والا اگر کفریات بچے تو اسے حکم شریعت منافق، کافر، زندیق، گمراہ کہنے کو خلق نبوی کے خلاف اور گالیوں کا طومار، لغتوں کا انبار اور بد چلنی بے تہذیبی بنایا۔ مسلمانانِ اہلسنت کی مسجدوں کو

بد مذہبوں، مرتدوں، بے دینوں، گمراہوں کی فتنہ انگیزیوں، مفسدہ پردازوں سے محفوظ رکھنے پر فتنے اور فتناء کا حکم لگایا۔ مجاہد متبعین و مقاطعہ مرتدین کے بد اخلاقی ہونے کا اور سلف صالحین یعنی سارے تیرہ سو برس کے بزرگان دین کے طریقہ مرضیہ کی اتباع کے وفور غفلت ہونے کا اور تقلید ائمہ مجتہدین کے باطل اور غیر مقلدی کے حق ہونے کا اور اجماع امت کی پیروی کو رسم عام کی وابستگی کہلے اجماع امت کے ماننے والوں کے فقط ہائے نام دیندار ہونے کا اور اگلے بزرگان اسلام کی سیرت کی پیروی کو رسم و رواج پر فدا ہونا ٹھہرا کر تحقیق حق سے اُسکے مخالف ہونے کا گیت گایا۔ پھر آگے چل کر توصاف کہہ دیا کہ اب وقت وہ نہ رہا، زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا، نئی نئی نیلگیاں پیش آگئیں، نئی نئی صورتیں، نئی نئی ضرورتیں سامنے آگئیں، نئے نئے افسانے چھیڑ دیئے گئے، نئی چمک کے ستارے نکل آئے، آسمانوں کے ٹھاٹھ بدل گئے۔ زمین بھی نئی ہے آسمان بھی نئے ہیں، زمانے نے ورق الٹ دیا ہے۔ لہذا اب اگلے نعموں پرانے ترانوں کا وقت نہ رہا۔ ماضی یعنی اگلی باتوں کو بھول جانے کا وقت آگیا۔ وہی لوگ عقلمند ہیں جو ایسے وقت میں پرانے مذہب کو چھوڑ کر نئی روشنی کے پرستار بن گئے، نئی بادشاہت کے محکوم بننے کے ساتھ ساتھ دین بھی نیا اختیار کر لیا۔ لیکن جن لوگوں نے زمانے کے بدلنے پر بھی اپنا دین نہیں بدلا، پرانے دین و مذہب پر ثابت و مستقیم رہے، محفل و اگرچہ جدید ہو گئے، مگر وہ اُسی قدیم افسانے میں سرگرم ہیں۔ موتیوں کے جس خزانے کا اب کوئی قدر واد نہیں پھر بھی وہ اپنے اُسی پرانے خزانے پر نازاں ہیں۔ نہ اسلامی سلطنت رہی، نہ اگلے زمانے کے سے دیندار مسلمان رہے، پھر بھی وہ اُسی سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام مذہب اہلسنت کے خواب دیکھ رہے ہیں، اسلامی سکے کا اب چلن نہیں رہا پھر بھی وہ اُس پرانے سکے کو نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ جس قدر کمالات اسلامیہ تھے وہ سب اس زمانے میں عیب بن گئے، پھر بھی وہ انھیں کے دلدادہ ہیں بجز اسلام کے جس قدر بے ہاموتی تھے وہ اگرچہ اس زمانے میں پوتھ یعنی کالج کے جھوٹے موتیوں سے بھی بدتر ہو گئے پھر بھی وہ انھیں پر فدا ہیں۔ ایسے لوگ بے وقوف بے عقل ہیں۔ پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے۔ حتیٰ کہ اُسے راہ ہدایت کا خضر بھی بنا دالا۔ پھر لواب محسن الملک و لواب وقار الملک و اشرف علی کی تحریری و تقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف و توصیف کر کے صاف کہہ دیا کہ مسلمان اس وقت جس قدر مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کا واحد علاج باتفاق و اجماع جملہ لیڈریان نیچریت صرف یہی ہے کہ جس طرح نیا سال آنے سے پرانی جنتری بیکار ہو جاتی ہے اور نئی جنتری سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح پرانے دین و مذہب، پرانے عقائد و مسائل کو چھوڑ کر ان سے ہاتھ اٹھا کر یورپین تہذیب سیکھیں، یورپ کی ہی طرز معاشرت اختیار کریں۔ یورپ میں تہذیب و معاشرت کے جو اصول تلقین کئے جا رہے ہیں وہی نایاب

اور بہترین ہیں، انھیں پر غلی پیرا ہوں۔ بلیقن کے جدید فلسفے، کلیئر کی نکتہ آفرینیوں، نیوٹن کے یقینی مسائل پر ایمان لائیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو اب محسن الملک و شمس العلماء صاحبان کہہ چکے ہیں کہ دین اسلام میں جس قدر مسائل و عقائد سائنس و نیچر کے خلاف ہیں ان سب کو اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ پھر آگے چل کر پیر نیچر کے قائم کردہ کالج کی شناختی میں چند اشعار ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سید علی گڑھی کے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ پر حضرات علمائے اہلسنت و اہل سنت و اہل اہل نے جو فتاویٰ شرعیہ دیئے تھے کہ یہ اقوال سراپا کفر و زندقہ و ارتداد و بے دینی و ضلال اور باعث لعنت و وبال و نکال ہیں، اُن فتاویٰ کو جو رد و ظلم و ستم کہا۔ صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ ان فتاویٰ شرعیہ کو باطل اور پیر نیچر کے عقائد کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دُن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت، منبع دہریت کے قیام و بقا کی دعا کر کے پھر بک دیا کہ اب بھی جو مسلمانان اہلسنت پر نیچر سے ہتھیما نہیں لیتے، سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہل سنت کو نہیں چھوڑتے یورپ کی تہذیب، یورپ کی معاشرت نیچری دھرم اختیار نہیں کرتے، وہ ترقی کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی بد نصیبی ان کو اپنے جلوے دکھا رہی ہے، وہ غلط و ہموں میں گرفتار ہیں۔ اُنکے دلوں میں کبھی حق بات نہیں آتی، اُن کے باطل و ہم جانے والے نہیں۔ وہ قوم کو شکستہ حال و برباد و بایکمال ہوتا ہوا دیکھ کر بھی اپنی ضد پراٹے ہیں۔ پیرانے دین و مذہب، پُرانی تہذیب معاشرت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یورپ کی نیچر یا نئی روشنی کے اجالے میں نہیں آتے۔ پھر کچھ بس نہ چلتا دیکھ کر پچھلے شعروں میں توڑو ہی دیئے۔ نہایت ہی کھسانی اول سے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانان اہلسنت کے دینی پیشواؤ، مذہبی رہنماؤ! اگر سید احمد خاں پیر نیچر اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت گمراہ بے دین ہے اور آپ حضرات کی اس کے ساتھ عدالت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے تو پھر آپ ہی حضرات کچھ انتظام کریں، اسلام کو نیک نام کریں۔

ہر سنی مسلمان کے نزدیک ایمان و قرآن کی روشنی میں یہ امر بدیہی ہے کہ آج مسلمانان عالم جن مہاسب و آلام میں مبتلا ہیں، اُن کا واحد سبب شریعت مطہرہ کے احکام کے خلاف ورزی اور دین و مذہب کے معالے میں دہن و دماہنت، بے حیثیتی، سہل انکاری و بے غیرتی ہے۔ اور ان مہاسب و آلام کا واحد علاج اسی سبب کو دور کرنا ہے۔ اور حضرات علمائے اہلسنت، اساطین دین و ملت کثر اہم اللہ تعالیٰ و نصر اہم بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تحریر و تقریر برابر اسی سبب کو دور کرنے میں مشغول و مصروف ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ نیچری لیڈروں نے ایمانی و قرآنی تدبیر شفا کے اختیار کرنے کو مرض بتا دیا۔ اور بے دینی

ولاند ہی قبول کرنے کو اپنے دکھ کی دوا ٹھہرایا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

ہماری اس کتاب کے مباحث کو جس نے غور و انصاف کے ساتھ پڑھ لیا ہے، اس پر شبہ کی
اعظم گدھی کے ان اشعار کا کفر یقینی وارتداد قطعاً ہونا مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح و روشن ہے
یہاں ہم صرف ایک آیت کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان هذ اصراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعوا
السبل فتفرق بكم عن سبیلہ ذالک
وصکوبہ لعلکم تتقون۔
اور دے محبوب تم فرما دو کہ (یہ ہے میرا سیدھا
راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس
کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ نہیں
تمہیں پرہیز گاری ملے۔ (ترجمہ رضویہ)

آیت مبارکہ کا روشن فرمان ہے اور ہر مسلمان کا اس پر اذعان و ایمان ہے کہ قیامت تک کے
پیدا ہونے والے تمام مکلفین جن وانس پر فرض ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور اقدس سیدنا
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دین و مذہب دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اسی پرانے دین، اسی
قدیم مذہب کو قبول کر کے اسی کی پیروی، اسی کا اتباع کریں۔ اور جو شخص اس سے روگردانی کر کے کسی اور دین
و مذہب کو اختیار کرے گا خواہ وہ یورپ والوں کا ہو یا امریکہ والوں کا، ایشیا کا ہو یا افریقہ کا وہ کافر، مرتد بے
ایمان ہے۔ مگر یہ سچہ لوں کا یہ اعظم گدھی ریفارمر کھلے لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صرف
یہی ایک علاج ہے کہ یورپ کی تہذیب یورپ کی معاشرت اختیار کر لی جائے۔ یعنی خود داڑھیاں منڈائیں،
اپنی عورتوں کے سروں کے بال کتروائیں، خود بھی سینما تھیٹر دیکھیں ان کو بھی دکھائیں، جو بلی پارک اور وکٹوریہ
گارڈن وغیرہ باغوں بازاروں کی بے پردہ سیر اور دوستوں یا روں آشناؤں سے ملاقات اور تھلے کی انگوٹھوشی
اجازتیں عطا فرمائیں، تقریبوں اور دعوتوں کے موقع پر خود بھی ناچیں ان کو بھی ناچائیں، ان کو فلم ایکٹر س
بنائیں، خود بھی یورپین لباس پہنیں ان کو بھی میڈمیں اور مسوں کا حیا سوز لباس جس سے سرگردن اور دست
و بازو اور سینہ و ران اور پنڈلیاں قطعاً برہنہ رہیں پہنائیں، شادی کے قابل مردوں اور عورتوں کے ایک
مدت تک نہایت آزادی و بے باکی کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے جلوت و خلوت میں میل جول رکھنے
کی رسم کو یہاں کے مسلمانوں میں بھی جاری کر لیں۔ میز کرسی پر چھری کانٹے چھے سے کھانا کھائیں بغرض ہر
بیز تک یورپ کی تہذیب معاشرت کے گہرے رنگ میں رنگ جائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یورپ کی گڑھی ہونی
سائنس پر بھی ایمان لائیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو برس کے قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کو پُرانی جنتری سمجھ
کر اس سے یکسر ہاتھ اٹھائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کیا کسی سنی مسلمان کو اپنے دین و مذہب کی رو سے ان کلمات ملعونہ کے قائل کے قطعی یقینی کا فروغ دینے میں کچھ شک و شبہ رہ سکتا ہے؟ والیاذ باللہ تعالیٰ۔

الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا جس کا نام ”مذہب اسلام“ رکھا۔ نیچری لیڈروں، صلحکشی و غفلوں نے اسکی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے۔ اس اپنی مسدس (مطبوعہ بالکشن پریس آگرہ) کے دیباچے کے صفحہ ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعرین جانے کا سبب ان لفظوں میں لکھا ہے۔

”بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک مارا جہاں طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے اب تک وہیں ہیں۔“

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی درال دیار کہ زادی ہنوز آل حبائی
نگاہ اٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا، جنہیں ہتھیرا ہیں
چاروں طرف کھلی ہوئی تھیں اور خیال کئے لئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا۔ جی میں آیا کہ قدم
آگے بڑھائیں اور اس میدان کی سیر کریں۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری
چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ دو گزر زمین میں محدود رہی ہو ان سے اس میدان میں
کام لینا آسان نہ تھا۔ اس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمچی گردش میں ہاتھ پاؤں چور
ہو گئے تھے۔ اور طاقت و رفتار جواب دے چکی تھی، لیکن پاؤں میں چکر تھا، اسلئے غپلا
بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند روز اسی تردد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا، دوسرا پیچھے
ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ یعنی ڈاکٹر سرسید احمد خاں جو اس میدان کا مرد ہے
ایک دشوار گزار راستے میں رہ نور ہے۔ بہت سے لوگ جو اس کے ساتھ چلے تھے تھک کر
پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ افتان و خیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں
پر پٹریاں جمی ہیں، پیروں میں پھلے پڑے ہیں، دم چڑھ رہا ہے، چہرے پر ہوائیاں اڑ
رہی ہیں۔ لیکن اولوالعزم آدمی جو ان سب کا رہنما ہے اسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اسے رستے
کی تکان ہے نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہے، نہ منزل کی دوری سے ہراس ہے
اسکی جوتوں میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ جسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند
کر کے اس کے ساتھ ہولیتا ہے۔ اسکی نگاہ ایک ادھر بھی پڑی اور اپنا کام گئی۔ بیس
برس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گزار راستے پر پڑ لئے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں

جاتے ہیں، نہ معلوم ہے کہ کیوں جلتے ہیں، نہ طلب صادق ہے نہ قدم را سخ ہے، نہ عزم ہے نہ استقلال ہے، نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لے چلا جاتا ہے۔“

حالی نے اپنی اس عبارت میں یہاں سید کی چٹونوں میں صرف غضب کا جادو ہی بھرا ہوا بتایا، لیکن شبلی نے تو اُسے جلوہ نمائے سحر و اعجاز ٹھہرایا، یعنی شبلی کے دھرم میں سید احمد جادوگر بھی تھا۔ اور معجزے بھی دکھاتا تھا مگر شبلی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی ہی سید احمد خاں کو لی علی گڑھی کی کافرانہ و ساحرانہ نگاہ تھی۔ سچ فرمایا ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ”ایا کبر و ایا ہملا یصلونکم ولا یفتنونکم“، یعنی بندہ ہوں سے دور رہو، اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ ہم اس وقت اسی مستس حالی کے چند بند پیش کر کے مسلمانوں کے سامنے اسکی نیچریت بے نقاب کرتے ہیں۔ صفحہ ۱ پر ہے۔

”نصاری کی مانند دھوکا نہ کھانا
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
سب انسان ہیں وال جس طرح نہ فگندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور اپنی بھی“

اُن چھ اشعار میں حالی نے صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے بندے ہم ہیں، ویسے ہی بندے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ جیسے ہم عاجز و مجبور ہیں ویسے ہی عاجز و مجبور رسول اللہ بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اور اس کے اپنی بھی ہیں۔ یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام ابو ہامیہ اسمعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب ”تفویت الایمان“ میں بکے۔ چنانچہ تقویت الایمان (مطبوعہ مکتبہ اہل پرنٹنگ دہلی) کے صفحہ ۵ پر بکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

”اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔“

اس عبارت میں اس نے صاف بتا دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام احکام خداوندی سے واقف ہیں باقی لوگ غافل ہیں اور پھر غضب یہ کہ اس کفر کا افترا خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کر دیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اس قدر تھا۔ ”اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ“ میں محمد بن عبد اللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس میں حصر کا کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن امام الوہاب نے رسول کے معنی صرف اسی قدر گڑھے کہ ”اللہ کے احکام سے واقف“ جو ایک بے عمل عالم پر بھی صادق ہے۔ پھر امتیاز یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل و کمالات کا صرف اسی وصف میں حصر کر دیا۔ اسی طرح یہی امام الوہاب نے اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔

”سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار“

پھر اسی صفحہ پر سواچھ سطر بعد لکھا ہے۔

”سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان“

ان عبارتوں میں امام الوہاب نے صاف بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے تمام بندے جیسے عاجز و نادان ہیں، ویسے ہی عاجز و نادان تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، بلکہ خود حضور سیدنا الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ حالی نے امام الوہاب کی شاکر دی ہیں ان سب کفریات کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور مالک دو عالم نائب رب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُن کو پیارے رب اکرم جل جلالہ نے اپنے کرم جو عظیم و جلیل و وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کے جلوے دیکھنے ہوں تو حضور پر نور امام اہل سنت آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد اعظم فاضل بریلوی علیہ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمیٰ بنام تاریخی ”الامن والعلیٰ لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء“ کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں مختصر صرف دو ہی آیات مبارکہ تلاوت کی جاتی ہیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

ضرب الله مثلا عبدا مملوكا لا يقدر على شئ ومن رزقنه منارزقا حسنا فهو ينفق منه سرا وجهه اهل يستون الحمد لله بل اكثهم لا يعلمون ○ وضرب الله مثلا اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی۔ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر،

رجلین احدهما ابکم لا یقدر علی شے وهو کل علی مولہ ایما یوجہہ لایات بخیر هل یستوی هو ومن یأمر بالعدل وهو علی صراط مستقیم ○

کچھ بھلائی نہ لائے، کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔
(ترجمہ رضویہ)

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دو قسم کے بندے بیان فرمائے۔ ایک وہ جو خود دوسرے کی ملک ہوں، آپ کچھ مقدور نہیں رکھتے، گونگے جو کچھ کام نہیں کر سکتے نہ اپنی کسی سے کہہ سکیں نہ دوسرے کی سمجھ سکیں اپنے آقا پر بوجھ ہوں ان کا آقا ان کو جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائیں اور کسی کام نہ آئیں۔ اور یہ مثال کافروں کی ہے۔ دوسرے وہ جنہیں رب کریم جل جلالہ نے اچھی روزی دی تو وہ اسمیں سے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر میں بھی انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ مثال مومنوں کی ہے۔ اور پھر صاف ارشاد فرمایا کہ وہ کفار ہرگز ان مومنوں کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ ہر نئی مسلمان اپنے دین و مذہب کی روشنی میں بالبداہت دیکھ رہا ہے کہ ان آیات مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کی جو یہ صفیں بیان فرمائیں کہ ان کو ان کے رب تبارک و تعالیٰ نے اچھا رزق عطا فرمایا ہے، وہ اس میں سے لوگوں کو چھپا کر بھی دیتے ہیں اور ظاہر میں بھی، وہ انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ ان صفات میں ساری مخلوقات تمام جہان سے افضل و اقدم و اعلیٰ و اعظم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔ تو امام الوہاب یہ اسمعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی نے اولاً حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے فضائل و کمالات کو صرف عبدیت و رسالت ہی میں خصر کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تمام خصائص مبارکہ مثل سیادت مطلقہ، محبوبیت کبریٰ، شفاعت عظمیٰ، ختم نبوت، معراج فوق سموات وغیرہ سب سے کفر کیا۔

ثانیاً اللہ تعالیٰ کے سارے بندوں کو عاجزی و بے چارگی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے برابر کہہ کر ان دونوں آیات الہیہ کی صریح تکذیب کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
ثالثاً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہروردی قدس سرہ السجانی اپنے مکتوبات شریف (جلد اول صفحہ ۲۲۴ مکتوب نمبر ۲۱) میں فرماتے ہیں۔

یعنی حضور پر نور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قضاے مبرم میں کسی شخص کو کچھ بدل دینے کی مجال نہیں مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار دیا ہے

حضرت سید محمد بن جیلانی قدس سرہ در بعض از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضاے مبرم، هیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم

کہ وہ قضا جو لوح محفوظ میں قضاے مبرم کی طرح لکھی ہوئی ہے (اور لوح محفوظ میں نہ تو کسی امر پر تعلیق ہے نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے صرف علم الہی میں اسکی تعلیق ہے) اگر میں چاہوں تو اس قسم کی قضاے مبرم میں بھی تغیر تبدیل کر دوں

پھر یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات شریف کی اسی جلد کے صفحہ ۲۲۲ مکتوب نمبر ۳۱۰ میں فرماتے ہیں۔

بر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحنہ خاص رسل را
یعنی جو علم غیب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ عزوجل اُس پر خاص اپنے رسولوں کو مطلق

فرمادیتا ہے

پھر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۱ مکتوب نمبر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

چوں بفضل اللہ سبحانہ از قید حصول ظلیت وارد ہر ذرہ از ذرات موجودات پر عرض و چہ جوہر و چہ آفاق و چہ انفس اور دروازہ غیب الغیب و اگر در غیب کا دروازہ بن کر کھل جاتا ہے

امام ابوہامیہ اسمعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی کا دھرم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے عاجزی و بے چاری اور بخیری و نادانی میں معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے برابر ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعظم اولیائے امت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحمیہ مثل حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بے طوائف الہی ایسی عظیم قدرت، وسیع اختیار مانتے ہیں کہ وہ باذن خداوندی لوح محفوظ میں بھی تصرف کر سکتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں علی سید ہم و علیہم علی آلہ الصلوٰۃ والسلام عارفین کیلئے ایسا وسیع و محیط علم عظیم مانتے ہیں کہ تمام کائنات، جملہ موجودات جمیع مخلوقات کا ہر ذرہ نہ صرف یہ کہ ان پر منکشف ہی ہو جاتا ہے بلکہ غیب الغیب کے مشاہدے کیلئے ان کے حق

میں ایک کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ اور حضراتِ مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے وہ علم فرماتے ہیں کہ جو علوم غیبیہ اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہیں ان پر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ان حضرات کو مطلع فرماتا ہے۔ سنی مسلمانو! امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کی ان ناپاک عبارتوں سے جو عقیدہ کفریہ کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا اُس کے چیلے الطاف حسین حالی نے بکمال وقاحت خود حضور پر نور مختار گل مالک دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر افتر کر دیا۔ اگر اس کے قائل کو مسلمان ایماندار فرض کیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ مشرک، نصرانی، صنم پرست کہنا پڑے گا۔ اور اگر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ الغفران کے ان مبارک اعتقادات کو حق مانا جائے تو اس بے دین قائل کو کافر مرتد ماننا پڑے گا۔ ہاں ہاں بولو! اب تمہارا ایمان و انصاف ان دونوں شقوں میں سے کونسی شق کو قبول کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ اور توفیق اللہ عز و جل کے ہاتھ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات مبارکہ سے مرتد اشرف علی تھانوی اور اس کے چیلے وہابی دیوبندی بھی سبق لیں۔ تھانوی مرتد تو اپنی ملعون رسلیہ ”حفظ الایمان“ میں یہ بتاتا ہے کہ ”جو بعض علم غیب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا اُس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر کچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے“ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مرتد تھانوی کو تو خصوصیت نہیں سو بھی، لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی نے آیت قرآنی علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد ○ الا من ارتضیٰ من رسول ○ اور آیت رحمانی وما کان اللہ لیطلع حکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء ○ کا مفاد و مقتضی یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عز و جل کے ساتھ جو غیوب مخصوص ہیں ان پر بھی وہ خاص اپنے رسولوں ہی کو مطلع فرمادیتا ہے۔ ہاں ہاں! اب مرتد اشرف علی تھانوی، حسین احمد اجدوہیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، مرتضیٰ حسن درہنگی، ایڈیٹر ”النجم“ عبدالکفور کا کوری، فرزند دیوبند منظور سنبھلی، کفایت اللہ شاہ جہانپوری ثانی عن الاسلام سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ خواہ مسٹر جینا کے بچے لگوے ہوں یا کسی مرتد کے دم چیلے ہوں، سب مل کر ایک سرے سے بول چلیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات مبارکہ کے مطابق مصنف ”حفظ الایمان“ کافر، مرتد، بے ایمان ہے یا نہیں، مرتد رشید احمد گنگوہی و مرتد خلیل احمد انبیٹھی کے چیلے بھی حضرت مجدد الف ثانی کے ان ارشادات مقدسہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کر کے ملعون کتاب ”براہین قاطعہ“ کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مولف انبیٹھی کے کافر مرتد بے ایمان ہونے پر ایمان لائیں۔ گنگوہی و انبیٹھی مرتدوں کو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس کے وسیع

ہونے پر کوئی نص نہ سوچا، بلکہ دل کے اندھوں پیسے کی پھوٹوں کو برعکس ایسے لُصُص اور وہ بھی قرآن و حدیث میں نظر آئے جن سے مترادف گنگوہ و انبیٹھ کے دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم اقدس کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ارے بے دینو! حضور اقدس تو حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم وعلیہم وعلی آلہ اجمعین، صحابہ کرام و اہلبیت عظام۔ تو صحابہ کرام و اہلبیت عظام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے بندگان خاص و مقربان باختصاص حضرات عرفائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ علم وسیع بیان فرما رہے ہیں کہ جو ہر ہوں یا عرض، آفاق ہوں یا الفس، تمام موجودات، جملہ کائنات، جمع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ان پر منکشف ہو جاتا ہے، بلکہ ان کے حق میں غیب الغیب کے مشابہ کیلئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ دیو کے بندو! ابلیس کے پجاریو! کیا اب بھی گنگوہی و انبیٹھی کے پیشوا ابلیس ملعون کی وسعت علم پر ایمان لانے سے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے تمام ماکان و مایکون کا علم محیط بعطائے الہی ماننے کو شرمگاہ بنانے سے تو بہ نہ کر گئے؟ ہاں ہاں سچے دل کے ساتھ کفر دیوبندیت سے تو بہ کر کے سنی مسلمان بنکر اپنی ہڈیوں بوٹیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی ابدی آگ سے بچاؤ۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

صفحہ ۱۹ پر کہتا ہے۔

سکھائی انھیں نوح انساں شہقت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
کسی کے گرفت گذر جائے سر پر
کر و مہربانی تم اہل زمیں پر
ڈرایا تعصب سے ان کو یہ کہہ کر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
نہیں حق سے کچھ اس محبت کو بہرہ

ان نو اشعار میں حالی نے اسی ملعون صلح کلیت کا افرا حضور اقدس سید القامرین علی اعدا رب

العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیلئے ہے، جسکی تعلیم لیلیوں کے سیاسی پیغمبر مسٹر جینا نے اپنی سیاسی امت کو اپنے پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں دی ہے، کہ اپنا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر، ذاتی ہو یا حربی ہر ایک کے ساتھ محبت رکھنا، ہر ایک کو رات دن راحت پہنچانا یہی مسلمانوں کی علامت ہے۔ زمین پر جس قدر کفار و منافقین، مرتد و مشرکین، زنادقہ و ملحدین بستے ہیں ان سب کے ساتھ محبت رکھنے، ان سب پر مہربانی کرنے ہی سے عرش عظیم کا مالک جل جلالہ، مہربان ہوگا۔ اور یہ کہ دین حق کی محبت میں جو شخص سیاسی اندھا بہرا ہو جائے کہ دین حق کے خلاف نہ کوئی تحریر دیکھنا چاہے نہ کوئی تقریر سنانا چاہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جماعت سے باہر ہے، نقشب میں گرفتار ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اسلام و قرآن و دین و ایمان و رسول و رحمن جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر منافقین و مرتدین و مشرکین و ملحدین جس قدر چاہیں زبان درازیاں، دشنام طرازیں کریں۔ مگر مسلمان ایسی ناپاک تقریریں ملعون تحریروں پر قطعاً دم نہ سادھے رہیں۔ نہ ان پر رد و طرد کریں نہ ان لوگوں سے علیحدہ و بیزار ہوں بلکہ ایسے ملعون گستاخوں کے ساتھ خوش خلقی، خندہ پیشانی، فراخ حوصلگی، سیر چشمی اور رواداری سے پیش آتے رہیں، یعنی مذہبی دیوث بن جائیں۔ یہ ہے حالی کی ریفارمری، یہ ہے شبلی کی اسپیکری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانوں کا پیارا رب عز و جل فرماتا ہے۔

يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا فيكم غلظة واعلموا ان الله مع المتقين ○

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور پہلے تمہیں کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پر مہینہ گاروں کے ساتھ ہے (ترجمہ تفسیر)

اسی آیت مبارکہ میں ارباب فوج و سلطنت، اصحاب سطوت و شوکت، سلاطین اسلام پر پڑوسی کافروں سے جہاد کرنا فرض فرمایا۔ اور تمام مسلمانوں پر کفار و مشرکین کے ساتھ شدت و غلظت کا برتاؤ کرنا ضروری بتایا۔ یہ تو کفار و مشرکین کے متعلق حکم ہے ایمان والے مرد و عورت جو حدود شرعیہ کے مستحق ہوں، ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تأخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر و لیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین ○

اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر۔ اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو

(ترجمہ رضویہ)

اور اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم
آیت اللہ یکفربہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا
معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم
اذا مثلہم ان اللہ جامع المنفقین والکفرین
فی جہنم جمیعاً

اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ (ترجمہ رضویہ)

ان آیات مبارکہ کی روشنی میں حدیث شریف احسن الی جارک تکن موئنا واحب للناس
ما تحب لنفسک تکن مسلماً یعنی اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر کہ یہ تیرے ایمان کی خوبی ہے اور لوگوں کیلئے وہی
چیز پسند کر جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے کہ یہ تیرے اسلام کی شان ہے (حدیث شریف لا یرحمہ اللہ
من لا یرحمہ الناس) یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر اللہ رحم نہیں کرے گا (حدیث شریف
الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء یعنی جو لوگ رحم کرنے
والے ہیں ان پر رحم کرے گا زمین والوں پر رحم کرو تو آسمانوں کا مالک تم پر رحم فرما یگا) رواہ ابو داؤد
والترمذی عن عبد اللہ بن عمر ورضی اللہ تعالیٰ عنہما وحدیث شریف لیس منا من دعا الی عصبیہ
لیس منا من قاتل عصبیۃ لیس منا من مات علی عصبیۃ (یعنی جو حق پر نہ ہو اسکی حمایت کرنے
والا ہم میں سے نہیں جو ناحق کی طرفداری میں جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں، جو ناحق کی حمایت پر مڑے
وہ ہم میں سے نہیں) (رواہ ابو داؤد عن جبذ بن معطمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صحیح مطالب
و معانی واضح و روشن ہیں۔ کہ اس پڑوسی سے مراد مسلمان یا ذمی پڑوسی ہے۔ ورنہ اہل حرب پڑوسیوں سے
توجہاد کرنا سلاطین اسلام پر فرض فرمایا۔ اور لوگوں کیلئے اسی چیز کے پسند کرنے سے جو اپنی ذات کیلئے
پسند کرے اُن میں اسلام کی تبلیغ اور مسنیت کی اشاعت اور ہر قسم کی بد مذہبی لائذہی بد دینی و بے دینی سے
قطعاً دور و نفور رہنے کی موعظت اور اوامر شرعیہ بجالانے اور نواہی شرعیہ سے بچنے اور باز رہنے کی
نصیحت مراد ہے کہ ہر مسلمان کو دنیا کی ہر محبوب ترین چیز سے زیادہ انھیں آخروی نعمتوں کی محبت ہے اور
جن لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ و بکرم جمیلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم یہ عظیم و جلیل نعمتیں حاصل ہو چکیں اُن کیلئے
دنیوی نعمتوں میں سے بھی وہی پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرے۔ اور زمین والوں پر سب
سے بڑا رحم و کرم یہی ہے کہ اُن کو مسلمان کر کے ابدی غیش و راحت اور دوامی حقیقی صحیح و مفید واقعی نعمت
آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنادیا جائے۔ اور اگر اغوائے شیطانی اور اپنی بد قلی سے

خود اپنی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج روؤں کی کج روی کا ضرور دوسرے بے قصور فرماں برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کیلئے اُن پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنت اسلامی کو جزیہ دیکر ذلیل و مقہور ہو کر رہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ منافقین و مرتدین اور کفار جزمین اسلام کی بیخ کنی اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ دشمنی برابر کرتے رہیں۔ اور مسلمان اُسکی کچھ نہ پرواہ کرتے ہوئے ان پر رحم کریں، ترس کھائیں۔ یہ تو ہر عقلمند جانتا ہے کہ

نیکوئی با بداراں کردن چہ ناست کہ بد کردن بعبائے نیک مرداں

یعنی بد معاشوں کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکوں پر ظلم کرنا ہے۔ کفار و مرتدین تو کفار و مرتدین ہیں، قرآن عظیم تو فرما چکا کہ جو مسلمان مرد و عورت حد و شریعت کے مستحق ہوں اُن کو شرعی سزا دینے کے مستحق اُن پر ترس کھانا، رحم کرنا حرام ہے، تو رحم و کرم کی ان مبارک حدیثوں میں ایسا ہی رحم و کرم کرنا مراد ہے جس میں شریعت مطہرہ کے کسی حکم کے خلاف ورزی اور کسی حق شرعی کی پامالی نہ ہوتی ہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں جس تعصب کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے اس سے بھی صرف باطل کی بے جا طرف داری ہی مراد ہے۔ اور دین حق و مذہب حق کی حمایت حقہ کا بقدر قدرت و بشرط استطاعت فرض الہم ہونا تو ضرورت دینیہ سے روشن اور قرآن و حدیث میں مبرہن ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ”تو اے تبرّا نیست ممکن“ یعنی جب تک خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ ”دینی معاملے میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کرنا یہی بد امنیت ہے۔“ اور خود قرآن پاک فرما چکا کہ جب دیکھو کہ ہماری آیتوں سے کفر کیا جاتا ہے اور ان کی نفی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ اگر تم ان کی صحبت سے علیحدہ و بے زار نہ ہوئے اور ہماری آیتوں کی توہین و تحقیر سُن کر وہاں سے اُٹھ کر چلے آنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوئے بھی وہیں بیٹھے رہے تو تم بھی اُنھیں کی طرح کافر ہو۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوا حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْجِي وَيُصْعَرُ یعنی کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا، بہرا بنا دیتی ہے۔ یعنی حق کی محبت باطل باتوں کو دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے

دلوں سے لکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سننے سے محروم کر دے گی۔ اور حق کی ایسی محبت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سن سکیں۔ رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لیکن حالی نے دین حق کے ساتھ بھی ایسی محبت رکھنے والے کو کہ دین حق کے خلاف کسی بات کو نہ سننے نہ دیکھے بکمال دریدہ دہنی حق کی محبت سے قطعاً بے بہرہ اور محروم ٹھہرا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی طرح جو تعصب شرفاً برائے اسکی تعریف حدیث شریف میں بیان فرمادی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من نصر قومه علی غیر الحق فهو کالبعیر الذی ردی فهو یزح بذنبہ۔ جس شخص نے ناحق پر اپنی قوم کو مدد دی تو وہ اس دُم پکڑ کر اسے کھینچا جا رہا ہو۔ رواہ ابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسری حدیث میں ہے، واثله بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلت یا رسول اللہ ما العصبیۃ۔ میں نے عرض کی یا رسول عصبیت کیا ہے؟ قال ان تعین قومک علی الظلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، عصبیت (اور تعصب) کی تعریف یہ ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کی اعانت کرے رواہ ابوداؤد عن واثله بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں ہے عبادہ بن کثیر شامی ایک بنی بنی سے روایت کرتے ہیں جو فلسطین کی رہنے والی ہیں، جن کا نام فیلہ ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا۔

سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بات تعصب میں داخل ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے فرمایا نہیں لیکن یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ انسان ظلم ناحق پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ رواہ الامام احمد وابن ماجہ۔

اسی طرح حدیث شریف احب للناس ما تحب لنفسک کی یہ مراد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی کہ والذی نفسی ببیداء لایؤمن عبد حتی یحب لآخیه ما یحب لنفسه۔ یعنی اسکی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ مومن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے نفس کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ البخاری و

مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
 من حی مؤمنان منافق بعث اللہ ملکا یعنی جو شخص کسی منافق کی بدگونی سے کسی مسلمان کو
 یحییٰ لمحہ یوم القیمة من نار جہنم و بچائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس
 من رمی مسلما بشئی یرید بہ شینہ حبسہ کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے
 اللہ علی جسر جہنم حتی ینخرج مما قال۔ گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی گفتگو سے حملہ کرے
 گا جس سے اس کی عیب گوئی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر روک رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی
 اس گفتگو کے گناہ سے پاک ہو جائے۔ رواہ ابو داؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
 اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعاما لک تقی یعنی مومن کے سوا کسی اور کی صحبت میں مت بیٹھ
 اور متقی کے سوا تیری دعوت کا کھانا کوئی اور نہ کھائے۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد والدارمی عن
 ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 آلہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ یا باذرائی عری الایمان اوشق۔ اے ابو ذر
 ایمان کے کڑوں میں سے کونسا کڑا سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ قال اللہ و رسولہ اعلم۔ انھوں
 نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا۔ قال الموالاة فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی
 اللہ۔ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کیلئے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی
 رکھنا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور حدیث شریف میں ہے المرء علی دین خلیلہ، فلینظر احدکم من ینخالل یعنی آدمی اپنے
 دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک دیکھ بھال کر لے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے
 رواہ الامام احمد والترمذی و ابو داؤد والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خرج علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم قال اتدرون اى الاعمال احب
 الى الله تعالى قال قائل الصلوة والزكوة وقال قائل الجهاد قال النبي صلى الله تعالى عليه و
 على آله وسلم ان احب الاعمال الى الله تعالى الحب فى الله والبغض فى الله۔ یعنی رسول
 اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم آلہ وسلم ہم پر جلوہ فرما ہوئے، فرمایا کیا تمہیں خبر ہے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے

زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی نماز و زکوٰۃ، کسی کہنے والے نے عرض کی جہاد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ کیلئے محبت رکھنا اور اللہ کیلئے عداوت رکھنا ہے۔ رواہ الامام احمد و روی ابو داؤد الفصل الاخير۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابو ذرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

الا ادلك على ملاك هذا الامر الذي تصيب به خير الدنيا والاخرة عليك بمجالس اهل الذكر واذا خلوت فحكي لسانك استطعت بذكر الله واحب في الله وابغض في الله يا ابا ذر بن هل شعرت ان الرجل اذا خرج من بيته زائرا اخاه شيعه سبعون الف ملك كلهم يصلون عليه ويقولون ربنا انه وصل فيك فصله فان استطعت ان تعمل جسدا في ذلك فافعل

یعنی کیا میں تجھ کو وہ بات نہ بتا دوں جس پر اس دین کا دار و مدار ہے۔ جسکے ذریعے سے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر لے گا۔ خدا و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پکڑ لے اور جب تنہائی میں ہو تو تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں حرکت دے اور اللہ کے واسطے محبت رکھ۔ اور اللہ کے واسطے عداوت رکھ۔ اے ابو ذرین کیا تجھے خبر ہے کہ مسلمان بچے گھر سے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کیلئے نکلتا ہے تو

ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں وہ سب اس پر درود بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! بیشک اس مسلمان نے تیری محبت میں رشتہ جوڑا تو تو بھی اپنے کرم و فضل کو اس سے متعلق فرما دے۔ تو اے ابازرین اگر تو اپنے بدن کو اس کام میں لاسکے تو کر۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

قال الله تعالى وجبت محبتي للمتحابين في والممتجا السین فی والمتزاورین فی والمتباذین فی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ذمہ کرم پر واجب ہو چکا کہ میں ان لوگوں سے محبت رکھوں جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے والے ہیں۔ اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے پر مال خرچ کرنے والے ہیں۔ رواہ الامام مالک عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک اور روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری عزت و بزرگی کیلئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں ان کے (بیٹھنے کے) لئے (قیامت کے دن) نور کے ممبر ہوں گے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تعریف و توصیف فرمائیں گے۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان من عباد اللہ لانا ساء ما ہم بانبیاء ولا شہداء یغبطہم الانبیاء والشہداء یوم القیمۃ بمکانہم من اللہ۔ یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو مرتبت و منزلت انکو ملے گی اُس کے سبب ان کی ثنا و ستائش حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرمائیں گے۔ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ قال ہم قوم متحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بدینہم ولا اموال یتعاطونہا فواللہ ان وجوہہم لنور وانہم لعلی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرء ہذا الایات الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نہ اپنے آپس کے رشتوں کو بنا پر نہ ان مالوں کے سبب سے جن کا آپس میں لین دین کرتے ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الہی کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کیساتھ محبت رکھی۔ تو خدا کی قسم بے شک ضرور ان کے چہرے نور ہوں گے اور بے شک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے اور نہ انکو کچھ رنج و غم ہوگا جب لوگ رنج و غم میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ یعنی مومن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم رواہ ابو داؤد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ للمسلم علی المسلم ست بالمعروف یسلم یعنی مسلمان کیلئے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ معروف کے ساتھ (یعنی ان کو شریعت مطہرہ کی پہچانی ہوئی حدوں

عطس و یعودہ اذا مرض و یتبع جنازۃ کے اندر رہتے ہوئے ادا کیا جائے) اسکو سلام اذامات و یحب لہ ما یحب لنفسہ — کرے جب اس سے ملاقات کرے اور اسکو جواب دے (یعنی اس کے بلاوے کو قبول کرے) جب وہ اس کو بلائے اور اس کو یَرْحَمُكَ اللہ کہے جب چھینکے اور اسکی عیادت کرے، جب وہ بیمار ہو اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے جب وہ مرجائے اور اس کیلئے وہ بات پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ الترمذی والدارمی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ایک اور حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا کہ افضل ترین ایمان کیلئے ہے۔

قال ان تحب للہ و تبغض للہ و تعمل لسانک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا فی ذکر اللہ — کہ تو اللہ کے واسطے محبت رکھے اور اللہ کے واسطے

عداوت رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے — قال وماذا یا رسول اللہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے بعد پھر میں کیا کروں؟ قال وان تحب للناس ما تحب لنفسک وتکرہ لہم ما تکرہ لنفسک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور یہ کہ لوگوں کیلئے تو وہ پسند کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے اور ان کیلئے وہ پسند نہ کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے ناپسند کرتا ہے۔ رواہ الامام احمد

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ یعنی تمام عملوں میں سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔ رواہ ابو داؤد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں — من احب للہ و ابغض للہ یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھی واعطی للہ ومنع للہ فقد استكمل الایمان اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عداوت رکھی اور اللہ کے واسطے دیا اور دینے سے انکار بھی اللہ کے واسطے کیا تو بیشک اس نے ایمان کو کابل کر لیا۔ رواہ ابو داؤد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ —

ایک اور حدیث شریف میں ہے، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اعطی للہ ومنع للہ و احب للہ و ابغض للہ یعنی جس نے دیا اللہ کے واسطے اور دینے سے انکار کیا اللہ کے واسطے اور دوستی کی اللہ کے واسطے اور

حدیث ۱۲، اور حدیث ۱۳ سے ”کالتشمس فی نصف النهار“ روشن و آشکار کہ جو لوگ اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کیلئے اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صحیح ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے ان کی ملاقات کو جاتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کیلئے ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے ان پر مال خرچ کرتے ہیں، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، انھیں کو قیامت کے دن نہ کچھ خوف ہو گا نہ کوئی غم، انہیں کے چہرے نور علی نور ہوں گے، قیامت کے دن اللہ عز و جل کی بارگاہ میں ان کی عزت و منزلت دیکھ کر انبیاء و شہداء علی سیدہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام و الشنا بھی ان کی مدح و ستائش فرمائیں گے، قیامت کے دن ان کو نور کے ممبروں پر بٹھایا جائے گا۔ انہیں میں کا کوئی شخص جب اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کیلئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کو اپنے گھر سے چلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہوئے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

لیکن شاعر نیچریت مسٹر حالی نے قرآن عظیم کی آیات بنیات اور احادیث مبارکہ کے ارشادات و اصناف سب کو یکسر پیٹھ دے کر تمام کافروں، مشرکوں، مرتدوں، منافقوں، بد مذہبوں، گمراہوں اور بے دینوں کے ساتھ بھی محبت و الفت و شفقت رکھنے کو ان کے کفریات و ضلالت بخندہ پیشانی سنے، دین، قرآن، رسول و رحمن جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے گندے، گھونے جملے دیکھتے ہوئے بھی اپنی پیشانی پر بلی تیر پر میل نہ آنے دینے کو، بلکہ ان کے عقائد کفر و ضلال پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی ان کے ساتھ دوستانے، یارانے منانے کو، ان کے ساتھ مہربانی، شفقت و الفت و محبت کے پینگ بڑھانے کو اسلامیوں کی علامت ٹھہرا دیا۔ اور جو مسلمان ایسا نہ کریں قرآن عظیم و حدیث کریم کی پیروی و فرمانبرداری میں ان حرکات لمذانبہ و افعال صلیکلیانہ سے پرہیز رکھیں، ان سب کو خدا کے رحم و کرم سے محروم اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت سے باہر اور متعصب اور محبت حق سے بے نصیب بنا دیا۔ ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۴ میں اسکی صحبت میں بیٹھنے سے قطعاً منع فرما دیا۔ جو مومن نہ ہو ایسے شخص کو کھانا کھلانے سے مطلقاً منع فرما دیا، جو بد مذہبی و بد عقیدگی سے مجتنب و محتذر نہ ہو۔

حدیث ۱۵ میں بد دین اور بے دین سے دوستی کرنے کو حرام فرما دیا۔

حدیث نمبر آٹھ، دس، گیارہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ، انیس اور بیس میں خدا و رسول جل جلالہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے اور خدا و رسول جل جلالہ و
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و نفرت رکھنے کو ایمان کے کڑوں میں سب
سے زیادہ مضبوط کڑا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال سے زائد محبوب علی اور اسی کو دین اسلام کی بنیاد و
اساس اور اسی کو افضل ترین ایمان، اسی کو افضل اعمال، اسی کو کمال ایمان بلکہ اسی کو عین دین فرمایا گیا۔
مگر اس شاعرِ نچیریت مسطر حالی نے اس عمل کو جہالت و تعصب ٹھہرایا۔ اور اس حُب فی اللہ و بعض فی اللہ
کو رحمت الہی سے محروم اور اسلامی جماعت سے خارج ہو جانے کا سبب اور محبت حق سے بے نصیب
کر دینے والا بتا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر اسی مُسَدِّس کے صفحہ ۴۳ پر لکھتا ہے۔

زمانے کا دن رات ہے یہ ارشاد کہ ہے آشتی میں مری یاں گذارا
نہیں پیروی میری جس کو گوارا مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنار
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی حیلو تم اُدھر کو ہوا ہو جب دھر کی
اس بند میں شاعرِ نچیریت حالی صاحب نے اُسی مضمون کو پیش کیا ہے جسے متکلمِ نچیریت شبلی
صاحب اپنی مثنوی "صبحِ امید" میں پیش کر چکے ہیں کہ اب زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رخ پھر گیا
لہذا پرانے دین و مذہب، پرانے عقائد و مسائل اور پرانی تہذیب و معاشرت کو چھوڑ دو، اس وقت جس
طرف کی ہوا چل رہی ہے، اسی طرف کو چلو۔ یعنی یورپی تہذیب سیکھو، یورپی معاشرت اختیار کرو، لیکن
کے جدید فلسفے، کپکپ کی نکتہ آفرینیوں نیوٹن کے مسائل پر جو یقینی ہیں، ایمان لاؤ۔ ان اشعار کا منافی
اسلام ہونا ہمارے بیانات سابقہ سے واضح و روشن ہے۔ یہاں اختصاراً صرف ایک ہی ارشادِ الہی پیش
کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فانا لا نعلمکم (اے محبوب) تم فرماؤ کہ حکم مانو تم اللہ اور رسول کا پھر
اللہ لا یحب الکفرین اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (ترجمہ)

آیتِ کریمہ نے صاف بتا دیا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی
ایمان و اسلام ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرنا ہی کفر و
ارتداد ہے۔ اور اس میں زمانے کی یا زمانے کی ہوا کی مخالفت و موافقت کی کوئی قید ہرگز نہیں۔ یہ نہیں
فرمایا گیا کہ جس وقت زمانہ تمہارا دوست اور ہوا تمہارے موافق ہو اس وقت تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حکم مانو۔ اور جب زمانہ تمہارا دشمن اور ہوا تمہارے خلاف ہو اس وقت خدا و

رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیر لو۔ بلکہ بلا کسی قید کے صاف و واضح طور پر علی الاطلاق فرمادیا کہ زمانہ تمہارا دوست ہو یا دشمن، زمانے کی ہوا تمہارے موافق چل رہی ہو یا تمہارے خلاف، ہر حال میں خدا و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان و اسلام ہے اور اسی پر بقدر قدرت و بشرط استطاعت عمل کرنا فرض ہے۔ جو شخص باوجود قدرت و با وصف استطاعت زمانے کی دشمنی کا حیلہ، ہوا کے ناموافق ہونے کا بہانہ پیش کر کے خدا و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرے وہ کافر ہے، خدا اس کا دشمن ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ پھر اسی مسدس کے صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدی کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست، خالق دوسرا کا خلقت سے ہے جس کو رشتہ والا کا
یہی ہے عبادت یہی دین ایمان کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسا
عمل جن کا تھا اس کلام مت میں پر وہ سرسبز ہیں آج روئے زمین پر
تفوق ہے انکو کہیں وہیں پر مدار آدمیت کا ہے اب انہیں پر
شریعت کے ہم نے جو پیمان توڑے وہ لیجاکے سب اہل مغرب نے جوڑے

پھر اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے "اس جگہ اہل مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے۔" مسٹر حائی نے ان اشعار میں عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام رکھا کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے۔ اور صاف کہہ دیا کہ جو شخص نبیوں و مسلم کافر مرتد منافق و ملحد کے ساتھ غرض دنیا کی ہر ایک مخلوق کے ساتھ محبت رکھتا ہے، پس وہی خالق دوسرا عز و علا کا دوست ہے۔ پھر صاف بگ دیا کہ یورپ کی مہذب قوموں کا اسی پر عمل ہے۔ اسی لئے یورپ کے لوگ دنیا میں سرسبز ہیں اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر فائق ہیں اور اب وہی لوگ آدمی و انسان ہیں۔ ان کے سوا تمام لوگ جانور ہیں۔ پھر صاف بگ دیا کہ مسلمانوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو توڑ دیا لہذا جتنے اہل اسلام ہیں وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتے ہیں نہ دین رکھتے ہیں نہ ایمان۔ یعنی بے دین اور بے ایمان ہیں۔ اور یورپ کے لوگوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو جوڑ لیا، ان پر عمل پیرا ہو گئے اس لئے وہی یورپ والے ہی اس وقت عبادت گزار اور دیندار و ایمان دار ہیں۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جسکو مرتد اعظم عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرہ ملعونہ میں بسیوں جگہ بکا ہے۔ چنانچہ اپنے تذکرہ ملعونہ کے عربی افتتاحیہ کے صفحہ ۴۶ پر بتاتا ہے۔

فواللہ ما جاهد قوم قط فی ہذا الدنیا مثل یعنی خدا کی قسم اس دنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا

ماجاہد الغرب فی زماننا هذا ولم یعرفوا
 اللہ مثل ما عرفوا ولم یقدر وہ مثل ما
 قدر وہ فکیف لا یؤد اللہ اجورہم ویوفیہم
 حق عبادتہم فی الدنیا ویتم نعمتہ
 علیہم ان کانوا شاكرین وکیف لا
 یتخلف فی الارض الذین امنوا باللہ
 بالحق وعلما الصلحت انہ شکور حلیم
 فالملتکہ اکثرہم یسجدون لهذا القوم
 ان کوزین میں اپنا خلیفہ نہ بنائے جو اللہ پر حق کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے۔ بے
 شک وہ قدر کرنے والا، درگزر فرمانے والا ہے۔ تو اکثر فرشتے ان یورپ والوں کو سجدہ کرتے ہیں۔
 پھر صفحہ ۴۸ پر کہتا ہے "فالحق انہ ما فیکم من الاسلام من شیء وانہم ہما المسلمون" یعنی
 تو حق بات یہ ہے کہ اے مسلمانوں تم میں تو کچھ بھی اسلام نہیں اور بیشک وہ یورپ والے ہی سچے اسلام
 والے ہیں۔ الغرض تمام مسلمانوں کو یکسر کافر بنانے اور اپنے خداوندوں اہل یورپ کو ایماندار
 ٹھہرانے میں مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں ایک ہی قسم کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔
 فرق اتنا ہے کہ مرتد مشرقی کو کوئی حدیث نہیں ملی تو اس نے حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی
 رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر "عبادت بجز خدمت خلق نیست" بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست" پیش کر کے
 توحید خدا و رسالت رُسل و حقانیت اسلام وغیرہ جملہ عقائد ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو یکسر پیٹھ دے کہ کہہ دیا کہ
 عبادت اور اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مومن و کافر ہر مخلوق کی خدمت کی جائے۔ اور چونکہ یورپ
 والے خدمت خلق کر رہے ہیں اور مسلمان اس سے محروم ہیں لہذا مسلمان تو سب کے سب قطعاً کافر بولے
 دین ہیں اور یورپ والے ہی ایماندار اور دیندار ہیں۔ مگر مسٹر حالی نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے
 ایک حدیث بھی پیش کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔
 الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من
 احسن الی عیالہ۔ یعنی ساری مخلوق کی پرورش اللہ عزوجل کے ذمہ کریم
 پر ہے تو ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے
 زائد محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن
 انس وعبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور اس حدیث شریف کو سن کر توحید خداوندی و نبوت انبیاء

رسالت مرسلین و تھانیت اسلام و قرآن وغیرہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو قطعاً بے کار و باطل ٹھہرا کر کہہ دیا کہ عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن و کافر ہر مخلوق پر احسان کیا جائے۔ ہر مخلوق کے ساتھ محبت رکھی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے ایسا ہی کر رہے ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتے اس لئے مسلمان تو سب بے دین و بے ایمان ہیں اور یورپ والے دیندار و اہل ایمان۔ والعیاذ باللہ الملک الدیان۔

ہم ابھی آیات قرانیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ سے کالشمس فی نصف النہار روشن و آشکار کر چکے کہ مخلوقات الہی پر سب سے بڑا احسان اور ان کی سب سے بڑی اور اصلی و حقیقی خدمت یہی ہے کہ ان کو اسلام و ایمان کی دولت سے مالا مال کر کے ابدی عیش و راحت اور دوامی حقیقی و مفید نعمت، آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنادیا جائے۔ اور جو لوگ اغوائے شیطانی اور اپنی بد عقلی سے خود اپنی سچی حقیقی ابدی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج روؤں کی کج روی کے ضرر کو دوسرے بے قصور فرمانبرداروں پر پہنچنے سے روک دینے کیلئے اور ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنت اسلامی کو جزیہ دے کر مغلوب و مقہور ہو کر رہیں اور خود سہر معاندوں، سرکش دشمنوں پر اسلامی سلطنتیں محض اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد و قتال کریں۔

ان مسائل کی تصریحات سے آیات الہیہ کے سمندر چھلک رہے ہیں اور احادیث مبارکہ کے آفتاب دنگ رہے ہیں۔ یہ اس تقدیر پر کلام تھا کہ الخلق میں استغراق مراد لیا جائے۔ اور اگر عہد مراد ہو جب تو محمدین کا وسوسہ شیطانیہ اور زائد واضح و روشن طور پر فی النار ہے۔ ہم ابھی احادیث مبارکہ سے بیان کر آئے کہ اس مضمون کی احادیث شریفہ میں الناس اور الخلق سے مراد صرف مؤمنین و مسلمین ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من قضی لاحد من امتی حاجۃ یرید ان یرسوا بھا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ
یعنی جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پوری کر دے کہ اس کو اس حاجت پوری کر دینے سے خوش کرے تو بیشک اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا تو بے شک اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ عزوجل اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث شریف نے اُس حدیث کریم کی تفسیر فرمادی کہ الخلق عیال اللہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے سب امتی اللہ عز وجل کی آغوش رحمت کے پرورش یافتہ ہیں۔ تو جو شخص آغوش رحمت خداوندی کے ان پرورش یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا وہ اللہ تبارک تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔
وللہ الحمد۔

دلائل شرعیہ کی روشنی میں خدمت خلق کی مفصل توضیح رسالہ "مشرقی کا غلط مذہب" نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو۔ بہر حال حائی و شبلی کا محض خدمت خلق و احسان الی الحق کے حیلہ مکذوبہ و بہانہ کا ذریعہ بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافرو بے دین بنانا اور یورپ کے تمام کافروں مشرکوں زندہ لقیوں دہریلوں کو ایماندار و دیندار بنانا قطعی کفر و ارتداد ہے اور یقینی زندقہ و الحاد۔ والعیاذ باللہ رب العباد۔
اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعۃ یحسبہ
الظمان ماء حتی اذا حیاءوا لم یجدوا شیئاً
ووجد اللہ عندہ فوفہ حسابہ واللہ سریع
الحساب ○

یعنی اور جو کافر ہوئے (مجوس ہوں یا ہنود نصاریٰ ہوں یا یہود یا اور مشرکین و کفار عنود) ان کے کام (خدمت خلق و احسان الی الخلق و رحمت و شفقت علی الخلق وغیرہ سب) ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکارتا کسی جنگل

میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے (ترجمہ رضویہ)

پھر اسی مسدس کے صفحہ ۱۰۰ پر سائنس یورپ کی تحقیقات چہ یہ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔۔۔

"کیا کوہساروں کو مسمار اس نے
زمینوں کو منوایا دوار اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا
صدائوں کو سانچے میں ڈھلوانے والا
یہی برق کو نامہ بر ہے بتاتا

یہ وہی کفری مضمون ہے جو مرتد عنایت اللہ مشرکی نے اپنے "تذکرہ ملعونہ میں جا بجا لکھا ہے۔ چنانچہ اس کے افتتاحیہ عربیہ کے صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے۔

والمغربون کلہم قد عملوا صلاً تہم وخطفوا
یعنی یورپ کے لوگ سارے کے سارے اپنی نماز

الارض من فوقها ومن تحتها واتخذوا بيوتا
من سهلها وصخرها وبنوا مساكن ومراكب
في برها ومجرها يسبحوا الله ويحمدوه و
هم الذين هدى الى الصراط المستقيم
صراط الذين انعم الله عليهم غير
المعضوب عليهم ولا الضالين

تسبح وحمد ہے) اور وہی وہ لوگ ہیں جن کو صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی گئی ان لوگوں کے راستے
جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ان یورپ والوں پر نہ تو غضب ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔ والیاء باللہ تبارک وتعالیٰ۔
حالانکہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیوی ترقیاں اگر اشاعت اسلام و تبلیغ سنت و اعلائے کلمۃ اللہ
کیلئے ہوں تو بے شک ثواب ہیں اور اگر ان کا مقصد کوئی دینی اسلامی مقصد نہ ہو تو یہ باتیں اسلامی کمالات
تو درکنار انسانی کمالات بھی ہرگز نہیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

لا یغرنک قلب الذین کفروا فی البلاد
متاع قليل ثم ماؤں فہم جہنم وینزل لہم
ہے اور کیا ہی برا بھونا (ترجمہ رضویہ)

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملى لهم
خیر لا نفسہم انما نملى لهم یزادوا
انما ولہم عذاب مہین

یعنی اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں
ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کیلئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے
انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان
کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

مگر مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں نے عقائد اسلامیہ پر ایمان لانے اور احکام اسلامیہ پر عمل
کرنے کو بیکار ٹھہرا کر صاف صاف بکدیا کہ کمال اسلام و حقیقت اسلام صرف اسی قدر ہے کہ سائنس
کی تحقیقات جدیدہ کے ذریعے سے پہاڑوں کو ڈھا دیا جائے، سمندروں کو بازار بنا دیا جائے، بھاپ سے
لشکر کشی کا کام لیا جائے، بے جان تیلیوں کو مشینوں کے ذریعے سے آدمیوں کی طرح چلتا پھرتا بنا دیا
جائے، پتھروں کو انیدھن کی طرح جلا یا جائے، خشکی میں جہاز (یعنی ریل کو) چلا یا جائے، آوازوں کو سانچوں
میں بند کر لیا جائے یعنی فونو گراف بنایا جائے، بجلی کے ذریعے پیغام بھیجا جائے یعنی ٹیلیفون و ٹیلیگراف
وریڈیو وغیرہ ایجاد کئے جائیں، ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر فضا میں اڑا جائے بس ایمان اسی کا نام ہے۔

اور یہی حقیقت اسلام ہے۔ اور چونکہ مسلمان ان باتوں میں یورپ والوں سے سمجھے ہیں اسلئے مسلمان تو سب کے سب گمراہ ہیں، غضب الہی میں گرفتار ہیں۔ مگر یورپ کے سائنسدان لوگ سارے کے سارے صراطِ مستقیم پر ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

اس کفر ملعون میں حالی و مشرقی دونوں متحد و مشترک ہیں۔ ملکہ جانی نے یورپی سائنس کی کاسہ لسی کرتے ہوئے زمین کو آفتاب کے گرد متحرک بھی مان لیا، گھومتے والا بھی مان لیا۔ حالانکہ زمین قطعاً ساکن ہے۔ سورج اور چاند اور دوسرے سب سیارے اس کے گرد، بحکم الہی گھوم رہے ہیں۔ اس مسئلے کا روشن و مہربان بیان اور فلسفہ و سائنس کے اوہام و ہذیانات کا بطلان حضور پر نور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسیحی بنام تاریخی "الکلمۃ الملهمة فی الحکمة المحکمة لوہاء فلسفۃ المشکمة" (۱۳۳۸ھ) و کتاب کامل النصاب مسیحی بنام تاریخی "فوز مبین در رد حرکت زمین" (۱۳۳۸ھ) و رسالہ مبارکہ مسیحی بنام تاریخی "نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان" (۱۳۳۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔ یہاں ہم رسالہ مبارکہ "فوز مبین در رد حرکت زمین" کا مختصر اقتباس پیش کریں۔

اولاً: آفتاب کی مرکزیت اور زمین کی اس کے گرد حرکت دونوں باطل و مطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہیں۔ نہ آفتاب مرکز ہے نہ کوکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب ستارے اور خود آفتاب اس کے گرد دائر۔

(۱) اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

والشمس والقمر بحسبان ○

یعنی سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے۔

والشمس تجری لمستقر لہا ذالک

یعنی سورج چلتا ہے اپنے ٹھہرائے کے لئے یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

تقدیر العزیز العلیم ○

(۳) اور فرماتا ہے

کل فی فلك یستبحون ○

یعنی چاند سورج ایک ایک گھیرے میں پیرے ہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے

وسخر لکم الشمس والقمر دابین ○

یعنی اللہ نے تمہارے لئے چاند سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

(۵) اور سورہ رعد میں فرماتا ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي
إِجْلًا مُّسَمًّى ۝

یعنی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے
وقت تک چل رہا ہے

بعینہ اسی طرح سورہ لقمن و سورہ ملکہ و سورہ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جابلانہ اختراع پیش کئے
اس کے جواب کو یہ آیت کریمہ تمہیں تعلیم فرمادی ہے۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
یعنی کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔

آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائرہ ماننا تو صراحتہ آیات قرآنہ کا صاف انکار ہے ہی
ہیأت یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد دائرہ تو ہے مگر نہ خود بلکہ حرکت فلک سے آفتاب کی
حرکت عرضیہ ہے۔ جیسے جالس سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ خود آفتاب متحرک
ہے، آسمان میں پیرتا ہے۔ جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ وکل فی فلک یسبحون ۝

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحب مہر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی
آلہ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا
قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا۔

کذب کعب ان اللہ یمسک السموات و
الارض ان تزولا۔
یعنی کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ
آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ نہ گرکیں نہیں۔

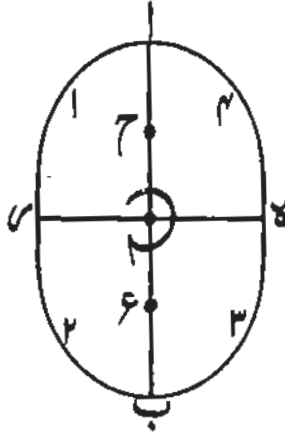
زاد ابن مسعود و کفی بہا زوالا ان تدور رواہ عنہ سعید بن منصور و عبد بن حمید
وابن جریر و ابن المنذر و عن حذیفہ عبد بن حمید۔

اس آیت میں اگر چہ تاویل ہو سکے۔ صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجلہ اعلم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا
اتباع واجب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ثانیاً :

جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج و حضیض شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔
نقطہ اوج پر کہ اس کا وقت تقریباً سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بعد پر ہوتا ہے۔ اور
نقطہ حضیض پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے۔ غایت قرب پر۔ یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ
تفتیش جدید میں بعد اوسط نو کروڑ اکتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور ماہین مرکزین دو درجے پتیا لیس ثانیے
یعنی ۲۵۲۱۲ ہے۔ تو بعد ابعاد نو کروڑ چوالیس لاکھ اٹھاون ہزار چھبیس (۵۸۰۲۶ ۹۴۴) میل ہوا

اور بُعد اقرب نوکر و تیرہ لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چوبیس میل (۹۱۳۴۱۹،۴) اور تفاوت اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل۔ اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بعضی پر گھومتی ہے جس کے فوکر اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہمیات جدیدہ کا زعم ہے۔ جیسا کہ اس شکل سے واضح ہے۔



ا س ب ۴ بعضی مدار زمین ہے ا س ب ۴، ۵ چاروں نطاق ہیں۔ ا ب قطر اطول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ۶ سے پورا بُد ہے۔ ۴ س قطر اقصا اس کے دونوں نقطوں پر ۶ سے بُعد اقرب ح، ۶ دونوں فوکر یعنی محترق ہیں جن کے اسفل ۶ پر شمس مستقر ہے۔ نقطہ اوج شمس سے غایت بُعد پر ہے۔ اور ب حقیض غایت قرب پر۔ زمین ا پر مرکز ۶ دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی ا س نطاق اول میں دونوں سے قریب ہوتی ہے یہاں تک کہ س پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے۔ س ب نطاق دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قُرب ہی بڑھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ب حقیض پر مرکز سے دوبارہ غایت بُعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قُرب پر آتی ہے۔ اس نصف حقیضی ا س ب میں شمس سے قُرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متناقص رہتی ہے۔ تیزی کی انتہا نقطہ ب پر ہوتی ہے۔ پھر انہیں قدموں پر سُست ہو جاتی ہے۔ ب ۴ نطاق سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ۴ پر دوبارہ مرکز سے کمال قُرب پر آ جاتی ہے۔ ۴ ا نطاق چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ا پر دونوں سے کمال بُعد پاتی ہے اس نصف اوجی ب ۴ میں شمس سے بُعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے۔ سُستی کی انتہا نقطہ ا پر ہوتی ہے۔ پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں اگر شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے اور مدار شمس کو بعضی مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک بھی یہ سب باتیں یوں ہیں۔ اب اللہ عز و جل کی قدرت پر تو ان سائنس پرستوں کا ایمان نہیں ہے۔ لہذا کہتے ہیں کہ آفتاب زمین کو کھینچتا ہے۔ زمین آفتاب سے بھاگتی ہے۔ اس جاذبیت شمس و

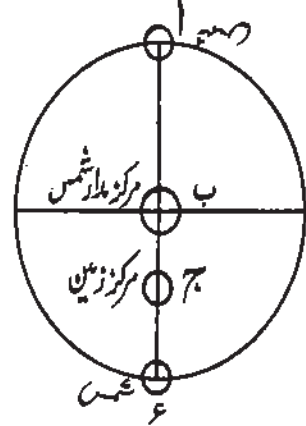
نافریت ارض کی کھینچا تانی کے سبب آفتاب کے گرد زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی مدارِ بیضی پر دورہ کرتی ہے۔

اولاً — نافریت ارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسب بیان اصول علم الہیاء ہیاتِ جدیدہ بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور حضور پر نور علیہ السلام قبلہ امام المسند عظیم البرکت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برہانے مقررات تازہ اصل کروڑ پر حساب فرمایا تو اس سے کھلی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر وہ جرم (یعنی زمین) کہ اس (آفتاب) کے بارہ تیرہ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس (آفتاب) کی کیا مقاومت کر سکتا ہے۔ تو گرد دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن (زمین کو) کھینچ کر اس (آفتاب) میں بل جانا چاہیے تھا۔ کیا بارہ لاکھ آدمی بل کر ایک (آدمی) کو کھینچیں (اور ان بارہ لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کی قوت و طاقت اسی ایک آدمی کی طاقت و قوت کے برابر ہو اور وہ بارہ لاکھ آدمی اپنی مجموعی قوتوں سے کامل اتفاق کے ساتھ اس کو کھینچیں) تو وہ کھینچ نہ سکے گا، بلکہ ان کے گرد گھومے گا؛

ثانیاً — جب نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ قرب موجب قوتِ اثر جذب ہے تو حقیض پر لاکھ جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہو جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایت قرب پر اسکی قوت سُست پڑے اور زمین اس کے پنجے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو رات زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے۔ اور جنوری سے جولائی تک پھر بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے بارہ لاکھ امثال سے بڑا ہے اُسے کھینچ کر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ قریب کر لے اور عین شبابِ اثر جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور ادھر ایک ادھر بارہ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف انقسام پائے۔ اس پر یہ مہمل عذر پیش ہوتا ہے کہ نقطہ حقیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے پنجے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

لے وہ مقررات تازہ کتاب مبارک "فوزِ مبین در حرکتِ زمین" (۱۳۳۸ھ) میں اور وہ اصل کروڑ رسالہ مبارکہ مسی بنام تاریخی "الہنی الشیر فی الماع المستدیر" (۱۳۳۴ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اقول : یہ ہائے کا جلد محض بے سرو پا ہے۔ اول یہ کہ جاذبیت نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی رہیں گی۔ یہاں اگر نافریت بدرجہ فایت ہے کہ چال سب زیادہ تر ہے تو جاذبیت بھی بحد کمال ہے کہ قرب شمس سب جگہ سے زائد ہے۔ نافریت جاذبیت سے پھینے تو جبکہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ چال مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روز اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی، نافریت کی غالبیت و مغلوبیت کیلئے خاص انھیں نقطوں کا تعین کیوں ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر مرکز متحرک ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا۔ مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ ا



پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فاصلہ ج ہوگا۔ یعنی بقدر اب نصف قطر مدار شمس + ب ج مابین مرکزین اور جب نقطہ ج پر ہوگا اس کا فاصلہ ج ج ہوگا یعنی بقدر ب ج نصف قطر مدار شمس ب ج مابین مرکزین دونوں فاصلوں میں بقدر دو چند مابین مرکزین فرق ہوگا یہ اصل کردی پر ہے۔ لیکن وہ بعد اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بعد اوسط منتصف مابین مرکزین پر ہے۔ تو بعد اوسط + نصف

مابین مرکزین = بعد البعد، نصف مذکور = بعد اقرب لاجرم بقدر مابین مرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اُس قرب و بعد کیلئے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا کھیرا ذالک تقدیر العزیز العلیم یہ سادہا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم و حزبه و بارئہ وسلم

ثالثاً۔ جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔ ہیأت جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ اگر چہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے۔ مگر جرم شمس لاکھوں درجے جرم زمین سے بڑا ہونے کی باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۲ گنی ہے۔ یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔ اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے۔ تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا؟ یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا۔ مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے۔ اور یہاں یہ غدر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے عجب صدائے بے معنی ہے۔ زمین کو کھینچنے سے قمر پر اس کی کشش کیوں کم ہو گئی۔ ایک اور ۱۱ اسی حالت موجودہ ہی پر تو مانی

گئی ہے۔ جس میں شمس زمین کو بھی جذب کر رہا ہے۔ پھر اس قرار یافتہ مسلم کا کیا علاج ہوا۔
 رابعاً۔ لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور مقابلے کے وقت دور تر
 حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ ۱۱ ہے صرف ۱۲ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان
 ہوتا ہے زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے تو بقدر فضل جذب شمس ۱۲ جانب
 شمس کھینچا۔ اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و
 قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔ غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں
 مجموع کا اس کے سہ چند کے قریب ہے تو واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبت وقت اجتماع قریب
 تر آجائے۔ حالانکہ عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ سائنس کے پرستاروں کی طرف سے اس
 کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا
 ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اور اس وقت شمس زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب
 سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا ہے۔

اقول: کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیئرین کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ آفتاب
 سے قریب کرنے کا وہ سلسلہ مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو ہو گئی اور جب سے
 اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی۔ اور اس کا اثر جذب اثر جذب شمس سے بدرجہا زائد
 ہے (ملاحظہ ہو کتاب "فوز مبین" میں جاذبیت کا رد پنجم) پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھینچتا
 ہے۔ شاید مقابلے کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ اب چاہے میں
 کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں۔ اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر
 رہنا۔ اور آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک نہ ماننا کیونکہ وہ بڑا بوڑھا ہے، اس کا لحاظ واجب ہے
 اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کار بند۔ جب کھینچتے کھینچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچتا یعنی
 اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر بشیمان ہوتی ہے۔ اور بڑھکر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی
 گود سے اسے چھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے۔ یہاں آکر پھر بھول جاتی ہے او
 وہی اکچھر پھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے۔ ایسی پاگل زمین نہایت جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔

غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے۔ اور وہ فنا ہو کر علت خلاف
 پیدا ہو تو فوراً خلاف ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیئات جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور خلاف
 کی علتیں برابر روزانہ ترقی پر ہیں۔ مگر معلول اسی مژدہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا

ہے۔ یعنی ادھر تو علت معدوم اور معلول قائم۔ ادھر علتیں موجود و مترقی اور معمول معدوم و توفیق الہیاء
الی الحق من الملك الخ القیوم

خاصاً۔ طرفہ یہ کہ اس بیچارے صغیر الجثہ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہرہ و عطارد
بھی جانب شمس کھینچتے ہیں۔ اور ادھر سے ارض اپنی طرف کھینچتی ہے۔ خصوصاً ان تینوں کا ایک درجہ سے
بھی کم فاصلے میں ہزاروں بار قمران ہو چکا ہے۔ نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے
نہ اس (مقتناطیسی لہروں کی) ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ رسول سر جن کا
معائنہ ہوتا ہے۔ آفتاب چھ کرور چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے کہ چھ کرور چوالیس لاکھ اناسی ہزار چھ سو
سٹھ قمر کے برابر ہے۔ قمر بے چارے کی کیا ہستی یہ تو اس کھینچ تان میں پرزے پرزے ہو جاتا تھا۔
ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آنا درکنار، اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔ تو سائنس کے اوہام
و خرافات اور جاذبیت کے تخیلات و منخرفات سب باطل ہیں۔

سادساً۔ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے۔ اور جذب جمیع جہات شمس سے یکساں۔ اور جتنا
جذب اتنی ہی نفرت۔ تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو۔ اور جتنی نافریت اتنا ہی بُعد۔ تو لازم کہ سب
طرف شمس سے یکساں ہو۔ آفتاب عین مرکزہ مدار پر ہو۔ لیکن وہ مرکزہ سے اکتیس لاکھ میل فاصلے پر فوکرز اسفل
میں ہے تو نافریت باطل ہے کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو احوال واقع و ثابت کے خلاف ہے۔

فائدہ: اسی دلیل سے بیضیت رد ہو سکتی ہے کہ جب ہر طرف بُعد برابر تو ضرور مدار دائرہ نما
ہو گا نہ بیضی۔ لیکن نہ وہ بیضیت سے انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکزہ پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ
ہر سال سے باطل ہے۔ لاجرم نافریت و حرکت زمین کو رخصت کرنا لازم۔

سابعاً۔ یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکزہ سے نطاق اول میں کم ہوتا گیا دوم میں
زیادہ سوم میں پھر کم۔ چہارم میں پھر زیادہ۔ اور شمس سے نصف حقیقی میں کم ہوتا گیا۔ نصف اوجی میں زیادہ۔
کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے۔ وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لیکر جس نطاق میں جیسا
تم کہو ویسا مختلف کام کرے۔ اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہیے کہ نطاق اول و سوم میں نافریت ضعیف
ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاق دوم و چہارم میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل
بڑھتا جاتا ہے۔

اقول: یہ محض ہوس ہے۔ اول: یہ کہ اس کے اس اختلاف ضعف و قوت کا کیا سبب ہے۔
دوم: یہ کہ انھیں نطاقوں پر اس کا تعین کیوں منتظم مرتب ہے۔ تیسرے یہ کہ نطاق دوم میں مرکزہ سے

بعد بڑھتا ہے اور شمس سے قُرب کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی ہے اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے۔ جو تمہارے طور پر دلیل قوتِ نافریت ہے۔ چوتھے یہ کہ لطاقِ سوم میں مرکز سے قُرب بڑھتا ہے اور شمس سے بُعد کیا وہی نافریت اب یہاں اُلٹی ہو کر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی۔ اور شمس کیلئے تیز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سُست پڑتی جاتی ہے۔ جو دلیل ضعیفِ نافریت ہے۔ مگر یہ کیسے کہ نافریت ایک ذی شعور اور سختِ احمق ہے۔ اسے مرکزِ شمس دونوں سے نفرت ہے۔ لیکن وہ اپنی حماقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے۔ اور جب سر پر لگتی ہے اس وقت جاگتی ہے۔ مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پر آگئی دوسری آنکھ سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے۔ یوں آپ کا نظامِ انتظام پائیگا۔

نقطہ یعنی اوج پر نافریت دونوں آنکھوں سے سوتی پڑی غافل خڑلے رہی ہے۔ اور اُسکی دشمنِ جاذبیت اپنا کام کر رہی ہے۔ زمین کو چُپکے چُپکے مرکزِ شمس دونوں سے قریب لارہی ہے۔ سیدھا یوں نہیں پہنچتی کہ نافریت جاگ اُٹھے گی۔ لہذا بجتی کتراتی میزِ بحرِی بجاتی لارہی ہے۔ یہاں تک کہ نقطہ کے یعنی ایک کنارہ قطرِ اقصیٰ پر لے آئی۔ جہاں مرکز سے غایتِ قُرب ہے۔ اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھلی، کہ اسی طرف سے زد آئی تھی۔ زمین کو قُرب مرکز سے لیکر بھاگی اور دور کرنا شروع کیا۔ مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سو رہی ہے۔ اسے خبر نہیں کہ ایک دشمن سے دور کرتی ہوں دوسرے سے تو قُرب کر رہی ہوں۔ اسے تو یہ مدار چھوڑ کر سیدھا جنگل کو بھاگتا تھا کہ دونوں سے بچتی۔ جاذبیت کسی وقت غافل نہیں۔ وہ اب بھی اپنا کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کو کھینچ کر نقطہ ب پر لائی۔ جہاں شمس سے غایتِ قُرب ہے۔ اب ادھر کی آنکھ کھلی۔ اور آفتاب سے دور لیکر بھاگی۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف کی آنکھ سے سو گئی۔ اسے خبر نہیں کہ شمس سے دور کرتی تو مرکز سے قُرب لارہی ہوں۔ یہاں تک کہ نقطہ کا پردہ بارہ مرکز سے غایتِ قُرب میں آئی۔ البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں۔ اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی۔ یہاں تک کہ پھر نقطہ آبرِ پہنچی۔ کھینچ تان کی محنت بہت اٹھائی تھی۔ سال پورا دوڑتے دوڑتے ہو گیا۔ یہاں کہ چاروں شانے چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی۔ اور پھر وہی دورہ شروع ہو گیا۔ یہ فسانہ عجیب یا بوستا خیال تم تسلیم کرو۔ کوئی عاقل تو بے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔ ان دلائل کی تکمیل اور ان کے علاوہ کثیر ادلہ جلال کی تفصیل اور ہدایاتِ جدیدہ کے غواہل کا ردِ جلیل اسی کتابِ مبارک ”فوزِ مبین“ میں ملاحظہ ہو۔

یہ مختصر نمونہ ہے سائنس کی حقیقت کا۔ جس پر ایمان لا کر پیر نیچر و مولوی شبلی و مولوی حالی صاحبان وغیرہم مکلفینِ نیچریت نے آسمانوں کے وجود کا انکار کیا، آیاتِ الہیہ کی تکذیب کی، مسائلِ ضروریہ دینیہ

کی تحریف کی۔ یہ نیوٹن کے وہی یقینی مسائل ہیں جن پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کیا جا رہا ہے۔ یہ کپکپ کی وہی نکتہ آفرینیاں ہیں جن کو ماننے کا اور نیا دین قبول کرنے کا لیکچر دیا جا رہا ہے، یہی سائنس کی وہ ترقیاں ہیں جن کو دیکھ کر مولوی حالی صاحب کے منہ میں پانی بھرا چلا آ رہا ہے، یہی سائنس کی وہ ایجادات نو ہیں جن کی بنا پر مرتد اعظم غایت اللہ مشرکی تمام مسلمانوں کو کافر مشرک اور یورپ کے انگریزوں جرموں وغیرہم سائنسداں کافروں کو ایماندار اور خدا کا پیارا بتا رہا ہے۔

بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوسات کا ذبہ و وسوساتِ عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کر کے از شاداتِ الہیہ کو جھٹلائے وہ بحکمِ شریعت مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مسٹر حالی کے اس مُسدّس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں۔ اور ہزاروں ضلالت کے طومار۔ و فیما ذکرنا کفایۃ لا ولی الا للہ والاباب والا نظار والعیاذ باللہ الواحد القہار۔

صلحہ کلی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقتاً جاہل ہیں۔ یا پڑھ لکھ کر بحکمِ اضلہ اللہ علی علمِ جاہل بن گئے ہیں۔ وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے تو کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا۔ اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے شاید وہ کسی وقت مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنے کسی دشمن کو بھی بُرا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ قرآن نے تو فرما دیا ہے کہ کافروں سے کہہ دو لکھو دین کرو لی دین ۰ یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ اور یہ کہ ”لا اکراہ فی الدین ۰“ یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔ پھر ہم کسی کا رُذ کر کے کسی کو کافر مذہب کہہ کر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا کریں۔ کسی کے ساتھ خواہ وہ کیسا ہی ہو غلظت و شدت کرنا خلقِ عظیم کے خلاف اور بد خلقی ہے۔

ان صلحہ کلی واعظوں میں جو سب سے ہلکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ”قرآن نے تو فرمایا ہے ”ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن“ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے پر مجادلو جو بہترین ہو۔ کسی فرقے کے عقائد کفریہ کا کھلم کھلا رد و ابطال کرنے سے لوگ شغل ہو جاتے ہیں۔ ان کو نرمی و آشتی کے ساتھ سمجھا بھجا کر سچائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہئے۔ اب ان شیاطینِ خرس سے کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سُنی عالم دین

نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مُسند پر بیٹھ کر کیوں گالیاں بکے گا؟ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا ان ہذا الالبہتان عظیمہ ۵ یہ تو کھلا ہوا بہتان عظیم ہی ہے۔ حق گو حضرات علمائے اہلسنت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں، ملحدوں کے ناپاک اقوال کفریہ کی شناخت و خباثت خوب اچھی طرح اصول شریعت مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے اور ان قائلین پر حکم شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں۔ اور طبیب کا فرض منصبی ہی یہ ہے کہ وہ مریض کو اس کا اصل مرض صاف صاف بتا دے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جائے۔ بد قسمتی اس بیمار کی جو اپنے شفیق و مہربان معالج کی تشخیص و تجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے اُلٹا اس پر مشتعل ہو جائے واللہ الحجة البالغة۔

عوام اہلسنت اگر بد مذہبوں لاندہبوں بد دینوں بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے، اُنکے جلسوں میں شریک ہوں گے، اُن کی تقریریں سُنیں گے تو اگر معاذ اللہ اُن کے ضلالت کو قبول کر لیں گے تو خود بھی بد مذہب یا مرتد ہو جائیں گے اور اگر قبول نہ کریں لیکن ان کفریات و ضلالت پر رد و طرد کرنے سے خاموش رہیں گے تو اگرچہ ان جلسوں میں اُن پر رد کرنا ان کی قدرت و استطاعت سے باہر ہو لیکن ان جلسوں صحبتوں میں جانے سے پرہیز کرنا تو ان کی قدرت و استطاعت میں تھا۔ لہذا بحکم حدیث ملعون بنیں گے۔ بحکم قرآن عظیم انکم اذا مثلہم ۵ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ایک ہی رستی میں بندھیں گے۔ اور اگر ان کے جلسوں میں ان کے عقائد کفر و ضلال پر رد و طرد کریں گے تو ان کو اشتعال ہوگا، لڑائی جھگڑے کے واقعے مار پیٹ، گالی گلوچ، گرفتاری، سزایابی، جُرمانے کے حادثے رونما ہوں گے۔ تو دین و ایمان کی حفاظت امن و امان کی سلامت، آخرت کی نجات، فتنہ و فساد کا انسداد اسی میں مُنہصر کہ بحکم حدیث کریم و قرآن عظیم مسلمانان اہلسنت تمام بد مذہبوں بد دینوں لاندہبوں بے دینوں سے قطعاً علیحدہ اور بیزار و نفور رہیں۔ اُن کی صحبت و محبت سے بالکل پرہیز رکھیں۔ واللہ هو الموفق۔ ان حق پوش باطل کوش و اعطوں سے کون کہے کہ آیت کریمہ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلہم بالاتی ہی احسن ۵ میں ہرگز پالیسی کا حکم نہیں دیا گیا۔ آج کل پالیسی کا مفہوم قلب و زبان کا باہم اختلاف اور مکرو فریب ہے۔ اور وہ حکمت سے ہرگز مراد نہیں۔ آیت کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو“ پکی تدبیر سے وہ دلیل محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی آیات و دلائل سے بلائیں۔ مضبوط

دلیل جس کو واضح اور بے دینوں کے شبہات کو زائل کر دیں۔ بد مذہبی و بے دینی سے توبہ کر لینے پر رحمت الہیہ اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سنانا اور کفر و ضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہر الہی اور عذاب دوزخ سے ڈرانا۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کر کے بلانا۔ اس کو یا ایسی یا کفار و مرتدین کے ساتھ لینت و بدامنت سے کیا علاقہ؟ اس آیت کریمہ کا خلاصہ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن و مضبوط دلائل و براہین کے ساتھ کلمہ کھلا احقاق حق و الباطل باطل کرو۔ اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بنا پر اس آیت کریمہ سے کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ لینت و نرمی نکلتی بھی ہو تو اس تفسیر پر یہ آیت کریمہ آیات سیف و غلطت سے منسوخ ہوگی کما صرح بہ ائمة التفسیر۔

ان گونگے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لکھ دینکرو لی دین ۰ کہنے کا حکم آیات قتال و شدت سے منسوخ ہو چکا اور انھیں آیات مبارکہ نے بتا دیا کہ لا اکراہ فی الدین کا ارشاد جس مدت کیلئے تھا وہ مدت بھی منقضی ہو گئی۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے رب جل جلالہ کے عطا فرمائے ہوئے علم محیط ماکان و مایکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائیگی تو وہ مسلمان ہو جائے گا، فلاں کافر کے ساتھ یہ لینت برقی جائیگی تو وہ اسلام لے آئیگا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے علم اقدس کے مطابق حکم الہی انھیں کافروں کے ساتھ لینت و رفق و ملاطفت برتتے جو اس طرح مشرف بہ اسلام ہو جانے والے ہوتے۔ عامہ علمائے اہلسنت کو تو یہ علم غیب نہیں۔ ان کیلئے یہی حکم شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مبتلا ہیں ان کے شبہات رفق و نرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں۔ جن لوگوں کو غلط فہمی، یا نا فہمی یا ناواقفی کے سبب مذہب اہلسنت سے بہکتا ہوا دیکھیں ان کو مہربانی و آشتی کے ساتھ سمجھائیں، ان کی غلط فہمی، نا فہمی و ناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں اور جن بد مذہبوں، بے دینوں کو معاوند و ہٹ دھرم پائیں ان کے کفر و ضلال پر حسب وسعت و بقدر قدرت پوری طرح شدت و غلطت کے ساتھ رد و طرد فرمائیں۔ ان کے بد مذہب بے دین نگراہ کافر ہونے، ان کے ساتھ میل جول، نشست و برخاست، کھانے پینے، بیاہ شادی، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کے حرام و گناہ و ناجائز ہونے کے احکام شرعیہ صاف صاف کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنائیں۔ تاکہ توفیق الہی جن کی مساعت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے، ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں۔ اور یوں اپنے پیارے دین اسلام، اپنے سچے مذہب اہلسنت کو بد مذہبی و بے دینی کے چھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ

وسلم پر افترا ہے کہ حضور علی آلہ الصلاۃ والسلام نے کبھی اپنے کسی دشمن کو بُرا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنے دشمنوں کے ہلاک و خراب و برباد ہونے کی پاک مبارک دعائیں اپنے چاہنے والے اپنے ناز اٹھانے والے رب بے نیاز جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے اُن کے مستجاب ہونے کی قاصر تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

آں سرور دین و دنیا علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام بعضہ دعیۃ
خود اہل شرک را بایں عبارت نفرین فرمودہ اند اللہم
شتت شملہم و فرق جمعہم و خرب
بنیانہم و خذہم اخذ عزیز مقتدار۔
یعنی حضور سرور دین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی بعض دعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفرین
فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتنے کو توڑ دے، انکی عجات
کو منتشر کر دے، ان کی بنیاد کو ویران کر دے اور ان کو
عزت قدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرما لے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآن عظیم بتاتا ہے کہ اللہ واحد قہار جل جلالہ اپنے محبوب
جلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دشمنوں کو بُرا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا ان شنانک ہو الا باشر ○ کہیں
اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کتے کے ساتھ
تشبیہ دی فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ○ کہیں اپنے محبوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لارنے والے گدھے کے ساتھ بیان
فرمائی۔ کمثل الحمار یحمل اسفارا ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو
معاذ اللہ تبارک سائر الیوم ○ کہنے والے کی مذمت و فصیحت بیان فرمانے کیلئے پوری سورت
مبارکہ بتتیدا ابی لہب نازل فرمائی۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو معاذ
اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبارح و فضاخ بیان فرمادیئے۔ منجلہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرمایا
اسکو سوئے بھی بتادیا بعد ذالک زنیمر ○ اور سنسہ علی الخراطوم ○ کہیں اپنے محبوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مخالفوں کو چار، بھنگی، آلو، گدھے، کتے، سوئے غرض دنیا بھر کے ہر
ایک ذلیل اور رذیل سے بھی رذیل تر بتایا۔ ان الذین یجادون اللہ ورسولہ اولئک فی

الاذلین ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو
کنکڑ پتھر، پیشاب، لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اولئک هم
مشرالبریہ ○

تو صلح کی واعظوں کے کہنے کے مطابق سنت نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی کبھی بُرا نہ کہیں
لیکن قرآن عظیم نے سنت الہیہ یہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کی مذمت
اُس کی بُرائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں، مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی نبوی
مخالفت یا ذاتی خاصیت کی بنا پر خود ان کے دشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز بُرا نہ کہیں۔ لیکن جن جثا کو حضور آقائے
اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی بُرائیاں بیان کرنے سے حتی الوسع ہرگز
دریغ نہ کریں۔ ولئذ الحجتہ القاہرہ۔

ان صلح کی واعظوں کو کون سوچائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلاۃ
والسلام نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہ کی جانب سے اُن کو وحی کی جاتی ہے۔ اور خود قرآن عظیم فرماتا ہے۔
قل یا ایہا الکفر ون ○ لا اعبد ما تعبدون ○ یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اے کافر تمہارے معبودوں
ولا انتو عبادون ما اعبد ○ کی پوجا میں نہیں کرتا اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔

یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہہ کر
پکارو کہ "اے کافرو" یعنی کافروں کو "کافر" کہہ کر مخاطب کر کے اُن کو یہ بات سُنادو۔ بعض ایسے لوگوں
نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا۔

یحد ثنا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم سے یوں کہتے
ہیں کہ اوٹنی فلاں جھنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر؟
ان ناۃ فلاں بواذ کذا وما یدریہ بالغیب
اس پر اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

ولئن سالتم لیقولن انما کنا نخوض و
نلعب قل ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتم
تستہزؤن ○ لا تعتذروا قد کفرت بعد
ایمانکم ○
یعنی اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھو گے تو وہ ضرور
کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل کر رہے تھے اے محبوب
تم فرما دو کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے
تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ یہاں نے مت بناؤ بیشک تم اپنے
ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو محکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دید و کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے تو صلحکلی و اعظوں کے اس ناپاک مجملے کا یہ مطلب ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو۔ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہو جانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے معاذ اللہ حکم الہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حق کے ان دشمنوں باطل کے ان دوستوں کو کون دکھائے کہ یہ کہنا کہ کافر کو کافر مت کہو شاید وہ کبھی مسلمان ہو جائے "شرعاً ایسا بد ہی البطلان ہے۔ جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح و عیاں ہے۔ کافر کو بحکم شرع اسی وقت تک کافر کہا جائیگا جب تک وہ کافر ہے۔ اور جب تو بنیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائیگا اس وقت اسکو مسلمان ہی کہا جائیگا۔ مسلمان کو اسی وقت تک مسلمان کہیں گے جب تک وہ مسلمان ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہو جائیگا اس وقت اس کو کافر مت کہیں گے۔ ان صلحکلی و اعظوں کے اس نجس قول کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ شربت انگور کو شربت انگور مت کہو شاید کبھی مسکڑ ہو کر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب مت کہو شاید کسی وقت ہر کہ ہو جائے۔ سوڑ کو سوڑ مت کہو شاید کسی وقت کان نمک میں جا کر نمک بن جائے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لئے بالکل اجنبیہ ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احقاق حق و البطلان باطل کرنا جھگڑا کرنا نہیں، بلکہ حکم الہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے رب کریم جل جلالہ فاصدح بما تو ممر و اعرض عن المشرکین۔ یعنی جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اُسے گھلم گھلا دو لوگ سنا دو اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

صلحکلی و اعظوں کے اس ناپاک مجملے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ حضور اقدس صاحب الخلق الجمیل و خلق العظیم علیہ و آلہ افضل الصلاۃ و التسلیم فرماتے ہیں۔

ادب بنی ربی فاحسن تادیبی و علمنی ربی یعنی مجھکو میرے رب نے آداب سکھائے تو ابھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھکو علوم تعلیم فرمائے تو ابھی طرح مجھکو علوم تعلیم فرمائے۔

حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں
 کان خلقہ القرآن — یعنی حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن عظیم تھا۔
 اور قرآن عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار و منافقین کے ساتھ اس خلق کا
 حکم دیا کہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ | یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں
 وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ○ پر جہاد کیجئے اور ان پر سختی فرمائیے۔

کیا صلح کی و اعطی اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کو خلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابہ کرام علیہم وعلیٰ آلہم والسلام کے
 فضائل میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَشْدَّ عَلَى الْكُفَّارِ رَحْمَاءُ بَيْنِهِم ○ | یعنی وہ کافروں پر بہت سخت و درپس میں بہت مہربان ہیں۔
 کیا صلح کی و اعطی اس آیت کو سنکر معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بدخلق بتا کر گا؟ اللہ عزوجل
 اپنے محبتیں و محبوبین کی مدح و ثنا فرماتا ہے۔

اِذْ لَعَنَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِعْزَازَ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ | یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔
 کیا صلح کی و اعطی اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبتیں و محبوبین معاذ اللہ بدخلق ہوتے ہیں؟
 اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ | یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں ان پر جہاد
 مِنَ الْكُفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ○ کرو اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

جہاد و قتال کے احکام تو اصحاب فوج و ارباب سطوت سلاطین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اس
 کی استطاعت صرف انھیں کو ہے۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت
 و شدت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدر قدرت و حسب استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ شمس بنام
 تاریخی "راز سیرت کمیٹی" (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلح کی و اعطی اس آیت کو بھی سن کر یہی کہے گا کہ اللہ
 تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کو بد خلقی کا حکم دیا ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ

خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کا برتاؤ کرنے
 والے ان سنی نما صلح کی و اعطیوں کو کون بتائے کہ کفار و منافقین و مرتدین و مبتدعین کے ساتھ (علی حسب
 مراتبہم فی الکفر والضلال) شدت و غلظت کا برتاؤ کرنا ہی خلق محمدی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صاحبہ و علی آلہ

وسلم — یہی خلقِ عظیم ہے اسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن عظیم میں تعلیم ہے۔ جس طرح ایمان والوں کا آپس میں مہربان نہ ہونا خلقِ عظیم کے خلاف ہے، اسی طرح مسلمانوں کا اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر بقدرِ قدرت و حسب استطاعت و وسعت غلظت و شدت کے برتاؤ نہ کرنا بھی خلقِ عظیم کے خلاف ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل جلیل رسالہ مبارکہ مسیحی بنام تاریخی "اربعین شدت" (۱۳۵۸ھ) مصنفہ اسد السنۃ حامی سنیت حاجی لاندہ بہمنیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ و صاف الحبیب ابو النضر محبت الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی محبِ دینی لکھنوی دامت فیوضہم خطیب جامع مسجد و مفتی اعظم ریاست پٹیالہ (پنجاب) میں ملاحظہ ہو۔

خود حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۵ پر اپنے خلیفہ و متوسل سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں و منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر شدت فرمائیے تو اُس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو خلقِ عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت بتانا خلقِ عظیم میں داخل ہے تو اسلام کی عزت کُفّار کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو عزت دی اُس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔ عزت دینے کے معنی صرف یہی نہیں کہ اُن کی تعظیم ضرور ہی کریں اور اُن کو اونچی جگہ پر بٹھائیں، بلکہ اپنی مجلسوں میں اُن کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اُن کی مہمانی کرنا بھی عزت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو گتوں کی طرح دور رکھنا چاہیئے اور اگر ذمیوی غرضو

حق سبحانہ و تعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیہ می فرماید یا ایہا الذبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم پس پیغمبر خود را کہ موصوف بحلقِ عظیم ست بجہاد کفار و غلظت بایشان امر فرمود معلوم شد کہ غلظت بایشان داخلِ خلقِ عظیم ست پس عزت اسلام و زخواری کفر و اہل کفر ست کہے کہ اہل کفر را عزت داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔ عزت را شستن عبارت از ان نیست کہ البتہ ایشان را تعظیم کنند و بالا نشانند در مجالس خود جاے دادن بایشان مصاحبت نمودن و میزبانی کردن ایشان داخل اعزاز ست۔ در رنگ سکاں ایشان را دور باید داشت و اگر غرض از اغراض دنیوی بایشان مربوط باشد و بے ایشان میسر نشود شیوہ بے اعتباری را مرغی داشته بقدر ضرورت بایشان باید پرداخت

میں سے کوئی غرض اُن سے متعلق ہو اور بغیر اُن کے حاصل نہ ہو تو اُن پر اعتبار و اعتماد قطعاً کرتے ہوئے بقدر ضرورت اُن سے برتاؤ کریں۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام اپنے مکتوب نمبر ۵۴ مکتوبات جلد اول میں صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

اجتناب از صحبت مبتدع لازم است و ضرر صحبت مبتدع فوق ضرر صحبت کافرست

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں کی جس قدر عزت کی جائیگی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے اس سرشتہ کو خوب محفوظ رکھنا چاہیے اکثر لوگوں نے اس سرشتہ کو گم کر دیا ہے اور اسی کو گم کرنے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کر دیا ہے۔ اللہ سبحنہ و تعالیٰ فرماتا ہے اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجئے (اصحاب فوج و سطوت سلاطین اسلام کو کفار کے مقابل جہاد کرنا اور مسلمانوں کو اُن پر سختی کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوکل و مرید مرتضیٰ خاں کو تحریر فرمایا، صفحہ ۳۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر کسے زار و دل تمنائے امرے ست از امور و تمنائے این فقیر شدت نمودن ست بدشمنان خدا جل و علا و دشمنان پیغمبر او علیہ و آلہ الصلوٰت و التسلیمات و اہانت رسانیدن ست بایں بے دولتان و خوار دانستن ایشان را و الہیہ باطلہ ایشان را و یقین میداند کہ هیچ عملے نزد حق جل و علا ازین عمل مرضی تر نیست

یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں پر سختی و شدت کیجائے اور ان بد نصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور اُن کو اور اُن کے جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے آپ یقین جانیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات جلد اول اسی مکتوب نمبر ۴۳ میں صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہ در کلام مجید خود اہل کفر و دشمنان پیغمبر خود فرمودہ است پس احتلاط و موالت با این دشمنان خدا و رسول و اوزار عظیم جنایات است اقل ضرر در مصاحبت و موالت این دشمنان آنست کہ قدرت اجرائے احکام شرعی و رفع رسوم کفریہ بول میگرد و حیائے موالت مانع آں می آید و این ضرر بسیار عظیمست دوستی و الفت با دشمنان خدا و با دشمنان پیغمبر او منجر بدشمنی خدائے عز و جل و بدشمنی پیغمبر او علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام می شود، شخصے گمان می کند کہ اوزار اہل اسلامست و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم دارد آنانی دانند کہ ایں قسم اعمال شنیعہ اسلام او را پاک و صاف می برد۔

یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا دشمن فرمایا ہے تو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے ان دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے حکموں کو جاری اور کفر کی رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور ہو جاتی ہے اور میل جول کی شر اس سے مانع ہوتی ہے اور یہیت بڑا ضرر ہے۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت و دوستی خود اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی عدوت دشمنی

تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم پر سچائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اس قسم کے بڑے کام (یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ برادرانہ یا رشتہ دارانہ دوستانہ) اس کے اسلام کو بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۲۶۶ میں صفحہ ۳۲۳ پر جو خواجہ عبد اللہ و خواجہ عبید اللہ علیہما الرحمہ کے نام لکھا۔ فرماتے ہیں۔

مجرد تفوہ بکلمہ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمع ما علم مجیسہ من الدین ضرورۃ باید و تبری از کفر و کفریہ ز در کارست تا اسلام صورت بند و دود نہ خطر القتاد

یعنی زبان سے خالی کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے، تو اسلام حاصل ہوگا بغیر اسکے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔

ایمان عبارت از تصدیق قلبی ست با نچہ از دین بطریق ضرورۃ | یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے

جو ضرورت اور توازن کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں اور زبان کے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علمائے ایمان کا رکن بتایا ہے جو بوقتِ اکراہ شرعی ساقط ہو جاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبری و بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنا باندھنا اور اس کے سوا اور شعائر کفر۔ اور اگر عاذا اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس

تو اتنا ہمارا سیدہ است و اقرار لسان نیز رکنِ ایمان گفتہ اند کہ احتمال سقوط دارد۔ علامتِ اس تصدیق تبریست از کفر و بیزاری از کافری و آنچه در کافریست از خصائص و لوازمِ ان پیمانی بستم زنا و مثلِ ان۔ و اگر عاذا باللہ سبغہ، بادعویٰ اس تصدیق تبرا از کفر نہ نماید مصدق و مبینست کہ بدراغ از برد متسمست و فی الحقیقہ محکم و حکم منافقست لا الی ہو و لا الی ہو و لا الی ہو و لا الی ہو پس در تحقیق ایمان از تبری کفر چارہ نبود۔

بات کا سچائی کے ساتھ کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغدار ہے۔ اور درحقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے۔ تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کیلئے کفر کی باتوں سے تبری و بے زاری لازم ہے

یہی حضرت محمد و الف ثانی قدس سرہ النورانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔ محبت خدا سے عزوجل و محبت رسول او علیہ و علی الصلوٰۃ و التحیات بے دشمنی دشمنان او صورت نہ بند دے تو لا بے تبرا نیست ممکن، اس کا صادق ست۔ یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اس سے محبت ممکن ہی نہیں۔ واللہ الحجة الظاہرة۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا کہ حق کو حضراتِ علمائے اہلسنت و اہل بیت کا حق کا احقاقِ حق و الباطل باطل فرمانا درحقیقت حضورِ قدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم ہی کے خلقِ عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے۔ اور ان صلحکلی و غلطوں کا مطلب خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی توہین و تمذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد پر پردے ڈالنا یا مومنین و منافقین، مسلمین و مرتدین، اہلسنت و مبتدعین سب کو راضی رکھ کر ان سب سے نذرانے وصول کرنا اور اپنے شکم کی دوزخ کو بھرنے کا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

انہیں صلحکلی و غلطیوں میں سے چند ملانے خصوصاً پرانے سیانے نیچر لوں نے کانٹھ لئے ہیں۔ ان پھندنیوں کا پھانسا کہیں چھوٹتا ہے؟ جبے کا جال، دستار کا پیچ بد بلا ہے۔ یہ علمے بھڑکا کر، چغے پھڑکا کر، مقدس ریش و سر بلا کر، کشادہ پیشانیوں پر سجدے کے گھٹے دکھا کر، کچھ آیتیں حدیثیں سُنا کر، ان کے ساتھ مثنوی

شریف کے اشعار کا کہ ہمدردی، انسانی محبت و وداد، اتفاق و اتحاد کی ہانک کو کہتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام۔ لفظ خواہی نحو ہی دل کش و لذتیز ہیں اور عوام کے بہکانے پہلانے کو بظاہر قرآن و حدیث کے دفاتر ان کی مدح سے لبریز۔ ۱: انما المؤمنون اخوة سُناتے ہیں اور ۲: کونوا عبادا للہ اخواناً پڑھاتے ہیں کہ تمام مومنین بحکم قرآن کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے۔ ۳: کبھی یوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو۔ ۴: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تنازعوا فتشلووا وتذهب ریح حکم۔ یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ ۵: کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بد مذہبوں سے جدائی میں عداوت و مخالفت چمکتی ہے گی اس صورت میں ہدایت کی اُمید کیسی! اور جب ایک جگہ ہم کو بد مذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع حاصل ہو گا تو رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع کر کے انھیں راہِ راست پر لے آئیں گے۔

بہم دشمن بھی اک جاہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے۔ یہ ہے بل بیٹھا وہ شے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ ۶: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا رایت الذین یخوضون فی الیئنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ اور فرمایا ہے اذا سمعتہم ایت اللہ یکفر بہا ویستہزئ بہا فلا تقعد و امعہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم۔ ان آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے کو خاص اس وقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جلسے میں اظہارِ کفر کر رہے ہیں۔ اس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب اُن کی مجلس اس بُرائی سے خالی ہو اُس وقت ان کے پاس بیٹھنا منع نہیں ہے۔ ۷: حدیث میں ہے۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی عزت والا آئے تو اس کی عزت کرو اور ۸: انزلوا الناس منازلہم لوگوں کیساتھ اُن کے مرتبوں کی مطابق بتاؤ کرو۔ ۹: شرح شرعۃ الاسلام میں ایک حدیث منقول ہے مداراة الناس صدقۃ یعنی لوگوں کیساتھ مدارات کرنا بھی صدقہ ہے۔ ۱۰: دیکھو عبد اللہ بن ابی منافق کو۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس بلا کر مشورے میں شریک کیا یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رکن، اس کو ایسا معزز بنا نا نہیں کہ عام صحابہ بھی ان مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ لہذا جس مجلس میں بد مذہب لوگ بھی رکن ہوں اُس میں اہلسنت کا شریک ہونا حضور کا اتباع ہے۔ اس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں اور کیا ہے۔ ۱۱: یہی سردار منافقین عبد اللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا اور حضور نے

منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کیلئے مشرکین سے بد مذہب نہیں چاہتے۔ ۱۲: بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بد مذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن محدثین نے بد مذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے ان کو صدوق ثقہ کہہ کر انکی منقبت خوانی کی، ان کے اوصاف جلیلہ کا اظہار کیا۔ تو کیا وہ محدثین بھی بد مذہب ہو گئے۔ ۱۳: یہ سُنی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر زور کرنے میں سختی کرتے ہیں اسی قدر ان مخالفوں کا تشدد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ ان پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے باقی اس زور سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست و نابود ہو سکے۔ ۱۴: ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اُمت کو کرنے کا حکم دیا۔ ۱۵: وہ حدیثیں جن سے بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے ان سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترمیم ہے۔ ۱۶: اس زمانے میں بد مذہب سے قطع تعلق کر لینا، وقت ملاقات ترش روئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ ادوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ۱۷: کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کیلئے سب کلمہ گویا ان اسلام بل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرہ سنت سے خارج ہو گئے ہرگز نہیں اور جو دعویٰ کرے نہایت بھی کر دے۔ ۱۸: اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیش نظر رکھتے۔ ۱۹: اور مدینہ منورہ میں اگر غزوات و مصافحہ غزاة میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھ لے، جو کچھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے۔ ۲۰: یہ سُنی علماء تو خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں، رسالہ بازی کیا کرتے ہیں۔ ۲۱: عرصہ گزرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہذیب مذہب میں مجھے کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقانی مسلمان سمجھا جاوے، مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو میں اختیار کروں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقانی مسلمان سمجھیں اور بہتر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں کیوں کہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہے یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں اگر مجھے اس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانوں یا دیگر کھوکھو میرے کفر کا وبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہو گا۔ میں مسلمان ہونے کو طیار ہوں جواب کا انتظار ہے۔ یہ آپس میں لڑنے والے علماء بتائیں کہ وہ سُنی ہو یا افضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے۔ ۲۲: یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس و حسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی

نا اتفاقی اُن کی تباہی کا باعث ہوئی۔ ۲۳: وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کُل اسلامی دُنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائیگا اور آپس میں اِن لڑنے والے مولویوں کا پتہ بھی نہ رہے گا۔ ۲۴: اسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی دینی برکت کا کچھ بھی حصہ نہیں مل سکتا۔ ۲۵: آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دُنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جا رہی ہے مگر مسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اقول: وبحول اللہ وقوتہ احوالہ وعلیہ ثمر علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
الہ وسلم اعتدوا احوالہ۔

یہ سب وہی منخرفات و خزیلیات ہیں جو طائفہ ندویہ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے سنا چکا۔ اور جبھی حضرات علمائے اہلسنت نابین سرکار رسالت علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ و کتب متبرکہ میں اِن کی دھجیاں اڑا چکا۔ امتداد زمانہ کے باعث آج ان تصنیفات مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب اِن صلحکلیوں کو پھر انھیں تلبیسات کا ذبہ کے پیش کرنے کا موقع مل گیا۔ ہم انھیں کتب ردودہ سے اِن ابطالی صلحکلیہ کا رد و ابطال اپنے برادران اہلسنت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ آیت کریمہ انما المؤمنون اخوة کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں (ترجمہ رضویہ) صلحکلیوں نے اپنے مدعائے باطل پر یہ آیت کریمہ تو پیش کر دی مگر سنی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاورات قرآنیہ میں مؤمنین سے کیا مراد ہے؟ بات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے تک اسلام کی کامل ترقی دُنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلا لیں۔ اس وقت تک تنزیلِ قرآن پر قتال ہوتا، معاملہ اسلام و کفر پر انفصال ہوتا۔ مؤمنین اہل حق اور کفار اہل باطل تھے۔ جب "مؤمنین" کہتے اہل حق ہی اُس کے مصداق ہوتے۔ اسی محاورے پر قرآن اُترا، حدیثیں آئیں۔ تو جس قدر آیات مبارکہ و احادیث کریمہ میں مؤمنین و مسلمین کو آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حکم دیا گیا ہے اُن سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہل حق آپس میں متحد و متفق رہیں، کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اُس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدعیانِ ایمان بھی مہندی وصال اور اہل حق و اہل باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المؤمنین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی کی نسبت ارشاد ہو چکا تھا کہ تم جس طرح تنزیلِ قرآن پر قتال کرو گے یوہیں تاویلِ قرآن پر مدعیانِ ایمان باقرآن کو قتل پامال کرو گے اُن متفرق فرقوں کے نام بھی سُنا دیئے، پتے بھی بتا دیئے۔ چنانچہ حسب وعدہ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخر خلافت خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں ظہورِ بد مذہبیاں نے مُنہ دکھایا۔ خارجی نکلے، رافضی نکلے،

رافضیوں سے متعدد فرقے اُبھلے۔ یہ سب کلمہ خواں تھے، مدعی ایمان تھے، ہمارے کلمے کا دم بھرتے ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اُن میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ مگر اہل بدین و خاہر مانتے مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی، نہ اتفاق و اشفاق کی ترنگ سوجھی، نہ انہما المؤمنون اخوة کا اُن کو مصداق جانا، نہ کونوا عباد اللہ اخوانا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُن کے قتل و قتال و عذاب و نکال پر جمل فرمایا۔ دست و زبان، سنان و لسان و بیان و بیان سے اُن کا فتنہ مٹایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہی احکام فرمادیئے تھے، سب راستے بتادیئے تھے۔ ان کے بعد جو جو آتش فتنہ بد مذہبیاں زیادہ بھڑکتی گئی، ان کے رد میں ائمہ دین و اولیائے معتزین و علماء مجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس و وعظ و محافل درس ان کے رد و تفضیح و طعن و تفتیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں اُن کے توہین عقائد و تبیین مکارم میں تالیف ہوئیں۔ جب سیف دست سنت میں ہوئی جو بدین درہم کی طرح بد مذہب کلمہ کو ذبح ہوتے رہے جب زمانے نے دوسری طرف کروٹ بدلی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اہل حق حمایت مذہب حق میں اہل باطل کے ہاتھوں قید ہوئے، تازیانے سپے، مگر کبھی بھائی چارہ نہ بھایا۔ اتحاد و اتفاق کا گیت نہ گایا۔ سلفاً خلفاً ہر قرن و طبقہ میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جمعین سے لیکر حضرت مولانا بابر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی و شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی، مولانا افضل رسول صاحب بدایونی، مولانا مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی غرض ۱۳۱۱ھ تک علماء کا یہی داب رہا، ہمیشہ علمائے اہل سنت نے بد مذہبی و بد مذہبیاں کے رد و تفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعون بے سامان ہو جاتا۔ ان کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی دواتوں کی روشنائی خون شہیداں پر غالب آئی، ان کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراطِ مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۲ھ میں طائفہ ندویہ نے اپنا سمر کالہ اور ان آیات مبارکہ و احادیثِ کریمہ کو تحریف معنوی کر کے بد مذہبوں لاندھیوں، بد دینوں بے دینوں کے ساتھ دوستی و موافقات و اتحاد و موالات پر ڈھالا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تبارک و تعالیٰ۔

ہمارے سنی مسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں۔ اور ان صلیح کلموں کے فریب و مکر کو پرکھیں کہ ان کا یہ مدعائے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیات مبارکہ اور ہزاروں ہزار قہر احادیث و نصوص ضریحہ ائمہ قدیم و حدیث کہ بد مذہبوں سے اتحاد حرام، اختلاط گناہ، جو ان سے دوستی رکھے خود بد مذہب و مکرہ۔

انہیں سلام نہ کرو، کلام نہ کرو، اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو، وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ، مریں تو اُن کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ ارشاداتِ کثیرہ جلیلہ سب کے سب عیاداً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں۔ ولا یقول بہ مسلم ولا من یقول بہ مسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۔ حدیث شریف کو نوا عباد اللہ اخوانا کا مطلب بھی اسی تقریر سے واضح ہو گیا۔ کہ تمام اہلسنت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلا وجہ باہم نزاع و نا اتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بد مذہبی و گمراہی سے جو سبب نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

۳۔ آیت کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر۔ آپس میں پھٹ نہ جانا (ترجمہ رضویہ) بالکل حق ہے۔ مطلب یہی ہے کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، قادیانی، صلحکلی ہو کر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلحکلیوں کا ایمان ہے۔

۴۔ یونہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان و اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتشوا و تذبذبوا ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرين ○ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بُر دلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہو جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ رضویہ) بالکل درست و صحیح ہے۔ مسلمانانِ اہلسنت کا اس پر بھی ایمان ہے۔ اور ان آیات قرآنیہ پر بھی ایمان ہے کہ ول یجدوا فیکم غلظۃ اور لا تاخذکم بہمارأفة فی دین اللہ اور لا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین ○ اور لا ترکوا الی الذین ظلموا فتتسکم النار ○ جن میں صاف ارشاد ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں اُن پر محبت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو، ظالموں کی طرف ذرا بھی جھکے اور جہنم پہنچے۔ ہمارے سنی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لا تنازعوا فتشوا وغیرہ آیات و احادیث سب بد مذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسبابِ منازعت نہ پیدا کرو۔ یا باہم اہلسنت میں (کہ زمانہ رسالت میں مومنین انہیں میں منحصر تھے) بلا وجہ نزاع اور نا اتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، خاکساری، بابائی، بہائی، قادیانی، چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغالطات سنائیں، طرح طرح سے تمہارا دین مٹائیں مگر سنیو! خبردار تم ان سے شیر و شکر ہی رہو۔

اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلسنت کیا اُن سے خارج ہیں؟ اُن سے نزاع، اُن

کر دیا تھا کہ بدنہ ہوں کو مسندِ وعظ پر بٹھایا جائے، اُن سے لیکچر کھلوایا جائے، اُن کی مدح و ستائش دینی کا گیت گایا جائے، اُن کی تعظیم عظیم سے رب عظیم کا عرش ہلایا جائے، وہ صریح کفریات و ضلالاتِ علانیہ بکیں انھیں شربت کے سے گھونٹ بنا کر نوش جان فرمایا جائے، شیر مادر ٹھہرایا جائے۔ اور جو غربائے اہلسنت بحکم شریعت اُن کلماتِ کفر و ضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقی قوم و آزادی وطن کا مخالف و دشمن بنایا جائے۔ ملک میں اُن حامیانِ دین و ملت کے خلاف اخباروں کے کالموں، پنڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفان بے تمیزی اُٹھایا جائے۔ یہ کونسی دیانت ہے، یہ کس قسم کی صُحکلیت ہے؟ اللہ اللہ! ذرا تو کلمہ اسلام کا پاس کرو! کچھ تو خدا و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ڈرو۔ واللہ هو الموفق بالخیر۔

۶۔ ملاحی قاری رحمہ اللہ الباری "مراقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں۔

یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدریوں وغیرہم بدنہ ہوں کے ساتھ نہ بیٹھو اس سے مراد یہ ہے کہ اُن سے محبت و مودت نہ رکھو اس لئے کہ ایک جگہ اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبت کی دلیل ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ اس طرح اُن کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے موانعت ہو جائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے اس لئے کہ جب تم اُن کے پاس اس طرح بیٹھو اُٹھو گے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت دیں گے اور اُن کے شیطان نے جو مخرجات اُن کو سکھا دیئے ہیں وہ تم میں ڈالنے والے دلائل پڑھادیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جنکو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ اُن کے مذہب کی طرف میلان کر جاتے ہیں۔ اور یہ اثر ہوتا ہے کہ اُنکی بُرائی تمہارے دلوں میں سرایت کر جائے گی۔ اس لئے کہ غیروں کے پاس اُٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت اور انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدنہ ہوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے مطلقاً منع فرمانا آیت کریمہ کی اُس قید

لا تجالسوا اهل القدرای لا توادوہم ولا تحابوہم فان المجالسة ونحوها من المعاشات من علامة المحبة وامارات المودة فالمعنى لا تجالسوہم مجالسة تأنیس وتعظیم لہم لا نهم اما ان یدعوکم الی بدعتہم بما زینہ لہم شیطانہم من الحجج الموهبة والادلة المزخرفة التي تجلب من لم یتمکن فی العلوم والمعارف الیہم بادی الرأی واما ان یعود الیکم من نقصہم وسوء عملہم ما یؤثر فی قلوبکم واعمالکم اذ مجالسة الاغیار تجر الی غایة البوار ونہایة الخسار ولا ینافی اطلاق الحدیث تفتید الایة فی المنافقین حیث قال اللہ تعالیٰ فلا تقعدوا معہم حتی ینخوضوا فی حدیث غیرہ فلم ینہ عن مجالستہم مطلقا لان الحدیث یحمل علی من لم یرا من علی نفسه منہم فیمنع

عن مجالسهم مطلقاً والایة تحمل علی من
امن فلا حرج علیہ فی مجالسہ لہم الخیر
التأنیس والتعظیم مالہم لیکونوا فی کفر و
بدعة وکذا اذا خاضوا وقصد الرد علیہم و
تسفیة ادلتہم ومع ذلک فالبعدا عنہم
اولی والاجتناب عنہم احرى۔

کے منافی نہیں جو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی حرمت کیلئے
ارشاد فرمائی کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک وہ اور باتوں
میں مشغول ہو جائیں تو ان کے ساتھ نشست و برخاست کو علی
الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اسلئے حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ
جو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہ ہوگی وہ بد مذہبوں
کی مجالست سے ان کا خیال ہو جائیگا اور اسکو مطلقاً ان کے
پاس بیٹھنا ممنوع و ناجائز ہے اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بد مذہبوں
کے پاس بیٹھ جائے تو قیامت نہیں۔ مگر اسی شرط سے کہ ان کی تعظیم نہ ہو ان سے موانست نہ کی جائے اور وہ کوئی کلمہ کفر و
بد مذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا ان کا رد کرنے اور ان کے دلائل کی خرابیاں بیان کرنے کی غرض سے ان کی مجلس میں شریک
ہو۔ اور اگر خاص علمائے کاملین عوام سے الگ مبتدعین و کفار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بد مذہبوں مرتدوں
کی تعظیم و تائیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالست خاص انکے حق میں اگرچہ مطلقاً ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی ہتر
اور منزاوار تر یہی ہے کہ ان سے دور اور محتنب نفور ہیں۔

ہمارے سنی بھائی غور فرمائیں کہ علماء نے علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کیلئے
بد مذہبوں کی مجالست کو الاحیاج کہا ان کے واسطے بھی لغیر التائیس والتعظیم کی قید لگادی کہ بد مذہبوں
سے موانست نہ کی جائے، ان کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صلح کلی و اعطین کا نگرہ لیس، احرار، لیگ، خاکسار،
نیاجرہ کفار، رفاض بد اطوار اور خوارج نابکار وغیرہم مرتدین اشرار، مبتدعین ناہنجار کے جن جلسوں، کانفرنسوں
میں شرکت کو جائز بتا رہے ہیں۔ ان میں مرتدوں بد مذہبوں کی قویٰ فعلی تعظیم و تائیس نہیں کی جاتی ہے؛
کیا اگر کوئی شخص ان کانفرنسوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین صدور و ناظمین و اراکین کی تعظیم و تائیس
سے قولاً و فعلاً ہر طرح اجتناب کرے اس کو انسید لا نرد، غیر مہذب، وحشی کہہ کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے؛
علماء نے مالہم لیکونوا فی کفر و بدعة کی قید لگائی۔ یعنی اس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم
کی بد مذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعاً احتراز رکھیں۔ پھر کیا ان لیکچروں، اسپچوں میں کفریات و ضلالت
نہیں بکے جاتے؟ کیا سنی کہلانے والے صلح کلی حضرات ان پر سکوت محض و خاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے
مع ہذا تفسیر منظر ہی میں ہے۔

یعنی جب وہ اپنے کلمات کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول
ہوں تو اسوقت بھی بضرورت ان کے پاس بیٹھنے میں مضائقہ

حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیرہ ای غیر الاستھلال
فحینئذ لا باس فی مجالسہم لضروریۃ دعوت

اسکی عزت کرو۔ اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مگر دقت تو یہی ہے کہ بچاے مومنین صالحین کے بھلے کی تو ان صلحکلیوں کو کوئی سوچتی ہی نہیں۔ جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ ان کے وہابی رافضی نیچری بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے و بس۔

۹۔ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ اسیہم اپنی تصانیف مقبولہ در رد ندوۃ مخذولہ میں مدارات کے معنی اور مدارات و مہانت کا فرق طائفہ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر صلحکلی و اعظین عوام مسلمان کو مغالطہ و گمراہی میں گرفتار کرنے کیلئے یہی مسئلہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اہلسنت کو حسن خلق و مدارات سے ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضرات صلحکلیہ اپنے تفسیر صریحہ و ضلالات قبیحہ کو مدارات کے پردے میں جائز بتانے اور عامہ مسلمان کو بہکانے کیلئے احادیث و اقوال و افعال سلف بیان کر دیتے ہیں جن میں حسن خلق و مدارات کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۴۳۸ و ۴۳۹ پر فرماتے ہیں۔

یعنی بہت سے لوگوں کو حسن خلق و مدارات اور مہانت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مدارات اور حسن خلق تو ہر مسلمان و کافر کے ساتھ شریعت مطہرہ میں پسندیدہ ہے اور مہانت و چالوسی عیب اور مردود ہے۔ لوگ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں اور حسن خلق کے ضمن میں مہانت کر گزرتے ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مدارات و حسن خلق کے معنی تو یہ ہیں کہ اپنے حق میں سہل انکاری برتیں اور نفسانیت کی بنا پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کر دیں۔ اور مہانت کے معنی یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں ان کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کریں مثلاً اگر کوئی شخص خود اس کو سخت و سست کہے یا اس کی تعظیم نہ

اکثر مردم را در میان مدارات و حسن خلق و در میان مہانت فرق واضح نشدہ۔ مدارات و حسن خلق با ہر مسلمان و کافر در شرع محمود است و مہانت و خوشامد معیوب و مردود۔ یکے را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقام حسن خلق از تکاب مہانت مینمایند و تنقیح فرق در میان این ہر دو آنست کہ مدارات و حسن خلق عبارت از مسامحت و رخصت خود است و بہ نفسانیت کار نکردن و خود را واجب التعظیم ندیدن و از تعظیم کہ در حق خود رود در گزشتن و مہانت عبارت از مسامحت در امر دین است و با وجود دیدن و شنیدن امور نامشروعہ و اقوال نامرضیہ تعصب نکردن و دین خود را سبک داشتن و از حق واجب شرع و دین در گزشتن۔ مثلاً اگر شخصے کسی را سخت گفت یا ترک تعظیم نمود و در غضب نیامدن و باوے در پے انتقام نشدن بلکہ سلوک نیک کردن از قبیل حسن خلق و مدارت است و اگر شخصے حرکتے مخالف شرع کرد یا ترک تعظیم دین نمود باوے موافقت نمودن و اظہار ناخوشی نکردن و سخن

اور اُرُو نہ کر دن از باب مہانت و خوشامدست۔ | کرے تو غصے میں نہ آنا اور اُس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حسنِ خلق و مدارات کی اقسام ہیں سے ہے۔ اور اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیمی کرے تو اس کے ساتھ موافقت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا دُور نہ کرنا یہ مہانت کی اقسام میں سے ہے۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مدارات تو مسلمانوں بلکہ فاسقوں بلکہ کافروں کے ساتھ بھی بہتر ہے مگر مہانت حرام و ناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مدارات و مہانت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اُسی سے واضح و روشن کہ آج کل بد مذہبوں بد دینوں لاندہ مہبول بے دینوں کی کمیٹیوں کانفرنسوں میں جو جستی کہلانے والے صلحی حضرات شریک ہوتے اور عوام اہل اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں اس شرکت میں یقیناً شدید و بعید مہانتیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ واعظین صلحیت اُن کی پردہ پوشی لفظ مدارات و حسنِ خلق سے کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ الحجة البالغہ

۱۔ جب عبداللہ بن ابی منافق اپنے آپ کو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست نظر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصد تالیف اسکو شریک مشورہ کر لیا گیا تو صلحی حضرات اس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الحاد و ضلالت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اتباع اور اس کے ابطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا کیسی کھلی ہوئی نچریت و ضلالت ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے یہ بھی فرما دیا تھا کہ تو بھی حق پر ہے، راہِ راست پر ہے۔ تیری اہانت اسلام کی اہانت، قوم کے ساتھ غداری، ملک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلس مشاورت میں بھی اُس نے خلاف شریعت مٹھہ کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی؟ کیا اس سے اقوالِ تائیس کہے گئے تھے؟ کیا اُس سے افعالِ تعظیم برتے گئے تھے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ونعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

پھر منافقین کو دربارِ دربار حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا رکن اور ایسا مخصوص بتانا کہ صحابہ بھی اُس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں اُن کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجہل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس جب ایسے خیالات والے صلحی حضرات واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا بنیں پھر بیچ منجھدار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جب ایسی اونڈھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو؟ خیر اس قدر اور بھی سُن لیجئے کہ ان کمیٹیوں، کانفرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کانفرنس کے اراکین اگر ظاہر ہی میں یہ اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں ہم اب توبہ کرتے ہیں اور روافض و خوارج و وہابیہ، نیا چمرہ،

مسلم لیکھ، خاکساریہ، گاندھویہ، اتراریہ، چکڑالویہ، قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین جو اس کمیٹی کا نفرنس میں شرکت و رکنیت رکھتے ہیں سب کے سب کہیں کہ ہم اب تائب ہو کر سنی مسلمان ہوتے ہیں تو پھر جب تک اس اقرار کا منافی کوئی قول و فعل اُن سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی خاص اس کمیٹی، اس کانفرنس کی شرکت و رکنیت و امداد و اعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔ و باللہ التوفیق۔

۱۱۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا، بعد کو شراب مطلقاً حرام کر دی گئی۔ کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔ اب اگر یہ صلحکلی و اعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبہ سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمول سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بس یہی حال صلحکلی و اعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکر ظفر پیکہ کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک ہیں۔ گو جہاد کا ثواب نہ پائیں۔ بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمة اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پڑھاتے تھے۔ لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہو گئی، جہاد میں ساتھ چلنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اُن کے جنازے کی نماز بھی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ پڑھی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں جو ہے فقل لن تحرجوا معی ابدالاً ولن تقاتلوا معی عدواً

اور آیہ کریمہ ملاحظہ ہو۔

وما کان اللہ لیزال المؤمنین علی ما ائتمروا علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ○
یعنی تو اسے محبوب تم فرما دو کہ اسے منافقوا اللہ مسلمانوں کو اس بات پر ہرگز نہ چھوڑے گا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کر دے گا۔
اور آیہ کریمہ ملاحظہ ہو۔

ولا تصل علی احد منہم مات ابدالاً ولا تقم علی قبرہ۔

یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مر جائے اس پر نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔

انہم کفروا باللہ ورسولہ۔

بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔

تو اس منسوخ شدہ امر کو نہ بنا کر پیش کرنا اور قرآن عظیم و حدیث کریم کے نصوص صحیحہ سے اعراض

فرمانا صلواتی حضرات و اعظمین ہی کو مبارک رہے۔ حضرات اہل سنت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصر ہم دنیوی
لاج اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کر سکتے۔

۱۲۔ — بد مذہب جسکی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ اختلاف و تفصیل
ہے۔ حضرت مالک العمار بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفي البدعة الجليلة القبول عند الاكثر غير محقق الحنفية وهو
المختار عند من تلاهم خلافا للامدنى من الشافعية ومن تبعه
والامام مالك ومعظم الحنفية وهو المختار عند هذا العبد

یعنی جس راوی کی بد مذہبی ظاہر ہو لیکن حد کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جانا
محققین حنفیہ کے سوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے جو متبعین ہیں ان کے نزدیک
یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علامہ آمدی اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر حنفیہ اُس
کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف پر ہیں۔ ان کے نزدیک جس بد مذہب کی بد مذہبی حد کفر تک
نہ پہنچی ہو اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں۔ اور اس بندے (بحر العلوم) کے
نزدیک یہی مختار ہے۔

اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور عدم قبول کے مختار ہونے کی تفصیل فوارح الرحمت شرح
مسلم الثبوت للعلامة بحر العلوم میں ملاحظہ ہو۔ — جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا کہ
بد مذہب اگر صدوق ہو اور اپنی بد مذہبی کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو وغیر ذلک من الشروط تو
اس سے حدیث لینا منع نہیں۔ اور اپنے اس خیال کے مطابق اگرچہ فی الواقع یہ خیال محقق نہیں۔ اور
مانعین اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان بعض محدثین نے تعامل شروع کر دیا تو اگر انھوں نے اس راوی
کے صدوق ثقت ہونے کا اظہار کر دیا تو اس میں بد مذہب کی منقبت خوانی اور اس کے اوصاف جلیلہ
کا اظہار کیا ہو گیا۔ اگر وہ اسے صدوق وثقت نہ سمجھتے تو اس سے حدیث ہی کیوں لیتے۔
روایت حدیث میں راویوں کی سچائی اور قابل اعتماد ہونے کے بیان کا قیاس رخصہ و نیازہ و دیوبند
وغیر ہم مرتدین و مستبدین کی منقبت خوانی و مدح سرائی اور ان کے مذہب باطلہ و مردودہ کی تصحیح و
تحسین کرنا یہ انھیں صلواتی ملاؤں کی خوش فہمی کا نمونہ ہے۔

۱۳۔ وہابیوں۔ نیچریوں۔ وادیانیوں۔ وغیرہم گمراہوں، مرتدوں کا زور گھٹایا نہیں؟ اس کے جواب میں یہ سب کھلی حضرات تو یہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں گھٹا لیکن۔ اس کی سچی کیفیت کسی انصاف شعار واقف کار سے پوچھنا چاہئے۔ کہ عبد الوہاب نجدی کی ذریت پر جو سختی کی گئی ہے اس کا کیا اثر ہوا۔ اگر۔۔۔ وہ سختی نہ کی جاتی تو کیا اثر ہوتا۔

اگر ترکی سلطان سلیم ثالث اور محمد علی پاشا خدیو مصر رحمۃ اللہ علیہما کی طرح تمام موجودہ اسلامی سلطنتیں بھی مل کر نجدیوں کی موجودہ حکومت جنبشہ پر سختی کرتیں تو کیا شیاطین نجدیہ کے ہاتھوں ماثر متبرکہ کی پامالی اور مزارات مقدسہ کی بے حرمتی ہوتی۔ کیا حرمین طیبین طہرہما اللہ تعالیٰ عن رحمۃ النجدیۃ اہل الشین میں وہابیت و نجدیت کی زبردست تبلیغ کا بے ایمان نجدیوں کو موقع ملتا۔ کیا حضرات سلائے کرام و سادات عظام مجاورین بیت اللہ الحرام و مدینۃ النبی علیہ وسلم آل الصلاۃ والسلام یونہی کسمپرسی کے علم میں شہید اور جلاوطن کئے جاسکتے۔

اور

جس وقت دہلی میں اسماعیل دہلوی نے طوفان بے تمیزی بھیلایا اگر اس وقت اس پر کامل سختی نہ کی جاتی تو کیا ایک عالم گمراہی سے محفوظ رہ سکتا۔ اسی سختی کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کو دہلی چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اے ہذا القیاس۔

اس کے بعد جس بد مذہب نے سراٹھایا اگر اس پر سختی نہ کی جاتی تو کیا مذہب اہلسنت کو صریح نقصان نہ پہنچتا۔ اگر سرگرم و غیر مقلدین مذہب حسین دہلوی پر مکہ معظمہ میں سختی نہ کی جاتی، قید نہ کئے جاتے تو کیا اس وقت وہاں کے پوشیدہ غیر مقلدین جو ہندوستان سے وہاں جا کر بس گئے تھے مکہ معظمہ چھوڑ سکتے تھے۔ کیا اگر غیر مقلدوں پر سختی کے ساتھ رد نہ کیا جاتا تو عوام اہل اسلام حدیث و قرآن کے نام سے سخت دھوکے میں نہ پڑ جاتے۔ کیا اگر نبی آخرہ کے رد میں سختی نہ کی جاتی، رسالہ "نور الافاق" و رسالہ "امداد الافاق" و رسالہ "تاسید الاسلام" وغیرہ مکتب تحریرات کی ہر تہ اکفر پیر نیچر کے رسالہ "تہذیب الاخلاق" کے رد میں اشاعت نہ کی جاتی تو سارے تیرہ سو برس سے زائد کا یہ قدیم سچا دین اسلام ہندوستان میں باقی رہ جاتا۔ کیا اگر قادیانیوں

کے رُوس سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گو یوں کی اکثریت دجال قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلہ پڑھتی نظر نہ آتی۔
 صلح کیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پُرانی ہو چکی ہیں تو ذرا حضور پُر نور آقا کے نعمت دریا کے رحمت
 اہم اہلسنت مجاہد اعظم فاضل بریلوی علیہ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری
 برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح مقدسہ کو بنظر انصاف دیکھیں۔ کہ ایک طرف شش اشالیوں اور ہفت
 خواہم والوں کا شدید فتنہ اٹھنا ہے۔ دوسری سمت تفصیلیوں، چتر توحیدیوں کا فساد عظیم بھٹتا ہے۔
 ایک جانب دیوبندیت و وہابیت کے طوفان اٹھتے ہیں۔ دوسری جانب ندویت و نچریت کے سیلاب
 آتے ہیں۔ ایک سمت سے قادیانیت چکر آلویت کی کفری گھٹائیں چلاتی ہیں۔ دوسری طرف
 ارتداد کی آندھیاں زور شور سے آتی ہیں۔ فتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں۔ بزم بھول بیدنیوں
 کی تاریکیاں محیط ہو جاتی ہیں۔ پھر۔۔۔ جلال الہی کے منظر۔۔۔ جمال مصطفوی کے آئینے۔۔۔
 سرکارِ غوثیت کے نائب۔۔۔ اہم اعظم کے وارث۔۔۔ حضور علیہ صفت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 کیا کیا؟۔۔۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھروسہ کر کے۔ یارسول اللہ
 کہہ کر لسانی و بیانی جہاد کے اس ہوشیار با معر کے میں وہ شیر خرد کا شیر دلیر کو دپڑا۔ اور۔۔۔ اپنے نیزہ
 کا فرشِ شکار کی قاہر مار سے اسلام و سنیت کے دشمنوں کے دلوں میں غار کر دیئے۔ اُن کے قلبِ جب کے زخم
 وار سے پار کر دیئے۔ کہ۔۔۔ اُن کے حمایتیوں کو چارہ ہوئی وار نہ رہے۔
 یہ رشتہ کے نیزے کی مار ہے کہ غد کے سینے میں غالب ہے
 کسے چارہ ہوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعدائے اسلام و دشمنانِ سنیت نے ناپاک اخباروں، نجس رسالوں، گندی دوورقیوں، گھسنوی
 چور و قیوں میں ملعون پروپیگنڈے بھی کئے، دشنام بازوں، فحاشیوں کے خبیث منظر ہرے بھی کئے، متعلقے بھی کئے
 دھمکیاں بھی سنائیں، گیدڑ بھکیاں بھی دکھائیں، مگر۔۔۔ دینِ اسلام کے اس مجاہد اعظم
 مرعوب ہو کر، کسی لالچ میں آکر معاذ اللہ اُن خبیثا سے دوستانہ، یارانہ، برادرانہ نہ بنایا، اُن کی طرف
 محبت و مودت کا ہاتھ نہ بڑھایا۔ بلکہ اسلام و سنیت کے نور شید در شمال و بدر تاباں کے عالمِ افروز چہروں
 سے ظلمت و کفر و ضلالت کے بادل ہٹا دیئے۔ دُنیا کے اسلام کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی سچی عزت و عظمت، سچی اُلفت و محبت کے جلوے دکھائیئے ہر گمراہ بد مذہب ہر مرتد

بیدین کی ضلالت و خباثات کے پرچے اڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے بھوٹے دندے مٹا دیئے۔ مسلمانانِ اہلسنت کو الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کی شرابِ طہور کے پھسکتے ساغرِ پیلا دیئے۔ لاکھوں مسلمانوں کو صُلحِ کلیت کے جہنم سے بچا کر اسلام و سنت کی صراطِ مستقیم پر ان کے قدم جما دیئے۔ لہذا انصاف! اگر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بد مذہبوں کے دینوں کے رد میں قرآنِ عظیم و حدیث شریف کی بتائی ہوئی شدت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اُس سارے تیرہ سو برس سے زائد و قیدیم سچے دین اسلام و مذہبِ اہل سنت کے پتے نشان نظر آتے؟ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرض وہابیہ نیاجہ قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین کا زور اس رد و طرد و شدت و غلظت کے سبب ضرور گھٹا۔ مگر بد مذہبوں کے وجود سے دُنیا کو پاک کر دینا یہ اہل سنت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس گئے گزرے زمانے میں بھی سنی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر بھروسہ کر کے اپنے اپنے مقامات پر اس صُلحِ کلیت سے پیزار ہو کر شریعتِ مطہرہ کی بتائی ہوئی اصل اصیل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ پر اپنی طاقت و استطاعت بھر جائے ہو جائیں تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے فضل و کرم سے ابھی کیا پلٹ سکتی ہے بد مذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ تو حکمِ تشریفی ہے، جسکی اشاعت ہم پر بقدر قدرت و بشرط استطاعت فرض ہے۔ اور ہو گا وہی جو اُس کا حکم تکوینی ہے۔ و کان امر اللہ قدراً مقدر ○

۴۱۔ اس دریدہ دہنی کے جواب میں مثنوی شریف کے چند اشعار لکھنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الملہ والدین رُوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۵

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کسے زبدا ل حق آگاہ شد
اشقیار ا دیدہ بین نبود	نیک و بد در دیدن کساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیاء را ہنجو خود پنداشتند

یعنی تمام جہاں میں گمراہی اسی وجہ سے پھیلی کہ اللہ والوں سے لوگ بہت کم واقف ہوئے۔ بد بختوں کو دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ تھی، اچھا اور بُرا ان کی نظر میں ایک سا دکھائی دیتا تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمسر کی انھوں نے دعویٰ کیا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا سا بھجھا۔

اسے صُلحِ کلی مٹاؤ! کیا تمہارے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے جیسا تم کرتے ہو۔ اور اسی کا اُمتِ مرحومہ کو حکم دیا ہے اور اسی پر سلف کا دار و مدار رہا ہے؟ افسوس کہ دنیوی آؤ بھگت اور دینی تنظیم میں تم کو فرق نہیں سوجھتا اور پھر بد اہنت کا قیاس مدارات پر اور اپنا حضور سرور کائنات علیہ و علی

آلہ الصلوات والتسلیمات پر کرتے ہو۔ تم کو یہ نہیں سمجھائی دیتا کہ مدارات جائز ہے اور ممانعت جسمیں صلحکلیوں کو غلو ہے گناہ و ناجائز ہے۔

۱۵۔ جن آیات مبارکہ و احادیث کریمہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کو منع فرمایا گیا ہے اُن سے فقط بد مذہبوں کی تادیب و ترمیم ہی مقصود نہیں بلکہ اُن کی ترمیم و تادیب کے ساتھ ساتھ اُنکی نحوست و شہر بجا ست سے سنی مسلمانوں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس برتاؤ سے دوسرے مسلمانوں پر بھی اُن گمراہوں کا حال کھل جائے۔ تاکہ اور مسلمانوں کے قلوب بھی اُن سے متنفر ہو جائیں۔ دیکھو صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ ایاکم وایاہم لا یصلونکم ولا یفتنونکم۔ کیسی تصریح ہے کہ اسلئے بد مذہبوں سے دور رہو، اس لئے اُن سے بچو کہ اگر اُن سے گھال میل کرو گے تو وہ تم کو گمراہ کر لیں گے، فتنے میں ڈال دیں گے۔ خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت دیکھیے۔

مجالسة الاغیار تجر الی غایة البوار و نهیایة | یعنی غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آخری درجے کی ہلاکت و انتہائی الخسار۔ مرتبہ کی بربادی تک کھینچے جاتا ہے۔

بڑا فائدہ مہاجرت کا یہ ہے کہ طبیعت مسارت پر مجبور ہے، ایک دوسرے کا آئینہ ہے ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ سے تمام عقلا بری صحبت سے بچتے رہے۔ کیا یہ صلحکلی حضرات و عظیم بھنگڑ خانے، چنڈو خانے، فاحشات کے چکھے وغیرہ وغیرہ مقامات میں جانا، بیٹھنا، رہنا سہنا، صحبتیں گرم کرنا، چکر طیاں جانا، پسند کر سکتے ہیں؟ پھر کیا مشرکین کے بت خانوں، اہل ہندو کے صنم کدوں، پارسیوں کے آتشکدوں، عیسائیوں کے گرجوں، نصرانیوں کے مشنوں میں جا کر اُن سے اختلاط کرنا ان کو پسند آ سکتا ہے۔ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو فسق فی العمل سے اتنا کیوں بچتے ہیں کیا اس لئے کہ ان لوگوں کو ان صلحکلی حضرات ملایان و واعظین کے اس بچنے سے تادیب حاصل ہو؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اسی لئے کہ کہیں اُن کا بڑا اثر نہ پڑ جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

مسارقة الطبع ہما لشاہدہ من اخلاق الناس و اعمالہم فہوداء دین قلماتہ لہ العقل و فضلا عن الغافلین: فلا یجالس الانسان فاستقامۃ مع کونہ منکر اعلیہ فی باطنہ الاولو قاس نفسہ الی ما قبل مجالسہ ادراک فیہا تفرقة فی النفرة عن الفسا واذ یصیر الفساد بکثرة المشاہدۃ ہنیئاً فیسقط وقعہ فاذا صار مستصغراً الطول المشاہدۃ او

یعنی طبیعتوں کا باہم ایک دوسری سے خفیہ طور پر اثر قبول کر لینا ان باتوں میں سے ہے جس کا لوگوں کے اخلاق و اعمال سے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یہ ایک چھپی ہوئی دھن شدہ بیماری ہے جس پر عقل مند لوگ بہت کم متنبہ ہوتے ہیں۔ پھر غافل تو غافل ہی ہیں۔ تو کوئی آدمی کسی ناسق کے ساتھ ایک مدت تک اسکو اپنے دل میں برا سمجھتے ہوئے بھی نشست و برخاست نہیں کر لگا کر وہ اگر اپنے قلب کا اس ناسق کے ساتھ نشست و برخاست کرنے سے قبل کی حالت سے مقابلہ

شك ان تغفل له القوة الوازعة۔
 کرے گا تو ضرور اس کے فسق کی طرف سے نفرت میں فرق پائے گا اور
 اور جب فسق بکثرت نظر آنے کے سبب طبیعت پر آسان ہو جائے گا تو اس کی گرانی جاتی رہے گی تو جب بہت زیادہ نظر آنے کے سبب وہ فسق
 ہلکا ہو جائے گا تو قریب ہو کر گناہوں سے روکنے والی قوت اس فسق کیلئے کشادہ و آمادہ ہو جائے۔

۱۶۔۔۔۔۔ یہ کچھ اسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں، مختلف طبائع کا موجود ہونا ہر وقت میں ضرور ہے۔ حضور اقدس
 سرکار رسالت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں بعض وہ بھی تھے کہ چہرہ اقدس دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کے زمرہ تھے۔ میں داخل ہو گئے، بعض کو ذرا دیر میں یہ دولت نصیب ہوئی۔ بعض طبائع میں محبت زیادہ تھی بعض
 میں کم۔ جن کی طبائع مال کی طرف راغب تھیں وہ مولفہ القلوب تھے۔ پھر جب اسلام کی چمکی روشنی نے ان کے تاریک
 دلوں پر اپنا اثر جمایا، مخلصین کا مین سے ہو گئے۔ بعض دلوں میں عناد و استکبار نے ایسا گھر کر لیا کہ نہ نکلتا تھا اور نہ
 نکلا۔ حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ہزار نرملی کی مگر چینی ادھر سے نرملی اُس سے دُنی ادھر سے گری
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیسی کیسی تکلیفیں سہیں مگر وہ سنگدل موم
 نہ ہوئے۔ اسی طرح ہر وقت میں اور بالخصوص اس وقت میں مختلفہ الطبائع اشخاص ہیں۔ بعض دلوں میں ابتداء
 بد مذہبی کا شبہ ہوتا ہے تو وہ کیوں؟ یا تو بد مذہبوں کی مجالست و مخالطت و محبت کی وجہ سے۔ جسکی طرف یہ مسلک کلی
 حضرات دعوت دے رہے ہیں، یا بد مذہبوں کی مذہبی کتابوں کے دیکھنے کی وجہ سے۔ اور بے شک یہ وہی شخص ہے
 جسکی نسبت صاحب "فتح الباری" تحریر فرماتے ہیں۔

عظمتہ بالحسنی مہما امکنہ ذالک بالرفق لا یعنی ایسے شخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھا میں جہاں تک نرملی
 سے اسکو سمجھا سکیں وہاں تک اس پر سختی کرنا جائز نہیں۔

لیکن وہ بد مذہب جو علمائے اہل سنت کی تحقیقات کو نظر حقارت سے دیکھے، اپنی بد مذہبی کی دوسری دعوت
 دے اُس پر ہزار طرح سے حق واضح کر دیا جائے مگر وہ عوام کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئے ایسے مرتبے کے بد مذہب سے
 نرملی کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے بد مذہبوں کے ساتھ اگر نرملی کی جائے گی تو ان کو باسانی اپنی بد مذہبی کی تبلیغ
 کا موقع ملے گا۔ وہ خفیہ خفیہ اپنے کام میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ خدا لہما اللہ تعالیٰ۔ ایسے بد مذہبوں کو اگرچہ
 سختی فائدہ نہ دے مگر عوام اہل سنت کے دین و مذہب کی بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حفاظت
 کرے گی۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی قسم کے بد مذہبوں کے متعلق
 تفسیر عزیزی سورہ قلم صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں

در حدیث شریف است اذا لقی الفاجر فالقہ یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو تشر
 بوجہ خشن و در حقائق التزیل مذکور است کہ سہل بن
 رومی کے ساتھ ملو اور تفسیر حقائق التزیل میں مذکور ہے کہ امام

عبداللہ تشری فرمودہ اند من صحیح ایمانہ و اخلص توحیدہ
فانہ لا یأس الی المبتدع ولا یجالسہ ولا یؤاکلہ ولا
یشاربہ ویظہر لہ من نفسہ العداوۃ ومن داهن
بمبتدع سلبہ اللہ تعالیٰ حلاوۃ الایمان ومن
تحب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبہ
کرے گا اللہ عزوجل اس سے ایمان کی خلوات سلب کرے گا اور جو شخص کسی بد مذہب کا دوست بنے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے قلب
سے ایمان کا نور نکال دے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں۔

الدرجة الرابعة السب والتعنيف بالقول الغليظ
الحسن وذلك يعدل اليه عند العجز عن المنع
باللطف وظهور مبادئ الاصرار والاستهزاء
بالوعظ والنصح وذلك مثل قول ابراهيم عليه
السلام اف لكم ولما تعبدون من دون الله - و
لسنا نعني بالسب الفحش بما فيه نسبة الى الزنا
ومقداماته بل ان يخاطبه بما فيه مما لا يعد من جملة
الفحش كقوله يا فاسق يا احمق۔

اور فحش نہیں ہیں جیسے فاسق (بدکار) احمق (گدھا)

اب کیا یہ صلحی حضرات و اعظیمن کہہ سکیں گے کہ شاہ صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں معاذ
اللہ گمراہی میں ڈالنے کی ترغیب دینے والے تھے۔

۱۔ عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے جملہ بد مذہبوں بے دینوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کا
حکم شرعی روزہ کی کتب مبارکہ و رسائل متبرکہ میں دلائل شرعیہ سے واضح کیا جا چکا اور خود اس فتوے میں بھی بقدر ضرورت
بیان کر دیا گیا کہ مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں گمراہوں بے دینوں مرتدوں کے ساتھ مجالست و مخالطت میں عوام
مسلمین کے دین و مذہب کیلئے فتنہ و فساد وقت ہے اور وہ عام مصالح قومیہ اور عمومی فوائد ملکیت معلوم نہیں کب
حاصل ہوں۔ اور حاصل بھی ہوں تو کس قدر اور حاصل بھی ہوں یا نہ ہوں۔ پھر مسلمان کا یہ کام نہیں کہ اخروی فوائد
ابدیہ و مصالح شریعیہ کے بدلے میں چند روزہ زندگی فانی کے نام نہاد فوائد و مصالح خریدے ایسے لوگوں کے حق میں

اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة
فلا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينصرون
یعنی یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی
مولیٰ کی توڑ ان پر سے عذاب ہلکا ہوا اور ان کی مدد کی گئی (ترجمہ ضویہ)
حضرت مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :-

مبادا دل آں فرمایہ شاد کہ از بہر دنیا دہ دیں بباد

یعنی اس کینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کے واسطے دین کو برباد کر دے۔ اور یہ بھی ہم نے ارغائے عنان
کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ قرآن عظیم پر ایمان رکھنے والا بالیقین جانتا ہے کہ مرتدوں بے دینوں کے ساتھ محبت و مودت
کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ یعنی اے محبوب کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے
الم تر االى الذين تولوا قوما غضب الله عليهم ما هم
منكم ولا منهم ويحلفون على الكذب وهم يعلمون
جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ
جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار
کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں انھوں نے
اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کیلئے خوار
کا عذاب ہے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ
کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انھیں اُس میں ہمیشہ رہنا جس دن
اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں
کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے
ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان
پر شیطان غالب آ گیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے
گروہ میں مبتلا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہا میں گئی (ترجمہ ضویہ)

ان آیات مبارکہ میں اللہ عز وجل نے صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہے کفار ہوں یا
مشرکین زمانہ ہوں یا مرتدین ان کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے منافق ہیں۔ وہ اپنے ایماندار ہونے پر جو
قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹی ہیں۔ اُن کا یہ فعل بہت برا ہے۔ وہ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو ہمدردِ اسلام و
خیر خواہِ مسلمین بنا کر مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی محبت و دوستی کی
طرف ہلاتے ہیں۔ تو درحقیقت اُن کو اللہ عز وجل کی راہ سے روکتے ہیں۔ جس دنیوی مال و دولت اور اولاد کی
محبت میں وہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں اُن کی یہ

یہ دولت یہ اولاد اُن کو خدا تبارک و تعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آئیگی۔ وہ دوزخی ہیں۔ اُن کیلئے رسوائی کا سخت عذاب ہے۔ وہ اگر اپنے اس فعل کو حلال جانیں تو منافق ہیں۔ اور ابدی نارچہم کے مستحق۔ اور اپنے اَدَمَے ایمان میں بھولے۔ اُن پر شیطان غالب ہے۔ اُن کو شیطان نے خدا کی یاد بھولادی کہ اب اُن کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر اعتماد نہ رہا بلکہ اُن کا بھروسہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں پر رہ گیا۔ وہ شیطان والے ہیں۔ شیطان والے کبھی کامیاب نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ ہار ہی میں رہیں گے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجد قومًا يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون
من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم أو أبناءهم
أو إخوانهم أو عشيرتهم أولئك كتب في قلوبهم
الإيمان وایدہم بروح منہ ویدخلہم جنات
تجری من تحتہا الأنہر یخلدین فیہا رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ أولئک حزب اللہ الا ان حزب
اللہ ہم المفلحون ○

یعنی (اے محبوب) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کدوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائیگا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ مستثنائے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمہ رضویہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان والوں کی صفت بھی بتادی۔ اور رحمن والوں کی تعریف بھی بیان فرمادی۔ ناکافی نامرادی کی راہ بھی بتادی اور کامیابی و بامرادی کی راہ بھی دکھادی۔ اب جس کا جی چاہے شیطان والوں میں شامل ہو جو چاہے رحمن والوں کے گروہ میں داخل ہو، جو چاہے صلح کلیوں کی بنائی ہوئی راہ ناکامی پر چلے۔ جس کا جی چاہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعلیم فرمائی ہوئی راہ کامیابی پر استقامت اختیار کرے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۸۔ صلح حدیبیہ تو کھلے ہوئے کفار و مشرکین کے ساتھ ہوئی تھی جو اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہتے تھے کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے استدلال کرنے والے یہ صلح کلی حضرات و عظیمین اپنی محبت اپنے اتحاد کو صرف مسلمان کہلانے والے بندہ ہوں مرتدوں ہی کے ساتھ کیوں خاص رکھتے ہیں۔ اُن اُس استدلال کی رو سے ان پر لازم کہ عیسائیوں کے پادریوں، ہندوؤں کے پنڈتوں، آریوں کے پرجاگوں کے ساتھ بھی صلح و محبت و اتحاد کریں جس طرح کفری و دود کی آنہی کے زمانے میں خلافت کمیٹی والے کرچکے ہیں اور اب بھی نام نہاد مجلس احرار اور دہلیہ کی جمعیتہ العلماء اسی پر عمل ہے۔ پھر ذرا یہ حضرات و عظیمین صلح کلیت یہ تو فرمائیں کہ کیا معاذ اللہ صلح حدیبیہ کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کافروں مشرکوں کو اپنے یہاں بلا کر اُن کو اپنی مجلس میں لیکر دینے کی اجازت

اُن کے خلاف شریعت فعل کو بُرا جانے اور اس کے مٹ جانے کی دعا دیتا کرے۔ قلم بھی ایک زبان ہی ہے۔ اس حکم شرعی تغیر منکر پر ہر قرن ہر زمانے میں غلامِ ابنِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیہم اجمعین برابر اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق عمل پیرا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت سے روافض و خوارج و غیر ہمہ بندہ رب فرقتے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ پھر دو تین صدیوں میں صد ہا مختلف فرقے پھیل گئے اور کیسا کچھ زور شور ہو گیا۔ کیا جن صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق منکراتِ شرعیہ کی تغیر بالید و البنان و البنان و العلم و اللسان فرمائی وہ سب کے سب معاذ اللہ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ ان صلحکلی و اعظین کے رونے سے حضرات علمائے اہلسنت اپنا فرض منصبی ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ حضرات علمائے اہلسنت خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ دُورے لگانا شروع کر دیں۔ اب تو اُن کا کام صرف زبان و قلم سے حسب استطاعت احقاقِ حق و البطلان باطل فرمانا ہے۔ اگر انصاف کیا جائے تو حضرات علمائے اہلسنت کی یہی تصنیف و تالیف و وعظ و بیان ہی باعثِ ہدایت ہے کہ آج یہاں سلطنتِ اسلامی نہیں کہ تغیر منکر بالید و البنان و البنان کی جاسکے۔ بالجملہ بندہ ہوں بے دینوں کا رد و دفع تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے ہے۔ ہاں اس وقت کسی فن میں تصنیف نہ ہوئی تھی جب اسلام میں تصنیف کتب شروع ہوئی یہ رسالہ بازی بھی ہونے لگی۔ اگر یہ خوابِ غفلت میں پڑے سونا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک سب اسی میں مبتلا تھے۔ اب حضراتِ نیجر یہ کے چھینٹے پڑنے پر نو نیکسن صلحکلیت چونکی اور آنکھیں ملتی اٹھی تو سامنے وہی لال ٹوٹیوں کی صورت نظر پڑی۔ لاجرم انھیں کی ہانک بولنے لگی۔ مگر کیا خاک بولی اپنی حمایت اور سنیت کی مخالفت میں تو یہ صلحکلی و اعظین و مصلحین برابر بازاروں اخباروں میں رسالہ بازی مضمون نگاری تو کرتے ہی رہتے ہیں، پلیٹ فارموں اسٹیجوں پر حضرات علمائے اہلسنت کی توہین و تحقیر میں پیہم لیکچر اور اسٹیجیں دیتے ہی رہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و اسلام و قرآن کی پاک مبارک شانوں میں توہین و تمذیب و تمسخر کے کلمات بکنا صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم اللہ العزیز العلام کو گالیاں دینا ان صلحکلیوں کے نزدیک معمولی فرعی ہلکی آسان باتیں ہیں۔ ان کے رد میں رسالہ بازی حرام ہے اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تمذیب کرنے والے رافضیوں دیوبندیوں نیجر یوں قادیانیوں بابیوں بہائیوں نجدیوں چکرالولیوں، آغا غانیوں، احرار یوں، لیگیوں خاکساریوں جٹا دھاریوں صلحکلیوں کی شان میں بلکہ اُن کے عقائد کفریہ خبیثہ کے رد میں آدھا حرف کہنا صلحکلی دھرم پر مبنی ایمان ہے۔ لہذا ان مرتدین و زنادقہ کی حمایت میں رسالہ بازی لیکچر بازی آرٹیکل بازی پروپیگنڈا بازی اخبار بازی سب کچھ فرض بلکہ عین اسلام ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۲۱۔۔۔۔۔ ایسے موقع پر اس ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنے سے صاف کھل گیا کہ حضرات صلحکلی

اس سوال سے قائل ہو کر ایسے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جیسا وہ عیسائی چاہتے ہیں کہ جسکو سب اچھا سمجھیں اسلئے ضرور ہوا کہ اصول میں سب مذہب ایک قرار دے دیے جائیں اور جو اصول ایسے ہیں کہ ایک فرقہ انکو ماننا ہے اور دوسرا نہیں ماننا وہ اصول ہی فضول اور غیر قطعی الثبوت مانے جائیں خواہ اہلسنت کے ہوں یا کسی بد مذہب فرقے کے وہ اختلافات فرعی جزئی ملکہ معمولی ناقابل توجہ قرار دے جائیں۔ صرف وہ اصل جس سے کسی کو انکار نہ ہوا اصول میں باقی ہے۔ باقی سب ظنی اور خیالی ڈھکوسلے ٹھہرا دیئے جائیں۔ لہذا اٹھہر گئی کہ کلمہ پڑھ لینا اپنے آپکو مسلمان کہلوانا گونہی مردم شماری میں اپنے آپکو مسلمان لکھوانا بس یہی تین ایسے اصول ایمان ہیں جن پر سب فرقوں کا اتفاق ہے۔ باقی عقائد کسی مذہب کے ہوں سب بے اصل اور ایسے بے اصل کہ ان میں رد و کد کی بھی اصلاً ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے۔ جس کا جو دل چاہے سمجھ جو دل چاہے کرے۔ اگر اس پر کوئی سستی بھائی اعتراض کرے کہ یہ مذہب تو ایسا نکلا جسے ہر مذہب والا برا جانے گا اور اس عیسائی کا مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا تو صلح کیوں کی طرف سے اس کا جواب واضح ہے کہ اہی حضرت! آپ کچھ بھی نہ سمجھے یہی تو چاہا جاتا ہے کہ سب اس ڈھنگ کے ہو جاؤ جس سے اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے کا نام بھی رہے اور پھر کسی مذہب کو برا بھی نہ جانو۔ یہی فریمیشن کی کوٹھی تو بنائی جا رہی ہے۔ اس عیسائی کا یہ سوال سب سے پہلے سید عبداللہ الہ آبادی کے نام سے اخبار ”نور افشاں“ پر ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء میں شائع کیا گیا۔ جس کا پیر نیچر سید احمد خاں بانی علیگڑھ کالج نے ”تہذیب الاخلاق“ جلد دوم صفحہ ۳۹۲ پر یہ جواب دیا۔

”یہ مسئلہ اسلام کا نہیں ہے کہ مذہب اسلام میں بہتر فرقے ہیں اور ناجانیان میں سے ایک ہی ہے یہ تو ایک موضوع روایت ہے جسکو اس زمانے کے لوگوں نے جبکہ مسلمانوں میں باہم مسائل فروعی میں اختلاف پڑا اپنی تائید کیلئے بنالی ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا روایت و درایت محققین کے نزدیک ثابت ہے۔ سچا مسئلہ اسلام کا صرف یہ ہے من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنة۔ محمد رسول اللہ اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہے پس اسلام اسی قدر ہے اور اسی کی تعلیم اور اسی پر یقین نجات کیلئے کافی ہے عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاہیج الجنتہ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ رواہ احمد“

پیر نیچر نے اس عبارت ملعونہ میں صاف صاف بکریا کہ بہتر فرقوں میں سے ایک ہی ناجانی اور بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی حدیث معاذ اللہ جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اہل سنت کے سوا جتنے فرقے ہیں بیشک سب گمراہ فاسق بد مذہب ناری ہیں۔ تمام اہل حق صحابہ عظام و ائمہ کرام و علمائے اعلام رضی عنہم اللہ الملک للعلماء سے آج تک اسی عقیدے پر گزرے ہیں اور ہمارے آقا اللہ عزوجل کے چنے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے متعدد مشہور حدیثوں میں صاف فرما دیا کہ۔

تفتقر امتی علی ثلث وسبعین ملة كلهم في النار
یعنی میری امت ہتر فرقتے ہو جائیگی وہ سب دوزخی ہیں سوا
ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ حضرت انس اور امام احمد و طبرانی حضرت امیر معاویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی
اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

كلهم في النار الا واحدة وهي الجماعة۔ یعنی وہ سب فرقتے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔

پھر پیر نیچر نے صاف صاف بکدیا کہ اسلام کا صرف ایک یہی مسئلہ سچا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کہے لے وہ جنتی ہے۔ یعنی صرف اس ایک مسئلہ کے سوا باقی تمام مسائل ضروریہ دینیہ جو دین اسلام
میں ہیں سب جھوٹے ہیں اور صرف اسی کلمہ طیبہ کو پڑھ لینے کا نام اسلام ہے اور جو شخص تمام ضروریات دین
اسلام کا منکر ہو بس زبان سے صرف کلمہ پڑھتا ہو وہ جنتی اور ناجی ہے۔

مسلمانو! پیر نیچر کی بے ایمانی دیکھو۔ حدیث شریف میں تو یہ ارشاد ہوا۔

ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على
یعنی کوئی زندہ ایسا نہیں ہے کہ لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی پر مرے مگر
ذلك الا دخل الجنة۔ یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس کے الفاظ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بھی تصریح نہیں بلکہ یہ بھی اس
میں صراحت مذکور نہیں کہ لا الہ الا اللہ زبان سے پڑھ لینے کے ساتھ ساتھ دل سے اسکی تصدیق کرنا اُس پر
یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ تو پیر نیچر کو اصول نیچریت کی بنا پر لازم تھا کہ صاف صاف کہہ دیتا کہ فقط زبان سے
لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان اور جنتی ہو جاتا ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ
وسلم پر اُسے ایمان لانے کی ضرورت نہ لا الہ الا اللہ پر دل سے اعتقاد رکھنے کی حاجت۔ لیکن پیر نیچر اگر اپنے
نیچری دھرم کا اس طرح کھلم کھلا پرچار کرتا تو اُسے دُر تھا کہ عوام اہل اسلام یکلفت اس سے فرٹ ہو جائینگے
انھیں کے خوف سے کلیجیاں سول اُچھل رہا تھا۔ لہذا اُس نے اس ملعون نیچری دھرم پر پردہ ڈالنے کیلئے اتنا
بڑھا دیا کہ ”محمد رسول اللہ اُس کے ساتھ لازم و ملزوم ہے“ اب کون اس پیر نیچر سے پوچھے کہ کیوں لازم
و ملزوم ہے۔ اس لازمیت و ملزومیت پر کیا دلیل ہے۔ اسی طرح اُس نے مسلمانوں کے دُر سے لفظ یقین کا
بھی اضافہ کر دیا۔ اب کون اس مُردہ کفر سے کہے کہ حدیث میں تو قال ہے تو نے اس کا ترجمہ ”یقین رکھے“ کیسے
گڑھ لیا۔ تیرے دھرم پر تو صرف زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ہونا حدیث کے الفاظ
کا تقاضا ہے اگر چہ دل سے اس کلمہ توحید کو معاذ اللہ ٹھوٹا ہی سمجھے۔ پھر تو نے رسالت محمد رسول اللہ
کو کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کیلئے لازم و ملزوم بنا کر اور زبانی کلمہ گوئی کے بدلے اُس پر یقین رکھنے کو مدعا

نجات و اسلام ٹھہرا کر دائرہ اسلام کو کیوں تنگ کر لیا۔ پیر نیچر تو اپنے مقرر کو پہنچا اُسکی طرف سے اُس کا کوئی چیلہ بھی قیامت تک اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حدیث شریف کا مطلب امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ۔
معناه من قال الكلمة و ادى حقها و فريضتها یعنی کلمہ توحید پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمے کا حق ادا کرے اور کلمہ پڑھنے سے انسان پر جو فرائض عائد ہو جائیں انکو بجالائے

اور تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک حدیث شریف کی یہی مراد تھی و صحیح ہے تو لا الہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب تمام مسائل ضروریہ دینیہ پر ایمان لانا ہوا۔ اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے ساتھ فقط کلمہ رسالت محمد رسول اللہ ہی پر ایمان لانا لازم نہیں بلکہ دین اسلام کے ہر ایک مسئلہ ضروریہ پر ایمان لانا ضروری و لازم ہے۔ اسی لئے اگرچہ حدیث کریمہ میں کہیں قال لا الہ الا اللہ ہے کہیں کے تھان میں محمد رسول اللہ بھی ہے کہیں مستیقنا بھا قلبہ کی قید مذکور ہے کہ اُس کے دل کو اس پر یقین بھی ہو۔ کہیں اس شہادت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عبد اللہ و رسول اللہ و ابن اُمۃ اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ ہونے اور جنت و نار کے حق ہونے کو بھی شامل فرمایا گیا۔ کہیں حُب اللہ و نبض اللہ کو بھی لوازم ایمان میں داخل فرمایا گیا ہے۔ کہیں شہادت توحید و رسالت اقامت صلوٰۃ و ایتائے زکاة و حج و صوم رمضان پر اسلام کی بنا فرمائی گئی ہے۔ کہیں مسلمانوں کی سی نماز پڑھنے مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز میں منھ کرنے مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والے کو مسلمان فرمایا گیا۔ مگر جب حدیث کریمہ کے معنی سمجھ میں آ گئے کہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کو دل سے سچا ماننے کا نام ایمان ہے۔ اور زبان سے اس کا اقرار کرنا جبکہ اس کا موقع پائے شرط ہے تو ایمان والوں کے نزدیک ان احادیث مبارکہ میں باہم کسی قسم کا بھی تعارض و تخالف نہیں سب میں اسی ایمان کا بیان ہے۔ کسی میں اجمال ہے کسی میں تفصیل ہے۔ کسی میں علامات ایمان کا بیان ہے، کسی میں لوازم ایمان کا بیان ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے دین کی کسی ضروری بات پر ایمان نہ رکھنے والا اللہ عزوجل کی معبودیت و وحدانیت پر ہرگز ایمان ہی نہیں رکھتا۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم الکبریت مجدد اعظم مولانا شاہ عکرمہ المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ منہج بنام تاریخی "باب العقائد والکلام" میں پھر فقیر قادری و گدلے کوئے رضوی غفرلہ القوی کی کتاب منہج بنام تاریخی "راز سیرت کمیٹی" (۵۸ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہو۔

اس مسئلے کے متعلق یہاں بھی ایک جملہ مختصرہ لکھنا مناسب فاقول والتوفیق من اللہ العزیز الواہب بالبداۃ ظاہر ہے کہ جس کے بھیجے ہوئے دین میں کوئی جھوٹی بات ہو وہ ہرگز سچا نہیں کہ وہ لوگوں کو

جھوٹی بات باور کرنا چاہتا ہے۔ اور دین اسلام میں جس قدر مسائل ضروریہ ہیں ان سب کا مسائل دین اسلام ہونا قطعی یقینی طور پر ثابت ہے کہ ان سب مسائل کو رب العزۃ جل جلالہ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔ تو جو شخص کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلاتا ہے وہ مقدس دین اسلام ہی کو جھوٹا بتاتا ہے اور دین اسلام کو جھوٹا بتانے والا خود حضرت رب العزۃ جل جلالہ کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اور اللہ عزوجل کو جھوٹا ٹھہرانے والا یقیناً اُس کے معبود حق ہونے کو غلط و باطل مناتا ہے۔ توصاف واضح طور پر روشن ہوا کہ کسی ایک مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلانے والا اللہ عزوجل کو ہرے سے معبود حق ہی نہیں مانتا۔ واللہ الحجة البالغة۔

اسی طرح پیغمبر نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے یہ حدیث شریف پیش کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنیاں اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر اسی مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں بلکہ اسی فصل میں اس حدیث کی شرح ایک اور حدیث موجود تھی۔ اُس کو پیغمبر مضم کر گیا۔ کہ

عن وهب بن منبه قيل له اليس لا اله الا الله مفاتيح الجنة قال بلى ولكن ليس مفتاح الا وله اسنان فان جئت بمفتاح له اسنان فتح لك والا لم يفتح لك رواه البخاري

یعنی و ہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو اجلۃ تابعین سے اور حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی کنجی ایسی نہیں جس کے ذمہ نہ ہوں تو تیرے لئے دروازہ کھل جائیگا اور اگر ایسی کنجی لائی گئی جس کے ذمہ نہ ہو تو تیرے لئے دروازہ نہ کھلیگا اس حدیث شریف نے بتا دیا کہ لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی ضرور ہے مگر جس طرح کنجی کیلئے ذمہ ضروری ہیں اسی طرح لا الہ الا اللہ کی شہادت کیلئے تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق شرعاً لازم ہے۔ بہر حال احادیث کثیرہ کے مطلقاً منکر پیغمبر نے محض مکاری و فریب کاری کی بنا پر دو حدیثوں کے ظاہری اجمال کو اپنے مدعائے باطل کی مطابقت دکھا کر اس سے استدلال کر کے جن حدیثوں میں اس اجمال کی روشن تفصیل فرمائی گئی ہے اُن سے دم چر کر جان بچا کر صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ٹھہرا دیا اور تمام عقائد ضروریہ دینیہ کو یکسر اڑا دیا۔

پھر پیغمبر سے سیکھ کر ندوہ مخدولہ کے لائق و فائق واعظ ابراہیم اردوی غیر مقلد نے اپنے ناپاک رسالہ ”اتفاق“ میں یہی سوال سراسر مکر و ضلال پیش کیا اور اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ۔

”سبحن اللہ ایک اسلام صحابہ و سلف صالحین کا اسلام تھا کہ ان میں نہ اختلافات تھے اور نہ وہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا نہ اس کے جواب میں دقت تھی۔“

مگر یہ ندوے کا فریبِ مرتج و مکر قبیح ہے۔ پھر یہ لوں ندویوں صلح کیوں کی اور نہ ہی سمجھ کے مطابق یہ سوال سرایا اہمال وہاں بھی ضرور پیدا ہو سکتا تھا۔ کیا حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہدِ مبارک میں خوارج نہ تھے، کیا اُن کے عہدِ مبارک میں شیعہ مخلصین یعنی اکابر اہلسنت نہ تھے، کیا روافض تفضیلیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافض تبرائیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافض غالیہ نہ تھے؟ — ضرور تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک نظر نہ دیکھا۔ اُن سب کلمہ گویانِ اسلام سے برادرانہ یا راندہ دوستانہ ہرگز نہ منایا۔ شیعہ مخلصین (یعنی مقتدیانِ اہلسنت و جماعت) کی مدح فرمائی اُن کو اہل حق ناجی فرمایا۔ باقی سب فرقوں کو گمراہ بتایا۔ کسی کو آگ میں جلایا، کسی کو تلوار سے جہنم پہنچایا، کسی کو تعزیر کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ حال تو زمانہ خلافتِ راشدہ کا بالاجمال بیان کیا گیا۔ اور بعد اس کے بقیہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانے میں قدریہ و مرجیہ و معتزلہ و غیرہم بھی پیدا ہو چکے تھے۔ یہ سرایا اہمال سوال جو باعثِ اضلالِ جہال ہے زیادہ تر پیدا ہو سکتا تھا کہ بہت اختلافات شائع ہو چکے تھے۔ ہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور اُن کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب جواب آسان تھا۔ اور اب بھی اگر اُن کی پیروی کی جائے تو اُن کے اتباع میں وہی جواب باصواب کافی و دافی و شافی ہے۔ ہاں جسکو خدا تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کون ہادی ہے۔ — پھر ندویوں سے سیکھ کر اب صلح کی و اعظین یہی مہل سوال سرایا اضلالِ عوام اہل اسلام کو سنا سنا کر اس کا وہی کفری جواب بتاتے ہیں جو آج لیگی لیڈران اُمتِ لیگ کو سناتے ہیں۔ چنانچہ بمبئی کے لیگی ہفتہ وار اخبار ”نوجوان“ کے شمارہ نمبر ۵ جلد ۲ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۵ پر اُس کے ایڈیٹر محمد امین آزاد جو لیگ کے ایک پرجوش اور آزاد لیڈر ہیں۔ بحال آزادی و بے قیدی فرماتے ہیں۔

ہندوستان کے موجودہ ماحول کا اقتضایہ ہے کہ ہم صرف مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ ایک خدا ایک قرآن ایک نبی کے ماننے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ فروعاً سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہماری جدوجہد اور سرگرمیوں کو صرف ان باتوں کے معاملے میں ڈال دیں جو ہم بحیثیتِ شیعہ سنی لہائی و بابائی نہیں بلکہ بحیثیتِ مسلمان قوم تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مسلم لیگ اور اس کے فوائد پر بحث کرتے ہوئے عوام الناس کو لیگ کی شمولیت کے لئے تیار کریں۔

اس عبارت میں لیگ کے آزاد لیڈر نے لیگیوں کے دلوں کے اندر کی کھول کر رکھ دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ وہابی رافضی وغیرہ جتنے فرقے مسلمان کہلاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور یہ کہ اس وقت مولویوں کو یہی چاہیے کہ بس لیگ کا پر و پیگندہ کریں اور جن مسائل میں وہابی نجدی دیوبندی رافضی قادیانی چکڑ الوی پیری خاکساری احراری جٹا دھاری آغا خانی بابی اور بہائی لیگی اور صلح کی وغیرہ کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کو اختلاف ہے اُن کو بیان کریں

اس وقت ان مسائل کو تسلیم کرنے کی اُن پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہندوستان میں ہم اس وقت جس ماحول سے گزر رہے ہیں اُس کی وجہ سے ہم اس قسم کے کسی مسئلے پر ایمان لانے کیلئے ہرگز تیار بھی نہیں۔ سنی مسلمانوں کا ان مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے وہ سب نہایت ہلکے معمولی فرعیات ہیں۔ اس وقت اُن تمام مسائل کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مسلمانوں کو کسراُن کا انکار کر دینا چاہیے۔ ہر سنی مسلمان بنگاہ انصاف و ایمان دیکھ رہا ہے کہ گانگریس اگر کھلم کھلا مسلمانوں کو معاذ اللہ مٹانا چاہتی ہے تو نام نہاد مسلم لیگ اپنی ان تصریحات کی بنا پر ہمدردی اسلام و خیر خواہی مسلمانوں کے پردے میں اسلام ایمان و مذہب کو فنا کرنا، مسلمانوں کو صرف نام کا مسلمان اور حقیقتہً ملحد و بے دین بنانا چاہتی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ۔

الابا لله العلی العظیم۔

مگر افسوس کہ اُس عیسائی کے اس سوال سراپا ہمال کا تحقیقی جواب تھا کہ جب اُس عیسائی پر دین اسلام کی حقانیت آشکارا ہو چکی ہے تو پھر اُسکو لازم ہے کہ وہ عقائد میں سنی اور اعمال میں مذاہب حقہ اربعہ اہلسنت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں سے کسی ایک مذہب کا مقلد ہو جائے۔ اس کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور روافض و پیغمبر و غیر مقلدین وغیرہم بد مذہبوں بے دینوں کو بُرا کہنے کی پرواہ نہ کرے کہ مذہب اہلسنت کی حقیقت اور اس کے مخالف کا بطلان قرآن عظیم سے ثابت۔ اور پھر یہ مطلب تحقیقاً اس کے ذہن نشین کر دیا جاتا۔ یہ سچا جواب منظر صواب کا شرف حجاب نہ تو پیر نیچر نے دیا نہ ندوے کے آرومی صاحب نے، نہ کسی صلحکلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ اسی طرح اس کا ایک الزامی جواب بھی تھا کہ اے عیسائی! جب تو دین حق اور مذہب حق بھی قبول کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اہل باطل بھی تجھے بُرا نہ کہیں اور باوجود اس کے کہ دین اسلام کی حقیقت تجھ پر منکشف ہو چکی ہے پھر بھی محض اختلاف باطل کی وجہ سے اگرچہ وہ بے دلیل محض ہے قبول اسلام میں تجھ کو تامل ہوتا ہے۔ تو ملت عیسائیت پر بھی جب کہ اس کا بطلان بھی تجھ پر واضح ہو چکا ہے کیوں کر قائم رہنا چاہتا ہے اس میں بھی تو مذاہب مختلفہ ہیں۔ تو اپنی اس گڑھی ہوئی اصل باطل کی رو سے تو عیسائی بھی نہیں رہ سکتا۔ ہاں اگر تو لا مذہب نیچری دہری ہو جائے تو تجھ کو اختیار ہے اور اہل عقل کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں نہ بحث کی ضرورت مگر پھر بھی جس قدر اہل مذاہب ہیں تیرے لا مذہب ہو جانے پر بھی سب کے سب تجھ کو بُرا ہی سمجھیں گے۔ تو لا مذہب بے دین ہو جانے کی صورت میں بھی تجھ کو تیری اس تراشیدہ مُصنبت سے نجات نہیں پھر مگر یہ الزامی جواب سُکت اہل ارباب بھی نہ تو پیر نیچر نے دیا نہ ندوے کے لائق فائق واعظ آرومی صاحب نے نہ صلحکلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ کیونکہ ان جوابوں سے ان کی مراد سراپا فساد حاصل نہ ہوتی تھی۔ مسلمان ہونے کیلئے تمام ضروریات دین پر ایمان لانے کی شرط ازل نہ ہوتی تھی۔ لہذا ان سے نظر بچا کر نگاہ چُر کردہ کُفری جواب گڑھا کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے

اپنے آپ کو مسلمان کہنے ہی کا نام اسلام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نیچر لو، ندو لو، لیگیو، صلح کیو! تم تو تبلیغ اسلام کا جھوٹا بہانہ پیش کرتے ہو۔ حضرت امام ربانی محب د
الف ثانی قدس سرہ النورانی کا نصب العین تو حقیقی و واقعی طور پر تبلیغ اسلام ہی تھا۔ پھر بھی سارے کلمہ گو
بد مذہبوں سے اتحاد ہرگز نہ منایا، اُن کو حتیٰ پر نہیں بتایا، ان پر رد و طرد سے سکوت نہ فرمایا۔ بلکہ اپنے مکتوبات
جلد اول کے مکتوب نمبر ۶۹ صفحہ ۸۶ پر صاف صاف یہ سنیت افروز بد مذہبی سوز ارشاد فرمایا۔

طریق النجاة متابعہ اهل السنة والجماعة کثرهم
الله سبحانه فی الاقوال والافعال وفي الاصول وفي
الفروع فانهم الفرقة الناجية وما سواهم من
الفرق فہم فی معرض الزوال ومشرق الهلاك
علمہ الیوم احدا ولم یعلم ا ما فی الغد فیعلمہ
کل احد ولا ینفع اللہم نہ ہنا قبل ان ینبہا الموت
اس پر یقین کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔ اے اللہ تو ہم کو ہوشیار و خبردار کر دے اس سے پہلے کہ موت ہم کو خبردار و ہوشیار کرے۔ آمین۔

۲۲ ——— صلح کی و اخلاقی! تم باندی، شاعری، نامزدگاری، ناول نویسی اور شے ہے، اسلام و اہل اسلام
سے متعلق کوئی سچی رائے قائم کرنا دوسری چیز ہے "ہر کسے را بہر کارے ساختند"۔ "لکل فن رجال" جب اس باغ
کی آپ کو ہوا ہی نہ لگی آپ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اُس کی دلکش بہار کا کیا عالم ہے۔ پھر اس مفت کی کائیں کائیں سے
کیا حاصل! صلح کیو! جب بات چھڑی ہے تو اصل داستان بھی سن لو۔

مدعیان اسلام کی نا اتفاقی مسلمان کہلانے والوں کی اسلام کو ضرر رسانی تو کوئی غیر متوقع خیال ٹھہرا ہی نہیں سکتا
حضور خیر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی خبر تھی۔ بھلا کیوں کر معاذ اللہ جھوٹ ہو سکتی تھی۔ جو فرمایا وہی ہوا اور
ہوتا ہے اور ہوگا۔ جس کا واقع نہ ہونا محالات شرعیہ میں سے ہے۔ ہاں حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم
کا ارشاد واجب الانقیاد ہے۔

اذا ظهرت البدع (اوقال الفتن) وسب اصحابی
فلیظہر العالم علمہ ومن لم یظہر علمہ فعلیہ
لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل
الله منه صرفا ولا عدلا
یعنی جب بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور فتنے پھیلیں اور میرے صحابہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے
اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت
اللہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفی۔

اور فرمان واجب الاذعان ہے کہ۔

السالك عن الحق شيطان اخرس یعنی حق گوئی سے بلاوجہ شرعی خاموش رہنے والا لوگ شيطان ہے۔

اس بنا پر ائمہ دین اولی الامر نے بزورِ سیف و سنان اور دوسرے علمائے اسلام نے بذریعہ لسانی بیانِ احقاقِ حق و الباطلِ باطل میں ہمیشہ بلیغ کوشش فرمائی۔ ان حضرات میں بہت سے ایسے تھے کہ فتحیابی و غلبہ ان کو نصیب ہوا۔ اور بہت ان میں شہادت فی سبیل اللہ سے کامیاب ہوئے۔ یہ ہمارا محض دعویٰ ہی نہیں جسکی دلیل ہمارے پاس نہ ہو۔ دیکھئے کہ حضرت افضل العارفین والواصلین امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک فرقہ جو اپنے آپکو مسلمان کہتا تھا۔ کلمے کا قائل تھا، صرف انکارِ بقائے فرضیتِ زکاۃ کی بنیاد پر۔ اور دوسرا فرقہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر بھی ایمان رکھنے کا مدعی تھا، صرف انکارِ ختمِ نبوت کی بنا پر مرتد و کافر ٹھہرا کر قتل کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتم الخلفاء امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ زائدہ خلافت میں خوارج پیدا ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کاشمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی و ارشادِ مبارک کے مطابق ان کو گمراہ و بد مذہب جان کر قتل فرمایا۔ ان کے نمازی اور کلمہ گو ہونے پر ان کو شتر بے مہار بنا کر نہ چھوڑ دیا، بلکہ لوہے کی جالیوں میں بند کر کے حضورِ نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے مطابق انھیں اشرارِ نابکار کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ تو یہ امر ہرگز قوتِ اسلامیہ کے زوال کا سبب اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث نہ ہوا۔ البتہ جس بُری گھڑی سے حکامِ مسلمین اہلِ علم نے گمراہ فرقوں کے مکائد و مفاصد دفع کرنے میں وہن و سستی اور ان کی مجالستِ مخالفت ان پر اعتماد سے اجتناب کرنے میں کوتاہی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سہل انکاری اختیار کی، اہلِ اسلام کو تباہی و بربادی نے گھیر لیا مگر پھر بھی یہ بات غنیمت تھی کہ علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ السعیم تمام گمراہ و بد مذہب فرقوں کی گمراہی کا اعلان اور ان کے مفاصد و مکائد کے دفع کرنے میں حتی الامکان کوشش کے چلے جاتے تھے۔ اب پیچروں، ندیوں، لیگیوں، صلیحکلیوں کے سر میں یہ خیال سمایا کہ احقاقِ حق و الباطلِ باطل اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۲۔۔۔۔۔ صلیحکلی و اعظو! خوب یقین کر لو کہ اسلامی دنیا پر نیچریت، ندویت، لیگیت و صلیحکلیت کی یہ نحوست ہرگز اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ البتہ نیچری اسلام والے ضرور اس کو اپنے حق میں بابرکت سمجھ کر نیچری دنیا میں پھیلائیں گے۔ نہایت خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم اسکی مہمانی کریں گے۔ صلیحکلیو! ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ساری دنیا سے کل باطل بد مذہبوں کا نام و نشان مٹا سکتے ہیں یا ساری دنیا کو اپنا ہنجیال سنی مقلد سلف بنالیں گے۔ یا خاص نیچریوں، ندیوں، صلیحکلیوں کی کائنات کو دنیا سے ناپید کر دینا ہمارے بس کی

بات ہے۔ یہ خیال تو کسی وقت میں کسی نے بھی نہیں کیا۔ آیاتِ بینہ و معجزاتِ جلیہ دیکھنے پر بھی کل کفارِ مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوشش کا یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوا کہ روافض و خوارج کا وجود دنیا کے پردے پر نہ رہا ہوتا۔ کس قدر تہدید نہ کی گئی، کونسی ذلت نہ دی گئی، کس کس طرح نہ سمجھایا، ڈرایا، دھمکایا، تعزیر دی، جلایا، قتل فرمایا۔ مگر روافض و خوارج آج تک موجود ہیں۔

بات یہی ہے کہ ہمارا کام احکامِ شرعیہ کی تفصیل ہے۔ اس کے احکام تکوینیہ کی مخفی حکمتوں میں چون و چرا کرنے کے ہم مجاز نہیں۔ یہ حضرات صرف اس پر محکوم تھے کہ امر حق کا اظہار اور باطل کا رد و انکار کئے جائیں۔ قدرت و استطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ بیٹھنے، چُپ ہو جانے کی اجازت نہیں۔ اور مرنے کو تو کون نہیں مرا اور کون نہ مرے گا۔ یہ دن تو سب کیلئے مقرر ہے۔ جی و قیوم جل جلالہ ہم کو بھی اپنے حبیب جی و قیوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سچی غلامی پر خاتمہ عطا فرمائے۔ اور اسی پر ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔ مگر مذہبِ اہلسنت کے مددگار اور اسکی تائید فرمانے والے جب تک اسکا وعدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت میں احیائے دین متین بجز اللہ الملک الحق المسبب کرتے ہی رہیں گے۔

لے خود لکھو میں خارجیت کی تبلیغ کا ٹھیکیدار، ناصبیت کا منادی، وہابیت کا مبلغ دیوبندیت کا پرچارک ناپاک اخبار "النجم" کا ایڈیٹر مرتد عبدالشکور کا کوری موجود ہے۔ جو روافض کے پرے میں حضراتِ اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرے اور گالیاں سناتا ہے۔ سنیت کی آڑ میں وہابیت و دیوبندیت پھیلاتا ہے۔ "مدح صحابہ" کے خوش فاطمے میں تو ہین اہلبیت کا زہر ملاتا ہے۔ "محبت صحابہ" کے خوش ذائقہ شربت میں دشمنی اہلبیت کا ستم قابلِ مذاکر اپنے دامِ افتادہ جاہلوں بے وقوفوں کو پلاتا ہے۔ مدح رسول کریم علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ و السلام یعنی مجلسِ میلادِ اقدس کو تو حرام و بدعتِ سنئہ و ضلالت بتاتا ہے۔ مدعی و تمیین و اہتمام و التزام و زینت و غیرہ امور جائزہ و مبارک و حرام ٹھہراتا ہے اور اسی ناپاک حیلے سے محفلِ میلادِ شریف کو بھی حرام کراتا ہے۔ لیکن اپنے پیٹ کی خاطر اور وہابیت و خارجیت پھیلانے کیلئے نام نہاد "جلوس مدح صحابہ" کے ضروری و واجب ہونے پر زور لگواتا ہے۔ حالانکہ مدعی و تمیین، اہتمام و التزام و زینت یقیناً اس میں بھی موجود ہیں۔ تو خود اپنے ہی فتویٰ کی بنا پر لکھنؤ کے لوگوں سے برابر ہر سال کھلم کھلا یہ سب حرام کام کرواتا ہے، عوام کو اشتعال دلا کر جذبات کو بھڑکا کر پولیس سے لڑواتا ہے۔ اور خود بھس میں چنگاری ڈال کر الگ کھڑا تماشہ دیکھتا نظر آتا ہے۔ اُسی کے اشتعال دلانے پر جمع تو پولیس پر اینٹیں برساتا ہے اور پھر پولیس کی گولیاں کھاتا ہے اور خود مرتد کا کوری کبھی چکنڈی میں کبھی پائے نالے ہی میں اپنے آپ کو چھپاتا ہے کبھی کلکتے یا شملے یا کوری کو بھاگ جاتا ہے اور اس طرح اپنی جان بچاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے دشمنانِ اسلام و مسلمین سے بچو۔ مرتد کا کوری کی تبلیغ خارجیت کے ناپاک کفری ملعون نتیجے انجمن تبلیغ صداقت ممبئی کے شائع کردہ رسالہ "دیوبند و دہلیہ کی خارجیت" (۶۰-۱۳) میں اور اسکی غیر تقلیدیت کے کرشمے حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مہدی صاحب ساکن کالپی شریف دامت برکاتہم کے رسالہ مبارک "مستغنی بنام تاریخی" (جلد دوم رجم برائید سر طہ النجم" (۳۷-۱۳) میں ملاحظہ ہوں۔ ۱۲

۲۴۔ اتحاد سے اگر مقصود ہے کہ اگر حقیقتہً دل سے سب حق و باطل فرقوں کے ساتھ محبت فرض ہے اور بغض حرام و موجب خلل اسلام ہے جیسا کہ نیچر لوں اور عام ندولیوں اور صلحکلیوں کا مذہب ہے تو یہ محض عناد و شقاق ہے۔ اور ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نولہ ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا کا مصداق ہے۔ اور اگر وہ مقصود ہے جو لیکلیوں صلحکلیوں کے بعض طرفدار تاویلًا مراد لیتے ہیں یعنی رافضیوں، نیچر لوں، غیر مقلدوں دیوبندیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کے ساتھ بظاہر تو اظہار محبت کرنا زبان سے اُن کو گمراہ بے دین نہ کہنا اُن پر رد و انکار نہ کرنا، اُن سے ملے جلے رہنا، شیر و شکر رہنا، مگر دل میں ان کو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن اور گمراہ جان کر بغض رکھنا تو ایسا اتحاد و اتفاق ہرگز دینی برکتیں تو درکنار دنیوی برکتوں کا بھی مفید و منتج نہیں ہو سکتا کہ اہل سنت کے نزدیک ایسا اتحاد و اتفاق داخل شقاق و نفاق ہے۔

۲۵۔ صلحکلی و اعطوا یہی تو نیچر لوں کی تقلید میں آپ حضرات کا غمناک ہمت و مبلغ علم ہے دنیا کی ٹیم ٹام ظاہری دھوم دھام پر مٹے پھرتے ہو۔ اسی کو مسلمانوں کی ترقی، اسلام کی برکت، اسلام کی بہبود جانتے ہو۔ اسی میں کافروں کی پیشی و پیشی دیکھ کر ہائے تنزل وائے تنزل کے مرثیے گاتے ہو۔ اسی میں اُن سے بڑھنا چڑھنا اور نہ بن پڑے تو برابر ہی پڑنا چاہتے ہو۔ قالو یوسى اجعل لنا الہا کما الہم الہة۔ مگر حاشا یہ اسلام کی خوبی نہ مسلمانوں کی ترقی۔ مسلمان ان باتوں میں ہمیشہ کفار سے کم رہے ہیں اور کم رہیں گے۔ مسلمانوں کا خدا عزوجل صاف فرما چکا ولا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجنا منہم زہرة الحیوة الدنیا لفتنہم فیہ و رزق ربک خیر و ابقى ○ یعنی ہرگز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس چیز کو جو ہم نے کافروں کے گرد ہوں کو برتنے کیلئے دی دنیا میں جینے تک کی روتی انھیں فتنے میں ڈالنے کو۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کفار اور دنیا دونوں عدو اللہ ہیں۔ کفار اور دنیا دونوں ملعون ہیں۔ عدو عدو کو اور ملعون ملعون ہی کو لائق ہے۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات۔ اس تھوڑے سے تمتع دنیوی پر جو کافروں کو ملا آپ حضرات کا یہ حال ہے کہ اگر مناسبت عدوت و لعنت اپنا پورا اعلیٰ کرتی تو سب میں پہلے اسلام کو سلام کرنے والے ایسے ہی دنیوی زرق برق پسند کرنے والے حضرات ہوتے۔ رب جل و علا خود فرماتا ہے۔

ولو لا ان یکون الناس امة واحدة لاجعلنا لمن یکفر بالرحمن لیبوتہم سقفا من فضة و معارج علیہا یظہرون ○ و لیبوتہم ابوابا و سررا علیہا یتکعون ○ و زخرفا وان کل ذالک

یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک دین باطل پر ہو جائینگے تو ہم بنادیتے انھیں جو خدا کے منکر ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگائیں اور انھیں

لما متاع الحیوة الدنیا والآخرۃ عند ربک بہت کچھ آرائش دیتے۔ اور یہ سب کچھ کیا ہے یہی دنیا کے حقیقۃً
○ للمعتقین

جو پرہیزگاری کریں۔
ایمان سے کہنا اگر رب العزۃ عز جلالہ الیسا ہی کرتا کہ دنیا میں ہر کافر کے مکان سونے چاندی کے ہوتے
چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں سونے کے دروازے سونے کے تخت ہزار گونہ آرائش و تحمل سے ہر ہفت۔
تو اس وقت حضرات نچریہ و ندویہ و لیکہ اور آپ حضرات واعظین صلح علیہ اگر بالفرض مسلمان رہتے بھی تو کیا
کچھ ہائے ذلت وائے پستی آہ تنزل و اہ بدبختی کہہ کہہ کر چلا تے اور کس کس قدر اسلام و مسلمین کی تذلیل و تحقیر
کے مسدس و قصائد اور ترانے اور شکوے گاتے۔ اللہ اللہ اسلام کی قوت مسلمین کی شوکت جس امر میں
تھی یعنی دین پر ثبات، حق پر استقامت گمراہوں پر سختی، بد مذہبوں سے نفرت، معروف کی تاکید، منکر
پر شدت وہ سب تو یوں گنوا بیٹھے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ سب سے میل جول الفت و محبت اتفاق و اتحاد
کرنا فرض ہے۔ کسی کے عقائد کفر و ضلال پر رد کرنا اسلام کی بدخواہی قوم کے ساتھ غداری و وطن کی بربادی
ہے، مناظرہ حرام و خود کشی ہے۔ مسائل نزاعیہ کا جواب سکوت و خاموشی ہے اور جس امر کو ترقی اسلام و رفعت
مسلمین سے نام کو علاقہ نہیں بلکہ اس میں بڑا حصہ کفار ہی کا ہے۔ اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے اور
اُس میں برابری پر مریئے۔ حضرات! اسی کو تو دنیا کو شادی و دین فراموشی بلکہ دنیا خردی و دین فروشی کہتے ہیں۔

من آنچه شرط بلاغ ست بالو میگویم تو خواہ از سختم پند گیر و خواہ سلال
امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور تاجدار رسالت علیہ علی
آلہ افضل الصلاۃ والتحبۃ کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں اس کے نشان بدن اقدس پر بن گئے ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم، امیر المؤمنین کو بے اختیار رونا آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ کا فرمان
مجوس و نصاریٰ اس ناز و نعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف و محنت میں۔ فرمایا اے عمر کیا تو
راضی نہیں کہ ان کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔ خود امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ باوصف ان فتوحات عظیمہ کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں کے پادریوں
نے حضور کو دیکھنے کیلئے بلایا تھا، دشمنوں کے سامنے اس حالت میں جلوہ فرما ہوئے کہ اونٹ پر غلام
سوار اور اپنے ہاتھ میں مہار، بدن مبارک میں چمڑے کا کرتا جس میں سترہ پیوند۔ اللہ اللہ اگر آج کل
کے یہ تیزل اور پستی کے مرثیے گانے والے لوگ ان حضرات صحابہ کرام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ وسلم کو دیکھتے تو کیا کیسا ہنستے احمق سمجھتے۔ اور دل میں تو آب بھی کہتے ہونگے کہ وہ رگستانی

جفاکش ناز و نعمت کے مزے کیا جانیں۔ یہ لطف عجیب و نظم و ترتیب و آراستگی و تہذیب تو کچھ دانا یا این یورپ ہی کو نصیب۔ ع خضر کیا جانیں غریب لگے زمانے والے۔

سچ فرمایا علمائے باطن نے کہ اگر تم صحابہ کو دیکھتے تو انہیں مجنون کہتے اور وہ تمہیں دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ۔

ایسے ہی دین فروش و دنیا خرمالوں کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب نمبر ۳۲ میں صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں۔

یعنی جو علماء دنیوی عزت اور سرداری کی محبت اور مال اور سر بلندی کی خواہش میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں (وہ علماء دین نہیں بلکہ) علمائے دنیا ہیں۔ وہی بُرے ملائے اور تمام انسانوں میں سب سے بدتر اور دین کے چور ہیں حالانکہ وہ اپنے آپکو دین کا پیشوا اور تمام مخلوقات میں سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا۔ سُنتے ہو؟ بیشک وہی جھوٹے ہیں اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گردہ ہیں۔ سُنتا ہے؟ بیشک شیطان ہی کا گردہ ہار میں ہے۔ میرے ایک دوست نے شیطان ملعون کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کی طرف سے بے فکر ہو گیا ہے میرے اس دوست نے اس کا راز پوچھا۔ ملعون بولا کہ اس وقت کے بُرے ملائوں نے اس کام میں میری بہت بڑی مدد کی ہے اور مجھ کو اس کام سے اُنھوں نے فارغ کر دیا ہے اور حتیٰ بھی یہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت کی باتوں کے اندر

علمائے کرباں بلا مُبتلا اند و محبت این دنیا گر قرار از علمائے دنیا اند۔ ایشانند علمائے سود شرار مردم و نصوص دین و حال آن کہ ایشان خود را مقتدائے دین میدانند و بہت کمالی خلالتی انکارند و محسبون انہم علی شئی الا انہم الکذبون ○ استحوذ علیہم الشیطان فانسلھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخسرون ○ عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشسته است و از تفصیل و اغوا خاطر جمع ساخته آن عزیز ہمز آں را پُر سید لعین گفت کہ علمائے سور ایں وقت دریں کار با من بد عظیم کردند و مرا ازین ہم فارغ ساختند و الحق دریں زبان ہر سُستی و بد آئینی کہ در امور شرعیہ واقع شدہ و ہر فتویٰ کہ در ترویج مِلّت دین ظاہر گشتہ است ہمہ از سُتوئی علمائے سودست و فساد نیت ایشان۔

جو کچھ کمزوریاں خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور سُتیت و اسلام کی اشاعت میں جو کچھ فتور پڑ گئے ہیں سب انھیں بُرے ملاؤں دین فروش و دنیا خرمالوں ہی کی نخوت اور انھیں کی خرابی نیت کے سبب ہے۔

قالت الصلحکۃ

چوں کہ در حقیقت تبلیغ و وعظ و نصیحت انبیاء کرام کا منصب تھا اور ان کی وراثت میں علماء اہل بیت محمدیہ

کو حاصل ہوا ہے اس واسطے ہم کو دیکھنا چاہیے کہ انبیاء کرام کا کیا طریقہ تھا۔

اقول: کیا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ دشمنانِ خدا کی محبت کو عین ایمان بتاتے تھے کیا ان سے دوستی و وداد و اتفاق و اتحاد مناتے تھے، کیا ان کے کفریات و شرکيات کے رد و ابطال سے سکوت فرماتے تھے وغیر ذلک، نہیں ہرگز نہیں۔ جن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذہبا الیٰ فرعون انہ طغیٰ ○ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى ○ کی تعمیل فرمائی (کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اُس نے سراٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔ ترجمہ رضویہ) انھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی فرعون سے انی لا ظنک یفرعون مثبورا ○ بھی فرمایا (یعنی میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ ترجمہ رضویہ) ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت جس طرح لو کنت فضا غلیظ القلب لا نفصوا من حولک ○ ارشاد ہوا کہ ”اے محبوب اگر تم تند خو سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔“ (ترجمہ رضویہ) اسی طرح ہمارے مالک و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم بھی بلایا آیتھا النبی جاہد الکفار والمنفقیں واغلظ علیہم یعنی ”اے غیب کی خبریں دینے والے جہاد فرماؤ کافروں اور منافقین پر اور اُن پر سختی کرو“ (ترجمہ رضویہ) جن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بطریق حسن جواب فرمایا انھیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُف لکم ولما تعبدون من دون اللہ بھی ارشاد فرمایا یعنی نف تم پر اور اُن بتوں پر جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہو (ترجمہ رضویہ) اور اگر زیادہ توضیح منطلو ہو تو حضرت شیخ محمد دہلوی علیہ الرحمۃ و آلہ و سلم نے اپنے مکتوبات شریف جلد اول صفحہ ۳۲۶ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یعنی رحمن جل جلالہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ یہ بزرگی پائی اور شجرہ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک تمہارے لئے ابھی پیروی تھی ابراہیم و اُن کے ساتھ والوں میں جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی و عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کیلئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ اور اس

حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایں ہمہ بزرگی کی یافت و شجرہ انبیاء گشت بواسطہ تبری از دشمنان او تعالیٰ بودہ قال اللہ تعالیٰ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا القوم ہما انبؤاؤ منکم وھما تعبدون من دون اللہ کفرا بکم ویدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابد ا حتی توھنوا باللہ وحدۃ وایچ عملے در نظر ایں فقیر از برائے حصول رضا حق جل و علا برا بر ایں تبری نیست۔

فقیر (یعنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ المنیر) کی نظر میں اللہ عز و جل کی رضا حاصل کرنے کیلئے خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری و عداوت و دشمنی رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

قالت الصلحکلیۃ : ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ سب کلمہ گو یا نہ اسلام ایک جگہ جمع ہو کر اسلامی شوکت ظاہر کریں جس سے غیر قوموں پر اثر پڑے۔

اقول :- آپ تو اسلامی شوکت لئے پھرتے ہیں۔ یہاں تخمیناً چھ کروڑ غریب عوام اہلسنت کے مذہبی حقوق غصب ہوئے جاتے ہیں۔ جب بد مذہبی ہلکی چیز ثابت ہو گئی اوپر سے بد مذہبوں بد دینوں لامذہبوں بے دینوں کے ساتھ رات دن کا اختلاط میل جول محبت الفت ہونے پر مذہب کی جتنی نہ ہو گی تو اور کیا مقصود ہے۔ سب مذہبوں کی کچھڑی نہ پکے گی تو اور کیا ہو گا۔ ذرا سی موہوم دنیوی شوکت پر سب بد مذہبوں بد دینوں گمراہوں کو برحق اور راہ راست پر کہہ دینا ان کے رد و طرد سے ہاتھ اٹھالینا انکو اپنا دینی بھائی بنالینا وغیرہ وغیرہ یہ سب ضلکلیوں ہی کا کام ہے۔ خدا ہدایت دے آمین۔

قالت الصلحکلیۃ :- ہم اپنی باہمی منازعتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کی نظروں میں ذلیل ہو گئے ہیں۔

اقول :- جس طرح منظم لیگ و خاکسار و کانگریس و احرار اور سیرت کمیٹی وغیرہ بد مذہبوں کی کمیٹی پارٹیاں کہہ رہی ہیں اس طرح مذہبی منازعات اٹھا کر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی نگاہوں میں مبغوض و مفضوب و مردود و مطرود ہو جاؤ گے، قیامت کی سختیاں جھیلنی پڑیں گی۔ اگر بفرض محال دُنیا میں چند روزہ عیش بھی کیا تو کیا۔ بد مذہبوں کے ساتھ قسرت ہو گا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ کا جلوہ ظہور فرمائے گا۔ لعنت اُس دنیا پر جو دین بچ کر پڑے۔ لا بَارکَ اللہ فی الدنیا بلا دین

مبادا دل آل فرمایہ شاد کداز بہر دنیا دہ دیں بباد

قالت الصلحکلیۃ :- جب تک مسلمان کہلانے والوں میں یہ باتمی جھگڑے اور خصومتیں ہیں کبھی گورنمنٹ ہماری طرف توجہ نہیں کر سکتی وہ توجہ جو ہمارے درد کی دوا ہو نہیں سکتی۔

اقول : اگر ہم خود بلعون اللہ تعالیٰ و بلعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنی دنیوی حالت سنبھالنا چاہیں اور شریعتِ غرا کے احکام پر قائم ہو جائیں اور ہر امر میں اپنے آقا و مولے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اتباع پیش نظر رکھیں تو کسی بات کی حاجت نہ رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ —

دواؤک فیک ولا تشعر : دواؤک منک ولا تبصر

یعنی تیرا علاج خود تیرے ہی اندر ہے لیکن تو سمجھتا نہیں اور تیری بیماری خود تیری ہی وجہ سے ہے لیکن تو دیکھتا نہیں — اگر اپنی قدر ہم آپ سمجھیں تو پھر کسی کی خوشامد کی ہم کو حاجت نہیں۔

قالت الصلح کلیہ: خوب سمجھ لو کہ ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جب یہ ڈوبے گی نہ غیر مقلد بچے گا نہ مقلد، نہ وہابی نہ بدعتی، نہ شیعہ نہ سُنی، نہ نچری نہ قادیانی، ایک بھی نہ بچے گا۔

اقول: اے صلح کلی ملاؤ! آپ حضرات کس کو سمجھاتے ہیں اور کیا سمجھاتے ہیں۔ ہم اہلسنت کو ہمارا مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سارے تیرہ سو برس پہلے ہی سب کچھ سمجھا چکا۔ آپ صاحبو کے سمجھانے کا محتاج نہیں رکھا ہے۔ ہم کو بخوبی سمجھا دیا گیا اور ہم یقینی طور پر سمجھ گئے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کبھی بھول کر بھی اس لٹنی پھوٹی ناؤ میں سوار ہونے کیلئے قدم دھرتے ہیں۔ ہمارے جل رسیدہ تیج کلیاں رافضیہ و نچریہ و وہابیہ و قادیانیہ و غیر ہم مرتدین سوار ہیں۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہی ہیں جنکا سفینہ بفضل اللہ تعالیٰ و بحکم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سفینہ نجات ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتمو اھتدیتمو یعنی ”میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کر لو گے ہدایت پانے جاؤ گے۔“ (رواہ زین عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ منظرہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے سنا۔

الا ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح
من ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك
یعنی خبردار ہو بے شک تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اُس پر سوار ہوا نجات پالے گا اور جو اُس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔ (رواہ الامام احمد)

ہر سنی مسلمان بھائی پر ٹھیک دو پہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر مذہب اہلسنت کا یہ عقیدہ ضروریہ واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستارگان آسمان ہدایت ہیں اور اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفینہ نجات ہیں۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دامن کرم چھوڑے وہ دوزخی رافضی ہے۔ اور جو شخص اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلامی سے منھ موڑے وہ جہنمی، ناہمی، ناری اور خارجی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے عقائد ضلال کے سبب حکم شریعت مطہرہ گمراہ بد مذہب، بدوین مستحق نار ہیں۔ ہدایت و نجات حضرات صحابہ کرام و حضرات اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کے اتباع و ولوں کی غلامی پر منحصر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد پیش کیا جا چکا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر

۲۶۶ صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں۔

بِنَقْصِ قِطْعِي مَحَبَّتِ اَهْلِ قُرَابَتِ آلِ سِرْوَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامَاتُ ثَابِتٌ شَدِيدٌ اسْتِوَاتٌ وَاجِرٌ دَعْوَتِ رَا حَبِيبِ الْيَتَامَانِ
سَاخِئَةً كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اَلَا
السُّودَةُ فِي الْقُرْبَانِي

محبت قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اے محبوب) تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت و ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا امت محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام پر کمال کرم ہے کہ اگرچہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ رسالت و ارشاد و ہدایت کی اجرت کا سنبھال بلکہ مہا سنبھال تھمے بھی تمام جہان کی ساری مخلوقات مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت و مودت کو فرض فرمایا اور اسی مودت اہل بیت کا فرض الہی ادا کرنے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بندگان بارگاہ کیطرف سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ رسالت و ارشاد و ہدایت کی اجرت ٹھہرایا۔ جل و علا و صلی و بارک و سلم علی حبیبہ هذا المصطفیٰ وآلہ و اہل بیتہ ذوی الصدق و الصفا و صحبہ و حزبہ اولی الاصفاء و الوفاء۔

حضور پر نور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ۔ نجم میں اور نائے ہے عزت رسول اللہؐ کی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بہر حال ہم ہی ہیں وہ جنگی کشتی کے ناخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام و اہلیت عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہم ہی ہیں وہ جو ساحل مراد کے نیک نشان پر جا رہے ہیں، ہم ہی ہیں وہ جن کے لئے اللہ قادر مطلق جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں فلاح و نجات اور دیگر بے شمار نعمتیں امانت رکھی ہیں۔ اور یہ بھی یقینیات سے ہے کہ روافض و نیا چرہ و ہابیہ و قادیانیہ وغیرہم ایسی کشتی ہلاکت میں سوار ہیں جس کے ملاح آنکھوں پر پٹی باندھ کر گرداب بلا و درطہ فنا میں کشتی کو لئے جا رہے ہیں۔ اور اس کا بیچ منجھار میں تباہ و برباد ہونا مسلم ہے۔ فانتظروا انما منتظرون۔ قالت الصلحکلیۃ: تصلب فی الدین کا سبق پڑھانے والے اجتناب علی المرتدین کا فرض یاد دلانے

ولے، بجانب عن المبتدعین کا حکم شرعی مسئلے والے تو آج گنتی ہی کے چند علماء ہیں، باقی آج سیکڑوں علماء وہ ہیں جو ندوہ یا مسلم لیگ یا سیرت کمیٹی یا تحریک خاکسار یا مجلس احرار وغیرہ کمیٹیوں میں شامل ہیں۔ اور ان سب کمیٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ سب کلمہ گویان اسلام آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور باہم متفق و متحد ہو جائیں اگر بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق ناجائز ہوتا تو علماء کیوں ان کمیٹیوں میں شریک ہوتے کیا ان سیکڑوں علماء کو یہ گنتی کے چند مولوی سبق دیں گے۔ جب جماعت علماء صلح کلیت کو اپنے عمل سے جائز ٹھہرا دی ہے تو ان گنتی کے چند مولویوں کا جماعت سے اختلاف ناجائز ہے۔

اقول: اول تو سیکڑوں عالموں کی گنتی ہونے کا حال دلوں میں خوب جانتے ہو۔ بڑے بڑے پگڑ بندھا کر گھیر دار جیسے پہنا کر درجنوں کوڑیوں سیکڑوں عالم گڑھے گئے۔ اور فرض بھی کیجئے کہ سیکڑوں ہی مولوی لوگ ان پارٹیوں میں شریک ہیں تو اب ذرا اتنا ارشاد ہو جائے کہ یہ علمائے اہلسنت ہیں یا غییر اہلسنت۔ اگر غییر اہلسنت ہیں تو بد مذہبوں کے جھگڑے سے کیا سند لائی جاسکتی ہے۔ یوں تو کر بلا و ایران کے جلسوں میں علماء و مجتہدین روافض کے هجوم اور اپنی دیوار تلے کانفرنس نیا چہرہ میں بڑے بڑے ریفارمر، فلاسفر، پیشوا یا ان نیچر کی دھوم دھام دیکھئے۔ اور امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خلاف پرکے ہزار خارجیوں نے لام باندھا تھا۔ وہ سب قراء و علماء ہی تھے۔ کیا جماعت سے مراد گمراہوں کا جھل ہے؟ او اگر علمائے اہلسنت ہیں تو وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی و مجلس احرار اور تحریک خاکسار کی باطل و ملعون ابلیسی کفری کارروائیوں مذموب حق کے حق میں ان کی میٹھی چھترلوں، تلخ گچ ادائیوں پر مطلع ہیں یا نہیں۔ اگر مطلع نہیں تو حالت جہل و بے خبری سے سند لانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ وہ جب تک ناواقف و بے خبر ہیں یہی کہہ کر نہ بچ جائیں گے کہ ما شهدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حاسدین ○ اور اگر وہ مطلع ہیں تو وہ ندوہ و مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریک خاکسار اور مجلس احرار کے ان کفریات و ضلالت کو حق و صحیح مانتے ہیں یا واقعی کفر و ضلالت اور منافی اسلام و مخالف مذہب اہل سنت جانتے ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو وہ صریح تمہارے مخالف اور ندویوں لیگیوں بد سیرتوں احرار یوں خاکساریوں کی گمراہی و بے دینی کے معترف ہوئے۔ اگرچہ کسی مروت محبت یا دنیوی منفعت یا دینی مدامت کے باعث مرتکب شرکت ہوئے کہ عالم کیلئے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ آخر ان کے بڑے بڑے سربراہ اور وہ حضرات میں وہ بھی تو ہیں جو علانیہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی نوکری پاتے یا بیگاری طور پر آنریری بنکر گمراہی گماتے ہیں۔ کیا ان کے ارتکاب سے یہ محرّمات قطعیہ حلال ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریک خاکسار و مجلس احرار کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر

ہے۔ جو ضلالت کو حق جانے وہ خود گمراہ ہے۔ کلام سنی علماء میں تھا۔ یہ جتنا بد مذہب بد دین ٹھہرا۔ واللہ الحجة القاهرة۔

قالت الصلحکلیۃ: ان تصلب فی الدین برتنے والوں سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے ان سے ملے ہوئے تھے علیحدہ ہو گئے ہیں اور بہترے علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں۔

اقول: بحمدہ تعالیٰ متصلین علماء اہلسنت حق پر ہیں اور حق اپنے متبعین سے جدا نہیں ہوتا پھر اُن کو اوروں کی جدائی کی کیا پرواہ۔

صلحکلی صاحبو! آپ حضرات نے حدیث شریف سنی ہوگی کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

رحمہ اللہ عمر ترکہ الحق مالہ من صدیق۔ اللہ عز و رحم کرے کہ اُسے حق نے اس حال پر کر چھوڑا کہ اُس کا کوئی یار نہیں۔

طلب الحق غریبۃ یہ ہمدردان دین و ملت حامیان اسلام و سنت متصلین علماء اہلسنت تو فرماتے ہیں کہ ۷

”مادر دو جہاں غیر خدا یار ندریم“
مخالف چھوڑ دیں مجھ کو کہ ہے مجھ پر کرم بچید خدا کا رحمت للعلمین کا غوث اعظم کا
جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم نے توفیق اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اتباع حق کیا اور مسلمان بھائیوں کو اہل باطل سے اجتناب کا سبق دیا۔ اگر اس جرم کی بنا پر کوئی صاحب ہم غریبائے اہلسنت خادمان اسلام سنت سے علیحدہ ہو جائیں گے تو اس کا افسوس تو ضرور ہوگا کہ وہ حق سے کیوں جدا ہوئے۔ لیکن اس کا افسوس ہرگز نہ ہوگا کہ ہم غریبائے اہل سنت سے وہ کیوں خفا ہوئے۔ کیا حمایت سنت سے علماء اہلسنت علیحدہ ہو جائیں گے۔ یہ تو آپ جیسے صلحکلیوں کا خیال ہے۔ بلکہ علماء اہلسنت جب تک علماء اہل سنت ہیں حمایت سنت میں ہمدردان اسلام و سنت کا انھیں بالید یا باللسان یا بالجنان ساتھ دینا ضروری اور علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور جو لوگ سنی نہیں اُن کی جدائی سے کیا ڈرائیے۔ انھیں کی نسبت تو عرض کیا جا رہا ہے کہ انھیں دور مٹائیے، اُن سے الگ ہو جائیے۔ کیا حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے نہ فرمایا۔

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

صلحکلی صاحبو! آپ حضرات بھی اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا امتی بتاتے

ہیں۔ بولے جلد بولے کہ آپ لوگ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس حکمِ اعظم کی ترکِ تعمیل و ترکِ بجا آوری میں کیا عذر رکھتے ہیں۔ الہی توفیق یا رور فیک باد۔ بحرمۃ محمد سید الاسیاد والہ وصحبہ الہدایۃ الامجاد علیہ وعلیہم صلوات اللہ الجواد امین

قال کبیر الصلح کلیۃ : ہم نے یہ حرام باتیں بسبب ضرورت اختیار کی ہیں۔ اس اتفاق سے ہماری مراد پادریوں کے منادیوں، آریوں کے پرچار کوں کا دفع کرنا ہے۔ غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنانِ دین کے حملوں کو روک سکیں۔ اس قسم کے نزاعات سے مخالفینِ دین کو مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اور معززین اہل اسلام کی ہمتک ہوتی ہے۔ کیا کسی عالم یا علمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدائے پاک اور رسولِ برحق کے کلام کو کفار کے پیر میں رکھنا دین ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔

اقول : یہ سب کھوٹی دھوکہ بازی ہے اور خراب و تباہ فریب سازی۔ نصاریٰ و آریہ کے منادیوں کو دفع کرنا نہ ردِ بد مذہبیاں کے ترک پر موقوف و محصور۔ نہ بحمدہ تعالیٰ اہلسنت کو ردِ کفار میں ان گمراہوں کی مدد لینے ضرور۔ بلکہ ہنوز بغایت الہی علماء اہلسنت میں کثرتِ وافی ہے، جو کفر و بد مذہبی دونوں کے رد کو کافی ہے۔ اور ہمیشہ اس امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انھیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا۔ یہاں تک کہ حکمِ الہی آئیگا اور وہ اسی غلبہ و شوکت پر ہوں گے۔ جیسا کہ سچے نبی سچے مانے ہوئے نے خبر دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وانباء وحرزہ بارک وسلم۔ تو ردِ کفار و بد مذہبیاں دونوں ضرور ہیں دونوں فرضِ دین اور ان میں ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ باہم جمع نہ ہو سکیں۔ اہلسنت پر زمانہ دراز میں جگہ گزرے، کہ ان میں منجانب اللہ تعالیٰ کافروں اور بد مذہبوں کے دونوں گروہوں کے رد پر موقوف رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے سچے وعدے سے انھیں یونہی توفیق دیتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فتنہ نام کو نہ رہے۔ اور سارا دین اللہ ہی کیلئے ہو جائے۔ تو کیونکر کسی کو حلال ہو سکتا ہے کہ ایک فرض کیلئے دوسرا فرض چھوڑے۔ جو آپس میں ضد نہیں۔ آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کیلئے نماز چھوڑے۔ یا بعدِ قیام زکوٰۃ دینے سے منہ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ اہم اور زیادہ مؤکد ہے وہ ان بد مذہبوں ہی کے مکملوں کا رد ہے۔ جو اسلام کے پردے میں آئیں حدیثیں سناتے ہیں۔ اور معنی بدل کر اپنی خبیث تاویلوں سے چھل کر۔ عوام کو بہکاتے ہیں۔ مسلمانوں پر ان کا ضرر۔ کافروں سے کہیں بڑھ کر۔ کہ مسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھرکا جاہل ہے۔ اتنا ہی بچاتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے۔ تو اسکی بات پر کان نہ دھرے گا۔ اور اس کے بکنے کی پرواہ نہ

کرے گا۔ اور بد مذہب کا فساد تو کھلی کی طرح اڑ کر لگتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے۔ اسوقت اُسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بن کر آئے۔ اور دکھاوے بناوٹ کے رنگ جمائے۔ اور وارٹھی پٹھکارے۔ ڈھیلا جبہ سنوارے۔ عمامے کا گھیر بڑا کرے۔ کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے۔ عوام کے آگے علماء کا روپ بھرے۔ آیتیں روایتیں ذکر کرے۔ پھر نکلے دلوں میں دوسوسہ ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ تو یہ وہ مرض ہے جس کے علاج میں عاجز آئیں۔ اور وہ مکر ہے جس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ پس ہر مہم سے بڑھ کر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑا جائے۔ بنائیت الہی اس کا مکر اُسی کے گلے پر اٹھا جائے۔ اسکی بُری باتوں کی تغیر کریں۔ اُس کی کھلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں۔

یہ وہ بات ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب ”ذم الغیبة“ میں اور حکیم ترمذی و حاکم نے کتاب ”الکنی“ شیرازی نے ”القاب“ میں، ابن عدی و طبرانی نے ”کبیر“ میں اور بیہقی و خطیب نے بہزین حکیم سے انہوں نے اپنے باپ انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اترعون عن ذکر الفاجر متی يعرفه الناس اذکرا یعنی کیا فاجر کو بڑا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اُسے کب الفاجر بما فیہ یحذره الناس۔ پہچانیں گے فاجر کے عیب بیان کر دے کہ لوگ اُس سے ڈریں۔

اور وہ جو صلہ کلیوں کا بڑا بوڑھا عذر کناں۔ کہ نزاع کا انجام چنین وچنان۔ اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے۔ کہ حمایت مذہب میں گالی گلوچ، مار پیٹ، بڑا جھگڑا داخل پاتا ہے۔ جس کے سبب مقدمہ نصاریٰ اور اُن کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے۔ کہ آج ہمارے شہروں پر انھیں کا قبضہ ہے۔ اس کا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش گھائی جائے۔ اور غصے میں خفت عقل سے وہ جو کر بیٹھے ہیں اُسکی برائی بتائی جائے۔ اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا۔ ورنہ خدا ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ اور خدا کی پناہ کہ روشن شریعت کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اُس چیز کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بُری اور بیہودہ ہو۔ کہ مار، گالی، بیڑیاں، جیل خانہ، جرمانہ اُن کا دین نہ لے جائیگا۔ بخلاف اس محبت و اتفاق و اتحاد کے جسکی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ انھیں بد دین بنائیگا۔ تو اب غور کر اے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا۔ اور خود بھی پرنا لے کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور اس بھائی کو بھی وہیں کھڑا کر لیا۔ اور اگر ہم مان لیں کہ دونوں باتوں کی برائی یکساں ہے۔ تو یہ تیرے لئے کس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرنے۔ کیا یہ شریعت ہے یا حکم نفس و شیطان ہے۔ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا۔ کہ دوسرے حرام

کا تو خود بھی مرتکب ہوا۔ اور اس بھائی کو بھی اس طرف بلایا۔ تو پہلے فقط اُسی کا پاؤں پھسلا۔ اور اب تو اوہ دونوں گمراہی میں مبتلا۔ جانے دے۔ ہم تیرے لئے ان سب سے درگزرے۔ تجھے اتنا بس تھا کہ نزاعِ فساد خیر چھوڑنے کی طرف بلاتا۔ قوم کو اس محبت و اتحاد کی دعوت دینے پر تجھے کس نے اُجھارا۔ کیا تو نے اس سے شرعِ مبین کی مخالفت نہ کی۔ کیا تو نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی۔ اور تجھے اوصلحکلیوں کے بڑے بڑے پورے! ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر بھی تو نہ رکا۔ بلکہ اتر کر اُٹھ چلا۔ اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تنگلا۔ کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری تحریروں میں ہے۔ تیرے لیکچراروں، اسپیکروں کی تقریروں میں ہے۔ فسئت کی تو ہمیں منانا۔ بد مذہبی کو آسان بتانا۔ حق کی مذمت۔ باطل کی مدحت۔ ائمہ اسلام کی سخت اہانت۔ کہنے گمراہوں کے نفی۔ بلکہ یقیناً کفر والی دے کے کلمے۔ کیا یہ دین ہے؟ کیا یہ شرع ہے؟ کیا یہ اسلام ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العزیز العلام۔

اب اپنے عذروں کو سوچو جو تیرے کبیر گناہوں سے بھی زیادہ بے لطف تھے۔ کہہ رہے تھے۔ کیا تیرے مکر سے تیرے دل کی گھٹن جانے والی ہے۔ اور اللہ اپنے دین کا نگہبان دوالی ہے۔ او سب خوبیاں خدا کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔

صلحکلیوں کے اسی مکر ملعون کے رد میں رسالہ مبارکہ مسٹی بنام تاریخی "سوالاتِ حقائق نمائندوں ندوۃ العلماء" (۱۳۱۳ھ) کے آخر میں حضور پر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مبارک مضمون ہدایتِ مستحون ہے۔ جس کو اپنے سستی بھائیوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وهو هذا۔

"مسئلہ حب و بغض پر بعض ضروری کلام"

"اے شجرِ بشر کی بے شمار شاخو! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہول سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد۔ آپس میں حقیقی بھائی۔ ع " کہ دراصل خلقتِ زیک جو ہرید " تم سب میں وہی و داد و اتحاد درکار تھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا۔ پھر تم میں خلاف و شقاق نے کہہ رہے راہ پائی۔ مجاہدین تو بحث سے خارج ہیں۔ جنگی الفت یا نفرت کسی کیلئے سبب درکار نہیں۔ میں تم عقلا سے پوچھتا ہوں کہ جب تم میں ایسا عظیم رشتہ کچھ جیتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلاوجہ خلاف یعنی چہ۔ ہاں وجوہ ضرور ہیں۔ اور زرو زمین و مال و ملک و جاہ و عرض و دم وغیرہ بہت کثیر و موفور ہیں۔ مگر ان سب میں نازک تر تخالفِ مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اُسی قدر اُس کے باعث نزاع قوی۔ ہر یا بند مذہب کو اگر چہ کیسا ہی باطل ہے

ہو۔ مذہب سے زیادہ کوئی شے پیاری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت لوگ مال و جاہ میں درگزر کرتے جاتے ہیں، چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صلح پر آتے ہیں۔ مگر اہل مذہب مذہب کا کوئی حصہ نہیں چھوڑ سکتے، ترک درکنار بعض پر مصلح کی گنجائش نہیں رکھتے تو مخالفت مذہب اعلیٰ ذریعہ بغض و منافرت ہے جس کا مٹا دینا اٹھا دینا خارج از طوق بشریت ہے۔ تو ایسے امر میں کوشش فضول۔ علتِ تخالف جنگ باقی تخلف معلول کیوں کر معقول۔ خصوصاً جبکہ کچھ بندگانِ خدا کی نہایت تعظیم غایتِ تکریم کہ مذہبی حکم سے جس کے وہ اہل ہیں ایک فریق کی جانب ایقان ہو۔ اور انھیں بندگانِ خدا کی کمال توہین تحقیر مبین مذہبی ہی مسئلے سے دوسرے فریق کا جبر ایمان ہو۔ جیسے روافض و خوارج و نواصب و بابی و دیوبندی و نجدی و غیر مقلدین مرزائی و چکرالوی وغیرہم کہ ان سب کا مذہب معظمتیں مذہبِ اہل سنت اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و انبیاء کرام علی سیدہم و علیہم و آلہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ عظام و اہلبیت فام و اولیاء عالم مقام و ائمہ اعلام ظنی ہم اللہ العزیز العالم کی بدگوئی و اہانت ہے۔ جن کا مختصر بیان خود اسی فتوے میں مثبت ہے)

کوئی نزاع مثلاً کہ فریقین میں سچا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک فریق دوسرے کا قول تسلیم کر لے۔ یا دونوں اپنے بعض قول سے گزر کر کسی متوسطِ حد پر راضی ہو جائیں۔ یا مابہ النزاع سے غرض ہی نہ لے کہ وجہ توافقی و توافر باعثِ تدابیر و تہاجر ہو۔ اور جب فریقین متنازع فیہ سے غرض بھی نہ چھوڑیں۔ اور اپنے دعووں سے تنزل بھی نہ کریں تو ارتفاعِ نزاع و قطعِ انقطاع ہرگز معقول نہیں۔ دنیوی نزاعوں میں یہ صوبہ ترین متیسر۔ ایک زمین پر زید و عمر کا تنازع ہے اُن میں ایک مان لے کہ یہ واقعی دوسرے کی ہے۔ یا نصف نصف پر تصفیہ کر لیں۔ یا ایک یا دونوں چھوڑ کر چلتے ہوں کہ بلا سے کوئی لے ہم باز آئے۔ مذہبی نزاع میں اُن میں سے کوئی صورت (صلح کی) حضرات کے عالی خیالات میں ہے۔ ۱۔ کیا سنی معاذ اللہ مذہبِ حق چھوڑ کر رافضی، خارجی، ناصبی، و بابی، دیوبندی، نجدی، غیر مقلد، مرزائی، چکرالوی، نیچری ہو جائیں۔ ۲۔ یا یہ امید کہ باقی فرقے سب اپنے اپنے باطل مذہبوں سے توبہ کر کے مذہبِ حق پر ایمان لے آئیں۔ ۳۔ یا یہ کہ کچھ حصہ مذہبِ سنی چھوڑیں، کچھ پارہ مذہب سے وہ فرقے منہ موڑیں۔ آدھوں آدھ پر فیصلے کی ٹھہرائیں۔ ۴۔ یا یہ کہ جھگڑے کے گھر، بکھرے کے مکان، خلاف کی جڑ، نزاع کی کان یعنی دین و مذہب کو آگ لگائیں۔ خاصے، دہریے، پورے، آزاد، بے لگام و ممنونِ مہارِ الحاد ہو کر یک رنگی و اتحاد کے رنگ رچائیں۔ یعنی ج "وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو سا مال کا" ۵

بارتیبیاں جَدَلُ فِرَیوُن مِی شَد ۛ یَا رَا کُشْتَه اَز جَدَل رُسْتِم
یعنی ۵ تھی رقیبوں کے لڑائی روز کا جھگڑا فساد ۛ مار ڈالا یا رکھ لے ہم نے قصہ کر دیا

اگلی تینوں صورتیں تو ہونے سے رہیں۔ اور زندہ (و میرت کمیٹی و مسلم لیگ و مجلس احرار و جمعیت خاکسار) کے خود اقرارات (اور خود ان صلیح کلی مولویوں کے اعلانات و بیانات) ہیں کہ وہ مقصود نہیں۔ ہاں شکل اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک ہے۔ حال وقت سے قریب و نزدیک ہے۔ مولوی شبلی صاحب مذہب صلیح کلیت کا حکم روشن و واضح طور پر بیان فرما چکے کہ

سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی
سمجھو تو ذرا کہ وقت کی ہے کس سمت زمانہ چل رہا ہے
نیرنگیوں پر بھی کچھ نظر کی دیکھو تو ہوا ہے اب کدھر کی

آزادی و اتحاد کی ہوا چل رہی ہے، قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ اُمرار سے چل کر غربا تک آئی، جُملہ سے اُبل کر علما پر چڑھائی۔ دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ قائم علی الدین کا تقاضا علی الجمر ہے۔ یُضْبِحُ مُؤْمِنًا وَيُؤْمِنُ كَافِرًا مُلْحِدًا بَاطِنًا وَمُؤْمِنٌ ظَاهِرًا خَلَطَ مِلَّةَ اتِّفَاقٍ وَاتِّحَادٍ كَيْلُ اس وقت سے بہتر کون سا وقت پاؤ گے۔ گھل مل جاؤ سب ایک ہو جاؤ، ہوا دار سڑکوں پر (عورتوں کو پہلو میں بے پردہ بٹھائے) بگھیاں اڑاؤ، گوشہ غایت میں گھٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جان بردار! یہ کیونکر بٹے، مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں۔ یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی تنافر باقی۔ تنافر باقی تو وہی ناچاتی۔ یہ ظاہری وفاق، باطنی شقاق، گھلا نفاق اور نام اتفاق کچھ دن چلا بھی۔ تو اس گھال میل کے نتائج دیکھئے۔ وہ شرمناک واقعے، ہولناک حادثے جنہیں مٹانے کے بہانے یہ اتفاق کے ولولے، اتحاد کے دوسو سے آخر کیوں ہیں؟ تنخالف مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلط ہونے پر دس رکھے ہیں۔ آخر تحریراتِ زندہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہوگا۔ تو آگ بارود میں جُدا ہی بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہوگا۔ دیکھئے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے جب ایک زمانے میں آتے ہیں اپنا پرایا، حکم رعایا سب پر وہ دن فکر میں جاتے ہیں شریف بیچارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔ زید نے آگ سلگائی، بارود بنائی، ہر ایک کی جگہ جُدا ٹھہرائی۔ عاقل تو سمجھے کہ سبب کیا ہے۔ غافل حیران کہ یہ عجب کیا ہے۔ اے آگ! اے بارود! تم دونوں کا خُدا ایک نبی ایک کہ ہر شے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دائرہ رسالت میں آئی ہے۔ مالک ایک مکان ایک کہ زید کے گھر زید کے ہاتھ پر خالق جل و علا سے نعمت وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں سوا اختلاف طبع ہو۔ مگر جب اتنا اتحاد ہے ایک ہی رہو۔ اب عقلا سے داد انصاف طلب کہ وہ جُدا کی جسکی تاکید حدیث میں

عہ یعنی دین پر رہنے والا۔ مٹھی میں انگارا تھامنے والے کی مثل ہے۔

آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ صحبتِ خلاف سے تاثر نہ ہو۔ یوں ہی دنیا میں نافع کہ اشتغالِ بے محل سے تضرُّ نہ ہو۔ بخلاف اس دعوایِ اتفاق کے کہ دین و دنیا دونوں کا زیاں۔ وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں امن و امان کا دشمن جاں۔ اور واقعی مخالفتِ شرع سے شر ہی پیدا۔ شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا دانا۔ اس اتفاق و اتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکیدِ جدائی ہوتی۔ ہاں یہ اتفاق دین میں مصلیٰ دنیا میں امنِ عافیت کا نخل۔ اور وہ بعض شرعی بروجِ شرعی دین کا راعی، امن کا داعی، صلاح و فلاح دارین میں ساعی۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ شرعِ مطہر پر استقامت بخشے، عافیت دے، سلامت بخشے، خلطِ بدع و ہوا سے بچائے، فتن و محن کی ہوا سے بچائے، حق پر دنیا سے اٹھائے، دولت و یدار عطا فرمائے، نصیبِ احبابِ فیروزی کرے، شفاعتِ مصطفیٰ روزی کرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ و بارک و کریم! آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔ انتہی

قالت الصلحکلیۃ: ہمارا یہ مطلب نہیں کہ موقع پر احقاقِ حق ترک کیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو مخاطب نہ بنایا جائے۔ اُن کے اقوال و کلمات نقل کر کے اُن کا رد نہ کیا جائے۔ بس فقط اپنے عقائد و مسائل بیان کر دیے جائیں۔ اہلسنت کے عقائد و مسائل کا بیان کہ دنیا ہر مخالف کا رد ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے کسی فرقے کی دل آزاری بھی نہ ہوگی، کسی فرقے کو مخاطب کر کے اس کے اقوال نقل کرتے ہوئے ان کا رد کرنا یہ نہایت بُرا طریقہ ہے، مصلحت کے خلاف ہے۔ ایسا کرنے سے اس فرقے کو شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کو ضد بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ شدت کے ساتھ اپنے عقیدوں کا اعلان کرنے لگتے ہیں۔ نتیجہ ہوتا ہے کہ اگر اُن کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے رد و طرد کا اعلان نہ ہوتا تو دس بیس اُن کے ہم خیال ہو جاتے۔ مگر ایسا کرنے سے ہزاروں لاکھوں اُن کے ہم عقیدہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

اقول: بندہ ہوں گمراہوں کے اقوال کفر و ضلال کا ابطال و اذہاق اور مذہبِ حق کا اثباتِ اتفاق صلحکلیوں کی مصلحت کے خلاف ہو مگر سنت اللہ و سنت الرسول و سنت صحابہ و سنت ائمہ و سنت علماء کے مطابق ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔ قرآن و حدیث و اقوال ائمہ و علمائے قدیم و حدیث میں آج تک بندہ ہوں گمراہوں کا رد و طرد ہی معمول رہا۔ قرآنِ عظیم سے تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ تک گمراہوں کو مخاطب ہی بنا کر اُن کا رد ہوا ہے۔ اور جادلہر کا صنیعہ خود اس کا حکم دے رہا ہے۔ نہ وہ جو صلحکلیہ کہتے ہیں کہ مخاطب نہ بنایا جائے، رد کا اعلان نہ ہو۔ اگر بندہ ہوں بد دینوں کو مخاطب بنا کر اُن کے اقوال کفر و ضلال کے رد و ابطال کا اعلان نہ ہوتا تو وہ چھپی آگ کی طرح چپکے ہی چپکے پھونکتے رہتے۔ صلحکلیو! تم کیا جانو کہ بندہ ہوں میں دعوتِ باطلہ و تکلیب

جہلہ کا کس قدر پُرجوش داعیہ ہوتا ہے، جسے کسی اشتغال کی حاجت نہیں۔ صلح کیو! اچھی کہی کہ ان کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور ان کے رد کا اعلان نہ ہوتا۔ یعنی وہ اپنا کام کرتے رہتے اور اہلسنت چپکے دیکھا کرتے۔ موزی کو کوئی نہ مارے تو دلی تک مارتا چلا جائے۔

نیش عقرب نہ اڑے کین ست مقصلاً طبیعتش این است
صلح کی مولویو! تمہارے نزدیک دس بیس سنیوں کا گمراہ ہو جانا کچھ بات نہیں۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نزدیک بہت سخت ہے۔ تحسبونه ہینا و هو عند اللہ عظیم علما پر کوشش واجب اور رد و سد لازم۔ آگے تقدیر جو چاہے ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی فلا تكونن من الجہلین ۵ صلح کی مولویو! صد ہا مسائل وہ نکلیں گے کہ ان میں مخالف کے قول کو بغیر نقل کے ہوئے کوئی طریقہ احقاق حق میسر ہی نہیں۔ اور جہاں ہو بھی تو بے تصریح نہ فہم عوام اسے جواب ٹھہرائے نہ گمراہ اپنی لن ترانیوں سے باز آئے۔ اس کا حاصل یہی ہو گا کہ وہ کہتا ہے میرے مقابلے سے سب عاجز ہوئے، میرے جواب میں سب ساکت ہے۔ ادھر عوام جہل بھی یہی سمجھیں جو قانع تھے بد مذہب جائیں، جو بد مذہب تھے بد مذہب جائیں۔ مثلاً رد افض حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان اقدس میں اپنے خبیث باطن سے جو مبطاعین خاصہ بکتے ہیں صلح کی مولوی صاحبان نہ ان کے اقوال کو نقل کریں نہ ان کے رد کو شہرت دیں۔ بلکہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب بطور خود کسی رسالے میں لکھیں۔ اُسے نہ کوئی جواب سمجھے گا نہ عوام کو تسکین دے گا۔ نہ ان خو غائیوں کی دہن بندی کرے گا۔ وہ برابر کہتے رہیں گے کہ سنیوں کو جواب نہ ملا۔ بلکہ تو کچھ پیش نہ کرتے، پھر یہ طریقہ عوام کے نزدیک بھی بلاشبہ سکوت محض کی دُئی میں رہے گا۔ اور اس کا جو اثر بد پڑے گا اگرچہ صلح کی غالیہ کے نزدیک بد نہ ہو کہ ان کے خیال میں کلمہ گویوں کے سب فرقے حق و ہدایت پر ہیں۔ مگر مذہب اہلسنت کا خون کر دے گا۔ اگر طریقہ سحیحہ کافی ہوتا تو ایسی کتب رد افض کے مقابل صحیح بخاری شریف بلکہ قرآن عظیم ہی کے ترجمے کا طبع کر دینا کفایت کرتا۔ کہ جا بجا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب جلیلہ سے مالا مال ہے و الحمد للہ۔

احادیث صحیحہ کثیرہ خاص اسی طریقہ انیقہ رد کے حکم میں آئیں اور خود بکثرت و افزہ اسے عمل میں لائیں جسے صلح کی مولوی مضر و شیع و موجب شیوع ضلال قطع بتا رہے ہیں اور آپ لوگوں کو متنبہ کروں اس سے بہتر کہ کسی حافظ کلام اللہ شریف کی تلاوت کر کے سینے دیکھیے از اول تا آخر کس قدر رد گمراہاں فرمایا۔ اور جا بجا محل رد میں اللہ عز و جل اور اس کے انبیائے کرام علی سید ہم و علیہم و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں مخاطب بنایا۔ پھر عجب ہے کہ مولویان صلح کلیت خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے بھی زیادہ مصلحت جاننے کے مدعی ہوں۔

غرض یہ وہ طریقہ جدیدہ و منترعہ صلح کی ہے کہ خدا و انبیاء و صحابہ و ائمہ اولیاء و علماء جل جلالہ و صلی اللہ علیہم

وعلیہم وسلم سے لیکر حضرت مجدد الف ثانی و شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سب کے خلاف پھر اسے عاقبت اندیشی و مصلحت بینی و طریقہ صحیحہ ٹھہرانا کیا مقتضائے دین و انصاف۔

قالت الصلحکلیۃ : زمانہ سابق میں حکومت اسلام کا رعب تھا۔ مسلمانوں کے قلوب میں خوف خدا تھا۔ اس وقت کی سختی تادیب ترمیب کا فائدہ دیتی تھی، علماء اور اہل اللہ کی ترہی نگاہ دیکھ کر دل ہل جاتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔

اقول : حضرت امام احمد بن حنبل ہی کا زمانہ دیکھو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ خود بندہ ہوں کی حکومت تھی، بندہ ہی کا ڈنکا اس زور شور سے بجا تھا کہ خدا کی پناہ۔ اگرچہ قرون مشہود لہا بالخیر میں سے تھا۔ مگر مذہب اعتزال کا رنگ جم رہا تھا۔ ایسے وقت میں انھوں نے تقیہ نہ کیا (جیسا کہ اب شریعت صلحکلیہ میں فرض ہے) جان دیدی مگر قرآن پاک کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کیا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔ اگر حق طلبی منظور ہو تو حضرت سید الشہداء شاہزادہ گلگوں قبا، بیکنس دست جفا، دافع کرب و بلا، خامس آلِ عباس امام حسین شہید کربلا علی جدہ و علیہ الصلاۃ والسلام و الثنا کا واقعہ صلحکلی مولویوں کی کج فہمی کو بخوبی دور کر سکتا ہے۔

حضرت سیدی وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والافراد تاج العلماء سراج العرفاء حامی السنن، حاجی الفتق مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا فتوے مبارکہ مسی بنام تہارنجی ”غلہ فہ قلیہ اللہ“ ملاحظہ ہو۔ اللہ عز و جل ہدایت بخشنے۔ آمین۔

قالت الصلحکلیۃ : اس وقت سنیوں کے بوجہ جتنے فرقے ہیں وہ سب اتفاق و اتحاد لیکار رہے ہیں۔ ان کے مقررین و واعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت و اخات مودت موالات کے لیکھ دیتے رہتے ہیں۔ لیکن تصلب کا سبق دینے والے یہ چند سنی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول اتفاق و اتحاد رکھیں اور اہلسنت کے سوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیحدہ و بیزار رہیں۔ اس کے نہایت ہولناک یہ بہت ہی تنگ دل اور وہ لوگ بہت وسیع النیال و وسیع الانحلاق ہیں۔

اقول : وہابیہ دیوبندیہ، وہابیہ نجدیہ، وہابیہ غیر مقلدین، مرزائیہ، نیچریہ، چکراویہ، رافضیہ، احراریہ، لیگیہ، خاکساریہ، آغاخانہ، جٹادھاریہ، بابیہ، بہائیہ، صلحکلیہ وغیرہم بندہ ہوں، لاندہ ہوں، بددینوں، بے دینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوام اہلسنت ہی کو بہکا کر بہلا کر چھٹلا کر اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ ان سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فی صدی ایک وہ لوگ ملیں گے جو مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم کلمے ہوئے کفار عنود میں سے نکل کر ان فرقوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ورنہ فی صدی ننانوے وہی لوگ

ملیں گے جو پہلے سنی مسلمان تھے۔ اور اپنی بے علمی، ناواقفی، نا فہمی و کم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی دباؤ یا لالچ کے سبب ان خبتار کی صحبت و محبت کی نحوست میں مبتلا ہو کر مذہب اہلسنت چھوڑ کر معاذ اللہ ان کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے۔ اور اب بھی ان ناپاک فرقوں کے متکلمین و متکلمیں اکثر و بیشتر عوام اہلسنت ہی کو ہرکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب فرقے وہ ناپاک شکاری ہیں جو مسلمانان اہلسنت کے دین و ایمان کا شکار کر رہے ہیں۔ شکاری کب ایسا بڑا ڈکڑے گا کہ جن بھولی بالی چڑیوں کو وہ شکار کرنا چاہتا ہے وہ اُس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں۔ بلکہ چڑی مار تو اُن کو پھانسی کیلئے اُن کے آگے وہی دانہ ڈالتا ہے جو اُن چڑیوں کو مرغوب محبوب ہوتا ہے۔ جال کو چھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ ایک ٹٹی سے اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے۔ اس ٹٹی پر سیم، کرلیے، کدو کی ہری ہری بلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جی ہوتی ہے کیونکہ پرندوں کو جنگلوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اُس ٹٹی کی آڑ میں چھپ کر انھیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے کہ وہ چڑیاں اپنی مرغوب و پسندیدہ غذا اور خوشنما فرحت بخش سبزہ دیکھ کر اپنے ہم قوم کی بولی سن کر دھوکا کھائیں۔ اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں۔ آخر یہ سب انتظامات کیوں ہیں؟ اسی لئے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اڑ نہ جائیں۔

اسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سنیوں سے بائیکاٹ کر لیں، عوام اہلسنت سے میل جول قطعاً چھوڑ دیں تو پھر ان سنیوں کو کیونکر اپنے اپنے فرقے میں داخل کرا سکیں گے۔ کسی سنی مسلمان کو کس طرح بد مذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین و مذہب کا درد رکھنے والے متصلمین علمائے اہلسنت جو ان بیلان گلزار اسلام و طوطیان چمن سنیت کے محافظ و نگہبان بنائے گئے ہیں۔ اُن کا فرض منصبی یہی ہے کہ وہ مرغزار مذہب اہلسنت کی ان بھولی بالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ ان سب فرقوں سے دور بھاگو۔ یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان فرقوں کا تمہیں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف تو صیف سنا اور حقیقت شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب دانہ ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سنی مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حمد و نعت بہت ہی پسند ہے۔ اس لئے اُن کو حمد و نعت ہی کے گیت سنا کر پھانسا جاسکتا ہے۔ ان کا اپنے آپ کو مسلمان، مسلمانوں کا لیڈر، مسلمانوں کا مولوی، مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نام اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹا دیں تو کونسا سنی مسلمان ان کے جال میں پھنسنے۔ ان کا اتفاق و اتحاد کے رنگ رچانا، محبت و مودت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بد مذہبی و بد دینی کے جال کو اس پر دے میں چھپانا ہے۔ یہ ان فرقوں کی وسیع الحیالی و وسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فن صیادی کی بدترین مشاتی ہے۔ اور ہر مذہبی و بد عقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ

کی باقی ہے۔ جل وعلا والصلاة والسلام علی حبیبہ المجتبیٰ والہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحبزہ ذوی المجد والعلا۔

اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ پور کبھی چلاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا۔ وہ تو چور کرنے کیلئے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شور مچانا تو پہریداروں اور پاسباؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار، غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بد مذہب بے دین فرقے تو مسلمانانِ اہلسنت کی متاع ایمان اور دولتِ دین و مذہب کو چُرارہے ہیں۔ اسی لئے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت اتفاق و اتحادِ محبت و وداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لیڈروں، مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ ہونے پائیں۔ یہ ان کی ایسی دولت کو چُر کر ان کو اپنا سادہ مذہب بنادیں۔ لیکن حضراتِ متصلمین علمائے اہلسنت دامت برکاتہم وہ پاسبانانِ مذہب و ملت اور نگاہبانانِ اسلام و سنت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پاسپانی دین و مذہب کے اُس فرضِ اہم کو جو ان پر سرکارِ ابد قرار شاہنشاہِ دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک زمانہ پُرفتن میں بھی بقدرِ قدرت و حسبِ استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریک و تقریراً و از بلند اعلان فرما رہے ہیں۔ اتحاد و اتفاق کی نیند میں سونے والے بھولے بادلے سنی مسلمانوں کو جگارتے ہیں کہ ان سب بد مذہب فرقوں، ان کے مولویوں، ان کے لیڈروں سے ہوشیار رہو۔ یہ تمہارے دین و مذہب کے رکھوالے بن بن کر تمہارے اسلام، تمہاری سنت چُرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی نے لالچ کی نیند اور اتفاق و اتحاد کے خواب میں غافل نہ ہو جانا۔ کہ معاذ اللہ دولتِ دین و مذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ ۵

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیار تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری منت ہی نرالی ہے
آنکھ سکا جل صا چرائیں یا وہ چور بلا کے ہیں تیری گھڑی تاکی ہے تو نے نیند لکالی ہے
حضور پر نور امامِ اہلسنت پاسبانِ دین و ملت مجددِ اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ان اشعارِ مبارکہ میں اسلام و سنت کی بے بہاد دولت کو سونا اور دین و مذہب کی پونجی کو گھڑی اور بد مذہبوں
بے دینوں کے ساتھ اتفاق و اتحاد، وداد و دوستی کو نیند اور سو جانا اور ان سے بحکمِ شریعت مطہرہ دور و نفوذ
رہنے کو جاگ اٹھنا اور بیدار ہو جانا اور چشمِ بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشمِ بصیرت کا
وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعاً اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ

بد مذہب بے دین فرقے اگر اتفاق و اتحاد، محبت و وادار کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانانِ اہلسنت کو جگا دیں تو یہ بھی کسی سنی مسلمان کے دین و مذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کر سکیں۔ اس لئے ایمانِ دین کے ان چوروں کو اسلام و سنت کی چوری میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ باہمی محبت و وادار کے پنکھے جھل جھل کر دوستی و انقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے کر سنی مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں سلا لیں۔ اور یہ اطمینان کے ساتھ ان کی متابع دین و مذہب کو چرائیں۔ چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسباںوں کے دشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان و دین کے یہ چور سب سے زیادہ انھیں پاسبانانِ اسلام و سنت حضرات علمائے اہل سنت ہی کے دشمن ہیں۔ اخباروں، اشتہاروں میں، ناولوں، افسانوں میں، کتابوں، رسالوں میں، تقریروں، لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق و اتحاد کے دشمن ہیں۔ محبت و دوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ قوم کے غدار ہیں۔ سیاسی و اقتصادی ترقی، مولویوں کو نہیں بھاتیں۔ ان سب بدگوئیوں، بہتان پر دازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانانِ اسلام و سنت، پاسبانانِ مذہب و ملت کو ڈرا دھمکا کر خاموش کر دیں تاکہ کوئی سوتلوں کو جگا والا ہی نہ رہے۔ اور دینِ ایمان کے چوروں کی بنی پڑے۔ یا مسلمانانِ اہلسنت اپنے دینِ ایمان کے ان بہریداروں کی طرف سے بدظن اور اپنے اسلام اپنی سنت کے ان پاسباںوں کے دشمن بن جائیں۔ ان کے جگانے کو خیال میں بھی لائیں اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں پڑے خراٹے لیتے رہیں۔ اور لصوص دین و سارقینِ ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

اور پاسبانِ جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے اس پر دل آزاری، اشتعال انگیزی، وامن شکنی و منافرت انگنی کے الزامات قطعاً نہیں لگائے جاسکتے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پہریدار لوگ ان چوروں کی دل آزاری کرتے ہیں، لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چپ رہا کریں تو اامن و امان کے ساتھ چوریاں ہو جایا کریں۔ لیکن یہ چلا چلا کر لوگوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں۔ تو چوروں سے مقابلے بھی ہو جاتے ہیں، مار پیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آ جاتے ہیں، گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ان سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرہ داروں پاسباںوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دنیا سے شفا خانہ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی؟

ہمارے اس بیان سے واضح و روشن کہ بد مذہبوں، بے دینوں کے رُذیں حضرات متصَلبین علمائے اہلسنت کے قادی کا مقصد ان کی تحریروں، تقریروں کا نشانہ ہر گز ہر گز یہ نہیں کہ اامن و امان میں خلل پڑے یا طبقات و افراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے یا بڑھے یا کسی کی دل آزاری کی جائے، یا کسی کے خلاف لوگوں

کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ بلکہ اُن کا واحد مقصد اور نود ہمارے اس فترے کا مقصد صرف یہ کہ سرکارِ دو عالم شاہنشاہِ کوئین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے نگاہبانی اسلام و سنیت اور پاسبانی مذہبِ ملت کا جو فرض خادمانِ دین و مذہب پاسبانانِ اسلام و سنیت پر مقرر فرمایا گیا ہے اسکو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتوفیق اللہ تعالیٰ و بفضل حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بجالاتے رہیں۔ وحسبنا اللہ نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر و جہہ الکریم الحمد و الصلاة المصنّیۃ و السلام المنیر، علی حبیبہ الشاہد المبشر الذیر، السراج المنیر، الداعی باذن ربہ الی اللہ القدیر، وعلیٰ آلہ و صحبہ ابنہ و حزبہ بالتجلیل و التوقیر۔

اس خبیث صلیکلی فرقے کے کچھ افراد وہ ہیں جو مسلمانوں کے پیر بن گئے ہیں اور وہ اپنی مسندِ مشیت پر بیٹھ کر خرقہ مکر پہنے ہوئے زور و فریب کے موئے موئے ڈالوں کی تسبیح کٹھا کٹھ گھاتے ہوئے اس طرح بھولے بالے سُنی مسلمان کو پھسلاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں کہ فلاں کافر فلاں بد مذہب فلاں کُمر ہے ہم تو پیر فقیر لوگ ہیں، ہم کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت کہاں کہ ان جھگڑوں میں پڑیں۔ پیر فقیر ہمیشہ ایسے جھگڑوں سے علیحدہ ہی رہتے ہیں۔ اور ان میں کے بعض جو مکارانہ تواضع اور فریب کارانہ انکساکے لباس سے آراستہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اجی! ہم تو فقیر ہیں ہم تو اپنے آپ ہی کو سب سے بُرا سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ اور ان میں کے بعض مکار و عیار اپنے مریدوں کو یوں تلقین کرتے ہیں کہ اے آسائشِ دو گیتی تفصیلِ اس دو حرفت باد و ستاں تملطف بادِ دشمنانِ ممدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ مدارات رکھو تم کو دو جہاں کا آرام مل جائیگا۔ بس جی اللہ اللہ کرو اور اس شعر پر عمل کرو اور مولویوں کے جھگڑوں سے دور رہو۔ کوئی صوفی نہ اُمید اپنے چیلوں کو یوں بہکا تا ہے کہ میاں ہمارا مذہب تو یہ ہے

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاؤں علم با مسلمان اللہ اللہ بابر ہمن رام رام
میاں جب تنے بڑے ولی اللہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو تو ان مولویوں کے جھگڑوں میں پڑ کر کیوں کسی سے دشمنی مولو۔ کوئی پردہ درویشی میں چھپا ہوا نہ لیتا اپنے دامِ افتادوں کو یوں سناتا ہے کہ اجی سُن لو! ہمارا مذہب تو عشق ہے۔ اور مذہبِ عشق کا مسئلہ یہ ہے کہ

مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر از یں گنہ نیست
تو ہم کیونکر کسی کو کافر بے دین کہہ کر اُس کا دل دکھائیں۔ ہمارے مذہب عشق میں تو کسی کا دل دکھانے

کے سوا کوئی بات گناہ ہی نہیں۔ اور جو زندہ و الحاد ہی تک کھل کر معاذ اللہ پہنچ گئے ہیں۔ وہ تو معاذ اللہ یہاں تک جلتے ہیں کہ سب ہی تو ہے۔ اُسکے سولے کون، کافر بھی ہی مسلمان بھی وہی، وہابی بھی وہی سنی بھی ہی، کفر بھی وہی اسلام بھی وہی، ظلمت بھی وہی نور بھی وہی، عہد بھی ہی مجاہد بھی ہی، مخلوق بھی ہی خالق بھی ہی۔ تو پھر ہم کس کو کافر کہیں، کس کو مسلمان سمجھیں۔ اب ان آدم رو ابلیسوں سے کون کہے کہ بے دینو! تو حید ایمان ہے، وحدت حق ہے اتحاد کفر ہے۔ وحدت تو اکابر اولیائے کرام و اعظم عرفائے اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ ہے۔ اور انھیں حضرات صوفیہ نقض اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ سراسر حال ہے۔ قال میں نہیں آسکتا۔ اس کا جس قدر خلاصہ الفاظ میں آسکتا ہے جو اگرچہ اس کے مفہوم کو کما حقہ ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن مسئلہ وحدت کی ایک گونہ تقریب الی الفہم کرتا ہے صرف یہ ہے کہ وجود واحد موجود واحد باقی جو کچھ ہے سب اسنی کے مجالی و مزیایا و مظاہر و ظلال ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کل شیء ہالک الا وجہہ۔

وحدة الوجود کا روشن اور واضح بیان حضور پرنور ایمان اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا علیہ السلام بقدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام "التلطف بجواب مسائل لتصوف" (۱۲ھ ۱۳) و رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام "تاریخی کشف حقائق و اسرار دقائق" (۸ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہو۔ وحدت تو وحدت ہی ہے بے ایوان و نام تم تو توحید سے بھی محروم ہو۔ توحید کے معنی میں معبود اور واجب الوجود ہونے میں اللہ عز و جل کو وحدہ لا شریک ماننا اور تمہارا یہ ناپاک مسلک تو اتحاد ہے جو خالص کفر و الحاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جو رواد و مآں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گویا اور حلوہ دونوں ایک، فیر بنی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا گھٹ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضاء اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، حلال و حرام دونوں ایک، زنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے منہ کالا کرنا دونوں ایک، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تو یہ مسئلہ تمہارے دھرم میں صرف اسی لئے ہے کہ شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی سے بے قیدی اور اپنی نفسانی سیاحت کیلئے آزادی اور اللہ و رسول جل جلالہ و علیہ السلام کی تعلیمات علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی تکفیر شرعی سے بچکارا حاصل کر لو، یا ہر موقع و ہر محل میں اپنے اس ناپاک مسلک پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو؟ اگر پہلی صورت ہے تو تمہاری ابلیس پرستی دہریت پرستی ظاہر ہی ہے۔ اور اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو کھلم کھلا عمل پیر ہونے سے کیوں انکار ہے؟ کسی میدان کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دیکر مجمع عام میں اپنی اس ابلیسی چیز توحید کے تماشے دکھاؤ، خلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ، شربت کے بدلے پیتاب

نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن، بیٹی، جو رو کے ماتھوں پر چلی قلم سے، اوقف فی سبیل الشیطان کا سائن بورڈ لکھو اگر برسرِ میدان چہراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں ”وقف فی سبیل ابلیس“ کا بلا لگو اگر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کیلئے خود بھی وقف ہوجاؤ۔ اُو اپنی ماں بہن بیٹی جو رو کو اپنی چہر تو حید کی تبلیغ کیلئے وقف کرو۔ آخر بابیوں کی قرۃ العین نے بھی تو موقع اُٹھا کر مردوں عورتوں کو بابت کی تبلیغ کی تھی۔ اور اُمتِ لیکھے کے سیاسی پیغمبر مسٹر جینا نے بھی اپنے لیسگی اُمّتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کیلئے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔ تمہارے دھرم میں سب وہی تو ہے۔ پھر اپنی چہر تو حید کی اس تبلیغ عام سے گریز کی کیوں ٹھہراؤ۔ اور تمہارے دھرم میں ابلیس و شیطان بھی تو وہی ہے تو اس کے نام پر بھی ہر گز مت گھبراؤ۔ اور تمہارے اس ناپاک مسلک پر میدان اور میدان کے سارے تماشا بھی تو سب وہی ہیں۔ تو مجمع عام میں برسرِ میدان اپنی چہر تو حید کے یہ انوکھے نرالے تماشے دکھانے سے بھی ہر گز مت فرماؤ۔ اپنی ناپاک چہر تو حید کی اور سب دُسر بادا میں تو شاید کمال بے حیائی دکھانے کیلئے کوئی مفت خوار نو گرفتار ہزار افتخار طیار بھی ہو جائے لیکن اپنے کھانے کا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کیونکر دے سکے گا۔ کَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ اَکْبَرُ لَوْ کَانَوَا یَعْلَمُوْنَ۔

پیارے سنی مسلمانو! بنظر انصاف ملاحظہ فرماؤ۔ یہ ہے ان مکار صوفی نما شیطانوں کی چہر تو حید جس کے پیروے میں یہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے کفر و ارتداد کو چھپاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس ابلیسی چہر تو حید کا جواب مفصل ردّ قاهر فقیر کے رسالہ مبارکہ ”مسمیٰ بنام تاریخی بدالیونی سکوت عجز گریز مہوت“ (۳۹ ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہو۔

پیارے سنی مسلمانو! ان انسان صورت شیطانوں کی اس ابلیسی چہر تو حید کو پیر نیچر کی ”تکذیب القرآن“ صفحہ ۲۹ والی عبارت ملعونہ سے جو ردّ نیا چہرہ میں گزر چکی ملا کر دیکھو۔ الحاد و بے دینی و زندہ دہریت کا کھلا ہوا نتیجہ دینے کے لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی فرق ہے؛ جب معاذ اللہ سب ہی وہ ہے تو پھر کیسا کفر کیسا اسلام، کہاں کی دہریت کہاں کا ایمان۔ والعیاذ باللہ العزیز المستعان بہ الثقة و علیہ التکلان۔

یہ شعر کہ ”مباش درپے آزار و ہرجہ خواہی کُن“ کہ در شریعت ماخرازیں گئی ہے نیست، ہرگز حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یا کسی اور ولی اللہ کا کلام نہیں۔ یقیناً کسی زندیق کا افتراء الحاق ہے۔ ایسی کھلی ہوئی دہریت جو اس سے آشکار ہے ولی اللہ تو ولی اللہ کوئی مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ ”دل آزاری کے سوا کوئی فعل گناہ ہی نہیں“ اور اگر بالفرض حضرت حافظ علیہ الرحمہ ہی کا یہ شعر ہو تو اس کے ظاہری معنی اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ آزار سے مراد ناراض کرنا ہوگا۔ اور کفر و شرک سے لیکر مکروہ تحریمی تک درجہ بدرجہ ہر فعل ایسا ہے جو اللہ

و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہے۔ تو اب اس معنی پر یہ شعر مجملہ منہیات شرعیہ کو حاوی ہو گیا۔ کہ اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ناراضی کے مقابلے میں غیر کی ناراضی ناقابل اعتنا اور کالعدم ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہو گیا کہ اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو ناراض کرنے کے سوا کسی اور چیز کا نام ہماری شریعت مطہرہ میں گناہ ہے ہی نہیں۔ اب یہ شعر اس معنی میں یقیناً حق ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی انکو مسلمان کہنا، اُن کو کافر کہنے سے زبان روکنا، اُن پر شرعی فتوے کفر دینے کو اُن کی ناحق دل آزاری بتانا یقیناً اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ناراضی کا قطعی سبب اور خود کفر و ارتداد ہے جو تمام گناہوں میں سب سے بدترین گناہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی طرح یہ شعر بھی کہ ۷

آسائش دو گیتی تفصیل میں دُخرف ست باد و ستال تلطف باد دشمنان مدارا

صرف مسلمان دوستوں اور ایمان دار دشمنوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہرگز کفار و مشرکین و مرتدین کو عام نہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں جو لوگ تمہارے ساتھ دوستی کریں اُن کے ساتھ مہربانی رکھو۔ اور جو مسلمان بھائی کسی دنیوی منازعت یا ذاتی مخالفت کے سبب تمہارے دشمن ہو گئے ہوں اُن کی مدارات کرو۔ تو تم کو اُس حُب فی اللہ کے طفیل دونوں جہاں کا آرام عطا فرمایا جائیگا۔ اور اگر اس شعر کو کفار و مشرکین و مرتدین کیلئے بھی عام رکھا جائے تو خالص کفر و بے دینی ہو جائیگا۔ پھر قرآن پاک حدیث شریف کے روشن و واضح نصوص جلیلہ کے مقابلے میں کسی جاہل مجہول شعر گو کا بے باکانہ جاہلانہ افتراء الحاقی شعر مسلمان کے لئے کیا قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اول تو حضرت حافظ علیہ الرحمہ کے اس شعر کے معنی ہرگز وہ نہیں جو پیر و مرشد صوفی کہلانے والے صلیحی نے گڑھے۔ بلکہ یقیناً صرف مسلمانوں ہی کے حق میں مخصوص ہے کما بینا اور اگر بالفرض وہ عام معنی ہی اس شعر کی مراد ہوں تو یقیناً یہ شعر کسی جاہل بے باک کا الحاق ناپاک ہے۔ اسی طرح یہ ناپاک شعر بھی حافظ اگر وصل خواہی صلیح کُن با خاص علم با مسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام

ہرگز ہرگز ہرگز حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نہیں۔ اُن کے سارے دیوان میں اس نجس شعر کا ہرگز پتہ نہیں۔ حافظ شیرازی تو ولی اللہ و عارف باللہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی ہرگز ایسا کفر نہیں بک سکتا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور بُت پرستوں کے ساتھ بُت کی پوجا کرو تو معاذ اللہ و صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نصیب ہو گا۔ البتہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جلیلہ بنی رادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ

ایسے ہیں جو پیری فقری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے معنی تو ہیں راستہ راستہ کی اسے ضرورت ہوتی ہے جو منزل مقصود کی طرف چل رہا ہے۔ مگر جو اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا اسکو اب راستے کی ضرورت کیا رہی۔ ہم تو پہنچ چکے اب ہم کو شریعت کی حاجت نہیں۔ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ صدقوا والله لقد وصلوا ولكن الى آيين الى سقر یعنی انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم بے شک وہ پہنچ گئے لیکن کہاں تک پہنچے؟ جہنم تک۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اگر وصل کے وہی معنی اس شعر میں بھی مراد لئے جائیں تو کسی جاہل بے قید کے اس جاہلانہ شعر کے معنی بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔ کہ اے حافظ اگر جہنم کا وصل تو چاہتا ہے تو ہر ایک خاص و عام کے ساتھ صلح کر لے۔ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اور مہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ اپنے آپکو سب سے بدتر سمجھنے کے الفاظ جو بعض عرفا کے کلام میں وارد ہوئے ہیں اُس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بحیثیت اعتقاد اپنے آپکو کافروں مشرکوں مرتدوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ یہ تو اپنے آپکو کافروں مرتدوں سے بدتر سمجھنا نہ ہوا، بلکہ اپنے ایمان و اسلام کو کفار و مشرکین مرتدین کے کفر و شرک و ازداد سے بدتر ٹھہرانا ہوا۔ وما هو الا زندقۃ والحاد لا یکن ان یتفوا بہ مومن صحیح الاعتقاد ۛ فلما ظنک بالعرفاء الاحقاد ۛ والعیاذ باللہ الملک الجواد ۛ

بلکہ حسرت دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم میں مشتاقانِ جمالِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے اس اندازِ بیان سے اپنی تڑپ اور بے چینی اور بھڑکاری کو ظاہر کیا ہے کہ کفار و مشرکین دنیا ہی میں اُن کے آلہ باطلہ کا وصال نصیب ہو جس کو انھوں نے اپنا مقصود سمجھ رکھا ہے۔ اُن کو اس بارے میں سکون و اطمینان حاصل ہے۔ اور دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے تمنائی انتظارِ قیامت میں تڑپ رہے ہیں بے چین اور مضطرب ہیں۔ تو قطع نظر اس سے کہ کفار و مشرکین کو اُن کے اس دنیوی سکون و اطمینان کے بدلے ہمیشہ کا عذابِ نار ہوگا۔ اور دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی تمنائی تڑپ تڑپ کر جان دینے والا ابدی راحتوں اور نعیمِ مقیم کا سہارا ہوگا۔ صرف اسی دنیوی ظاہری سکون و اضطراب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے والے سے اُس کا حال بہتر نظر آئے گا جو چین اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ یہ قول گویا اس حدیث شریف کا ترجمان ہوا کہ فرمایا گیا الدنیا سجن المؤمن و جنة الکافر یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ دیکھنے میں بظاہر اس شخص کا حال جو آزادی سے باغ میں رہتا ہو قیدی کے حال سے بہتر ہی نظر آئے گا۔ کہ یہ تڑپ تڑپ کر اپنی قید کے دن گزارا

رہا ہے۔ اگرچہ درحقیقت یہ اس کے حق میں رحمت و نعمت اور وہ اُس کیلئے مہلت و نعمت ہے۔
اِن جاہل صوفی نامگمراہ گروں سے کون کہے کہ ہے

توحیدانی زبانِ مرغیاں را : کہ ندیدی گہے سلیمان را

تو اب جو شخص دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی حسرت و آرزو
میں تڑپ تڑپ کر دنیوی زندگی کے دن گزار رہا ہو اور ہر وقت اسی انتظار میں ہو کہ کب میں بتوفیق اللہ
تعالیٰ ایمان کے ساتھ دنیا کے اس جیل خانے سے باہر نکلوں اور میرا زمانہ فراق ختم ہو جو زبانِ حال سے
برابر یوں عرض کر رہا ہو جس طرح حضور پُر نور امام اہل سنت و مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت علیہم السلام
مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ
عنه وارضاه عنارضی عنابہ کمال سوز و گداز مالک کو نین محبوب ربُّ المشرقیین والمغربین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و علیٰ آلہ وسلم فی الملوین کی سرکارِ کرم میں عرض کرتے ہیں :

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے : کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظر رہ تیرا
وہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شان میں تنقیص و تکذیب کرنیوالوں
کے کلماتِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر متدبہ گننے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے گا، ہرگز ان کے کفر و ارتداد
پر اپنی صوفیت کا پردہ نہیں ڈالے گا کہ ایسا کرنے والا تو معاذ اللہ کافر متدبہ ملعون اور دیدارِ الہی سے ہمیشہ کیلئے
محروم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ و انھم عن ربھم یومئذ لمدحجون ۰ یعنی اور بیشک کفار
اپنے رب کے دیدار سے اُس دن محروم ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بد مذہبوں، بے دینوں مرتدوں کے اقوال کفریہ کا رد کرنا خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیٰ آلہ وسلم کی شانِ عالی میں توہین و تکذیب کرنے والوں کی مذمتیں اور اُن کی برائیاں بیان کرنا، اُن کے اقوال
خبیثہ کے مطابق اُن پر بد مذہب گمراہ کافر متدبہ بے دین ہونے کے احکام شرعیہ صادر کرنا ہرگز مولویوں کا جھگڑا
نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا پاک کلام قدیم اُس کا پیارا قرآن عظیم ان امور سے بے نیاز ہے۔ تو ان صلی اللہ
پر نماز قراؤں کے اس قول کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے کلام مجید میں معاذ اللہ جھگڑے بھرے ہوئے
ہیں۔ ان مرشد نماذ کو اُن کو اللہ اللہ کرنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ قرآنی جھگڑوں کی طرف توجہ
بھی کر سکیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

سب پیروں کے پیر اور جملہ میروں کے میر پیر پیراں میر میراں حضور پُر نور قطب الاقطاب غوث الاعظم
سیدنا الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسینی الحسینی الحمیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنارضی عنابہ

سے بڑھ کر کون سا اللہ اللہ کرنے والا پیر فقیر ہوگا۔ جن کا قدم باجماع تمام اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گردنوں پر ہے۔ خود سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب مستطاب "غنیۃ الطالبین" شریف تصنیف فرمائی۔ اور مسلمان کہلانے والوں میں جس قدر گمراہ بد مذہب مرتد فرقے اس وقت تک پیدا ہو چکے تھے اُن سب کے عقائد کفر و ضلال نقل فرما کر اُن پر صاف صاف احکام شرعیہ صادر فرما دیئے۔ پھر کیا اُن کے اللہ اللہ کرنے میں کچھ کمی آگئی یا اُن کے مراتب ولایت میں معاذ اللہ کچھ فرق پڑ گیا۔ حاشا! بلکہ ہوا یہ کہ خود اُن کے بابا جان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دین پاک نے اُن سے آکر فرما دیا کہ تم نے مجھ کو زندہ کر دیا، تم محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ حضرت امام محبت الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنی کتاب "تصفوف" احیاء العلوم، شریف میں بد مذہبوں، بد دینوں پر غلظت و شدت کے احکام شرعیہ بیان فرمائے۔ کیا اس سے اُن کی صوفیت میں کچھ نقصان آگیا، حاشا! بلکہ اُنھیں علمائے ربانی و اولیائے حقانی نے حجت الاسلام و حکم الامۃ المحمدیہ مان لیا۔ اور اگر ان صلح کلی متشیخین کو اتنی لیاقت نہیں کہ ان عربی کتابوں کو دیکھیں سمجھیں۔ تو چند اشارہ ثنوی شریف کے ہم اس فتوے میں نقل کرتے ہیں۔

رَوُا شَدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ بَاشْ خَاکِ بَرْدِ لَدَارِیْ اَغْبَارِ پَاشْ

اسی میں فرماتے ہیں۔

دور شو از اختلاط یاربُدد یاربُدد ترو بود از ماربُدد

ماربُدد تنہا ہمیں ہر جاں زند یاربُدد ہر جاں و ہر ایمان زند

اسی میں فرماتے ہیں۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اے راہِ حق پر چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال۔ بد مذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بد مذہب دوست تو زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن بد مذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنادے گی بد کی صحبت تجھے بد بنادے گی۔ کیا یہ تصوف کی تعلیمات نہیں۔ کیا مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اشعار میں اللہ اللہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیا اُن کی ولایت میں اس سے کچھ کمی آگئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان صوفی صورتوں، بلیس سیرتوں کا اس ضروری دینی مسئلے پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص اُن کو مسلمان کہے یا اُن پر شرعی حکم کفر سنانے کو جھگڑا بتائے وہ خوب بے ایمان ہے مسلمان ہی نہیں۔ اور ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں اور اکارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُ
الظَّمَانُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْعًا
وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ
الْحِسَابِ ۝

یعنی اور وہ لوگ جنھیں اللہ نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے
دھوپ میں چمکارتا کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب
اس کے پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا تو
اُس نے اس کا حساب بھر لور دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرضوان السجانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب
نمبر ۳۴ صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں۔

استدلال و کشف ہر چند مخالف شریعت مست مردودست کل
حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فہو زندقہ۔

یعنی استدلال اور کشف جو کچھ بھی شریعت مطہرہ کے خلاف ہو
مردود ہے جس حقیقت کو بھی شریعت تمدد مردود فرمادے تو وہ زندقہ
اور بے دینی ہے۔

پھر اسی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۱۲ میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

کار آنت کہ بر عطا کبر الہست جماعت متحقق کریم۔ باین دولت
کہ اگر احوال و مواجید عطا فرمایند منت می داریم والا ہمیں دولت
را کافی میدانیم چوں ایں ہست ہمہ ہست۔

یعنی اصل کام تو یہی ہے کہ اہلسنت جماعت کے عقیدوں پر ہم
ثابت و مستقیم ہو جائیں اس دولت کے ساتھ اگر جد حال کی دولتیں
عطا فرمائیں تو ہم احسان مانیں گے ورنہ صرف اسی دولت سنیت کو ہم
کافی جانتے ہیں۔ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے۔

و جد و حال کی جو کیفیتیں اس نجات پانینولے فرقہ الہست کے عقیدہ
پر ثبات و استقامت کے بغیر حاصل ہوں ہم اسے استدراج کے
سوا کچھ نہیں جانتے ہیں اور اسکو خرابی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ہیں
اور اس مستحق نجات فرقے کے اتباع کی دولت کے ساتھ جو کچھ بھی عطا
فرمائیں تو ہم احسان مانتے اور شکر بجالاتے ہیں۔ اور اگر صرف
یہی دولت اتباع فرقہ الہست عطا فرمائیں اور طریقت کا حال تصوف کا وجد وغیرہ کچھ بھی نہ دیں تو ہم کچھ پردہ نہیں رکھتے
ہیں اور اسی پر ہم راضی ہیں۔

لہذا عزوجل کی طرف سے اس کے نافرمان بندوں کو جو دھیل دی جاتی ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پھر اسی مکتوب شریف میں صفحہ ۱۳۲ پر فرماتے ہیں۔

مصدق صحت کشف والہام مطابقت سے باعلوم علمائے اہلسنت۔ اگر سر
موسے مخالفت سے ازدارہ صواب بیرون است هذا هو العلم الصحيح
والحق الصريح فماذا بعد الحق الا الضلل۔

ہو اگر ایک بال بزرگ ان سے مخالف ہے تو دارہ صحت سے باہر ہے۔ یہی علم صحیح اور حق صحت ہے تو حق کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔

پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۵، صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں

آنچه بر ما و شما لازم است تصحيح عقائد مست بقتضائے کتاب سنت
بر نہجیہ علمائے اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعيہم از کتاب و سنت
آن عقائد را نصیدہ اند و از انجا اخذ کردہ۔ چہ ہمیدین ما و شما از خبر
اعتبار سا قط مست اگر موافق افہام این بزرگوں باشد۔ زیر کہ ہر متبع
و ضال احکام باطلہ خود را از کتاب سنت می ہمید و از انجا اخذ می نماید۔
و الحال انہ لا یعنی من الحق شیئا۔

قرآن حدیث ہی سے سمجھنے کا اذکار کرنا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے حالانکہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔
پھر فرماتے ہیں۔

ثانیاً علم باحکام شرعیہ است از حلال و حرام و فرض و واجب ثالثاً
عمل بمقتضائے این علم است۔ رابعاً طریق تصفیہ تزکیہ کہ مخصوص
بصوفیہ کرام است قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ تا صحیح عقائد نہ نمایند علم
باحکام شرعیہ فائدہ نمی دہد۔ و تا این ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید۔
و تا این ہر سہ میسر نہ گردند حصول تصفیہ تزکیہ محال است۔

اوجب تک یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہونگی عمل کچھ مفید نہ ہوگا۔ اوجب تک یہ تینوں باتیں میسر نہ ہونگی قلب و روح کا تصفیہ تزکیہ ناممکن ہے۔
پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۹۳، صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں۔

نخستین ضروریات برابر باب تکلیف تصحيح عقائد مست بروقف
آرائے علمائے اہلسنت جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعيہم کہ نجات
آخری و البتہ اتباع آرائے صواب نمائے این بزرگوں است
و فردا ناریہم ایسا اتباع ایسا۔ و ایسا نہ کہ بطریق آل سرور و اصحاب آل سرور

یعنی عاقل بالغ پر جو سب پہلا فرض ہے وہ یہ ہے کہ حضرات علمائے
اہلسنت جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعيہم کی تحقیقات کے موافق اپنے عقیدے
کو درست کرے کہ نجات آخری انھیں عقائد صحیح کے اتباع سے البتہ
اور نجات پانیوالے وہی حضرات اور انھیں بزرگوں کا اتباع کرنیوالے

اندر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیما علیہم و علیٰ آلہم و علیٰ جمیعہم و انہم لکلمہ
از کتاب سنت مستفاد نہ تھا۔ معتبر اند کہ اس بزرگواران از کتاب سنت
اخذ کردہ اند و فہمیدہ زیر اگر ہر بتدرع و ضال عقائد فاسدہ خود را بزرگ
فاسد خود از کتاب سنت اخذی کنند پس ہر معنی از معانی مفہومہ
ازینہا معتبر نہ باشد۔
گمان فاسد میں اپنے عقائد فاسدہ کو قرآن و حدیث سے حاصل کرتا ہے۔ تو قرآن حدیث سے سمجھ میں آئے تو لے تمام معانی میں سے
ہر ایک معنی کا اعتبار نہ ہوگا۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔

از حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ منقول است کہ می فرمودند
کہ اگر تمام احوال و مواجید را بامہند و تحقیق را با بقائد اہلسنت
جماعت متحلی سازند جز خرابی ہیچ نمی دایم و اگر تمام خرابیاں را بر جامع کنند و
حقیقت را با بقائد اہلسنت جماعت بنوازند ہیچ باکے نہ داریم۔
یعنی حضرت عبداللہ خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے
تھے کہ اگر مواجید و حالات کشف الہامات و خوارق عادات سب کچھ ہم کو
دیں اور ہماری حقیقت کو اہلسنت جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو
ہمیں خرابی کے ہوا کچھ نظر نہ آئے گا اور اگر تمام خرابیوں پر یاد دہان کریں تو
اور ہماری حقیقت کو سنتوں کے عقیدوں کو آرازیں تو ہمیں کچھ پرواہ نہ ہوگی۔

پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۰۶ میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں۔

آں جا وجد و حال را تا میزان شرع نسجد بہ نیم جہت غمی خرد و کشف
الہامات را تا بر حرکت کتاب سنت نہ زند بہ نیم جوے غمی پسندیم مقصود
سلوک طہرین صوفیہ حصول از یاد یقین مت بہ عقائد شرعیہ
کہ حقیقت ایمان است و نیز حصول لیست در ادائے احکام فقہیہ
نہ امرے دیگر و راسے آں۔
یعنی مقام طریقت میں وجد و حال کو جب تک شریعت کی ترازو میں تول
نہیں لیتے ایک پیسے کے بچسویں حصے میں بھی نہیں خریدتے۔ اور کشف
والہام کو جینک قرآن و حدیث کی کسوٹی پر کس نہیں لیتے آدمے جو کے بدلے
میں بھی پسند نہیں کرتے۔ صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ پر سلوک
کا مقصود صرف یہی ہے کہ عقائد شرعیہ پر اور زیادہ یقین حاصل ہو جائے جو

ایمان کی حقیقت ہے۔ اور احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی بھی حاصل ہو جائے اس کے سوا کوئی اور بات مقصود نہیں۔

بعینہ یہی مضمون اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۰ میں صفحہ ۲۲۵ پر فرمایا۔

پھر اسی جلد کے مکتوب ۲۱۳ میں صفحہ ۲۱۸ پر ارشاد فرمایا۔

خلاصہ مواظوظ و زبدہ نصائح اخلاط و انبساط باطن تدین و ادب
تشریع است تدین و تشریع منوط بسلوک طریقہ حق اہلسنت جماعت
ست کہ فرقہ ناجیہ اند و میان سائر فرقہ اسلامیہ نجات بے متابعت
اس بزرگواران محال ست فلاں بے اتباع آراے اینہا متنع۔ دلائل
یعنی سارے وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا مختصر یہی ہے کہ دین دار
پابند شریعت لوگوں سے میل جول محبت رکھی جائے دین داری اور پابندی
شریعت تو اہلسنت جماعت کے طریقہ حق پر چلنے ہی کے ساتھ وابستہ
ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پانویہ الا یہی فرقہ ہے۔

عقلی و نقلی و کشفی بریں منہی شاہدست کہ احتمال خلف ندارد۔ و اگر معلوم شود کہ شخصہ برابر خرد از صراط مستقیم اس بزرگواران جدا افتاده است صحبت اورا ستم قابل باید دانست و مجالست اورا زہر انفعالی باید انگاشت۔ طالب علم ان بیباک از ہر فوت کہ باشد خصوصاً بنیاد ابتدا از صحبت اینہا نیز از ضروریات است و اس ہمہ فتنہ و فساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومی اس جماعت است کہ بواسطہ خطایم دنیوی آخرت خود را بر باد داده اند۔ اولئک الذین اشترو الضلالت بالہدی فما کرہت تجارتہم وما کافوا مہتدین۔ ابلیس لعین را شخصہ دید کہ آسودہ و فارغ البال رشتہ است و دست را از اغوا و اضلال کوتاہ کردہ۔ بہتر آل را پُر سید۔ لعین گفت عملے سو بایں وقت کار مرا کفایت کردہ اند و متکفل اغوا و اضلال گشتہ۔

بنیران بزرگواروں کی اتباع کے نجات محال ہے۔ اور بنیران کے عقائد کی پیروی کے فلاح ناممکن ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی ایسی دلیلیں اس معنی پر شاہد ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے اور اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رائی برابر بھی ان بزرگواروں کے سیدھے راستے سے الگ پڑ گیا ہے تو اسکی صحبت کو ستم قابل سمجھنا چاہیے۔ اور اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جانتا چاہئے۔ بے باک ملانے جس فرقے کے بھی ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ و فساد دین میں پیدا ہوا ہے انھیں بد مذہب ملانوں کی جماعت کی نحوست کے سبب سمجھوں نے دنیا کی تھوڑی سی حقیر۔ لونجی کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔ ابلیس ملعون کو ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بے فکر بیٹھا ہے اور بہکانے اور گمراہ کرنے سے ہاتھ روک لیا ہے۔ اس کا بھیہد پوچھا۔ ملعون بولا اس زمانے کے بد مذہب ملانوں نے مجھ کو بے فکر کر دیا ہے۔ اور انھوں نے گمراہ کرنے اور بہکانے کا سارا بوجھ اپنے ہی اوپر اٹھا لیا ہے۔ پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۹ میں صفحہ ۳۹۸ پر فرماتے ہیں۔

یعنی سند لانے اور اتباع کرنے کے لائق تو صرف علمائے اہلسنت ہی کے اقوال ہیں تو ان کے اقوال سے صوفیہ کا جو کلام موافق ہو گا قبول کیا جائیگا اور جو ان کے خلاف ہو گا نامقبول ہو گا۔ علاوہ اسکے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مستقیم حالات والے صوفیہ شریعت مطہرہ کی حد سے قطعاً تجاوز ہی نہیں کرتے نہ احوال و اعمال میں نہ اقوال و علوم و معارف میں اور یہ تم جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی رہ جاتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ حالات میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے خلل پڑ جاتا ہے۔ اور اگر حال سچا ہوتا تو شریعت حق کے خلاف نہ ہوتا۔ اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت زندقہ کی دلیل اور بے دینی کی علامت ہے۔ انتہائی بات جو اس بارے میں کہی جاسکتی

انما الصالح للحجة والتقليد اقوال العلماء من اهل السنة فما واقف اقوالہم من کلام الصوفیۃ یقبل وما خالفہم لا یقبل علی اننا نقول ان الصوفیۃ المستقیمۃ الاحوال لم یتجاوزوا الشریعۃ اصلاً فی الاحوال ولا فی الاعمال ولا فی الاقوال ولا فی العلوم والمعارف وتعلمون ان بقیۃ الخلاف مع الشریعۃ ناشئۃ عن سقم فی الحال وخلل فیہ ولو صدق الحال ما خالف الشریعۃ الحقۃ وبالجملة خلاف الشریعۃ دلیل الزندقۃ وعلامۃ الاتحاد غایۃ مافی الباب ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف للشریعۃ ناش

عن الکشف فی غلبۃ المال وسکر الوقت فهو معذور
وکشفہ غیر صحیح و غیر صالح للتقلید ینبغی
ان یحمل کلامہ ویصرف عن ظاہرہ فان
کلام السکار علی یحمل ویصرف عن ظاہرہ
لازم ہے کہ اُس کے کلام کے کوئی ایسے معنی لئے جائیں جو مخالف شریعت نہ ہوں اور ظاہری معنی کو اُسکی مراد قرار نہ دیا جائے، کیوں کہ
سکر والوں کے کلام سے اس کے ایسے مخفی معنی مراد لئے جاتے ہیں جو موافق شریعت ہوں۔ اور اُس کے خلاف شریعت ظاہری معنی
کو اُسکی مراد نہیں ٹھہرایا جاتا ہے۔

پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد دوم کے مکتوب نمبر ۶۶ میں صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں۔

ثبث اعتقاد کہ مخالف معتقدات اہلسنت ستہم قاتل ستہ۔
کہ بموت ابدی و عقاب سرمدی رساند۔ مہممت و مسالمت
در علی امید مغفرت دارد اما مہممت اعتقادی گنجائش مغفرت
نہ دارد۔
یعنی جو عقیدہ ستیوں کے عقائد کے مخالف ہے اُسکی گندگی نظر قابل
ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دوائی عقاب تک پہنچاتی ہے۔ علی میں مسستی
اور کابلی پر تو مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادات میں مہممت
پالیسی کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے۔

پھر اسی جلد دوم کے اسی مکتوب میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

پیغبر فرمودہ علی آلہ الصلاۃ والسلام بدرستی کہ بنی اسرائیل ہفتاد
ویک فرقہ شدہ بودند کہ ہر ایشان در نارند مگر یکے از ایشان و زود دست
کہ امت من بر ہفتاد و سہ فرقہ متفرق شوند کہ ہر ایشان در آتش باشند
مگر یک فرقہ پڑسیدند کہ آل فرقہ ناجیہ چہ کسانند فرمود علی آلہ
الصلاۃ والسلام آنانند کہ باشند بر مثل آنچه من برانم و اصحاب من
بر اند علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام۔ و آن یک فرقہ ناجیہ اہلسنت
و جماعت اند کہ ملتزم متابعت آل سرور علیہ و علی آلہ الصلاۃ
والسلام و متابعت اصحاب آل سرور علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام
اند اللهم ثبتنا علی معتقدات اہل السنۃ و
الجماعۃ و امتنانی زمرتهم و احشرتنا معهم ربنا
لا ترغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک
رحمۃ انک انت الوهاب

یعنی حضور پیغبر اسلام علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
بیشک بنی اسرائیل کے اکثر فرقے ہو گئے تھے کہ ایک فرقے کے
سوا وہ سب جہنمی ہیں اور عنقریب میری امت تہتر فرقوں پر ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائیگی کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب ناری ہیں۔ صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والے کون
لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ
ہیں جو اسی دین مذہب پر ہیں جس دین مذہب پر میں ہوں اور میرے
صحابہ ہیں۔ علی بنیا الکیرم و علی آلہ و علیہم الصلاۃ والسلام اور وہ نجات
پانے والا ایک فرقہ ہی اہلسنت و جماعت کا گروہ ہے۔ حضور نے حضور
علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام کی متابعت کا اور صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کی پیروی کا استناد کیا ہے اے اللہ ہر گروہ کو اہلسنت و جماعت
ہی کے عقیدوں پر ثابت رکھ اور انھیں کے گروہ میں ہم کو دنیا کے

اٹھا اور انھیں کے ساتھ ہمارا شرف فرما۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹھیرے نہ کہ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر کے شک تو ہی ہے بڑا دینے والا۔

پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۳۹ میں صفحہ ۱۴۹ پر فرماتے ہیں۔

کفار قریش چون اذکمال بے سادقتی و درجہ کجی اہل اسلام مبالغہ نمودند حضرت بنیامبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعضے از شعرائے اسلامیہ اس فرمودہ کہ جو کفار گونسا نمایند۔ آل شاعر و در حضور آل سرور علیہ وعلی آلہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیمات اکملہا بر بالے ممبری برآمد و اشعار جو کفار بر طای خواہند آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ و السلام می فرمود کہ روح القدس باد سمت ما و امیکہ جو کفار کی کنند۔

یعنی کفار قریش نے جب کمال بد بختی کے سبب مسلمانوں کی بد گوئی اور مذمت میں زیادتی کی تو حضور بنیامبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بعض اسلامی شاعروں کو حکم فرمایا کہ بد نصیب کافروں کی مذمت بیان کریں۔ وہ شاعر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سرکار میں ممبر پر کھڑے ہو کر تے تھے اور کافروں کی مذمت کے اشعار بر سر مجلس پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ روح القدس (حضر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کے ساتھ ہے جب تک وہ کافروں کے عیب اور ان کی برائیاں کرتا رہتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرضائی کی اس پچھلی عبارت شریفہ میں ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ ہے کہ

۱۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم یوم قریضۃ لحسان بن ثابت انھم المشرکین فان جبریل معک وکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول لحسان اجب عنی اللہم ایدہ بروح القدس۔

یعنی جنگ بنی قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکوں کی ہجو و مذمت کر کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے ساتھ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ حسان کی تائید روح القدس سے فرما۔

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم قال اھجوا قریشاً فانہ اشد علیہم من رشی النبل۔

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ روح القدس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ رسول جل جلالہ کے کافروں کی برائیاں ان کے عیوب بیان کر دے کہ بے شک یہ کام تیرے ہاتھ سے بھی زیادہ اُن پر سخت ہے۔

(رواہ مسلم عن سیدتنا عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۲۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدک ما ناحت عن اللہ ورسولہ وقال سمعت رسول

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ روح القدس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ رسول جل جلالہ کے

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقول ہجاءم حَسَنًا
فَشَقِیًّا وَاشْتَقِیًّا۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جانب سے اُن کے دشمنوں کے
ساتھ مخالفت و بدافعت کرتا رہتا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حَسَنان نے کافروں و مشرکوں کے عیوب اُن کی برائیوں کا بیان کیا
تو مسلمانوں کو اُس نے شفا دی اور اپنے آپ بھی شفاء اصل کی۔ (رواہ مسلم عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۴۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم یضع لِحَسَنان منبرًا فی المسجد یقوم علیہ
قائمًا یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیٰ آلہ وسلم او ینافخ ویقول رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان اللہ یؤید
حسان بروح القدس ما نافخ او فاخر عن رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کیلئے مسجد میں منبر بچھایا کرتے تھے کہ وہ اُس پر کھڑے ہو کر
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کافروں
مشرکوں پر مفاخر جمعیہ و نسبہ کا نظم میں بیان کرتے تھے یا کفار
و مشرکین کی بجز و مذمت میں نظمیں پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بیشک اللہ عز
وجل روح القدس سے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرماتا رہتا

ہے بیشک حسان میری طرف سے مفاخرت و منافحت کرتے رہتے ہیں۔ (رواہ البخاری عن سیدنا عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)
۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی۔
ان اللہ تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں تو جو نازل فرمایا ہے وہ
نازل فرمایا ہی دیا ہے؛ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے والشعراء یتبعہم الغاؤن ۝ المرثانہم فی کل
واد یہیمون ۝ وانہم یقولون ما لا یفعلون ۝ یعنی اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ
ہرنالے میں سرگواں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ (ترجمہ رضویہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شعراء حضرت کعب بن مالک حضرت حسان بن ثابت و حضرت
عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کفار و مشرکین کو اپنی نظموں میں جنگ و حرب
سے خوفناک کیا کرتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کفار و مشرکین کے لسانی و خاندانی عیوب اپنے قصیدوں
میں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار و مشرکین کو کفر و شرک پر شرم و غیرت اور
ننگ عار دلایا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عرض کا مطلب یہ تھا کہ کیا اس قسم کے اشعار
کہنا بھی ہمارے لئے ناجائز فرما دیا گیا؟ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان المؤمن یجاہد
بسيفه ولسانه والذی نفسی بیدہ لکائنًا ترمونہ بہ نضح النبل۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے فرمایا کہ بیشک ایمان والا اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ اُسکی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری

جان بیک تم اپنے اشعار کے ذریعے سے کافروں و مشرکوں کے دلوں پر تیر برساتے ہو۔ جس طرح تیروں سے انکوزخمی کرتے ہو۔ (رواہ فی شرح السنۃ عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی شعر گوئی صرف ان لوگوں کیلئے منع ہے جو گمراہی کے نالوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ایمان والے پابند شریعت شعرا تو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہیں۔ انھیں آیتوں کے بعد علی الاطلاق ارشاد ہوتا ہے۔

الا الذين امنوا وعملوا الصلحت وذكروا الله كثيرا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون۔
یعنی مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور کثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جانتا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ترجمہ رضویہ)

اس آیت کریمہ نے ارشاد فرمادیا کہ اشعار میں کفار و مشرکین کی مذمت و بوجہ کرنا اسلام اپنی سنیت کو ان کے دام مکرو فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔ یہ بھی جہاد باللسان ہے۔ ہم نے یہ پانچوں احادیث مبارکہ بھی اسد السنۃ ضرغام الملئکہ و صاف الجیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالنظر حب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مددی لکھنوی خطیب جامع مسجد مفتی اعظم ریاست پٹیا لہ (ادامہ اللہ بالفیض والفضل والجلالہ و نصیر ہم دائما علی جمیع اہل الکفر والفساد) کے فتوے مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "اربعین شدت" (۵۸ ھ ۱۳) سے نقل کی ہیں۔

اب بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرضوان الصمدانی کی ان عبارات کریمہ کے فوائد عظیمہ ملاحظہ ہوں۔

اولاً — پانچویں چھٹی ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر صوفی ہو یا کوئی اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت و جماعت دامت برکاتہم کی تحقیقات کے مطابق درست کرے۔ بغیر اس کے علم و عمل و سلوک سب باطل و مردود ہے۔

ثانیاً — پانچویں ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ائمہ دین و ملت و علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحقیقات کے خلاف جو شخص اپنی عقل سے قرآن و حدیث سے سمجھنا چاہے گا وہ بد مذہب و گمراہ ہو جائے گا بلکہ کتاب سنت کے مطالب کو حضرات علمائے اہل سنت ہی کے معتقدات و تحقیقات کے مطابق اخذ کرنا فرض ہے۔

ثالثاً — تیسری ساتویں گیارہویں چودھویں عبارتوں میں فرمادیا کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات کا سبب صرف اہل سنت و جماعت کا مقدس گروہ ہے۔

والعبارت میں فرمادیا کہ اہلسنت وجماعت کے ہوا مسلمان کہلانے والے جو بہتر فرقے ہیں ان سب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حدیث شریف میں ناری و جہنمی فرمایا ہے
خامساً — تیرہویں عبارت میں فرمادیا کہ مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف جو عقیدہ ہو اس کی خباثت ہمیشہ کی موت اور ابدی عذاب تک پہنچا دیا کرتی ہے۔

سادساً — گیارہویں عبارت میں فرمادیا کہ اگر کوئی شخص مذہب اہل سنت وجماعت سے رائی کے دانے کے برابر بھی جدا نظر آئے اس کی صحبت کو ستم قاتل اور اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو زہر افی سمجھو۔
سابعاً — اسی عبارت میں فرمادیا کہ ہر ایک بد مذہب فرقے کے ملانے دین کے چور ہیں دین میں جس قدر فتنے فسادات ہو رہے ہیں سب کا سبب انہیں کی منحوسیت ہے، ان کی صحبتوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

ثامناً — اسی عبارت میں فرمادیا کہ بد مذہب فرقوں کے ملانے ابلیس ملعون کے نائب ہیں جنہوں نے شیطان لعین کے کارِ تضلیل و اغوا کا سارا بار خود اپنے اوپر لیکر ابلیس کو آرام و بے فکری کے ساتھ بٹھا دیا ہے۔
تاسعاً — پندرہویں عبارت میں فرمادیا کہ اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے مذہبی ونبی وحبیب و نقائص نظم وشریعت تصنیف کرنا اور مسلمانوں کے مجمع میں مہر پر کھڑے ہو کر پڑھنا اور مسلمانوں کا اپنے مجموعوں بلکہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر ان کو سننا اس لئے کہ عوام اہل اسلام ان کو سن کر کفار و مشرکین اعدائے دین کے عقائد کفریہ و افعال نامرضیہ سے متنفر و بے زار ہوں اور اپنے دین مذہب کو ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت مجلیہ ہے۔

عاشراً — دوسری تیسری آٹھویں نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ کشف و کرامات و مواجید و حالات صرف وہی معتبر ہیں جو عقائد مذہب اہلسنت و احکام و مسائل شریعت کے مطابق اور موافق ہوں۔ اور جو امور بظاہر کشف و کرامت و مواجید و حالات نظر آتے ہوں لیکن مذہب اہلسنت کے خلاف یا شریعت مطہرہ کے مخالف ہوں وہ کشف و کرامات نہیں بلکہ خرابی و بربادی و اسدراج ہیں۔

جادی عشر — پہلی چوتھی بارہویں عبارتوں میں صاف فرمادیا کہ جو کشف و الہام شریعت مطہرہ کی خلاف ہو وہ مردود ہے، مگر اہی و بے دینی ہے۔

ثانی عشر — بارہویں عبارت میں فرمادیا کہ سچا صوفی احوال و افعال و اقوال و علوم و معارف میں کبھی شریعت مطہرہ کا مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔

ثالث عشر — اسی عبارت میں فرمادیا کہ اگر کسی سچے صوفی سے مشاہدہ تجلی الہی میں استغراق کے وقت

سُکرو بے خودی کے سبب ایسے کلمات صادر ہو جائیں جو بظاہر شریعتِ مطہرہ و مذہبِ اہلسنت کے خلاف نظر آئیں تو اُن کے ظاہری معنی مراد لینا حرام و ناجائز ہیں۔ بلکہ جب اس کی سچی صوفیت ثابت ہے تو اُس کے اس قسم کے کلمات کے ایسے معنی مراد لینا فرض ہیں جو اگرچہ بادی النظر میں اُن کلمات سے مفہوم نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ بعید غور و فکر اُن کلمات سے سمجھ میں آتے ہوں۔ لیکن شریعتِ مطہرہ و مذہبِ اہلسنت کے مخالف نہ ہوں۔

رابع عشر — نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ سلوکِ طریقی صوفیہ کا صرف یہی مقصود ہے کہ عفتِ اہلِ شرعیہ پر اور زامد یقین اور احکامِ فقہیہ کے بجالانے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اسکے سوا کچھ اور ہرگز مقصود نہیں۔
خامس عشر — چھٹی عبارت میں فرمادیا کہ صوفی جب تک عقائد میں سچا پکا سُنی مسلمان نہ ہوگا علمِ دین اسکو مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک احکامِ شریعت کا علم اُسے حاصل نہ ہوگا اُسے نفع نہ دے گا۔ اور جب تک احکامِ شرعیہ پر عمل نہ کرے گا ریا حضتوں جہادوں سے اُسے تصفیہٴ قلب و تزکیہٴ روح ہرگز حاصل نہ ہوگا۔

لہذا الحمد کہ ان عباراتِ شریفہ کا شمس فی نصف النہار واضح و آشکار ہو گیا کہ پیر کہلانے والا مسلمانوں کے سامنے صوفیت کے لباس میں آنے والا اگر مذہبِ اہلسنت و جماعت کے خلاف اور شریعتِ مطہرہ کا مخالف ہو تو وہ ہرگز نہ تو صوفی ہے نہ پیر۔ وہ ولی اللہ نہیں بلکہ ولی الشیطان ہے۔ وہ مرشدِ مسلمین نہیں نہ بادیِ مومنین بلکہ وہ دزدِ ایمان ہے اور ہرنو دین، نائبِ ابلیس یعنی ہے۔ اور مسلمانوں کے دین و ایمان کا عدو و مبین۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اس سلسلے کی تفصیلِ جلیل حضورِ پُر نور آقائے نعمت دریا کے رحمتِ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ اعظم فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب۔ قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی ”مقال عرفا باعزازِ شرع و علماء“ (۲۶ ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہو
سادس عشر — گیارہویں عبارت میں اپنی تمام شریفی کے جملہ و حظوظ کا خلاصہ اور اپنی ساری مبارک زندگی

کی تمام نصیحتوں کا عطر یہ ارشاد فرمایا کہ پابندِ شریعت و دیندار لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے، الفت و محبت رکھی جائے پابندیِ شریعت اور دینداری صرف مذہبِ اہلسنت و جماعت کی پیروی ہی پر منحصر و موقوف ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی و لا اُل قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بغیر اتباعِ مذہبِ اہلسنت کے نجاتِ محال اور کامیابی ناممکن ہے۔

جس شخص کے متعلق بھی معلوم ہو جائے کہ وہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عقائدِ اہلسنت و جماعت سے مخالفت نہ کرتا ہے اسکی صحبت کو قتل کر ڈالنے والا نہرِ صحیح ہے۔ اُس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہرِ جانیں۔ سُنی مسلمانوں کے مذہبی علماء کے سوا ہر ایک فرقے کے مُلّا نے دین کے چور ہیں۔ جملہ دینی فتنے تمام مذہبی فسادات اُسٹھیں بد مذہبِ مِلّاتوں کی نخوت کے سبب برپا ہو رہے ہیں۔ انھوں نے دنیا کی حقیر و ناجیز دولت کے لالچ میں بد مذہبی و لاد مذہبی یا مسلح کلیت اختیار کر لی ہے۔ وہ لوگ ابلیس ملعون کے نائب ہیں۔ جنھوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کے جملہ ابلیسی

کسی بندے کو کھرا کر دیکھا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو۔ حُبُّ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس تباہ نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور انا قیامت کے دن اس کیلئے نور و نجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اس کیلئے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے۔ مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنت سے اپنے حقوق کو جو اللہ تعالیٰ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں۔ اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے میری معافی کرالیں۔“

یہ مبارک وصیت مقدسہ پچیس محرم الحرام ۱۳۴۲ھ کو اپنی دنیوی حیات شریفہ میں اپنے مرشد برحق خاتم الاکابر حضور پر نور سیدنا شاہ آل رسول احمد قادری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے پچھلے عرس سراپا قدس میں ارشاد فرمائی تھی۔ قلی شریف کے وقت کا شانہ مبارک سے مستورات کو دوسرے مکان میں بھجوا کر لوگوں کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور۔ جس کے پورے ایک مہینے کے بعد جمعہ مبارک ۲۵ صفر مظفر ۱۳۴۲ھ کو درج کراٹیس منٹ پر امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دار فانی سے دارِ باقی کی طرف سفر فرمایا۔ ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں لوگوں کا اس روز ہلک ہلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ پھر مکتوب وصایا جو وصال شریف سے صرف دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود اپنے دست اقدس سے تحریر فرمائے۔ ان کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے والسلام۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۲ھ روز جمعہ مبارک۔ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ تعلیم خود بحالتِ صحت جو اس واللہ شہید ولہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ وبارک و سلم علی شفیع المذنبین والہ الطیبین وصحبہ المکرمین وابنہ وحبزہ الی ابد الابدین والحمد للہ رب العلمین ۵

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات مبارکہ میں یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے کہ پھر کچھ نہ تحریر فرمایا۔ یہ ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ نصائح کے خلاصہ۔ اور حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام حیات مبارکہ جمیع وصایا کے ملخص کا باہمی حسن تطابق۔ مشاہدہ اولین ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مبارکہ جس مضمون کا اجمال جلیل ہے۔ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مقدسہ اُسی کی مختصر تفصیل جلیل ہے۔ اللہ عزوجل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انھیں مقدس وصیتوں پر ثبات و تقیم کرنے کی ہم کو، ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں کو توفیق بخشے اور اس راستے میں کسی کی بھی شہرت علمی و شخصیت ظاہری نسبت نسبی و وجاہت عمومی وغیرہ کے پاس اور لحاظ کو ہمارے لئے سد راہ نہ ہونے دے اور وہی ہمارا معین و کفیل ہے اور ناصر و وکیل فذلہ الحمد و علیٰ حبیبہ و آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ و مجدد دینہ و محیی ملتہ و اولیاء امتہ و علماء شریعتہ و علینا و علیٰ سائر اہل سنتہ و جماعتہ اتعرا الصلوات وادوم التسلیات بالتعظیم و التمجیل آمین۔

الحمد للرب العالمین! کہ ٹھیک دو پہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زائر روشن طور پر ثبات ہو گیا کہ حق کو حضرات علمائے اہلسنت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصر ہم کا مسلک بالکل حق و درست و صحیح اور صلیح کلی پیر نما ٹھگوں کا ہر ایک مغالطہ فیض و تبیح ہے۔ اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ اس شعر کے مہدق ہیں کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

صلح کلیوں کے اور دوسرے مکروں اور عذروں کا مفصل ردِ قاهر حضور پُر نور امام اہلسنت مجدد اعظم علیہ السلام قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب سنی بنام ”تہدیان بآیات قرآن“ (۲۶/۱۳) میں ملاحظہ ہو۔ بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں پر فرض عین ہے کہ ان سب قسموں کے صلح کلیوں سے دور و نفور رہیں تاکہ بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اُن کے دین و ایمان ان کے حملوں سے بچیں۔ ان ارید الاصلاح ما استطعت و ما تو فنیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵

در حقیقت صلح کلیت ہر بد مذہبی کی جڑ، ہر سیدنی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ، اپنے بھائی بہن، اپنے بیوی بچوں کے دشمنوں اور اُن کو گالیاں دینے والوں سے نفرت و بیزاری رکھے، اُن سے بغض و عداوت برتے، اُن کی گالیوں کے بدلے گالیاں بکے یہ سب تو جائز ہے۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی رضا کیلئے جو شخص اُن کے دشمنوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے حکم

شریعت علیحدگی و مجانبت بیزاری و نفرت ایسوں کے ساتھ شرعی بغض و عداوت رکھے، اُن کی ملعون گستاخیوں کا رد کرے وہ منت نہ کرے، جھگڑا ہو، بدگوئی ہو، بے تہذیبی ہو، اُن سینوں کو تیز و غیر مہذب اور ترقی ناپا فتنہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کون سے سچے ایمان دار کو ایسی ناپاک ملعون صلیکیت کے کفر و الحاد پہونے میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ایمان و قرآن تو یہ بتاتا ہے کہ جو شخص تمہارا دشمن ہو، تمہارے مال باپ کا عدو ہو، تمہارے کنبے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو، تمہاری جان کا خواہاں ہو، تم کو برا کہتا ہو، تمہیں گالیاں دیتا ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا دشمن و مخالف نہ ہو اور ایمان نہ رکھتا ہو تو اگرچہ اُس کی ناجائز دشمنیوں کا بروجہ شرعی انتقام لینا جائز ہے پھر بھی اگر صبر کر و اور اسکو بخش دو اس کی عداوت کے بدلے میں تم اُس کے ساتھ محبت کرو اُس کی گالیوں کے بدلے میں تم اُسے دعائیں دو تو یہ عند اللہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہارا کیسا ہی معظّم و محترم ہو تمہیں کتنا ہی محبوب و مکرّم ہو اگرچہ وہ تمہارا مولوی تمہارا مفتی تمہارا پیر تمہارا واعظ تمہارا اُستاد کہلاتا ہو اگرچہ وہ تمہارا لیڈر تمہارا اسپیکر تمہارا لیکچرار تمہارا ریفارمر بنکر پلیٹ فارم پر آتا ہو اگرچہ وہ تمہاری کیسی ہی ہمدردی و دلسوزی و امداد و اعانت کے گیت گاتا ہو۔ اگرچہ وہ تم پر کیسے ہی اکرام و احسان و انعام کی بارش برساتا ہو، اگرچہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے درحقیقت بھی وہ تمہارا رشتہ دار یا بھائی یا بیٹا یا باپ ہی ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں توہینیں اور گستاخیاں کرتا ہو، قرآن عظیم کی تہذیب احکام اسلامیہ پر تمسخر کرتا ہو اُس کے ساتھ بغض بروجہ شرعی رکھنا، اُس سے متفرق و بیزار رہنا، اُس کے کفر و اذیت کا پردہ چاک کرنا، اُس کے کافر مزہ نہ ہونے کو علی الاعلان مسلمانوں پر پیش کر دینا، اُس کے احسان انعام کو درحقیقت مکرو فریب کا جال سمجھنا، اس کی محبت کے بدلے میں اُس کے ساتھ شرعی عداوت رکھنا بقدر قدرت و حسب استطاعت تم پر فرض ہے۔ یہی احادیث مصطفویٰ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ کا ارشاد ہے۔ یہی صریح آیات قرآنیہ صریح و واضح مفاد ہے۔

آہ! کہ ان ظالم صلیکیوں نے اس ضروری دینی قرآنی حکم شرعی کو بالکل پلٹ دیا۔ ان بے ایمانوں نے یہ گڑھ لیا کہ اپنے دشمنوں سے تو دشمنی و عداوت نفرت و مجانبت اُن پر ردّ اُن کی اہانت سب کچھ جائز و صحیح۔ نہ تہذیب کے خلاف نہ اتفاق و اتحاد کا مخالف۔ لیکن خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ صلہ و اتحاد رکھنا اُن سے محبت و اُلفت برتناسب کچھ فرض؟ اور غضب بالائے غضب یہ کہ ان بے دین صلیکیوں کے مکلفین و مبلغین اسی ناپاک کفر کو جا بجا ناواقف اور جاہل عوام مسلمین کے سامنے حکم اسلامی اور فرض قرآنی بتاتے پھرتے ہیں۔ بس للظلمین بدلا ○ الا لعنة الله على الظلمين ○ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○ ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظلمون ○ انما یؤخرهم لیوم تشخص فیہ الابصار ○ والعیاذ باللہ الواحد

اراکینِ بزمِ قادری رضوی کانپور کے مسائلِ ذیل میں استفسار کرنے پر حضرت
نے یہ تحریر عنایت کی، جسے اراکین نے بشکلِ ارشاد ہر شائع کیا اور دیگو
علمائے کرام سے تصدیقات بھی حاصل کیں۔

مرتب

۷۸۶
۹۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیارے مذہبی بھائیو!

عزیزی دینی برادرو! ہر سنی مسلمان کیلئے بہت بڑی مصیبتِ عظمیٰ اور سخت ترین آفتِ بکریٰ یہ ہے
کہ اس کے پیارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی شانِ اقدس میں
گستاخی و توہین کی جائے۔ لیکن عاقل مسلمان کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ کسی مصیبت سے گھبرا کر خلافِ شریعت
امور کا ارتکاب کرنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ کالے بٹے لگانا، سیاہ جھنڈے اٹھانا، مکانوں اور دوکانوں پر
کالی جھنڈیاں نصب کرنا نصاریٰ اور سچیرہ کا شعار ہے۔ اس سے پرہیز کرنا مسلمان کو واجب ہے۔ ہڑتالیں
کرنا غریب مسلمانوں کی روزی کو نقصان پہنچانا ہے۔ بکیں و بے بس اور بے دست و پا، بے زور و زور نہتے
مسلمانوں کو حکومتِ وقت کے مقابل گولیاں کھانے کا مشورہ دینا، ان کو کسی باغیانہ تحریک کیلئے اشتعال
دلا نا حکومت سے ٹکرا جانے پر اکسانا مسلمانوں کی بدخواہی و تباہ کنی ہے جو شرعاً حرام ہے۔ سنی مسلمان بھائیوں کو
عموماً اور رضوی برادران کو خصوصاً متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے فتنہ و شر و فساد سے قطعاً علیحدہ رہیں، امن امان
کو مکمل طور پر قائم رکھیں۔ حکومتِ وقت کے خلاف ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے قطعاً پرہیز کریں۔ اپنے
گناہوں سے سچی توبہ کر کے جن احکامِ شرعیہ پر عمل کرتا اپنے اختیار اپنی استطاعت میں ہے ان کے مکمل طور پر بند
ہو جائیں۔ بالخصوص خلافِ شریعت افعال سے اجتناب اور حکمِ شرعی کے مطابق دائرہ کی حفاظت اور نمازوں
کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں۔ اور وہ مسلمان کہلانے والے کلمہ پڑھنے پڑھانے والے وہابیہ دیوبندیہ جو
اپنی تحریروں میں خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا ————— اس کے محبوب علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کا
علمِ غیب ہر جانور ہر پانگل ہر چارپائے کے لئے ثابت ————— حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کے
علم کو شیطان کے علم سے کم ————— حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا جل جلالہ کے آگے چارے بھی زیادہ
ذلیل ————— سب انبیاء اولیاء کو اس کے روبرو ناپیزدوں سے بھی کمتر ————— نماز کے اندر حضور
علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک لانے کو اپنی بی بی کے ساتھ جماع اور رندی کے ساتھ زنا کے تصویب سے

اور بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر جہاد تر اور شرک — بھان مٹیوں کے تماشاں اور جادو گروں کے جادو کو کمال و قوت میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھا ہوا — حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو چالیس سال کی عمر تک جملہ محاسن شریعہ سے بے خبر ایمان سے قطعاً ناواقف تہذیب سے میسر خالی — اور اس قسم کی گندی گھنٹی تو ہمیں نشانے کر کے غیر مسلم کہلانے والے کفار و مشرکین کو بھی بارگاہِ مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام میں دریدہ دہنی و بدزبانی کرنے کی ہمتیں برائیں دلا رہے ہیں۔ ان داڑھی والے کانٹوں مسلم نما مرتدوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر لیں۔ اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہِ کریم میں حضور سیدنا غوثِ اعظم سلطانِ بغداد و حضور سلطانِ ہند خواجہ اجیر و حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم کے واسطے اور وسیلے پیش کر کے خلوصِ قلب و صدقِ دل کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمام مسلمانانِ اہلسنت کیلئے مکمل امن و امان رکھیں۔ ہر قسم و شر و فساد سے ہمیشہ بچائیں۔ اور حکومتِ وقت جس کا اعلان ہے کہ وہ سیکولر اسٹیٹ یعنی ایک لازمی حکومت ہے اور وہ اپنے رعایا کے تمام مذہبوں کو یکساں فطر احترام سے دیکھتی ہے اس کو بھی توفیق دیں کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے۔ اور بارگاہِ رسالت پر جو مسلم یا غیر مسلم کہلانے والے دشمنوں کی طرف سے گستاخانہ حملے ہو چکے اور ہوتے رہے ہیں ان کا اپنے اعلان کے مطابق یکسر سد باب کر دے۔ والسلام علی اہل السنۃ والسلام۔

فقیر الباقی عبید الرضا محمد شمس سینیان خضر (سرپرست بزم قادری رضوی کانپور)

فقیر خشتی سید نیاز احمد خضر (ناظم اعلیٰ بزم قادری رضوی کانپور)

نیاز احمد قادری رضوی (صدر بزم قادری رضوی کانپور)

محمد سجاد حسین قادری رضوی (نائب ناظم و خازن بزم قادری رضوی کانپور)

محمد ابراہیم قادری رضوی (نائب صدر بزم قادری رضوی کانپور)

المشتاہ : اراکین بزم قادری رضوی کانپور حفظہم الرب الغفور عن الفتن والشرد (برقی پریس کانپور)

تصدیقات

از: حضور سرکار تلج العلماء علیہ الرحمة والرضوان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم خدا جل و علا و صلوٰۃ و سلام بر حبیبِ خدا و آل و اصحاب باصفا و سلام بر اہل اسلام کے بعد انجاء سوم

ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ دو شنبہ مبارکہ کو مجھے مطبوع اشتہار موصول ہوا۔ بزم قادری رضوی کا پور کا سنی بھائیوں کو ضروری اعلان موصول ہوا۔ میرا اور میری خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے اکابر کرام و مرشدان عالی مقام علیہم السلام سید المرسلین علیہم السلام و علیہم السلام و السلام کا یہ دین و مذہب و مسلک سلفاً و خلفاً عرب و عجم میں ان کے مبارک آستانوں سے قولاً و عملاً تحریراً و تقریراً شائع و مشہور و معلوم ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ و مشابہہم دوسرے مرتدین و مبتدعین لگے اور پچھلے سب حکم شریعت مطہرہ قطعاً اور یقیناً اجماعاً کفار مرتدین و ضالین و مبتدعین کے حسب عقائد ہم ہیں۔ جو شخص بھی ان کے عقائد کفر و بدعت پر مطلع ہو کر ان کو کفار و مرتدین و مبتدعین نہ جانے وہ بھی انہیں جنت کی رسی میں شرعاً بندھا ہوا ہے۔ ان سب سے مسلمانوں کو حسب وسعت ظاہری جسمانی طور پر بھی احتراز اور اجتناب شرعاً فرض و لازم اور قلبی نفرت کلی اور بے زاری قطعی تو فرض و لازم اہم ہے ہی اور لیڈری چالوں سے بھی جو غریب اور کمزور بے زر و بے پر مسلمانوں کیلئے مضر و مہلک ہیں۔ احتراز و اجتناب کی تاکید بھی اس خانقاہ عالیہ مطابقت حکم شریعت مطہرہ برابر ہوتی آئی ہے۔ اور اسی پر فقیر بھی بعونہ تعالیٰ عامل اور اسی کا اپنے احباب اہلسنت اور ہر دران قادریت و برکاتیت میں تا وسعت مبلغ ہے۔

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی محمدی احمدی قاسمی غفرلہ
از خانقاہ عالیہ برکاتیہ قادریہ بارہہ مطہرہ ۱۳۷۱ھ دو شنبہ مبارکہ

از: حضور سید العالم علیہ الرحمۃ والرضوان

۶۸۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

والاجاب بالانتساب بحر العلوم مناظر اعظم ہند زیدت فضا ملکم العلیا و علیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ
کہ فرمائے قدیم حاجی نور محمد عبدالستار قبیل نے مطبوع اشتہار بزم قادری رضوی کا پور کا سنی بھائیوں کو ضروری اعلان عنایت فرمایا
اس عنایت فراوان کیلئے اس گنہگار کا یہ ایمان قبول فرمائیے۔ بیشک ہر سنی مسلمان کیلئے ساری آفتوں میں
بڑی یہ آفت کہ معاذ اللہ رب العالمین حضور اقدس سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم
کی بارگاہ عرش اشتباہ میں گستاخی و توہین کی جائے یقیناً شکار نصاریٰ و نیا چرہ وغیرہم کفار و مرتدین و مبتدعین کا اختیاء
کرنا مسلمانوں کیلئے حکم شریعت مطہرہ حرام و گنہگار ہے۔ لاریب کہ برائے وہابیہ دیوبندیہ (جو اشتہار میں مذکور ہوئے)
اپنے اپنے عفت کفریہ قطعہ کی بن پر یقیناً کافر و مرتد ہیں ایسے کہ ان کے کفر و ارتداد پر اطلاع شرعی کے
بعد جو ان کے کفر و ارتداد میں شک بھی کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یقیناً مسلمانوں کو ایسی تدبیر کی طرف رغبت دلانا ہوا

ان کو تب ہی ویربادی کے حار میں ڈھکیل دیں شرعاً حرام ہے۔ ضرور مسلمانوں کو شریعتِ مطہرہ کی پابندی کی تاکید و تبلیغ کرنا حق و صواب ہے۔ بلا اذنیاب مسلمانوں کو حضراتِ محبوبانِ خدا برگزیدگانِ حق علیہم السلام کے وسیلے سے خدا و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہوں میں اپنی فریادیں پیش کرنے کی ترغیب تاکیدیجاء اور درست ہے۔ اور ان مقاصد میں یقیناً اشتہارِ مذکور صحیح و درست ہے۔ اور ان مقاصد کو سرتاپا غلط کہنا تلخ ترین ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و حبیبنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و بارک و سلم، فقیر ابو الحسنین آلی مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی لوری قاسمی

خادم آستانہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ و خطیب مسجد کھڑک بمبئی ۹

یازدہم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۲ء شنبہ

تصدیق: حضورِ محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

یہ بھی ایک آثارِ قیامت سے ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال و عزت اور سب سے بڑھ کر ان کے دین کی حفاظت کیلئے نیک و پاک مشورہ اور ان کو سیاست کی تباہ کاریوں سے بچا کر راہِ دین پر لگانے کے مقدس پیام کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کئے جائیں۔ اور نہ جانے وہ کس قسم کے بھولے بالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت میں جو پروپیگنڈے کا شکار ہو کر فتنہ و شروفساد میں پڑ جائیں۔ کیا اتنی سی بات سمجھنا دشوار ہے کہ دہائی دیوبندی کچھ مکانات کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا اور کوئی عالمِ دین باطل شکن مسلمانوں کا بدخواہ نہیں ہو سکتا بہر حال اشتہارِ راج بھی اسی طرح حق ہے جس طرح ابتدائے اسلام کے وقت حق تھا۔ مالِ مسلم جانِ مسلم عزتِ مسلم اور دینِ مسلم سب کو قرآنِ کریم و حدیث شریف میں قیمتی فرمایا گیا ہے اور شعارِ کفار و مشرکین سے بچنے کا حکم اُسی وقت سے چلا آرہا ہے۔

اس اشتہار کو پڑھ کر اور سمجھ کر جو کہے یہ اشتہار سرتاپا غلط ہے اگر یہ جسارت بر بنائے فریب خوردگی و نادانی ہے تو نہایت قبیح جہالت ہے اور اگر بر بنائے بد دینی و بے دینی ہے تو گھلی ہوئی ضلالت بلکہ بلا تاویل انکار احکامِ شریعت اور کفری بطالت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ، اذ ما عندی والعلم عند اللہ واللہ ورسولہ وسلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم فقط ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی کچھ چھ شریف ضلع فیض آباد

۲۰ ذی الحجہ الحرام ۱۳۶۱ھ

مہر شریف

حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان :-

الجواب صحیح والمجیب یحییٰ فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی حشری اشرفی غفرلہ

سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

حال پرنسپل جامعہ لطیفیہ بحر العلوم

کثیر بار ضلع پورہ بہار

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان :-

الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

فقیر ابوالظفر محمد رضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجذبی لکھنؤی

غفرلہ خطیب جامع مسجد مذکورہ بمبئی ۷۵

از: حضرت علامہ مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قیلہ

الجواب صحیح واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری برکاتی رضوی غفرلہ ربہ القوی۔

از: حضرت مولانا حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا

۹۲/۸۶۹ انه لقول فصل وما هو بالهزل۔ حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہ

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ صداقت رحمت منزل کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

تصدیق: اجل العلماء حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب قیلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

۹۲/۸۶۹ مولانا اعلیٰ الافضل، مکرنا الاجل الاجل حضرت مولانا المولوی المفتی الحاج الشاہ محمد اجمل دام فیضہ الائم الممل

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ "بزم قادری رضوی کانپور کاسنی بھائیوں کو ضروری اعلان" شائع ہونے پر دو باہرہ یونین

نے اس کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کر کے بھولے بالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت کے

درمیان فتنہ و شر و فساد برپا کر دیا۔ لہذا اشتہار مذکور خدمتِ عالی میں پیش کر کے جناب والا سے استفتا ہے

کہ یہ اشتہار شرعاً حق و صحیح و درست ہے یا نہیں۔ اور جو شخص کہے کہ یہ اشتہار ستر یا غلط ہے اس

پر کیا حکم شرعی ہے۔ جواب براہِ کرم جہاں تک ہو سکے جلد عنایت ہو۔ مینوالتو حروا۔

المستفتیان: اراکین بزم قادری رضوی کانپور۔

بزم قادری رضوی کا اشتہار بعنوان "سنی مسلمان بھائیوں کو ضروری اعلان" میں نے اول سے آخر تک پڑھا

اس اشتہار کا نہ نقطہ مضمون بلکہ کلمہ کلمہ لفظ لفظ شرعاً حق و صحیح و درست ہے اور اہل اسلام کیلئے نضاء، ملکی اور اپنی استطاعت و قوت وقتی کو مد نظر رکھتے ہوئے بہترین مشورہ اور عمدہ ترین شاہراہ ہے۔ اور اشتغال انگیز تحریکوں اور ناعاقبت اندیشوں کی بنیاد پر آنے والے زہریلے خطرات اور پریشان کن واقعات سے بچنے کیلئے نفیس ترین سپر اور قلعہ ہے اور مقتضائے آیت کریمہ لَا يَكِلُفُ الْاِنْسَانَ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کے اس کا حکم ہر مشورہ انمول موتی اور جواہر پیارہ ہے کہ اس میں مفقوتی صاحب نے ہر طرح وقت و استطاعت کی پورے طور پر نباطی کر کے بہترین تشخیص کی ہے اور قوم مسلم کے لئے بالکل مناسب اور انتہائی مفید وقتی نسخہ تجویز کیا ہے کہ جو ہر طرح کے خطر اور نقصان سے حفاظت کرنے والا اور صحیح شاہراہ پر لیجانے والا ہے۔ اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا انتہائی غیظ و غضب کی بنیاد پر اس کی قدر نہیں کی ہے تو اس غم و غصہ کے اثر جانے کے بعد جب وہ ٹھنڈے دل سے سوچے گا تو وقت اور نضاء اس کے حق اور درست کہنے پر اس کو مجبور کر دے گی۔ اور جن لوگوں نے محض فتنہ پردازوں اور اشتغال انگیزوں کی باتوں پر مشغول ہو کر اپنے آپ کو گرفتار کر لیا تھا اور وہ جیل سے معافی مانگ کر واپس ہوئے انھوں نے قوم کے چہروں پر کیسا بدنام سیاہ دھبہ لگا دیا جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہوا۔ لہذا یہ لوگ کاش اس اشتہار پر عمل کرتے تو انھیں یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا مولیٰ تعالیٰ ہمارے سنی بھائیوں کو عقل و فہم عطا فرمائے اور انھیں مفسدین کی فتنہ پردازیوں اور شرانگیزیوں سے محفوظ رکھے۔ یہ ساری گفتگو تو ہمارے برادرانِ اہلسنت سے تھی۔ اب رہے دیوبندی یہ تو سرکار رسالت میں تو ہمیں اور گستاخیاں کرنا ان کا تو عین مذہب ہے۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں صمد ہا تو ہمیں آمیز عبارات آج مطبوعہ موجود ہیں۔ جن میں سے اس اشتہار میں صرف ۸ عبارات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ تو ان دیوبندیوں کو سرکار رسالت کی توہین نہ کبھی ناگوار گذری نہ اب ناگوار ہے۔ ابھی تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گذرا کہ بالولائٹ کیل کی توہین رسالت پر ہر مقام پر صرف اہلسنت ہی نے پُر امن جلسے کئے اور رزولیشن پاس کر کے حکومت کو بھیجے۔ کسی جگہ سے دیوبندیوں کی کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ اور اس امر پر تریکا کی توہین پر بھی یہ ہرگز نہ ابھرتے۔ لیکن اخبار نئی دنیا دہلی نے جمعیتہ العلماء پر جب بہت لعن و طعن کیا تو اس پر محض یہ مقصد مد نظر رکھ کر اس توہین پر انتہائی غیظ و غضب دکھایا اور پرعوش مظاہرہ کیا کہ اس وقت ہم تو ہمیں رسالت پر مظاہرہ کر کے اور غم و غصہ کی پرعوش تقریریں کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرادیں گے کہ دیوبندی جمعیت تو توہین کرنے والوں سے بہت سخت بیزار ہے اور توہین پر جانی و مالی ہر طرح کی قربانی پیش کر رہی ہے لہذا عامۃ المسلمین کے تلوے سے خود ہماری توہین رسالت کا دھبہ دھل جائیگا۔ اور ہم عشاقانِ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار ہونے لگیں گے۔ پھر اس سے ہم تمام بھولے بے مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھانس

لیا کریں گے۔

اس اشتہار نے چونکہ ان کے مقصد پر پانی پھیر دیا اور ان کے توہین آمیز مضامین کی طرف اشارہ کر کے اُن کے عیب کو اور اُچھال دیا، اسی بنا پر دیوبندیوں نے اس اشتہار کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور بھولے بلے مسلمانوں میں فتنہ و فساد برپا کیا۔ درنہ اگر دیوبندیوں کی اس بات میں کہ وہ تو حسین رسالت کرنے والوں کے دشمن ہیں اور واقعی تو ہمیں رسالت انھیں ناگوار ہے اور وہ اس پر جانی و مالی قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہیں تو اکابر کی کتابوں تقویۃ الایمان — حفظ الایمان — براہین قاطعہ — تحذیر الناس — وغیرہ رسائل کی غت بند کریں اور اپنے اکابر کی توہین آمیز عبارات سے بیزاری کا اعلان کریں۔ اُن پر حکم شرعی صادر کریں تو دنیا اس فیصلے پر مجبور ہو جائیگی کہ دیوبندی اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ اور جب تک دیوبندی یہ کام نہیں کریں گے تو اُن کا امرت بستر یکا کے خلاف مظاہرہ کرنا اور غم و غصہ کا اظہار کرنا محض نمائش بلکہ دجل و فریب ہے۔ بلکہ اُن کے اس زائد جوش اور مظاہروں کا یہ غلط نتیجہ برآمد ہوا کہ خاص مرکز و ابیت سہا پنور میں اس توہین سے زائد شرمناک اور گندہ واقعہ ظہور میں آیا جو انصار بنیوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دیوبندیوں نے اس توہین پر کیا کارنامہ کیا اور ان کی چوٹی کی ذمہ دار ہستیوں نے جو حکومت میں دخیل ہیں کیا اپنی کرسی کو چھوڑ کر اپنے ظاہری غم و غصہ کا بھی کچھ مظاہرہ کیا؟ ہرگز نہیں ذرہ بھر نہیں۔ بلکہ اُن کے شیخ نے آخر یہی مضمون لکھا جو اس اشتہار کا مضمون و مفہوم ہے کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں اور پُرامن رہیں اور صبر و سکون سے کام لیں۔ تو اب دیوبندیوں کو چاہیے تھا کہ اپنے شیخ جی کے خلاف بھی پروپیگنڈہ کرتے اور فتنہ و فساد کرتے۔ مگر اب آنکھیں کھلیں اور اسی نتیجہ پر پہنچے جو اس بزم تادری کے اشتہار کا نظریہ تھا۔ اب ٹھوکر کھا کر عقل آئی۔ ہمارے سُنی بھائی اس سے سبق حاصل کریں اور اپنے اشتہار کی قدر کریں۔

اب باقی رہا اس شخص کا قول جو اس اشتہار کو سرتاپا غلط کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سُنی مسلمان تو ایسا ناپاک جملہ نہ کہے گا کہ اس کے عقیدے میں سرکار رسالت کی شان اقدس میں گستاخی و توہین بڑی مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت کبریٰ ہے اور خلافِ شریعت امور کا ارتکاب کرنا اور نصاریٰ وغیرہ گمراہوں کا شمار اختیار کرنا اور مسلمانوں کو شر و فساد اور تباہ کنی کے غلط مشورے دینا شرعاً حرام ہیں اور حرمت سے اجتناب کرنا اور یکمشت دائرہ رکھنا اور نمازوں کی پابندی کرنا شعارِ دین ہے۔ اور دیوبندیوں کی اپنی کتابلوں میں صد ہا گستاخیاں اور گندی گھونٹی توہینیں کرنا صحیح اور امر واقعی ہے۔ اور وقتِ مصیبت و حاجت کے بارگاہ

الہی بتوسل انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے عظام دعا کرنا سنت ہے۔ تو کوئی سنی ان امور کو غلط کہہ کر اپنی دولت ایمان کو کیوں برباد کرے گا۔ پھر بھی اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا ناواقفیت سے اُن کو غلط کہا تو یہ تکذیب شرع ہے لہذا اس پر تو بہ لازم ہے اور تجدید ایمان ضروری ہے۔ ہاں اسکو سرتاپا غلط کہنے والا کوئی بیدین دیوبندی وغیرہ گمراہ ہوگا۔ جس کا اصل مذہب اور عقیدہ ہی یہ ہے کہ توہین سرکار رسالت کو بڑی مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت بکری سمجھنا غلط ہے۔ اور محرمات سے اجتناب کرنا غلط ہے اور نصاریٰ اور گمراہوں کے شعار سے پرہیز کرنا غلط ہے۔ اور مسلمانوں کو شر و فساد اور تباہ کنی سے بچانا غلط ہے اور یک مشت داڑھی کار کہنا غلط ہے اور نمازوں کی پابندی کرنا غلط ہے۔ اور دیوبندیوں کا کتابوں میں سرکار رسالت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو نہ فقط برا جاننا بلکہ ان کا تنبیہ عوام کے لئے نقل کرنا بھی غلط ہے۔ اور بوقت مصیبت حاجت توسل حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بھی غلط ہے۔ بالجمہ اُن میں سے نہ کسی ایک بات کا بلکہ تمام امور کو سرتاپا غلط کہنے کی جرأت کوئی دیوبندی جیسا گمراہ و بیدین ہی کر سکتا ہے۔ کہ جب وہ توحید و رسالت ہی کے اہم عقائد کو غلط کہتے ہیں اور قرآن و حدیث ہی کے احکام کو غلط ٹھہرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا اس اشتہارِ بزم قادری کو سرتاپا غلط کہہ دینا کیا بعید ہے۔ لہذا جس دیوبندی نے اس اشتہار کو سرتاپا غلط کہا ہے اس نے اپنے کفریات میں اس سے مزید اضافہ کر لیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ المعتمد بنید سید کل النبی و مرسل

الصدیق محمد اجل غفرلہ اللہ عنہ و جل

مفتی مدرسہ اجل العلوم فی بلدہ سنہ ۱۳۷۱ھ



المكتبة الشاذلية في الباكستان
اردو
علم کی شمع